اوج



نعت نمبر 1

گورنمنٹ کالج، شاہدرہ، لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

الله

محمد رسول الله



دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا   ہم اس کے پاسباں ہیں یہ پاسباں ہمارا



تو ہی میری آرزو' تو ہی میری جستجو

اوج

علمی و ادبی مجلہ

◎

نعت نمبر

◎

جلد اوّل

◎

۹۳-۱۹۹۲ء

◎



سرپرست

پروفیسر میاں مقبول احمد

پرنسپل

ترتیب و تدوین

پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

مدیرِ اعلیٰ

معاون

محمد ریاض

مدیر

معاون

علی احمد

نائب مدیر

گورنمنٹ کالج شاہدرہ ◎ لاہور

تشکر

گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور کے علمی و ادبی پرچے "اوج" کا دو جلدوں پر مشتمل نعت نمبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں ایک تعلیمی ادارے کی طرف سے عقیدت و محبت کا نذرانہ ہے۔ مجلس ادارت اس دینی' ملی اور قومی نوعیت کے کام کے سلسلے میں جملہ اہل علم و دانش' افراد اور اداروں جن کے رشحات خامہ' تصاویر' خطاطی کے نمونوں اور دیگر لوازمات سے اسے مزین کیا گیا ہے' کو عقیدت و محبت کے اس نذرانے میں شریک خیال کرتے ہوئے بطور خاص شکر گزار ہے۔ اللہ کرے کہ یہ نذرانہ ہم سب کی طرف سے بارگاہ رسالتمآب (صلی اللہ علیہ وسلم) میں شرف قبولیت حاصل کرے۔ (آمین)

خصوصی مجلس مشاورت

برائے اوج نعت نمبر

پروفیسر سید محمد باقر رضوی	وائس پرنسپل
پروفیسر سید منور حسین نقوی	ڈین آف آرٹس
پروفیسر محمد سلیم قریشی	ڈین آف سائنس
پروفیسر سید اظہار الحسن	صدر شعبہ انگلش
پروفیسر میاں محمد معظم	صدر شعبہ سیاسیات
پروفیسر عابد رشید میر	صدر شعبہ فزکس
پروفیسر محمد مظہر عالم	صدر شعبہ تاریخ
پروفیسر محمد اسحٰق	صدر شعبہ اسلامیات
پروفیسر تنویر احمد بٹ	شعبہ اردو
پروفیسر اطہر رضا تانک	شعبہ اردو
پروفیسر اشفاق رشید	شعبہ اردو
پروفیسر عابد محمود بٹ	شعبہ انگلش
پروفیسر اختر شمار	شعبہ اردو

پرنسپل گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور نے میسرز حامد جمیل پرنٹرز ریتی گن روڈ لاہور سے چھپوا کر گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور سے شائع کیا۔

مشمولات

اداریات

پیغامات

حمد رب جلیل

نعت سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم)

عربی نعت

فارسی نعت

اردو نعت

نعت گوئی ○ سنت رحمٰن

نعت: فکر و فن

نعت چیست؟

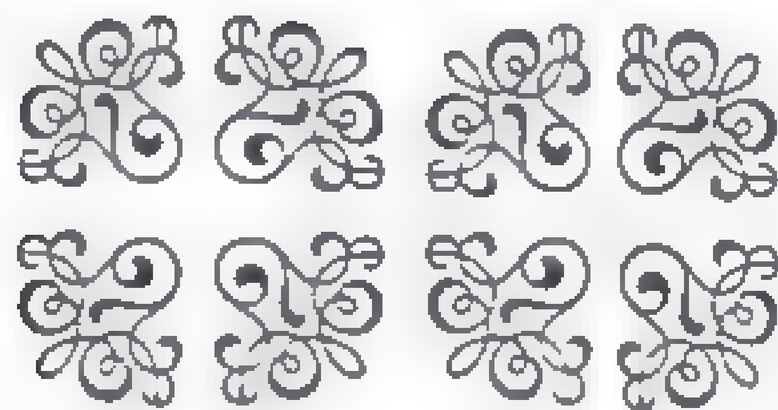
نگر نگر میں نعت

پنجاب میں نعت

پنجابی نعت (انتخاب)

نعت گو شعراء سے

------ قلمی مذاکرہ ------



روضۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریفہ کی جالیوں پر کندہ

نعتیہ اشعار

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرْبِ اَعْظُمُہٗ
فَطَابَ مِنْ طِیْبِہِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ
فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

ترجمہ

اے بہتر اُن سب سے جن کے اجسادِ شریفہ خاک میں مدفون ہوئے ہیں
اور اُن کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں
میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ سکونت فرما ہیں
اس قبر شریف میں پرہیزگاری ہے اور اسی میں جُود اور کرم ہے

اداریات

۹۲

پروفیسر میاں مقبول احمد (پرنسپل)

۹۲ علم اعداد کی روشنی میں آقائے دوجہاں حضور سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی علیہ التحیتہ والثناء کے اعداد کا مجموعہ ہے---- پچھلا سال حضرت عیسیٰ کے یوم ولادت کے حوالے سے ۱۹۹۲ء کا سال تھا۔ اگرچہ یہ انگریزی کیلنڈر کا سال تھا لیکن اس کی نسبت بھی اللہ کے ایک بلند مرتبت پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زندگی روز و شب اور ماہ و سال کا چکر ہے کہ چل رہا ہے۔ نہ رو کے رک سکتا ہے--- ہم ہیں کہ اس سے نہ الگ ہو سکتے ہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ ہمیشہ چل سکتے ہیں---- چنانچہ ۱۹۹۲ء میں سوچا---- برادر عزیز رفیق محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی سے ذکر ہوا کہ ۹۲ کا سال گزر رہا ہے یقیناً" ۲۰۹۲ء بھی آئے گا لیکن وہ ۹۲ ہماری زندگی میں اب پھر کبھی نہیں آئے گا---- ۹۲۔ کے اس عدد کی ہمارے آقا و مولیٰ سے ایک بڑی نسبت ہے---- اور یہ سال اگر ہمیں اپنی زندگی میں ملا ہے تو یہ اللہ رب العزت کا احسان ہے---- کیوں نہ اس سال کو کچھ عام ڈگر سے ہٹ کر منایا جائے--- اس سال کوئی ایسا کام کیا جائے جس کی نسبت بہرحال سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو---- اور وہ ایسا کام ہو جس کو سر انجام دے کر ایک روحانی مسرت بھی حاصل ہو اور اسے تا دیر یاد بھی رکھا جا سکے۔ پھر سوچا--- کہ لوگ اگر یاد بھی کریں گے تو پھر کیا ہے--- لوگوں کا یاد کرنا کونسا معیار ہے---- کونسی ایسی کامیابی ہے جو لوگوں کی واہ واہ سے دوگنی یا چوگنی ہو جائے گی---

چنانچہ ہم دونوں کئی دنوں تک اسی سوچ میں رہے کہ ایک دن ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی آئے---- چہرے پر مسکراہٹ تھی ---- میں نے اس غیر معمولی مسرت کی وجہ دریافت کی---- میاں صاحب---- ۹۲ کے سال سے سرکارؐ کو جو نسبت ہے۔ وہ کام میں نے تلاش کر لیا ہے------ ہمارا پچھلا شمارہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطاؤں کے طفیل جو ہمیں سرزمین پاک کا ٹکڑا اللہ رب العزت نے دیا' کی مناسبت سے قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر تھا---- لیکن ۹۲ کی مناسبت سے بس اوج کا ایک اور "اوج" دیکھ رہا ہوں------ میں نے تفصیلات جاننے کے لئے کہا---- کہنے لگے--- میاں صاحب خیال ایسا ہے کہ بات منہ سے نکل گئی تو پھر واپس نہ ہو گی------ کیونکہ یہ خیال بلاشبہ اللہ کی عطا ہے----- سوچ ایسی ہے کہ کوئی دوسری سوچ ایسی نہ ہو گی---- آپ خوش بھی ہو جائیں اور ملک و ملت کا بھی اس میں سراسر بھلا ہے---- میرا تجسس بڑھ رہا تھا---- دل دھڑکنے لگا---- کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹر آفتاب



پروفیسر میاں مقبول احمد (پرنسپل)



پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی (مدیر اعلیٰ)

احمد نقوی جو کہہ دے وہ کر دکھاتا ہے------ میں نے کہا---- اچھا کہو تو سہی------ کہنے لگے۔

۹۲ سرکار علیہ التحیۃ والثناء کے اسم مبارک کے اعداد کا مجموعہ ہے---- سن ہجری کے ۱۴۰۰ سو سال گذر چکے ہیں۔ چودہ صدیوں اپنے رہبر و رہنما حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت پیش کر چکی ہیں کیوں نہ ہم اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ عالیہ میں چودہ صدیوں کی مناسبت سے ۱۴۰۰ صفحات پر مشتمل نعت نمبر کا نذرانہ پیش کریں۔ اس میں اگر اضافہ ہو سکے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جس میں چودہ زبانوں بلکہ اس سے بھی زیادہ میں آقا حضورؐ کو خراج عقیدت بھی پیش کیا جائے اور چودہ سو سالہ خراج عقیدت کا جائزہ بھی لیا جائے---- اور کا چودہ سو صفحات پر مشتمل نعت نمبر اپنے اندر نعت کے حوالے سے ایک دائرۃ المعارف بھی ہو اور مقامات مقدسہ کی ایمان افروز تصاویر سے مزین بھی ہو------ میں سوچ میں پڑھ گیا---- کہ یہ سید زادہ ہے---- نعت کے موضوع کا والا و شیدا ہے---- دنیا بھر میں ان چند محقق کے افراد میں سے ایک ہے جنھوں نے نعت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کر کے دنیا میں شہرت بھی پائی ہے اور آخرت میں کامیابی کے لئے راستہ بھی ہموار کر لیا ہے---- مجھے یہ بھی یقین تھا کہ یہ ایسا نمبر تیار بھی کر لے گا---- لیکن ۹۲ میں یہ نمبر کیسے آسکے گا اور چودہ سو صفحات پر مشتمل نمبر کے اخراجات کس طرح برداشت ہو سکیں گے---- میں اسی سوچ بچار میں مصروف تھا لیکن دل میں میرے بھی مسرتوں کی لہر دوڑ گئی کہ بات---- ڈاکٹر صاحب نے میرے دل کی کہی ہے---- چنانچہ یہ بس قبولیت کا مرحلہ تھا کہ میں نے اللہ کے بھروسے اور آقا حضورؐ کی محبت میں ہاں کر دی----

اب کیا تھا؟---- ڈاکٹر صاحب مصروف ہو گئے---- لیٹر پیڈ بن رہا ہے---- ڈرافٹنگ ہو رہی ہے---- خطوط لکھے جا رہے ہیں---- پاکستان میں ارسال ہو رہے ہیں------ بیرون ملک بھجوائے جا رہے ہیں---- مضامین کا تقاضا ہو رہا ہے---- نعتوں کی بات سنائی دے رہی ہے---- نعت گو شاعروں کو سوانامہ بھجوایا جا رہا ہے---- نعت خوانوں سے بھی رابطہ ہو رہا ہے---- نعتیہ انجمنوں اور اداروں کو لکھا جا رہا ہے---- مسلم اور غیر مسلم جنھوں نے بھی آقا کی مدح و ثنا کی ہے' سے سلسلہ جنبانی طے ہو رہا ہے---- خطوط کے جوابات موصول ہونا شروع ہوئے---- تو پورے کالج کی ڈاک نعت نمبر کی ڈاک سے کہیں پیچھے رہ گئی----

میں یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر دل میں محسوس کر رہا ہے کہ یہ میری ملازمت کا ایک ایسا شمارہ تیار ہو رہا ہے جو نعت کے حوالے سے بلاشبہ ایک ریفرنس بک ہو گی----

میں نے بھی کئی بار مختلف کالجوں کے پرچے مرتب کئے---- خود اسی کالج کے اسی مجلے کے کئی شمارے ترتیب دیئے ہیں---- لیکن اب بات ہی کچھ اور تھی۔ ۹۲ گذر چکا تھا لیکن ابھی پرچے کی تکمیل کے دور دور تک کہیں آثار نظر نہیں آ رہے---- پوچھا---- ڈاکٹر صاحب کہنے لگا کہ یہ تو ۹۲ کی برکات ہیں کہ ۹۲ والی ذاتؐ نے ہمیں ۹۳ تک کے لئے بھی اس نعت نمبر کے کام کے لئے منتخب کر لیا ہے---- خیال ۹۲ کا ہے لیکن اس کی تعبیر ۹۳ میں اور بھی بھلی محسوس ہو گی۔---- میں چپ ہو رہا---- آخر کہہ بھی کیا سکتا تھا۔۔۔ کام ہی ایسا تھا۔

الحمدللہ پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے چند دنوں میں دوسری جلد بھی آپ کے پاس ہو گی----- نعت نمبر کے بارے میں صحیح فیصلے تو آپ کریں گے کہ اس کا معیار کیا رہا ہے----- آج تک شائع ہونے والے نعت نمبروں سے کتنا

نعت ہے------ ہوئے ہیں؟ کوتاہیاں کیا ہوئیں؟------ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سرسید نے اگر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے دریافت کرنے پر کہ میرے لئے دنیا سے کیا تحفہ لائے ہو --- کے جواب میں اگر "مسدس حالی" کو پیش کیا------ تو میں آگے بڑھ کر اللہ رب العزت کی بارگاہ عالیہ میں بس یہی عرض کروں گا کہ اے میرے خالق و مالک! --- میرے پاس تو تیرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مدح خوانوں کا ذکر خیر--- -- دو جلدوں پر مشتمل "دن" کا نعت نمبر ہے ---- جو میری زندگی بھر کی کمائی بھی ہے اور میری خلوص اور فکر کا مظہر بھی------ میری طرف سے یہ تحفہ قبول کر لے------

نعت نمبر کے بارے یہ عرض کر سکتا ہوں------ بس یہ تو صدیوں پر مشتمل منظوم ذکر رسالتماب کو سمیٹنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔ --- جو میں نے، میرے رفیق کار اور اچھی بات یہ ہے کہ ایک عاشق رسول پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے، میرے دیگر رفقائے کار اور طلباء نے کی ہے------

اس کوشش میں ہم اکیلے ہی نہیں وہ افراد اور ادارے بھی شامل ہیں جن کی نگارشات، منظومات، تصاویر، خطاطی کے نمونے اور دیگر سب چیزیں------ جن سے یہ گلدستہ سجایا گیا ہے------ میں ان سب اہل قلم، مضمون نگاروں، شاعروں، خطاطوں، اداروں اور کسی نہ کسی صورت معاونت کرنے والوں کا ممنون ہوں------ اس موقع پر میں مرتب و مدیر اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے دن رات ایک کر کے میری ریٹائرمنٹ کے موقع پر یہ نورانی گلدستہ ترتیب دیا اور میری عزت افزائی کی------ اور آخرت کے لئے سامان بخشش بھی فراہم کیا------

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کے لئے کام کرنے والے تمام افراد اور اداروں کو اجر عظیم عطا کرے جنہوں نے اس کار خیر میں ہمارے ساتھ حصہ لیا۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

تو ہی میری آرزو، تو ہی میری جستجو

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی
مدیر اعلیٰ "اوج"

مجھے آج اداریہ لکھنا ہے------

ہاں ہاں مجھے "اوج" کے نعت نمبر کا اداریہ لکھنا ہے-----

اداریہ تو اس وقت لکھا جاتا ہے جب کام مکمل ہو جائے۔ ذہن میں سوال ابھرا---- کیا کام مکمل ہو گیا؟---- کیا اداریہ لکھنے کا وقت آ پہنچا؟

جسم میں جھرجھری محسوس ہوئی------
ذہن ساکت ہو گیا-----
زباں گنگ ہونے لگی------
قلم لکھتے لکھتے رک گیا-------

میں بقول میر۔

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

یہ چند سطور لکھیں تھیں----- کہ قلم اور ذہن آپس میں یوں گتھم گتھا ہوئے کہ میں اداریے کی طرف پھر کئی روز تک متوجہ نہ ہو سکا۔ ایک طرف کاپیاں پیسٹ ہو گئیں----- تصاویر کا انتخاب ہو چکا----- میں سوچ میں پڑھ گیا----- اللہ رب العزت----- اب میری مدد کر----- ذہن کو کھول دے ----- ذہن اسی امید و بیم میں الجھا ہوا تھا کہ کمرے کی دیوار پر لٹکتی ہوئی گنبد خضریٰ کی روح پرور تصویر پر نظر پڑی۔ بس پھر کیا تھا----- فضا میں درود و نعت کے نغمے بکھرے گئے----- ذہن نے روحانی آسودگی محسوس کی----- معاً نعت کا یہ مصرعہ----- زباں گنگنانے لگی۔

تو ہی میری آرزو، تو ہی میری جستجو

بس----- پھر کیا تھا------ اک کیف تھا کہ بس ایسا جسے شاید الفاظ میں بیان نہ کر سکوں----- بس یہی کیف ذہن اور جسم و جاں کا حصہ بن گیا------

دل نے سوچا------
دماغ نے سوال کیا؟

کیا تو نے نعت نمبر تکمیل کے لئے شروع کیا تھا------ اگر خدانخواستہ ایسا ہے----- تو پھر----
ایں خیال است و محال است جنوں------ لیکن روح نے برجستہ کہا------

تو نے گنبد خضریٰ والے کی جستجو میں نعت نمبر کا ڈول ڈالا ہے----- تو نے تو آقا حضورؐ کی جستجو کے لئے اوج کے نعت نمبر کا یہ پروگرام بنایا تھا۔

تیرے حالات محدود تھے-------

تو بھی انسان ہے تیرے ساتھی بھی انسان تھے-------

تیرا کالج اس سے زیادہ کا کفیل نہ تھا------

تیری اپنی عقل محدود تھی-----

تیرا علم ناقص تھا-------

ہاں اگر یہ سب کچھ نہ بھی ہوتا تو تب بھی----- تو پھر بھی----- یہ دعویٰ جو اس کا سب سے بڑا سزاوار ہے اس نے بھی ورفعنا لک ذکرک تک ہی کی بات کی ہے----- تکمیل کا دعویٰ تو اس نے بھی نہیں کیا----- تو نے تو بس----- ذکر تاجدار حرمؐ ----- کے لئے نعت نمبر کا پروگرام بنایا تھا----- جو کچھ بس میں تھا ----- وہ تجھ سے ہو گیا کیونکہ بقول صوفی محمد افضل فقیر۔

کیا فکر کی جولانی کیا عرض ہنر مندی
توصیف پیمبر ہے توفیق خداوندی

سو! حضرات توفیق خداوندی کے ساتھ حاضر ہوں----- نعت نمبر کی کہانی سنانا بھی چاہوں تو شاید سنا نہ سکوں بس وہ بھی ایک لمحہ خاص تھا----- قبولیت کا لمحہ تک تھا----- جب میں نے اور میرے محترم پرنسپل پروفیسر میاں مقبول احمد صاحب نے نعت نمبر شائع کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

--- • • •

نعت تین حروف ن----- ع----- ت پر مشتمل لفظ ہے۔ لیکن اپنے اندر معانی و مفاہیم کا ایک بحر بیکراں رکھتا ہے۔ نعت اللہ رب العزت کی سنت ہے۔

نعت کہنا گویا اللہ کی سنت پر عمل پیرا ہونا ہے اور نعت سننا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونا ہے۔

نعت کہنا اور سننا سنت صحابہ کبارؓ ہے۔

نعت عبادت کی روح ہے۔

نعت اسرار و رموز حیات کی کشاف ہے۔

نعت درس بے خودی کی استاد ہے۔

نعت ایمان کی روح رواں، شناخت اور پہچان ہے۔

نعت فن شاعری کی معراج ہے۔

نعت دین و دنیا کا سرمایہ ہے۔
نعت تبلیغ دین کا لہراتا ہوا پرچم ہے۔
نعت موت و حیات کی ابدی روشنی ہے۔
نعت بندگی کی جان' ایماں کی پہچان اور وجدان کی داستان ہے۔
نعت ایک سرمدی آواز ہے جو دل کو آسودگی اور روح کو تازگی سے ہمکنار کرتی ہے۔



میں نے بھی اسی نعت کے حوالے سے کچھ کام پی ایچ ڈی کے مقالے کی صورت میں کیا تھا اور اب اوج کے نعت نمبر کے ذریعے کرنے کا موقع حاصل کر رہا ہوں۔ مطالعہ نعت میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ نعت گو میرے لئے باعث فخر و انبساط ہیں---- آقا حضورؐ اگر ایک نعت گو کے لئے چادر بچھایا کرتے تھے تو ہم نے بھی آپ کی سنت کی روشنی میں اپنا' اپنے پرنسپل' اساتذہ' طلبا اور ادارے کا قد سربلند کرنے کی کوشش کی ہے اور نعت کے حوالے سے کی ہے۔ ورنہ نعت نمبر کیا ہے؟ اور ہماری اوقات کیا تھی-؟

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جب پچھلے سال ۱۹۹۳ء میں نعت نمبر کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا---- ذہن نے خاکہ بنایا اور پھر اس میں رنگ بھرنے کے لئے تگ و دو شروع کی---- میرے وسائل اور میری مدت کار میرے سامنے تھی---- اور پھر ذکر اس کا جو صاحب ور فضائل ذکر کہ---- سچی بات تو یہ ہے کہ حالات و واقعات اور کام کی رفتار پر نظر پڑتی تھی۔ مالی دشواریوں اور وقت کی کمی کا نقشہ سامنے آتا تھا۔ تو جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی اور بے ساختہ زباں پر پیر مہر علی شاہؒ کی نعت کا مصرعہ آ جاتا تھا۔

گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

لیکن جب کام شروع کیا---- خاکہ بنایا---- خطوط لکھے---- قلمی تعاون کے لئے استدعا کی گئی۔ مضمون نگاروں' شاعروں' نعت خوانوں' نعت کے فروغ کے لئے کام کرنے والے افراد اور اداروں سے---- اس سلسلے میں ملت اسلامیہ کے ہر مکتبہ فکر سے رابطہ قائم کیا---- بلکہ بات صرف یہیں تک محدود نہیں اس میں مذہب و ملت کی قید بھی روا نہ رکھی گئی کیونکہ---- میرے آقا و مولیٰ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانیت اگر پیغمبر خدا تسلیم نہیں کرتی تو نہ سہی---- لیکن صدیوں پر محیط پوری انسانیت کا قافلہ آپ کو اپنا رہبر و رہنما تو مانتا ہے---- آپ سب کے آقا و مولیٰ تو ہیں---- بلکہ بقول دلو رام کوثری ۔

کچھ عشق محمدؐ میں نہیں شرط مسلماں
ہے "کوثری" ہندو بھی طلبگار محمدؐ

چنانچہ خطوط کا یہ سلسلہ پاکستان کے مختلف شہروں تک ہی محدود نہیں رہا---- بھارت' بنگلہ دیش' نیپال' ایران' مصر'

سعودی عرب' دوبئی' ترکی' برطانیہ' فرانس' ڈنمارک' سویڈن' ناروے بلکہ امریکہ تک پھیل گیا----- میں نے مختلف زبانوں کے ماہرین' اساتذہ' اہل قلم' صحافی' دانشور' سیاستدان مختصر یہ کہ ہر شعبہ زندگی سے وابستہ افراد کو خطوط لکھے جس کا اگرچہ سو فی صد تعاون تو نہیں ملا----- اور نہ ہی ایسا ہوا کرتا ہے----- مگر اتنا رسپانس ضرور ملا جس کی نہ مجھے اور نہ میرے ادارے کو توقع تھی بلکہ میرے بعض کرم فرماؤں نے تو میری اس ساری تگ و دو کو "مجنوں کی سرگزشت" قرار دیا----- اور کہا----- دیکھیں گے آپ کو کون جواب دیتا ہے----- لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجھے اہل علم و دانش نے اتنا رسپانس دیا----- جتنا کبھی وہم و گماں میں بھی نہیں ہو سکتا تھا----- بسا اوقات نہیں بلکہ اکثر اوقات کالج کی تمام ڈاک سے زیادہ ادارے کے نعت نمبر کی ڈاک ہوا کرتی تھی----- اور یہ ڈاک اندرون و بیرون ملک سے مسلسل موصول ہو رہی تھی-----

کمال کی بات یہ ہے کہ بیرون ملک سب سے پہلا جواب پروفیسر جگن ناتھ آزاد کا تھا جبکہ اندرون ملک پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق جاوید کا خط ہی نہیں بلکہ مضامین بھی موصول ہوئے----- بس پھر کیا تھا----- ڈاک آتی رہی جس میں نعت نمبر کے لئے میرے سوالناموں کے جوابات بھی تھے اور مضامین بھی----- مختلف زبانوں میں نعتیہ کلام بھی اور مفید ترین مشورے بھی----- بس یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا یہ ڈاک ذکر رسول کی رم جھم تھی جو برس رہی تھی-----

مجھے ساتھ ساتھ ایڈیٹنگ کے فرض سے بھی سبکدوش ہونا تھا----- ہوا----- کتنا کامیاب رہا اور کتنا نہیں----- یہ تو اصحاب فکر و دانش ہی بتائیں گے جن کی نگارشات پر میں نے ادارت کی چھری کو تیز رکھا ہے اس سلسلے میں میرے پیش نظر

طوالت سے اختصار-----

غیر متعلق مباحث سے پرہیز-----

اختلافی مسائل سے اجتناب-----

کسی کی دل آزاری سے گریز-----

رہے----- سرمایہ جو کچھ موصول ہوا اسے حتی المقدور شائع کرنے کی خواہش تھی- دوستوں کی کرم فرمائی کا یہ عالم تھا کہ نعت گو شاعروں میں ایک مہربان نے بیالیس صفحات پر مشتمل جواب نامہ ارسال کیا جو نعت نمبر میں صرف تین صفحات پر شائع ہو رہا ہے- احباب نے تعاون کیا----- میں اس سلسلے میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان سب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے عریضے کو مقام دیا----- باقی حقیقت یہ ہے کہ جنہوں نے جواب دیا----- انہوں نے مجھے جواب سے سرفراز ہی نہیں فرمایا بلکہ انہوں نے نعت اور صاحب نعت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا (میں اہل قلم کے اس تعاون کے قصے بیان کروں تو اداریہ بذات خود ایک طویل مقالہ بن جائے گا) یہاں بس اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ بعض احباب کو میرا خط تاخیر سے ملا وجہ ڈاک کا ناقص نظام بھی ہے اور ایڈریس کا غلط ہونا بھی----- سابقہ ایڈریس پر خط کا ملنا بھی اور کسی کی معرفت تاخیر سے ملنا بھی ہو سکتا ہے لیکن محبت رسول کا یہ عالم تھا کہ خط میں جو بھی قلمی تعاون مانگا گیا انہوں نے تاخیر کی وجہ بیان کرنے کے ساتھ مثبت جواب دیا اور مجھے یہ اجازت بھی مرحمت فرمائی کہ بے شک

ارسال کردہ مواد شائع نہ کیا جائے کیونکہ یہ آپ کو بروقت بھجوایا نہیں جا سکا (حالانکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہ تھا) سچی بات تو یہ ہے کہ ایسا کیوں نہ ہوتا؟----- معاملہ نعت کا تھا' محبت کا تھا اور عقیدت کا----- چنانچہ احباب کی تازہ ترین تحریروں سے مزین اور مطبوعہ' رسائل و جرائد سے انتخاب کی صورت میں نعت نمبر کا یہ گلدستہ حاضر ہے-----

جلد اول میں آپ کو اکابر کے پیغامات' حمدیہ کلام' عربی' فارسی' اردو اور پنجابی نعت کا انتخاب بھی میسر ہو گا جبکہ نعت کا تصور قرآن کی روشنی میں----- یہ ایک مقالہ بھی----- اس جلد میں "نعت کیا ہے" کے حوالے سے نعتیہ منظومات بھی ہیں جبکہ نعت کے فکر و فن پر سیر حاصل مضامین و مقالات بھی-----

زیر نظر شمارے کا ایک اہم ترین حصہ---- پاکستان بھر میں نعت کے ماضی و حال کی تصویر بھی آپ کے سامنے لا رہا ہے- چنانچہ یہاں آپ کو بلوچستان سے لیکر سندھ تک میں نعت کے فروغ کی داستان بھی میسر ہو گی جبکہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں فروغ نعت کی دلاویز کہانی بھی دکھائی دے گی ---- یہاں آپ کو معروف اہل قلم بھی نظر آئیں جبکہ اس کوچہ عشق میں واردان تازہ بھی- ان میں سے بعض ایسے ہیں جو "نعت قبیلے" میں اپنی پہلی نثری تحریر کے ساتھ حاضر ہیں جبکہ ایسے بھی جنہوں نے عمر بھر نعت کے حوالے سے بہت کچھ لکھا ہے-

اس جلد میں طویل ترین باب "نعت گو شعراء سے قلمی مذاکرہ" ہے جس کے ذریعے آپ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مداحان مصطفےٰ کے خیالات و جذبات اور نظریات و تصورات سے آشنائی حاصل کریں گے----- ظاہر ہے یہ ان عاشقان صادق کی اپنی داستان ہے جو انہوں نے اپنے نوک قلم سے تحریر کی ہے---- ان جوابات کی مدد سے مستقبل کے محقق اور نقاد کو یقیناً" نئی راہیں سجھائی دیں گی اور وہ اس وقت اوج کے اس نعت نمبر کے بارے میں صحیح فیصلے کر سکے گا-

میں ایک بار پھر اس تمام خواتین و حضرات جنہوں نے قلمی تعاون سے کسی بھی صورت میں معاونت کی---- کا شکر گزار ہوں- جبکہ ان تمام اداروں اور افراد کا بھی جن کی محنتوں اور کاوشوں سے ہم نے اس گلدستے کو جاذب نظر بنانے کی کوشش میں کامیاب ہوئے' کا بھی تہ دل سے شکر گزار ہوں---- اللہ انہیں جزائے خیر سے نوازے- اس موقع پر کالج کونسل' رفقائے کار اور مجلس ادارت کے دیگر ساتھیوں کا بھی شکریہ ادا کرنا اپنے لئے سعادت خیال کرتا ہوں-

اس موقع پر میں اپنے محترم پرنسپل جناب پروفیسر میاں مقبول احمد کا شکریہ ادا نہیں کروں گا اور نہ ہی استاد گرامی جناب پروفیسر سید خورشید حسین بخاری کا---- جنہوں نے میری قدم قدم پر رہنمائی کی---- اول الذکر نے مجھے مالی معاملات میں بے نیاز کر دیا تھا جبکہ ثانی الذکر نے ہر قسم کی پروف ریڈنگ سے لیکر کاپی پیسٹنگ تک کے مراحل میں نگرانی کر کے بے لوث تعاون کا یقین دلا کر نہیں بلکہ عملی تعاون کر کے ثابت کر دیا ہے-

ے ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

اس طرح یہ میرے دونوں مشکل مرحلے تھے جو میرے ان بزرگوں نے حل کر دیئے----- اب انسان ایسے محسنوں کا کن الفاظ میں شکریہ ادا کر سکتا ہے- بس یہی کہوں گا

ے ہر مو ہمارے تن پہ زبان سپاس ہے

دوسری جلد کے اداریے تک کے لئے اجازت دیجئے- اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو-

پیغامات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



MINISTER

MINISTER FOR FINANCE AND
ECONOMIC AFFAIRS
GOVERNMENT OF PAKISTAN

D.O.NO.

Islamabad, the ۱۷-۱۲-۱۹۹۲

مجھے یہ جان کر مسرت ہوئی ہے کہ آپ اپنے علمی اور ادبی مجلّے "اوج" کا خاص شمارہ نعت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) نمبر شائع کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ نعتیہ کلام کو ہمارے معاشرے میں ایک بلند مرتبہ اور مقام حاصل ہے اور اس کلام کو نہایت عزت اور احترام سے پڑھا اور سنا جاتا ہے کیونکہ اس کلام میں محسن انسانیت کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

آپ کے ادارے کا یہ مجلّہ نوجوان طلبہ کی تعلیم و تربیت اور ان کے کردار کی تعمیر کے لئے اہم فریضہ ادا کر چکا ہے۔ اس کا "نعت نمبر" طلبہ میں اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے میں نمایاں کردار ادا کرے گا۔ یہ خصوصی شمارہ اس بات کا مظہر ہے کہ آپ کے کالج کی انتظامیہ اور زیر تعلیم طلبہ کو اسلام سے کس قدر لگاؤ ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ کی کوشش کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوگی۔

سرتاج عزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار: "ایگریڈیو"
فون: ۸۲۱۹۰۵

وفاقی وزیر برائے خوراک،
زراعت و امداد باہمی،
حکومت پاکستان،
اسلام آباد

۲۶ [illegible] ۱۹۹۲ء

مراسلہ نمبر:

[illegible] ٹاؤن شاہدرہ لاہور کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نعت نمبر کی ترتیب دوران نسل میں حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا کرنے کی ایک مستحسن کوشش ہے، جو لائق ستائش ہے۔ دراصل مادیت پرستوں اور فلسفہ حیات سے صحیح معنوں میں آگاہی آنحضرت کی ذات گرامی اور سیرت طیبہ کے تمام پہلوؤں کو جانے بغیر ممکن نہیں۔ قوموں کی بقا اور ترقی کے نام نہاد "ازموں" کے موجودہ دور میں اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو انسان کی جسمانی و روحانی اور دنیاوی و اخروی زندگی کے تمام پہلوؤں کا مکمل احاطہ کرتے ہوئے اس کی رہنمائی کرتا ہے اور یہ رہنمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو مکمل طور پر جانے بغیر حاصل کرنا ناممکن ہے

قرآن حکیم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتا ہے۔ چنانچہ تمام امت کے لئے حضور نبی کریمؐ کی مدح سرائی اور ان کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کرنا تسکین قلب و جان کا باعث بنتا ہے۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کی ذات گرامی اور تعلیمات کو عام کرنے کا ایک اہم اور موثر ذریعہ ہے۔ جس کے حوالے سے ہم اپنی نوجوان نسل کو زندگی کے صحیح راستے پر گامزن رکھ سکتے ہیں۔ ہمیں یہ فریضہ من حیث القوم پورے خلوص، دیانتداری اور تندہی سے انجام دینا چاہئے۔

آئیے ہم سب نبی آخر الزمان کی مدح سرائی کرتے ہوئے اللہ کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ ہم سب کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت گرامی کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے تاکہ یہ ملک عملی طور پر اسلام کا گہوارہ بن سکے۔ آمین!

(ملک عبدالمجید)

Special Assistant
to the Prime Minister

Prime Minister's Secretariat (Public)

Islamabad the ۱۶ دسمبر ۱۹۹۲ء

یہ امر باعث سعادت ہے کہ آپ گورنمنٹ کالج شاہدرہ کے علمی و ادبی مجلے کا نعت نمبر شائع کر رہے ہیں' میری طرف سے اس موقع پر دلی مبارک باد قبول فرمایئے۔

نعت میری نظر میں سنت الٰہی ہے' جس کی اتباع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کیے جاتے ہیں۔ نعت وہ اظہار عقیدت ہے جس سے ایک مومن کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلبی محبت اور ایمانی وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔ خوش بخت ہیں وہ لوگ جو سنت الٰہیہ کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ السلام کی تعریف و توصیف کے نغمے گاتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی یہ کوشش قبول فرمائے۔ آمین!

چوہدری نثار علی خاں

No.F.[illegible]/92-[illegible]
Government of Pakistan
Ministry of Population Welfare

Islamabad, the 23rd December, 1992

سب سے پہلے تو گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ لاہور کے مجلہ "اوج" کی طرف سے نعت نمبر کی اشاعت پر ہدیہ تحسین و تبریک قبول کیجئے۔

نعت عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں تعریف کرنا' لیکن اصطلاحاً یہ لفظ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف کے لئے مخصوص ہو چکا ہے۔

خدائے بزرگ و برتر نے اپنے کلام پاک میں جا بجا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کی ہے گویا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات حامد ہے اور حضور محمد ---(صلی اللہ علیہ وسلم)

کلام الٰہی میں حضور سرور کائنات پر درود و سلام بھیجنا مومنین پر فرض قرار دیا گیا چنانچہ ہر دور کے شعراء نے بھی نعت گوئی میں طبع آزمائی کی' حتیٰ کہ بعض ہندو اور غیر مسلم شعرا نے بھی مدحت رسول میں اپنے قلم کے جوہر دکھائے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں نعت گوئی کی سعادت حاصل ہوئی اور لائق تحسین ہیں آپ جنہیں نعت نمبر مرتب کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

آج کی تیز رفتار مشینی زندگی میں جب انسان خود بھی ایک مشین کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے' روحانی قوتیں کم ہو رہی ہیں اور اخلاقی قدریں اپنی اہمیت کھو چکی ہیں ایسے میں نعت نمبر شائع کرنے کے سلسلے میں آپ کی کاوش قابل داد ہے

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اسلام اس کی بنیاد ہے لہٰذا ہمارے عوام اور خصوصاً ہمارے نوجوانوں کی کردار سازی اور فکر و نظر کی بالیدگی کے لئے ان کی اخلاقی و روحانی تربیت بے حد ضروری ہے۔ اس کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ انہیں رہبر اعظم و آخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے روشناس کرایا جائے۔ ان کے دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی محبت' عقیدت اور عظمت کے جذبات کو پروان چڑھایا جائے----- نعت بلاشبہ اس کا بہترین ذریعہ ہے۔

رانا نذیر احمد خان

وزیر مملکت برائے بہبود آبادی و جنگلات

Prof. Dr Farman Fatehpuri (S.I.)
M.A. LL.B. B.T. Ph.D. D.Litt.
Chief Editor & Secretary
URDU DICTIONARY BOARD
Ministry of Education Govt. of Pakistan
Gulshan-e-Iqbal No. 5, Karachi 47
Phones Office 468887 464839
Res. 463107 402836



پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری (ستارۂ امتیاز)
اردو لغت بورڈ

شاعری کی دنیا میں نعت کو عموماً" ایک صنف سخن سمجھا جاتا ہے اور یہ غلط نہیں ہے۔ اسی طرح نعت گوئی کو رسول اکرمؐ کی مدحت منظوم سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ بھی صحت سے دور نہیں ہے لیکن بات صرف یہیں تک نہیں ہے کہ نعت محض ایک مستحسن تخلیقی عمل ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اس عمل کی اہمیت و عظمت یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لئے یہ عمل' فریضے کی حیثیت رکھتا ہے۔ فریضہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اللہ جل شانہ نے صرف یہی نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب و ممدوح کہا ہے اور قرآن پاک میں طرح طرح سے آپؐ کی تعریف و توصیف بیان کی ہے بلکہ آپؐ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دے کر گویا آپؐ کی مدح و ثنا کو مسلمانوں پر فرض کر دیا ہے۔ ایسے میں نعت گوئی محض شاعری نہیں رہتی بلکہ ارشاد باری تعالیٰ کی تعمیل اور عبدیت کی تکمیل قرار پاتی ہے۔

محترم ہیں وہ لوگ جو نعت گوئی کی اہلیت رکھتے ہیں' قابل تکریم ہیں وہ نفوس جو نعتیہ شاعری اور نعت گو شعرا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں' تعظیم کے لائق ہیں وہ اصحاب جو نعت و نعت گوئی کے فروغ و اشاعت میں قولاً" و عملاً" حصہ لے رہے ہیں اور تہنیت و تبریک کے مستحق ہیں وہ طلبہ و اساتذہ' موتبین و معاونین' اور محرکین و مدیران' جو "اوج" کو "نعت نمبر" کی صورت دے کر اپنے اور اپنے ادارے کے مقدر کو اوج پر لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی یہ کوشش ہر طرح کارگر و ثمربار ثابت ہو گی۔

پروفیسر ڈاکٹر وحید قریشی

بزمِ اقبال لاہور

ہماری شاعری میں نعت کی روایت بڑی مضبوط اور توانا رہی ہے۔ فارسی میں نعتیہ سرمایہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اردو میں بھی نعتیہ روایت کو مسلمان شعراء کے ساتھ ساتھ غیر مسلم شعراء نے بھی اختیار کیا۔ نعتوں کی تدوین کے بارے میں ابھی زیادہ کام نہیں ہوا۔ اردو میں ارمغان نعت کے بعد بعض پرچوں کے نعت نمبر اہمیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے جو خود بھی نعتیہ ادب میں اختصاص رکھتے ہیں اُوج کے ضخیم نعت نمبر کا ڈول ڈالا ہے۔

ہمارے ہاں نعت کے جو مجموعے ترتیب پاتے رہے ہیں ان میں مرتبین کے اپنے ذاتی رجحان کی بنا پر کوئی ایک پہلو زیادہ نمایاں رہا ہے۔ کلاسیکی سرمائے میں مقبول نعتوں کو ہر انتخاب میں جگہ دی جاتی رہی لیکن اس کے بعد اپنے اپنے ذوق کی پاسداری میں کسی نے ہندی آمیز نعتوں کو زیادہ اہمیت دی، کسی نے تضمینوں پر زیادہ توجہ دی تو کسی نے پابند نعتیہ نظموں کو اہمیت دی لیکن نعت کے جملہ پہلوؤں اور زبان و بیان کے مختلف رنگوں کو بیک وقت اہمیت نہیں دی گئی۔ ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، بنیادی طور پر ادب کے طالب علم ہیں، اس لئے اس نعت نمبر میں ادبی پہلو زیادہ ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ لہٰذا پابند نظموں سے لے کر آزاد نظم تک نعت کو ہر شکل سے یکساں اہمیت دی گئی ہے۔ اس اعتبار سے یہ انتخاب قدیم و جدید نعت کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی مختلف زبانوں میں جو نعتیں کہی گئی ہیں ان کے مفصل حوالے بھی آپ کو اس دستاویز میں ملیں گے۔ پاکستان کی مختلف علاقائی زبانوں کو بھی بھرپور نمائندگی دی گئی ہے اور سب سے بڑھ کر نعت کے مختلف پہلوؤں پر مختلف مقالے بھی اس علمی دستاویز کا حصہ ہے۔ میں اس شاندار کارنامے پر پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، مدیر اعلیٰ اوج، پرنسپل، اساتذہ اور طلباء کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے اوج کے اس نعت نمبر کے ذریعے ہمارے ادب کی ایک ایسی شناخت کرائی ہے جسے تاریخ و انتقاد ادبیات میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

میرزا ادیب

فون ۲۳۵۴۴۲

لالۂ صحرا، ... اسلام پورہ، لاہور

موجودہ دور میں نعت ہمارے ادب کی ایک بڑی اہم صنف کے طور پر سامنے آئی ہے۔ پاکستان کا ہر شاعر، وہ بڑا ہو یا چھوٹا، شہرت یافتہ ہو یا ابھی شہرت کے پہلے مرحلے پر کھڑا ہو، نعت نگاری کو اپنا دینی اور تخلیقی فریضہ سمجھتا ہے۔ "صحیفۂ پاکستان" کی قومی زبان اردو اور تمام صوبائی اور علاقائی زبانوں میں نعت کا کارواں مسلسل بڑھتا چلا جا رہا ہے اور نعتیہ ادب میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

میں اپنے عزیز دوست ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کی مدیرانہ صلاحیتوں کا دل و جان سے معترف ہوں۔ مضامین کی فراہمی اور ان کی سلیقہ مندانہ ترتیب میں ڈاکٹر صاحب کو کمال فن حاصل ہے۔

وہ اوج کا پہلے ہی ایک گراں قدر خاص نمبر "اقبال و پاکستان" شائع کر چکے ہیں۔ اب ڈاکٹر صاحب اس کے نعت نمبر کی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں۔

مجھے یقین کامل ہے کہ یہ نمبر نعتیہ ادب کا ایک جامع مرقع ہوگا۔ میں اس کا منتظر ہوں اور میری طرح بے شمار لوگ اس کی اشاعت کا انتظار کر رہے ہیں۔



فون : 874515/878168

اردو سائنس بورڈ

299 - اپر مال ، لاہور

[illegible]

[illegible]

یہ اطلاع میرے لئے انتہائی خوشی کن ہے کہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور اپنے موقر جریدے "اوج" کا نعت نمبر شائع کر رہا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجالے' یوں تو ہر زمانے کی ضرورت ہیں' لیکن اس کی جتنی ضرورت آج ہے' شاید اس سے پہلے اتنی کبھی بھی نہ رہی ہو' کیونکہ مادیت کی تاریکی نے بڑی بڑی عقلوں اور سمجھوں کو اپنی بغل میں لے رکھا ہے' انسانیت کو اس عذاب سے نجات دلانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ذکرِ نبیؐ کو عام کیا جائے۔

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی مرتب و مدیر اعلیٰ "اوج" یقیناً ایک ایسا کام کر رہے ہیں جو انہیں دنیا میں بھی سرخرو کرے گا اور آخرت میں بھی۔ میں اس اعزاز پر گورنمنٹ کالج شاہدرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(اشفاق احمد)



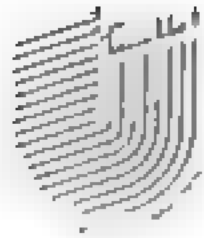
صدر نشین

فون دفتر ۲۱۲۹۳۸
گھر ۸۵۱۳۳۶

ڈاکٹر جمیل جالبی

تاریخ ۱۳۔ نومبر ۱۹۹۲ء

یہ معلوم کر کے انتہائی خوشی ہوئی کہ آپ گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور کے علمی و ادبی مجلہ "اوج" کا نعت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نمبر ترتیب دے رہے ہیں۔ نعت ہماری پر اثر صنف سخن ہے۔ جس میں کم و بیش ہر شاعر نے طبع آزمائی کی ہے اور اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے بہترین نمونے پیش کئے ہیں۔ امید ہے کہ طلبہ و اساتذہ اس شمارے کے لئے محنت سے مضامین لکھیں گے تاکہ روح نعت "اوج" کے قارئین تک پہنچ سکے۔ اگر ممکن ہو تو اردو نعتوں اور نعتیہ اشعار کا ایک کڑا انتخاب بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ میں اس موقع پر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی مدیر اعلیٰ اوج اور طلبہ و اساتذہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ نعت نمبر کی صورت میں یہ مجلہ کامیابی سے پوری طرح ہمکنار ہو۔



یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد

UNIVERSITY GRANTS COMMISSION, ISLAMABAD

H 9 Islamabad Pakistan Telex [illegible]

Phones [illegible]

Prof G. J. Pareshan Khattak

[illegible]

Chairman

[illegible] کالج [illegible] دوران اپنی اشاعت حضور سرور کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ترتیب [illegible] باعث صد افتخار ہے۔ نسل نو میں عقیدت رسول کے جذبے کو اجاگر کرنا اور انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور قامت سے آگاہ رکھنا ہم سب کا فرض بھی ہے اور کار آخرت بھی۔ مجھے جب یہ معلوم ہوا کہ [illegible] کالج کے [illegible] مجلے کو صرف اور صرف ایک ہی عنوان تک شائع کیا جا رہا ہے اور وہ عنوان نعت حبیبؐ ہے تو مجھے ایک گونا گوں مسرت آمیز حیرت کا احساس ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ دل میں ایک خواہش بھی جاگی کہ اس میں میرا حصہ بھی ہونا چاہئے۔ دین متین کے [illegible] عقیدت مند اور وطن عزیز کے ادنیٰ کارکن ہونے کی حیثیت سے مجھے قلق رہے گا کہ میں اپنا منظوم کلام عقیدت اس مجلے کے لئے پیش نہ کر سکا۔ یہ قرض میں انشاء اللہ بہت جلد چکاؤں گا۔

میری دعا ہے کہ یہ مجلہ پوری آب و تاب کے ساتھ منظر عام پر آئے اور فرزندان توحید و رسالت کے دلوں میں عقیدت کی [illegible] کو تیز تر کرے۔ مجلے کے مرتبین طلباء اور اساتذہ کی خدمت میں میری جانب سے گلہائے [illegible] و مبارکباد۔

پروفیسر پریشان خٹک

‹۸۹›

اکادمی ادبیاتِ پاکستان

PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS

GHULAM RABBANI AGRO

Tele [illegible]

Cable "ACADEMY"

[illegible] ISLAMABAD

Dated 24/11/[illegible]

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی سے یہ معلوم کرکے بے حد خوشی ہوئی کہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور کے علمی و ادبی مجلہ اوج کا نعت رسول مقبول نمبر شائع ہو رہا ہے۔

طلوع اسلام سے لے کر اب تک لاتعداد شاعروں نے اپنے اپنے انداز سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے خراج عقیدت پیش کیا ہے اور ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا۔

نعت گوئی کا بنیادی مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار ہے۔ کسی بھی مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت نہ کرے۔ مدحت رسول کا یہ اعزاز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوتا ہے۔ ہر شخص کو یہ مقام حاصل نہیں ہے کہ اس کا قلم نعت رسول مقبول لکھے۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور کے اساتذہ بالخصوص پروفیسر میاں مقبول احمد اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے یہ مستحسن فیصلہ کیا ہے۔

غلام ربانی آگرو

پروفیسر حفیظ تائب

☆ —— پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور نے اپنے کالج میگزین "اوج" کا نعت نمبر شائع کرنے کا جو ارادہ کیا ہے وہ بہت ارفع اور مبارک ہے۔ ادبی حوالے سے اس کام کی بڑی اہمیت بنتی ہے کیونکہ نعت ہمارے دین و ایمان کے اظہار کی ایک جمالیاتی صورت ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارا وہ بے مثال ادبی ورثہ بھی ہے جو ہمیں ایمان کے راستے میں ہمیشہ استقامت عطا کرتا ہے۔
نعت گوئی کا مبارک سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے بہت پہلے شروع ہو گیا تھا۔ پہلی امتیں بھی اپنی الہامی کتب اور انبیائے کرام کی تعلیمات کے ذریعے آپؐ سے واقف تھیں۔ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعت گوئی کی خود حوصلہ افزائی فرمائی اور اس سے رہنمائی کا کام بہت خوبصورتی سے لیا۔

نعت دنیا بھر کی زبانوں میں موجود ہے جبکہ پاکستانی زبانوں میں نعت کا جو سرمایہ موجود ہے اس پر کام کرنا بھی کچھ کم مشکل نہیں جبکہ "اوج" کے مدیر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی جو تحقیق و مطالعہ نعت میں منفرد مقام پر فائز ہیں نے مختلف زبانوں میں بھی نعت کے ذخیرے کو سامنے لانے کا عزم کیا ہے۔ یہ کام اتنا پھیلا ہوا اور وسیع ہے کہ اس کی طرف کسی بہت باوسائل اور بااختیار ادارے کو رجوع کرنے کی ضرورت تھی جبکہ یہ کام ہمارے برادر عزیز پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی جس ذوق و شوق کے ساتھ سرانجام دینے کا عزم رکھتے ہیں اس پر ان کے حوصلے کی داد دینا بہت ضروری محسوس ہوتا ہے۔ صدق دل سے کام کرنے والے لوگ کوہ بے ستوں سے دودھ کی نہر نکالنے پر بھی قادر ہو جاتے ہیں۔ مجھے ڈاکٹر صاحب کی بلند ہمتی کا بہت حد تک اندازہ کہ وہ اس کام کو بہت معنوی اور صوری حسن کے ساتھ سرانجام دینے میں ریکارڈ قائم کریں گے۔

اس موقع پر کالج کے پرنسپل پروفیسر میاں مقبول احمد، اساتذہ کرام اور طلباء کو بھی نعت کے سلسلے جو محبت ہے، جس کا ثبوت وہ "اوج" کے دو جلدوں پر مشتمل نعت نمبر کی اشاعت کی صورت میں فراہم کر رہے ہیں، پر مبارکباد پیش کرنا سعادت خیال کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نعت کے سلسلے میں اس گرانقدر کام کرنے والے افراد اور ادارے کی یہ کاوش حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قبول فرمائے اور اسے دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کا وسیلہ بنائے
آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد چیمہ

ناظم تعلیمات عامہ (کالجز) پنجاب

مجھے یہ جان کر انتہائی مسرت ہوئی ہے کہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور کے علمی و ادبی مجلے "اوج" کا نعت رسول مقبول "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" نمبر شائع کیا جا رہا ہے۔ نعت ہمارے ادب کا وہ روشن اور تابندہ حصہ ہے جس سے ہماری شاعری دل کی گہرائیوں میں اترتی اور انسانی کردار و افکار کو بالیدگی عطا کرتی ہے۔ نعت بلاشبہ ہماری شعری روایت کا مجموعہ ہے جس سے ہماری ادبی دنیا کی چمک دمک میں ہمہ وقت اضافہ ہو رہا ہے۔

گورنمنٹ کالج شاہدرہ کا نعت نمبر شائع کرنے کا فیصلہ بلاشبہ ہمارے کالجز کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو گا۔ کیونکہ آج تک ہمارے تعلیمی اداروں نے قومی حوالے سے بلاشبہ بڑے اہم شمارے شائع کئے ہیں۔ جن میں اسی کالج کے مجلے "اوج" کے قرار داد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر کو بہرحال امتیازی مقام حاصل ہے۔ سیرت رسولؐ کے حوالے سے بھی وقیع شمارے سامنے آئے ہیں جب کہ نعت کے سلسلے میں کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا۔ گورنمنٹ کالج شاہدرہ کا یہ کام بلاشبہ ہمارے تعلیمی اداروں پر موجود قرض کی ادائیگی کی ایک صورت ہو گی جس کے لئے میں کالج کے پرنسپل پروفیسر میاں مقبول احمد، مدیر اعلیٰ اوج پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی اور مجلس ادارت کے دیگر اراکین کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد بھی پیش کرتا ہوں اور دعا گو بھی ہوں کہ نعت کا یہ خصوصی شمارہ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پنجاب بھر کے کالجز کی نمائندگی کرتے ہوئے شرف قبولیت حاصل کرے۔ اور ہماری نوجوان نسل کی فکری غذا کا باعث بھی بنے۔

پروفیسر محمد اشرف صدیقی

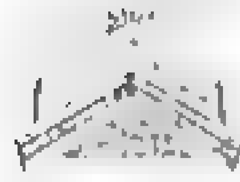
ناظم تعلیم (کالجز) پنجاب

[illegible] پہچانے جاتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] تیار کرے۔ آمین!



BOARD OF INTERMEDIATE & SECONDARY EDUCATION
6-Mozang Road, Lahore

اوج کے "نعت نمبر" کے لئے پیغام جاری کرنا میرے لئے باعث صد افتخار اور سعادت عظیم ہے۔ میں پرنسپل پروفیسر میاں مقبول احمد صاحب، ایڈیٹر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی صاحب اور گورنمنٹ کالج شاہدرہ کے طلباء کا ممنون و مشکور ہوں اور میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ خداوند کریم نے انہیں یہ اعزاز بخشا ہے کہ ان کی کاوشوں سے یہ مجلہ نعت نمبر کی صورت میں اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور، پرنسپل صاحب کی سربراہی میں طلباء اور اساتذہ کی مسلسل کاوشوں سے پنجاب کے تعلیمی اداروں میں بہتر مقام حاصل کرتا جا رہا ہے۔ طلباء سے میری گزارش ہو گی کہ وہ وطن عزیز کی محبت اور خدمت کے جذبے کو اولیت دیں، محنت کو اپنا شعار بنائیں، والدین اور اساتذہ کرام کی تعظیم کریں، نظم و ضبط کو اپنی پہچان بنائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ زندگی کے ہر موڑ پر کامیاب و کامران نہ ہوں اور اپنے ملک و قوم کا نام روشن نہ کر سکیں۔ کالج کے اساتذہ کرام یقیناً ان مقاصد کے حصول کے لئے ہر ممکن رہنمائی فراہم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے ہوں گے۔

آخر میں پھر میں کالج انتظامیہ، اساتذہ اور طلباء کے نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہوئے دعاگو ہوں کہ وہ زندگی میں کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار ہوں۔ آمین!

(ڈاکٹر اعجاز احمد)

چیئرمین

حمد

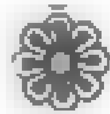
ربِّ جلیل

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

الٰہی میں ہوں بس خطا وار تیرا — مجھے بخش، ہے نام غفار تیرا
مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں — تو شافی ہے میرا، میں بیمار تیرا
سوا تیرے کوئی نہیں میرا یارب — تو مولا ہے، میں عبد بیکار تیرا
کہاں جائے جس کا نہ ہو کوئی تجھ بن — کسے ڈھونڈے جو ہو طلب گار تیرا
نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو — کدھر جائے بندہ گنہ گار تیرا
چلا نفس و شیطاں کے احکام پہ میں — نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا
خبر لیجیو، میری اس دم الٰہی — کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا
ہوں ظلمات عصیاں، کہاں تیری رحمت — کہاں میں کہاں بحر زخار تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب — مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا
نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھ کو، جب سے — کہا تو نے، میں ہوں مددگار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری — بہ تصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
نہ کوئی مرا ہے نہ ہوں میں کسی کا — تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا
میں ہوں عبد تیرا، تو معبود میرا — تو مسجود میں ساجد زار تیرا
الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھ کو — کہ ہے عفو، بخشش، کرم کار تیرا
حکومت ہوئی اس کو حاصل جہاں کی — ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں — تو ہے یار اس کا، وہ ہے یار تیرا
دو عالم خریدار ہو اس کا بے شک — جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا
رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا — ولی ہوا جو کہ ہشیار تیرا
الٰہی عطا ذرہ درد دل ہو — کہ مرتا ہے بے داد بیمار تیرا
بنا اپنا قیدی، کر آزاد مجھ کو — ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر — کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پر — ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے — میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب — تو مطلوب، میں ہوں طلب گار تیرا
تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے — ولے آہ ملنا ہے دشوار تیرا
ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا — ستاتا ہے پھر ہجر خونخوار تیرا

یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا — نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا
تجھے خود ہی میرا یارب اٹھا دے — کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا
ذرا [illegible] آپ میں [illegible] تو — کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا
تو صیقل کر آئینہ دل نام حق سے — کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا
زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو — وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا
اٹھا غم رکھ امید امداد حق سے — تجھے غم ہے کیا، رب ہے غمخوار تیرا

نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے
کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا



اسمٰعیل شہید

الٰہی ترا نام کیا خوب ہے — کہ ہر جان کو وہ ہی مطلوب ہے
اسی سے ہے [illegible] کو آرام و چین — وہی سب زبانوں کا ہے زیب و زین
زباں کس طرح حمد تیری کرے — کہ ہے تو تو ادراک سے بھی پرے
ہمیں [illegible] یہی تیرا ادراک ہے — کہ بے شک تو ہر عیب سے پاک ہے
تری ذات میں منحصر ہیں کمال — تجھی میں ہیں شان جمال و جلال
بڑائی میں تیری بیاں کیا کروں — کہ یاں تو بڑے لوگ ہیں سرنگوں
بڑا تو ہی ہے اور سب ہیچ ہیں — خیالات کے سارے وہ پیچ ہیں

تو ہے خالق ہر مکین و مکاں
تو ہے بادشاہ زمین و زماں

محمد رفیع سودا

خدایا دے تو اپنے عشق کا درد
عنایت کر دل گرم و دم سرد

خم دل میں شراب درد بھر دے
پیالی چشم کی لبریز کر دے

عطا میرے تئیں کر یا الٰہی
جنوں کی مملکت کی بادشاہی

رہے روشن مری یوں شمع ہستی
کروں ہر آن جوں پروانہ مستی

مجھے کر عشق کے خنجر سے دمساز
تڑپنے کی حلاوت سے نہ رکھ باز

بسان شمع یہ دل آب کر دے
گداز تن سے لذت یاب کر دے

رواں رکھ تو مرے خامہ کو دن رات
لکھوں تا حمد میں بعد از مناجات

ثنا سننے کو تیری گل ہوا گوش
دہن میں سو زباں غنچے کی خاموش

جہاں اس باغ میں آب رواں ہے
تو موج اس کی تری رطب اللساں ہے

چمن کو دیکھ مرغان خوش آہنگ
کریں ہیں وصف تیرا سب بہر رنگ

ترے بار کرم سے شاخ ہے خم
بھرے ہے بلبل بستاں ترا دم

چراغ شام کو ہر شب تری لو
نسیم صبح کو تیری تگ و دو

عطا کی جب سے مشت خاک کو جان
فراواں ہے دم آب و لب نان

رکھے ہے کام میں جب تک زباں تر
نمک گاہے چکھا دے گاہ شکر

برائے پوشش تن بھی بہر حال
کبھو کمبل اڑھاتا ہے کبھو شال

ہمارے واسطے اے رب معبود
کرم ماں باپ سے تیرا ہے افزود

ترے احساں بیاں کیا ہم سے ہوویں
رہے بیدار تو بندے جو سوویں

رکھے ہے گرم جب ہو موسم برد
پڑے گرمی تو دے ہے گوشہ سرد

رکھے ہے تجھ سے شیخ و برہمن راہ
تری کیا ذات ہے اللہ اللہ

سخن سننے کو تو نے بخشے ہیں گوش
سمجھنے کو دیا ہے فہم اور ہوش

زباں کی خلق منہ میں بہر گفتار
کریں تا درد دل آپس میں اظہار

بیاں کیا کیجئے تیری عنایت
دیے ہیں چشم اور نور بصارت

کہ تا معلوم ہو شام و سحر گاہ
چلیں پستی بلندی دیکھ کر راہ

زباں کو ذائقے سے دے ہے تمکیں
کیا معلوم جس نے ترش و شیریں

غرض کیا کیا کرم ہم پر ہے تیرا
شفیع حشر پیغمبر ہے تیرا

مولانا حسن رضا بریلوی

فکر اسفل ہے مری، مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا

طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

ہر جگہ ذکر ہے اے واحد و یکتا تیرا
کون سی بزم میں روشن نہیں اکا تیرا

پھر نمایاں جو سر طور ہو جلوہ تیرا
آگ لینے کو چلے عاشق شیدا تیرا

خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اجالا تیرا
کیجئے کون سی آنکھوں سے نظارہ تیرا

کیا خبر ہے کہ علی العرش کے معنی کیا ہیں
کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جویا تیرا

ارنی گوئے سر طور سے پوچھے کوئی
کس طرح غش میں گراتا ہے تجلی تیرا

پار اترتا ہے کوئی، غرق کوئی ہوتا ہے
کہیں پایاب، کہیں جوش میں دریا تیرا

باغ میں پھول ہوا، شمع بنا محفل میں
جوش نیرنگ در آغوش ہے جلوہ تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں!
آنکھیں مشتاق رہیں، دل میں ہو جلوہ تیرا

شہ نشیں ٹوٹے ہوئے دل کو بنایا اس نے
تو اے دیدۂ مشتاق! یہ لکھا تیرا

سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم
کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معما تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے
ناخن عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا

دشت ایمن میں مجھے خاک نظر آئے گا
مجھ میں ہو کر نظر آتا نہیں جلوہ تیرا

ہر سحر نغمۂ مرغان نوا سنج کا شور
گونجتا ہے ترے اوصاف سے صحرا تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے
آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جویا تیرا

ہیں تیرے نام سے آبادی و صحرا آباد
شہر میں ذکر ترا، دشت میں چرچا تیرا

برق دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی
سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا

آمد حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کی
اسی پردہ میں تو ہے جلوۂ زیبا تیرا

سارے عالم کو تو مشتاق تجلی پایا
پوچھنے جائیے اب کس سے ٹھکانا تیرا

طور پہ جلوہ دکھایا ہے تمنائی کو
کون کہتا ہے کہ اپنوں سے ہے پردہ تیرا

کام دیتی ہیں یہاں دیکھئے کس کی آنکھیں
دیکھنے کو تو ہے مشتاق زمانہ تیرا

میکدہ میں ہے ترانہ تو اذاں مسجد میں
وصف ہوتا ہے نئے رنگ سے ہر جا تیرا

بےنوا، مفلس و محتاج و گدا کون کہ میں
صاحب جود و کرم وصف ہے کس کا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک و مولا ہے، میں بندہ تیرا

گلیاں کانوں میں دے دے کر سنا کرتے ہیں
خلوت دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اب جماتا ہے "حسن" اس کی گلی میں بستر
خوبروؤں کا جو محبوب ہے، پیارا تیرا

خواجہ میر درد

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

وحدت میں تیری حرف دوئی کا نہ آ سکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

میں وہ فتادہ ہوں کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی اٹھا سکے

قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے
اس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

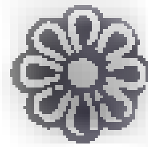
غافل خدا کی یاد پہ مت بھول زینہار
اپنے تئیں بھلا دے اگر تو بھلا سکے

یارب ! یہ کیا طلسم ہے ادراک و فہم یاں
دوڑے ہزار آپ سے باہر نہ جا سکے

گو بحث کر کے بات بٹھائی پہ کیا حصول
دل سے اٹھا غلاف اگر تو اٹھا سکے

اطفائے نار عشق نہ ہو آب اشک سے
یہ آگ وہ نہیں جسے پانی بجھا سکے

مست شراب عشق وہ بے خود ہے جس کو حشر
اے "درد" ! چاہے لائے بخود پر نہ لا سکے



حیدر علی آتش

حسن پری اک جلوہ مستانہ ہے اس کا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اس کا

گل آتے ہیں ہستی میں عدم سے ہمہ تن گوش
بلبل کا یہ نالہ نہیں' افسانہ ہے اس کا

گریاں ہے اگر شمع تو سر دھنتا ہے شعلہ
معلوم ہوا سوختہ پروانہ ہے اس کا

وہ شوخ نہاں گنج کے مانند ہے اس میں
معمورہ عالم جو ہے ویرانہ ہے اس کا

یوسف نہیں جو ہاتھ لگے چند درم سے
قیمت جو دو عالم کی ہے بیعانہ ہے اس کا

وہ یاد ہے اس کی کہ بھلا دے دوجہاں کو
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اس کا

شکرانہ ساقی ازل کرتا ہے آتش
لبریز مے شوق سے پیمانہ ہے اس کا

امیر مینائی

نہیں خلق ہی میں یہ غلغلہ تری شان جل جلالہ
سر عرش بھی ہے لکھا ہوا تری شان جل جلالہ

تری ذات مالک کن فکاں' تری ذات خالق انس و جاں
ترے در کے شاہ بھی ہیں گدا تری شان جل جلالہ

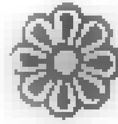
ترا نام پاک دوائے دل' ترا ذکر پاک غذائے دل
ترا شکر کس سے ہوا ادا تری شان جل جلالہ

ہے کریم تو' ہے رحیم تو' ہے علیم تو' ہے قدیم تو
ہے محال حصر صفات کا تری شان جل جلالہ

ہے زمانے بھر پہ کرم ترا' بھرے کیوں زمانہ نہ دم ترا
در فیض خلق پہ ہے کھلا تری شان جل جلالہ

مرے دل کو صبر و قرار دے' مرے بگڑے کام سنوار دے
مجھے ہے ترا ہی اک آسرا تری شان جل جلالہ

ہے "امیر" اس میں بھی اک مزا کہ شہود و غیب ہے ایک جا
ہے عجیب جملہ ردیف کا تری شان جل جلالہ



الطاف حسین حالی

کامل ہے جو ازل سے وہ ہے کمال تیرا
باقی ہے جو ابد تک وہ ہے جلال تیرا

ہے عارفوں کو حیرت اور منکروں کو سکتہ
ہر دل پہ چھا رہا ہے رعب جمال تیرا

گو حکم تیرے لاکھوں یاں ٹالتے رہے ہیں
لیکن ٹلا نہ ہرگز دل سے خیال تیرا

پھندے سے تیرے کیوں کر جائے نکل کے کوئی
پھیلا ہوا ہے ہر سو عالم میں جال تیرا

ان کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی کی
آنکھوں میں بس رہا ہے جن کے جلال تیرا

دل ہو کہ جان' تجھ سے کیوں کر عزیز رکھیے
دل ہے سو چیز تیری' جاں ہے سو مال تیرا

ہے پور زال سے دل اس کا قوی زیادہ
رکھتی ہے آسرا یاں جو پیرزال تیرا

ہے پاس دوستوں کے تیری یہی نشانی
یارب! کبھی نہ پائے زخم اندمال تیرا

بیگانگی میں حالی' یہ رنگ آشنائی
سن سن کر سر دھنیں گے قال' اہل حال تیرا

حسرت موہانی

دوں کہاں سے حوصلہ آرزوئے سپاس کا
جب کہ صفات یار میں دخل نہ ہو قیاس کا

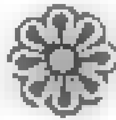
عشق میں تیرے، دل ہوا ایک جہاں بے خودی
جان خزینہ بن گئی حیرت بے قیاس کا

رونق پیرہن ہوئی خوبی جسم نازنین
اور بھی شوخ ہو گیا رنگ ترے لباس کا

دل کو ہو تجھ سے واسطہ، لب پہ ہو نام مصطفیٰ
وقت جب آئے اے خدا، خاتمہ حواس کا

لطف و عطائے یار کی، عام ہیں بسکہ شہرتیں
قلب گرہ کار میں نام نہیں ہراس کا

ملے نہ کسی سے ہو سکا تیرے سوا معاملہ
جان امیدوار کا، "حسرت" کو دیں کا



مولانا محمد علی جوہر

تجھے تسکین دل پایا، تجھے آرام جاں پایا
نہاں بھی ہے تو کیا، تجھ کو جہاں ڈھونڈا وہاں پایا

کوئی نامہرباں ہو کر ہمارا کیا بگاڑے گا
کرم تیرا تو ہے ہم پر، تجھے تو مہرباں پایا

ترا وہ جلوہ، ناکام سمجھا جس کو دنیا میں
اسی کو سرخرو دیکھا، ی و کامراں پایا

حرم میں تھا ہر اک کو یوں تو تیرے عشق کا دعویٰ
جو کی تحقیق تو اکثر وہی عشق بتاں پایا

کسی کو ڈھونڈتا دیکھو، خود اپنے گوشہ دل میں
تو بس سمجھو کہ اب اس نے سراغ لامکاں پایا

رہا آوارہ دیر و حرم، پہلو سے بیگانہ
دل اس کا عرش د کری ہے، کہاں ڈھونڈا کہاں پایا

جہاں ایماں ہو، واں کیسے گزر ہو یاس و حرماں کا
کسی مومن کو بھی اے دل! خدا سے بدگماں پایا

نہیں معلوم کیا ہو حشر جوہر کا پر اتنا ہے
کہ ہاں نام محمدؐ مرتے دم ورد زباں پایا

سید سلیمان ندوی

صدق احساس کی دولت مرے مولا! دے دے
غم امروز بھلا دے غم فردا دے دے

دھن کچھ ایسی ہو' فراموش ہو اپنی ہستی!
دل دیوانہ و سودائی و شیدا دے دے

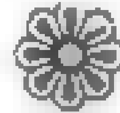
اپنے میخانے سے اور دست کرم سے اپنے
دونوں ہاتھوں میں مرے ساغر و مینا دے دے

کھول دے میرے لئے علم حقیقت کے در
دل دانا' دل بینا' دل شنوا دے دے

قول میں رنگ عمل بھر کے بنا دے رنگیں
لب خاموش بنا کر دل گویا دے دے

دل ہے تاب ملے دیدہ پر آب ملے
تپ آتش مجھے دے دے نم دریا دے دے

درد دل سینہ میں رہ رہ کے ٹھہر جاتا ہے
جو نہ ٹھہرے مجھے وہ درد خدایا دے دے



آغا حشر کاشمیری

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو ! ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے

اے دعا ! ہاں عرض کر عرش الٰہی تھام کے
اے خدا ! اب پھیر دے رخ گردش ایام کے

ڈھونڈتے ہیں اب مداوا سوزش غم کے لئے
کر رہے ہیں زخم دل فریاد مرہم کے لئے

صلح تھی کل جن سے اب وہ برسر پیکار ہیں
وقت اور تقدیر دونوں درپئے آزار ہیں

رحم کر اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

اک نظر ہو جائے آقا ! اب ہمارے حال پر
ڈال دے پردے ہماری شامت اعمال پر

خلق کے راندے ہوئے' دنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے

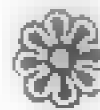
خوار ہیں' بدکار ہیں' ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوبؐ کی امت میں ہیں

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

ضیاء القادری

کیا شکر ہو ادا تری رحمت کا اے خدا! نغمہ سرا ہوں میں تری مدحت کا اے خدا!
تو کار ساز خلق ہے تو بے نیاز ہے ہے معترف جہاں تری قدرت کا اے خدا!
پیدا کئے زمین و زماں' ارض و آسماں خلاق تو ہے وحدت و کثرت کا اے خدا!
کیں زینتیں عطا چمن کائنات کو عالم ہے نغمہ خواں تری صنعت کا اے خدا!
یہ بحر و بر یہ دشت و جبل یہ نجوم و ماہ اک نقش ہیں ترے ید قدرت کا اے خدا!
انساں کو تو نے اشرف مخلوق کر دیا عالم بنایا دانش و حکمت کا اے خدا!
مبعوث انبیاء و رسل دہر میں کئے رستہ دکھایا رشد و ہدایت کا اے خدا!
رکھ محو ہم کو اپنی محبت میں اے رحیم! دے عشق تاجدار رسالتؐ کا اے خدا!
سرشار رکھ مجھے مئے حب رسول سے دے جام مجھ کو بادہ وحدت کا اے خدا!
حج و طواف کعبہ کی دولت نصیب ہو شائق ہے دل حرم کی زیارت کا اے خدا!
پہنچا دے تا بہ روضہ سلطان کائنات سائل ہوں آستانہ حضرت کا اے خدا!

مستحسن و ضیا کی مناجات سن کریم!
صدقہ ترے حبیبؐ کا ہر بات سن کریم!



سرکشن پرشاد شاد

اس نے کہا کعبہ ترا' میں نے کہا چہرہ ترا اس نے کہا چہرہ ترا' میں نے کہا جلوہ ترا
اس نے کہا جینا ترا' میں نے کہا ہستی تری اس نے کہا مرنا ترا' میں نے کہا پردہ ترا
اس نے کہا کیا کام ہے' میں نے کہا ہر وقت دید اس نے کہا کیا شغل ہے' میں نے کہا سودا ترا
اس نے کہا مقصد ترا' میں نے کہا تو ہی تو ہے اس نے کہا قسمت تیری' میں نے کہا منشا ترا
اس نے کہا خدمت تری' میں نے کہا ہے بندگی اس نے کہا کیا نام ہے' میں نے کہا بندہ ترا

اس نے کہا وہ کون تھا خلوت میں خواہان وصال؟
میں نے کہا وہ "شاد" تھا عاشق ترا شیدا ترا

ظفر علی خان

پہنچتا ہے ہر اک میکش کے آگے دور جام اس کا
کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں ہے لطف عام اس کا

گواہی دے رہی ہے اس کی یکتائی پہ ذات اس کی
دوئی کے نقش سب جھوٹے ہیں سچا ایک نام اس کا

ہر اک ذرہ فضا کا داستاں اس کی سناتا ہے
ہر اک جھونکا ہوا کا آ کے دیتا ہے پیام اس کا

نظام اپنا لئے پھرتا ہے کیا خورشید نور افشاں
ہزاروں ایسی دنیاؤں کو شامل ہے نظام اس کا

میں اس کو کعبہ و بت خانہ میں کیوں ڈھونڈنے نکلوں
مرے ٹوٹے ہوئے دل ہی کے اندر ہے مقام اس کا

سراپا معصیت میں ہوں' سراپا مغفرت وہ ہے
خطا کوشی روش میری' خطا پوشی ہے کام اس کا

مری افتادگی بھی میرے حق میں اس کی رحمت تھی
کہ گرتے گرتے بھی میں نے لیا دامن ہے تھام اس کا

وہ خود بھی بے نشاں ہے' زخم بھی ہیں بے نشاں اس کے
دیا ہے اس نے جو چرکا نہیں ہے التیام اس کا

عبودیت کو بھی کیا کیا مدارج اس نے بخشے ہیں
جہاں میں بن کے آتا ہے رسول اس کا غلام اس کا

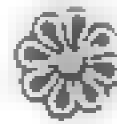
ہوئی ختم اس کی حجت اس زمیں کے بسنے والوں پر
کہ پہنچایا ہے ان سب تک محمدؐ نے کلام اس کا

بجھاتے ہی رہے پھونکوں سے کافر اس کو رہ رہ کر
مگر نور اپنی ساعت پر رہا ہو کر تمام اس کا

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

تلوک چند محروم

زباں پر نہ کیوں کر ترا شکر آئے
کہ احساں ہیں تیرے ہزاروں خدایا
مجھے تو نے دی زندگانی سی نعمت
عطا عقل کی اور انساں بنایا
بجز تیرے کس کے بنائے سے بنتی
یہ کل جسم کی جس کو تو نے چلایا
کیا میہماں روح کو تن کے گھر میں
کرشمہ یہ حکمت کا تو نے دکھایا
یہ قدرت ہے تیری، یہ صنعت ہے تیری
کہ مٹی کو دانا و بینا بنایا
محبت سے دل کو کیا شاد میرے
دیا سر پہ ماں باپ کا تو نے سایا
دیے مجھ کو بھائی بہن پیارے پیارے
محبت کا ہر سمت دریا بہایا
کرم سے ترے کھیتیاں لہلہائیں
نمی اور حرارت نے ان کو پکایا
سمندر، جزیرے، پہاڑ اور دریا
جو منظر دکھایا سو دلکش دکھایا
چمک چاند سورج کو تو نے عطا کی
ستاروں نے تجھ سے ہی یہ نور پایا
ستاروں کو جگمگ سر آسماں دی
تو پھولوں کو فرش زمیں پر کھلایا
رہا گرچہ آنکھوں سے پنہاں ہی پنہاں
نظر اپنی قدرت سے تو ہم کو آیا
تری یاد سے دل نہ غافل ہو میرا
دعا تجھ سے محروم کی ہے خدایا

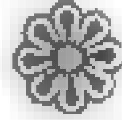


اکبر وارثی

تجھے ڈھونڈتا تھا میں چار سو، تری شان جل جلالہ
تو ملا قریب رگِ گلو، تری شان جل جلالہ
تری یاد میں ہے کلی کلی، ہے چمن چمن میں، ھو العلی
تو بسا ہے پھول میں ہوبہو، تری شان جل جلالہ
گرے قطرے ابر سے خاک پر، تو یہ بولا سبزہ اٹھا کے سر
دیا غیب سے مجھے آب جو، تری شان جل جلالہ
تری آب لعل و گہر میں ہے، ترا نور شمس و قمر میں ہے
تری شان عم نوالہ، تری شان جل جلالہ
ترے حکم سے جو ہوا چلی، تو چٹک کے بولی کلی کلی
ہے کریم تو، ہے رحیم تو، تری شان جل جلالہ
ترا جلوہ دونوں جہاں میں ہے، ترا نور کون و مکاں میں ہے
یہاں تو ہی تو، وہاں تو ہی تو، تری شان جل جلالہ
ہے دعائے اکبر ناتواں، نہ تھمے قلم، نہ رکے زباں
میں لکھوں پڑھوں یہی با وضو تری شان جل جلالہ

حفیظ جالندھری

اسی نے ایک حرف کن سے پیدا کر دیا عالم
کشاکش کی صدائے ہاؤ ہو سے بھر دیا عالم
نظام آسمانی ہے اسی کی حکمرانی سے
بہار جاودانی ہے اسی کی باغبانی سے
اسی کے نور سے پرنور ہیں شمس و قمر تارے
وہی ثابت ہے جس کے گرد پھرتے ہیں یہ سیارے
زمیں پر جلوہ آراء ہیں مظاہر اس کی قدرت کے
بچھائے ہیں اسی داتا نے دستر خوان نعمت کے
یہ سرد و گرم خشک و تر اجالا اور تاریکی
نظر آتی ہے سب میں شان اسی کی ذات باری کی
وہی ہے کائنات اور اس کی مخلوقات کا خالق
نباتات و جمادات اور حیوانات کا خالق
وہی خالق ہے دل کا اور دل کے نیک ارادوں کا
وہی مالک ہمارا اور ہمارے باپ دادوں کا
بشر کو فطرت اسلام پر پیدا کیا جس نے
محمدؐ مصطفیٰ کے نام پر شیدا کیا جس نے



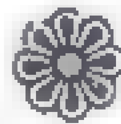
احسان دانش

تری حمد میں کیا کروں اے خدا!
مرا علم کیا ہے، مری فکر کیا
میں ہوں بے خبر، تو خبیر و علیم
میں حادث ہوں اور ذات تیری قدیم
مکاں ہے ترا، لامکاں ہے ترا
زمیں ہے تری، آسماں ہے ترا
تجھی سے صبا ہے تجھی سے سموم
زمیں پر ہیں گل، آسماں پر نجوم
ضیائے رخ زندگی، تجھ سے ہے
جہاں بھی ہے رخشندگی، تجھ سے ہے
تجھی سے ہے سنسار میں رنگ روپ
تجھی سے ہے سایہ تجھی سے ہے دھوپ
محیط دوعالم ہے قدرت تری
ہے کثرت کے پردے میں وحدت تری
ترے زمزمے آبشاروں میں ہیں
تری عظمتیں کوہساروں میں ہیں

یزدانی جالندھری

فرش تا عرش ترے حسن کا جلوہ دیکھا — کہیں پنہاں تجھے دیکھا، کہیں پیدا دیکھا
ایک اک دل میں تری دید کی حسرت پائی — ایک اک آنکھ کو مشتاق تماشا دیکھا
تو کہ ہے ارض و سماوات کی ہر شے پہ محیط — تجھ کو ہر روح میں ہر دل میں سمایا دیکھا
قطرے قطرے میں ترے حسن کا پرتو پایا — ذرے ذرے میں ترا نور جھلکتا دیکھا
لالہ و گل میں مہک، چاند ستاروں میں ضیا — تجھ کو ہر رنگ میں ہر شے میں ہویدا دیکھا
ماورا ہے حد ادراک سے تیری ہستی — تجھ کو ہر سوچ کی پرواز سے بالا دیکھا
ہر دکھی دل نے مصیبت میں پکارا تجھ کو — بحر آشوب میں تیرا ہی سہارا دیکھا

یہ ترا ہی کرم خاص ہے "یزدانی" پر
اس کو ہر حال میں مستغنی دنیا دیکھا



اسرار احمد سہاوری

ترے جمال کی شوکت میں کھو گیا ہوں میں — مجھے یہ وہم و گماں بھی نہیں کہ کیا ہوں میں
ترے کرم پہ بھروسہ ہے اس قدر مجھ کو — ہجوم یاس میں تجھ کو پکارتا ہوں میں
کمال حسن ادھر ہے نیاز عشق ادھر — نیاز و ناز کے پردے اٹھا رہا ہوں میں
نظر کو دید سے غیروں کی کر دیا محروم — حضور حسن مجسم نظر بنا ہوں میں
وفا کو میری صلہ بھی عطا ہو جان کرم — تری نگاہ کرم کو ترس گیا ہوں میں
وفور شوق نے اس درجہ کر دیا بے خود — حریم ناز میں حد سے گزر گیا ہوں میں
گل و سمن ہیں ترے سینہ چاک گلشن میں — ترے نیاز کے سو رنگ دیکھتا ہوں میں
ترے جمال جہاں تاب کا یہ صدقہ ہے — تعینات کی حد سے گزر گیا ہوں میں

کمال شوق ہے "اسرار" بے خودی میں بھی
نیاز عشق کے نغمے سنا رہا ہوں میں

منیر نیازی

شام شہر ہول میں شمعیں جلا دیتا ہے تو
یاد آ کر اس نگر میں حوصلہ دیتا ہے تو

آرزو دیتا ہے دل کو موت کی، وقت دعا
میری ساری خواہشوں کا یہ صلہ دیتا ہے تو

حد سے بڑھ کر سبز ہو جاتا ہے جب رنگ زمیں
خاک میں اس نقش رنگیں کو ملا دیتا ہے تو

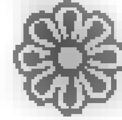
تیز کرتا ہے سفر میں موج غم کی یورشیں
بجھتے جاتے شعلہ دل کو ہوا دیتا ہے تو

ماند پڑ جاتی ہے جب اشجار پر ہر روشنی
گھپ اندھیرے جنگلوں میں راستا دیتا ہے تو

دیر تک رکھتا ہے تو ارض و سما کو منتظر
پھر انہی ویرانیوں میں گل کھلا دیتا ہے تو

جس طرف سے تو گزر جاتا ہے اے جان جہاں
دور تک اک خواب کا منظر بنا دیتا ہے تو

اے "منیر" اس رات کے افلاک پر ہونا ترا
اک حقیقت کو فسانہ سا بنا دیتا ہے تو



حفیظ تائب

یوں لبوں پر ہے مرے حمد الٰہی کا بیاں
کاہ کے دوش پہ ہو جیسے کوئی کوہ گراں

اس کی قدرت کے مظاہر مہ و مہر و مریخ
بحر و بر، دشت و جبل اس کی جلالت کے نشاں

بے ستوں اس نے ہی کی سقف سما استادہ
سبزہ و گل سے بھرا اس نے زمیں کا داماں

اس کے ایما پہ ہی ذروں میں توانائی ہے
اس کے ہی اذن سے ہے زیست گراں تابہ گراں

نہ کوئی اس کے سوا حشر کے دن کا مالک
نہ کوئی اس کے سوا دہر میں مختار اماں

وہ کسی سے بھی نہیں اور نہ کوئی اس سے
پھر بھی رکھتا ہے ہر اک شخص سے وہ رشتہ جاں

اس نے بخشا ہے اسے اپنی نیابت کا شرف
اس کے احسان بھلا سکتا ہے کیسے انساں

منکروں کا بھی وہی رزق رساں ہے "تائب"!
بے نیازی ہے حقیقت میں اسی کے شایاں

عاصی کرنالی

مشت گل کو آدم زندہ بنا دیتا ہے کون؟
دل میں احساسات کی شمعیں جلا دیتا ہے کون؟

کون میرے ذہن میں کرتا ہے مضمونوں کی کاشت؟
میرے آگے شعر کے خرمن لگا دیتا ہے کون؟

ہاتھ کس کا شب کی زلفوں میں پروتا ہے نجوم؟
صبح کے رخسار پر سورج سجا دیتا ہے کون؟

ننھی ننھی بوندیوں میں کون بھر دیتا ہے راگ؟
پارہ پارہ ابر کے آنچل اڑا دیتا ہے کون؟

آتی ہے دشت و چمن سے سانس لینے کی صدا
دفعتاً خوابیدہ مٹی کو جگا دیتا ہے کون؟

آدمی تو دانہ بوتا ہے بطون کشت میں
لیکن اس کو خوشہ زریں بنا دیتا ہے کون؟

کس کا دست نقش گر مٹی پہ کرتا ہے عمل؟
فرش پر خوش رنگ تصویریں بچھا دیتا ہے کون؟

کون رکھ دیتا ہے شب کو نطق بلبل میں غزل؟
صبح دم کلیوں میں چھپ کر مسکرا دیتا ہے کون؟

جب مسافر کے قدم رک جائیں، ہمت ٹوٹ جائے
منزل امید پر آ کر صدا دیتا ہے کون؟

کس کا پا کر اذن طوفانوں کے رکتے ہیں قدم؟
ڈوبتی کشتی کو ساحل سے لگا دیتا ہے کون؟

جب حجاب روبرو چھونے کو ہوتی ہے نظر
دیدہ تحقیق پر پردے گرا دیتا ہے کون؟

جس کے دریا میں سفینوں کی طرح رہتے ہیں ہم
ہاں اسی نادیدہ قوت کو خدا کہتے ہیں ہم

مظفر وارثی

کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے، وہی خدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے، نظر بھی جو آ رہا ہے، وہی خدا ہے
وہی ہے مشرق، وہی ہے مغرب، سفر کریں سب اسی کی جانب
ہر آئنے میں جو عکس اپنا دکھا رہا ہے، وہی خدا ہے
تلاش اس کو نہ کر بتوں میں، وہ ہے بدلتی ہوئی رتوں میں
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے، وہی خدا ہے
نظر بھی رکھے سماعتیں بھی، وہ جان لیتا ہے نیتیں بھی
جو خانہ لاشعور میں جگمگا رہا ہے، وہی خدا ہے
کسی کو سوچوں نے کب سراہا، وہی ہوا جو خدا نے چاہا
جو اختیار بشر پہ پہرے بٹھا رہا ہے، وہی خدا ہے
کسی کو تاج وقار بخشے، کسی کو ذلت کے غار بخشے
جو سب کے ماتھے پہ مہر قدرت لگا رہا ہے، وہی خدا ہے
سفید اس کا، سیاہ اس کا، نفس نفس ہے گواہ اس کا
جو شعلہ جاں جلا رہا ہے، بجھا رہا ہے، وہی خدا ہے

حافظ لدھیانوی

اے بندہ نواز، کار سازا — محتاج ہیں سارے تو ہے داتا
کیا عقل ہے کیا شعور میرا — ہر ذرے میں ہے ظہور تیرا
غنچے میں، کلی میں تیری خوشبو — مشکیں ہے تجھی سے نافِ آہو
خالق ہے زمین و آسماں کا — مالک ہے متاعِ جسم و جاں کا
انوار ترے ہیں بحر و بر پہ — موجیں تری، تیرے لعل و گوہر
دیتا ہے جمال آب و گل کو — نغموں سے بھرا ہوا ہے دل کو
دل میرا ہے کائنات تیری — ہر دل میں بسی ہے ذات تیری
روشن ہیں تجھی سے چاند تارے — تو نے ہی نقش سب سنوارے
کیا تارے جڑے ہیں آسماں میں — کیا پھول کھلائے گلستاں میں
ہر پھول کا مختلف لبادہ — رنگیں ہے کوئی، تو کوئی سادہ
جو پھول کی شاخ پہ کھلا ہے — آئینہ ترے جمال کا ہے
خورشید تجھی سے ہے ضیا بار — ہر شے سے عیاں ہیں تیرے انوار
آباد جہاں ترے کرم سے — دیتا ہے نجات تو ہی غم سے
تو وجہ قرارِ زندگی ہے — تو مرکزِ ذوقِ بندگی ہے
ہے ذات تری جہاں میں یکتا — ہے کون جو ہو شریک تیرا

کیا حمد بیاں ہو مجھ سے تیری
میں کیا ہوں بساط کیا ہے میری

حفیظ الرحمٰن احسن

ہے اس کی حمد سے عاجز مری زباں کیا کیا — ثنا سے اس کی ہے قاصر یہ خوش بیاں کیا کیا
وہ بے نیاز ہے، لیکن ہے باخبر کیسا — کہ بے سنائے بھی سنتا ہے دردِ جاں کیا کیا
یہ دل یہ شمس و قمر اور یہ لامکاں و مکاں — ہیں اس کے نور سے آباد بستیاں کیا کیا
مری خطاؤں کا گرچہ نہ تھا شمار کوئی — وہ مہرباں ہے، رہا مجھ پہ مہرباں کیا کیا
ریاضِ دہر میں ہر سو اسی کے جلوے ہیں — نہاں نظر سے بھی ہو کر ہے وہ عیاں کیا کیا
ہزار چاک تھے دامانِ بندگی میں مرے — مرے کریم نے کیں پردہ پوشیاں کیا کیا
مرے خلوص کا خود رکھ لیا بھرم اس نے — وگرنہ: مجھ سے زمانہ تھا بدگماں کیا کیا

ہے اس کا نور ہی خود راہبر مرا "احسن"!
بھٹکتے پھرتے ہیں راہوں میں رہ رواں کیا کیا

حفیظ صدیقی

صفات انت سے باہر پہ ذات میں تنہا
ازل سے تا بہ ابد' تیری شان ہے یکتا

میں ایک ذرہ نا چیز' تیری ہی مخلوق
مری بساط سے باہر ہے تیری حمد و ثنا

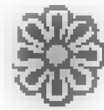
ہے تو ہی خالق و رازق سبھی جہانوں کا
نہیں ہے' مالک و مولا کوئی بھی تیرے سوا

ہیں ایک جیسے ہی محتاج رحم کے تیرے
ترے حضور برابر ہیں بادشاہ و گدا

تری نوازشیں پیہم ہیں اس قدر مجھ پہ
کہ مجھ سے شکر بھی ان کا ادا نہیں ہوتا

ترے ہی آگے کروں میں دراز دست طلب
کہ تو ہے سارے جہانوں کا پالنے والا

جھلس نہ جاؤں کہیں دکھ کی دھوپ میں یا رب!
تنی رہے مرے سر پہ ترے کرم کی ردا



حسرت حسین حسرت

دیر تیرا ہے حرم تیرا کلیسا تیرا
جستجو ہو تو ہر سمت ہے رستہ تیرا

دل کی آنکھوں سے جو دیکھا ہے گلستاں کی طرف
رگ گل میں بھی نظر آیا ہے رشتہ تیرا

تیری تخلیق کی وسعت کا کسے ہے ادراک
بزم افلاک میں سورج بھی ہے ذرہ تیرا

کون سا دل ہے کہ جو خوگر تسبیح نہیں
کون سا سر ہے کہ جس میں نہیں سودا تیرا

شہ کونین محمدؐ کو بنایا تو نے
نسل آدم پہ ہے احسان یہ کتنا تیرا

جہاں پھولوں کی لطافت وہیں کانٹوں کی خلش
لطف ہر سو ہے جہاں میں چمن آرا تیرا

صحن گلشن میں کوئی گوش بر آواز تو ہو
لالہ و گل کی زباں پر بھی ہے نغمہ تیرا

ظلمت شب کو عطا کی مہ و انجم کی چمک
صبح مشرق کی جبیں پر ہے اجالا تیرا

تشنگی پھول کی شبنم سے بجھائی تو نے
ہے رواں سینہ کہسار سے چشمہ تیرا

کسی کافر کی ہو کھیتی کہ مسلماں کا چمن
ذرے ذرے کے لئے عام ہے دریا تیرا

تیرے آنسو تری بخشش کے ہیں عنواں حسرت
اس کے باوصف کہ بے کیف ہے سجدہ تیرا

سید انوار ظہوری

بندہ عاجز کرے کیونکر ادا حق ثنا
یا الٰہی حمد کی توفیق کر مجھ کو عطا

وضع ہو سکتے نہیں تجھ کو سمجھنے کے اصول
تیری قدرت کا احاطہ کر نہیں سکتیں عقول

تو قریب ہے دلوں میں سب کی شہ رگ سے قریب
ہے کسے تیری صفات و ذات کا عرفاں نصیب

تو جہاں ظاہر وہاں انوار تیرے بے نقاب
تو جہاں باطن وہاں جلوے حجاب اندر حجاب

پتھروں میں بھی غذا کیڑوں کو پہنچاتا ہے تو
ہم نے دیکھے تیری رزاقی کے منظر چار سو

چیونٹیوں کی بھی دم رفتار سنتا ہے صدا
بن سنائے بھی سمجھتا ہے دلوں کا مدعا

دی ہے مخلوقات کو بہر عبادت زندگی
جملہ موجودات کو بخشا ہے ذوق بندگی

مہرباں جس وقت ہو جاتا ہے تو رب جلیل
آتش نمرود ہو جاتی ہے گلزار خلیل

موسمی تبدیلیاں، فرق مزاج ماہ و سال
سب زوال آمادہ آخر، صرف اک تو لازوال

ظلمت شب میں جلاتا ہے تو شمع ماہتاب
آسماں میں جڑ دیئے تو نے ستارے بے حساب

یہ مناظر، یہ مظاہر، یہ زمیں، یہ آسماں
ہر طرف بکھرے ہوئے ہیں تیری عظمت کے نشاں

خاک سے بدلا ہمیں اک جگمگاتی ذات میں
شکر تیرا کر دیا اشرف جو مخلوقات میں

عام ہر سو عالم اضداد کی نیرنگیاں
کتنے ہی رنگوں سے ابھری ہے یہ تصویر جہاں

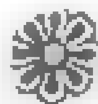
صورتیں دیں کیسی کیسی تو نے مخلوقات کو
ان گنت شکلوں میں ڈھالا جملہ موجودات کو

سوچنے کو قوتیں بخشیں، سمجھنے کو دماغ
کر دیئے روشن حصار فکر میں تو نے چراغ

ذکر کرتے ہیں ملک، تسبیح پڑھتے ہیں طیور
نام لیتے ہیں ترا صبح و مسا غلمان و حور

بندش وقت و مکاں سے ایک تو آزاد ہے
یہ بھی خلاقی تری، وہ بھی تری ایجاد ہے

ایک مطلع میں تری پوری غزل کے خال و خد
مصرع اولیٰ ازل ہے مصرع ثانی ابد



محمد ہارون الرشید ارشد

بلند سب سے ہے سب سے سوا ہے یا اللہ
کہ تو ورائے حد ارتقاء ہے یا اللہ

ترا وجود تھا ہر ابتدا سے پہلے بھی
بس ایک تو پس ہر انتہا ہے یا اللہ

ترے کرم سے ہے ممکن بچاؤ کی صورت
یہ کائنات بہت خوشنما ہے یا اللہ

نہ ماسوا کو پکارا نہ خود کو دی آواز
مری مراد مرا مدعا ہے یا اللہ

میں سوچتا ہوں کہ اب اور تجھ سے کیا مانگوں
تری جناب سے سب کچھ ملا ہے یا اللہ

مکاں سے تابہ سر لامکاں کرم سے ترے
ہر ایک چیز کی نشوونما ہے یا اللہ

کلی میں، غنچے میں، گل میں، بہار گلشن میں
ترا جمال ہے، تیری ضیا ہے یا اللہ

سکون دل کو ملا، روح کو قرار ملا
زباں پہ تری حمد و ثنا ہے یا اللہ

تری جناب میں سب سجدہ ریز و سجدہ گزار
غلام و خواجہ کا تو آسرا ہے یا اللہ

زمانہ تیرا ہے اے خالق سکوت و کلام
کہ رات گونگی ہے دن بولتا ہے یا اللہ

جو تیرے ذکر میں گزرے وہ لمحہ بھی ہے ابد
ترے بغیر ابد چیز کیا ہے یا اللہ

ہر ایک سانس میں تیری رضا کی منزل ہے
نفس نفس مرا قبلہ نما ہے یا اللہ

کسی کو میں نے پکارا نہیں کبھی ارشد!
زباں و دل پہ مرے یا خدا ہے یا اللہ

شیخ منظور علی

خدایا تو خالق ہے مالک ہے میرا
میں بندہ ہوں مسکین و محتاج تیرا

اگر سب سمندر بنیں روشنائی
زمیں کے شجر سب قلم ہوں سراپا

جہاں بھر کے انسان لکھنے کو بیٹھیں
ادا حق نہ ہو پھر بھی تیری ثنا کا

تری شان اقدس ہے لیس کمثلہ
تری ذات ہے لا شریک اور یکتا

خدایا نہیں کوئی ملجا ترے بن
نہیں جز ترے اور کوئی سہارا

تو میری رگ جاں سے نزدیک تر ہے
دعا بیکسوں کی تو سنتا ہے مولا

عطا کر مجھے ذات کا اپنی عرفاں
اگرچہ بشر ہوں "ظلوما" جہولا

پھٹکنے نہ پائے مرے پاس شیطاں
مجھے نفس کے شر سے محفوظ رکھنا

سنور جائیں اخلاق و اعمال میرے
نبیؐ کی اطاعت ہو معمول میرا

رضا تیری ہر چیز پہ ہو مقدم
رہے دھیان ہر آن تیری خوشی کا

تو غفار ہے اور منظور عاصی
کرم کر، کرم کر، کرم کر، خدایا

ہلال جعفری

حسن تصورات نہ رنگ تعینات آرائش جمال دوعالم ہے بے ثبات
باقی رہے گا دہر میں خلاق کائنات کس سے بیاں ہوں یہ توحید کے نکات

حمد خدا کہاں ہے کہاں بندہ حقیر
نور ازل کہاں یہ کہاں ذرہ حقیر

صحرا میں، گلستاں میں، گلوں کے نکھار میں شبنم کے تبسم میں رخ آبشار میں
رنگ چمن میں، دامن لیل و نہار میں دریا کی موج موج میں اور کوہسار میں

ہر شے ترے جمال کی آئینہ دار ہے
ہر شے پکارتی ہے تو پروردگار ہے

خالق ہے تو جہاں کا، مالک جہان کا تحت الثریٰ کا، عرش کا، ہفت آسمان کا
تیرا پیام دیتا ہے نغمہ اذان کا اندازہ کوئی کیسے کرے تیری شان کا

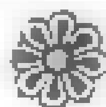
تیری ربوبیت کی ادا بے مثال ہے
تو رب کائنات ہے تو لازوال ہے

تو بے مثل ہے، نہیں تیری کہیں مثال کون و مکاں کا حسن ترا پر تو جمال
تخلیق دوجہاں تری قدرت کا اک کمال دنیائے بے ثبات کی ہر شے کو ہے زوال

اے شان لم یزل! ہے بقا تیری ذات کو
فانی ہے "کائنات" فنا کائنات کو

صحن چمن کو پھول دیئے پھول کو مہک غنچوں کی عندلیب کے دل کو ملی کسک
دامان شب میں ڈال دی مہتاب کی دمک تو وہ کہ دن کو بخش دی خورشید کی چمک

تیرے کرم نے بدر بنایا ہلال کو
تاریکیوں کی زد سے بچایا "ہلال" کو



قمر یزدانی

عطا کی زندگی ہر چیز کو رب علی! تو نے
بنائے دو جہاں اے خالق ارض و سما! تو نے

نگاہوں کو عطا کی دولت شرم و حیا تو نے
تو بخشا ہے دلوں کو جذبہ صبر و وفا تو نے

فضاؤں کو مہک بخشی ، ہواؤں کو دل افروزی
بہاروں کو عطا کی ہے شمیم جانفزا تو نے

کلی کو مسکراہٹ کی عطا غنچوں کو رنگینی
گل خنداں کو بخشا ہے جمال دلربا تو نے

ترے جلوؤں سے نور افشاں ہے اس عالم کا ہر ذرہ
مہ و خورشید و انجم کو عطا کی ہے ضیا تو نے

تری قدرت کے مظہر ہیں مناظر کوہساروں کے
چمن زاروں کو بخشی ہے بہار دلکشا تو نے

فروغ مہر بخشا دن کو اور نور قمر شب کو
زمانے کو عطا کی گردش صبح و مسا تو نے

نگاہ شوق کو احساس ہو کیوں نارسائی کا
کہ دی ہے نحن اقرب کی نوید جانفزا تو نے

عدم سے ہست میں تبدیل ہر شے ہو گئی فوراً
لب قدرت سے جب اک حرف کن فرما دیا تو نے

ترنم ریز مرغان چمن ہیں تیری مدحت میں
بنایا عندلیب زار کو رنگیں نوا تو نے

نمایاں حسن ہے تیرا ضیائے صبح خنداں میں
شعاع مہر سے ہر چیز کو چمکا دیا تو نے

عطا کی سنگریزوں کو بھی تو نے تاب گویائی
کیا ہے بے زبانوں کو تکلم آشنا تو نے

دیا تو نے خرام ناز خوباں آب دریا کو
تو مد و جزر موج بحر کو سکھلا دیا تو نے

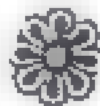
ترے لطف و کرم کا اس زباں سے ہو بیاں کیونکر
عطا کی ہیں بشر کو نعمتیں بے انتہا تو نے

بنایا ہے تری قدرت نے شاہوں کو گدا اکثر
فقیروں کو شہنشاہ زمانہ کر دیا تو نے

خلافت کا دیا اعزاز تو نے ابن آدم کو
کیا یوں پیکر خاکی کو عظمت آشنا تو نے

کرم تیرا کہ ہم کو خیر امت تو نے فرمایا
عطا تیری ، دیا ہم کو رسول مجتبیٰ تو نے

متاع الفت احمد قمر کو بخش کر یارب!
دعاؤں کو عطا حسن قبولیت کیا تو نے



نعت

سرورِ کائنات ﷺ

(عربی فارسی اردو)

حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب

وَاللّٰهِ لَنْ يَصِلُوْا اِلَيْکَ بِجَمْعِهِمْ
خدا کی قسم وہ اپنی جمعیت کے ساتھ تجھ تک ہرگز پہنچ نہیں سکتے

حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِيْنا
جب تک مجھے دفن کر کے مٹی میں ٹیک لگا کر نہ دیا جائے

فَاصْدَعْ بِاَمْرِکَ مَاعَلَيْکَ غَضَاضَةٌ
تو اپنا کام کیے جا۔ تجھ پر کسی قسم کی تنگی نہیں ہے

وَاَبْشِرْ وَقَرَّ بِذَاکَ مِنکَ عُيُوْناً
اور خوش رہ اور اس کام کے ساتھ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیے جا

وَدَعَوْتَنِیْ وَزَعَمْتَ اِنَّکَ نَاصِحِیْ
تو نے مجھے دعوت دی اور تیرا خیال ہے کہ تو میرا خیر خواہ ہے

وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَکُنْتَ ثَمَّ اَمِيْناً
تو نے سچ کہا اور پھر تو تو ایک امانت دار (امین) بھی ہے

وَعَرَضْتَ دِيْناً لَامُحَالَةَ اَنَّهٗ
اور تو نے وہ دین پیش کیا جو یقیناً

مِنْ خَيْرِ اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْناً
دنیا کے ادیان میں بہترین دین ہے

لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْ حَذَارُ مَسَبَّةٍ
اگر ملامت کا خوف اور سبکی کا اندیشہ نہ ہوتا

لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحاً بِذَاکَ مُبِيْناً
تو اس دین کو قبول کرنے میں تو مجھے برملا راضی پاتا

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم

حَمِدْتُ اللّٰهَ حِيْنَ هَدٰی فُؤَادِیْ
میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو

اِلَی الْاِسْلَامِ وَالدِّيْنِ الْحَنِيْفِ
اسلام اور بلند مرتبہ دین کی توفیق بخشی

لِدِيْنٍ جَا مِنْ رَبٍّ عَزِيْزٍ
اس دین کی عظمت و عزت والے پروردگار کی طرف سے آیا ہے

خَبِيْرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِيْفِ
جو بندوں کے تمام حالات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے

اِذَا تُلِيَتْ رَسَائِلُهٗ عَلَيْنَا
جب اس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے

تَحَدَّرَ دَمْعُ ذِی اللُّبِّ الْحَصِيْفِ
تو ہر صاحب عقل اور صاحب الرائے کے آنسو رواں ہوجاتے ہیں

رَسَائِلُ جَا اَحْمَدُ مِنْ هُدَاهَا
وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمدؐ لے کر آئے

بِاٰيَاتٍ مُبَيَّنَةِ الْحُرُوْفِ
واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں

وَاَحْمَدُ مُصْطَفًی فِيْنَا مُطَاعاً
اور احمد ہم میں سے برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے

فَلَا تَغْشُوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِيْفِ
لہذا تم ان کے سامنے ناملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالو

فَلَا وَاللّٰهِ نُسْلِمُهٗ لِقَوْمٍ
تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں

وَ لَمَّا نَقْضِ فِيْهِمْ بِالسُّيُوْفِ
جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب

مِن قبلها طِبتَ في الظلال وفي
مستودعٍ حيث يُخصَفُ الوَرَقُ

آپ اس سے پہلے سایہ ہائے جنت میں پاکیزہ تھے اور
اس مقام محفوظ میں بھی جہاں پتوں سے ستر ڈھانپا گیا

ثُمّ هبطتَ البلاد لا بشرٌ
انت ولا مُضغةٌ ولا علقُ

پھر آپ دنیا میں اترے، مگر نہ تو آپ بشر تھے
نہ گوشت پوست اور نہ ہی خون کی پھٹکی

بل نطفةٌ تركبُ السفين وقد
ألجم نسراً وأهلَه الغرقُ

[illegible]
[illegible]

تَنقَّلُ من صالبٍ إلى رحمٍ
إذا مضى عالَمٌ بدا طبقُ

منتقل ہوتے رہے صلب سے رحم کی طرف
جب ایک عالم گزر جاتا تو دوسرے کا ظہور ہو

وردتَ نار الخليل مُكتَتِماً
في صُلبِه انت كيف يحترقُ

آپ آتش خلیل میں اترے چھپے چھپے
آپ ان کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے

حتى احتوى بيتُكَ المُهيمِنُ مِن
خِندِفَ علياءَ تحتها النُّطُقُ

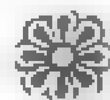
یہاں تک کہ آپ کا محافظ گھرانہ صاحب شرف ہو گیا
[illegible]

وأنت لمّا وُلدتَ أشرقتِ الأرضُ
وضاءت بنورِكَ الأُفُقُ

اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی
اور روشن ہو گئے آفاق سارے آپ کے نور سے

فنحن في ذلك الضياء وفي النور
وسُبُلَ الرَّشادِ نخترقُ

[illegible]
ہیں اور ہدایت و استقامت کی راہیں تلاش رہے ہیں



حضرت ابوبکر صدیقؓ

یا عین فابکی ولا تسأمی ‏ وحق البکا علی السید

تو اے آنکھ خوب رو اب یہ آنسو نہ تھمیں ‏ تم سے سردارِ عالم پر رونے کے حق کی

علی خیر خندف عند البلا ‏ ء امسی یغیب فی الملحد

خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا ‏ [illegible]

فصلی الملیک ولی العباد ‏ و رب العباد علی احمد

[illegible] ‏ [illegible] پروردگار محمد ﷺ پر سلام و رحمت بھیجے

فکیف الحیاۃ لفقد الحبیب ‏ وزین المعاشر فی المشہد

اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا ‏ اور وہ نہ رہا جو زینت وہ ایک عالم کی

فلیت الممات لنا کلنا ‏ فکنا جمیعاً مع المہتدی

کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی ‏ آخر میں ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

حضرت کعبؓ بن زہیر

فقد اتیت رسول اللہ معتذراً ‏ والعفو عند رسول اللہ مقبولُ

میں اللہ کے رسول کی خدمت میں [illegible] ‏ [illegible] تو اللہ کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہے

لقد اقوم مقاماً لو یقوم بہ ‏ اری واسمع ما لو یسمع الفیلُ

[illegible] ‏ [illegible]

لظل یرعد الا ان یکون لہ ‏ من الرسول باذن اللہ تنویلُ

تو یقیناً کانپ [illegible] مگر اللہ کے حکم سے ‏ رسول اللہ کی طرف سے وہ [illegible] اور بخشش [illegible]

حتی وضعت یمینی لا انازعہ ‏ فی کف ذی نقمات قیلہ القیلُ

[illegible] ‏ [illegible]

ان الرسول لسیف یستضاء بہ ‏ مہندٌ من سیوف اللہ مسلولُ

بیشک رسول اللہ وہ سیف ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے ‏ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھینچی ہوئی تلوار ہیں

حضرت عمر فاروقؓ

الم تر ان الله اظهر دينه
کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا
عَلٰی كُلِّ دِيْنٍ قَبْلَ ذٰلِكَ حَائِد
ہر اس دین پر جو اس سے پہلے تھا

وَأَسْلَبَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَ مَا
اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا بعد اس کے جب
تَدَاعَوْا إِلٰى أَمْرٍ مِنَ الْغَيِّ فَاسِد
ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی

غَدَاةَ أَجَالَ الْخَيْلَ فِي عَرَصَاتِهَا
اور یاد رکھو جب خدا نے اس میدان میں جولانیاں دکھانے گے
مُسَوَّمَةً بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَخَالِد
جن کی باگیں چھوٹی ہوئی تھیں، زبیر وخالد کے درمیان

فَأَمْسٰى رَسُوْلُ اللهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهُ
پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا
وَأَمْسٰى عُدَاهُ مِنْ قَتِيْلٍ وَ شَارِد
اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے

حضرت عثمان غنیؓ

فما عيني ابكي و لا تسأمي
تو اے میری آنکھ خوب رو اور نہ تھک
وحُقَّ البُكَاءُ على السيد
چاہئے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ

رُوحي الفداءُ لمن أخلاقُهُ شهِدت
میری جان اس پر فدا ہو جن کے اخلاق شاہد ہیں
بِأَنَّهُ خَيْرُ مَوْلُوْدٍ مِنَ الْبَشَرِ
کہ وہ بنی نوع انسان میں افضل ترین ہیں

عمت فضائلُهُ كُلَّ الْعِبَادِ كَمَا
ان کے فضائل بلاشبہ سب بندوں کے لئے عام ہیں
عَمَّ الْبَرِيَّةَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ
جس طرح سورج اور چاند ساری مخلوق کے لئے عام ہے

لو لَمْ يَكُنْ فِيهِ آيَاتٌ مُبَيِّنَةٌ
اگر ان میں آپ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں
كَانَتْ بَدِيْهَتُهُ تُغْنِي عَنِ الْخَبَرِ
تو خود ان کی واضح شخصیت انکی صداقت کیلئے کافی تھی

أَمِنْ بَعْدِ تَكْفِيْنِ النَّبِيِّ وَدَفْنِهٖ
نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد میں اس مرنے والے

باثوابه اسى على هالك ثوى
کے غم میں جتنیں ہوں جو خاک میں ...

رُزِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْنَا فَلَنْ نَرٰى
رسول اللہ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب

بذاك عديلاً ما حيينا من الروى
جب تک ہم زندگی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے

وَكَانَ لَنَا كَالْحِصْنِ مِنْ دُوْنِ أَهْلِهٖ
رسول اللہ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے ... دشمن

لَهٗ مَعْقِلٌ حِرْزٌ حَرِيْزٌ مِنَ الرَّدٰى
سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی

وَكُنَّا بِمَرْآهُ نَرَى النُّوْرَ وَالْهُدٰى
ہم جب ان کو دیکھتے تو گویا
نور و ہدایت کو دیکھتے

صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِيْنَا وَغَدٰى
صبح بھی اور شام بھی جب وہ ... ہمیں چھٹ
ہوتے ... صبح ... شام ...

لَقَدْ غَشِيَتْنَا ظُلْمَةٌ بَعْدَ مَوْتِهٖ
ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں

نهاراً فقد زادت على ظلمة الدجى
دن ... کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا

فياخير من ضم الجوانح والحشا
انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو
چھپائے ہوئے ہیں ان میں سب سے

وَيَاخَيْرَ مَيْتٍ ضَمَّهُ التُّرْبُ وَالثَّرٰى
بہتر آپ ہیں اور آپ ان تمام مرنے والوں میں
جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں

كَأَنَّ أُمُوْرَ النَّاسِ بَعْدَكَ ضُمِّنَتْ
گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں

سفينة موج حين فى البحر قد سما
ہو گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے

فَضَاقَ فَضَاءُ الْأَرْضِ عَنْهُمْ بِرَحْبِهٖ
زمیں اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی ...

لفقد رسول الله إذ قيل قد مضى
کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول ... تھے

فَقَدْ نَزَلَتْ بِالْمُسْلِمِيْنَ مُصِيْبَةٌ
مسلمانوں پر ایک ایسی
مصیبت نازل ہوئی ہے

كَصَدْعِ الصَّفَا لَا لِلصَّدْعِ فِى الصَّفَا
جیسے چٹان میں شگاف پڑ جائے اور چٹان کے
شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے

فَلَنْ يَسْتَقِلَّ النَّاسُ تِلْكَ مُصِيْبَةً
اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکتے ہیں

ولن تجبرا العظم الذي منهم وهى
اور ... ہڈی جو پیدا ہوئی ہے اس کی تلافی نہیں ہے

وَفِيْ كُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلٰوةِ يَهِيْجُهٗ
اور ہر نماز کے وقت اذان ... پیدا کر دیتی ہیں

بلال ... ويدعو باسمه كلما دعا
جب کہ وہ اذان ... ان ... پکارتے ہیں

حضرت ابوسفیانؓ

ارقت وبات لیلی لا یزول

[illegible]

ولیل اخی المصیبۃ فیہ طول

[illegible] مصیبت کی [illegible] دراز ہوتی ہے

فقدنا الوحی والتنزیل فینا

[illegible]

یروح بہ ویغدو جبرئیل

[illegible]

نبی کان یجلو الشک عنا

[illegible] شکوک و شبہات دور کرتے تھے

بما یوحی الیہ وما یقول

[illegible] وحی کے ذریعے جو بات تھی [illegible]

ویہدینا فلا نخشی ضلالاً

[illegible]

علینا والرسولُ لنا دلیلٌ

[illegible]

یخبرنا بظہر الغیب عما

[illegible]

یکونُ فلا یخونُ ولا یحولُ

[illegible] خبر میں کوئی خلاف ہوتی تھی نہ ہیر پھیر

فلم نر مثلہ فی الناس حیاً

[illegible] میں ہم نے ان کے جیسا کوئی انسان

ولیس لہ من الموتی عدیلٌ

اور نہ مرنے والوں میں کوئی ان کی نظیر ہے

أفاطم إن جزعت فذاک عذرٌ

اے فاطمہ اگر دامن صبر تجھ سے چھوٹ جائے تو مجبوری ہے

وإن لم تجزعی فھو السبیلُ

لیکن اگر دامن صبر نہ چھوٹے تو [illegible] ہے

فعودی بالعزاء فإن فیہ

[illegible]

ثوابُ اللہ والفضلُ الجزیلُ

اللہ کی طرف سے [illegible]

وقولی فی ابیک ولا تملی

اور اپنے باپ کی تعریف میں خوب دل کھول کے [illegible]

وھل یجزی بفضل ابیک قیل

[illegible] آپ نے جو کام کیے ہیں [illegible]

فقبر ابیک سیدُ کلِّ قبر

[illegible] تمام قبروں کی [illegible] ہے

وفیہ سیدُ الناس الرسولُ

کیونکہ اسی میں وہ رسول مدفون ہے جو تمام انسانوں کا سردار ہے

صلاۃ اللہ من رب رحیم

[illegible]

علیہ لا تحولُ ولا تزولُ

[illegible]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

متی یبدُ فی الداجی البهیم جبینه — یلُح مثل مصباح الدجی المتوقد

اندھیری رات میں ان کی پیشانی چمکتی ہے — [illegible]

فمن کان أو من قد یکون کأحمد — نظامٌ لحقٍّ أو نکالٌ لملحد

[illegible] — [illegible]

❋

حضرت فاطمۃ الزہراؓ

ماذا علی من شمّ تربة أحمدٍ — ألا یشمّ مدی الزمان غوالیا

[illegible] — تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے

صُبّت علیّ مصائبٌ لو أنها — صُبّت علی الأیام صرن لیالیا

[illegible] — [illegible]

اغبرّ آفاق السماء وکوّرت — شمس النهار وأظلم الأزمان

[illegible] — دن کا سورج اور تاریک ہوگیا [illegible]

والأرض من بعد النبی کئیبة — أسفاً علیه کثیرة الأحزان

[illegible] — [illegible] کے غم میں ڈوبی ہوئی ہے

فلیبکه شرق البلاد وغربها — یا فخر من طلعت له النیران

[illegible] — فخر تو صرف ان کے لئے ہے جن پر [illegible]

یا خاتم الرسل المبارک ضوؤه — صلی علیک منزّل القرآن

[illegible] — آپ پر [illegible]

حضرت حسان بن ثابتؓ

أغرّ عليه للنبوة خاتم
[illegible] چمک رہی ہے

من الله مشهود يلوح ويشهد
اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو چمکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے

وضم الإله اسم النبي إلى اسمه
[illegible] کا نام ملا رکھا ہے

إذ قال في الخمس المؤذن أشهد
جب کہ پانچ وقت مؤذن اشہد کہتا ہے

وشق له من اسمه ليجله
[illegible] نام کے اعزاز کیلئے اپنے نام سے مشتق کیا ہے

فذو العرش محمود وهذا محمد
صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمد ہیں

نبي أتانا بعد يأس وفترة
یہ ایسے نبی ہیں جو ہمارے پاس یک گونہ [illegible] اور طویل وقفہ کے بعد آئے ہیں

من الرسل والأوثان في الأرض تعبد
اور حال یہ تھا کہ زمین میں بت پوجے جا رہے تھے

فأمسى سراجاً مستنيراً وهادياً
[illegible] اور روشنی دینے والے چراغ اور رہنما ہو گئے

يلوح كما لاح الصقيل المهند
وہ اس طرح چمکتے جیسے صیقل کی ہوئی ہندی تلوار چمکے

وأنذرنا ناراً وبشر جنة
[illegible] جنت کی بشارت دی

وعلمنا الإسلام فالله نحمد
اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی، ہم اللہ کے شکرگزار ہیں

وأنت إله الخلق ربي وخالقي
اے اللہ تو دنیا کا معبود ہے میرا رب اور خالق ہے

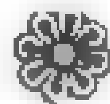
بذلك ما عمرت في الناس أشهد
جب تک میں لوگوں میں زندہ رہوں گا اسکی شہادت دیتا رہوں گا

تعاليت رب الناس عن قول من دعا
اے سارے انسانوں کے پروردگار تو ان کے اقوال سے بلند

سواك إلهاً أنت أعلى وأمجد
[illegible] ہے جو تیرے سوا کسی اور کو معبود بتائے

لك الخلق والنعماء والأمر كله
[illegible] نعمت دینے والا اور حاکم مطلق ہے

فإياك نستهدي وإياك نعبد
ہم تجھ ہی سے ہدایت چاہتے اور تیری ہی پرستش کرتے ہیں



امام زین العابدینؒ

إنْ نِلْتَ يَا رِيْحَ الصَّبَا يَوْماً إِلَى أَرْضِ الْحَرَمْ ۔۔۔ بَلِّغْ سَلَامِي رَوْضَةً فِيْهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمْ

اے باد صبا اگر تیرا گزر سر زمین حرم تک ہو ۔۔۔ تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں

مَنْ وَجْهُهُ شَمْسُ الضُّحَى، مَنْ خَدُّهُ بَدْرُ الدُّجَى ۔۔۔ مَنْ ذَاتُهُ نُوْرُ الْهُدَى مَنْ كَفُّهُ بَحْرُ الْهِمَمْ

وہ جن کا چہرہ نور مہر نیم روز ہے اور جن کے رخسار تاباں ماہ کامل ۔۔۔ جن کی ذات نور ہدایت ہے، جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا

قُرْآنُهُ بُرْهَانُنَا نَسْخاً لِأَدْيَانٍ مَضَتْ ۔۔۔ إِذْ جَاءَنَا أَحْكَامُهُ كُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمْ

ان کا (لایا ہوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے جس نے ماضی کے تمام دینوں کو منسوخ کر دیا ۔۔۔ جب ان کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے) سارے صحیفے معدوم ہوگئے

أَكْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِنْ سَيْفِ هَجْرِ الْمُصْطَفَى ۔۔۔ طُوْبَى لِأَهْلِ بَلْدَةٍ فِيْهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَشَمْ

ہمارے جگر زخمی ہیں فراق مصطفےٰؐ کی تلوار سے ۔۔۔ خوش قسمتی ہے اس شہر کے لوگوں کی جس میں نبی محتشم ہیں

يَا لَيْتَنِي كُنْتُ كَمَنْ يَتْبَعُ نَبِيّاً عَالِماً ۔۔۔ يَوْماً وَ لَيْلاً دَائِماً وَارْزُقْ كَذَالِكَ بِالْكَرَمْ

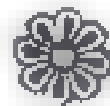
کاش میں اس طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے ۔۔۔ دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ أَنْتَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ ۔۔۔ أَكْرِمْ لَنَا يَوْمَ الْحَزِيْنِ فَضْلاً وَجُوْداً وَالْكَرَمْ

اے رحمت عالم آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں ۔۔۔ ہمیں قیامت کے دن فضل و سخاوت اور کرم سے عزت بخشئے

يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ أَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ ۔۔۔ مَحْبُوْسِ أَيْدِي الظَّالِمِيْنَ فِي الْمَوْكَبِ وَالْمُزْدَحَمْ

اے رحمت عالم زین العابدین کو سنبھالئے ۔۔۔ وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے



امام اعظم ابو حنیفہؒ

يا سيد السادات جئتك قاصداً ... ارجو رضاك واحتمي بحماك

اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں ... آپ کی خوشنودی کا امیدوار، آپ کی پناہ کا طلبگار

والله يا خير الخلائق ان لي ... قلباً مشوقاً لا يروم سواك

[illegible]

انت الذي لولاك ما خلق امرءٌ ... كلا ولا خلق الورى لولاك

[illegible]

انت الذي لما توسل آدم ... من زلة بك فاز وهو اباك

[illegible]

وبك الخليل دعا فعادت ناره ... برداً وقد خمدت بنور سناك

[illegible]

ودعاك ايوب لضر مسه ... فأزيل عنه الضر حين دعاك

اور حضرت ایوب نے بھی بیماری میں آپکے وسیلے سے دعا کی ... تو ان کی دعا مقبول ہوئی اور بیماری دور ہوگئی

وبك المسيح اتى بشيراً مخبراً ... بصفات حسنك مادحاً لعلاك

[illegible] ... انہوں نے آپکے حسن و جمال کی مدح و ثنا کی

وكذاك موسى لم يزل متوسلاً ... بك في القيامة محتمي بحماك

[illegible]

وهود و يونس من بهاك تجملا ... وجمال يوسف من ضياء سناك

[illegible]

قد فقت يا طه جميع الانبياء ... طراً فسبحان الذي اسراك

[illegible]

واللہ یا یٰسین مثلک لم یکن ۔۔۔ فی العالمین وحق من نبّاک

خدا کی قسم اے یٰسین! آپ جیسا تو تمام مخلوق میں ۔۔۔ [illegible]

عن وصفک الشعراء یا مدثر ۔۔۔ عجزوا وکلّوا من صفات علاک

اے کملی والے! آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء ۔۔۔ عاجز رہ گئے، آپ کے اوصاف عالیہ کے سامنے زبانیں بند ہو جاتی ہیں

بک لی قلیب مغرم یا سیدی ۔۔۔ وحشاشۃ محشوۃ بہواک

میرے سرکار! میرا حقیر دل آپ ہی کا شیدا ہے ۔۔۔ اور میرے اندر تو آپ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے

یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ ۔۔۔ جد لی بجودک وارضنی برضاک

اے تمام موجودات سے ۔۔۔ کائنات ۔۔۔ [illegible] بخشش ۔۔۔ اپنی خوشنودی ۔۔۔

انا طامع بالجود منک ولم یکن ۔۔۔ لابی حنیفۃ فی الانام سواک

میں آپ کے جود و کرم کا دل سے طلبگار ہوں، کہ ۔۔۔ [illegible]

صلی علیک اللہ یا علم الہدیٰ ۔۔۔ ما حنّ مشتاق الی مثواک

اے ہدایت کے علم بردار! مشتاقان زیارت کے شوق ہے جب ۔۔۔ تک قیامت تک ۔۔۔ درود و سلام آپ پر ۔۔۔

ابوبکر محی الدین ابن عربیؒ

الا بابی من کان ملکاً و سیداً ۔۔۔ و آدم بین الماء والطین واقف

۔۔۔ میرے ماں باپ قربان ۔۔۔ بادشاہ اور سردار تھا ۔۔۔ جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے

فذاک رسول الابطحی محمد ۔۔۔ لہ فی العلا مجد تلید وطارف

وہی رسول ابطحی محمد ۔۔۔ جن کو رفعت میں ہر شرف حاصل ہے، قدیم بھی جدید بھی

اتیٰ بزمان السعد فی آخر المدیٰ ۔۔۔ وکانت لہ فی کل عصر مواقف

۔۔۔ زمانے کی ۔۔۔ میں تشریف لائے ۔۔۔ اور آپ کو تو ہر زمانے میں ۔۔۔ موقف حاصل تھا

اتیٰ لانکسار الدہر یجبر صدعہ ۔۔۔ فاثنت علیہ السن وعوارف

۔۔۔ ٹوٹے ہوئے زمانے کی شکستگی کو جوڑنے ۔۔۔ اور اس پر تو زبانیں ثنا خواں ہیں اور عطیات ۔۔۔

اذا رام امراً لایکون خلافہ ۔۔۔ ولیس لذاک الامر فی الکون صارف

۔۔۔ [illegible] خلاف ۔۔۔ اور پھر اس بات کو اس کائنات میں کوئی پھیرنے والا ۔۔۔

حضرت شرف الدین بوصیریؒ

مُحمدٌ سَیّدُ الکَونَینِ وَالثّقلَینِ
محمدؐ سردار ہیں دونوں جہانوں کے، دونوں اہم مخلوق

والفریقَینِ مِن عُربٍ وّمِن عَجَمِ
یعنی جن و انس کے اور عرب عجم دونوں گروہوں کے

نَبِیُّنا الاٰمِرُ النّاھِی فَلَا اَحدٌ
آپ ہمارے نبی ہیں اچھائیوں کا حکم دینے والے اور برائیوں سے روکنے والے

اَبَرَّ فِی قَولِ لَا مِنہُ وَلَا نَعَمِ
پس آپکے مقابلے میں ہاں اور نہیں کے اعتبار سے زیادہ سچا کوئی دوسرا نہیں

ھُوالحبیبُ الّذِی تُرجٰی شَفَاعَتُہٗ
آپؐ ہی اللہ کے وہ حبیب ہیں جن کی شفاعت کی آس ہر خوف و ہراس

لِکُلِّ ھَولٍ مِنَ الاَھوالِ مُقتَحِم
میں اور قیامت کی شدید گھڑیوں میں لگائی جائے

دَعَا اِلَی اللّٰہِ فَالمُستَمسِکُونَ بِہٖ
آپؐ نے اللہ کی دعوت عام دی پس جن لوگوں نے آپ کا دامن تھام لیا

مُستَمسِکُونَ بِحَبلٍ غَیرِ مُنفَصِمِ
انہوں نے وہ رسی پکڑ لی جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں

فَاقَ النّبِیّینَ فِی خَلقٍ وّفِی خُلُقٍ
آپؐ صورت و سیرت میں تمام پیغمبروں پر فوقیت رکھتے ہیں

ولم یُدَانُوہُ فِی عِلمٍ وّلَا کَرَمِ
اور علم ہو یا کرم کسی میں بھی کوئی بھی آپؐ کی برابری کو نہ پہنچے

وکُلُّھُم مِّن رّسُولِ اللّٰہِ مُلتَمِسٌ
اور سب کے سب خواہاں ہیں اللہ کے رسول مقبولؐ سے کہ

غَرفًا مِّنَ البَحرِ اَو رَشفًا مِّنَ الدِّیَمِ
اس دریائے کرم سے ایک چلو اور اس ابر رحمت سے ایک قطرہ مل جائے

مُنَزَّہٌ عَن شَرِیکٍ فِی مَحَاسِنِہٖ
آپؐ کے محاسن میں کوئی شریک نہیں ہے

فَجَوھَرُ الحُسنِ فِیہِ غَیرُ مُنقَسِمِ
آپؐ حسن ذات کا وہ جوہر ہیں جو منقسم نہیں ہوا

دَع مَا ادَّعَتہُ النّصَارٰی فِی نَبِیِّھِم
صرف وہ بات چھوڑ دو جس کا دعوی عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں کیا ہے

وَاحکُم بِمَا شِئتَ مَدحًا فِیہِ وَاحتَکِمِ
اسکے بعد جو تمہارا جی چاہے حضور کی مدح میں کہو اور جو حکم چاہے لگاتے جاؤ

فَاِنَّ فَضلَ رَسُولِ اللّٰہِ لَیسَ لَہٗ
اللہ کے رسول کی فضیلتوں کی کوئی حد نہیں ہے

حَدٌّ فَیُعرِبُ عَنہُ نَاطِقٌ بِفَمِ
اور اس کا حق کوئی بولنے والی زبان ادا نہیں کر سکتی

وَکَیفَ یُدرِکُ فِی الدُّنیَا حَقِیقَتَہٗ
اور کیسے پائیں گے اس دنیا میں ان کی حقیقت کو
قَومٌ نِیَامٌ تَسَلَّوا عَنہُ بِالحُلُمِ
وہ لوگ جو خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہوں

فَمَبلَغُ العِلمِ فِیہِ اَنَّہٗ بَشَرٌ
آپ کی ذات کے بارے میں علم کی رسائی یہیں تک ہے کہ آپ ایک بشر ہیں
وَاَنَّہٗ خَیرُ خَلقِ اللّٰہِ کُلِّھِم
اور اللہ کی تمام [illegible] میں سب سے [illegible]

اَبَانَ مَولِدُہٗ عَن طِیبِ عُنصُرِہٖ
آپ کی ولادت کے زمانے ہی سے آپ کی خوبیاں روشن ہوئیں
یَا طِیبَ مُبتَدَءٍ مِنہُ وَ مُختَتَمِ
[illegible] آپ کی ابتدا کے اور [illegible] آپ کی [illegible] کے

سید غلام علی حسینی واسطی آزاد بلگرامی

رُوحِی الفِدَاءُ لِرَوضَۃٍ قُدسِیَّۃٍ
میری جان اس روضۂ اقدس پر قربان
مَملُوَّۃٍ بِلَطَافَۃٍ وَ [illegible]
جو لطافت و پاکیزگی سے [illegible]

نَظَرُ الحَبِیبِ اِلَی الغَرِیبِ عِنَایَۃٌ
مسافر غریب الدیار کی طرف حبیب کا دیکھنا عنایت ہے
نَظَرُ العِنَایَۃِ شِیمَۃُ الکُبَرَاءِ
[illegible] نظر کرم تو بڑوں ہی کا شیوہ ہے

مَا اَحسَنَ القَبرَ الَّذِی فِی حُجرَۃٍ
کیا اچھی آرام گاہ ہے جس کی آغوش میں
خَیرُ البَرِیَّۃِ سَیِّدُ البَطحَاءِ
بہترین خلائق و سردار بطحی آرام [illegible] ہیں

کُن اَنتَ فِی یَومٍ یَلُوذُکَ الوَرٰی
اس دن جب ایک خلقت آپ کی پناہ ڈھونڈے گی
یَا رَحمَۃً لِلعَالَمِینَ جَزَائِی
آپ اے رحمۃ للعالمین میری جزا بن جایے

مَاذَا یُقَرِّبُ فِی ثَنَاکَ وَاصِفٌ
آپ کی تعریف و ثنا میں کوئی شخص کیا پیش کرسکتا ہے
اَثنٰی عَلَیکَ اللّٰہُ حَقَّ ثَنَاءٍ
آپ کی تعریف و ثنا تو اللہ نے کی ہے اور بھرپور

اَحسِن اِلٰی ضَیفٍ بِبَابِکَ وَاقِفٍ
احسان فرمایئے اس مہمان پر جو آپ کے در دولت پر حاضر ہے
شَانُ الکِرَامِ ضِیَافَۃُ الغُرَبَاءِ
کریموں کی شان غریبوں [illegible] مسافروں کو نوازنا ہے

صَلّٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ رَبُّ الوَرٰی
مخلوق کے پالنہار نے آپ پر اور آپ کی آل پر درود و سلام بھیجا ہے
وَعَلٰی مَعَاشِرِ صَحبِہٖ الرُّحَمَاءِ
اور آپ کے ان تمام صحابہ پر بھی جو باہم رحیم و شفیق ہیں

ولی الدین عبدالرحمن ابن خلدون

فتؤهُ من كدف بثرب معمّ — يكفك صخشاه من نثرنب

[illegible]

حست للنوه انها معجوّة — تتلو من الاثار كل غريب

[illegible]

سر عرست له محجبه الثرى — ما كانَ سر الله بالمحجوب

[illegible]

... الرسل الكرام ضراعة — تقضي منى نفسي و تذهب حوبي

[illegible]

عوف دوى عن جنابك والتمس — فيها نعشى بكل كذوب

[illegible]

لا كالاُلى صرفوا العزائم للمنى — واستثروا فيها بخير نصيب

[illegible]

لم يحضوا منه حتى فرقوا — في الله بين مضاجع و جنوب

[illegible]

هب لي شفاعتك التي ارجوبها — صفحا جميلا عن قبيح ذنوبي

[illegible] ... جس کا امیدوار ہوں

اني دعوتك واثقا باجابتي — يا خير مدعو وخير مجيب

... آپ کو پکارا ہے اس وثوق کے ساتھ کہ میری دعا قبول ہوگی — آپ پکارے جانے والوں میں بہتر ہیں اور جواب دینے والوں میں بہتر

مولانا محمد فضل حق خیرآبادیؒ

فَلَا مَلَاذَ سِوَى خَيْرِ الْوَرٰى جَمعاً
تو اب کوئی ان کے سوا پناہ نہیں ہے وہ تمام مخلوقات سے

فِی الْخَلْقِ وَالْخُلْقِ وَالْاِحْسَانِ وَالْجُوْد
بہتر ہیں خلقت میں، عادت میں، احسان میں اور سخاوت میں

جَدْوَاهُ نَقْدٌ لِمَنْ يَّاْتِيْهِ مُعْتَفِياً
ان کی عنایت ہر اس شخص کے لئے نقد
ہے جو [illegible] کرنے آئے

فَكَمْ هُنَالِكَ مِنْ قَوْدٍ لِمَقْوُوْد
یہاں مکافات گناہ کی سزا میں شفیع
ہیں، پریشان حال کے لئے

اَحْمَی الصَّنَادِیْدِ مَاْوَی النَّاسِ مَفْزَعُهُمْ
پریشانی اور گھبراہٹ میں سب سے بڑی پناہ ہیں لوگوں کیلئے

اِذْ یَفْزَعُوْنَ لِاَهْوَالٍ صَنَادِیْد
جب وہ خوفناک صورتوں سے گھبرائیں

اِخْتَارَهُ اللّٰهُ مَحْبُوْباً وَّ اَرْسَلَهُ
اللہ نے ان کو محبوب کیا اور اپنی رحمت بنا کر

رَحْمَة وَّ اَرْشَد وَتَسْدِيْد
رشد اور درستی کے لئے بھیجا

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ طُرًّا فِی الْکَمَالِ وَفِی
وہ تمام انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں، کمال میں بھی،

الْحِلْمِ وَالْعَزْمِ وَالْاِجْمَالِ وَالسُّوْدِ
حلم میں بھی، عزم میں بھی، خوبی میں بھی، سرداری میں بھی

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَقَدْ فَاقَ وَعِتْرَتُهٗ
بلاشبہ رسول اکرمؐ سب سے بڑھ گئے اور ان کی عترت

سَفِیْنَةٌ مُسْتَوَاهَا الْجُوْدُ لَا الْجُوْدِیْ
ایک کشتی ہے جس کا مقام جود ہے جودی نہیں

اَفْدِیْکَ یَا خَیْرَ الْعَوَارِدِ مُخْتَبِطاً
میں آپ پر فدا ہوں اے بہترین پناہ حیرانی میں !

فَقَدْ طَرَدَتْهُ الْمَعَاصِیْ اَیَّ تَطْرِیْد
خود گناہوں نے اسے دور پھینک دیا اور کتنی دور

اَنْشَدْتُکَ فَاقْبَلْ مِدْحَتِیْ کَرَماً
میں نے آپ کے حضور یہ مدح پیش کی ہے
اپنی کرم گستری سے قبول فرمایئے

حَتّٰی اَفُوْزَ بِاِنْشَادِیْ بِمَنْشُوْدِیْ
تاکہ میں اس شعر خوانی کے ذریعے
اپنے مقصود کو پالوں

لَاشَکَّ اَنَّکَ غَوْثُ الْخَلْقِ اَجْمَعِهِمْ
بلاشک آپ ساری مخلوق کی فریاد سننے والے ہیں

وَلَا اُبَالِیْ اَبَاطِیْلَ الْمَنَاکِیْد
اور میں اس سلسلے میں کسی کی بیہودہ [illegible] کی پروا نہیں کرتا

عَلَیْکَ اَزْکٰی صَلَوَاتِ اللّٰهِ مَاصَدَحَتْ
آپ پر اللہ کی پاکیزہ ترین رحمتیں اس وقت
تک برابر نازل ہوتی رہیں جب تک

فِیْ مُوْرِقِ الْبَانِ وَرْقَاءُ بِتَغْرِیْد
بان کی ہری شاخوں پر [illegible]
[illegible] خوش الحان چہچہاتی رہیں

مولیناشاہ عبدالعزیز دہلویؒ

فیا ریح الصبا لطفاً وّ رفقاً

اے بادِ صبا! از راہِ لطف و کرم

إلی ذاک الحمی بلّغ سلامی

میرے اس حامی و پشتیبان تک میرا سلام پہنچا دے

وان جرتم علیّ فلی غیاثٌ

اے دوستو! اگر تم نے مجھ پہ جور و ستم کیا

تو میرا فریاد رس موجود ہے

بباب المصطفی خیر الأنام

بارگاہ مصطفیٰ کی صورت میں

جو ساری دنیا سے اچھے ہیں

نبیٌ توجّہی ولہ استنادی

آپ ہی اب میری توجہ کے در

ہیں آپ پر میرا اعتماد

وفیہ مطامعی وبہ اعتصامی

انہیں کی ذات میری آرزوؤں کا مرکز ہے

میں نے انہیں کا دامن تھاما ہے

أجرنی سیدی من ضیم سُقمٍ

مجھے نجات دلوایئے میرے آقا بیماری کے ظلم سے

اشدُّ علیّ من وقع الحسام

جو مجھ پر تلوار کی ضرب سے بھی زیادہ شدید ہے

وذکرک سیدی حرزی وجنتی

اور آپ کا تذکرہ میرے سرکار! میرا

حرز جان ہے، اور میرا قلعہ

أبیتُ بہ علی الجمر الضرام

کہ اس سے میں جلتے ہوئے انگاروں

پر رات بسر کرتا ہوں

مواھبک التی لا نقص فیہ

آپ پر جو عطایات ربانی ہوئے ان میں کوئی کمی نہیں

بہا رُبّیتَ من قبل الفطام

جن سے آپ کی پرورش و تربیت بچپن سے ہوئی تھی

فقد أعطیتَ ما لم یُعطَ خلقٌ

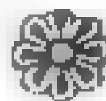
آپ کو وہ کچھ دیا گیا جو

کسی کو بھی نہ دیا گیا

علیک صلوۃُ ربک بالسلام

آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے

رحمتیں ہوں سلام کے ساتھ



سید عبدالقادر جیلانیؒ

غلام حلقه بگوش رسولؐ ساداتم   زہی نجات نمودن حبیب و آیاتم
کفایت است ز روح رسولؐ اولادش   ہمیشہ ورد زبان حمد مہماتم
زغیر آل نبیؐ حاجتی اگر طلبم   روا مدار یکی از ہزار حاجاتم
دلم ز عشق محمدؐ پر است و آل محمد   گواہ حال من است این ہمہ حکایاتم
چو ذرہ ذرہ شود این تنم بہ خاک لحد   تو شوی صلوات از تینت زراتم
کمینہ خادم خدام خاندان تو ام   ز خادمی تو انجم بود مناجاتم

سلام گریم و صلوات بر تو ہر نفسی
قبول کن بہ کرم این سلام و صلواتم

ابوالقاسم فردوسی طوسی

بگفتار پیغمبرت راه جوی   دل از تیرگیہا بدین آب شوی
ترا دین و دانش رہاند درست   رہ رستگاری بباید بجست
چہ گفت آن خداوند تنزیل و وحی   خداوند امر و خداوند نہی
کہ خورشید بعد از رسولان مہ   نتابید برکس ز بوبکرؓ بہ
عمرؓ کرد اسلام را آشکار   بیاراست گیتی چو باغ بہار
پس از ہر دو آن بود عثمانؓ گزین   خداوند شرم و خداوند دین
چہارم علیؓ بود جفت بتول   کہ او را بخوبی ستاید رسولؐ
کہ من شہر علم علیؓ ام دراست   درست این سخن گفت پیغمبرؐ است
گواہی دہم کاین سخن راز اوست   تو گوئی دو گوشم بر آواز اوست
بدان باش کو گفت زو بر گرو   چوگفتار و رایت نیارد بدرد
علیؓ را چنین گفت و دیگر ہمین   کز ایشان قوی شد بہر گونہ دین

نبیؐ آفتاب و صحابہؓ چو ..
بہم نسبتی یک دگر راست راه

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

اے از شعاع روی تو خورشید تابان را ضیا   آنی کہ ہستی را شرف بالا تر از عرش علا
گرچہ بصورت آمدیؐ بعد از ہمہ پیغمبران   اما بمعنی بودہ سرخیل جملہ انبیاء
ہرگز نخواندی یک ورق، خلق گرفت از تو سبق   انگشت، مہ را کرد شق، اے خواجہ معجز نما

یاران تو چار آمدند، پاکیزہ کردار آمدند
گل ہائی بی خار آمدند، از خویش فانیؒ با خدا

شمس الدین تبریزیؒ

اے عاشقان قدس را عشقت فزودہ بالہا در حلقہ سودائی تو روحانیاں را حالہا
اے سروراں را تو سند بشماران رازاں عدد رانی سران را ہم بود اندر تبع دنبالہا
ز رحمۃ للعالمین اقبال درویشاں ببین
چون مہ منور خرقہا چون گل معطر شالہا

مولانا جلال الدین رومیؒ

سید و سرور محمد نور جاں مہتر و بہتر شفیع مذنباں
با محمدؐ نور عشق پاک جفت بہر عشق او را لولاک گفت
گر نبودے بہر عشق پاک را کے وجودے دادے افلاک را
منتہی در عشق اوچون بود فرد پس مر او را ز انبیاء تخصیص کرد
پس کرسائے الٰہی ہیں کہ ما آدمیم آخر زماں در انتہا
آخرین قرنہا پیش از قرون در حدیث است آخرون السابقون
تا ہلاک قوم نوح و قوم ہود عارض رحمت بجان ما نمود
چند بت شکست احمدؐ در جہاں تا کہ یا رب گوئے گشتند امتاں
گر نبودے کوشش احمدؐ تو ہم می پرستیدی چو اجدادت صنم
سرز شکر ایں ازاں بہ تا بحق کز پدر میراث مفتش یا بحق
گر بگوئی شکر ایں رستن بگو کز بت باطن ہمت برہاند او
چوں بازادی نبوت ہادی است مومناں را ز انبیا آزادی است
کمل از پیغمبرؐ ایام خویش
تکیہ کم کن بہ فن و برکام خویش

سعدی شیرازیؒ

عرش است کمیں پایہ ز ایوان محمدؐ جبریل امین خادم دربان محمدؐ
آن ذات خداوند کہ تجلی است بعالم پیدا و عیان است بچشمان محمدؐ
توریت کہ بر موسیٰؑ و انجیل بہ عیسیٰؑ شد محو بیک نقطہ ء فرقان محمدؐ
از بہر شفاعت چہ اولوالعزم چہ مرسل در حشر زند دست بدامان محمدؐ
یک جان چہ کند سعدیؒ مسکین کہ دو صد جان
سازیم فدائے سگ دربان محمدؐ

خواجہ معین الدین اجمیریؒ

در جان چو کرد منزل، جانان ما محمدؐ   صد در کشادہ در دل، از جان ما محمدؐ
ما بلبلیم نالاں در گلستان احمدؐ   ما لولوئیم و مرجاں، عمان ما محمدؐ
مستغرق گناہیم ہر چند عذر خواہیم   پژمردہ چوں گیاہیم، باران ما محمدؐ
ما طالب خدائیم، بر دین مصطفائیم   بر در گہش گدائیم، سلطان ما محمدؐ
از درد زخم عصیاں مارا چہ غم چو سازد   از مرہم شفاعت، درمان ما محمدؐ
امروز خون عاشق درعشق گر ہدر شد   فردا زرو خواہد تاوان ما محمدؐ
از استان دیگر ما آمدیم بر سر   وان راکہ نیست باور برہان ما محمدؐ
از آب و گل سرودی و از جان و دل درودی   تا بشنود بہ یثرب افغان ما محمدؐ
در باغ و بوستانم دیگر مخوان "معینؔ"
باغم بس است قرآن، بستان ما محمدؐ

بو علی قلندر پانی پتیؒ

اے ثنایت رحمۃ اللعالمیں   یک گدائے فیض تو روح الامیں
اے کہ نامت را خدائے ذوالجلال   زد رقم بر بسہ عرش بریں
آستان عالی تو ہے مثل   آسما نے ہست بالائے زمیں
آفریں بر عالم حسن تو باد   جنگ تست عالم آفریں
یک کف خاک از در پر نور او   ہست مارا بہتر از تاج و نگیں
خرمن فیض ترا اے ابر فیض   ہم زمین وہم زماں شد خوشہ چیں
از جمال تو ہے بینم مساہ   جلوہ در آئینہ عین الیقین
خلق را آغاز و انجام از تو ہست   اے امام اولین و آخریں
غیر صلوٰۃ و سلام و نعت تو
"بو علی" را نیست ذکر و تیش

خواجہ نظام الدین اولیاء

صبا بسوئے مدینہ روکن، ازیں دعا گو سلام برخواں   بگرد شاہ مدینہ گرد و بصد تضرع پیام برخواں
بنہ بچندیں ادب طرازی، سر ارادت بخاک آں کو   صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیرالانام برخواں
بہ لحن داؤد ہمنوا شو، بہ نالۂ درد آشنا شو
بہ بزم پیغمبر، ایں غزل را، ز عبد عاجز نظام بر خواں

امیر خسروؒ

زہے روشن زرویت چشم بینش   وجودت کیمیائے آفرینش
مبارک نامہ قرآن تو داری   [illegible] مرغ نامہ شد روح اندیشش
چہ بیند مردم ار از خاک پایت   بشد [illegible] سمد [illegible] بیں [illegible] ایستیش
کہ دارد جز تو دست آنکہ باشد   کلید [illegible] نہ قفل [illegible] در [illegible] آستینش
رسل را ذات تست آں خاتم چست   [illegible] قرآں [illegible] آمدہ [illegible] نقش نگیں
بنش چوں انگبیں ریزد در اکنہ   [illegible] مت چوں نحس [illegible] در انگبیس
دقائق بیجد "خسرو" ز عنت
پس از آب خضر کرد [illegible]

مولانا عبدالرحمن جامیؒ

یا شفیع المذنبینؐ بار گناہ آوردہ ام   بر درت ایں بار با پشت دو تا آوردہ ام
چشم رحمت برکشا موی سفید من نگر   گرچہ از شرمندگی روے سیاہ آوردہ ام
آں نمی گویم کہ بودم سالہا در راہ تو   ہستم آں گمرہ کہ اکنوں رو براہ آوردہ ام
عجز و بے خویشی و درویشی و درد   ایں ہمہ بر دعوی عشقت گواہ آوردہ ام
بر رہزناں در کمیں نفس و ہوا اعدائے دیں   زیں ہمہ با سایہ لطفت پناہ آوردہ ام
گرچہ روے معذرت نگذاشت گستاخی مرا   کردہ گستاخی زبان عذر خواہ آوردہ ام
بستہ ام بر یک دگر نجے ز خارستان طبع   سوے فردوس بریں مشتے گیاہ آوردہ ام
دولتم ایں بس کہ بعد از محنت و رنج دراز
حریم [illegible] می نہم روے نیاز

عرفی شیرازیؒ

اے [illegible] [illegible] [illegible] و [illegible] [illegible]   اے عزم تو بال و پر صبا را
گر [illegible] [illegible] تو نہ گیرد   از سینہ بروں کنم صفا را
گنجے [illegible] [illegible] آوردم کہ شاید   سرمایہ نعت مصطفیٰ را
درج [illegible] آوردم کہ شاید   آویزۂ گوش انبیا را
دستے [illegible] سخن آوردم کہ شاید
مجموعہ [illegible] ہلف [illegible] رو سیا را

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

اگر خواہی زباں بکشائے و در راہ سخن پوئی
ثنائے پادشاہ یثربؐ و سلطان بطحا کن

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ می خواہی تمنا کن

بیا اے دل! قدم نہ بر سر کوئے وفا وانگہ
ز راہ صدق جاں را خاک راہ آں کف پا کن

ثنایش گو ولے چوں نیست اینش در تو ممکن
بایں یک بیت مدحش را علی الاجمال ایما کن

مخواں او را خدا از بہر امر شرع و حفظ دیں
دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش املا کن

خرابم در غم ہجر جمالت یا رسولؐ اللہ
جمال خود نما رحمے بجان زار شیدا کن

جہاں تاریک شد از ظلمت ظلم سیہ کاراں
بیا و عالمے را روشن از نور تجلی کن

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
بدست خود سروساماں حق بے سروپا کن

بیا "حقی"! مدہ تصدیع خدام جنابش را
کہ احوال تو معلوم ست اظہارش مکن یا کن

جان محمد قدسیؒ

مرحبا! سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ! چہ جمالست بدیں بوالعجبی

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زاں کہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حد می گزرد تشنہ لبی

نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرہ آفاق بہ شیریں رطبی

چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

سیدی انت حبیبی وطبیب قلبی
آمدہ سوئے تو "قدسی" پئے درماں طلبی

اسد اللہ خاں غالب

حق جلوہ گر ز طرز بیان محمدؐ است
آرے کلام حق بزبان محمدؐ است

آئینہ دار پرتو مہر است ماہتاب
شان حق آشکار ز شان محمدؐ است

تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است
اما کشاد آں ز کمان محمدؐ است

ہر کس قسم بدانچہ عزیز است می خورد
سوگند کردگار بجان محمدؐ است

واعظ حدیث سایہ طوبیٰ فرو گزار
کاینجا سخن ز سرو روان محمدؐ است

بنگر دونیمہ گشتن ماہ تمام را
آں نیز نامور ز نشان محمدؐ است

"غالب" ثنائے خواجہؐ بہ یزداں گزاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

مولانا احمد رضا بریلویؒ

اے شافع تر دامناں، وے چارۂ درد نہاں — جان دل و روح رواں، یعنی شہ عرش آشیاں
اے مسند عرش بریں، وے خادمت روح امیں — مہر فلک، ماہ زمیں، شاہ جہاں، زیب جناں
اے مرہم زخم جگر، یاقوت لب والا گہر — غیرت دہ شمس و قمر، رشک گل و جان جہاں
اے جان من، جانان من، ہم درد و ہم درمان من — دین من و ایمان من، امن و امان امتاں
اے منتہا، شمع ہدیٰ، نور خدا، ظلمت زدا — مہرت فدا، ماہت گدا، نورت جدا، از این و آں

[illegible] حیراں تو، شمس و قمر جویان تو — سیارہا قربان تو، شمعت فدا، پروانہ ساں
گل مست شد از بوئے تو بلبل فدائے روئے تو — سنبل نثار موئے تو، طوطی بیادت نغمہ خواں
در ہجر تو سوزاں دلم، پارہ جگر از رنج و غم — صد داغ سینہ از الم، در چشم دل دریا رواں
بہر خدا مرہم بنہ، از کار من بکشا گرہ — فریاد رس دادے بدہ، دستے بما افتادگاں
مولیٰ ز پا افتادہ ام، دارم شہا چشم کرم — مہر عرب، ماہ عجم، رحمے بحال بندگاں

شکر بدہ گویک سخن، تلخ است بر من جان من
بار نقاب از رخ فگن، بہر رضائے خستہ جاں

شبلی نعمانی

بنگر کہ باچندین ہنر از جور چرخ ہفت سر — چون لالہ ام خون شد جگر ناسازی و بختم نگر
کاندر چنین حال بتر، ہر دم دہد داغی دگر — از من کہ بگذرد خبر در بزم آن شاہ زمن
آن خسرو عرش آستان آن داور گیتی ستان — آن قبلہ گاہ انس و جان، آن خاتم پیغمبران
دانائے اسرار نہان روح الامینش پاسبان — گردون برنگ چاکران خاک درش را بوسہ زن
بیش از ہمہ شانش نگر، عیسیٰ ثنا خوانش نگر — چرخے از غلامانش نگر و آن قدر ایوانش نگر
برتر ز کیوانش نگر، جبریل دربانش نگر — در بند احسانش نگر آبائے علوی ہفت تن
عالم ہمہ خاک رہش، قصر فلک عشرت گہش — وین بارگاہ شہ تنش گشتہ کمینہ خرگہش
گیتی واین ہفت و شش باشد غبار درگہش — و ز جلوۂ نور مہش روشن شد این نہ انجمن
آن تاجدار ملک و دین، دارای اقلیم یقین — دانائے علم اولین، فرمان برش روح الامین

عالم شدش زیر نگین، چرخش ہمی بوسد زمین
آدم ہمان در ماء و طین، او گشتہ میر انجمن

مولانا خالد کردیؒ

برد گل رشک از روی محمدؐ — خویش خوں گشتہ از روی محمدؐ
سپر شد پیش پیکان غم آن کو — نظر دارد بہ ابروی محمدؐ
دمد شیر افگنان را خواب خرگوش — شکوہ چشم آہوی محمد
ز فردوس برین جا دور دارد — اسیر آن دو جادوی محمد
نگردد بلبل اندر صحن گلشن — زباد ار بشنود بوی محمد
غنی از سبحہ و زنار شد دل — مرا بس خال و گیسوی محمد
نہادہ در قدم سر و سہی سر — ز شرم سرو و دلجوی محمد

عنایت جز "خالد" کرستانی
دو عالم را بہ یک موی محمد

سید منظور احمد مہجور

اے در درج عصمت وائے گوہر ہدیٰ — اے ماہ اوج عفت و اے مہر اصطفا
خلق عظیم، خد ترا طیبہ جمال — فضل عظیم، قد ترا طلہ صفا
فرش در تو، عرش دل و جان قدسیان — بلمیر بارگاہ تو [illegible] اصفیا
ابر شفاعت تو بہائے بہار خلد — بحر عنایت تو، یم لطف پر عطا
خوبان قدس، غاشیہ داران حسن تو — حوران عین، آئینہ بردار اجتبا
احسان و عدل و جود، نثار وجود تو — خوئے تو اسوۂ ہمہ اصحاب اتقا
ہر حرف مصحف رخ تو آیۂ نجات — ہر خال و خط عارض تو چشمہ سخا

"مہجور" را خیال وصال تو روز عید
در دیدہ و دلش توئی ہر صبح و ہر مسا

حافظ مظہر الدینؒ

سوئے گردوں، اے قاصد خوش خرامے — بکوئے حبیبم رساں، یک پیامے
کہ اے شاہ خوبان و گردوں مقامے — گذر کن گہے، جانب ایں غلامے
یکے سینہ بریاں، یکے چاک داماں — سلامت بگوید، بصد احترامے
زہے روئے گلگوں، خم موئے مشکوں — یکے رشک مہ، یکے ہمچو شامے
بیا جان من، ساقی مے فروشے — کہ از تشنگی جاں دہد تشنہ کامے

مکن التفاتے بہ فردوس "مظہر"
بگو مدحت کوئے اور صبح و شامے

بی چین رنجوری

[illegible] دو سرا اوستاد اوستادان صفا و الله!
در [illegible] رحمت [illegible] فخر آدم صدر عالم عقل یزدان مصطفا!
[illegible] سعادت [illegible] فخر آدم را چه شد ناصر میدان کارها!
[illegible] شست میری واه وا! اصلا نه در بوده خطا!
[illegible] شد به مظلومان ز رحمت آشتی کش مصطفا!
[illegible] آگهی داد از امورات سزا و نا سزا!
[illegible] حیات! واه! آقا را جبین ضوفشان بدر الدجی!
[illegible] بوده از خواجه چسان نشوونما و ارتقا!
صدر اسالیب نوادر بانقوش کائنات صدر و شاه انبیاء پر گروه از رنگ وفا!
هست در مارق انسان مهر نیر نیروز شاه کاری های خواجه مقتدای انبیاء!
در کمالات و صفاتش هرچه گویم کم بود هست خوبی های خواجه لاحدود لا انتها!
[illegible] دستور محمد مصطفا لاف و گزاف! از گدای گر شود با صلح عالم ادعا!
[illegible] صورت نه بندد باصلاح و با فلاح! باعث فوز دو عالم اتباع مصطفا!
[illegible] [illegible] که از احکام حضرت [illegible] اقتدا!
[illegible] [illegible] خواجه ورشد [illegible] مرده صفا!
ایمنی نظاره باشد هر نظر با ناظران روضه آقا به آغوش زمین زیر سما!
[illegible] [illegible] حضرت [illegible] سرا!
[illegible] [illegible] خوش نوا!

ای خوشا! بی چین! آنحضرت را عقل عاطفت!
[illegible] زاد را!

ضیا محمد ضیا

هر نظاره مشتاق است انوار حبیب را نگاهم تشنه دید است آن ذات مطهر را
به سوی بحب تاریک من هم رو کند شاید تجلای که روشن کرد مهر و ماه و اختر را
شود یا رب نصیبم زود قرآن روز مسعودی بپای مصطفی ریزم متاع دیدهٔ تر را
ز سرپا کرده آیم گر رسد فرمان احضارم نهم بر آستان آن شه هر دوسرا سر را
جبین شوق را سایم به پای خواجهٔ عالم بروبم باموژه خاک در محبوب داور را
نم از عاشقان ساقی میخانه بجا نمی دیدار می خواهم نخواهم آب کوثر را
[illegible] یک آرزو چون شعله می رقصد که بینم یک نظر آن آفتاب ذره پرور را

بگوشم گفت جبریل امین در عرصه محشر
"ضیاء" در دست محکم دار دامان پیمبر را

حافظ محمد افضل فقیر

هر چه اے دل! بتو حق داده ز اسرار' بیار — نغمۂ چند به مدح شہ ابرار بیار
برمن اے حسن ازل' پردۂ معنی بکشا — شوق را تاب و تب جلوۂ دیدار بیار
جان بیتاب مرا' بدمم برکش و باز — بطواف حرم احمدؐ مختار بیار
از غلامے' به در پاک' سلامے برساں — بہر ایں غم زده' نوش لب غمخوار بیار
نگه پاک و دل چاک و روانے غمناک — ارمغانے اگر این است' به دربار بیار
بر در سرور دیں' بیکسی خویش ببر — عجز همت به جناب کرم آثار بیار

نیست جز نعت نبیؐ' ہیچ در اعمال "فقیر"
از عنایات نویدے به گنہگار بیار

سید محمد امین نقوی

خلاق جہاں محرم اسرار محمدؐ — قرآن مبیں مظہر انوار محمدؐ
ازروز ازل تابہ ابد بزم دو عالم — شد مست ہے جلوہ رخسار محمدؐ
لاریب ہمش' ہیچ نبی نیست بعالم — تا روز جزا نکہت گلزار محمدؐ
از چشم دل خویش ببیں در ہمہ عالم — اے بندہ حق' رونق بازار محمدؐ
زن نعرۂ تکبیر و رسالت را بہر دم — شو محو رخ و گیسوئے خمدار محمدؐ
چہ خوف مراہست بہ میدان قیامت — از جان و دلم سائل دربار محمدؐ

در ملک ثناء خوانی او "نقوی" نہ تنہا
ہم ذات خدا شاہد گفتار محمدؐ

نصیرالدین نصیر

دل بکوئے توؐ یا رسولؐ اللہ — رو بسوئے توؐ یا رسولؐ اللہ
بر لب ذوالجلال و الاکرام — گفتگوئے توؐ یا رسولؐ اللہ
اہل دیں سوئے کعبہ سجدہ کنند — کعبہ سوئے توؐ یا رسولؐ اللہ
انبیاؑ را چہ بر زمیں آورد — جستجوئے توؐ یا رسولؐ اللہ
نور حق می کند' طواف جمال — گرد روئے توؐ یا رسولؐ اللہ
دل ما راست مژدۂ تسلیں — آرزوئے توؐ یا رسولؐ اللہ
سرمہ چشم قدسیاں باشد — خاک کوئے توؐ یا رسولؐ اللہ

کاش گوید "نصیر" در محشر
رو بروئے توؐ یا رسولؐ اللہ

سید محمد حسینیؒ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز

اے محمدؐ! جلوہ جم جم جلوہ ترا
ذات تجلی ہوے گی سیں سپور نہ سپورا
واحد اپنی آپ تھی' اپیں اپ نجھایا
پر کتہ جلوہ کار نے الف میم ہو آیا
عشقوں جلوہ دینے کر کاف نون بسایا
لولاک لما خلقت الافلاک خالق پا لائے
فاضل افضل جتنے مرسل ساجد سجود آئے
امت رحمت بخشش ہدایت تشریف پڑے
مخفی ناوں معشوق کر ظاہر شہباز کہلائے
عشق کے جیتی چندر بند اپنی آپ دکھائے
ازل کما کان پھر آہیں آپ سمائے

محمد قلی قطب شاہ

اسم محمدؐ تے ا ہے' جگ میں سو خاقانی مجھے
بندہ نبیؐ کا جم رہے' ستی ہے سلطانی مجھے
شاہاں غروری نھاوں' کرتے ہیں اپنی دھاوں تے
مستی مری تج ناوں تے' کہتی ہے دیوانی مجھے
سب جگ بھلے ہیں گیان میں' میں نا بھلوں اوہان میں
لکھتے اٹن بھواں میں' ہے راز پنہانی مجھے
ان ناوں کی بڑ پن جھلک' نے سر بلندی تا فلک
آ کہیں سدا سارے ملک' تو یوسف ثانی مجھے
کیا ڈر مجھے فرعون کا' ہور سامری افسون کا
موسیٰ عصا زیتون کا' ہے تیغ ربانی مجھے
بارا جو ہے شیطان میں سنچرے نہ "قطب" کان میں
امید کے گل دان میں ہارا ہے رضوانی مجھے
شاہاں منے بھوان تے' کرتا جدائی جان تے
ان پر یا علیؓ کے دان تے تشریف شاہانی مجھے

عبداللہ قطب شاہ

مکھ فیض سوں پھر آیا دن' دین محمدؐ کا
آفاق صفا پایا' دن دین محمدؐ کا
یو عید ہمن ساجے' نصرت کے بجیں باجے
ہے جگ کے نبی راجے' دن دین محمدؐ کا
گلشن میں شریعت کے' پھل کھیلے طریقت کے
پر مل سوں حقیقت کے' دن دین محمدؐ کا
روشن ہوئے اسلام' جھمکائے رتن کھاں
خوش لیوائے مسلماناں' دن دین محمدؐ کا
جو بارہ اماماں ہیں لاکھ ان پہ سلاماں ہیں
ہم ان کے غلاماں ہیں' دن دین محمدؐ کا

ولی دکنی

عشق میں لازم ہے اول ذات کوں فانی کرے — ہو فنا فی اللہؑ دائم یادِ یزدانی کرے
مرتبہ علت پناہی کا وو پاوے گا جو کئی — مثل اسمٰعیلؑ اول جی کوں قربانی کرے
جو اپس تن کو گلا دے عشق میں ہر صبح و شام — وجہ کامل ہو صدا جوں ماہ تابانی کرے
سرخ رو ہو، آبرو وو جگ میں پاوے اے عزیز — دل کو لوہو کر اول لوہو سوں جو پانی کرے
حشر میں شیریں ہو وہ، حق سوں سنے شیریں بچن — شوق میں دل کوں جو فرہاد کستانی کرے
یا محمدؐ! دوجہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں — خلق کوں لازم ہے جی کوں تجھ پہ قربانی کرے
جس مکاں میں ہے تمھاری نظر روشن جلوہ گر — عقل اول آ کے واں اقرار نادانی کرے
کیا ملک کیا انس و جن، یہ جگ میں ہے کس کو سکت — خط بنا تجھ مکھ کے جو تفسیر قرآنی کرے
دیکھ طوبیٰ قد ترا جنبش میں آوے شوق سوں — جب گلستان ارم کی تو خرامانی کرے

عارفاں بولیں گے جان و دل سے لاکھوں آفریں
جب ولی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

سید محمد فراقی بیجاپوری

مدینے میں اگر پیدا ہوا ہوتا تو کیا ہوتا — محمدؐ کی گلی بھیتر فنا ہوتا تو کیا ہوتا
عبث خوباں کی گلیوں میں نہ کر تو عمر صرف اے دل — مدینے کی زیارت کو گیا ہوتا تو کیا ہوتا
ارے مجنوں، ہوا بدنام تو لیلیٰ کو دل دے کر — اگر میرے نبیؐ کو دل دیا ہوتا تو کیا ہوتا
ازل کی دین میں یارب اگر مفلس بھکاری ہوں — نبیؐ کے آستانے کا گدا ہوتا تو کیا ہوتا

نظر ہے علم منطق ہور معانی میں "فراقی" کو
اگر علم حدیث مصطفیٰؐ ہوتا تو کیا ہوتا

مرزا محمد رفیع سودا

ولا دریائے رحمت قطرہ ہے آب محمدؐ کا — جو چاہے پاک ہو پیرو ہو اصحاب محمدؐ کا
محمدؐ علم کا گھر اور علیؓ اس کا ہے دروازہ — غلام اس کا ہو تو جو کلب ہو باب محمدؐ کا
قد رعنا جب اپنا خم کیا بہر نماز اس نے — ہوا اس وقت ساجد کعبہ محراب محمدؐ کا
زمین و آسماں ہوں کیوں نہ روشن نور سے اس کے — کہ ہے اک پر تو خورشید مہتاب محمدؐ کا
کیا پیر خرد نے موجب خم پشت گردوں کو — یہ بختی بارکش رہتا ہے اسباب محمدؐ کا
ادا کس کی زباں سے ہو سکے شکر اس کی نعمت کا — وو عالم ریزہ چیں حق کیا قاب محمدؐ کا

ہوا ہے کیا کچھ اہل بیت پر "سودا" نہ دم مارا
خدا بن کون ہے آگاہ آداب محمدؐ کا

میر تقی میر

[illegible] یا رسولؐ　　اور خاطر کی حزینی یا رسولؐ
[illegible] دین یا رسولؐ　　تیری رحمت ہے یقینی یا رسولؐ
رحمتہ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

[illegible] تیرا عام ہے کر مرحمت　　ہے کرم سے تیرے چشم مکرمت
مجرم عاجز ہوں کر تک تقویت　　تو ہے صاحب تجھ سے ہے یہ مسئلت
رحمتہ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

[illegible] تیرے شان ہم　　ہے تیرا آرزو بخش امم
[illegible] تو طالب ہے غم　　تو رحیم اور مستحق رحم ہم
رحمتہ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

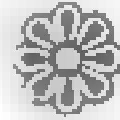
رواں ہوں شرم و گنہ سے زار زار　　بے عنایت کچھ نہیں اسلوب کار
دل کو جب ہوتا ہے آ کر اضطرار　　زیر لب کہتا ہوں یہ میں بار بار
رحمتہ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

روسیاہی جرم سے ہے بیشتر　　رو سفیدوں میں خجل مجھ کو نہ کر
ایک کیا آنکھیں ہیں میری ہی ادھر　　تجھ سے راجع ہے بصر اہل نظر
رحمتہ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

اب تلک [illegible] تھا کچھ گماں　　گو قرآں خواں میر تھے کہ سبحہ خواں
وقت یکساں تو نہیں اے دوستاں　　اب یہی ہے ہر زماں ورد زباں
رحمتہ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

قلندر بخش جرات

محمدؐ ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کہے بندہ اگر مدح اس کی دعویٰ ہے خدائی کا
بسر معرفت حقا وہ ہے مہر الوہیت
کہ جس کا دین روشن آئینہ ہے حق نمائی کا
منور کیوں نہ اس کے نور سے ہو خانہ طاعت
کہ روشن کرنے والا ہے وہ شمع پارسائی کا
گروہ انبیا میں وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اس کے لقب کس کو ملا ہے مصطفائی کا
رکھے ہے منزلت یہ آستان سرور عالم
کہ فخر سلطنت ہے مرتبہ واں کی گدائی کا
اسی کے عشق میں پابند الفت رہ دلا ہر دم
کہ ہووے گا یہی روز جزا موجب رہائی کا
سراپا نور حق نام خدا کہیے نہ کیوں اس کو
کہ جس کا نقش پا ہو جبہ سا ساری خدائی کا
بلند اس کا وہ ایوان مراتب ہے کہ واں کب ہے
خیال ساکنان عرش کو یارا رسائی کا
دلیل اس کی ہے یکتائی کی یہ لاریب اے جرات
کہ تھا سایہ نہ اس محبوب ذات کبریائی کا



غلام ہمدانی مصحفی

حنا سے ہے یہ تری سرخ اے نگار انگشت
کہ ہو نہ پنجہ مرجاں کی زینہار انگشت
ہلال و بدر ہوں یک جا عرق فشانی کو
رکھے جبیں پہ جو تو کر کے تاب دار انگشت
بیاں ضرور ہے اب دست و تیغ کا اس کے
نکل گئی سپر مہ سے جس کی پار انگشت
محمدؐ عربی معجزوں کا جس کے کبھی
نہ کر سکے فلک پیر کا شمار انگشت
چمن میں اس کی رسالت کا جب کچھ آئے ہے ذکر
علم کرے ہے شہادت کی شاخسار انگشت
وظیفہ جس کا پڑھے ہے یہ دانہ شبنم
دعا میں جس کی ہے کھولے ہوئے چنار انگشت
اگر ہو مہو گہوارہ سنگ فرش اس کا
نہ چوسے اپنی کبھی طفل شیر خوار انگشت
اٹھاوے گر کف افسوس ملنے کی وہ رسم
نہ ہووے پھر کبھی انگشت سے دوچار انگشت
کرے جو وصف وہ اس تاج انبیاء کی رقم
قلم کی جوں نئے نرگس ہو تاجدار انگشت

محمد اسمٰعیل شہید دہلویؒ

نبی البرایا رسول کریم　　نبوت کے دریا کا در یتیم
حبیب خدا سید المرسلین　　شفیع الوریٰ ہادی راہ دیں
محمدؐ ہے نام ان کا احمدؐ لقب　　بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب
دل ان کا جو ہے مخزن سر غیب　　مبرا خطا سے ہے بے شک و ریب
زباں ان کی ہے ترجمان قدم　　ہوا باغ دیں جس سے رشک ارم
وہ ظاہر جو ہے مقطع انبیاؑ　　حقیقت میں ہے مطلع اصفیا
کہ اس ہی پیدا ہوا ان کا نور　　ہے ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
تو اس میں تامل ذرا کیجیے!　　ابھی نکتہ باریک ہے [illegible]
کہ جب سب سے اکمل وہ انساں ہوا　　تو بے شک وہ تصویر رحماں ہوا
ہے دستور یہ ناظموں کا تمام　　کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام
سو تھا انبیاء کا قصیدہ عجب　　ہوا ختم اس کا بہ نہج غریب
تخلص کا موقع تھا یا دوجہاں　　سو تصویر ناظم ہوئی واں عیاں

الٰہی ہزاروں درود اور سلام
تو بھیج ان پر اور ان کی امت پہ عام

نظیر اکبر آبادی

تم شہ دنیا و دیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ　　سر گروہ مرسلیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
حاکم دین متیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ　　قبلہ اہل یقیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
رحمۃ للعالمین ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

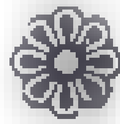
آسماں تم نے شب معراج کو روشن کیا　　عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دی نور و ضیا
رنگ و بو گلشن کی جنت کی بڑھائی برملا　　جس جگہ وہم ملائک کو نہیں ملتی ہے جا
واں کے تم مسند نشیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

تم کو ختم الانبیاؑ حق میں حبیب اپنا کہے　　اور سدا روح الامینؑ آوے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہیں تمہارے سے ملے　　ہے نبوت کا جو اقدس بحر، تم اس بحر کے
گوہر یکتا تمہیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الوریٰ　　سرور ہر دوسرا اور شافع روز جزا
ہے تمہاری ذات والا منبع لطف و عطا　　کیا نظیر اک اور بھی، سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تمؐ واں بھی تمہیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

سعادت یار خاں رنگین

لکھوں نعت اس کی میں کس طرح ساری
براق ادنیٰ تھا جس کی اک سواری
بڑا ہے عرش سے بھی ان کا پایا
کہ سب کچھ جن کی خاطر ہے بنایا
بہ ظاہر گرچہ وہ امی تھے لیکن
بھرا تھا علم سے کل ان کا باطن
وہ باتیں ان کے تھیں نزدیک آسان
کہ جن کو کر سکے مطلق نہ انسان
بیاں تم سے کریں کیا ان کے اوصاف
یہ الفت ان کی تھی ہم سے کہ دن رات
جناب کبریا میں کر کے زاری
طلب کرتے تھے آمرزش ہماری
اگر حامی نہ ہوتے ایسے کامل
تو بے شک ہم کو پڑتی سخت مشکل
نبی کتنے گئے اس غم میں روتے
کہ اے کاش ان کی ہم امت میں ہوتے
تلف یوں ہی ہوئی سب ان کی رفت
بر آوے گی مگر عیسیٰ کی حسرت
سراہیں اپنی ہم قسمت کو "رنگیں"
کہ امت میں ہوئے ہم ان کے بے کیں



شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

دکھا اس کو جہاں میں غل ہے جس کی آمد آمد کا
الٰہی ہوں بہت مشتاق دیدار محمدؐ کا
کھینچے شکل قلم پائے طلب لیکن نہ ہاتھ آیا
نشان سایہ احمدؐ نشاں تصویر احمدؐ کا
عبور اللہ نے اس کو دیا ہے علم باطن پر
لیا ہر چند ظاہر میں نہ درس اک حرف ابجد کا
کرے گا جب کہ وہ اتمام آ کر حجت حق کو
زمانے میں رہے گا نام ملحد کا نہ مرتد کا
مسیحا بہر بیعت آئے گا چرخ چہارم سے
نہیں موسیٰؑ سے کم رتبہ ترے جلوے کے بےخود کا
جو نزدیک اس سلیمانؑ زماں کا دور آئے گا
بیابانوں میں ہو گا ایک مسکن دام اور دد کا
خدا تیرا معرف ہے ملک تیرے موصف ہیں
نہیں حد بشر کہنا ترے اوصاف بے حد کا
نہ سوئے جاہ دنیا منہ کیا اے شاہ دیں تو نے
سریر سلطنت تکیہ ہے گویا تیری مسند کا
بنا اے مہر تاباں قصر یاقوت اپنے جلوے سے
سیہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبد زبرجد کا
معانی قل ھو اللہ احد کے ہیں یہاں "ناسخ"
برائے قافیہ رکھا ہے میں نے میم احمدؐ کا

میر کرامت علی شہیدی بریلوی

ہے سورۂ والشمس اگر روئے محمدؐ — واللیل کی تفسیر ہوئی موئے محمدؐ
[illegible] روئے محمدؐ کی نظر آئی تجلی — سمجھا میں شب قدر ہے گیسوئے محمدؐ
وہ نو شوال ہے عاشق کو کہاں عید — جب تک نظر آ جائے نہ ابروئے محمدؐ
[illegible] — ظاہر میں تو تار ہے [illegible] بازوئے محمدؐ
تھا پیش بہا عشق کے بازار میں یوسف — پر ہو نہ سکا سنگ ترازوئے محمدؐ
[illegible] گلشن پہ پڑھو صل علی تم — ہر پھول کی پتی میں [illegible] بوئے محمدؐ
[illegible] طرف منہ ہو نمازوں میں ہمارا — [illegible] کا شب و روز ہے [illegible] سوئے محمدؐ
ہر نخل بیابان عرب مجھ کو ہے طوبیٰ — ہوں شیفتہ قامت دلجوئے محمدؐ

رضوان کے لئے لے چلو سوغات "شہیدی"
گر ہاتھ لگے خار و خس کوئے محمدؐ

مومن خان مومن دہلوی

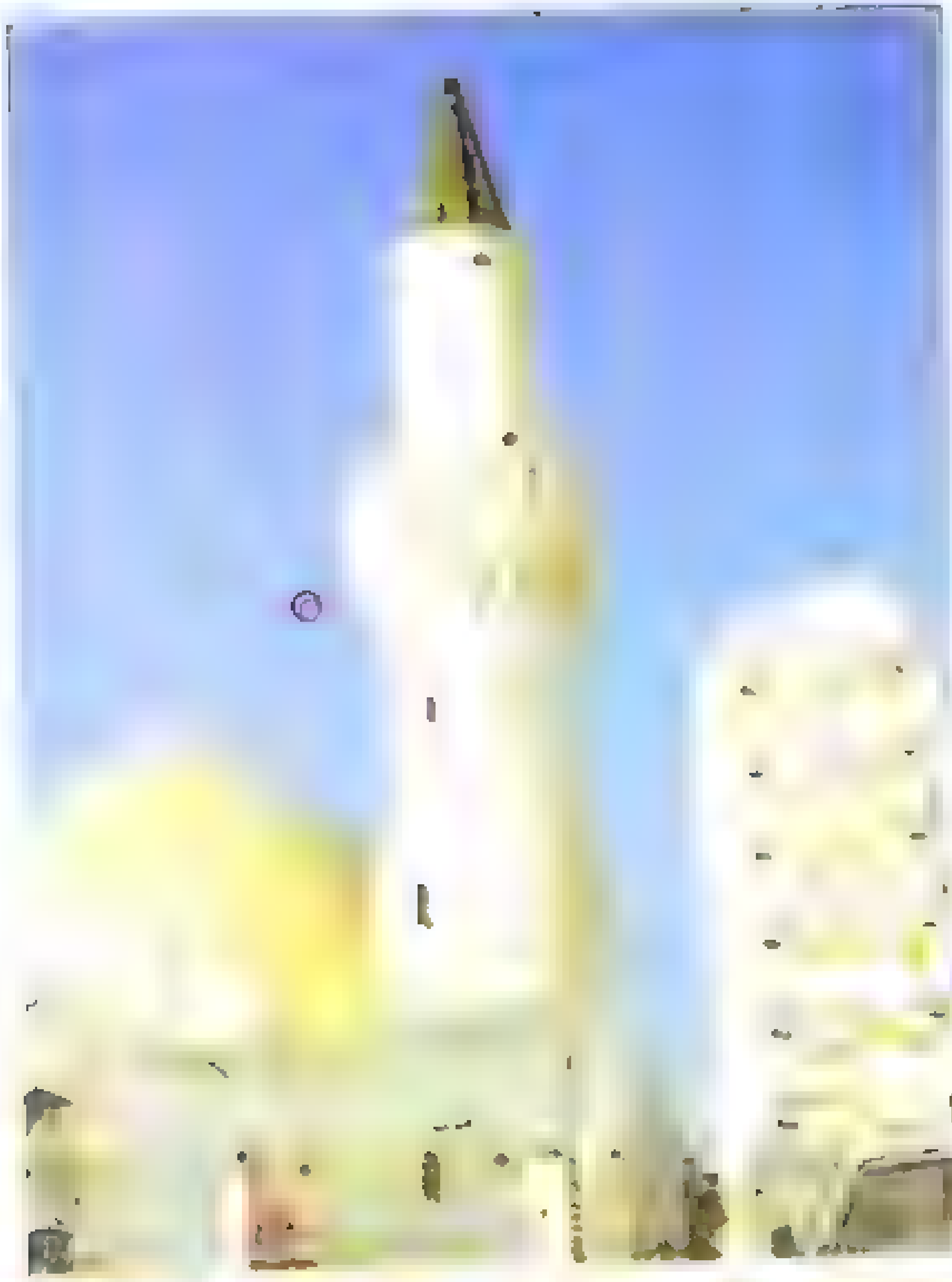
[illegible] — میں خادم اور وہ صاحب [illegible] میں امت، وہ نبی
یا نبی یک نگہ لطف بحالی و ابی — مرحبا سید مکی مدنی العربی!
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مظہر نور خدا شکل ہے محمود صنم — محو تیرے ملک و حور و پری و آدم
[illegible] کا سا عالم — [illegible] تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

[illegible] عالم میں [illegible] وقت — آج تک منزل مقصود نہ پائی ہیہات
[illegible] — ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
[illegible] زحد میگزرد تشنہ لبی

[illegible] — جوہر پاک کی خوبی ہے فرشتوں سے سوا
سر سے لے پاؤں تلک، نور خدا، نام خدا — نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم، تو چہ عالی نسبی

صاحب [illegible] کا اکرام — وہی جنت ہے جہاں میں [illegible] تیرا قیام
آب ہر چشمہ کرے کوثر و تسنیم کا کام — نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی



مسجد ابوبکر (نو تعمیر شدہ)



مسجد نبوی (ترک دور کے تعمیر شدہ حصے کا اندرونی منظر)



سنہری جالیوں سے مرصع مواجہ شریف کا روح پرور منظر



ریاض الجنۃ کا ایمان افروز نظارہ

نعت گوئی بسنّتِ رحمٰن

قرآن حکیم میں نعت رسولؐ

پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

"قرآن حکیم میں نعت رسولؐ" [illegible] ایک ایسا موضوع ہے [illegible] قرآن مجید کے مطالعہ کے ساتھ ہی آسانی بیان کیا جا سکتا ہے [illegible] معانی [illegible] مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ مضمون [illegible] یہ تو وہ موضوع ہے جسے احاطہ تحریر میں [illegible] اور [illegible] صلاحیتیں صرف [illegible] (Literature) کے حوالے سے نعت رسولؐ [illegible] ...... ؟ قرآن حکیم وہ [illegible] تفہیم و تفسیر کے لئے انسانی عمریں ناکافی اور انسانی ذہن و شعور نامکمل ہیں اور پھر قرآن حکیم [illegible] اور [illegible] عظمت و رفعت [illegible] عقل و شعور کے ساتھ ساتھ وجدان کی عینک سے بھی بخوبی دیکھ سکے۔ ایسے میں مجھ جیسے [illegible] قلم اٹھانا [illegible]

قرآن حکیم [illegible] آخری پیغام اور منشور حیات ہے۔ نظم میں ہے یا نثر میں' میں اس بحث [illegible] قرآن حکیم ہمارے [illegible] شعری پیمانوں سے بہت بلند تر آسمانی صحیفہ [illegible] انفرادی اور اجتماعی [illegible] اور آخرت میں کامیابی وکامرانی کا وسیلہ ٹھہرے۔

قرآن حکیم کے حوالے سے میری اس معروضات کا مقصد اس بات کی وضاحت کرنا بھی ہے کہ نعت جو ایک طویل عرصے سے [illegible] تعلیمات اور شمائل و فضائل کے حصے میں وقف ہو کر اپنا ایک جہان معنی پیدا کر چکی ہے [illegible] شعراء [illegible] مسلم شعراء کو بھی اپنے دامن محبت وارادت میں کھینچ رہے [illegible] مطابق [illegible] شاید یہ ہو کہ قرآن حکیم میں بھی اسی [illegible] قرآن مجید میں [illegible] کائنات کو [illegible] "نعت رسولؐ" [illegible] ادبی اور تنقیدی پیمانوں اور زاویوں [illegible] تھی

قرآن [illegible] اور قرینہ بتایا ہے اور اسی لئے ہمارے شعراء نے قرآن [illegible] ہیں:

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ　　بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی　　یعنی رہے آداب شریعت ملحوظ
(رضا بریلوی)

جہاں تک قرآن کے اسلوب نعت کا تعلق ہے تو یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ قرآن حکیم کے اس اسلوب کے تتبع میں ایک بھی مصرع تحریر نہیں کیا جا سکتا اور اس کے مماثل ایک بھی جملہ رقم نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن حکیم کا یہ وہ دعویٰ ہے جو اس کی ہر ایک آیت سے متعلق ہے اور یہ دعویٰ آج بھی اسی طرح سچا اور برحق ہے جیسے عہد رسالت میں تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صدقین ○ (البقرہ : ۲۳)

ترجمہ: "اور اگر تم لوگ کافر [illegible] شک ہو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے بندہ خاص پر نازل کی تو تم اس کی طرح کی ایک سورۃ تو لے آؤ اور خدا کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو" (البقرہ، ۲۳)

چنانچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن کے اس دعوے کے بعد فصحائے عرب جنہیں اپنی فصاحت و بلاغت اور زبان دانی پر بے پناہ ناز تھا گنگ ہو کر رہ گئے، بلکہ چودہ سو سال بیت گئے آج تک دنیا کے کسی گوشے میں سے قرآن کے اس دعوے کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھ سکی۔ حقیقتاً اگر سوچا جائے تو قرآن کا یہ دعویٰ صاحب قرآن ہی کی ایک اعلیٰ و ارفع نعت ہے۔

مختصر یہ کہ قرآن سے [illegible] اسلوب نعت کا تعلق تو [illegible] کی بات تھی، لیکن خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے اپنے محبوبؐ کی جب تعریف و توصیف [illegible] اور اس سے متعلق [illegible] حقائق [illegible] میں قرآن حکیم جیسی الہامی کتاب میں ارشاد فرمایا گیا ہے، انسان اپنی خداداد فکر و دانش اور وجدان سے [illegible] اکتساب [illegible] کر سکتا ہے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ خالق کائنات جیسے سب سے پہلے وصاف رسولؐ، نعت رسولؐ ہونے کا اعزاز حاصل ہے، سے بڑھ کر نعت گو اور کون ہو گا، جس نے سورہ احزاب میں یہ کہہ کر نعت محبوبؐ کا حق ادا کر دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

ترجمہ: "تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔" (سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

اس آیہ کریمہ میں نہ صرف اللہ تعالیٰ نے نعت حبیبؐ کہنے کا صرف حق ادا کر دیا بلکہ اپنے ساتھ اپنی ہمنوائی اور ہم زبانی کرنے والے فرشتوں کو شریک کر کے ایمان والوں کو بھی نعت رسولؐ مسلسل کہتے رہنے کا حکم دیا جس سے نہ صرف مقام و مرتبہ مصطفےٰؐ کی معراج و عظمت کا واضح ثبوت ملتا ہے بلکہ نعت کے مختلف ادوار میں تقسیم کا مسئلہ بھی آسانی کے ساتھ حل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس آیت کے حصہ اول پر غور کرنے سے یہ بات بلاشک و شبہ کہی جا سکتی ہے کہ نعت رسولؐ اس وقت بھی جاری تھی جب کائنات اور کائنات سے متعلق کوئی چیز بھی تخلیق نہ ہوئی تھی۔ یہ صرف ذات خداوندی اس وقت بھی موجود

تھی اور اسی طرح نعت رسولؐ اس وقت بھی مسلسل کی جارہی ہوگی' جب کوئی بھی ذی نفس موجود نہ ہوگا اور قیامت کا عالم برپا ہوگا' کیونکہ ذات خداوندی تو اس وقت بھی موجود ہوگی۔ گویا نعت ایک ایسی سنت رب العالمین ہے جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔

قرآن حکیم میں نعت کی اس بے پناہ وسعت اور پیرایہ اظہار و اسلوب تحریر کے سلسلہ میں کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ قرآن کا پیرایہ نعت بلاشبہ سراسر الہامی ہے اس لئے یہ چیز میرے مضمون کے دائرہ کار میں شامل نہیں ہے۔ میرا مقصد تو یہاں محض ان مضامین نعت کا ذکر کرنا ہے' جو قرآن حکیم میں مختلف مواقع پر اور مختلف آیات میں بیان ہوئے ہیں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان محامد و محاسن کی پیشکش ہے' جو خالق کائنات نے اپنے آخری صحیفے میں بیان کئے ہیں۔ تو آئیے دیکھیں کہ خالق کائنات نے اپنے محبوبؐ پاک کے محامد و محاسن کے سلسلے میں کیا کچھ کہا ہے:

رحمت للعالمین: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو جن خاص القابات سے یاد فرمایا ان میں سے ایک کا بیان کرتے ہوئے سورہ انبیاء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین (انبیاء ۱۰۷)

ترجمہ: "اور ہم نے تم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔" (انبیاء ۱۰۷)

حضورؐ کی نعت کے ضمن میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر و تشریح کے سلسلہ میں مفسرین نے اس کے طریقہ بیان اور طرز ادا سے سوالات کے چار طرح سے بحث کی ہے۔ یعنی کہ کون رحمت ہے؟ کس پر رحمت ہے؟ کب سے رحمت ہے؟ اور کب تک رحمت ہے؟ اور ان ابھرتے ہوئے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ انبیائےؑ سابقہ بھی رحمت تھے' لیکن وہ اپنے دور اور اپنی قوم تک ہی محدود رحمت کے مالک تھے خود حضورؐ سید المرسلین ہمیشہ سے رحمت ہیں اور ہمیشہ رہنے والی رحمت ہیں' اور ہر دور کے لئے اور ہر عالم کے لئے رحمت ہیں۔

یہ بیان نہ ہوگا؟ خدا تعالیٰ نے اپنی صفت خاص رب العالمین بیان کی ہے' جبکہ آپؐ کی صفت خاص رحمت للعالمین بیان کی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی ذات جیسا کہ ہمیشہ سے رب العالمین ہے' اسی طرح آپؐ ہمیشہ سے رحمت للعالمین ہیں اور جس طرح کہ رب العالمین کی شان ربوبیت سے تمام عالم یعنی عالم امکان' عالم امر' عالم انوار' عالم اجسام' عالم ملائکہ اور عالم جن و بشر وغیرہ فیض حاصل کر رہے ہیں' اسی طرح آپؐ کی شان رحمت للعالمین سے تمام عالمین فیض پا رہے ہیں اور ہمیشہ فیض پاتے رہیں گے۔ چنانچہ مفسرین کرام نے حضرت آدم علیہ السلام کی قبولیت دعا سے لے کر تمام انبیائے کرامؑ کی مشکلات و مصائب میں اعانت کو آپؐ ہی کی رحمت للعالمینی ہی سے فیضیاب قرار دیا ہے۔ غالباً علامہ اقبالؒ کے ذہن میں یہی آیہ کریمہ تھی جب انہوں نے کہا تھا:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو   چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو   بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

مقام محبوبیت : نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات والا صفات خالق کائنات کو کس قدر عزیز اور محبوب ہے' اس کے اظہار کے سلسلے میں قرآن حکیم کے اس منفرد طرز تخاطب کو دیکھنے کی ضرورت ہے' جو حضور سید عالمؐ اور دوسرے تمام انبیائے کرامؑ کے سلسلے میں اختیار کیا گیا ہے چنانچہ جہاں بھی آپؐ سے قبل تشریف لانے والے انبیائے کرامؑ کا ذکر کیا گیا ہے' وہاں انہیں ان کے اسمائے مبارکہ سے یاد کیا گیا ہے' جیسے حضرت آدم علیہ السلام سے خطاب ہے :

یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ (البقرہ : ۳۵)

ترجمہ : "اے آدمؑ! تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہو۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خطاب کے تیور بھی ملاحظہ ہوں :

یا ابراھیم اعرض عن ھذا (ھود : ۷۶)

ترجمہ : "اے ابراہیمؑ! اس خیال میں نہ پڑ۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب بھی اس طرح ہوا :

وما اعجلک عن قومک یموسی (طہٰ : ۸۳)

ترجمہ : "اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی کی' اے موسیٰؑ!۔"

حضرت آدمؑ' حضرت ابراہیمؑ' حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیائے کرامؑ کو قرآن مجید میں جہاں بھی خطاب کیا گیا' وہاں انہیں ان کے اسمائے مبارکہ ہی سے پکارا گیا ہے لیکن حضورؐ سرور کونین کو جہاں بھی خطاب کیا گیا' وہاں انہیں ان کے کسی صفاتی نام ہی سے پکارا تاکہ انہیں جس شان محبوبیت سے سرفراز کیا گیا ہے' اس کی یکتائی بیان ہو سکے۔ قرآن حکیم میں یہ انداز تخاطب بھی دراصل آپؐ کی نعت ہی سے متعلق ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں :

انا ارسلنک بالحق بشیرا و نذیرا ط (فاطر : ۲۴)

ترجمہ : "اے نبی! ہم نے بے شک آپ کو اس شان کا رسولؐ بنا کر بھیجا کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ (مومنین کے لئے) بشارت دینے والے اور (کفار کے لئے) ڈرانے والے ہیں۔"

یا ایھا المزمل ○ قم الیل الا قلیلا ○ (المزمل : ۱۔ ۲)

ترجمہ : "اے کپڑوں میں لپٹنے والے! رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کرو' مگر تھوڑی سی رات۔"

یا یھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک (التحریم : ۱)

ترجمہ : "اے نبیؐ تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی۔"

یا یھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ط (المائدہ : ۶۷)

ترجمہ : "اے رسولؐ پہنچا دو جو کچھ اترا تمہارے اوپر تمہارے رب کی طرف سے۔"

قرآن مجید میں ذکر محمد کے سلسلے میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ جہاں کہیں بھی آپ کو آپ کے اسم گرامی سے مخاطب کیا گیا ہے وہاں ساتھ ہی آپ کی شان رسالت یا کسی دیگر وصف کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ آپ کے مقام محبوبیت کی وضاحت ہو سکے۔ اس سلسلے میں چند آیات پیش ہیں:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ۔ (آل عمران : ۱۴۴)

ترجمہ: "اور محمد تو بس ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے ہیں"

والذین امنوا وعملوا الصلحت و امنوا بما نزل علی محمد (محمد : ۲)

ترجمہ: "اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور اس سب پر ایمان لائے جو محمد پر نازل ہوا"

محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم (الفتح : ۲۹)

ترجمہ: "محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے (صحابہ) کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں"

قرآن مجید کا اسلوب اس طرح خطاب کا اور آپ کے نام مبارک کے ساتھ آپ کی شان رسالت اور مقام نبوت کی وضاحت کرنا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ آپ کی قدر و منزلت دربار خداوندی میں کس طرح ارفع و اعلیٰ ہے اور یہ حقیقت اس امر کے تصور میں وضاحت کی بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہے اور آپ کے مقام محبوبیت کی وضاحت بھی کرتی ہے

رؤف و رحیم پیغمبرؐ: سورہ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم (التوبہ : ۱۲۸)

ترجمہ: "بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں اور مسلمانوں پر بہت مہربان ہیں"

اس آیت میں حضور اکرمؐ کی رحمت کا ذکر ہے۔ اس میں خداوند قدوس نے آپ کے تین اوصاف بیان کیے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ رسول ہیں جو تم ہی میں سے ہیں اور تمہاری تکالیف اور تمہارے مصائب ان پر گراں گزرتے ہیں اور وہ تمہاری بھلائی کے چاہنے والے ہیں اور مومنین کے لئے رؤف و رحیم ہیں۔ اس آیت میں "بالمؤمنین رؤف الرحیم" کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اپنے دو صفاتی ناموں سے آپ کو مخصوص کیا ہے جس سے آپ کی شان رسالت، عظمت و رفعت اور رافت اور رحمت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

پیغمبر حق: سورہ یونس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل یایها الناس قد جاءکم الحق من ربکم (یونس : ۱۰۸)

ترجمہ: "کہہ دیجئے اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آ چکا"

یہ آیہ کریمہ بھی نعت رسولؐ ہے۔ یہاں لفظ حق سے مراد یا تو قرآن حکیم ہے یا دین اسلام یا پھر حضورؐ کی ذات مبارک۔

مولانا مفتی احمد یار اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> "معلوم ہوا حضورؐ کے اسماء میں ایک نام حق بھی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سب تو حق پر ہوتے ہیں اور حضور خود سراپا حق ہیں [illegible] حق [illegible] اور تو مومن ہیں مگر حضورؐ ایمان ہیں، اور عارف ہیں مگر حضورؐ عرفان ہیں، اور تو عالم ہیں مگر حضورؐ سراپا علم ہیں۔ آپ ہی کے حالات جاننا علم ہے:

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

نور محمدی: نور خدا [illegible] صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے۔ قرآن حکیم میں [illegible] تاریکیوں کو روشن [illegible] ذات [illegible] نور سے تعبیر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ذات گرامی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور کون ہو سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قد جاءکم من اللہ نور و کتب مبین (مائدہ : ۱۵)

ترجمہ: "بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب"

یہاں حضور سید عالم [illegible] کو نور سے تعبیر فرمایا گیا ہے، کیونکہ آپؐ سے [illegible] تاریکی دور ہوئی اور راہ حق کی نشاندہی ہوئی

قرآن حکیم کی بعض دوسری آیات میں آپؐ کے نور ہونے [illegible] جیسے سورہ نساء میں ارشاد ہوا:

یا یہا الناس قد جاءکم برھان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا ([illegible])

ترجمہ: "اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔"

اس آیہ کریمہ میں لفظ برہان اور "نور مبینا" دونوں ہی نعت رسولؐ بیان کر رہے ہیں۔

سورہ نور میں نور محمدیؐ کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ نور السموت والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح (نور : ۳۵)

ترجمہ: "اللہ روشنی ہے آسمانوں اور زمینوں کی، اس کی روشنی جیسے ایک طاق میں ہو ایک چراغ"

اس آیہ کریمہ میں مثل نورہ سے بعض مفسرین نے نور محمدی ہی مراد لیا ہے

کتب احادیث میں آپؐ کے نور ہونے سے متعلق خاصی تفصیلی بحث ملتی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ کائنات میں نور محمدیؐ کا ظہور کب سے ہوا ہے۔ نامور نعت گو شاعر اور ممتاز عالم دین [illegible] احمد [illegible] نے [illegible] اپنے [illegible] متعلق

دیتے ہیں:

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا بخت جاگا نور کا چمکا ستارہ نور کا

سراج "منیرا": حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جہاں قرآن حکیم میں نور سے تشبیہ دی گئی ہے وہاں آپؐ کو سراج منیرا یعنی چمکتا ہوا چراغ یا سراج درخشاں بھی کہا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایہا النبی انا ارسلنک شاھداً و مبشراً و نذیراً ○ و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً ○

(الاحزاب: ۴۵ - ۴۶)

ترجمہ: "اے نبیؐ ہم نے تجھ کو بھیجا گواہی دینے والا (گواہ) اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ۔"

اس آیت مقدسہ میں وہ تمام آپؐ کی صفات اور محاسن بیان ہوئے ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم میں دوسرے مقامات پر بھی ہوا ہے لیکن سب سے آخر میں آپؐ کو جس خطاب خاص سے نوازا گیا اس پر زبان و بیان کی تمام لطافتیں قربان کرنے کو جی چاہتا ہے۔ "سراج منیرا" روشن چراغ، چمکتا ہوا چراغ، سراج درخشاں ایک ہی لفظ کے مختلف روپ ہیں۔

قرآن حکیم میں سراج کا لفظ سورج کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ اگر یہاں مراد سورج ہے تو آپؐ بھی آسمان ہدایت کے سورج ہیں کیونکہ سورج سے سب روشنی حاصل کرتے ہیں اور وہ کسی سے روشنی حاصل کرنے کے لئے محتاج نہیں۔ اسی طرح حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سب روشنی حاصل کرتے ہیں مگر آپؐ اس معاملے میں کسی سے مستفید نہیں ہوئے۔ اگر یہاں معنی چراغ کے لئے جائیں تو بھی بات درست ہے کیونکہ چراغ سے روشنی آتی ہے اور تاریکی دور ہوتی ہے۔ خود حضورؐ کی ذات سے انسانیت نے ہدایت کی روشنی حاصل کی اور جہل و کفر کی تاریکی جاتی رہی۔ گویا یہ آیت بھی حضور سرور کونینؐ کی ارفع ترین نعت ہیں۔

اتمام دین کا اعزاز: حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جہاں نور اور روشنی ہیں وہاں ایک مکمل ضابطہ حیات دینے والے پیغمبر بھی ہیں جس میں تمام انسانیت کے لئے اور ہر دور کے لئے راہ نجات ہے۔ یہ ایک وہی دین ہے جس کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ ایک طویل مدت سے انبیاءؑ ادا کرتے چلے آ رہے تھے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون

(توبہ: ۳۳)

ترجمہ: "اور وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کر دے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔"

قرآن حکیم میں جہاں دین ہدایت یعنی اسلام جیسی نعمت عظمیٰ کی عطا کا ذکر کیا گیا ہے وہاں آپؐ پر اس دین کے مکمل ہونے اور تمام عالم انسانیت کے لئے اس کے رحمت ہونے کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ سورہ مائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ط

ترجمہ : "آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے
لئے اسلام کو دین پسند کیا۔"

قرآن حکیم میں خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے حضرت محمدؐ پر تکمیل دین کی یہ نعمت ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

اعزاز خاتم النبیین : حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں دین کی تکمیل کے سبب پہچانے جاتے ہیں وہاں سلسلہ نبوت کے اختتام کو پہنچنے کی وجہ بھی ہیں چنانچہ سورہ احزاب میں خدا تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین (احزاب : ۴۰)

ترجمہ : "محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول
ہیں اور تمام انبیاء کے ختم پر ہیں۔"

مدنی آقا کا یہ اعزاز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ لفظ خاتم "ختم" سے مشتق ہے جس کے معنی مہر کے بھی ہیں اور آخری کے بھی۔ مہر کو بھی خاتم اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ کسی مضمون کے اختتام پر لگائی جاتی ہے۔ گویا حضور باغ نبوت کے وہ آخری پھول ہیں جن کی نبوت تا قیام قیامت قائم و دائم رہے گی۔

خاتم النبیین کے معنی خود سرور کائناتؐ نے اپنی ایک حدیث میں یوں بیان فرمائے ہیں :

انا خاتم النبین لا نبی بعدی

ترجمہ : "میں آخری نبی ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔"

رہبر ہر زماں : یوں تو سرور کائناتؐ سے قبل دنیا میں نبوت کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری رہا اور بڑے اولوالعزم اور برگزیدہ پیغمبر تشریف لائے۔ آسمانی صحائف والے بھی آئے اور صاحب کتاب بھی لیکن آپؐ کے اعزاز و اکرام کی بات سب سے نرالی اور جداگانہ ہے۔ آپؐ نہ صرف صاحب کتاب تھے بلکہ آپ کی کتاب سب سے آخری اور قیامت تک کے لئے آخری صحیفہ تھی' اور اس پر کتاب نہیں' بلکہ خدا کی طرف سے کتاب ہی ختم ہو گئی۔

چنانچہ ان حقائق سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ آپؐ سے قبل آنے والے تمام رسول اپنے اپنے عہد' اپنی اپنی قوم اور اپنے اپنے علاقے کے لئے تھے لیکن آپؐ بعثت کے لئے جب تک قیامت کا دن نہیں ہوتا ہر قوم اور ہر علاقے کے لئے اور ہر عہد کے لوگوں کے لئے پیغمبر عالم بن کر تشریف لائے۔ آپؐ کا یہ وہ عالی قدر اعزاز ہے جس پر کائنات کی تمام جلوہ آفرینیاں قربان کی جا سکتی ہیں چنانچہ آپؐ کی اس صفت خاص کا قرآن مجید میں بار بار اعلان کیا ہے چند ارشادات ربانی دیکھئے :

وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا و لکن اکثر الناس لایعلمون (سبا : ۲۸)

ترجمہ : "اور ہم نے آپؐ کو تمام لوگوں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (ایمان لانے والوں کو ہماری رضا و
ثواب کی) خوشخبری سنانے والے اور (ایمان نہ لانے والوں کو ان کے برے عذاب سے) ڈرانے والے لیکن
اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔"

قل یا یہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (الاعراف : ۱۵۸)

[illegible] کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسولؐ ہوں۔"

[illegible] لک للناس رسولا۔ و کفی باللہ شہیدا (النسا : ۷۹)

[illegible] تمہیں [illegible] انسانوں کے لئے رسولؐ بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ (اس پر) کافی

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جہاں سلسلہ نبوت کے خاتم [illegible] کائنات کے [illegible] لئے پیغمبرؐ بھی ہیں اور انسانوں کے لئے الہامی کتاب [illegible] قرآن مجید کے [illegible] معلم ہیں [illegible] بے مثل تعلیم و تربیت سے ایک [illegible] انسانیت کا رخ [illegible] حکمت اور قرآن حکیم سے وہ اصول و ضوابط دیئے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر [illegible] ہوتی رہے گی۔

[illegible] حاصل نہیں ہوتے بلکہ اس کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن [illegible] کا فریضہ بھی ادا ہوتا ہے اور بتاتا ہے کہ رسولؐ کس طرح کتاب و حکمت کی تعلیم [illegible] سرانجام دے رہے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

کما ارسلنا فیکم [illegible] یتلوا علیکم ایتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتب و الحکمۃ و یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون ([illegible] : ۱۵۱)

[illegible] ایک رسولؐ کو بھیجا تم ہی میں سے ہماری آیات تم کو سناتے ہیں [illegible] تم کو کتاب و حکمت کی باتیں بتاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی [illegible] تھیں۔

[illegible] ہوئے فرمایا :

[illegible] اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم ایتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ○ (آل عمران : ۱۶۴)

[illegible] احسان کیا جبکہ ان میں انہیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبرؐ [illegible] پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں [illegible] بالیقین یہ لوگ اس سے قبل صریح غلطی پر تھے۔"

[illegible] صلی اللہ علیہ و [illegible] قول اور [illegible] فعل حجت اور حکم کا [illegible]

وما ینطق عن الہوی ○ ان ھو الا وحی یوحی (نجم : ۳-۴)

ترجمہ: "اور وہ اپنی خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں۔ یہ تو حکم خدا کہتے ہیں جو بھیجا جاتا ہے۔"

آپؐ نہایت ہی بلند تر درجے پر فائز ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جہاں بھی اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے' تاجدارِ یثرب و بطحا کی اطاعت کا حکم بھی دیا ہے' وہاں لوگوں پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت' اطاعت رسولؐ سے کوئی علیحدہ چیز نہیں' بلکہ اس کی اطاعت اس وقت تکمیل کے اعلیٰ مدارج پر پہنچتی ہے جب اطاعت رسول کے مراحل سے گزر چکی ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں ان ارشادات عالیہ قرآنی نعت کا گنجینہ اور ارفع صفت کا درجہ ہیں:

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (نساء: ۵۹)

ترجمہ: "اے ایمان والو! خدا کا حکم مانو اور رسولؐ کا حکم مانو اور جو اہل حکومت ہیں"

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النسا: ۸۰)

ترجمہ: "جس نے رسولؐ کی اطاعت کی بے شک اس نے خدا کی اطاعت کی"

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم (محمد: ۳۳)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسولؐ کی اطاعت کرو اور (خدا کی طرف سے اور رسولؐ کی مخالفت کر کے) اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔"

بیعت رسولؐ بیعت خدا ہے: سورۂ فتح میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم (فتح: ۱۰)

ترجمہ: "جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں' وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔"

یہ آیۂ کریمہ حضور علیہ السلام کی ایک انتہائی اعلیٰ اور ارفع نعت ہے۔ یہاں بیعت رضوان کی طرف اشارہ ہے' جو حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے دست اقدس پر کی تھی۔ یہاں ایک طرف سے نعت رسولؐ کے ساتھ ساتھ منقبت صحابہ بھی ہے اور یہ اصول و ضابطہ صحابہؓ کے بعد اور تمام امت مسلمہ کے لئے ہے۔

گویا اس آیہ کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ کا ارشاد رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ آپ کا فرمان رب کا فرمان ہے اور آپؐ کا عمل رب تعالیٰ کے عمل کے مطابق ہے۔ اسی حقیقت کو مولانا روم نے یوں واضح کیا ہے:

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

غزوہ بدر میں جب مسلمان تعداد میں تھوڑے اور بے سروسامانی کے عالم میں تھے تو میدان بدر میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ ریز ہو کر اللہ سے اعانت و فتح کی دعا کی اور اس قدر گریہ وزاری فرمائی کہ اس مقام کی زمین آپؐ کے آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر سجدے سے سر اٹھایا اور ایک مٹھی خاک لے کر کفار کی طرف پھینکی تو تمام کفار کی آنکھوں تک پہنچ گئی جس سے مسلمانوں کی کفار پر فتح یقینی ہو گئی۔ قرآن حکیم میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے جو بذات خود ایک صریح نعت ہے:

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (الانفال: ۱۷)

ترجمہ: "اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی' تم نے نہ پھینکی' وہ اللہ نے پھینکی تھی۔"

چنانچہ آیت کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ نبی پاکؐ کی بیعت اللہ کی بیعت ہے اور آپؐ کا ہر فعل اللہ کا فعل ہے۔ یہ وہ مقام عظمت و رفعت ہے جس تک اور کوئی نبی رسولؑ نہ پہنچ سکا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس اعلیٰ مقام کا قرآن حکیم میں خداوند قدوس نے بار بار ذکر کر کے نعت رسولؐ کے نوبہ نو گل بوٹے کھلائے ہیں۔

محبت رسولؐ: یہ ایک بنیادی حقیقت ہے کہ انسان اسی کی اطاعت و فرمانبرداری بجا لاتا ہے۔ جس سے وہ روح کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت و عقیدت رکھتا ہو اور اگر اطاعت' محبت و عقیدت اور الفت کے جذبے کے بغیر کی جائے تو وہ وقتی یا عارضی تو ہو سکتی ہے' دائمی نہیں ہو سکتی۔

اسی حقیقت کے پیش نظر خدائے بزرگ و برتر نے قرآن حکیم میں اہل اسلام کو بار بار محبت رسولؐ اختیار کرنے کا درس ہی نہیں دیا بلکہ اپنی محبت و الفت کرنے والوں کو ہدایت یافتہ اور فلاح یافتہ کہا ہے اور انہیں ہی آخر میں کامیابی اور کامرانی کی نوید سنائی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم و اللہ غفور رحیم (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: "آپؐ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو' خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔"

محبت کا تقاضا یہی ہے کہ جو محبوب کے محب اسے کر دکھائے اور محبوب جس سے منع کرے عاشق اس سے منع ہو جائے چنانچہ اسی کیفیت کو سورہ حشر میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

وما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب (الحشر: ۷)

ترجمہ: "اور رسولؐ تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں' تم رک جایا کرو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔"

چنانچہ علمائے حق نے لکھا ہے کہ محبت رسولؐ اور اطاعت رسولؐ جزو ایمان ہی نہیں اصل ایمان بھی ہے اور خدا نے مسلمانوں پر اسے لازم قرار دے کر نعت محبوبؐ کہنے کا کیا خوب حق ادا کیا ہے۔

رسولؐ اللہ کا مقام عدل: حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیثیت عالم کائنات میں محض خدا تعالیٰ سے ساری دنیا کی طرف پیغام رشد و ہدایت لانے والے پیغمبر ہی کی نہیں' جیسے کہ عام طور پر آپؐ سے قبل آنے والے انبیائے کرام کی رہی ہے بلکہ آپؐ کی حیثیت ان سے بہر مختلف اور ممتاز ہے۔ آپؐ نہ صرف پیغام دینے والے ہیں' بلکہ اس پیغام

کو نافذ کرنے والے بھی ہیں۔ جس کے ثبوت کے لئے مدینہ کی پہلی اسلامی ریاست کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے ایک ریاست کے حاکم اور فرمانروا کے لئے مختلف مسائل میں ایک قاضی اور جج کی بھی ضرورت ہوتی ہے' جو حق اور ناحق کے سلسلے میں وقت کے تقاضوں کے مطابق فیصلہ صادر کر سکے چنانچہ آپؐ دین کے احکام اور مسائل اور ملت کے اجتماعی مفادات کے حوالے سے ایک صاحب عدل و انصاف رسولؐ بھی ہیں چنانچہ آپؐ کے مسائل احکام اور امور سلطنت کے سلسلے میں آپؐ کے فیصلے نہ صرف اس دور کے لئے حرف آخر تھے بلکہ بعد میں آنے والے ادوار میں بھی ان میں کسی تغیر و تبدل کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ قرآن حکیم میں آپؐ کے اس منفرد مقام عدل کا ثبوت ہے متعدد مقامات پر اظہار کر کے خدا تعالیٰ نے آپؐ کے محامد و محاسن بیان کئے ہیں تاکہ بندگان خدا کو کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے:

انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰک اللہ (النساء : ۱۰۵)

ترجمہ : "بے شک ہم نے آپؐ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا حق کے مطابق تاکہ آپؐ ان لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں' جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بتا دیا ہے۔"

آپ کے مقام عدل کے سلسلے میں سورہ نور کی ایک آیہ کریمہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ آپ کا فیصلہ اہل اسلام کے لئے فوری تعمیل چاہتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ایسے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔ ارشاد ربانی ملاحظہ ہو:

انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ و رسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا و اطعنا و اولئک ھم المفلحون (النور : ۵۱)

ترجمہ : "مسلمانوں کا قول تو جب کہ ان کو (کسی مقدمہ میں) اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے' تاکہ وہ رسولؐ ان کے درمیان میں فیصلہ کر دیں یہ ہے کہ وہ (خوشی خوشی) کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور اس کو مان لیا اور یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔"

قرآن حکیم میں خداوند قدوس نے آپؐ کے مقام عدل کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے کے بعد کسی مومن کو اس کے اختیار کرنے میں کسی ذاتی مرضی کی گنجائش ہرگز نہیں رہتی چنانچہ سورہ الاحزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضللا مبینا (الاحزاب : ۳۶)

ترجمہ : "اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کے لئے گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کسی کام کا حکم دے دیں کہ (پھر) انکو ان (مومنین) کے اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے' اور جو شخص کہنا نہ مانے اللہ اور اس کے رسولؐ کا وہ بے شک صریح گمراہی میں بھٹک چکا ہے۔"

احترام نبیؐ: اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عظمت و رفعت کے سلسلے میں جہاں قرآن

[illegible] ہے [illegible] پر [illegible] رسول اکرمؐ [illegible] مومنین کو آپؐ کی عزت و احترام بجا لانے کا
[illegible] توحید و رسالت [illegible] اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول ہے [illegible] ظاہر ہے انسانیت کے امام اور
محبوب ہادی کے احترام کا انداز اور بھی نرالا ہو گا۔

یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم
لبعض (الحجرات : ۲)

ترجمہ: "[illegible] ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبرؐ کی آواز سے مت بلند کیا کرو اور نہ ایسے ان سے کھل کر بولا
کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو۔"

[illegible] وقت [illegible] اور [illegible]
[illegible] حد [illegible] بات کی مصروفیت میں [illegible]
چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام غیر نظرین انہ ولکن اذا
دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانسین لحدیث (الاحزاب : ۵۳)

ترجمہ: "[illegible] (اجازت دی جائے) مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے
[illegible] باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہو۔"

[illegible] بھی خداوند قدوس کو گوارا نہیں۔ سورہ حجرات
[illegible]

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون (الحجرات : ۴)

ترجمہ: "[illegible] حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر [illegible]"
[illegible] مت [illegible] کرو۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (النور : ۶۳)

ترجمہ: "[illegible] رسولؐ کے پکارنے کو ایسا مت سمجھو جیسے تم ایک دوسرے کو بلا لیتے ہو۔"
[illegible] کے شروع میں فرمایا:

یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوا اللہ (الحجرات : ۱)

ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسولؐ سے سبقت مت کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔"
[illegible] احترام رسولؐ اختیار کرنے کا یہ بار بار اعلان نعت رسولؐ کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

[illegible] نافرمانی کی سزا: [illegible] احترام رسولؐ اختیار کرنے کا بار بار حکم دیا وہاں آپؐ سے
[illegible] گستاخی اور نافرمانی کے مرتکب افراد کو دردناک سزا اور عذاب

الیم کی وعیدیں بھی سنائی گئی ہیں تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں اور ادب، احترام اور اطاعت [illegible] صلی [illegible]
وسلم میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ سورہ بقرہ میں آپؐ کی گستاخی پر دردناک عذاب کی وعید [illegible]

یا ایہا الذین امنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم [illegible]

ترجمہ : "اے ایمان والو! تم لفظ "راعنا" مت کہا کرو [illegible] (اس [illegible])
لو اور ان کافروں کے لئے دردناک سزا ہے۔"

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے [illegible]

والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم (التوبۃ : ۶۱)

ترجمہ : "اور جو رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے"

قرآن حکیم میں اس موضوع سے متعلقہ بہت سی آیات میں [illegible]
کرنے والوں اور نافرمانی کرنے والوں کو عذاب الیم کی وعیدیں سنائی گئی ہیں اور [illegible]

اسوہ حسنہ : خاتم المرسلین حضور [illegible] صلی اللہ علیہ [illegible]
مسلمانوں کے لئے قرآن [illegible] اور اسے ایمان کامل کی اساس [illegible]
رہبر و [illegible] اور [illegible] میں دیکھ سکتے ہوں، جبکہ ایک ایسی [illegible]
علم، فضل، تقویٰ و پرہیزگاری، زہد و ریاضت، فکر و شعور اور [illegible]
کامل ہو [illegible] سے مشرف ہو اور [illegible]
کی کا ایک چھوٹے سے چھوٹا [illegible]
ہے بلکہ ناممکن بھی ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ذات [illegible] صفات [illegible] صاحب اسوہ حسنہ کے لقب سے پکارا ہے چنانچہ سورہ
احزاب میں ارشاد فرمایا :

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا
(الاحزاب : ۲۱)

ترجمہ : "بے شک رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور [illegible]
کو بہت یاد کرے۔"

یہ آیہ مقدسہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم نعت ہے [illegible]
سے کچھ انعام کی امید رکھتے ہو اور آخرت میں اپنے لئے بہتری چاہتے ہو [illegible]
لو اور ان کی پیروی کرو۔

یہاں اس آیہ کریمہ میں دو طرح سے آپؐ کی نعت بیان ہوئی۔ پہلے [illegible]

[illegible] جاہے وہ دور کے ہوں یا قریب کے، حاکم ہوں یا محکوم [illegible] مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے، [illegible] ان سب کے لئے آپؐ کی زندگی مشعل راہ ہے۔

[illegible] خلق عظیم: قرآن حکیم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن اور نعت و ثنا کے سلسلے میں رب [illegible] اور حقیقت [illegible] کو [illegible] خلق عظیم کے اعزاز و اکرام سے سرفراز کیا گیا چنانچہ سورۃ القلم میں ارشاد ربانی ہے:

وانک لعلی خلق عظیم (القلم : ۴)

ترجمہ: "اور بے شک تم بڑے خلق پر (فائز) ہو۔"

[illegible] خلق عظیم فرمایا گیا ہے۔ خلق عظ[illegible] [illegible] فتح [illegible] عام [illegible] کی عادت کریمہ ہے۔

[illegible] ذکرک: [illegible] قرآن مجید میں [illegible] جو کلمات [illegible] پیش کئے ہیں ان [illegible] شعور [illegible] حقیقت بھی [illegible] ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو [illegible] ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ورفعنا لک ذکرک (الانشرح : ۴)

ترجمہ: "اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔"

قرآن حکیم [illegible] مصداق ہے اور حقیقت [illegible] کے انتقال [illegible] کی نعت [illegible] گوشے اور [illegible] میں نہ صرف مسلسل [illegible] جا رہا ہے بلکہ [illegible] قرآن [illegible] فیصلے کی صداقت عیاں ہو رہی ہے اور [illegible] حضرت حسانؓ بن ثابتؓ نے یوں پیش کیا ہے:

ما ان مدحت محمد بمقالتی | لکن مدحت مقالتی بمحمدؐ

ترجمہ: "[illegible] حضرت محمدؐ کی تعریف نہیں کی بلکہ ان کے ذکر سے اپنے کلام کو قابل تعریف بنا لیا ہے۔"

[illegible] خلیل و نوید مسیحا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد و محاسن کے سلسلے میں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے

دعائے خلیل و نوید مسیحا کو اپنی اس کتاب حکمت میں محفوظ کر کے در حقیقت نعت محبوب ہی کی ہے' ورنہ آپ کی نبوت و رسالت کی حقانیت کے سلسلے میں اس کی کوئی ایسی ضرورت بھی نہ تھی۔

سورہ بقرہ میں دعائے خلیل کے الفاظ سماعت فرمائیے:

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایتک ویعلمھم الکتب والحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم (البقرہ : ۱۲۹)

ترجمہ: "اے ہمارے رب! اس جماعت کے اندر ان ہی میں سے ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیا کریں۔ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔"

حضرت عیسیٰؑ کی پیش گوئی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف : ۶)

ترجمہ: "اور میرے بعد جو ایک رسولؐ آنے والے ہیں' جن کا نام (مبارک) احمد ہو گا۔ میں ان کی بشارت دینے والا ہوں۔"

حفاظت خداوندی کا اعزاز: حضورؐ سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس دین کی تبلیغ اور اشاعت کے سلسلے میں مبعوث ہوئے۔ اس کا تقاضا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاکؐ کی جان و آبرو کی حفاظت کا ذمہ اٹھاتے چنانچہ عہد رسالت مآب کا مطالعہ کرتے ہوئے ان تکالیف مصائب اور ایذا رسانیوں کا بخوبی احساس ہوتا ہے۔ جن سے سرور کائناتؐ کو گزرنا پڑا۔ ان مصائب و آلام سے ہی آپؐ کا واسطہ نہیں پڑا بلکہ آپؐ کے قتل کے منصوبے تک بنائے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو نہ صرف کفار کے تمام منصوبوں سے آگاہ رکھا بلکہ ایسے تمام خطرناک حالات میں آپؐ کی حفاظت کی۔ آپؐ کی حفاظت کا ذمہ اسی طرح اٹھایا' جس طرح کہ قرآن حکیم کی حفاظت کا خداوند تعالیٰ نے ذمہ اٹھایا ہے۔

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آپؐ نہ صرف عہد رسالتؐ میں مکمل طور پر حفاظت خداوندی میں رہے بلکہ آپؐ کے ظاہری وصال کے بعد بھی آپؐ کے مرقد پر انوار کی خداوند تعالیٰ نے ہر طرح سے حفاظت کی چنانچہ سورہ نجم میں آپؐ کی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واصبر لحکم ربک فانک باعیننا وسبح بحمد ربک حین تقوم (النجم : ۴۸)

ترجمہ: "اے محمدؐ! تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بے شک تم ہماری نگہداشت میں ہو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو۔"

سورہ الزمر میں دو مقامات پر سوالیہ انداز میں ایسی حفاظت کا ذکر کیا گیا ہے:

الیس اللہ بکاف عبدہ (الزمر : ۳۶)

ترجمہ: "کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟"

قل حسبی اللہ ط (الزمر : ۳۸)

ترجمہ : "تم فرماؤ اللہ میرے لئے کافی ہے۔"

سورہ مائدہ میں اسی وعدے کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے :

واللہ یعصمک من الناس (المائدہ : ۶۷)

ترجمہ : "اور اللہ تمہاری (ہر قسم کے) لوگوں سے حفاظت کرے گا۔"

اللہ تعالیٰ کا حضور سرور کائنات کو اپنی حفاظت کے اعزاز سے نوازنا اور اس کا قرآن مجید میں ذکر کرنا آپؐ کی نعت و مدحت ہی کا ایک مضمون ہے۔

حلال و حرام کرنے والے : اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کمالات و اختیارات میں جس قدر وسعت عطا کی ہے، اور جس مقام محبوبیت سے آپؐ کو سرفراز کیا ہے، اس کے ذکر کے لئے علماء و صوفیاء اور محدثین و مفسرین نے اپنی کتب و رسائل میں بیش بہا ذکر کر کے صفحوں کے صفحے بھر دیئے ہیں۔ خداوند قدوس نے اپنی کتاب مبین میں آپؐ کے جن کمالات کا بطور خاص ذکر کیا ہے۔ اس میں آپؐ کے اشیاء کو حلال و حرام کرنے کے اختیارات کا ذکر بھی شامل ہے۔

آپؐ کی یہ وہ نعت ہے جس کا آپؐ سے قبل آنے والے انبیا کو اعزاز حاصل نہیں ہوا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ویحل لھم الطیبت و یحرم علیھم الخبئث (الاعراف : ۱۵۷)

ترجمہ : "اور ستھری چیزیں ان پر حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا"

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس اختیار کا ذکر کرتے ہوئے سورہ توبہ میں جہاد کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ماحرم اللہ و رسولہ (التوبہ : ۲۹)

ترجمہ : "لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام فرمایا ہے۔"

بشیر و نذیر پر نبیؐ : قرآن حکیم میں آپؐ کے جن اوصاف حمیدہ کا بار بار ذکر کیا گیا ہے ان میں آپؐ کا بشیر و نذیر ہونا بھی شامل ہے۔ بشیر کے معنی ہیں "خوشخبری دینے والا" اور نذیر کے معنی ہیں "ڈرانے والا" چنانچہ قرآن حکیم میں آپؐ کی اس نعت کا بھی بار بار ذکر ہوا ہے۔ چند آیات ملاحظہ کیجئے :

وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا (سبا : ۲۸)

ترجمہ : "اے محبوبؐ ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت کے ساتھ جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔"

انا ارسلنک بالحق بشیرا" و نذیرا (فاطر : ۲۴)

ترجمہ : "بے شک ہم نے تمہیں گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا"

حضورؐ دافع بلا ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائے بزرگ و برتر کو کس قدر محبوب تھے۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپؐ ہی کے وجود مسعود کے صدقے میں آپؐ کی حیات ظاہری میں اور اس کے بعد بھی امت محمدیہؐ گناہوں میں لت پت ہونے کے باوجود عذاب الٰہی اور قہر خداوندی سے محفوظ اور مامون ہے حالانکہ پہلی امتیں اکثر و بیشتر خدا کی نافرمانی اور اپنے نبیؐ کو جھٹلانے کی سزا کے طور پر اپنے نبیؐ کی زندگی میں ہی یا پھر حیات ظاہری کے بعد تباہ و برباد ہو کر رہ گئیں اور ان کے نام و نشان تک مٹ گئے لیکن یہ آپؐ ہی کی برکت ہے کہ امت محمدیہؐ کو ہمیشہ کے لئے عذاب الٰہی سے محفوظ کر دیا گیا۔

قرآن حکیم میں حضور سرور مومنین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اعزاز و شانِ نعت رسولؐ کا ذکر کرتے ہوئے سورہ انفال میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم (انفال : ۳۳)

ترجمہ : "اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک کہ اے محبوبؐ تم ان میں تشریف فرما ہو"

الم نشرح لک صدرک:

الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک (انشراح : ۱ تا ۳)

ترجمہ : "کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار دیا جس نے تمہاری کمر دوہری کر دی تھی۔"

یوں تو یہ پوری سورۃ ہی سرور مومنین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن و خصوصیات کا حسین گلدستہ ہے۔ سینہ کشادہ کرنے کے معنی کے سلسلے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے وہ شرح صدر مراد ہے جو تین بار حضرت جبرئیلؑ نے کی جس کی تفصیل احادیث میں بھی ملتی ہے۔ دوسرا مفہوم یہ کہ ہر سینہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اس میں نور نبوت، اسرار الٰہیہ اور علوم غیب سما جائیں۔ اس لئے آپؐ کا سینہ مبارک خاص طور پر کشادہ کیا گیا ہے، جس کی طرف یہاں اشارہ ہے۔

بوجھ اتارنے کے یہ معنی ہیں کہ پہلے آپؐ گنہگار امت کے غم میں اکثر غمگین رہا کرتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے وعدہ مغفرت فرما دیا تو آپؐ کو تسکین ہوئی گویا آپؐ کے دل و دماغ سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا۔

اس آیت کا دوسرا مفہوم یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپؐ کو مکہ میں بت پرستی دیکھ کر رنج اور غم ہوتا تھا۔ وہ فتح مکہ کے بعد مسرت میں تبدیل ہو گیا اور اس طرح سے آپؐ کے دل و دماغ پر جو گراں بوجھ تھا وہ اتر گیا اور آپؐ کو تسکین کی دولت میسر آئی۔

شہر رسولؐ کی قسم: سورہ بلد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا اقسم بهذا البلد ○ وانت حل بهذا البلد ○ ووالد و ما ولد ○ (بلد : ۱ تا ۳)

ترجمہ : "مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محمدؐ تم اس میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور ان کی اولاد کی (یعنی تمہاری) قسم۔"

یہ آیہ کریمہ بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی درخشندہ نعت ہے۔ یہ آیت ہجرت سے قبل نازل ہوئی اس لئے یہاں بلد سے مراد مکہ مکرمہ ہے چنانچہ فرمایا گیا کہ اے محمدؐ اس شہر مکہ کی قسم' مگر قسم کی وجہ کیا ہے؟ کہ تم وہاں ہو چنانچہ ثابت ہو کہ مکہ کی قسم کا مکہ معظمہ کو جو اعزاز حاصل ہوا ہے' یہ صرف حضور سید عالمؐ کے دم قدم کا صدقہ ہے۔

مکہ شریف کو دوسرے شہروں کے مقابلے میں چند امتیازی خصوصیات حاصل ہیں۔ پہلی یہ کہ اسے حضرت ابراہیمؑ نے آباد کیا۔ دوسری یہ کہ یہاں حضرت اسماعیلؑ نے پرورش پائی۔ تیسری یہ کہ یہاں اللہ کا گھر موجود ہے اور چوتھی یہ کہ یہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مولد و مسکن ہے لیکن آیت کے تیور بتا رہے ہیں کہ پہلی تین خصوصیت کے باوجود مکہ کا یہ اعزاز چوتھی خصوصیت کی بنا پر ہے۔

حضرت امام مالکؒ نے اس آیت کے ضمن میں یہ بھی کہا ہے کہ یہاں آپؐ کے تشریف فرما ہونے کی وجہ سے شہر کو یہ اعزاز دیا گیا ہے چنانچہ ہجرت سے قبل آیت کا مخاطب مکہ معظمہ ہے اور ہجرت کے بعد اس کا مخاطب مدینہ منورہ ہے۔

ووالد وما ولد کی تفسیر کے ضمن میں صاحب روح البیان نے لکھا ہے کہ والد سے مراد حضرت ابراہیمؑ اور ولد سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ بعض مفسرین نے والد سے مراد حضور علیہ السلام اور ولد سے مراد امت محمدیہؐ کو لیا ہے اور اس کا ثبوت اس حدیث سے دیا گیا ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ میں تمہارے لئے مثل والد کے ہوں۔

خیر یہاں مراد کچھ بھی ہو' یہ ثابت شدہ ہے کہ نسبت رسولؐ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا مقام حاصل ہے۔

تعظیم اہل بیتؓ و امہات المومنینؓ : حضورؐ سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت کے سلسلے میں خالق کائنات نے قرآن حکیم میں آپؐ کے اہل بیتؓ اطہار اور امہاتؓ المومنین کے مقام و مرتبہ کے سلسلے میں جو ارشادات فرمائے ہیں علمائے کرام نے انہیں ہمیشہ ہی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا ہے۔ یہ نفوس قدسیہ اگرچہ تقویٰ و پرہیزگاری اور سیرت و کردار کے حوالے سے نہایت ہی اوج کمال کو پہنچے ہوئے تھے' جن کی نظیر کائنات میں خال خال ہی ملتی ہے لیکن ان کی تعظیم اس لئے بھی ہے کہ ان کا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے گہرا تعلق تھا۔ چنانچہ اہل بیتؓ اطہار کے حوالے سے ارشاد ہوا :

انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا (الاحزاب : ۳۳)

ترجمہ : "اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبیؐ کے گھر والو! تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے صاف ستھرا کر دے۔"

اور امہات المومنینؓ کی عظمت کے حوالے سے اسی سورہ میں ارشاد ہوا :

ینساء النبی لستن کاحد من النساء (الاحزاب : ۳۲)

ترجمہ : "اے نبیؐ کی بی بیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔"

اسی سورہ مبارکہ میں آگے چل کر ارشاد فرمایا:

وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا (الاحزاب: ۵۳)

ترجمہ: "اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپؐ کے بعد آپؐ کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔"

ایک دوسری آیت میں آپؐ کی بیویوں کے متعلق ارشاد ہوا:

و ازواجہ امہتہم (الاحزاب: ۶)

ترجمہ: "اور آپؐ کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔"

اہل بیت اطہارؓ اور امہات المومنین کے لئے یہ اعزاز و اکرام اور ان کی تعظیم احادیث سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کی اس تعظیم میں نسبت محمدیہؐ کو بڑا دخل حاصل ہے' جو سراسر قرآن حکیم کے اسلوب نعت کے عین مطابق ہے۔

مقام صحابہؓ: حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھی جنہوں نے دین کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں اپنا جان و مال اور عزت و توقیر کو آپؐ کی منشا کے تابع کر دیا۔ خداوند قدوس کے ہاں ان کے لئے بڑا اعلیٰ و ارفع مقام ہے چنانچہ قرآن حکیم میں ان کے اوصاف و مناقب کا بیان بھی قرآن کے اسلوب نعت سے علیحدہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کو یہ نفوس عزیز ہیں تو صرف اس لئے کہ انہوں نے نہایت ہی مشکلات و مصائب کے باوجود اس کے محبوبؐ کا ساتھ دیا چنانچہ قرآن حکیم میں انہی پاک لوگوں کی سیرت و کردار اور جذبات کا ذکر ملتا ہے۔ سورہ فتح میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم (الفتح: ۲۹)

ترجمہ: "محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تو اللہ کے رسولؐ ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے لئے سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔"

اسی سورہ مبارکہ میں اہل اسلام کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (الفتح: ۱۸)

ترجمہ: "بے شک اللہ راضی ہو گیا ایمان والوں سے' جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔"

سورہ حج میں بھی انہی نفوس قدسیہ کے اعزاز و اکرام کا ذکر ہوا ہے۔

والذین ھاجروا فی سبیل اللہ ثم قتلوا او ماتوا لیرزقنہم اللہ رزقا حسنا (الحج: ۵۸)

ترجمہ: "اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے پھر مارے گئے یا مر گئے تو اللہ ضرور انہیں اچھی روزی دے گا۔"

قرآن حکیم کی یہ اور دوسری آیات' جن میں آپؐ کے صحابہ کرامؓ کے اعزاز و اکرام' سیرت و کردار اور خدمات اور احسانات کا ذکر کیا گیا ہے' بھی درحقیقت نعت رسولؐ ہی ہیں کیونکہ انہیں یہ اعزاز آپؐ ہی کی رفاقت اور آپؐ ہی کی اطاعت کے صلے میں حاصل ہوا ہے۔

صاحب میثاق انبیاء: اللہ تعالیٰ نے روزِ میثاق مختلف گروہوں سے جو عہد لئے۔ ان میں سے ایک عہد انبیائے کرامؑ سے بھی تھا وہ یہ کہ اگر تمہاری زندگی میں پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئیں اور تمہاری نبوت کا آفتاب پوری طرح چمک رہا ہو، تو تمہارا فرض ہو گا کہ تم اپنی اپنی امتوں سمیت اس محبوبؐ آخر الزماں کے امتی بن جاؤ چنانچہ تمام انبیائے کرامؑ نے یک زبان ہو کر اقرار کیا کہ وہ ایسا ہی کریں گے اور اس پر تمام انبیائے کرامؑ نے ایک دوسرے کو گواہ بنایا چنانچہ یہ عہد تمام انبیائے کرامؑ نے اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی امتوں سے بھی لیا کہ جب بھی پیغمبر آخر الزمانؐ تشریف لے آئیں تو تمہارا فرض ہو گا کہ تم ان کی بیعت اور اطاعت کرو۔

چنانچہ روزِ میثاق کے انبیائے کرامؑ سے اس عہد کا ذکر کرتے ہوئے خداوند قدوس نے سورہ آل عمران میں فرمایا ہے:

و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ء اقررتم و اخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا و انا معکم من الشھدین ○ (آل عمران: ۸۱)

ترجمہ: "اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروںؑ سے اس کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب دوں اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسولؐ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر طرح اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کر لیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا۔ سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا کہ تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔"

قرآن مجید میں روزِ میثاق کے اس عظیم عہد و پیمان کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک عظیم نعت ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور یہ عہد خدا و خدا کے رسولؐ میں ایک عہد کا اقرار ہے جس کا عملی ثبوت معراج کی رات میں مسجد اقصیٰ کی اس نماز سے بھی ملتا ہے جس میں انبیائے کرام مقتدی تھے اور آپؐ ان سب کے امام تھے

تحویل قبلہ: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ بیت المقدس ہی یہود و نصاریٰ کا قبلہ تھا چنانچہ مدینہ منورہ کے یہودی مسلمانوں کو طعنہ دیتے تھے کہ حضور علیہ السلام دیگر تمام احکام میں تو ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اس اعتراض کی وجہ سے نیز اس لئے کہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے، آپ کی خواہش تھی کہ مسلمانوں کے لئے قبلہ کعبہ ہی کی جانب ہو۔ چنانچہ ایک دن حضرت جبریلؑ تشریف لائے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ دعا کیجئے یقیناً آپ کی خواہش پوری ہو گی چنانچہ تحویل قبلہ کی اس خواہش کے پورا کرنے کا آپؐ کو مکمل طور پر یقین تھا۔ اس لئے وحی الٰہی کے انتظار میں سر مبارک اٹھا کر دیکھتے تھے کہ شاید اب بھی یہ حکم آ جائے۔ چنانچہ پروردگار عالم کو آپؐ کی یہ محبوبانہ ادا پسند آئی اور تحویل قبلہ کا حکم اس آیت کی صورت میں آگیا:

قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضھا فول وجھک شطر المسجد الحرام (البقرہ: ۱۴۴)

ترجمہ : "ہم تمہارا بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا دیکھ رہے ہیں تو ضرور ہم تم کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر دو۔"

بظاہر اس آیہ کریمہ میں تحویل قبلہ کا حکم ہے لیکن حضورؐ کی خواہش کا اس قدر احترام اور آپؐ کی اس محبوبانہ ادا کا قرآن حکیم میں اس طرح ذکر حضورؐ کی اعلیٰ ترین نعت نہیں تو اور کیا ہے۔

صاحب امتہ وسطاً : حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جہاں تمام انبیائے کرامؑ سے ممتاز اور ان کے خاتم ہیں' وہاں آپؐ کی امت بھی سابقہ تمام امم سے افضل و اعلیٰ ہے چنانچہ سورہ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وکذلک جعلنکم امتہ وسطاً لتکونوا شہدا علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (البقرہ : ۱۴۳)

ترجمہ : "اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط (یعنی امتوں میں افضل) کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسولؐ تمہارے نگہبان اور گواہ ہوں۔"

امت محمدیہؐ حضورؐ سرور کائنات کے صدقے میں جس اعزاز و اکرام سے سرفراز ہوئی دوسری کوئی امت اسے نہ پا سکی بلکہ دیگر انبیائے کرام بھی اس امت میں شامل ہونے کی دعائیں کرتے چلے گئے۔

ظاہر ہے اس فضیلت والی امت کا رہبرو راہنما ہونا ایک اعزاز سے کم نہیں اور قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا اس اعزاز کا ظاہر کرنا نعت مصطفےٰؐ ہی ہے اور یہ بھی ایسی ہی نعت ہے جس سے انبیائے سابقہ بھی محروم رہے۔

غیب دان رسولؐ : حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خصائص کبریٰ میں ایک یہ بھی ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور عطا سے عالم الغیب بھی تھے یعنی وہ سب کچھ جانتے تھے جو آپؐ کی حیات ظاہری سے قبل ہو چکا اور جو آپؐ کے وصال مبارک کے بعد ہو گا۔ قرآن مجید میں آپؐ کی اس فضیلت کا اظہار کرتے ہوئے رب کائنات نے ارشاد فرمایا :

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران : ۱۷۹)

ترجمہ : "اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تم کو غیب کا علم دے لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوںؐ میں سے جسے چاہے۔"

اسی طرح سورہ جن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فلا یظہر علی غیبہ احدا ○ الا من ارتضی من رسول (جن : ۲)

ترجمہ : "اللہ تعالیٰ اپنے غیب کی بات کسی پر ظاہر نہیں کرتا لیکن اس پیغمبر پر جس کو پسند کرے۔"

ظاہر ہے علم غیب کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاؐ کو ضرور ضرور چنا ہے چنانچہ قرآن حکیم میں آپؐ کی اس خصوصیت اور فضیلت کا اظہار بھی نعت ہی ہے۔

شفاعت رسولؐ : حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے محامد و محاسن اور مدح و نعت میں ایک یہ بھی ہے کہ آپؐ شفاعت کرنے والے بھی ہیں چنانچہ النساء میں رب کائنات کا ارشاد ہے :

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءو ک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (النسا : ۶۴)

ترجمہ : "اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوبؐ تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسولؐ ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس ارفع ترین نعت میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کے آداب بیان فرمائے ہیں اور بتایا ہے کہ توبہ قبول ہونے کے تین خاص مراحل ہیں اور اگر ایک مسلمان ان تینوں مراحل میں سے گزر کر آ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی کے ساتھ اس کی توبہ قبول کر لیں گے اور وہ مراحل یہ ہیں کہ پہلے تو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضری دو پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور نبی پاکؐ آپ کی شفاعت کر دیں تو یقیناً" توبہ قبولیت کے درجے میں پہنچ جائے گی۔

دعائے نبیؐ : غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کی ایک جماعت اپنی کاروباری مصروفیات کی وجہ سے شریک جہاد نہ ہو سکی لیکن لشکر اسلامی کے جانے کے بعد انہیں اس کا بہت قلق ہوا چنانچہ انہوں نے کفارہ کے طور پر اپنے جسموں کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ دیا اور قسم کھائی کہ ہم کو حضورؐ ہی اپنے دست مبارک سے کھولیں گے چنانچہ غزوہ تبوک سے فارغ ہو کر جب آپؐ تشریف لے آئے تو انہیں اس تمام ماجرے کا علم ہوا اور ان لوگوں کی شرمندگی اور توبہ کا معلوم ہوا۔

آپؐ نے فرمایا' مجھے اپنے رب کی قسم! میں انہیں اس وقت تک نہیں کھولوں گا جب تک کہ اللہ کا حکم نازل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور یہ حضرات کھولے گئے۔ رہائی کے بعد انہوں نے اپنا کچھ مال بطور کفارہ حاضر کیا۔ اس موقع پر خداوند قدوس کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی :

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم بها وصل عليهم ان صلوتك سكن لهم والله سميع عليم (التوبہ : ۱۰۳)

ترجمہ : "اے محبوبؐ ان کے مالوں سے صدقہ وصول کرو جس سے تم ان کو ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتے والا' جاننے والا ہے۔"

یہ آیہ مبارکہ بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ارفع نعت ہے' جس میں بتایا گیا ہے کہ آپؐ ہی صدقے کے مال کو ستھرا اور پاکیزہ کرنے والے ہیں اور جن کے حق میں دعائے خیر کر دیں ان کے دلوں کو سکون اور چین نصیب ہو جاتا ہے۔

اسی سورہ مبارکہ میں اس سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے دعائے رسولؐ کو قرب الٰہی کا ذریعہ بھی بتایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ويتخذ ما ينفق قربت عند الله وصلوت الرسول الا انها قربة لهم سيدخلهم الله في رحمته ان الله غفور رحيم (التوبہ : ۹۹)

ترجمہ : "اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عنداللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسولؐ کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بے شک ان کے لئے موجب قربت ہے۔ ضرور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کرلیں گے۔"

اس آیہ مبارکہ میں بھی آپؐ ہی کی نعت مقصود ہے تاکہ عام مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ قبولیت دعا اور منن الٰہی میں آپؐ کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔

جان رسولؐ کی قسم : مخلوق الٰہی میں کوئی جان بارگاہ الٰہیہ میں آپؐ کی جان پاک کی طرح عزت و حرمت نہیں رکھتی چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبیؑ کی جان کی قسم کھا کر کوئی بات نہیں کی لیکن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جان مبارکہ کی قسم کھا کر ایک حقیقت کی ترجمانی کی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون (الحجر : ۷۲)

ترجمہ : "اے محبوبؐ! تمہاری جان کی قسم بے شک یہ لوگ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔"

یہ آیہ مبارکہ بھی آپؐ کی نعت و مدحت ہے۔ قرآن حکیم میں آپؐ کی جان مبارک کی قسم کے علاوہ آپؐ کے شہر مکہ اور آپؐ کے زمانے کی بھی قسم کھائی گئی ہے۔ جس سے آپؐ کی شان محبوبیت آشکارا ہوتی ہے کیونکہ یہ ایک فطری اصول ہے کہ قسم اسی چیز کی کھائی جاتی ہے' جس سے یا اس کے مالک سے بے پناہ انس و محبت ہو۔

اعزاز معراج : سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد باری ہے :

سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی برکنا حولہ لنریہ من ایتنا انہ ھو السمیع البصیر ○ (بنی اسرائیل : ۱)

ترجمہ : "پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک' جس کے گرد اگرد ہم نے برکت دے رکھی ہے کہ ہم اسے اپنی عظیم الشان نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

یہ آیہ مبارکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تابندہ نعت ہے' جس میں آپؐ کی اس عظمت کا ذکر کیا گیا' جو کسی دوسرے پیغمبر یا نبیؑ کو حاصل نہیں ہوئی۔ یعنی معراج' معراج کب' کیوں اور کیسے ہوئی .....؟ ان تمام سوالات کے جواب سورہ النجم اور احادیث مبارکہ میں موجود ہیں' جن کا یہاں ذکر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حرم پاک سے مسجد اقصیٰ کی طرف جانا' وہاں سے آسمانوں پر جانا اور پھر اس مقام میں جانا جہاں کا تصور بھی خلق کے بس کی بات نہیں۔ وہاں مورد رحمت و کرم ہونا اور انعامات الٰہیہ اور خصائص نعم سے سرفراز ہونا' جنت و دوزخ کی سیر اور افضل و برتر علوم کا میسر آنا اور دوسرے اعزاز و اکرام سے سرفراز ہونا اور دیگر جو تفصیلات روایات میں بیان ہوئی ہیں' ان کا انکار کفر کے مترادف ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ یہ کوئی کشفی سفر یا روحانی تجربہ نہ تھا بلکہ جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا' جو ظاہر ہے کہ حالت بیداری میں ہی ممکن تھا۔

صاحب مقام محمود: سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد باری ہے:

ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا ○ (بنی اسرائیل: ۷۹)

ترجمہ: "اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو۔ یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے' قریب ہے کہ تم کو تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے' جہاں سب تمہاری حمد کریں۔"

اس آیہ مبارکہ میں دو طرح سے نعت حبیبؐ بیان ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک کا تعلق یعنی نماز تہجد کا تعلق دنیا سے ہے اور دوسری یعنی مقام محمود کا مل' کا تعلق آخرت سے ہے۔

نماز تہجد کا آپؐ پر فرض ہونا آپؐ کے محامد و محاسن میں سے ایک ہے۔ یہ نماز نہ تو پہلے کسی نبیؑ کو فرض تھی اور نہ ہی امت محمدیؐ پر فرض ہے لیکن اس کی فرضیت کا اعزاز صرف اور صرف آپؐ ہی کی ذات گرامی کو حاصل ہے۔ مقام محمود کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا مفتی احمد یار لکھتے ہیں:

"یہ وہ جگہ ہے جس جگہ جلوہ گر ہو کر حضور علیہ السلام سب کی شفاعت کبریٰ فرمائیں گے۔ تمام اولین و آخرین تلاش شفیع میں مارے مارے پھریں گے' ہر دروازہ پر یہ ہی آواز سنیں گے کہ اذھبوا الی غیری آخر کار حضور علیہ السلام کو اس جگہ پائیں گے اور حضور علیہ السلام کی اس عزت و عظمت اس لئے اس کو مقام محمود یعنی حمد کیا ہوا مقام کہتے ہیں۔"

صاحب شق القمر: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہاں اور بہت سے ایسے معجزات سے نوازا گیا' جن کی نظیر پچھلے انبیائے کرامؑ کے ہاں خال خال ہی ملتی ہے وہاں آپؐ کا معجزہ شق القمر ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اقتربت الساعۃ وانشق القمر (القمر: ۱)

ترجمہ: "وہ گھڑی (قیامت) نزدیک آ گئی اور چاند شق ہو گیا۔"

قرآن حکیم کی اس آیت میں دو چیزیں بیان ہوئی ہیں۔ ایک تو قیامت کے قریب آنے کا ذکر اور دوسرے شق القمر کا معجزہ قیامت کی نزدیکی کی وضاحت یہ ہے کہ اب اور نہ تو کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی نئی امت ہو گی۔ اس لئے قیامت کے سلسلے میں پہلے جو غیر یقینی صورت حال تھی' وہ اب نہیں رہی۔

اگر اس آیت و سیاق و سباق کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ قیامت کی نزدیکی ہی ہے کہ آپؐ وہ ایسے معجزے سے سرفراز کیا گیا ہے کہ چاند تک شق ہو گیا ہے۔ اب بھی اگر لوگوں کو آپؐ کی نبوت میں شک ہو تو آخر اور کیا کیا جا سکتا ہے۔

شق القمر کے سلسلے میں احادیث مبارکہ میں بہت سی روایات موجود ہیں' جن سے اس واقعہ کی تفصیلات ملتی ہیں۔ چاند کا شق ہونا بظاہر ایک بہت بڑا معجزہ ہے لیکن اگر آپؐ کے مقام و مرتبہ اور شان محبوبیت کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ ایسا بڑا کمال

بھی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی نبوت کی صداقت بیان کرنے کے سلسلے میں اور بھی معجزات باہرہ سے آپؐ کو سرفراز کیا ہے، جن کی مثال پہلے کہیں نہیں ملتی۔

انا بشر مثلکم: سورہ کہف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل انما بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد (کہف : ۱۱۰)

ترجمہ: "تم کہو کہ میں ظاہری صورت میں تو تم جیسا بشر ہوں مجھے وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔"

یہ آیہ کریمہ بھی حضورؐ کی ایک درخشندہ نعت ہے۔ تاریخ پر اگر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو پتا چلتا ہے کہ آپؐ سے قبل آنے والی امتوں نے اپنے اپنے نبیؑ محترم کے معجزات کو دیکھ کر ان کے متعلق کچھ ایسے نظریات و معتقدات اپنا لیے تھے۔ جو ان کے نبیؑ کی تعلیمات کے سراسر منافی تھے۔

مردوں کے زندہ کرنے کا معجزہ دیکھ کر حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں نے انہیں خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ ایسے میں ذرا تصور کریں حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جنہیں وہ تمام معجزات حاصل ہوئے تھے، جو آپؐ سے قبل تشریف لانے والے انبیائے کرامؑ کو دیے گئے۔ امت محمدیہؐ اپنے نبی محترم کے متعلق غلط اور باطل خیالات نہ اپنا لے۔ اسی لیے یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔ ورنہ کسے معلوم نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو سرتاج انبیاء ہیں عام انسانوں کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں۔

جہاں تک انبیائے کرامؑ کے متعلق اہل اسلام کے عقائد کا تعلق ہے، ان کو ان الفاظ میں کچھ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ یہ نفوس قدسیہ ہر قسم کی انسانی آلائشوں سے پاک اور ہر قسم کی انسانی کمزوریوں سے منزہ اور محفوظ تھے۔ ظاہر ہے خاتم الانبیاءؐ تو ان سے اور بھی فضیلت میں آگے ہیں۔ آپؐ کے مقام و مرتبے کے سلسلے میں اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور یہی مصرع اہل اسلام کا ایمان ہے اور جہاں تک آپؐ کے مقام بشریت کا تعلق ہے تو یہ تو وہ مقام ہے جس پر آسمان کے فرشتے اور زمین کے انسان ہی نہیں پیغمبر بھی ناز کرتے ہیں۔

دلیل نبوت: سورہ عنکبوت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما کنت تتلوا من قبلہ من کتب و لاتخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون (عنکبوت : ۴۸)

ترجمہ: "اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے۔ یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔"

یہ آیہ کریمہ جو نعت رسولؐ بھی ہے، میں آپؐ کی بعثت سے قبل کی زندگی کی بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آپؐ نے نہ تو کسی سے کوئی کتاب پڑھی اور نہ ہی لکھنا سیکھا اور نہ ہی اہل علم سے آپؐ کی صحبت رہی اب جبکہ آپؐ ظاہری طور

پر بھی نبوت کے دائرے میں داخل ہو چکے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں تو اب یہ لوگ شک نہیں کر سکتے کہ آپؐ امی نہیں ہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم سے قبل نازل ہونے والی کتاب میں آپؐ کی ایک نشانی کے طور پر بتایا گیا تھا کہ نبی آخرالزمانؐ امی ہوں گے۔

یہاں دلیل نبوت دینے کے ساتھ ساتھ خالق کائنات نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اگر آپؐ لکھنا پڑھنا سیکھتے تو ظاہر ہے کہ آپؐ کسی کے شاگرد ٹھہرتے اور نبیؐ کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اسے تو جس علم سے سرفراز کیا جاتا ہے' وہ تو سراسر عطائے الٰہی ہوتا ہے۔ اسی طرح یہاں آپؐ کی نہ صرف نبوت کی صداقت کی دلیل دی گئی ہے بلکہ آپؐ کی ایک نمایاں خصوصیت بھی بیان ہوئی ہے' کہ آپ کسی کے شاگرد نہیں تھے۔ آپؐ کے امی لقب ہونے کا سورہ اعراف میں اس طرح ذکر ہوا ہے:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی (الاعراف : ۱۵۰)

ترجمہ : "اور وہ غلامی کریں گے اس امی نبیؐ کی۔"

کمال محبت: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس جب حضرت جبرئیلؑ قرآن لاتے تو آپؐ حضرت جبرئیلؑ سے سنتے وقت خود بھی پڑھتے تھے۔ اس لئے کہ یہ کلمات اچھی طرح یاد ہو جائیں۔ ظاہر ہے سنتے وقت ساتھ ساتھ پڑھنے سے اس کو کس قدر دشواری ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ کو آپؐ کی یہ دشواری یا تکلیف بالکل پسند نہ تھی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ○ ان علینا جمعہ و قرآنہ ○ فاذا قرانہ فاتبع قرانہ ○ ثم ان علینا بیانہ ○ (القیامۃ : ۱۹)

ترجمہ : "تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمے ہے تو جب ہم اس کو پڑھ چکیں' اس وقت اس پڑھے ہوئے کا اتباع کرو' بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔"

یہ آیہ مبارکہ جو نعت رسولؐ بھی ہے' واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبؐ کی تھوڑی سی مشقت بھی گوارا نہ تھی اور یہ چیز کمال محبت ہے کہ محب' محبوبؐ کی چھوٹی سے چھوٹی مشقت بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اس آیہ کریمہ میں نعت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ لوگ قرآن پاک کے حفظ کرنے سمجھنے اور اس کے نکات و مسائل کو جاننے کے لئے عمریں صرف کر دیتے ہیں' لیکن یہ رسولؐ اللہ کا اعجاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس قدر استطاعت بخشی تھی کہ جونہی قرآن کی آیت نازل ہوتی تھی' اس کے تمام رموز و نکات اور حفظ و قرأت سب کچھ آپؐ کو پہنچ جاتا تھا۔ ظاہر ہے یہ صلاحیت صرف اور صرف کائنات میں آپؐ ہی کو عطا ہوئی تھی۔

رخ مصطفےٰ کی قسم (سورہ الضحیٰ): عہد رسالت مآبؐ میں کچھ دیر کے لئے وحی کا آنا رک گیا تو کفار مکہ نے طعنے کے انداز میں کہنا شروع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو چھوڑ دیا ہے اور اس سے ناراض ہو گیا ہے۔ حکمت الٰہیہ کے مطابق وحی آتی تھی اس لئے کچھ عرصہ وحی کا نہ آنا کوئی عجیب بات نہ تھی' لیکن کفار مکہ تو بات بنانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے

تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور سورہ والضحیٰ نازل ہوئی تاکہ کفار کے اس اعتراض کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رد کر دیا جائے۔

یہ سورہ مکمل طور پر نعت رسولؐ ہے' جس میں اس اعتراض کی تردید کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر اپنے احسانات بھی بیان کئے ہیں اور آپؐ کو جن اعزازات سے سرفراز کیا ہے ان کا تذکرہ بھی کیا ہے:

والضحی ○ والیل اذا سجی ○ ما ودعک ربک وما قلی ○ وللاخرۃ خیر لک من الاولی ○ ولسوف یعطیک ربک فترضی ○ الم یجدک یتیما" فاوی ○ و وجدک ضالا" فھدی ○ و وجدک عائلا" فاغنی ○ (الضحیٰ: 1 تا 8)

ترجمہ: "چاشت کی قسم اور رات کی قسم جب وہ پردہ ڈالے کہ تم کو تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور بے شک تمہارے لئے پچھلی پہلی سے بہتر ہے اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تم کو اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا اور پھر جگہ دی اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا' پھر غنی کر دیا۔"

چاشت اور رات' جن کی خداوند تعالیٰ نے قسمیں کھائی ہیں' ان سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلے میں مفسرین کے مختلف اقوال کا ذکر کرتے ہوئے مولف "شان حبیب الرحمن من آیات القرآن" رقم طراز ہیں:

> ایک تو یہ کہ چاشت یعنی دوپہر سے مراد وہ دوپہر ہے' جبکہ موسیٰ" معجزوں میں جادوگروں پر غالب آئے' اور جادوگر سجدے میں گر گئے۔ جس کو قرآن حکیم نے بیان فرمایا:
>
> **و ان یحشر الناس ضحی**
>
> اور رات سے مراد معراج کی رات ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اس دوپہر اور معراج کی رات کی قسم۔ دوسرا قول یہ ہے کہ دوپہر سے مراد رخ مصطفیٰؐ ہے اور رات سے مراد آپؐ کے گیسوئے پاک ہیں۔ یعنی آپؐ کے چہرہ انور کی قسم جو مثل روشندان کے ہے اور آپؐ کے ان مبارک گیسوؤں کی قسم جو کبھی کبھی اس آفتاب پر مثل رحمت کے بادل کے پڑ جاتے ہیں۔ یعنی آپؐ کے چہرہ پاک پر آپؐ کے گیسو چھا جاتے ہیں۔ (روح البیان و تفسیر خزائن العرفان)
>
> **والضحی ○ والیل اذا سجی ○**
>
> کے بعد سورہ مبارک کا رخ اپنے اصل موضوع کی طرف مڑ جاتا ہے اور ان دو قسموں کے بعد اللہ تعالیٰ کفار کے اس اعتراض کا شافی جواب دیتے ہیں۔ جس کا اس سے پیشتر ذکر ہو چکا ہے اور اس اعتراض کے جواب کے بعد ان اعزاز و اکرام کا ذکر ہوتا ہے جن سے آپؐ کو نوازا گیا ہے۔

عصر محبوبؐ کی قسم: سورہ عصر کی ابتدائی آیت ہیں:

والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○ (عصر: ۱ - ۲)

ترجمہ: "زمانے کی قسم' بے شک انسان خسارے میں ہے۔"

عصر کے معنی مفسرین نے تین طرح سے بیان کئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وقت نماز عصر' دوسرے مطلقاً" زمانہ اور تیسرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ۔ پھر ان تیسرے معنی کے سلسلے میں بھی دو قول ہیں۔ ایک تو یہ' یہاں حضورؐ کا وہی زمانہ مراد ہے جو آپؐ کی ظاہری حیات کا ہے اور دوسرے یہ کہ آپؐ کی رسالت و نبوت سے قیامت تک کے لئے ہے۔ کیونکہ آپؐ کا زمانہ مبارک بھی قیامت تک ہے۔

تیسرے مفہوم و تفسیر کو سامنے رکھا جائے تو یہ آیہ کریمہ بھی ایک نعت ہے' جس میں زمانہ محبوبؐ کی قسم کے ساتھ ایک اہم حقیقت کہ انسان خسارے میں ہے' بیان کی گئی ہے اور ظاہر ہے' یہاں تیسرے مفہوم بعید از قیاس بھی نہیں ہے بلکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ یا ان سے نسبت رکھنے والی اور دیگر چیزوں کی قسم کھا کر فریضہ نعت ادا کیا ہے۔

عطائے کوثر: عام طور پر یہ تصور ہے کہ دنیا میں اسی کا ذکر بلند ہوتا ہے' جس کی نسل چلے یعنی اولاد ہو چنانچہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندان ارجمند حضرت ابراہیم اور حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپؐ کو طعنے دینے شروع کئے اور یہ کہنا شروع کیا کہ اب چونکہ ان کی نسل نہیں رہی' اس لئے ان کا ذکر بھی دنیا میں نہیں رہے گا۔ کفار کی ان باتوں سے آپؐ کو سخت صدمہ ہوا اور آپؐ غمگین رہنے لگے

چنانچہ اس صورت حال میں سورہ کوثر نازل ہوئی جس کے الفاظ نعت رسولؐ کا ایک ایسا شاہکار ہیں جن پر زبان و بیان کی تمام خوبیاں قربان کی جا سکتی ہیں' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ دیکھئے:

انا اعطینک الکوثر ○ فصل لربک وانحر ○ ان شانئک هو الابتر ○ (سورہ کوثر)

ترجمہ: "اے محبوبؐ! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں (کوثر) عطا کیں تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی دو' بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ابتر ہے۔"

چنانچہ عصر حاضر کے حالات کے مطابق اگر اس سورہ مبارکہ کو دیکھیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کی شخصیتوں اور کائنات میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو شہرہ اور چرچا ہوا اور ہو رہا ہے' یہ کسی دوسری شخصیت کو اس کی اولاد ہو یا نہ ہو میسر نہ آیا۔

مختلف مفسرین نے کوثر کے معنی بے شمار خوبیاں' بہت سا ذکر' حوض کوثر اور عالم کثرت یعنی امت کثیرہ کے لئے ہیں۔ علاوہ ازیں اس سے مراد شفاعت آپؐ کی ذات گرامی سے ہے۔

مزمل و مدثر: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ کو کس قدر محبوب اور پیارے تھے۔ اس کا ادراک کرنا عقل انسانی و شعور کے بس کی بات نہیں۔ قرآن حکیم جو بجا طور پر نعت رسولؐ کا ایک روشن چراغ ہے' میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے محامد و محاسن اور سیرت و کردار کے سلسلے میں جہاں بہت کچھ کہا ہے' وہاں آپؐ کی حیات مبارکہ کی مختلف کیفیات کو بھی

درج کر کے نعت رسولؐ کی ہے' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا المزمل (مزمل : ۱)

ترجمہ: "اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔"

یا ایھا المدثر (المدثر : ۱)

ترجمہ: "اے چادر اوڑھنے والے۔"

ظاہر ہے' زندگی کی یہ مختلف حالتیں ہر انسان میں ہوتی ہیں لیکن محبوبؐ کی یہ حالت اللہ تعالیٰ کو کس قدر عزیز اور پیاری ہیں کہ اسی سے ان دو سورتوں میں آپؐ کو پکارا گیا ہے جس سے نہ صرف عظمت مصطفےٰ ظاہر ہوتی ہے بلکہ محبت خداوندی کا بھی ثبوت ملتا ہے' جو اسے اپنے محبوبؐ پاک سے تھی۔

یٰسین وطٰہٰ: یٰسین وطٰہٰ اگرچہ حروف مقطعات میں سے ہیں' جن کے معنی و مفہوم کو سوائے ذات خداوندی اور اس کے محبوبؐ پاک کے اور کوئی نہیں جانتا لیکن بعض مفسرین نے انہیں حضور سید عالم کے القابات اور اسماء قرار دیا ہے اور یہ جس سورہ مبارکہ کے شروع میں ہیں اس کا نام بھی انہیں ہی قرار دیا ہے چنانچہ علامہ اقبال کا ایک نعتیہ شعر ہے:

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

صاحب امداد خدا و ملائکہ: یوں تو وہ کونسا موقع اور مقام ہے' جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ پاک کو مشکل میں گھرے ہوئے دیکھا ہو اور امداد نہ فرمائی ہو بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جب کبھی بھی آپؐ غمگین ہوئے یا کوئی کٹھن مرحلہ آیا تو رب ذوالجلال نے آپؐ کے غم کو دور کرنے کے لئے وحی الٰہی بھیجی۔

غزوہ بدر میں جب مٹھی بھر مسلمان کفار کے ایک لشکر جرار سے نبرد آزما ہونے والے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی فوج ظفر موج کو بھیج کر لشکر اسلام کے لئے فتح و نصرت کو یقینی بنا دیا۔ اسی طرح دوسرے موقعوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اعانت و امداد نہ صرف خود فرمائی بلکہ ملائکہ کو بھی اس میں شریک فرمایا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے سورہ التحریم میں ارشاد فرمایا ہے:

فان اللہ ھو مولٰہ و جبریل و صالح المومنین والملئکۃ بعد ذلک ظھیر (التحریم : ۴)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ ان کا (رسول مقبولؐ) مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں۔"

قرآن حکیم میں یہ نعت رسولؐ دراصل مومنین کے لئے حوصلہ افزائی اور اعزاز و اکرام کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ کفار کے لئے ایک چیلنج ہے کہ تم اپنی تمام تر سازشوں اور چالوں کے باوجود میرے نبیؐ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ وہ تو اللہ کی نگہبانی میں ہے۔ جس کا ثبوت دوسری آیات مبارکہ میں ملتا ہے۔

فتح مبین: قرآن حکیم کی سورہ فتح یوں تو تمام تر نعت رسولؐ ہے لیکن اس کی پہلی ہی آیہ کریمہ میں آپؐ کو جس فتح مبین

کی خوشخبری دی گئی ہے' مفسرین نے اس کی تفسیر میں بہت کچھ لکھا ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد فتح مکہ ہے' جس سے اشاعت اسلام کے سلسلے میں تمام رکاوٹیں دور ہو گئیں اور وہ لوگ جو اب تک عرب کے قبائل کو ساتھ ملا کر اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش میں مصروف تھے نہ صرف اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے بلکہ اپنی تمام تر صلاحیتیں دین کی اشاعت اور تبلیغ میں صرف کرنے لگے۔

فتح مکہ کے علاوہ بعض نے تفسیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ نوید ہے' جس کی عملی شکل شہروں کی فتوحات' بندگان خدا کی تسخیر' حصول غنائم' تقویت دین' کثرت امت اور احکام اسلام کی اشاعت اور شروعیت ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا فتحنا لک فتحا مبینا ○ (الفتح: ۱)

ترجمہ: "بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی۔"

اسی سورہ مبارکہ میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ فتح مکہ کا ذکر بھی کیا ہے' اور بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو خواب دیکھا تھا وہ یقیناً سچا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق ○ لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله امنين ○ محلقين رءوسكم و مقصرين ○ (الفتح: ۲۷)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو سچا خواب دکھایا جو مطابق واقعہ کے ہے کہ تم لوگ مسجد حرام (یعنی مکہ شریف) میں ضرور جاؤ گے۔ نہایت ہی امن و امان کے ساتھ اپنے سروں کے بالوں کو منڈواتے اور کترواتے ہوئے۔"

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فتح مکہ کی یہ نوید بھی آپؐ ہی کے محامد و محاسن کی ایک روشن علامت ہے۔

المختصر: قرآن حکیم کی کون سی آیت کو نعت و سیرت عظمت و رفعت اور محامد و محاسن رسولؐ کے سلسلے میں رقم کیا جائے۔ اور کس کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے۔ اس کے متعلق ذہن کچھ فیصلہ کرنے سے قاصر محسوس ہوتا ہے' کیونکہ قرآن حکیم کو جب اور جس انداز سے دیکھتے ہیں تو یہاں ہر آیت اور ہر سورت:

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

کے مصداق بات ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر آپؐ کے متعلق آپؐ کے اقوال و افعال اور خصائص و شمائل کو اس طرح محفوظ نہ بھی کرتے' جس طرح کہ محفوظ کرنے کا حق ادا کیا گیا ہے' تب بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شخصیت و سیرت اتنی ہی نمایاں اور تاباں ہوتی جتنی اب ہے کیونکہ خالق کائنات نے اس کام کو سب سے پہلے اپنی اس الہامی کتاب یعنی قرآن حکیم میں اس خوش اسلوبی' سلیقے اور قرینے کے ساتھ پیش کیا ہے کہ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو آپؐ کی نبوت و رسالت اور رحمت و رافت کے متعلق کسی قسم کے شک و شبے کا امکان باقی نہیں رہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ پورا قرآن حکیم آپؐ ہی کی نعت و سیرت اور محامد و محاسن کو بیان کر رہا ہے اور جس طرح سے آپؐ کی حیات مبارکہ اور احادیث قرآن کی زندہ روشن اور تابندہ تفسیریں ہیں' اسی طرح قرآن حکیم بھی حیات و سیرت سید عالم کا

مقصود اعظم ہے۔

میں اپنے اس مقالے کا اختتام مولانا مفتی احمد یار کی کتاب "شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن" کے مقدمہ کے [illegible] پہلے اقتباس پر کر رہا ہوں، جس میں قرآن حکیم میں نعت رسولؐ کی وسعت و اہمیت کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن حکیم کو بنظر ایمان دیکھا جائے تو اس میں اول سے آخر تک نعت سرور کائناتؐ معلوم ہوتی ہے۔ حمد الٰہی ہو یا بیان عقائد، گزشتہ انبیاء کرامؑ اور ان کی امتوں کے واقعات ہوں یا احکام، غرض قرآن حکیم کا ہر موضوع اپنے لانے والے محبوب کے محامد اور اوصاف کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ مثال کے طور پر سورہ اخلاص [illegible] **الله احد** کو لیجئے کہ اس میں خدائے قدوس کی صفات کا ذکر ہے اور سورہ لہب "**تبت یدا ابی لهب و تب**" کہ اس میں [illegible] [illegible] آخر۔ مگر جب غور کرو تو یہ دونوں سورتیں محبوبؐ کی نعت پاک سے بھری ہوئی ہیں۔"

قل هو الله میں ارشاد ہے کہ اے محبوبؐ تم کہو [illegible] اس کی کوئی اولاد وغیرہ وغیرہ۔ مگر کلمہ "قل" نے (یعنی محبوبؐ تم کہو) [illegible] ساری سورت میں نعت و شامل کر دیا کیونکہ مرضی الٰہی یہ ہے کہ اے محبوبؐ کلام تو ہمارا ہو اور زبان تمہاری:

قل کہہ کر اپنی بات بھی منہ سے ترے سنی　　اتنی ہے گفتگو تری اللہ کو پسند

کتابیات: اس مقدمہ کی تیاری کے سلسلہ میں قرآن پاک کے مختلف تراجم و تفاسیر اور مجموعہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے:

۱۔ کتاب الشفا	حضرت قاضی عیاض مالکی
۲۔ خصائص کبریٰ	علامہ جلال الدین سیوطی
۳۔ شواہد النبوت	علامہ عبدالرحمٰن جامی
۴۔ مدارج النبوت	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۵۔ سیرت محمدؐ عربی	علامہ نور بخش توکلی
۶۔ سیرت النبیؐ	علامہ شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی
۷۔ سیرت سرورؐ عالم	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
۸۔ شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن	مولانا مفتی احمد یار
۹۔ ارمغان نعت	شفیق بریلوی
۱۰۔ سیارہ ڈائجسٹ	قرآن نمبر و رسولؐ نمبر

نعت چیست؟

(نعت کیا ہے)

خدا کی سنت

محمد [illegible] فضل [illegible]

نعت کیا ہے؟ نبیؐ کی مدحت ہے — نعت کیا ہے؟ [illegible]
نعت کیا ہے؟ [illegible] شفاعت [illegible] — نعت کیا ہے؟ [illegible]
نعت کیا ہے؟ ثواب [illegible] پھلواری — نعت کیا ہے؟ [illegible]
نعت کیا ہے؟ متین و پاک سخن — نعت کیا ہے؟ [illegible]
نعت کیا ہے؟ تحمید [illegible] — نعت کیا ہے؟ "[illegible]" عبادت ہے
نعت کیا ہے؟ [illegible] — نعت کیا ہے؟ [illegible]
نعت کیا ہے؟ [illegible] — [illegible]
نعت کیا ہے؟ [illegible] — [illegible]
نعت کیا ہے؟ [illegible] — [illegible]
نعت کیا ہے؟ [illegible] — [illegible]
نعت کیا ہے؟ [illegible] — [illegible]

تو پھر نعت کہو

سید مسعود حسن شاب دہلوی (بہاولپور)

جذبۂ شوق فراواں ہو تو پھر نعت کہو — دل میں گر جوشش ایماں ہو تو پھر نعت کہو
حق تعالیٰ نے کہی نعت محمدؐ کے لئے — عاشق شاہ رسولاں ہو تو پھر نعت کہو
جس نے کی آپؐ سے الفت تو ہوئی حق کو خوشی — واقف رحمت یزداں ہو تو پھر نعت کہو
آپؐ کا نام ہی ہے جملہ مصائب کا علاج — درد کا کوئی نہ درماں ہو تو پھر نعت کہو
آخرت کا ہے سفر، ہاتھ ہیں دونوں خالی — اس قدر بے سرو ساماں ہو تو پھر نعت کہو
نعت ہر فکر و تردد کو مٹا دیتی ہے — ذہن بیزار و پریشاں ہو تو پھر نعت کہو
کامیابی کا وسیلہ یہی بن جاتی ہے — جب بھی مشکل کوئی آساں ہو تو پھر نعت کہو

نعت کہنا ہو تو.......

قمری کانپوری (کراچی)

نعت کیا ہے اک حسینِ حمدِ ربِ ذوالجلال
نعت کیا ہے، رفعت و عظمت کی حدِ اتصال
نعت اسلامی ذہانت کی درخشندہ مثال
نعت کے اجزائے ترکیبی ہیں حسانؓ و بلالؓ

نعت سے بیدار ہو جاتی ہے روحِ کائنات
اس کے سائے میں اماں پاتی ہے انساں کی حیات

نعت تقدیسِ رسالت، نعت تکریمِ رسولؐ
نعت اسلامی ثقافت کا نمایندہ اصول
نعت کے ہر لفظ پر ہوتا ہے رحمت کا نزول
نعت کی محفل میں شرکت بھی سعادت کا حصول

نعت کی تاریخ فکری طور پر سب سے قدیم
نعت گوئی کا سفر ہے اک صراطِ مستقیم

نعت فنِ شاعری کا اک دمکتا آفتاب
نعت گلزارِ صداقت کا تر و تازہ گلاب
نعت اصنافِ سخن کا سب سے بہتر انتخاب
نعت اسلامی صحیفہ، کائناتی احتساب

لیکن اس کے واسطے تائیدِ غیبی چاہیے
یعنی جیسے آپ ہیں توصیف ویسی چاہیے

نعت مہر و ماہ و انجم، نعت اک قندیلِ نور
نعت سے تابندہ ہو جاتا ہے انساں کا شعور
نعت سے ملتا ہے ذہن و دل کو روحانی سرور
نعت دربارِ رسالت میں پہنچتی ہے ضرور

نعت کہنا ہو تو دہرائیں یہ مصرع بار بار
"با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار"

تعریف اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[illegible] ساگری [illegible]

حسنِ کون و مکاں آپؐ کی نعت ہے — ظلمتِ دہر میں روشنی نعت ہے
یادِ سرکارؐ کی واقعی نعت ہے — جس طرح سے ہو ذکرِ نبیؐ نعت ہے
صبحِ حسنِ ازل آپؐ کی نعت ہے — دورِ میلاد لیکن بڑی نعت ہے
آپ کی بندگی، آپ کی زندگی — [illegible] حمد ہے، [illegible] نعت ہے
ذکرِ ربِ العلیٰ ذکرِ خیر الوریٰ — حمد ہی حمد ہے، نعت ہی نعت ہے
کون تعریفِ اسمِ محمدؐ کرے — حمد کی حمد ہے، نعت کی نعت ہے
وہ جو سمجھے تو قرآن کی آیتیں — "بدر" سارا یہ قرآں ہی نعت ہے

نعت احمدؐ ہے خدا کی حمد بھی

سید شمس الحق بخاری (حیدر آباد)

وہ صانع ہے ثنا مصنوع کی — نعت حمد ہے خدا کی حمد بھی
نعت توصیفِ رسولِ ہاشمی — اور حقیقت فضلِ حق کی [illegible]
نعت کا حق ادا کس سے ہوا — [illegible] نعت نبیؐ رب نبیؐ
ہے محبت نعت کہہ سے محال — ہے [illegible] نہیں الفاظ کی
ہے محبت کی بنا نعتِ حضورؐ — حسن خوبی سے مکمل بھی
نعت ہے تاثیرِ ادراکِ جمال — نعت ہے اشکِ عقیدت کی جھڑی
مستحق اس کا نہیں [illegible] رسولؐ — نعت ہے مخصوص صنفِ شاعری
نعت کو کچھ شوق سے نسبت نہیں — بندگی ہے یہ سراسر بندگی
"شمس" حق ہے نعت کی تنویر سے — ہے منور نعت گو کی زندگی

نعت کیا ہے؟

راغب مراد آبادی (کراچی)

نعت کیا ہے؟ سرورِ عالم کی سیرت کا بیاں
نعت کیا ہے؟ آپؐ کے لطف و محبت کا بیاں
نعت کیا ہے؟ مصلحِ انساں کے اوصافِ جمیل
نعت کیا ہے؟ مومنانہ فکر کی روشن دلیل
نعت کیا ہے؟ کیفِ حبِ سرورِ دنیا و دیں
نعت کیا ہے؟ لازوال اک دولتِ حسنِ یقیں
نعت کیا ہے؟ مرسل و مرسل میں فرق و امتیاز
نعت کیا ہے؟ جادہ منزل میں فرق و امتیاز

نعت کیا ہے؟ ذکرِ کردارِ محمد مصطفیٰؐ
نعت کیا ہے؟ حسنِ گفتارِ محمد مصطفیٰؐ
نعت کیا ہے؟ گلشنِ افکارِ ختم المرسلین
نعت کیا ہے؟ راہِ ہستی میں سراج السالکین
نعت کیا ہے؟ شمعِ سبحان الذی اسریٰ کی ہے
نعت کیا ہے؟ حاملِ اس ناظرِ اقصیٰ کی ہے
نعت کیا ہے؟ داستانِ فاتحِ بدر و حنین
نعت کیا ہے؟ [illegible]
نعت کیا ہے؟ اتباعِ حضرتِ حسانؓ ہے
نعت کیا ہے؟ صوتِ کیفِ سورۂ رحماں ہے
جو اصولِ شرع کا پابند رہ سکتا نہیں
وہ محمدؐ کی نعت کہہ سکتا نہیں

نعت گوئی سنت رحمٰن ہے

سید امین علی نقوی (فیصل آباد)

نعت گوئی سنت رحمٰن ہے ۔۔۔ جس پہ شاہد آپ خود قرآن ہے
نعت ہے حمد خداوندی کا در ۔۔۔ نعت ہی ہر حمد کی میزان ہے
نعت ہے روز ازل سے تا ابد ۔۔۔ نعت پر سارا جہاں قربان ہے
نعت ہے توفیق رب کبریا ۔۔۔ نعت خود ہی نعت کی برہان ہے
نعت ہے اس کی روش کا جب ۔۔۔ نعت اس کی بارگاہ کا دان ہے
نعت ہے روح عبادت بر حق ۔۔۔ ہر طرف بس نعت کا اعلان ہے
نعت ہے کشاف اسرار و رموز ۔۔۔ نعت حسن و عشق کا قرآن ہے
نعت ہے استاد درس بے خودی ۔۔۔ نعت سے مضبوط ہر ایمان ہے
نعت ہے اصحاب و عترت کا عمل ۔۔۔ اہل دل کے شوق کا سامان ہے
نعت ہے ایمان کی روح رواں ۔۔۔ نعت سے اللہ کی رضوان ہے
نعت ہے زاد رہ ہر دوسرا ۔۔۔ جسم و روح ناتواں کی آن ہے
نعت ہے مخدوم ہر خویش و غیر ۔۔۔ نعت ہر انسان پہ احسان ہے
نعت ہے معراج فن شاعری ۔۔۔ ہر زبان و ہر بیاں کی جان ہے
نعت کا میدان مشکل دیکھ کر ۔۔۔ صاحب شعر و سخن حیران ہے
نعت ہے اک شیشہ نازک ترین ۔۔۔ بے ہنر کا یہ کہاں میدان ہے
نعت ہے تلوار پہ چلنے کا نام ۔۔۔ عاشقوں کی جان کا ارمان ہے
نعت ہے مشکل سے مشکل راستہ ۔۔۔ حمد حق اس سے کہیں آسان ہے
نعت ہے سرمایہ دنیا و دیں ۔۔۔ نعت اطمیناں کا سامان ہے
نعت ہے کوہ طریق احتیاط ۔۔۔ نعت ہر مضمون کا سلطان ہے
نعت ہے تبلیغ ملت کا علم ۔۔۔ نعت تو قرآں کا تبیاں ہے
نعت ہے انعام کا خلد بریں ۔۔۔ نعت ہی اسلام کا قرآن ہے
نعت ہے شمع رہ موت و حیات ۔۔۔ نعت روز حشر کا کلیان ہے
نعت کے ایوان کی تعمیر کا ۔۔۔ بانی اول شہ عمران ہے
نعت کو عشق محمد چاہیے ۔۔۔ یہ ریاضت کا کہاں ایوان ہے
نعت موتی ہے کہاں تودہ سے ۔۔۔ نعت تو آمد کا چمنستان ہے

نعت [illegible] درود ۔۔۔ یہ کہاں الفاظ کا بستان ہے
نعت میں الفاظ کی تکرار بس ۔۔۔ ندرتِ افکار کی برہان ہے
نعت سے مقصود ہے محبوبِ کل ۔۔۔ نعت قول و فعل کا عنوان ہے
نعت احمد کے سوا ہر بزمِ شوق ۔۔۔ بے ضیا بے رونق و بے جان ہے
نعت ہوتی ہے قبول اس شخص کی ۔۔۔ جس کے دل پر عشق کا فیضان ہے
نعت کی توفیق جس کو مل گئی ۔۔۔ کس قدر خوش بخت وہ انسان ہے
نعت میرے مذہب و ملت کی شان ۔۔۔ نعت میری بندگی کی جان ہے
نعت سے خالی ہوا میرا کلام ۔۔۔ نہ کہ ان کی نعت کا امکاں ہے
نعت کا [illegible] کہاں اور میں کہاں ۔۔۔ اور کس قابل مرا وجدان ہے
سہل ہے [illegible] کو عبورِ پل صراط ۔۔۔ نعت سے جس کا بھی پُر دامان ہے
لائقِ تعظیم ہے ہر نعت گو ۔۔۔ کیونکہ وہ سرکار کا مہمان ہے
[illegible] ہے کہ اس کی سرحد [illegible] چراغ ۔۔۔ [illegible] کی دھڑکن نعت کی ضیاں ہے
[illegible] نعت محبوبِ خدا ۔۔۔ [illegible] بذیں ہے
میں کہاں شاعر [illegible] یا ادیب ۔۔۔ [illegible] میرا نعت [illegible] ہے
[illegible] مصطفےٰ ۔۔۔ [illegible] ہے
[illegible] مجھ کو غرض کون چمد ۔۔۔ نعت گوئی ہی مری پہچان ہے
اے [illegible] مرحوم [illegible] فیضِ نعت ۔۔۔ [illegible] ہے
لوگ کہتے ہیں کہ ندرؔ نعت سے ۔۔۔ [illegible] حسان ہے



نعت

اصغر نثار قریشی (لاہور)

کیا بتائیں نثار کیا ہے نعت
شاہِ کونین کی ثنا ہے نعت

ذکرِ اوصافِ مصطفےٰ ہے نعت
مدحِ محبوبِ کبریا ہے نعت

ان کے حسن و جمال کی مظہر
ان کی سیرت کا آئینہ ہے نعت

نعت معراجِ عشقِ احمدؐ ہے
سر بلندی کا راستہ ہے نعت

رومیؒ، جامیؒ، رضاؔ ہو یا حساںؓ
قلبِ عشاق کی صدا ہے نعت

وہ محمدؐ ہیں، احمدؐ و محمودؐ
ان کے ناموں کا تذکرہ ہے نعت

ان کی توصیف اور تو کیسے ہو
ابتدا نعت، انتہا ہے نعت

نعت گوئی بھی عینِ عبادت ہے
اہلِ دانش کا مدعا ہے نعت

شاعرِ بزمِ مصطفیٰ ہوں "نثار"
ان سے نسبت کا سلسلہ ہے نعت

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حافظ لدھیانوی (فیصل آباد)

نغمۂ جاں فزا ہے نعتِ رسولؐ
حاصلِ مدعا ہے نعتِ رسولؐ

درد کی روشنی عطا کر دی
گلشنوں میں صبا ہے نعتِ رسولؐ

قلبِ بے تاب کو سکوں بخشا
زیست کا آسرا ہے نعتِ رسولؐ

دردمندوں کی آبرو اس سے
آنسوؤں کی دعا ہے نعتِ رسولؐ

گلشنِ جاں میں ہے مہک اس کی
ایک رنگیں ادا ہے نعتِ رسولؐ

قرب کی لذتیں ہیں دوری میں
وہ حسیں سلسلہ ہے نعتِ رسولؐ

اس سے تازہ ہے وارداتِ دل
حسنِ اشعار کا ہے نعتِ رسولؐ

ہے خیالوں میں ایک ہی صورت
صورتِ حق نما ہے نعتِ رسولؐ

قبر میں جس سے روشنی ہوگی
وہ چراغِ وفا ہے نعتِ رسولؐ

وصف کیسے بیاں ہوں اس کے
کیسے لکھوں کہ کیا ہے نعتِ رسولؐ

اس سے پائی ہے روح نے معراج
سوز کی انتہا ہے نعتِ رسولؐ

آستاں عارفوں کی منزل ہے
عاشقوں کی صدا ہے نعتِ رسولؐ

ان کے دربارِ قدس میں "حافظ"
صورتِ التجا ہے نعتِ رسولؐ

نعت رسولؐ

(سید راحت حسین نقوی (لاہور)

مریض عشق نبیؐ کی [illegible] ہے نعت رسول
علاج درد، پیام شفا ہے نعت رسول

ہمیں یہ [illegible]
کلام بعد کلام خدا ہے نعت رسول

دکھائی دیتا ہے [illegible]
[illegible] حسن [illegible] ہے نعت رسول

شعور حمد ثنائے نبیؐ سے [illegible]
[illegible] عشق خدا ہے نعت رسول

خدا کو بھائی جو محبوب کی ثنا [illegible]
کلام [illegible] کی وہ دلکش ادا ہے نعت رسول

یہ جس کے نور سے [illegible]
[illegible] کی نبیؐ ہے نعت رسول

مری زبان کی معراج ان کا [illegible]
مرے کلام کا اعزاز یہ ہے نعت رسول

میں بھیک نور کی دیتا ہوں چاند تاروں کو
مرے شعور میں جلوہ نما ہے نعت رسول

کہو بہاروں سے آ کر سمیٹ لیں خوشبو
کہ میرا ناطقہ مہکا رہا ہے نعت رسول

[illegible]
تری یہ طبع رسا کو عطا ہے نعت رسول

نصیب [illegible]
مری مراد مرا مدعا ہے نعت رسول

نعت کیا ہے؟ نعت کا مفہوم کیا

راسخ عرفانی (گوجرانوالہ)

نعت، توصیف حبیب کبریا
نعت، مدح رہبر راہ ہدیٰ

نعت، حسن سیرت خیر الامم
نعت، عنوان ثنائے مصطفےٰ

نعت، [illegible] کلام ان فن
نعت، ذکر شافع روز جزا

نعت، درمان مریض حرص و آز
نعت، درد زندگانی کی دوا

نعت، [illegible] رسالت کی مہک
نعت، خوشبوئے خصال مجتبیٰ

نعت، [illegible] و محبت کی دلیل
نعت، احساسات مومن کی صدا

نعت، شمع خلوت زہد و ورع
نعت، نور مشعل غار حرا

نعت، [illegible] حسن کا امتزاج
نعت، معراج قلم صل علیٰ

مدعا ناقص ہوں "راسخ" کیا کہوں
نعت کیا ہے نعت کا مفہوم کیا

حقیقتِ نعت

سید ... رضوی (لاہور)

نعت کیا ہے؟ جنبشِ دل کا وفورِ اظہار
نعت کیا ہے؟ دلِ بے تاب کو سامانِ قرار
نعت کیا ہے؟ مدِ شوق کی تسکین کا چمن
جس سے ملتی ہے مرے گلشنِ ایماں کو بہار
نعت کیا ہے؟ چشمۂ دل سے نئی اک حیات
جس سے ہوتی ہے ہر اک چشمِ بصیرت بیدار
نعت کیا ہے؟ لبِ خاموش کا اعجازِ ادا
جس کا ہر لفظ ہے ایماں کے چہرے کا نکھار
نعت کیا ہے؟ دمِ عیسیٰ کا بدل بہرِ خیال
جس سے جاگ اٹھتے ہیں آئینۂ دل میں افکار
نعت ہے توبۂ آدم کے لئے راہِ قبول
نعت ہے نوح کی کشتی کے لئے اذنِ قرار
نعت ہے اصل اساسِ یدِ بیضائے کلیم
جس سے ہو جاتے ہیں اک سحرِ جہاں سے بیزار
نعت ہے آتشِ نمرود کی سردی کا سبب
جو ہر اک شعلۂ باطل کو بنا دے گلزار
نعت ہے جذبۂ انصاف کا سینے میں فروغ
جس کے آہنگِ دل آویز سے انساں کا وقار
نعت ہے سایۂ رحمت میں سبیلِ نور
جس کے صدقے میں ... کا نکھار
نام ہے جس کے ... حمد کا چرچا
دیکھیے جس کو ملا سب سے حمد کا اقرار
جن کے ہاتھوں نے کیا پاک بتوں سے کعبہ
نقشِ پا جن کے ہوئے دہر میں توحید آثار
نعت ہے ان کی ثنا خوانی کی جرأت کا نشاں

مدح خواں جن کا ہے قرآن میں ربِ غفّار
منزلت ان کی ہے کیا پیشِ خدا، کیا کہیے
جبکہ جبریل کا ہے ان کے غلاموں میں شمار
قابَ قوسین تو ہے منزلِ اول ان کی
ان کا انجامِ سفر سرحدِ ادراک سے پار
چشمِ خورشید روا ان کی نگہ کے باعث
خاک پا ان کی ہوئی سرمۂ چشمِ ابرار
اہلِ ایماں کا ہے بس ان کے کرم پہ تکیہ
آبرو مند جہاں میں ہیں انہی کے انصار
تختِ لولاک کی زینت ہے انہی کے دم سے
ان کے باعث ہی سجا رحمتِ حق کا دربار
دوست ان کے ہیں قرارِ دل و جانِ احباب
ان کے دشمن سے ہیں سب اہلِ مودت بیزار
ذکر ان کا ہے قرارِ دلِ مومن لیکن
نام لیتے ہوئے گھبراتے ہیں ان کا اشرار
منکرِ نعت ہے، اک نعش بلا گور و کفن
منکرِ نعت سے کس واسطے کیجئے تکرار
نعت کہنا ہے، خداوندِ دو عالم کی عطا
نعت سننا ہے، غلامانِ نبیؐ کا معیار
نعت گر دل میں نہ ہو حمدِ خدا بے معنی
نعت ہے، صیغۂ احمد میں احد کا اقرار
نعت ہے، فکرِ بشر کے لیے معراجِ شعور
نعت ہے، ذکرِ محمدؐ میں فرشتوں کا شعار
نعت ہے، آئنۂ عرضِ ہنر کا جوہر
جس سے ہوتی ہے نظر، نورِ بصیرت سے دو چار
نعت ہے، آئنۂ جاں کو جِلا شام و سحر
دور ہو جاتا ہے جس سے غمِ دنیا کا غبار
حاصلِ تجربۂ دہر یہی ہے "سجاد"
جو نثارِ احمدِ مرسل پہ جہاں اس پہ نثار

نعت کیا ہے؟

اکرم کلیم (ساہیوال)

نعت ہے بندہ مومن کے یقیں کی تحریر
نعت قرآن و احادیث کی احسن تفسیر

نعت توحید و رسالت کا ہے اک ربط حسیں
نعت ہے مرد مسلمان کا ایمان و یقین

خود خدا اور ملائک بھی پڑھیں نعت نبیؐ
مومنو نعت پیمبرؐ ہی پڑھو تم بھی سبھی

ہے سبھی حمد و ثنا خالق اکبر کے لئے
خلق تخلیق ہوئی نعت پیمبرؐ کے لئے

جب نہ دنیا میں کہیں نعت کا چرچا ہو گا
سانحہ یوم قیامت کا ہی برپا ہو گا

نعت کیا ہے' مرے آقا پہ درود اور سلام
کلمہ پاک میں آتا ہے محمدؐ ہی کا نام

نعت ہے حب نبیؐ آل نبیؐ سے الفت
نعت پڑھنے سے ملے دل کو سکون و راحت

نعت ایمان کا ایک جذبہ لافانی ہے
سیرت احمد مرسل کی ثنا خوانی ہے

نعت پیرایہ اوصاف حمیدہ ہی تو ہے
اور قرآن محمدؐ کا قصیدہ ہی تو ہے

نعت

پروفیسر محمد اکرم رضا (گوجرانوالہ)

نعت سرکار مرے دور کی پہچان بھی ہے
میری بخشش کا سر حشر یہ سامان بھی ہے

میں نے فرقت میں حضوری کا مزا پایا ہے
میرا اظہار مرے درد کا درمان بھی ہے

نعت سے مجھ کو سلیقہ ملا گویائی کا
اپنے آئین عقیدت کا یہ اعلان بھی ہے

ان کے ناموس کی عظمت پہ تصدق ہوں گے
اپنے آقا سے غلاموں کا یہ پیمان بھی ہے

نعت کو شان عطا وجہ شفاعت کہئے
ہم پہ سلطان دو عالم کا یہ احسان بھی ہے

میں نے پلکوں پہ ستارے سے ابھرتے دیکھے
مدح سلطان جہاں رفعت وجدان بھی ہے

نعت و مدحت کی ہے حقدار فقط ذات وہی
عین قرآن ہے جو صاحب قرآن بھی ہے

شاعرو ! مدحت آقا میں یہ ملحوظ رہے
جو بھی کہتے ہو وہ سرکار کے شایان بھی ہے؟

نعت ہے حکم الٰہی کی سراسر تعمیل
یہ ہے ایمان رضا' سنت حسانؓ بھی ہے

محبتوں کی زباں

پروفیسر غلام رسول عدیم (گوجرانوالہ)

نعت کیا ہے؟ طہارت دل و جاں
نعت کیا ہے؟ محبتوں کی زباں

نعت ---- نسبت کا ایک قرینہ ہے
نعت ---- شیرینی زبان و بیاں

نعت ہے اک سپردگی کا عمل
نعت ---- وجہ ظہور ہر امکاں

منقبت شعور کا باعث
غایت حق شعاری انساں

[illegible] سے [illegible] [illegible] تمنائیں
وجہ لمعان ایزدی اذہاں

نعت ---- باطل کو نعرہ پیکار
بتکدے میں بلند بانگ اذاں

نعت ---- پیغام دوست کا تذکار
نا شکیبائیوں میں راحت جاں

اس سے صیقل ہے آئنہ دل کا
اس سے روشن ہے زیست کا عنواں

لفظ ہر شعر روشنی کی لکیر
حرف ہر لفظ روشنی کا نشاں

نعت ---- دل پہ ساعتوں کی پھوار
ازدیاد عقیدت و ایقاں

[illegible] [illegible] شعور و فکر و نظر
بہجت روح زیست کا ارماں

مدحت نبویؐ

محمد احمد اریب (گوجرانوالہ)

توحید کے معنوں کی زباں مدحت نبویؐ
اللہ کی رحمت کا نشاں مدحت نبویؐ

سرشاری صہبائے وفا ذکر محمدؐ
رنگینی گلزار جہاں مدحت نبویؐ

ہر لمحہ نگاہوں میں سراپا ہو انہی کا
ہر وقت رہے ورد زباں مدحت نبویؐ

جب مری حیات کے اس شور و شغب میں
اک گوشہ تسکین و اماں مدحت نبویؐ

اس عہد کی تاریک و ستم ناک فضا میں
ہے وجہ طرب خیزی جاں مدحت نبویؐ

معمور ہے ہر زیست کے دشوار سفر میں
پر کیف بہاروں کا سماں مدحت نبویؐ

جس صبح سے چھوٹے تھے امیدوں کے اجالے
اس صبح محبت کا بیاں مدحت نبویؐ

مجھ [illegible] [illegible] [illegible] کا سرمایہ محمدؐ
مجھ بندہ بے کس کی تواں مدحت نبویؐ

ہے [illegible] [illegible] [illegible] کی توفیق سے ورنہ
ہم لوگ کہاں اور کہاں مدحت نبویؐ

نعت کیا ہے؟

ریاض حسین چودھری (سیالکوٹ)

نعت کیا ہے؟ مدحتِ خیر البشرؐ خیر الوریٰ
نعت کیا ہے؟ دونوں عالمؐ میں محمدؐ کی ثنا
نعت کیا ہے؟ روح و جاں میں گری صل علیٰ
نعت کیا ہے؟ دل کے آئینے میں عکسِ مصطفیٰ

یہ سخن رعنائیوں کا کون سا انداز ہے
نغمۂ عشقِ رسولِ پاکؐ کا آغاز ہے

نعت کیا ہے؟ سرمدی جذبات کی ترسیل ہے
نعت کیا ہے؟ لا الہ کے نور کی ترتیل ہے
نعت کیا ہے؟ قصرِ حسن و عشق کی تکمیل ہے
نعت کیا ہے؟ حکمِ ربی کی فقط تعمیل ہے

رحمت و بخشش کی ارزانی ہے نعتِ مصطفیٰ
دیدہ دل کی ثنا خوانی ہے نعتِ مصطفیٰ

نعت کیا ہے؟ عشق کے ساگر میں غرقابی کا نام
نعت کیا ہے؟ میرے ہر جذبے کی سیرابی کا نام
نعت کیا ہے؟ ہجر میں سانسوں کی بیتابی کا نام
نعت کیا ہے؟ گنبدِ خضرا کی شادابی کا نام

نعت ہے بے آب صحراؤں میں پانی کی سبیل
نعت ہے اسمِ محمدؐ ہی کا ایک نقشِ جمیل

نعت کیا ہے؟ قریۂ نخوت کی ویرانی کا نام
نعت کیا ہے؟ ملتِ بیضا کی سلطانی کا نام
نعت کیا ہے؟ دست بستہ انؐ کی دربانی کا نام
نعت کیا ہے؟ روضۂ اقدس پہ حیرانی کا نام

نعت ابوابِ محبت کا بھی عنواں ہے
ہم غلاموں [illegible]

نعت [illegible] ہے؟ [illegible] طرف [illegible] کا نام
نعت [illegible] قفس میں [illegible] کا نام
نعت [illegible] کھرانے کا نام
نعت [illegible] کی چوکھٹ پہ مچل جانے کا نام

نعت کہنے کے لئے دل پاک ہونا چاہیے
[illegible] دیدہ نمناک ہونا چاہیے

نعت کیا ہے؟ وصفِ ختم المرسلیں کا تذکرہ
نعت کیا ہے؟ عظمت [illegible] مبیں کا تذکرہ
نعت کیا ہے؟ نکہتوں کی سرزمیں کا تذکرہ
نعت کیا ہے؟ سب حسینوں سے حسیں کا تذکرہ

دل کے بنجر کھیت میں کرنیں اگا دیتی ہے نعت
نقش باطل کے جبینوں سے مٹا دیتی ہے نعت

نعت کیا ہے؟ وادیٔ شعر و سخن کا افتخار
نعت کیا ہے؟ خوشبوؤں کا صحنِ گلشن میں فشار
نعت کیا ہے؟ رات کے پچھلے پہر کا انکسار
نعت کیا ہے؟ اک عطائے رحمتِ پروردگار

دل کی ہر دھڑکن کے لب پہ مصطفیٰ تو نعت ہو
حکم دے میرے قلم کو جب خدا تو نعت ہو



حسن کامل کی توصیف

محمد فیروز شاہ (میانوالی)

[illegible]

نعت

غلام مصطفےٰ قمر (حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ)

نعت نبیؐ ہے عشق رسالت کا انتساب
نعت نبیؐ حریم محبت میں باریاب

نعت نبیؐ امیں ہے حب رسول کی
نعت نبیؐ ہے ذوق مرصع کا انتخاب

نعت نبیؐ ہے سایہ دامان عافیت
نعت نبیؐ ہے دافع ہر رنج و اضطراب

نعت نبیؐ ہے رفعت فہم و شعور ہے
نعت نبیؐ ہے روئے عقیدت کی آب و تاب

نعت نبیؐ سے حسن عرفاں کی روشنی
نعت نبیؐ سے جس کے اٹھتے ہیں سب حجاب

نعت نبیؐ سے وادی افکار پھول پھول
نعت نبیؐ سے سوچ میں آتا ہے انقلاب

نعت نبیؐ ہے شیوہ خلاق کائنات
نعت نبیؐ ہے سنت حسانؓ و بو ترابؓ

نعت نبیؐ خراج عقیدت ہے آپ کا
ان کو کہ جن سے روح دو عالم ہے فیض یاب

نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خالد حلیم (لاہور)

نعت رسولؐ کریمؐ وجہ سکون و سرور
نعت رسولؐ کریم کیف شراب طہور

نعت رسولؐ کریم آب زلال حیات
نعت رسولؐ کریم موج دریائے نور

نعت رسولؐ کریم راحت قلب و نظر
نعت رسولؐ کریم سوز و گداز و سرور

نعت رسولؐ کریم فکر و نظر کا نکھار
نعت رسولؐ کریم عقل و خرد کا ظہور

نعت رسولؐ کریم گنج خلوص و یقیں
نعت رسولؐ کریم فقر و غنا کا وفور

نعت رسولؐ کریم زمزمۂ جاں فروز
نعت رسولؐ کریم نغمگی صبح طور

نعت رسولؐ کریم ورد لب جبرئیل
نعت رسولؐ کریم لطف خدائے غفور

نعت رسولؐ کریم حسن بقائے دوام
نعت رسولؐ کریم سلطنت بے ثغور

نعت رسولؐ کریم سلسلہ صبح و شام
نعت رسولؐ کریم کار سنین و شہور

نعت رسولؐ کریم میری متاع حیات
نعت رسولؐ کریم دولت فہم و شعور

نعت مری آرزو نعت مری جستجو
نعت مری زندگی نعت مری آبرو

نعت: فکر و فن

صنفِ نعت

مجید امجد

شعر اپنے مفہوم کے لحاظ سے ایک فکری کاوش ہے۔ ایک تجسس کا دائرہ ہے جس کا مرکز شاعر کے جذبے کا صدق ہے۔ [illegible] ہے۔ جذبہ ہی اس محیط کی وسعت کو متعین کرتا ہے اور یوں یہ عمل ایک [illegible] حقیقت کی [illegible] میں [illegible] اس حقیقت کے رشتے [illegible] و مستقبل سے [illegible] نادیدہ و پراسرار اثرات سے پیدا ہوتے ہیں' اس لئے فی حقیقت ایک نئی دنیا ہے [illegible] میں ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس کا علیحدہ وجود اور اپنی علیحدہ زندگی ہے۔ یہی [illegible] اور خوبیوں کا مقصد [illegible] ہو تو الفاظ و حروف کی ساری عمارتیں [illegible] ہیں۔

شعر کی ایک صنف نعت ہے۔ نعت سب سے پہلے خالق اکبر نے کہی۔ قرآن کریم' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات کے متعلق اور حضور کی ذات اقدس اور اسوہ حسنہ کے متعلق بیان خداوندی کا ایک سلسلہ ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس ساری کائنات کی تخلیق کا مقصد ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور پرنور ہے۔ اس دنیا میں اگر کوئی چیز [illegible] کوئی چیز اصل حیات اور غایت مقصود ہے۔ تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہیں۔ یوں کائنات تمام کی تمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے مقام بلند اور رتبہ عالی کی شاہد ہے۔ جو کچھ ہے انہیں کے لئے ہے' انہیں کے اس نصب العین کے لئے ہے جو [illegible] نصب العین نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتی۔ یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] تہذیب میں پیدا ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تشریف آوری کے انداز میں کون و مکاں سے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مداحی کا ایک اسلوب ہیں۔ تمام عالم [illegible] تمام مقصود و مور' حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ثنا کا ایک پیرایہ ہیں۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو صنف نعت ایک نہایت ارفع اور نہایت دقیع صنف ہے۔ شعر اور اس کے اوزان میں جکڑے ہوئے الفاظ کا سلسلہ اپنی تمام اثر اندازیوں کے باوجود' توصیف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کے مقام پر آکر عاجز ہو جاتا ہے۔ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جب تک حقیقت رسالت کی عظمت کا ادراک کامل حاصل نہ ہو۔ لکھنے والے کا بھٹک جانا ایک یقینی امر ہے اور سب سے بڑھ کر ضروری شرط یہ بھی ہے کہ نعت نویس عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات صادق سے بہرہ مند ہو اور یہ جذبہ اس کے اعمال و تصورات پر حاوی ہو۔ یہ عشق رسول کا جذبہ روح نعت ہے اور مقام ممدوح (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سچا ادراک روح نعت ہے۔ دونوں صفات ایک ہی جلوے کا پرتو ہیں اور یہ صفات جب آئینہ شعر میں منعکس ہوں گی تو نعت اس رتبے کو پہنچ سکے گی۔ جو اس کا مقصود ہے لیکن عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ مروجہ نعتیں اس معیار پر پورا نہیں اترتیں۔ یہاں یہ بات مناسب معلوم نہیں ہوتی کہ بعض جلیل القدر شعراء کا نام لیکر ان کی ان نعتوں کا ذکر کیا جائے جن کے بیشتر حصے اس نازک اور مشکل مقام پر آکر مطلب مقصودہ کی سطح تک نہیں پہنچ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ذرا سی لغزش' نعت کو حدود کفر میں داخل کر سکتی ہے۔ ذرا سی

کوتاہی مدح کو قدح میں بدل سکتی ہے۔ ذرا سا غلو مذمت کے زمرے میں آسکتا ہے۔ ذرا سا عجز یوں اہانت کا باعث بن سکتا ہے۔ فن شعر کے لحاظ سے اس کام کے لئے کمال سخن وری اور نفس مضمون کے لحاظ سے اس کے لئے کمال آگہی درکار ہے اور پھر ان دونوں چیزوں کو جلا جس چیز سے ملتی ہے وہ عشق کا سرمدی جذبہ ہے جو اس کو حیات سے بھر دیتا ہے اور معانی اور وسعتیں سمو دیتا ہے۔ یوں نعت ایک مقدس آزمائش ہے۔ یہ عقیدت کی رو سے تو ایمان کی آزمائش اور عظمت غایات کی جستجو کے ضمن میں قوت ادراک کا امتحان۔ یہی نعت [illegible] اسلوب کی معراج ہے۔ اس کا ہر سانس دیدار حبیب کی منزل ہے۔ وہ فرشتوں کا ہم زبان ہے [illegible] کا ممنون ہے۔ اس کی زبان پر اس (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدح ہے جس کی مدح خود ذات باری نے کی ہے [illegible] متعین کی ہیں۔ وہ قدم قدم پر نص قرآنی کا پابند ہے۔ اس کا ہر لفظ زنجیری عقیدہ [illegible] احتیاط کی قدغن یہ کہ کہی کہ بات قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق ہو اور احترام کا تقاضا یہ [illegible] تک زمان و مکاں کے رموز جس طرح کہ وہ کلام الٰہی میں منکشف [illegible] ہوں اس کا بیان اور اظہار کا تمام و کمال ذمہ ہے۔ نعت ان ذی فضیلت لوگوں کا منصب ہے جن کی عمر عزیز معانی قرآن [illegible] اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانے میں صرف ہوئی ہو اور جو اس روحانی سفر کے دوران پیش آنے والے مقامات کو شعری اظہار کی منزلوں تک پہنچا سکیں۔



نعت کیا ہے؟

سید ریاض حسین شاہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت سرمایہ اہل ایمان ہے اور محبت میں اظہار عقیدت' یاد محبوب' بیان حسن' مبالغہ وصف' مدحت حق' تحسین بیت اور تدکار حبیہ فطری امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں جتنی وسعت ہے اس سے کہیں بڑھ کر ان کے چاہنے والوں کی کثرت ہے اور آپؐ کے چاہنے والے جس قدر سطح موجود پر پھیلے ہوئے ہیں' اس سے بھی بہت بڑھ کر کائنات میں ان کی عقیدت و تعلق' رابطہ و عشق موجود ہے' جبکہ ان سب سے کہیں زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و حقیقت کی تعریف کی ضرورت ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و نعت اپنی جگہ عظمت مآب ہے لیکن یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کے بغیر انسانیت کی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں اور شاید محبت اور اظہار محبت کی انہی معنوی حقیقتوں کی نشان دہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں فرمائی:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین

"تم میں سے کسی ایک کا بھی ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے ماں باپ' اپنی اولاد
اور سب سے بڑھ کر مجھ سے محبت کرنے والا نہ ہو۔"

عربی زبان میں بیان حسن' اظہار عقیدت' اعتراف حق وغیرہ کے لئے جو الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں وہ عموماً "تعریف' مدح' ثنا' تحمید' توصیف' شعر اور نعت ہیں اور ان میں سے ہر ایک معنوی اعتبار سے ایک دوسرے کا مترادف بھی استعمال ہوتا ہے اور صنعت کے اعتبار سے متضاد بھی برتا جاتا ہے۔ بذات خود حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یہ تمام الفاظ مختلف مقامات پر استعمال کئے گئے ہیں لیکن کثرت کے ساتھ جو اصطلاح مدح پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام میں استعمال ہوئی ہے' وہ نعت ہے۔۔۔ عربی ادب میں اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدحیہ شہ پاروں کے لئے مدیح و نشید ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں لیکن "نعت" سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نثری یا شعری تعریف لی گئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں یہ صحابہ ہی سے مروی ہے کہ: **یقول ناعتہ' لم ار قبلہ و لا بعدہ**

نعت کیا ہے؟ اور اس کے لغوی معنی کیا ہے؟ اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس خود کن کن معنوں میں استعمال کیا ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب حاصل کرنے کے بعد کسی حد تک نعت گوئی اور نعت فہمی کی ذمہ داری پوری کی جا سکتی ہے۔

"تاج العروس" میں علامہ سید زبیدی حنفی لکھتے ہیں کہ "نعت" کا مادہ ن ع ت اور ت ہے۔ یہ لفظ جب باب "فتح یفتح" سے آئے تو اس کا معنی وصف ہوتا ہے اور باب "کرم یکرم" سے آئے تو اس کا مطلب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا ہوتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ نعت کا تعلق بنیادی طور پر بیان حسن سے ہوتا ہے اور اس لحاظ سے "وصف" اور نعت میں فرق یہ ہوتا ہے کہ وصف میں "حسن و قبح" دونوں بیان کیے جا سکتے ہیں جبکہ نعت صرف اور صرف "حسن" ہی کے بیان کے لئے آتی ہے۔ "ثعلب" نے نعت اور وصف میں یہ فرق بھی لکھا ہے کہ نعت صرف ذی جسم کی ہو سکتی ہے اور توصیف کے لئے جسمانیت ضروری نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ "اللہ یوصف ولا ینعت" (اللہ کی توصیف ہوتی ہے لیکن نعت نہیں۔)

اس لئے کہ نعت میں محسنات ضروری ہوتے ہیں۔ الطبری نے "نعت" کا معنی "العتیق السابق" بھی لکھا ہے۔ اس لحاظ سے نعت صرف اس ذات کی ہو سکے گی۔ جو اللہ کی ذات کے بعد سب سے زیادہ قدیم اور اوصاف و کمالات میں سب سے آگے ہو اور ظاہر ہے کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں "لسان العرب" میں ابن منظور نے "نعت" کا معنی کسی ذات کا اپنی جنس کی دیگر انواع سے افضل ہونا لکھا ہے۔ "صحاح" میں جوہری نے لکھا کہ نعت جس وقت باب "کرم یکرم" سے آئے تو معنی اس کا چہرے کا حسین ہونا ہوتا ہے اسی سے "نعیت" اسم علم بھی استعمال ہوتا ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود لفظ "نعت" کو خواص بتانے کے معنوں میں استعمال فرمایا حدیث کے الفاظ یہ ہیں: **نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذات الحسب و رسا و قسطا وزینا بلد بہ حلیہ** اور اوصاف بیان کرنے کے معنوں میں جامع ترمذی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر نے روایت نقل کی جس میں لفظ نعت استعمال کیا گیا ہے۔ خلاصہ روایت یہ ہے کہ راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے ماں باپ کا حال و حلیہ ہم سے بیان کیا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "**نعت لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابویہ**" ----- وصف بیان کرنے کے لئے لفظ نعت کا استعمال سنن نسائی کی ایک حدیث میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشہر ھکذا و ھکذا وصفق محمد بن عبید بیدیہ ینعتھا ثلاثا** مسند امام احمد بن حنبلؒ میں یہ لفظ تقریباً" پندرہ مقامات پر استعمال ہوا ہے اور نعت کے قریباً" سارے ہی معنوی مترادفات اور متضادات دیئے گئے ہیں۔ البتہ ایک آدھ روایت ایسی بھی نقل کی گئی ہے جس میں بیان حسن کے ساتھ ساتھ بیان قبح کا مفہوم بھی لفظ نعت کے اندر سمویا معلوم ہوتا ہے۔ مسند امامؒ کے الفاظ **فجاءت علی النعت المکروہ**" ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات اور حال حلیہ کے لئے لفظ نعت غالباً" سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے استعمال فرمایا اور اسے امام ترمذیؒ نے شمائل میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا: "**ویقول ناعتہٗ لم ارقبلہ والا بعدہ مثلہ**" اسی طرح سنن دارمیؒ نے "**کیف تجد نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ**" لکھ کر لفظ نعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ خاص قرار دیا۔ سنن ابی داؤد ابواب الدیات اور الصحیح البخاری میں ابواب انبیاء میں علی الترتیب "**انہ لیس بالنعت اور لفت عیسیٰ موسیٰ لنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم** میں لفظ نعت بیان احوال اور حلیہ وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوا۔ اسی طرح یہ لفظ امام مسلمؒ نے اپنی جامع (باب الایمان) میں نعت الیہ رجل "سمو" کی صورت میں نقل کیا۔ بعض صوفیاء کے اقوال سے مترشح ہوتا ہے کہ نعت کا معنی شان بھی آتا ہے۔ طبرانی کی ایک روایت میں نعت کا معنی سفارش کرنا بھی لایا گیا ہے۔ عربی کی طرح فارسی زبان میں نعت کا لفظ اپنے عمومی مفہوم وصف بیانی اور خصوصی معنوں یعنی ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اردو میں اگرچہ وصف گوئی وغیرہ ہوتا ہے لیکن اب یہ لفظ صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کے تذکرے کے ساتھ خاص ہو گیا ہے۔

لغت اور آثار و روایات کی مدد سے نعت کے جو مفاہیم و مطالب حاصل ہوئے ان کی ترتیب یہ ہے:

(ا) اوصاف بیان کرنا　　(ب) احوال بیان کرنا　　(ج) حلیہ واضح کرنا

(د) تعریف میں مبالغہ کرنا　　(ہ) سفارش کرنا　　(و) نقل کرنا یا نقل اتارنا

[illegible]

(و) [illegible] میں مختلف [illegible] (ا) کی شکل [illegible]

(ل) دوڑ میں آگے بڑھ جانا [illegible]

(م) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تحمید بجا لانا

نعت کے مذکورہ مصدر لغوی معنی و مفہوم کی روشنی میں اصطلاح نعت کا موضوع آسانی سے متعین کیا جا سکتا ہے۔ نعت کا [illegible] حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مسعود ہے۔ اس اعتبار سے آپ کی ذات سے متعلق [illegible] صفات تمام آپ سے وابستہ ہے [illegible] تمام، آپ کی زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جو نعت کا موضوع نہ بن سکتا ہو۔ اخلاق، سیرت، معجزات، [illegible] خصائص، عادات، [illegible]، معاملات، معمولات، عادات، تعلیمات، سب کچھ نعت کا دامن پھیلا ہوا ہے۔ نعت کا تعلق چونکہ [illegible] شاعری [illegible] سے ہے، اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نعتیہ ورثہ بھی از حد بسیط ہے۔ حضرت [illegible] حدیث دانی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی فقہی معرکہ آرائیاں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی [illegible]، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متین فیصلے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علمی تبحر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ [illegible]، حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ کی سیاسی سوجھ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری، حضرت [illegible] کا [illegible] ملکیں، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی پرشوق شاعری، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] ہیں، دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہی کی صورتیں ہیں [illegible] رسول [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے لمحہ لمحہ کو انہوں نے شعر و ادب میں [illegible] ان کا وہ ورثہ ہے جو قوموں کے عروج کا سبب بنا اور بہ طور پر انسانیت نے اس سے جلا پائی اور قیامت تک یہ سلسلہ انسانیت کی تقدیر بدلتا رہے گا۔

[illegible] ایک اہم [illegible] شریعت مطہرہ کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ احکام شریعت کی روشنی میں اس موضوع [illegible] ہے۔ ایک تو [illegible] کے ساتھ [illegible] کے تعلق کی بحث ہے اور دوسرا جذبہ ایثار و اطاعت اور عمل سے [illegible] اس کا تعلق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا، آپ کا ذکر کرنا، آپ پر درود و سلام پڑھنا، [illegible] آپ کے [illegible] اپنانا، آپ کی سیرت [illegible]، آپ کی دعوت [illegible] و سننا، آپ کے ایک ایک عمل [illegible] والی نسلوں کی طرف منتقل کرنا تقاضائے شریعت ہے، اور یہ سب [illegible] نعت [illegible]۔ نعت سننا، نعت پسند کرنا شریعت مطہرہ کا اولین مقصد ہے اور قرآن مجید نعت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نقش ہے۔ [illegible] میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، بلند [illegible] شریعت [illegible] ہے۔ البتہ شعری نعت کے میدان میں محبتوں، عقیدتوں اور کیفیتوں [illegible] کے نتیجے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب خوب تعریف کی کوشش کی [illegible] جمال، رنگ و ادا، دعوت و تعلیم، صدق و امانت، تہذیب و صفات، سیاست و [illegible] سراپا، امانت و دیانت، جود و سخا، فضل و عنایت اور علم و حلم

کو تاریخی ضرورتوں کے تحت دامن نعت میں سمونے کی بھرپور کوشش نہیں۔ ضرورت جوں کی توں موجود ہے کہ "شاہنامہ اسلام" کی طرز پر نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گراں بہا دولت شعر و ادب کے دامن میں محفوظ کی جائے۔

نعت کا دوسرا تعلق جذبہ ایثار و عمل سے ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ اقدس، آپ کے عادات و خصائل، آپ کی سنت و ادا کو رب کریم نے انسانیت کے لئے واجب الاطاعت قرار دیا گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مسعود کے مختلف پہلو جس وقت کلام میں آئیں تو یہ قولی نعت کی صورت بنتی ہے اور جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑنے والے آپ کی سنتوں کو عمل میں محفوظ کریں تو یہ عملی نعت کی صورت بنتی ہے اور باشعور انسانوں کی یہ اشد ذمہ داری ہے کہ وہ نعت کی اس قسم کی طرف بھی توجہ دیں اس لئے کہ ان کی اصل ذمہ داری یہی ہے۔ جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کا تعلق ہے تو وہ کوشش کی جا سکتی ہے، نعت گوئی کا حق ادا نہیں ہو سکتا اور بخشش یہ کوشش بھی پروانہ نجات ملنے کے مترادف ہے۔ بقول غالب ہر نعت گو کو یہ کہنا ہی پڑتا ہے:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم   کاں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

نعت اور تاریخ کے اعتبار سے نعت کا مفہوم اگرچہ بڑا بے کراں ہے تاہم عربی، فارسی، ہندی، اردو، پنجابی، پشتو اور کئی بے شمار زبانوں کے ادب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا جو موزوں صورت میں ہو، نعت کہلاتی ہے اور اہل فن کے نزدیک اس نوعیت کی نعت ایک مشکل صنف ہے۔

مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلویؒ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

> "حقیقتاً نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر شاعر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اک جانب اصلاً کوئی حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔"

اہل ادب کے نزدیک نعت کا مفہوم چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو اور اس کے لئے بحروں کے چناؤ میں کوئی بھی طریقہ استعمال کیا جائے۔۔۔ اصل ذوق، اہل محبت اور اہل عشق کے دل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پھر آپ کی محبت میں رونا رلانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ستائش کرنا، آپ کی زیارت کے لئے بے تاب ہونا، اس کی تاروں پر زبان کی ہم آہنگی کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھنا، آپ کے تصور پر تن من دھن وارنا، آپ کے ادب میں حفظ قول و عمل بجا لانا سب نعت ہے اور اس وجہ سے ہر مسلمان نعت گو ہے، نعت پسند ہے، نعت خواں ہے اور نعت گر ہے۔ کتاب و سنت کا تقاضا یہی ہے کہ ہر کام انسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں ڈھل جائے

نعت کا فن

ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی' جمشید پور

اردو شاعری میں نعت کا موضوع اپنے اندر بڑی دلکشی اور دلبری رکھتا ہے' اس حدیث دلبری میں عشق و محبت کی ایسی وارفتگی اور سرمستی کا عنصر ملتا ہے جس کی نظیر کسی دوسری صنف شاعری میں نہیں پائی جاتی۔ "حدیث دلبر" ہر حال میں دلکش اور دلنشین ہوتی ہے، اس سے لذت' مسرت اور بصیرت سبھی کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ نعت کا موضوع ایک ایسی ذات گرامی سے متعلق ہے' جس کی عظمت لامحدود اور جس کی وسعت بے پایاں ہے۔ آپؐ کی ذات اقدس' جو رحمت عالم بن کر تشریف لائی اور پوری انسانیت کے لئے رحمت بن کر برسی' جس سے اس پوری انسانیت کی کھیتی سرسبز و شاداب ہوئی۔ نعت گوئی' عشق رسول اور شوق مدینہ ہمیشہ سے مسلمان شعراء کا محبوب موضوع رہا ہے۔ تاریخی حیثیت سے اردو میں نعت گوئی کی روایت نئی نہیں ہے بلکہ یہ روایت اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود اردو شاعری۔ فارسی شاعری کے بعد سب سے بہتر اور موثر نعتیں اردو ہی میں کہی گئی ہیں۔ عشق رسول' شوق مدینہ اور سرزمین حجاز سے گہری وابستگی اسلامیان ہند کے مزاج اور عناصر ترکیبی میں شامل ہے۔ سرکار دو عالم کی ذات گرامی سے قلبی تعلق اور والہانہ محبت کا اظہار یوں تو اردو کے تقریباً تمام نعت گو شعراء نے کیا ہے' لیکن ترجمان حقیقت عاشق رسول محمد اقبال کا یہ شعر جو اپنے اندر عشق و محبت کی ایک دنیا سمیٹے ہوئے ہے' وہاں ہمیشہ سے ہندی مسلمانوں کے دل کی آواز بنی رہی ہے۔

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است　　　اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

اردو شاعری میں نعت کا فن ایک مستقل صنف سخن کی حیثیت سے معلوم و معروف نہیں رہا ہے' اس لئے کہ نعت کی اپنی کوئی ہیئت نہیں ہے' بلکہ مختلف ہیئتوں میں اس کے موضوع کو برتا گیا ہے اور اپنی بعض فکری و فنی خصوصیات کے باعث اس کی حیثیت ایک مستقل صنف سخن کی ہوگئی ہے۔ ہر دور اور ہر زبان میں جہاں جہاں اپنی برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ پہنچے وہاں کے اہل دل شعراء نے اپنی بہترین شاعرانہ صلاحیتیں اس عظیم ترین موضوع اور اس محمود ممدوح ذات کی مدح و توصیف میں صرف کی ہیں' اس طرح شاعری کی مختلف ہیئتوں مثلاً "قصیدہ' مثنوی' غزل' رباعی' قطعہ' مسدس' مخمس وغیرہ میں سے کسی بھی ہیئت میں نعت کہی جاسکتی ہے' ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے موضوع سے انحراف' تجاوز نہیں کیا جاسکتا۔ نعت کا موضوع بظاہر تنگ اور محدود معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی حدیں حضور اکرمؐ کی زندگی اور سیرت و شخصیت سے آگے نہیں بڑھ سکتیں' لیکن غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا موضوع حقیقتاً" ایک انتہائی عظیم اور وسیع موضوع ہے' عظیم اس لئے کہ اس کا تعلق دنیا کی عظیم ترین شخصیت اور محسن انسانیت سے ہے اور جہاں تک وسعت کا تعلق ہے تو اس میں آنحضرتؐ کی پاکیزہ زندگی اور سیرت مبارکہ کے توسط سے انسانی زندگی کے سارے تہذیبی و ثقافتی پہلو اور سیاسی و معاشرتی مسائل و معاملات آجاتے ہیں۔

نعت عربی زبان کا لفظ ہے' عربی میں یہ لفظ صفت کے مترادف ہے۔ ایک نحوی اصطلاح ہے' اس کے لغوی معنی تعریف و توصیف بیان کرنے کے ہیں۔ عربی میں اس مقصد کے لئے مدح کا لفظ مستعمل ہے' اور اس نوع کی شاعری کو المدائح النبویہ

کہتے ہیں۔ لیکن ادبیات و شعریات میں نعت کا لفظ ایک مخصوص معنی رکھتا ہے، یعنی اس سے آنحضرتؐ کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے۔ اسی طرح اردو و فارسی میں اس کو نعت کہا جانے لگا۔ نعت کے لفظی معنی چونکہ صفت اور وصف کے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ صفت تو دراصل انہیں کی صفت ہے، جس کے اندر کائنات کے تمام اوصاف حسن و تمام اپنے پورے کمال کے ساتھ موجود ہیں۔ جیسے حدیث کا ترجمہ بات یا گفتگو ہے، مگر اصطلاح میں انہیں کی بات کو حدیث کہتے ہیں جن کی بات میں کائنات کی تمام سچائیاں جمع ہیں۔

عربی زبان میں نعت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ بقول ڈاکٹر ریاض مجید:

"عربی نعت نگاروں کے قدیم نعت کے مطالعہ سے لفظ نعت کے مفہوم کے بارے میں جو نمایاں تاثرات ابھرتے ہیں، وہ اسے اپنے قبیل کے دوسرے الفاظ مثلاً وصف، تعریف، ثنا، حمد اور منقبت وغیرہ سے منفرد اور ممتاز کرتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ ایک تو یہ لفظ خاص طور پر تعریف میں یعنی اوصاف حسنہ یا وصف محمود کے لیے مستعمل ہوتا ہے، یعنی اس شخص کے لیے جو پیدائشی طور پر خوبصورت ہو، عمدہ خصلتوں اور اچھے اخلاق والا ہو، چوتھے یہ کہ یہ لفظ اوصاف کے درجے کے مفہوم میں آتا ہے۔"

اسی طرح فارسی لغت میں نعت کا لفظ مطلق وصف اور ثنائے رسولؐ دونوں معنوں میں آتا ہے۔ غیاث اللغات کے مصنف نے لکھا ہے کہ: "اگرچہ لفظ نعت بمعنی مطلق وصف است، لیکن اکثر استعمال این بمعنی مطلق ستائش و ثنائے رسول آمدہ است۔"

اردو لغت میں اگرچہ عربی و فارسی لغت کی پیروی میں نعت کا لفظ مطلق وصف اور ثنائے رسول دونوں معانی میں آیا ہے مگر جیسا کہ نور اللغات کے مرتب نے لکھا ہے کہ "یہ لفظ بمعنی مطلق وصف ہے لیکن اس کا استعمال آنحضرتؐ کی ستائش و ثنا کے لیے مخصوص ہے۔" اردو زبان و ادب میں مطلق وصف کے معنی میں اس کا استعمال قریب قریب ناپید ہے، شعر و ادب میں لفظ نعت کا وصف رسول کے علاوہ استعمال دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کی بڑی وجہ غالباً یہ ہے کہ عربی سے فارسی اور پھر فارسی سے اردو شعر و ادب کے آنے تک یہ لفظ وصف مطلق کی عمومیت سے نکل کر آنحضرتؐ کی تعریف و مدح کے لئے مخصوص ہو چکا تھا۔ یعنی اردو لغت، زبان اور شعر و ادب میں اس کے معنی سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف ہی کے مفہوم سے منسوب و مختص ہے۔

نعت کے لغوی مفہوم کے اس تعین کے بعد اصطلاحی طور پر اس کا مفہوم صرف آنحضرتؐ کی مدح مراد لی جاتی ہے اور بقول ڈاکٹر یونس حسنی "یہ تمام نظمیں، جن میں رسول خدا سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا جائے یا اس کے محاسن بیان کئے جائیں نعت کی تعریف میں آتی ہیں۔" نعت کے اصطلاحی مفہوم کے سلسلہ میں ممتاز حسن نے نعتیہ شاعری اور نعت کے موضوع و فن پر گفتگو کرتے ہوئے اس کی بڑی بلیغ اور جامع تعریف کی ہے، وہ کہتے ہیں:

"میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور نبی کریم کی ذات گرامی کے قریب لائے۔ جس میں حضورؐ کی مدح ہو یا حضورؐ سے خطاب کیا جائے۔ صحیح معنوں میں نعت وہ ہے جس میں محض پیکر نبوت کے صوری محاسن سے لگاؤ کی بجائے، مقصد نبوی سے دل بستگی پائی جائے، جس میں خطاب

[illegible] وہ مدح یا خطاب باالواسطہ یا بلاواسطہ اور وہ شعر نظم ہو یا
[illegible] مسدس اسبعت کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں
[illegible] قدر و قیمت کا دارومدار اس کے نفس مضمون پر ہے۔ اگر اس کا مقصد
[illegible] کو واضح کرنا اور آقائے دوجہاں کی بعثت کی جو اہمیت نوع انسانی اور جملہ
[illegible] اسے نمایاں کرنا ہو تو وہ صحیح طور پر نعت کہلانے کا مستحق ہے۔"

[illegible] کہ نعت کے معیار کی تعیین [illegible] اخلاقی، مذہبی اور اسلامی
[illegible] ی حد فاصل ہے اس کی بھی وضاحت کر دی ہے۔

[illegible] روشنی میں [illegible] لفظ شاعری کی کسی ہیئت کی طرف نہیں [illegible] صرف موضوع کی
[illegible] غزل، قصیدہ، مثنوی، مسدس، قطعات و رباعیات [illegible] میں اس کے
[illegible] میں اندازہ [illegible] ہے کہ چودہ سو برسوں میں عربی و فارسی کے علاوہ اردو شاعری
[illegible] ضرورت ہے اس فن پر باضابطہ کام کرے اور اس کی فکری و
[illegible] شاعری کے اس [illegible] میں نعتوں کو تلاش کرتے ہیں تو اردو میں نعتیہ کلام کا
[illegible] عصر حاضر کے جدید شعراء تک بکھرے پڑے ہیں۔ جن میں فکر کی تجلیاں
[illegible] جدید شاعری کا [illegible] ہوتا ہے اور جو بلند پایہ شاعری کے زمرے میں آتا
[illegible]

[illegible] زندگی کا [illegible] وسیع موضوع ہے۔ جس طرح کائنات کا سب سے
[illegible] شاعری کا [illegible] نظیر تصور ہی سے چھوٹا ہے [illegible] طرح "بعد از خدا
[illegible] کی مدح و توصیف کا موضوع بھی ہے۔ بس جس شاعری کا
[illegible] سے چھوٹ [illegible] اس شاعری کی عظمت و بلندی سے کون انکار کر سکتا
[illegible] کے ساتھ نہ صرف یہ کہ سرزمین عرب پر چھا گئے بلکہ وہاں
[illegible] گئے وہاں کی تہذیب و تمدن اور ادب و شاعری پر اپنے فکر و
[illegible] عقیدہ توحید، رسالت محمدیؐ اور آخرت تھا۔ توحید اور آخرت کا یہ
[illegible] اس عقیدہ نے ان کی زندگیوں میں انقلاب پیدا
[illegible] محبت و شیفتگی بھی پیدا ہو گیا تھا اور اتباع رسول نے حب رسول
[illegible] عقیدہ کا ہر تصور بے معنی بن کر رہ گیا تھا [illegible] حقیقت کی
[illegible]

[illegible] برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

[illegible] محبت نے ملت مسلمہ کی زندگی کے ہر شعبہ کو متاثر کیا اور خاص طور پر ان کے فنون

لطیفہ اور شعر و ادب پر گہرا اثر ڈالا، اس اثر کے نتیجے میں نعت کا فن جس کا اصل مقصود آنحضرتؐ سے اظہار محبت کرنا اور آپ کی روشن زندگی سے فیضان حاصل کرنا تھا، ان کے شعر و ادب کا مرکزی مضمون اور محور بن گیا۔ چنانچہ عربی و فارسی اور اردو کے علاوہ دنیا کی دوسری زبانوں کا بھی شاید کوئی مسلمان شاعر ہو، جس نے نعت کی شکل میں حضور اکرمؐ سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار اور انسانی زندگی پر ان کے احسانات کا اعتراف و اقرار نہ کیا ہو۔

نعت کی اس اہمیت اور فنی قدر و قیمت کے باوجود ہمارے ناقدین نے اس صنف پر خاطر خواہ توجہ نہ کی، شاید اس وجہ سے کہ یہ خالص اتفاقی، دینی اور موضوعاتی شاعری ہے، حالانکہ موضوعاتی شاعری ہونا اس کی فنی قدر و قیمت کو گھٹاتا نہیں ہے۔ دنیا کے عظیم شعری کارناموں پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ان میں سے بیشتر کا تعلق غیر موضوعاتی شاعری سے نہیں بلکہ خاص موضوعاتی شاعری سے ہے۔ کالی داس کے ڈرامے، فردوسی کا شاہنامہ، ملٹن کی فردوس گمشدہ، دانتے کی ڈیوائن کامیڈی اور اقبال کا جاوید نامہ جن کی فنی قدر و قیمت سے کوئی صاحب علم و ادب انکار نہیں کر سکتا۔ سب کی سب موضوعاتی شاعری اور کسی نہ کسی مذہبی تناظر کے ذیل میں آتی ہیں اور ساتھ ہی اقبال کے ارمغان حجاز کو بھی اس میں شامل کر لیجئے جس کی ہیئت میں "حضور رسالت" کے عنوان سے نعت بڑی شاہکار ہے، ذوق و شوق میں یہ ایک ایسا پیکر محبت بن گیا ہے، جس میں عشق کی سوزش، اس کی سرخوشی و سرمستی، آہ و نالہ، سوز و ساز اور درد و داغ سب کچھ نہاں ہے اور اس میں فنی روایت کی وہ ساری خوبیاں اور خصوصیت موجود ہیں، جو کسی تخلیق کو اعلیٰ معیار و وقار بخشتی ہیں۔ کیا ان شاہکار اعلیٰ شعری کارناموں کو ان کے موضوعاتی ہونے کے باعث کوئی ناقد ان کو کم مرتبہ و کم معیار کہنے کی جرأت و جسارت کر سکتا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر اس نوع کے دوسرے شعری کارناموں کو بے وقعت خیال کرنا اور ادبی شعری دنیا میں وہ مقام و مرتبہ نہ دینا جس کی وہ مستحق ہیں، انصاف کا خون کرنا ہے۔ اردو میں انیس کے مرثیے ہوں یا حالی کی مسدس، شبلی کی تاریخی نظمیں ہوں یا امیر مینائی اور محسن کاکوروی کے نعتیہ قصیدے، حفیظ کا شاہنامہ ہو یا تاجوری کی ظہور قدسی ہو یا اور جدید شاعر عبدالعزیز خالد کی فارقلیط۔ ان میں سے کسی کو بھی موضوعاتی شاعری ہونے کے باعث نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان سب موضوعات سے گہری وابستگی کے باوجود شاعرانہ انداز اور فنکارانہ عناصر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ شاعری کے لئے موضوعات کی کمی نہیں ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ شعر میں ڈھلنے کے لئے بے تاب نظر آتا ہے۔ ضرورت ہے ایسے فنکار کی جس نے موضوع کو جذبہ بنا دیا ہو، پھر وہ جذبہ شعر کے قالب میں ڈھل کر اور کسی فنی اسلوب و ہیئت میں منتقل ہو کر ایک شعری کارنامہ بن گیا ہے۔

موضوع جتنا عظیم و وقیع ہوگا اس سے اتنی ہی عظیم شاعری کے سوتے پھوٹیں گے، بشرطیکہ شاعر و فنکار نے اسے اپنے جذبے کی بھٹی میں پگھلا کر شعر کے پیکر میں ڈھالا ہو، موضوع کی اہمیت کے ساتھ موضوع کو برتنے کا سلیقہ ہونا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں جو چیز سب سے زیادہ لائق توجہ ہے وہ فنکارانہ جذبہ صادق ہے۔ یہ جذبہ صادق ہی ہے، جو اپنے موضوع سے گہرا لگاؤ پیدا کرتا ہے اور پھر وہ شعر کہنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اسی جذبہ اور لگاؤ کو غالب نے "دل گداختہ" سے تعبیر کیا ہے اور اقبال کی زبان میں "نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر" اسی سے موضوع میں جان بھی آتی ہے اور فن کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

موضوعاتی شاعری کی [illegible] اور فنی عظمت کے باعث [illegible] جو ناقدین یہ خیال کرتے ہیں کہ ایسی شاعری جو کسی مذہب، [illegible] شخصیت [illegible] موضوع سے وابستہ ہو قبول عام حاصل نہیں کر سکتی۔ خام خیالی، کم نگہی اور بے خبری کے سوا کچھ اور نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ [illegible] اردو میں نعت کے موضوع کو جن شعراء نے بڑے سلیقے اور فنی مہارت سے برتا ہے [illegible] کے تاریخی ذخیرے میں سے بہترین اور معیاری نعتوں کا قابل قدر انتخاب پیش [illegible] موضوع سے وابستہ [illegible] کے ساتھ ساتھ محاسن لفظی و معنوی کے لحاظ سے بھی شاعری کے [illegible] معیار [illegible] ایک اعلیٰ درجہ اور مرتبہ کی شاعری کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

نعت اور اس کے آداب

مولانا محمد تقی عثمانی

"نعت" جتنی مقدس' پاکیزہ اور شیریں صنف سخن ہے' حقیقت یہ ہے کہ وہ اتنی ہی نازک بھی ہے۔ یہ محبوب مجازی کی تعریف والی غزل نہیں ہے۔ جس میں رہوار خیال کو بے لگام چھوڑ کر جو منہ میں آئے کہہ دیا جائے۔ یہ اس ذات گرامیؐ کا تذکرہ ہے جس کی عظمت و تقدس کے آگے فرشتوں کی گردنیں بھی خم ہیں' لہٰذا ایک طرف تو ایک بے مایہ انسان اس احساس سے مغلوب ہوتا ہے کہ:

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب   ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

دوسری طرف اس ذات اقدسؐ کی صفات و کمالات کا تصور انسان کی تنگ دامنی کا احساس دلاتا ہے' اور انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہتا کہ اظہار و بیان کے جتنے اسلوب انسان کے تصرف میں ہیں' ان میں سے کوئی بھی اس ذات گرامیؐ کی حقیقی تعریف و توصیف کے لئے کافی نہیں ہو سکتا' اس لئے اس اعتراف عجز کے بغیر چارہ نہیں کہ

غالب ثنائے خواجہؐ بہ یزداں گذاشتیم   کاں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

تیسرے جس ذات اقدسؐ کا ذکر مبارک نعت کا اصل موضوع ہے۔ اسی نے ہمیں ہمارے ہر قول و فعل کے کچھ آداب بتائے ہیں' ان تمام آداب کی کماحقہ' رعایت کے بغیر کوئی نعت نہ شریعت کے مطابق ہو سکتی ہے اور نہ یہ کوئی حقیقی محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبؐ کے ارشادات کی خلاف ورزی کر کے اس کی تعریف و توصیف کی جائے

مثلاً خود حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

(ترجمہ)   میری تعریف میں ایسا مبالغہ نہ کرو جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا۔

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ محبت کا دعویٰ کیا لیکن چونکہ یہ کھوکھلی محبت درحقیقت "طاعت" کے عنصر سے خالی تھی' اس لئے انہوں نے مبالغہ کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "خدا کا بیٹا" بنا دیا' اور "حب رسول" جو درحقیقت مدار نجات تھی' وہ اس بےجا مبالغے کے نتیجے میں شرک کا ذریعہ بن گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس خطرناک انجام سے پہلے ہی قدم پر آگاہ فرما دیا۔

لہٰذا نعت کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں کسی بھی مرحلے پر اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ان احکام کی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہئے۔ ہر وہ شعر جو "شرک" کی ادنیٰ سی بو لئے ہوئے ہو' جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خدائی صفات منسوب کی گئی ہوں' یا اس کا کوئی شبہ پیدا ہوتا ہو' وہ درحقیقت نعت نہیں' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (معاذ اللہ) بغاوت ہے۔ لہٰذا اس قسم کے اشعار (نقل کفر کفر نباشد) کہ:

اللہ کے قبضے میں وحدت کے سوا کیا ہے   جو کچھ ہمیں لینا ہے' لے لیں گے محمدؐ سے

نعت تو کیا ہوئے؟ حضور نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا کھلم کھلا انکار ہیں اور اس قسم

کے مشرکانہ عقیدت و تعظیم میں تبدیل کرنے کے باب میں گوارا کر لینا درحقیقت "نعت" جیسی پاکیزہ و مقدس صنف سخن کی توہین ہے جو کسی بھی صاحب ایمان کے لئے قابل برداشت نہیں ہونی چاہئے۔

یہ تصور کہ مشرکانہ عقیدت کو برداشت کرنے کا تو سوال ہی کیا ہے؟ "نعت" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی باتوں کو بھی برداشت نہیں فرمایا جن میں شرک کے ادنیٰ سا شائبہ پیدا ہونے کا ذرا بھی احتمال ہو۔

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ جس روز میری شادی ہوئی، اس سے اگلے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے۔ اس وقت گھر کی کچھ بچیاں ترنم سے کچھ اشعار پڑھ رہی تھیں ان میں ... پڑھتے پڑھتے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و منقبت ہوتے ہوتے بچیوں نے یہ مصرعہ پڑھا:

وفینا نبی یعلم ما فی غد اور ہمارے درمیان ایک ایسے نبی موجود ہیں جو کل کے حالات سے باخبر ہیں۔

یہ مصرعہ اگرچہ اس لحاظ سے درست تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ پیش آنے والی بہت سی باتوں کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تھا، لیکن یہ الفاظ عام تھے اور ان سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ آپ کی طرف وہ "علم غیب" منسوب کیا جا رہا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے۔ اس لئے آپ نے اس مصرعے کو بھی گوارا نہ کیا اور ان بچیوں کو منع کرتے ہوئے فرمایا:

(دعی هذه) اس (مصرع) کو نہ پڑھو، اور پہلے جو پڑھ رہی تھیں وہ پڑھو۔

اس واقعے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نعت میں کونسی باتیں ناپسند تھیں اور ایسی باتیں جن میں شرک کے معنی پیدا ہوں، اس طرح کی باتوں کو نعت میں جگہ دینا خود صاحب نعت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کس قدر ناپسند ہے؟

یہ بات کی تعلیمات کی وجہ سے شعرا اور نعت خوان حضرات ... احتیاط نہ رکھنے سے بڑے اچھے اچھے لوگوں کی نعت میں شدید قسم کی ... پیدا ہو گئی ہے۔ جناب امیر مینائی جیسے شاعر جو نعت ہی کی وجہ سے مشہور ہیں اور بجا طور پر مشہور ہیں، وہ بھی بعض اوقات یہ احتیاط ملحوظ نہیں رکھ سکے اور اس قسم کے اشعار کہہ گئے کہ:

مختار کل ہو مالک روز جزا ہو تم　　　رحمت کا ہے مقام کہ خاص خدا ہو تم

اب "مالک روز جزا" "مالک یوم الدین" کا ترجمہ ہے جو سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت خاص بیان کی گئی ہے۔ اس لفظ کا استعمال غیر اللہ کے لئے خواہ مجازی معنی میں ہی ہو انتہائی خطرناک ہے۔

اسی طرح آج کل یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام دوسرے انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں، اور یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات کے جامع ہیں چنانچہ یہ شعر کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند' تو تنہا داری

لیکن ساتھ ہی یہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم بھی دی ہے کہ:

(ترجمہ) مجھے دوسرے نبیوں پر فضیلت مت دو

علمائے کرام نے آپؐ کے اس ارشاد کا یہ مطلب بتایا ہے کہ عقیدے کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاء علیہم السلام سے افضل قرار دینے کی ممانعت مقصود نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس فضیلت کا بلاوجہ اس طرح تذکرہ کرنا جس سے کسی دوسرے پیغمبر کی شان میں کوئی ادنیٰ گستاخی یا ان کی کوئی ادنیٰ تنقیص لازم آئے' کسی طرح جائز نہیں ہے۔ لہٰذا نعت میں بھی کوئی ایسا مضمون باندھنا جس سے کسی دوسرے پیغمبر کی شان پر کوئی حرف آتا ہو' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی کھلی خلاف ورزی ہے جس سے ہر قیمت پر احتراز لازم ہے۔

۳۔ "نعت" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ان کے نتائج کو بیان کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور نعت گو شاعر کا کمال یہ ہے کہ وہ ان مقدس تعلیمات کو ایسے دلنشین اور جامع پیرائے میں بیان کرے کہ شعر کی لطافت بھی برقرار رہے اور حقیقت کی مکمل تصویر کشی بھی ہو جائے' مثلاً یہ شعر

وہ راہبؑ دین دانش کو کیا شیر و شکر جس نے   وہ فاروقؓ زھد سے جس نے مٹایا داغ رہبانی

اپنے مضمون اور پیرایہ اظہار دونوں لحاظ سے ایک مثالی شعر ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم "زھد" کا خلاصہ اور "رھبانیت" سے اس کے فرق کی طرف مختصر لفظوں میں ایسا بلیغ اشارہ کر دیا گیا ہے کہ اس پر فکر سلیم وجد کئے بغیر نہیں رہتی۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو شعر میں بیان کرنے کے لئے علم اور قدرت بیان دونوں کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب ہو جائے گی جو آپؐ کی منشا کے خلاف ہو۔

۴۔ "نعت" میں "محبت" کے ساتھ "ادب" کا مکمل لحاظ ضروری ہے۔ عشق مجازی میں محبوب کے تذکرے کے لئے جو عنوانات اور اسالیب قابل تعریف سمجھے جاتے ہیں وہ "نعت" میں بسا اوقات ادب کے خلاف ہوتے ہیں۔ ناز میں جو باتیں محبوب مجازی سے کی جا سکتی ہیں۔ وہ محبوب حقیقیؐ کے شایان شان نہیں ہوتیں۔ جن نعتوں میں اس قسم کا انداز بیان اختیار کیا جاتا ہے۔ وہ اس مقدس صنف سخن کے ساتھ انصاف نہیں کرتیں۔ یہاں تک کہ ہماری بعض رواجی نعتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جس انداز سے "کالی کملی والے" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ کم از کم راقم الحروف کو ان الفاظ سے حضور والا مرتبتؐ کا تذکرہ کرتے ہوئے دل لرزتا ہے۔

۵۔ اس بات میں کیا شبہ ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معنوی حسن کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و جمال سے بھی نوازا تھا' یہاں تک کہ حضرت حسان بن ثابتؓ نے فرمایا:

واجمل منک لم تلد النساء

[illegible]

[illegible] اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا ذکر کرتے ہوئے کیا خوبصورت شعر کہا

[illegible]

[illegible] دیکھتیں تو وہ ہاتھ کاٹنے کے مقابلے میں اپنے دل

[illegible]

[illegible] آپ کے حسن و جمال کا بیان بھی نعت کا موضوع [illegible] کسی کے حسن و جمال کا بیان چونکہ غزل کا موضوع [illegible] شعوری طور پر غزل کے اسالیب داخل ہو جاتے ہیں۔ اور بعض [illegible] جو نعت کی عظمت و وقار کے منافی ہوتی ہے۔ یہ شاعری کا بڑا ہی نازک [illegible] با ادب شعراء بھی ایسے شعر کہہ گئے ہیں جو [illegible] حضرت امیر مینائی کا مقام کسی تعارف کا محتاج [illegible] شعراء میں سے ہیں جو نعت ہی کے حوالے سے [illegible]

[illegible] امیر ورنہ ارباب سخن میں مرا رتبہ کیا ہے؟

اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ [illegible] ملحوظ رہے ہیں انہوں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا تذکرہ بھی [illegible] طرح ملحوظ رکھتے [illegible]

[illegible] میں رسولوں کے وہ [illegible] ہے ‏‏ کیا چاند کی تنویر ستاروں میں چھپی ہے

نیز فرماتے ہیں:

[illegible] مسکراتا غنچہ و گل کا ‏‏ [illegible] حضرت کے تبسم کی
حقیقت پوچھ لے مجھ سے کوئی فردوس و طوبیٰ کی ‏‏ رخِ احمدؐ [illegible] قدِ احمدؐ کا سایہ ہے

یہیں [illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ:

اب تو قدِ الٰہیے رخِ انور سے نقاب ‏‏ دل جگر سینے میں آرام سے لیتے ہیں
[illegible] گیسو [illegible] ‏‏ [illegible] صبح سے [illegible] شام سے لیتے ہیں

یا کہتے ہیں کہ:

بے حجابانہ اٹھا دو رخ انور سے نقاب　　　[illegible]

تو یہ اشعار نعت کے نہیں کسی غزل کے معلوم ہوتے ہیں [illegible] ضروری ہے۔ یہ اشعار غزل میں قابل تعریف ہو سکتے ہیں لیکن "نعت" [illegible]

۶۔ ان تمام آداب کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے [illegible] کوئی مطلب نہیں ہے کہ اس ذات [illegible] ایسے انداز میں کی جائے جس سے [illegible]

خلاصہ یہ کہ اس وجہ سے "نعت" [illegible] پاکیزہ اور شیریں صنف [illegible] اچھی نعت نہیں کہی جا سکتی۔

پھر ان تمام آداب کی رعایت کے علاوہ "نعت" میں جس [illegible] وہ کہنے والے کا سچا جذبہ محبت ہے [illegible] ہے کہ اچھی نعت اس [illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی [illegible] تو محض شاعری سے نعت کا حق [illegible] کہ حضور اقدس صلی [illegible] مسلمان بھی نعتیں کہی ہیں [illegible] نعتیں ایک ضخیم مجموعے میں مرتب کر کے شائع کی ہیں [illegible] نعتیں خط [illegible] کے نقطۂ نظر سے اچھی بھی ہیں اور ان کا یہ فائدہ بھی مسلم ہے کہ

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں　　　گفتہ آید در حدیث دیگراں

لیکن ظاہر ہے کہ [illegible] نعت کا حق کیسے ادا ہو سکتا ہے؟ دوسری طرف اگر دل جذبہ محبت [illegible] ان میں اتر جانے کی [illegible] یہ نعتیہ اشعار دیکھئے :

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　　مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا　　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

کتنے سادہ اور کتنے بے تکلف شعر ہیں لیکن پر اثر اتنے کہ [illegible] کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح جناب ظفر علی خان کے یہ اشعار دیکھئے :

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو　　　ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو

چھوٹا جو سینہ شب تار است سے | اس نور اولیں کا اجالا تمھی تو ہو
سب کچھ تمھارے واسطے پیدا کیا گیا | سب غائتوں کی غایت اولیٰ تمھی تو ہو
دنیا میں رحمت دو جہاں اور کون ہے؟ | جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمھی تو ہو

ان اشعار کا پڑھنے والا شعروں کی سادگی کے باوجود یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہتا کہ یہ آواز کسی محبت بھرے دل سے ابل رہی ہے۔

بات در حقیقت یہ ہے کہ محبت ہی وہ چیز ہے جو شعر کو الفاظ کا مناسب پیرہن عطا کرتی ہے۔ کبھی اس محبت کے تقاضے سے شاعر کے سامنے پرشکوہ الفاظ کے پر لگ جاتے ہیں' جیسے محسن کاکوروی اور امیرمینائی کے نعتیہ اشعار میں عموماً" نظر آتا ہے اور کبھی سچی محبت کے تقاضے سے اتنے سہل ممتنع مصرعے شاعر کی زبان سے نکلتے ہیں کہ ان کی نثر نہیں کی جا سکتی لیکن چونکہ دونوں قسم کے اشعار چشمہ محبت سے سیراب ہوتے ہیں اس لئے دونوں کی تاثیر ایک ہے۔ یعنی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اضافہ۔

پھر کسی محبت بھری نعت کا لطیف ترین مرحلہ وہ ہوتا ہے جب شاعر ایک طرف اس ذات' کی رفعتوں کا تصور کرتا ہے جس کی وہ مدح و توصیف کرنے چلا ہے اور دوسری طرف اپنی بے مائیگی کا احساس اسے دامنگیر ہوتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ نہ میری زبان اس لائق ہے کہ اس ذات عالی مقام' کا تذکرہ کرے' نہ دل ویران اس قابل ہے کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ آرا ہوں۔ چنانچہ محسن کاکوروی کے الفاظ میں وہ اپنی نعت کا آغاز ہی اس حیرانی کے ساتھ کرتا ہے کہ

ہے مثل اک مہ کنعاں کی قلب زار و مضطر میں | یہ مہمان عزیز اترا ہے کس اجڑے ہوئے گھر میں

محبت کا ایک لازمی تقاضا یہ بھی ہے کہ محبوب کے ساتھ ساتھ اس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت ہو جاتی ہے' بالخصوص اس کا گھر' اس کا شہر اور اس شہر کے گلی کوچے' درودیوار' غرض ہر چیز محبوب معلوم ہوتی ہے۔ اس نسبت سے حب رسول' کا ایک لازمی تقاضا مدینہ منورہ کی محبت ہے' چنانچہ ہماری نعتیہ شاعری کا ایک بڑا دلکش پہلو مدینہ منورہ کی تعریف و توصیف' اس کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار' اس کی زیارت کا شوق اور اس کی دلکش یادوں کا بیان ہے اور اس پہلو پر بھی نعت گو شعراء نے نت نئے انداز سے طبع آزمائی کی ہے۔

نعت میں مدینہ منورہ کا ذکر بھی نعت کے ابتدائی زمانے سے شروع ہو گیا تھا اور شعراء نے صرف مدینہ منورہ ہی نہیں' اس کی مضافاتی بستیوں' صحراؤں اور پہاڑوں کو بھی شعر کا موضوع بنایا ہے۔ عربی شاعری میں مدینہ منورہ کے قریب واقع وادی عقیق پر بہت سے قصیدے کہے گئے ہیں۔ علامہ بوصیری' کا مشہور قصیدہ بردہ مدینہ طیبہ کی ایک قریبی بستی ذی سلم کی یاد سے شروع ہوا ہے اور مدینہ طیبہ کی تعریف و منظر کشی عربی نعتیہ شاعری کا ایک لازمی جزو سمجھی جاتی ہے۔

لیکن اہل عرب کو چونکہ مدینہ طیبہ کی حاضری کے مواقع زیادہ ملتے تھے اور ہندوستانی لوگوں کو یہ مواقع اتنے میسر نہ تھے اس لئے مدینہ طیبہ کی یاد اور اس کی زیارت کا شوق جس کثرت سے اردو شاعری میں ملتا ہے اور اس میں جو سوز و گداز پایا جاتا ہے شاید عربی میں وہ بات نہیں ہے۔ امیرمینائی فرماتے ہیں:

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں ۔۔۔ حسرت آتی ہے' یہ پہنچا' میں رہا جاتا ہوں

یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جس کے سینے میں زیارت مدینہ کی یہ خواہش آگ کی طرح سلگ رہی ہو کہ ۔

مدینے جاؤں' پھر آؤں' مدینے پھر جاؤں ۔۔۔ تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

لیکن دوری و مجبوری کے ہاتھوں بے بس ہو اور اس تصور سے تسکین حاصل کر رہا ہو کہ ۔

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے ۔۔۔ سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے

یا بقول بہزاد لکھنوی:

تصور میں مدینہ آ گیا ہے ۔۔۔ مجھے دنیا میں جینا آ گیا ہے

جن خوش نصیب حضرات کو زیارت کی یہ دولت میسر آئی' انہوں نے وہاں کی منظر کشی اور حاضری کے وقت کی کیفیات کو اپنے شعر کا موضوع بنایا اور یہ ہماری اردو نعتوں کا ایک اور حسین رخ ہے۔ بہزاد لکھنوی مرحوم فرماتے ہیں:

مدینے کی حسیں بہاروں میں گم ہوں ۔۔۔ میں گنبد کے رنگیں نظاروں میں گم ہوں
اشارے یہ ہیں روح و دل کو جھکا دے ۔۔۔ زمین و فلک کے اشاروں میں گم ہوں
کبھی اشک باروں میں کھویا ہوا ہوں ۔۔۔ کبھی عشق کے بے قراروں میں گم ہوں
جہاں سے کہ گزرے تھے شاہ دو عالمؐ ۔۔۔ میں "بہزاد" ان رہگزاروں میں گم ہوں

پھر جذبہ محبت کا ایک اور لطیف پہلو یہ ہے کہ سالہا سال مدینے کی تڑپ میں بے چین رہنے کے بعد جب مدینہ منورہ کی حاضری میسر آتی ہے تو یقیناً" مراد بر آتی ہے لیکن وہ ذات گرامی' جس کی نسبت سے مدینہ محبوب تھا' بعض اوقات یہاں پہنچ کر آپؐ کی یاد کی تپش اور بھڑک جاتی ہے۔ اس کیفیت کو جناب امیر مینائی نے بیان کیا ہے' وہ انہی کا حق تھا۔

ہے وصل میں بھی شوق وہی وصل کا باقی ۔۔۔ کہتا ہوں مدینے میں بھی میں ہائے مدینہ!

پھر جب ایک مرتبہ زیارت مدینہ سے فیض یاب ہو کر واپسی ہو جاتی ہے تو زیارت کی وہ پیاس بجھنے کے بجائے اور بڑھ جاتی ہے۔ بہت سی نعتوں کا موضوع اس پیاس کا بیان ہے۔ شہ" جناب بہزاد کہتے ہیں:

ہم مدینے سے اللہ! کیوں آ گئے ۔۔۔ قلب حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی
دل وہیں رہ گیا' جاں وہیں رہ گئی ۔۔۔ "خم" اسی در پہ اپنی جبیں رہ گئی

خلاصہ یہ ہے کہ نعت در حقیقت محبت کے جذبہ صادق کی آئینہ دار ہوتی ہے اور چونکہ محبت کو کسی لگے بندھے اسلوب میں مقید نہیں کیا جا سکتا اس کے عنوانات ان گنت اور اس کے اسلوب بے شمار ہیں اس لئے نعت کے مضامین و اسالیب بھی شمار نہیں کئے جا سکتے۔

نعت میں احترام رسالت کے تقاضے

ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی

مدح سرائی فطرت کی آئینہ داری کا شعری اظہار ہے۔ فطرت سلیم حقوق شناس ہوتی ہے۔ انسان میں یہ جذبہ ودیعت ہے کہ وہ محسنین کا مداح ہے اور مدح میں فخر محسوس کرتا ہے۔ عبادات اسی جذبہ [illegible] کا مظہر ہے۔ ارشاد ہوا **یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم** (یعنی اے لوگو! اپنے رب کی عبادات کرو جس نے تمہیں تخلیق کیا ہے)۔ تخلیق ایک عظیم نعمت ہے [illegible] کوئی ایک انسان [illegible] اعتراف سے [illegible] رہتا ہے۔ [illegible] زندگی کی [illegible] اور عمل [illegible] چاہیے۔ عبادات [illegible] مخصوص [illegible] سے مدح [illegible] ہے۔ تیک طینت محسن کے احسان [illegible] ہوتے [illegible] سے [illegible] مدح [illegible] ہیں۔ مدح کیا ہے؟ اس کی سب سے عمدہ وضاحت صاحب [illegible] نے کی ہے کہتے ہیں:

"المدح هو الثناء على ذي شأن بما يستحسن من الأخلاق النفسية كرجاحة العقل و العدل و العفة و الشجاعة(۱)

"مدح صاحب شان ذات کے ذاتی اوصاف مثلاً عقل، عدل، عفت اور شجاعت میں برتری و عظمت کے حوالے سے پسندیدہ خصائص کی تعریف و توصیف ہے۔"

علی الجندی ناصف کے خیال کے مطابق مدح:

"تصوير محاسن الممدوح بالقول الحسن تصويرا كاشفا مميزا يجلي شخصيته و خصائص نفسه في وضوح لا يشوبه ابهام ولا لبس(۲)

"مدح، ممدوح کے محاسن کی ایسی تصویر ہے جو خوبصورت الفاظ میں ہو اور جس سے ممدوح کی شخصیت اور اس کے ذاتی خصائص کی یوں وضاحت ہو کہ ابہام و التباس کی کوئی صورت نہ رہے۔"

یہ مدح نگاری کا وہ مقام ہے جو قابل قدر بھی ہے اور انسانی فطرت کا اقتضاء بھی لیکن بسا اوقات اس کا حق ادا نہیں ہوتا۔ انسان جب احسن تقویم سے [illegible] اسفل السافلین کی طرف اترنے لگتا ہے تو اس کا موعود ذہنی [illegible] اور زاویہ نگاہ بھی [illegible] ہوتا ہے اور اس [illegible] وقتی اور ہیجانی [illegible] کی اسیر ہو جاتی ہے۔ عناصر مدح میں [illegible] اور [illegible] راہ پانے لگتی ہے۔ وقتی مصلحتیں اور [illegible] مدح میں [illegible] کاروبار [illegible] فروخت ہوتی ہے اور [illegible] قوالی کی [illegible] مدح نگاری [illegible] رزق کا ذریعہ بنالیتا ہے [illegible] مدح [illegible] غیر مستحق ممدوح ہوتے ہیں۔ یہ مدح کا ارذل ترین مقام ہے [illegible] مدح میں [illegible] ذات کا [illegible] ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نحثو في افواه المداحين التراب" ۱

"[illegible] اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مداحین کے منہ میں مٹی بھرنے کا حکم

دیا۔"

اس تہدید اور انتباہ کا مقصد مدح میں معتدل روش اور حقائق آشنائی کی عادت کو راسخ کرنا تھا۔ اس لیے کہ مدح انسانی فطرت کا تقاضا ہے' اسے بہرحال جاری رہنا چاہیے بلکہ بعض روایات میں اس کی ترغیب کا اشارہ بھی موجود ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

من لایشکر الناس لایشکر اللہ۔ "جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر نہیں کرتا۔"

بندوں کے حسن سلوک کے جواب میں شکر گزاری کی عادت انسان کو اپنے خالق کے سامنے سرتسلیم خم ہونے کی ترغیب دے گی یہی شکر گزاری شعر کے قالب میں ڈھلے تو مدح بنتی ہے اور ایسی مدح ہی حمد کی تمہید ہوتی ہے۔ جب عمومی مدح نگاری میں اس قدر حد بندی [illegible] تو مدح سرور کائنات" جو مدح کا برتر مقام ہے' میں کیسی احتیاط درکار ہو گی [illegible] یہ تذکرہ کائنات کے سب سے بڑے "صادق" کا ہے جو صداقت کا پیغامبر بھی ہے اور [illegible] اسوہ بھی۔ اس لئے مداحین کے لئے قدم قدم پر احتیاط لازم ہے کہ یہاں صرف ایک [illegible] اپنے ایمان کی سالمیت کا بھی سوال ہے' ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی [illegible] کی بے حد و حساب رفعت پرواز خیال کے لئے مہمیز ہے مگر ہر جنبش پر محاسبہ درکار ہے۔ [illegible] کی ہم [illegible] اور راستے کی مشکلات کی خبر بھی دیتا ہے اور افراط و تفریط کی حد بندی [illegible] ہے جہاں بڑے بڑوں کے قدم لرزتے ہیں۔

مدح رسول اکرم صلی اللہ [illegible] مدح کا [illegible] ہے مگر اپنی مخصوص ہیئت اور عناصر ترکیبی کے لحاظ سے ایک بلند [illegible] کا وہ حسین مرقع ہے جو سراسر محترم و مقدس ہے۔ یہ مدح نگار کے ضمیر کی آواز [illegible] کے بس کی بات' تاریخ گواہ ہے کہ وہ شعراء جو کسی و ناکس کی مدح میں مبالغہ اور جھوٹ [illegible] تھے اور جنہیں رائی کا پہاڑ بنانے کا فن آتا تھا' مدح رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں [illegible] کہ ایک شعر بھی نہ کہہ سکے' سفلی جذبات اور مادی خواہشات کے اسیر اس روحانی سربلندی [illegible] ہے کہ مدح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوب عام مدح سے قطعی مختلف ہے۔ [illegible] سے ماہا اس فن شریف سے انصاف نہ ہو گا' یہی تقاضا ہے مدح [illegible] اور مدح کے عمومی نام سے مختلف اصطلاح کے استعمال کی دعوت دیتا ہے' وہ اصطلاح جو بلند تر بھی ہے اور اس صنف خاص [illegible] تر بھی' اس لئے ذات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حوالے سے جو مدح نگاری ہوئی ہے "نعت" کا [illegible]

بہتر ہو گا کہ نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چند [illegible] کہ اس کے منفرد [illegible] کو سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

ا۔ **ذات ممدوح کے یکتا اور بے مثال ہونے کا اعتراف:** نعت گو کثیر ہیں مگر مقصود نظر ایک ذات ہے اس نے مضامین نعت کی یکسانی [illegible] ہے اور یہی نعت گو کا امتحان ہے کہ [illegible] اس ذات کے تذکرے میں' جس کا ذکر ہر کہیں

ہوتا رہا ہے' ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا' کون سا گوشہ منتخب کرے کہ مداحین کی جماعت کا ایک فرد ہوتے ہوئے بھی اپنی انفرادیت قائم کر سکے۔ ظاہر ہے کہ یہ انفرادیت اس کی ذات کے ذات ممدوح کے ساتھ کسی مخصوص حوالے ہی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ سورج ایک ہے اور اس کی روشنی بھی ایک اکائی ہے مگر دیکھنے والی آنکھ کی صلاحیت اور نظر کا زاویہ اسے مختلف رنگوں میں دیکھتا ہے۔ مدح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ داخلی عزیز تر ہے اور اسی پر شعری عظمت اور بیان کی شوکت کا انحصار ہے۔ شاعر دل گداز نہ ہو' ذات ممدوح دل میں صدر نشین نہ ہو اور اس کے جلوے دنیائے قلب میں عکس ریز نہ ہوں تو نعتیہ اشعار عروضی جمع تفریق بن کر رہ جاتے ہیں۔ جو نعت دل کی آواز نہ ہو اور دل پر اثر انداز نہ ہو' وہ ایک تکلف ہے' ایک روایت ہے اور بس۔

۲۔ **ذات ممدوح کے ہمہ صفت موصوف ہونے کا یقین:** ممدوح اگرچہ ایک ہے مگر اس ایک ذات کے اوصاف اس قدر لامحدود اور لامتناہی ہیں کہ بہت کچھ کہنے کے باوجود بہت کچھ کہنے کی گنجائش رہتی ہے' وہ ذات اقدس افضلیت اور اکملیت کے اس بلند مقام پر فائز ہے کہ جس کے ورے کوئی اور وجہ شرف نہیں ہے کیونکہ ہر ممکن شرف ان میں ہے اور ہر متصور حسن انہیں عطا ہوا ہے۔ آپ کی ذات میں فی الواقع وہ کچھ ہے جو انسانی فکر کا حاصل ہے اس لئے یہاں شاعر کے تخیل کے بلند پروازی سے زیادہ حقائق کے ادراک کا مسئلہ ہے۔ تخیل کی کارفرمائی بجا مگر اس بارگاہ میں صفات شماری ایک قرینہ چاہتی ہے جس کے لئے تحقیق درکار ہے۔ مداحین پر لازم ہے کہ وہ نگارشات کی بنیاد حقائق پر رکھیں اور جبھی ممکن ہے کہ وہ نگارشات کی بنیاد حقائق پر رکھیں اور سیرت کے مطالعہ پر توجہ دیں گے۔ علامہ یوسف نبہانی (م ۱۳۵۰ھ) مطالعہ سیرت کی ضرورت کے بیان میں لکھتے ہیں:

> "یلزم من یرید مدحه صلی الله علیه وسلم ان یطلع علی اخباره وسیره و معجزاته و فضائله الواردة فی الکتب والسنه ـ ـ ـ ـ ـ ـ حتی یحکی مایستطیعه منها فی شعره بعبارات فصیحه واسالیب بلیغه"
>
> "جو کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرنا چاہے اس پر لازم ہے کہ وہ آپ کے حالات' واقعات سیرت' معجزات اور ان فضائل کو جانے جو کتاب و سنت میں موجود ہیں تاکہ حسب استطاعت اپنے اشعار میں فصیح عبارات اور بدیع اسلوب میں روایت کر سکے۔"
>
> "فالشاعر الماهر من مداحه علیه الصلوة والسلام هو الذی یحفظ فضائله و شمائله و دلائله و سائر کمالاته المحمدیه الحقیقه و یحسن التعبیر عنها بکلامه"(۸)
>
> "پس ماہر شاعر' مداحین میں سے وہ ہے جسے آپ کے فضائل' شمائل' دلائل اور کمالات محمدیہ کے تمام حقیقی اوصاف یاد ہوں اور وہ اپنے کلام میں ان کی عمدہ تعبیر پیش کر سکے۔"

۳۔ **مدح و اعتراف عجز:** ممدوح کائنات کے فضائل و خصائص اس قدر ہیں کہ نعت گو کو ایک وسیع میدان ہاتھ آتا ہے جہاں وہ اپنے خیالات اور تصورات کو ہمہ وجوہ مطمئن کر سکے۔ جائز خواہشات اور مشروع داعیات کا کوئی پہلو تشنہ اظہار نہیں رہتا بلکہ قدم قدم پر اپنی تنگ دامنی کا احساس ہوتا ہے۔ ابن فارض (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اری کل مدح فی النبی مقصرا" و ان بالغ المثنی علیہ و اکثرا"

غلام علی آزاد بلگرامی (م ۱۲۰۰ھ) کا فیصلہ یہ ہے:

اوصافک الغرا من کواکب احصا ھا الی لسان المنشد(۱۰)

اسی لئے قافلہ سالار میدان نعت علامہ ابو صیری (م ۶۹۶ھ) علیہ الرحمۃ اعتراف عجز کا یوں اظہار کرتے ہیں:

فان فضل رسول اللہ لیس لہ حد فیعرب عنہ ناطق بفم(۱۱)

شاعر کے لئے جذبات کے اظہار کا راستہ کھلا ہے' اس پر لازم ہے کہ وہ ہر شرافت اور ہر عظمت آپ کی ذات سے منسوب کرتا رہے اور اس ثنا خوانی میں کسی کوتاہی یا دوں ہمتی کا شکار نہ ہو۔

وانسب الی ذاتہ ما شئت من شرف(۰) وانسب الی قدرہ ما شئت من عظم(۱۲)

اسی وسعت مدح سرائی کی جانب علامہ المقری (م ۱۰۴۱ھ) نے اشارہ کیا تھا:

فالا مداح النبوہ بحر لا ساحل لہ(۱۳)

کہ مدح رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا بحر بے کراں ہے جس کا کوئی ساحل نہیں ہے۔ اس بے کرانی مدح کا سبب یہ ہے کہ یہ سنت الہیہ ہے۔ مخلوق کی مدح کتنی بھی کثیر ہو' خالق کی مدح سے کم تر اور انتہائی حد تک فروتر ہے۔ لسان الدین خطیب (م ۷۷۶ھ) اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں:۔

ایروم مخلوق ثناءک بعد ما اثنی علی اخلاقک الخلاق(۱۴)

شیخ عبدالغنی النابلسی (م ۱۱۴۳ھ) نے اپنے دیوان "نفحۃ القبول فی مدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم" کے خطبہ میں کہا ہے کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مدح و ثنا جو آپ کے مقام و مرتبہ کے مطابق ہو کسی مخلوق سے کبھی بھی ممکن نہیں ہے' اگرچہ فصاحت اور بلاغت کے نت نئے اقسام ایجاد کیے جائیں۔"(۱۵)

4۔ مبالغہ آرائی اور نعت: شاعر کو بعض امور میں نثر نگار سے زیادہ آزادی حاصل ہوتی ہے' اسے علماء شعر ضرورت شعری' کہتے ہیں۔ لفظی ضرورت میں تقدیم و تاخیر' حذف و اضافہ' ترکیب و ترخیم اور اسی قسم کی دیگر ضرورتیں شامل ہیں۔ معنوی ضرورت میں شاعر کو تشبیہ و استعارہ کی جدت طرازی اور مبالغہ آفرینی کا حق حاصل ہے۔ مگر کلام غیر مانوس اور مفہوم دوراز کار نہ ہو جائے۔ مبالغہ کو شاعرانہ کذب بھی کہا جاتا ہے جو عام محاورے میں کذب کے مفہوم سے یکسر مختلف ہے۔ امیر حسن سنجریؒ (م ۷۳۶ھ) نے خواجہ نظام الدین اولیاؒ (م ۷۲۵ھ) سے شاعری میں مبالغہ آرائی کے بارے میں پوچھ

تو آپ نے ایک مشہور کتاب کے حوالے سے جواب دیا۔ "جھوٹ بولنا گناہ ہے لیکن وہ جھوٹ جو شعر میں بولا جائے اس میں گناہ نہیں۔(۱۱)" اس سے مراد یہ ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بلکہ گفتگو میں زور پیدا کرنے اور مفہوم کو واضح کرنے کے لئے چند ستاروں اور کچھ مبالغہ آرائی کا سہارا ہے اس کا استعمال ناقص ہو تو پھر مبالغہ پر کیا موقوف ہے' تشبیہ و استعارہ بھی خزف ریزوں کی طرح بدنما لگتے ہیں۔ مدح سرائی ان ضابطوں کی پابند رہے جو ذات ممدوح کے حوالے سے عائد کئے گئے ہیں تو مبالغہ آرائی بھی مستحسن ٹھہرے گی اور مدح بھی بے پایاں ہوگی' شریعت مطہرہ کے احکامات مدح سرائی کو وسیع جولاں گاہ مہیا کرتے ہیں جس میں تخیل کو جرات پرواز کی پوری آزادی حاصل ہوتی ہے مگر جب قلت مطالعہ اور ذات ممدوح کے اوصاف سے بے خبری' فریب خوردگی کا سبب بنتی ہے تو قدم صراط مستقیم سے بھٹکنے لگتا ہے اور مبالغہ شخصیت کا ایسا مرقع پیش کرتا ہے جس میں توصیف کے بجائے تنقیص کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ یہ تجاوز عن الحد ہے' اس تجاوز کے دو بڑے مظہر ہیں۔

(الف) ایک یہ کہ عقیدت و محبت حدود شریعت میں نہیں رہتے اور ممدوح خیر البشر کے بجائے فوق البشر کے روپ میں نمودار ہوتا ہے۔ ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں الوہی صفات تلاش کی جاتی ہیں' مبالغہ آرائی اگر بشری صفات میں احسن البشر اور افضل البشر ہونے کو واضح کرے تو مستحسن ہے اور اگر مبالغہ آرائی آپ کو الہ بنا دے تو مردود ہے۔ الوہیت مسیح علیہ السلام کا نظریہ ایسی اندھی عقیدت کا کرشمہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے پناہ محبت اور گرویدگی کا مشاہدہ فرماتے تو اس خیال سے کہ کہیں مستقبل میں نہ بعد شان رسالت میں غلو کا باعث نہ بن جائے ارشاد فرماتے:

"لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم فانما انا عبده ولکن قولوا عبدالله و رسوله" (۱۸)

"مجھے یوں نہ بڑھاؤ جیسے نصاری نے عیسی ابن مریم کو بڑھا دیا' بے شک میں تو اللہ کا بندہ ہوں بلکہ کہو "اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔"

علامہ ابن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ ھ) حدیث کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

"انما نهاهم صلی الله علیه وسلم عن مجاوزة الحد فی المدح(۱۹)" "بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدح میں تجاوز عن الحد سے روکا ہے۔"

(ب) دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان ناموافق مسابقت کی کیفیت پیدا کی جائے۔ یہ درست ہے کہ آپ کو تمام کائنات کا راہبر و راہنما بنایا گیا(۲۰)۔ آپ کو انبیائے کرام کے امام بننے کا شرف حاصل ہوا اور آپ کی آمد پر تمام ادیان منسوخ قرار پائے(۲۱)۔ اور آپ کو ان دس نعمتوں سے نوازا گیا جو کسی اور نبی کو عطا نہ کئے گئے تھے(۲۲)۔ اس شرف و عظمت کے باوجود آپ نے یہ گوارا نہ کیا کہ آپ کی مدح کسی نبی کی تنقیص کا باعث ہے' چنانچہ متعدد مواقع پر تقابل اور تفاوت سے منع فرمایا' حضرت موسی علیہ السلام کی برگزیدگی پر ایک یہودی اور مسلمان میں کشمکش ہوئی تو آپ ناراض ہوئے حتی کہ غصہ آپ کے چہرے سے ہویدا تھا' فرمایا: **لا تفضلوا بین انبیاء الله(۲۳)** ان تجاوزات سے بچتے ہوئے جو بھی مدح ہوگی قبول ٹھہرے گی نعت گو آخر اس فرق کو ملحوظ رکھتے ہیں' اگرچہ یہ احتیاط انتہائی مشکل اور صبر

کرتا ہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل کام ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں، اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر شاعر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف اور جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے(۲۲)۔

۵۔ ادب و احترام: موضوع عظیم بھی ہے اور نازک بھی۔ عظیم اس لئے کہ یہ سب سے بڑے رسول کی مدح ہے اس سے نعت کہنے والے کے ساتھ [illegible] اور موثر اظہار کی وسعت ہوتی ہے اور نازک یوں کہ یہاں [illegible] ہر قدم پر ادبی و عقلی [illegible] کا خدشہ ہے۔ نعت گو پر لازم ہے کہ وہ جذبات کے سیل رواں میں [illegible] دربار رسالت کی عظمت کا تصور پیش نظر رکھے اور شعوری طور پر یہ احساس رکھے کہ وہ اس دربار میں قصیدہ خواں ہے [illegible] سے خارج از آہنگ [illegible] ہے۔ [illegible] کے آداب اور اس کے آداب قرآنی تعلیمات کا حصہ ہیں۔ اس سلسلے میں چند تعلیمات یہ ہیں:

(الف) دربار نبوی میں [illegible] آواز اونچی نہ ہو۔ "**لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی**"(۲۵) "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرو" (ب) طرز خطاب میں انکسار اور تواضع ہو "**ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض**"(۲۶) "اور ان سے بلند آہنگ سے نہ پکارو جیسے کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو" (ج) پکار بے باکانہ نہ ہو کہ سوء ادب ہے اور لائق عتاب ہے۔ "**ان الذین ینادونک من وراء الحجرات**" "جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں" ان کے بارے میں "**اکثرهم لا یعقلون**"(۲۷) (ان میں سے اکثر بے عقل ہیں) کا حکم دیا گیا ہے۔ (د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکلنے کی کوشش مستحسن نہیں، قابل قدر رویہ ان کا تتبع کرنا ہے۔ "**یا ایها الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسوله**"(۲۸) "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھو۔" (ہ) [illegible] پروردگار عالم نے جن [illegible] پکارا ہے ان ہی صفات سے خطاب کرنا چاہیے جن کی بڑی تعداد قرآن و احادیث میں موجود ہے۔ (و) صفات الوہیت سے متصف نہ کیا جائے کہ یہ مدح نہیں سوء ادب ہے علامہ بوصیری کہتے ہیں:

دع ما ادعته النصاری فی نبیهم و احکم بما شئت مدحا فیه واحتکم(۲۹)

(ز) مقصود و ذات [illegible] "**ورفعنا لک ذکرک**"(۳۰) (اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا) کی سربلندی اور "**وکان فضل اللہ علیک عظیما**"(۳۱) (اور آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہے) کی فضیلت حاصل ہے اس کی اس رفعت و عظمت کا پاس رہنا چاہیے۔ (ح) ذات اقدس کے متعلقین کی عزت و حرمت کا احساس دامن گیر رہنا ضروری ہے [illegible] ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے جس سے دل [illegible] ہو [illegible] مناسب نہیں بلکہ گفتگو آپ کے مقام بلند کے مطابق رہے۔ ان متعلقین میں صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور امہات المومنین شامل ہیں۔ اس سلسلے میں "**رضی اللہ عنهم و رضوا عنه**"(۳۲) (اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے) "**قل لا اسئلکم علیه**

اجرا الا المودۃ فی القربیٰ"(۳۳) (کہہ دیجئے میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ اہل قرابت سے محبت کرو) "یا نساء النبی لستن کاحد من النساء (۳۴) (اے نبی کی ازواج تم کسی دوسری عورت کی طرح نہ ہو) کے فرامین پیش نظر رہنے چاہئیں۔ یہ اور اسی قبیل کے دیگر ارشادات مداحین کی حدود کا تعین کرتے ہیں تاکہ وہ افراط و تفریط سے بچ سکیں' انہی حدود و قیود کی وجہ سے مدح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نازک ترین صنف سخن قرار پائی ہے۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درست ادراک ہر کسی کے بس میں نہیں' اس کے لئے قلبی تعلق' روحانی رابطہ اور شریعت مطہرہ کی محبت درکار ہے۔ اظہار عقیدت کے لئے قوت اظہار کی صلاحیت کا ہونا بنیادی شرط ہے' اسے ملکہ شعر کہا جاتا ہے مگر اس کے ساتھ خیالات کا تزکیہ' اظہار کا تقویٰ اور خیالات و جذبات کا توازن بھی ضروری ہے اور مدح گوئی یا نعت میں یہی مشکل ترین مرحلہ ہے۔

۶۔ **نعت کا مقام و مرتبہ :** نعت کی پذیرائی زیادہ تر دینی حلقوں میں ہوئی۔ اس لئے عام ادبی حلقے اسے دینی ادب کا حصہ سمجھ کر علماء و صوفیاء کے لئے خاص قرار دیتے رہے۔ ادب کے ناقدین کے ہاں کسی ادبی تخلیق میں دینی عنصر کا وجود اسے دوسرے درجے کا ادب بنا دیتا ہے۔ اس لئے ادبی حلقوں میں اسے نظر انداز کیا گیا۔ دوسری جانب دینی حلقے تھے' وہاں بھی اسے مناسب مقام نہ ملا۔ ان کے ہاں نعتیہ شاعری صرف وقتی آسودگی اور قلبی بے قراری کے لئے لمحاتی قرار کا باعث رہی۔ نعتیہ شاعری کے فنی جائزے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خوش عقیدگی اور خوف فساد خلق بھی ہے کہ ایسے مقدس کلمات کو کیسے نقد و نظر کے شکنجے پر چڑھا دیا جائے۔ اس وجہ سے نعتیہ ادب کا باقاعدہ اور سنجیدہ فنی محاکمہ نہ ہوا' جو رائے بھی قائم ہوئی وہ مفروضوں پر مبنی رہی۔

نعت کی شعری حیثیت کو خود نعت گو حضرات کے طرز عمل سے بھی نقصان پہنچا۔ شعری صلاحیت رکھنے والے عموماً وہ لوگ تھے جو دینی حلقوں میں قابل احترام شخصیتوں کے مالک تھے۔ وہ لوگ دربار نبویؐ کی نزاکتوں کو سمجھتے تھے اور شاعری کے رموز و غوامض کو بھی۔ مگر وہ نعت کو اپنے ضمیر کی آواز اور اپنی عقیدت کا اظہار جان کر اس کی نمائش مستحسن نہ سمجھتے تھے۔ وہ ڈرتے تھے کہ یہ جذبہ ریاکاری کی زد میں نہ آ جائے۔ اس کے برعکس وہ اصحاب تھے جنہیں شعر اور جذبہ شعر پر دسترس حاصل نہ تھی' یا اگر جذبہ تھا بھی تو اس کے شعری اظہار کی صلاحیت نہ تھی۔ بدقسمتی سے یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ ارادت کا اظہار شعر کے بغیر نہیں ہو سکتا' اس طرح ہر وہ شخص جو وزن و قوافی کی عامیانہ سی شدبد بھی رکھتا تھا' شعر کہنے لگا۔ عوام نے محبت سے انہیں سنا' اور یوں یہ شعوری کوشش جو زیادہ تر تصنع کے ذیل میں آتی تھی' مقبول ہوتی گئی۔ ایسے محنت کش لوگ اپنی محنت کو ضائع بھی نہیں ہونے دیتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسا کلام محفوظ ہوتا گیا' درجہ دوم یا اس سے کم تر شعراء کی علماء کی طرف سے تائید نے انہیں اور حوصلہ عطا کر دیا۔ نعتیہ شاعری کے ذخیرہ کا احصا کیا جائے تو ایسی شاعری کا بہت سا حصہ موجود ملے گا۔ الغرض نعت میں شعری لوازم کا خیال اور ذات ایمان کی جان اور عقیدت کا حوالہ ہے اس لئے ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت کا احساس رہنا چاہیے اور منصب رسالت کی بلندیوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ احترام رسالت کے تقاضے نعت کو محبتوں کا گلدستہ اور نجات کا وسیلہ بنا دیتے ہیں۔ یہ عرش سے نازک مقام ہے اس لئے ادب کا قرینہ چاہیے۔ ایسا قرینہ قبولیت کی علامت بن جاتا ہے اور کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ' حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یا امام

بوصیری علیہ الرحمۃ کی حاشیہ برداری کا اہل بن جاتا ہے۔ یہ شاعری کی معراج ہے جس کے لئے دل کا گداز، نظر کی طہارت اور لب و لہجہ کی زیبائی درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حبیب مکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نظر رحمت سے ہی یہ بلند مقام حاصل ہوتا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ دور نعت کا دور ہے، انسان جوں جوں بین الاقوامی معاشرت کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی آفاقیت آشکار ہوتی جا رہی ہے۔ دنیائے فن کی ہم نظری کا سب سے بڑا مظہر نعت ہے اس لئے کہ یہ آفاقی ادب ہے۔ یہ وہ مقام اتصال ہے جہاں اجنبیت کا احساس مٹ جاتا ہے اور توحید انسانی کی خواہش پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ اللہ کرے انسان اس مسلک وحدت کو تھام لے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں کا حقدار بن جائے۔ آمین۔

حواشی:۔

( ) بقرہ: ۲۱ (۲) الوسیلہ الادب العلی و تاریخہ ص: ۳۸ (۳) مدیح رسول ﷺ فی شعر شوقی ص: ۵۱ (۴) منتہیٰ: ۴ (۵) منتہیٰ: ۵ (۶) جامع الترمذی ابواب الزہد باب کراہیۃ المدحۃ ص: ۷۵ (۷) جامع ترمذی باب ما جاء فی الشعر من حسن ایک ص: ۲۵ (۸) المجموعۃ النبہانیۃ المجلد الاول ص: ۸ (۹) المجموعۃ النبہانیۃ المجلد الثانی ص: ۳۹ (۱۰) دیوان ثابت غلام علی آزاد ص: ۹ ( ) قصیدہ بردہ (۲) حوالہ مذکورہ (۳) نفح الطیب الجزء العاشر ص: ۳۵۹ (۴) نفح الطیب الجزء السابع ص: ۹۳ (۱۵) المجموعۃ النبہانیۃ المجلد الاول ص: ۶ (۱۶) فوائد الفؤاد (اردو) ص: ۳۹۴ (۱۷) صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم المجلد الاول عن عمر بن الخطاب (۸) فتح الباری فی شرح البخاری الجزء السابع ص: ۳۰ (۱۹) الا سید ولد آدم: طبقات ابن سعد الجزء الاول ص: ۲۰ (۲۰) سنن نسائی کتاب الصلوۃ باب فرض الصلوۃ عن انس بن مالک ص: ۷۸ (۲) لیظہرہ علی الدین کلہ: سورۃ التوبہ: ۳۳ (۲۲) صحیح البخاری کتاب الصلوۃ باب قول النبیؐ جعلت لی الارض مسجدا و طہورا، المجلد الاول عن جابر بن عبداللہ (۲۳) صحیح البخاری باب قول اللہ تعالیٰ: ان یونس لمن المرسلین المجلد الاول عن ابی ھریرۃ (۲۴) المستطرف حصہ دوم ص: ۳ (۲۵) الحجرات: ۲ (۲۶) حوالہ مذکورہ (۲۷) الحجرات: ۳ (۲۸) الحجرات:] (۲۹) قصیدہ بردہ (۳۰) الانشراح: ۴ (۳۱) النساء: ۱۱۳ (۳۲) المائدہ: ۹ (۳۳) الشوریٰ: ۲۳ (۳۴) الاحزاب: ۳۲



نعت نبیؐ

عزیز صابری

اسلامی ادب کی قندیل شمع قرآن کریم کی لمعات سے روشن ہوتی ہے اور قرآن کریم کا منبع نور سید الکونین محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے کیونکہ آپؐ ہی کی سیرت مطہر لمعہ ریز ہو کر قرآن کریم کے توسط سے ملت اسلامیہ [illegible] عمل [illegible] قرآن کریم فرقان حمید [illegible] آپؐ کے اوصاف حمیدہ کا ازلی و [illegible] مرقع ہے [illegible] صاحب خلق عظیم ہیں [illegible] انک لعلی خلق عظیم [illegible] قرآن کریم نے آپؐ کا اسوہ مبارک تمام عالم انسانیت [illegible] لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ۔ اسی طرح ختم الرسل سے زیادہ شفقت [illegible] ہی کی ضو سے عالم آب و گل کی تیرگیوں میں راہ حیات تلاش کی جاتی رہی اور تلاش کی جاتی رہے گی [illegible] صراط مستقیم [illegible] صرف نبی اکرمؐ کے خلق عظیم کی روشنی سے تابناک و منور رہے گی۔

[illegible] جس کو ہر دور، ہر عہد اور ہر [illegible] کے لئے نمونہ عمل قرار دیا گیا ہو اس سراج منیر کے [illegible] عشق کا اظہار [illegible] کسی عہد میں بھی ممکن نہیں۔ [illegible] کا اقتضاء یہی ہے کہ [illegible] کی [illegible] کے بیان و قلم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مداح سرائی میں مصروف رہیں۔

[illegible] اپنے اپنے طور پر حضور اکرمؐ سے متعلق حقائق [illegible] شاعری کا معاملہ اس سے جدا ہے کیونکہ شعر کی خشت اول عشق کی بنیاد پر رکھی جاتی ہے اور محسن [illegible] رحمت [illegible] محبوب رب [illegible] محبوبی [illegible] شعر کی اصلی روح [illegible] شعراء [illegible] شیفتگی [illegible] محبوب رب [illegible] طرح صنف عشق میں شعریات سے جہد [illegible] ایک صنف [illegible] صورت [illegible] نعت کا نام دیا گیا۔

نعت [illegible] صورتوں میں کہی جاتی ہے لیکن منظوم نعت زیادہ مقبول بھی ہے اور زیادہ معروف بھی اور [illegible] اعتبار سے بھی منثور نعت پر فوقیت رکھتی ہے۔ اسی لئے کم از کم اردو ادب میں تو نعت کا لفظ صرف منظوم [illegible] عقیدت کے لئے مخصوص ہو گیا۔

قرآن [illegible] ارشاد [illegible] رہے شعراء تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں [illegible] باتیں [illegible] جو کرتے نہیں ہیں۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے اور اللہ [illegible] ظلم کیا گیا تو صرف بدلہ لے لیا (الشعراء آیت ۲۲۴ تا ۲۲۷)

[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن شخص کفار کے ساتھ اپنی تلوار اور اپنی زبان کے ساتھ جہاد کرتا [illegible] قسم [illegible] کے ہاتھ میں میری جان ہے تم کفار کو شعر اسی طرح مارتے ہو جس طرح تیر مارا جاتا ہے۔

[illegible] رسول اکرمؐ کے حسن صوری کے ذکر کا تعلق ہے عہد صحابہ کے بعد یہ ممکن ہی نہیں رہا کیونکہ اس عہد

کے تمام لوگوں کو نبی اکرمؐ کے دیدار کا شرف حاصل تھا اس لئے وہ جو کچھ کہتے تھے حسب حال اور بیان واقعہ ہوتا تھا ہمارے عہد میں حسن صورت کے بیان کی ساری کوششیں مبنی بر قیاس ہونے کی وجہ سے افسانوی رنگ تو اختیار کر سکتی ہیں لیکن ہمارا توسن تخیل شہر حقیقت کی گرد بھی نہیں پا سکتا۔ آج کون ہے جو ام معبد کی طرح مدح پیمبر کرے۔ سفر ہجرت کے دوران نبی اکرمؐ نے ایک خاتون معبد کے ہاں کچھ دیر قیام فرمایا اور جب ابو معبد نے آکر اپنی زوجہ سے مسافروں کا حال پوچھا تو وہ بولیں۔

"میں نے ایک شخص کو دیکھا پاکیزہ رو' کشادہ چہرہ' پسندیدہ خو' صاحب جمال' حسن مجسم' آنکھیں سیاہ روشن اور فراخ گھنے سیاہ گھنگھریالے بال' آواز میں تمکنت' لمبی گردن' روشن مردمک' باریک و پیوستہ ابرو' خاموش' باوقار گفتگو دل پذیر و دل نشین و دل گداز' دور سے دیکھو تو ہمہ رعنائی و دلکشی' قریب سے نہایت دیدہ زیب' مکمل حسن' شیریں مقال' شگفتہ بیان' واضح کلام' کمی بیشی سے مبری' باتیں گویا موتی کی لڑیاں پروئی ہوئی' میانہ قد نہ پست نہ طویل' شاداب نہال' تازہ شاخ' پاک گہر' پاکباز' عالی مرتبت' رفیق ایسے کہ ہر لمحہ پروانہ صفت جاں نثار ساتھی اس کی گفتگو کے وقت ہمہ تن گوش سراپا سکوت ہو جاتے ہیں اس کے ہر حکم کی تعمیل میں ہر شخص سبقت لے جانا چاہتا ہے۔ مخدوم مطاع' نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو' یک کامل و اکمل انسان۔"

میرے خیال میں ام معبد کے بیان نے حضورؐ کے حسن صوری کے بیان کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ بہتر حسن معنوی یعنی اسوہ مبارک اور حیات نبیؐ کا عملی پہلو مد نظر رکھتے ہوئے جو نعت لکھی جائے گی وہ اپنی ابدیت اور پیام عمل کی وجہ سے بہت دقیع رہے گی لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اردو نعت کے سرمائے میں ایسی مثالیں کم ہیں ہماری نعتیہ شاعری پہ عنایت علی خان نے کس قدر دکھ سے تبصرہ کیا ہے۔

میں تیرے مزار کی جالیوں ہی کی مدحتوں میں مگن رہا
تیرے دشمنوں نے ترے چمن میں خزاں کا جال بچھا دیا

نعت اگر حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطبہ ہے تو آپ سے مخاطب ہونے والوں کو قرآن کریم فرقان حمید اس طرح آداب کلام سکھاتا ہے "اے ایمان والو نہ کہا کرو راعنا اور کہا کرو انظرنا اور سنا کرو" (بقرہ ۱۰۴)

اس ہدایت ربانی سے شعراء پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نعت میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کریں جو ذو معنی ہو اور تلفظ کے ذرا سے فرق سے اس لفظ میں ذم کا پہلو نکلتا ہو۔ ایک اور مقام پر قرآن کریم رسالت مآب سے مخاطب ہونے والوں کو حکم دیتا ہے کہ تمہاری آواز نبیؐ کی آواز سے بلند نہ ہو۔ اس حکم کا مقصد بھی بارگاہ نبوی میں لب کشائی کی عظمت اور کلام کی حرمت کی تعلیم دینا ہے۔

پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ اسلامی تعلیمات سے کماحقہ آگاہی حاصل کئے بغیر اور مقام رسالت منصب و مقصد نبوت اور نبی اکرمؐ کی بعثت کی عظمت کا ادراک حاصل کئے بغیر کوئی شاعر غلطیوں سے پاک ایسی نعت لکھ سکے جس میں حضورؐ سے براہ راست مخاطبہ ہو۔

نعت میں اگر بیان واقعہ مقصود ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ واقعہ اپنی پوری اسناد کے ساتھ نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ

اس طرح نظم ہو کہ نہ تو روح واقعہ مجروح ہو اور نہ شعری محاسن کا خون ہو۔

نعت گوئی میں زبان و بیان اور شاعری کے جملہ محاسن سے استفادہ کرنا اور معائب سخن سے بچنا شاعر کی صلاحیتوں پر منحصر ہے تاہم خیال رہے کہ شعراء کے محبوب افصح العرب سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نذر ہوں گے۔ اس کے علاوہ نبی آخر الزماں' صاحب رحمت بے کراں' کے فضائل اس طرح بیان ہوں کہ انبیائے ماسبق کے مقام نبوت کا استخفاف بھی نہ ہو اور ذوق سے فخر کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مدافعت کرتے۔ رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے۔

"جب تک حسانؓ میری طرف سے فخر یا مدافعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔" آپؐ نے فرمایا حسانؓ نے کفار کی ہجو کہہ کر مسلمانوں کو شفاء دی اور خود شفا پائی۔" (مشکوٰۃ جلد دوم باب البیان والشعر)

آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ سے جو مطالب مستنبط ہوئے وہ یہ ہیں کہ شاعری عطیہ رحمن ہے اور دنیا کی تمام نعمتوں سے استفادہ کرنے کا حق پورے عالم انسانی کو ہے لیکن قرآنی ضوابط کے مطابق حرمت و حلت کا خیال ہمہ وقت رکھنا ضروری ہے چنانچہ عام انسانوں کی طرح شعراء کے لئے بھی ضروری ہے کہ خسران سے بچنے کے لئے پہلے اسلام قبول کریں پھر اسلامی احکامات کے مطابق اپنے اعمال سنواریں پھر کذب و تملق سے گریز کرتے ہوئے عطیہ خداوندی یعنی صلاحیت شعر گوئی کو جہاد حیات میں ہتھیار کی طرح استعمال کریں اور اپنی تمام تر صلاحیتیں کام میں لائیں اور انہیں تشریح مقصد رسالت' تفہیم منصب نبوت اور اشاعت نظریہ توحید کے لئے وقف کر دیں۔ گویا شعراء کا کلام کار رسالت میں اس طرح ممد و معاون ثابت ہو کہ ہر عہد میں تعلیم رسولؐ" اسوہ رسولؐ" حب رسولؐ اور اتباع رسولؐ ہی شاعری کا موضوع بنا رہے۔ اس کے علاوہ کفار کے اعتراضات کا جواب دینا۔ اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنا اور استخفاف شعائر چراغ ایمانی کی مذموم کوششوں کے خلاف قلمی جہاد کرنا بھی شعراء پر فرض ٹھہرا۔ چنانچہ جب نافہ فن کی مشک نسیم عقیدت کے دوش پر چل کر مدینۃ النبیؐ میں داخل ہوتی ہے تو ریاض حب نبیؐ میں نعت کے ہزارہا پھول کھل جاتے ہیں۔ یہ پھول اپنی زبان حال اور رنگ طبیعت کے مطابق کہیں عشق نبیؐ میں جیب و گریباں چاک نظر آتے ہیں کہیں نعت رسولؐ اکرم کی تقدیس کا رنگ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی یہ تفسیر سیرت بن جاتے ہیں تو کبھی تصور جمال کے شیدائیوں کے پیراہن کا رنگ اپنا لیتے ہیں۔ غرض ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیفتگی کے جذبے کا اظہار ہے۔ لیکن اس اظہار میں اس اعتدال کی ضرورت ہے جو آپؐ نے زندگی کے ایک ایک لمحے میں برقرار رکھا اور جس کی تعلیم دی۔ مولانا حسن مثنیٰ ندوی کے قول کے مطابق نعت شہ کونین۔

شیفتگی چاہتی ہے' آشفتگی نہیں   سپردگی چاہتی ہے' شوریدہ سری نہیں
ہوش چاہتی ہے' بے ہوشی نہیں   تہذیب چاہتی ہے' وحشت نہیں

نعت کے ذریعہ حضور رسالت مآبؐ کی خدمت اقدس میں خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے اور خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ کی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل کیا جائے اور نعت میں استعمال کئے جانے والے الفاظ جو ہر عمل سے قوت پاتے رہیں۔ ایسی نعت عہد رسالت مآبؐ کے تمام شعراء نے لکھی جن میں عبداللہ بن رواحہؓ" حسان بن ثابتؓ" کعبؓ بن زہیر و کعبؓ بن مالک وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اس عہد کے بعد بتدریج الفاظ عمل کی قوت سے محروم ہوتے چلے گئے

اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ علم کے بغیر عمل وبال اور عمل کے بغیر علم خیال ٹھہرا۔

پھر یوں ہوا کہ حروف کے کھوکھلے در و بام اور لفظوں کے بے بنیاد قصر تعمیر ہونے لگے۔ کیونکہ اہل حال کی مسندوں پر اہل قال کے قبضے نے قحط الرجال کی مدت دراز کر دی اور با عمل با کمال آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

یہ کیا ہوا کہ فقط تذکروں میں ملتے ہیں — نگاہ ڈھونڈتی پھرتی ہے با کمالوں کو

یہ اس لئے ہوا کہ سہل پسندی اسلامی معاشرے کا طرہ امتیاز ٹھہری۔

شرط ایماں مصطفےٰ سے والہانہ پیار ہے — پیار لیکن پیروی ہے پیروی دشوار ہے
پیروی سے عاشقی آسان ہے اور اس لئے — جس کو دیکھو ان کا دیوانہ سر بازار ہے
(رحمٰن کیانی)

نعت اگر نبی کریمؐ کے جمال صوری و حسن معنوی کی تعریف ہے تو اس موضوع پر قلم اٹھانے سے پیشتر شعراء کے لئے ضروری ہے کہ وہ مقام رسالت کا عرفان حاصل کریں اور نعت کا یہ تقاضا بھی ہے کہ موازنہ میں کسی نبی کی تنقیص کرنے کی غلطی بھی سرزد نہ ہو کیونکہ قرآنی تعلیم کے مطابق انبیاء علیہم السلام کے مابین تفریق قطعی جائز نہیں پھر بھی کہیں انبیاء سابقین کے حوالے سے رسالت مآبؐ کا ذکر مقصود ہو تو نبی اکرمؐ کا یہ فرمان نگاہ میں رکھنا کافی ہے کہ میں فخر آدم" معرفت شیث" شجاعت نوح" دعائے خلیل" زبان اسمٰعیل" رضائے اسحٰق" حکمت ہود" امید یعقوب" حسن یوسف" سطوت سلیمان" جہاد یوشع" محبت دانیال" طاعت یونس" وقار ایاس" طہارت یحییٰ" اور یقین عیسیٰ" ہوں
کسی فارسی شاعر نے اسی پہلوؤں کو اپنے حقیقہ شعر میں کس خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مذکورہ بالا تمام نزاکتوں کے بعد اہل پہلوؤں پر غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ نعت شاعری کی تمام اصناف میں کہی جا سکتی ہے۔ قصیدہ' مثنوی' مثلث' مخمس' مسدس' قطعہ' رباعی' ہم معرا' غرض جس صنف میں ذکر رسولؐ ہو اسے نعت ہی کہا جائے گا۔ شاعری کی اصناف میں سے ہر شاعر اپنے رور بیاں اور قدرت تخلیق کے اعتبار سے جس صنف کو چاہے منتخب کرے۔
شاعر کی قادر الکلامی' اسلوب اور لہجہ جس قدر پر اثر ہو گا اسی قدر شاعر کی کوشش کامیاب قرار دی جائے گی اور نعت میں اثریت جذب دروں سے پیدا ہوتی ہے بغیر جذب دروں قادر الکلامی بھی بے سود ہو گی۔
ان تمام نکات کے علاوہ اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ قرآن کریم سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ایک معنہ ریز سیرت مطہرہ بن کر ابھرتی ہے۔ آپؐ کی رسالت کا دائرہ ازل و ابد پر محیط ہے اور کائنات میں اللہ رب العزت کا محبوب ترین بندہ اور رسول ہونے کا شرف بھی صرف آپؐ ہی کو حاصل ہے اور اسی لئے اللہ سے محبت اتباع سنت نبویؐ سے مشروط ہے۔ اس کے باوصف نعت گو شعراء کے لئے نبی کریمؐ کی ذات میں ایسے پہلو تلاش کرنا جو شان خداوندی سے قریب تر اور مقام بندگی سے دور تر ہوں قطعاً" خلاف شرع ہے با ایں ہمہ حب سرور کونین کا تقاضا محتاط در محتاط ذکر ہے یہ ہے کہ

شعرا بہ صمیم قلب آپؐ کی مدحت کریں چنانچہ ہر عہد میں شعراء نے اظہار عشق رسول کے لئے نعتیں لکھیں۔ تاہم اردو شاعری میں جس قدر نعتیں پچھلے عشرے میں لکھی گئیں اتنی پہلے کبھی نہ لکھی گئیں۔ نعتیہ مجموعے بھی اب سے پیشتر کبھی اس بڑی تعداد میں منصہ شہود پر نہیں آئے۔

قدماء کے تو انفرادی نعتیہ مجموعے بھی اس قدر نہیں ملتے جتنے اس عہد میں اجتماعی نعتیہ مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں اور بفضل تعالیٰ یہ سلسلہ بڑے زور و شور سے جاری ہے۔ بقول حضرت غیاث الہ آبادی ؎

یہ عہد عہد رسول کریمؐ ہے

جس طرح ادب کی تمام اصناف میں عہد بہ عہد تبدیلیاں عمل میں آتی رہتی ہیں جو کچھ شعوری اور غیر شعوری ہوتی ہیں اس طرح ہر عہد اپنے ساتھ ادب تخلیق کرنے اور ادب پڑھنے کا خاص شعور بھی لاتا ہے اور یہ عمل مسلسل جاری رہتا ہے۔ اور اس عہد میں جہاں دوسری اصناف ادب میں تبدیلیاں ہوئی ہیں وہاں نعت کہنے کا بھی ایک خاص شعور پیدا ہوا ہے۔ اب نعت کے اسالیب میں تو نئے رجحانات کا اضافہ ہو رہا ہے اور لہجے میں بھی خاص تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں جو اس موضوع کی وسعت پذیری کی آئینہ دار ہیں۔ قدما میں بیشتر شعراء نے نبی کریمؐ کے صوری حسن و جمال کے بیان پر زور دیا لیکن حالی، مولانا ظفر علی خاں اور اقبال کے تتبع میں اب تعلیمات رسول اکرمؐ موضوع سخن بن رہی ہیں۔ جناب ممتاز حسن مرحوم نے اپنے مرتب کردہ نعتیہ مجموعے "خیر البشرؐ کے حضور میں" کے مقدمے میں غالباً پہلی مرتبہ اپنا نظریہ نعت اس انداز سے پیش کیا تھا۔ "میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور رحمت للعالمین کی ذات گرامی سے قریب لائے جس میں حضورؐ کی مدح ہو، حضورؐ سے خطاب کیا جائے۔ صحیح معنوں میں نعت وہ ہے جس میں محض پیکر نبوت کے صوری محاسن سے لگاؤ کے بجائے مقصد نبوت سے دل بستگی پائی جائے۔ رسالت مآبؐ سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ حضور کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو۔" میری گزارشات کا مرکز و محور جناب ممتاز حسن مرحوم کی یہی سطور ہیں۔



نگر نگر میں نعت

بلوچستان میں فارسی کے نعت گو

ڈاکٹر انعام الحق کوثر

قاضی نور محمد گنج آبوی نے ایک جید عالم' بے باک مورخ' قادر الکلام شاعر اور مجاہد کی حیثیت سے شہرت پائی۔ وہ مدتوں کچھی میں ایک مقام پر کمندار کی صورت میں بیرونی حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ وہ میر نصیر خاں نوری (متوفی ۱۲۰۸ھ ۱۷۹۳ء) اور احمد شاہ ابدالی کے ہمراہ جہاد میں شریک رہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں یوں نیاز کیشی کے پھول پیش کرتے ہیں:

در گنج ہستی اند باز شد   دلش مخزن گوہر راز شد
تن پاکش از ظلمت سایہ دور   ز پیشانیش نور حق در ظہور

ملا محمد حسن براہوئی ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۵ء میں فوت ہوئے۔ وہ بیک وقت بلوچی' براہوئی' فارسی اور اردو میں شعر گوئی کا ملکہ رکھتے تھے۔ ان کے پانچ قلمی دیوان دستیاب ہوئے ہیں۔ ان میں چار تو فارسی زبان میں ہیں۔ پانچویں قلمی نسخے کے دو حصے ہیں پہلا حصہ فارسی اور دوسرا حصہ اردو میں ہے۔ فارسی کے ہر دیوان میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ جیسے

خلق و خالق ہمہ گویند ترا صلی اللہ   من بجمعیت صبح و مسا صلی اللہ
تو در قدم کہ معتبر فلک و عرش شدی   جملہ گفتند ملایک کہ در آ صلی اللہ
من چہ گویم کہ بمدحت ہمہ جا میگویند   ہست این غلغلہ در ارض و سما صلی اللہ

ملا شیخ فاضل بارو زئی خاندان کے امیروں اور حاکموں کے قاضی تھے۔ آپ نے "جنگ نامہ منظوم بارو زئی" رقم فرمایا ہے۔ ان دنوں بارو زئی امیروں مسری خاں اور بختیار خاں کا زمانہ (انیسویں صدی عیسوی کا قریباً نصف اول) تھا۔ اس "جنگ نامہ" میں اللہ تعالیٰ کی ستائش' حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم پر درود کے بعد چار ادین خلفاء کا ذکر ہے۔

ملا عبداللہ علیم (۱۲۲۹ھ تا ۱۳۰۶ھ ۱۸۱۳ء تا ۱۸۸۸ء) کے پہلے دیوان "تحفہ شیریں" میں حمد کے بعد شامل آنحضرت کا ہے۔ بعد ازاں آنحضرت صلعم کے اس معروف کو شعر کا جامہ اوڑھایا ہے۔ جو علیم کے الفاظ میں تحفہ صلعم "مومنان و تعویذ جان عاشقاں" ہے۔

دوسرا دیوان "دیوان علیم" کے نام سے بلوچی اکیڈمی کوئٹہ نے جون ۱۹۷۳ء میں شائع کیا۔ اس میں متعدد غزلوں میں ہادی اسلام آنحضرت صلعم کا ذکر مبارک پر شکوہ انداز میں ملتا ہے۔ مثلاً

بہ مہر محمدؐ مدام در طلبی ست   اگر طلب نکنم محض کفر و بی ادبی ست
ترا ست نزد خدا قدر تابان صدی   میان نام تو نام خدا ست میمی فرق

وصف تن محبوب خاص داوری را گو بیت   جملہ پیغمبران در پیش او بیجون سپاہ

مرزا احمد علی احمد ۱۳۱۲ ہجری ۱۸۹۴ء میں فوت ہوئے بڑے نامور شاعر تھے۔ مرزا احمد علی اور ملا علیم کے مابین

محبت و الفت کی پینگیں استوار تھیں۔ دونوں ایک دوسرے کو خط بھیجتے تھے۔ علیم نے اپنے دیوان "تحفہ شیریں" میں ان خطوں کو شامل کیا ہے۔ ان میں چند نعتیہ غزلیں بھی موجود ہیں۔ احمد کے دو تین نعتیہ شعر یہ ہیں :

ای شاہ پری رخان چالاک وی ماہ مہران بی باک
بر قد تو خلعت است زیبا لو لاک لما خلقت الافلاک
در وصف تو قاصر ست واللہ تقریر زبان عقل و ادراک

میر مولا داد خاں ملا محمد حسن براہوئی کے فرزند ارجمند تھے۔ ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۴ھ / بمطابق ۱۹۰۶ء میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ ان کی یادگار ایک دیوان ہے جو چھپ چکا ہے۔ میر مولا داد آنحضرت صلعم کی بارگاہ میں مختلف مقامات پر نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ جیسے

شمس و قمر منور از انوار مصطفیٰ است چرخ فلک معلق از اسرار مصطفیٰ است
خوشتر آن روزیکہ بینم روضہ ات باچشم دل از سی شادی و فرحت گویمت صد مرحبا

تقابل خوب ہے ملاحظہ فرمایئے :

اوج احمدؐ بر سما و موج موسیٰ بر زمین ہر دو چوں طور اند اما این کجا و آن کجا

خوث بخش متخلص بہ "خاکی" قلات کے مکین تھے۔ جیکب آباد میونسپلٹی میں میر منشی رہے۔ ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء میں عالم بقا کو سدھارے۔ خاکی نے آنحضرت صلعم کی ذات مبارک سے اپنی عقیدت کے اظہار کی خاطر سوز و گداز سے بھرپور نعتیں لکھی ہیں۔

سید عظمت شاہ شاہد فرزند سید رستم شاہ ۱۲۹۱ھ ۱۸۷۴ء میں مستونگ میں پیدا ہوئے۔ حضرت محمد صدیق نقشبندی مستونگی سے فیض یاب ہوئے۔ قلمی دیوان بنام "مصنوعات مدح شاہد" بطور یادگار موجود ہے۔ جو عنفوان شباب میں ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء میں مکمل ہوا تھا۔ اشرف انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گویا ہوتے ہیں :

بی حب پیغمبر نتوان یافت خدارا بشنلس خدا را بہ تولای محمدؐ

محمد صدیق ہتھوری کی ایک کتاب "ذخیرہ سلیمانی" لاہور سے چھپی تھی۔ جو ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء میں مکمل ہوئی تھی۔ اس میں آنحضرت صلعم کے حضور اظہار ارادت کرتے ہوئے کہتے ہیں :۔

درد دارم دوا نمیدانم جز دوای تو یا رسول اللہ

محمد عبداللہ حکیم عشق و عرفان میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ مولانا حضرت صدیق نقشبندی کی محبت سے فیض یاب ہوئے آپ نے مستونگ اور مستونگ کے علاقے کے مکینوں کی بڑی خدمت کی۔ ان کی اکثر کتابوں جیسے "مناجات حکیم با نعت رسول کریم"" "گلدستہ حکیم عرف سفر حجاز"" "خمس محمود نامہ"" اور "گلشن حکیم" میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ جو قاری کے دل و دماغ کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتے۔ چند شعر یہ ہیں :

اک پیک پاکبازان بمدینہ گرہ رسی   چہ شود کہ حال زارم بر مصطفیٰ نمائی
ای شاہ ہر دو عالم پرسان بکن ز حالم   از حد گذشت دردم جان رفت از جدائی

محبت بر علیم زار بخشید
چہ سان گویم ثنای مصطفائی محمدؐ

بروز و شب و سال و مہ ای کریم   ہمین عرض دارد بہ بہشت علیم
طفیل محمد شہ انبیاء   گنہ ہای مارا ببخش ای خدا

علیم اللہ علیم کے فرزند ارجمند ابوبکر مستونگی (المتوفی ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء) "گلزار عابد" اور "نماز بہ ترجمہ منظوم فارسی" کے مصنف عابد شاہ عابد (المتوفی ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۰ء) "سورہ یسین" کی منظوم تفسیر والے محمد صالح شاکر، اور مثنوی بہرام خان ثانی والے ملا ولی محمد ستنوری اپنی اپنی بساط کے مطابق آنحضرت صلعم کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

سید غلام حیدر شاہ حنفی ۱۲۸۶ھ تا ۱۳۷۱ھ (۱۸۶۹ء تا ۱۹۵۱ء) عموماً جمعہ کو منبر پر کھڑے ہو کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نذرانہ ارادت پیش کرتے تھے۔ آواز میں بلا کا سوز تھا۔ آپ کے قلمی دیوان "گلدستہ حنفی" میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ مثلاً

تاج لولاک بہ سر کردہ' ای ختم رسل   محمد گویند بدیدار تو سبحان اللہ

نعت بی نقط کا ایک شعر سنئے:

آو مردم کارگر گردد' رسد مارا صدا   محو گردم' سر دہم در راہ اسم احمدا

بلوچستان کے ایک نامور شاعر سردار گل محمد خان زیب مگسی اپنے قلمی دیوان "ارمغان عاشقاں" میں متعدد صنعتوں کا بر محل اور اچھوتا استعمال کرتے ہیں۔ ان کا ایک نعتیہ شعر یہ ہے:۔

تاج ایران کہ خراج از ہمہ شاہان گیرد   میکند سجدہ بدستار رسول عربیؐ

ملا میں چلا بادی، "شاخ طوبیٰ" والے تخلص صادق، یعقوب علی انیس، شیخ خوش محمد اور ماہر افغانی وغیرہ بھی حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول پیش کرتے ہیں۔

حنفی نے مخمس کے اس بند میں اردو کا استعمال بھی کیا ہے اس پر یہ مضمون ختم ہوتا ہے۔:۔

در ہیں صبح و مسا خوانند با شوق این صدا   گویند با صدق و صفا تسبیح ہر شاہ و گدا
در حس ور فانی سرا دارند ہم این مدعا   دیروز در بوستان سرا ہم طوطیان خوش نوا
پڑھتے تھے نعت مصطفیٰ بلغ العلےٰ بکمالہ

بلوچستان میں پشتو کے نعت گو

ڈاکٹر انعام الحق کوثر

پشتو زبان میں نعت گوئی کو اتنی ہی اہمیت حاصل ہے، جتنی کہ عربی، فارسی، یا اردو میں ہے اور یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ پشتو میں نعت گوئی کی تاریخ قریب قریب مذہب اسلام کی تاریخ سے وابستہ ہے

تذکروں کے حوالے سے پشتو زبان میں جو پہلی حمد سامنے آتی ہے وہ ژوب کے بیٹ نیکہ کی ہے۔ بقول سید عابد شاہ عابد "پشتو شاعری میں نعت گوئی پشتون شعرا کا خاصہ رہا ہے لیکن بدقسمتی سے پشتو کی کلاسیکی شاعری میں نعت کا حصہ بہت ہی کم ہم تک پہنچا ہے۔"

پیر محمد کاکڑ کا مولد کان مہترزئی تحصیل مسلم باغ ضلع ژوب تھا۔ آپ کی علمیت کا خاصا شہرہ تھا۔ آپ کا پشتو زبان کی ترقی میں ممتاز حصہ ہے۔ آپ نے اپنا دیوان ۱۱۹۶ھ ہجری میں مکمل کیا تھا۔ آپ کے بارے میں عبدالصمد درانی لکھتے ہیں کہ پیر محمد کاکڑ کو "کسے غر" (ژوب) کی سرزمین سے بے حد محبت تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ایک طرح کی پاکستانی قومیت کا تصور پیر محمد کاکڑ کے کلام میں موجود ہے۔ وہ آج سے تقریباً" تین سو سال پہلے کشمیر اور لاہور کو اپنا وطن اور قندھار کو "دبل حیواد" (پرایا دیس) کا نام دیتا ہے۔

پیر محمد کاکڑ کے چند نعتیہ شعروں کا اردو ترجمہ سماعت فرمائیے:

اگر محمدؐ کا نور پیدا نہ ہوتا
تو اس دنیا پر اللہ روشنی نہ کرتا
ظاہر میں محمدؐ ختم النبیین ہیں اور معنی میں سب سے مقدم ہیں۔

محمدؐ دونوں جہانوں کے مشہور ہیں۔ وہ سوائے اللہ کے اور کسی کے محتاج نہیں۔ کوئی بھی گنہ گار ان کی رحمت سے ناامید نہیں کہ محمدؐ شافع بھی ہیں اور پیشوا بھی۔ میں جنت کی غرض سے بیان ہوں، پیر محمدؐ مجھے نبیؐ کی شفاعت کی تمنا ہے۔

اسی دور میں احمد شاہ ابدالی نے کہا تھا:

میرا دل رسول پر نازاں ہے
اور تمام امت انہی پر فخر کرتی ہے
وہ ہم پر مہربان ہو گا
یا مصطفیٰ فریاد رسی کر

اسی زمانے کے غر (ژوب) کے علاقے کے ایک قادر الکلام شاعر شمس الدین کاکڑ کے چند نعتیہ اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

اگر تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب چاہتا ہے
تو ہمیشہ انہی کا خیال دل میں جاگزیں رکھ

دل کی آنکھ کو آئینہ بنا کر دیکھ تو تجھے
یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے نظر آئیں گے

اگر تو کبھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن دیکھ لے تو دوسرے تمام پھولوں کا حسن تیری آنکھ کا کانٹا بن جائے گا یعنی تجھے کھٹکے گا۔

تو درود پڑھ کر در حساب لگا کر دعائیں مت مانگ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ورد کرتے ہوئے اپنی زبان خشک کر لے یعنی سکھا دے۔

چاند جس سورج کے حسن اور تابانی کا حاشیہ بردار ہے۔ وہ سورج بھی حضرت محمد صلعم کے سامنے ہیچ ہے۔
تو مجھے آب کوثر سے بے شک پیاسا ہی لوٹا دے
لیکن محمدؐ کی قدم بوسی مجھے ضرور نصیب ہو۔
خدا نے شمس الدین کی آنکھوں کے لئے وہ خاک بھی سرمہ بنا دی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تلے پامال ہوئی۔

ملا جان محمد کاکڑ بھی ضلع ژوب کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے شاہ شجاع کے زمانے میں بحیثیت ایک قادر الکلام صوفی شاعر کے شہرت پائی۔ ۱۲۱۳ھ بمطابق ۱۷۹۹ء میں انہوں نے اپنا مجموعہ کلام مرتب کیا۔ ان کے چند نعتیہ اشعار کا اردو ترجمہ دیکھئے:

ولاک کا تاج اس کے سر پر رکھ کر (خدا نے) میرے پیشوا کی خوب ناز برداری کی۔
کوئی بھی شخص اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا جو رتبہ میرے آقا کو حاصل ہے۔
اس شخص کو آخرت کا کوئی اندیشہ نہیں جس نے میرے آقا کو تسلیم کر لیا۔
اگر کوئی دنیا میں کسی معتبر کی بات کرتا ہے تو میرے آقا سے زیادہ پیشوا دنیا میں کوئی نہیں۔

علامہ عبدالعلی اخوندزادہ (۱۲۸۹ھ ۔ ۱۳۶۳ھ / ۱۸۷۲ء ۔ ۱۹۴۳ء) عربی، فارسی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ پشتو آپ کی مادری زبان تھی۔ آپ کا دیوان شباب کی یادگار ہے۔ حافظ خان محمد نے آپ کے کلام کا انتخاب ۱۹۵۵ء میں "شاخ گل" کے نام سے چھپوایا تھا۔ اس مختصر سے مجموعے کے مطالعے نے نوجوانوں کو پشتو میں شعر کہنے اور نثری ادب تخلیق کرنے کی ترغیب دی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج کوئٹہ ڈویژن کے چپے چپے میں جتنے نوجوان شاعر نظر آتے ہیں وہ علامہ موصوف سے اثر پذیر ہوئے ہیں۔

علامہ عبدالعلی اخوند زادہ نے عملی طور پر تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ بقول عبدالصمد درانی "اللہ تعالیٰ نے انہیں دردِ دل اور روشن دماغ کے ساتھ ساتھ پرسوز آواز بھی عطا کی تھی چنانچہ جب وہ خوش الحانی سے اپنے اشعار پڑھتے تو ان شعروں کے سوز و گداز سے سینوں میں دل تڑپ تڑپ اٹھتے۔ اکثر آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے۔"

علامہ عبدالعلی کے چند نعتیہ اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

وہ ذات جو شفیع محشر ہے۔ اس پر بہت بہت درود و سلام
اس کی امت بہترین امت ہے اور اسے خدائے عظیم نے خیر امۃ کا نام دیا ہے۔
عبدالعلی کے ہاتھ خالی ہیں اور آخرت کا سخت سفر بغیر زاد راہ کے مشکل ہے۔

موجودہ دور میں پشتو شاعری نے جس انداز سے ترقی کی ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ نعت گوئی کے حوالے سے اس زمانے میں ایسا کوئی شاعر تو سامنے نہیں آتا جو مکمل طور پر نعت گو شاعر ہو لیکن اپنے طور پر نعت گوئی کا حق تقریباً ہر ایک سے ادا کیا ہے۔

سید محمد رسول فریادی تحصیل پشین کے علاقہ گا گئی کے سادات میں سے ہیں۔ والہانہ انداز میں نعت کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں مثلاً

آپ نے سعادات کا چراغ جلایا اے ہمارے سردار آپ بہترین خلائق میں ہیں۔ آپ تمام عالم موجودات کے لئے باعث فخر ہیں۔ اللہ خود آپ کا ناز بردار ہے۔

بقول سلطان صابر: میں ازروئے ادب آپ کا نام نہیں لے سکتا۔ بجز اس کے کہ کائنات میں خدا کے بعد آپ ہی کا نام آتا ہے۔

سرور سودائی کی آواز آتی ہے: تو میری اندھی آنکھوں کے لئے حجاز کی خاک سرمہ بنا دے اور پھر مجھے پہلو میں پکڑ انگاروں سے بچا کر میرے گھر تک چھوڑ جا۔

عبدالباری اسیر گویا ہوتے ہیں: امت مسلم کی ہر نماز آپ صلعم کے ذکر مبارک کے بغیر مکمل نہیں۔ میں آپ کے قربان جاؤں۔

عبداللہ درویش کہتا ہے: اے خالق کائنات! تیرے اور میرے درمیان کتنا خوبصورت رشتہ قائم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ترا بھی محبوب ہے اور میرا بھی محبوب ہے۔

بقول ابوالخیر: آپ صلعم کا اسوہ حسنہ ہدایت کا روشن راستہ اور کہکشاں ہے۔ جو بھی اس راستے پر چلا وہ رضواں تک پہنچ گیا۔

سہیل جعفر: اپنی محبت کی شمع میں ایک مرتبہ مجھے بھی جلا دے تاکہ میں تیری پیروی میں اپنی زندگی راکھ کر دوں۔

نذر محمد نظر پانیزئی: آپ صلعم کا پیغام محبت ہے اور آپ کی ہر بات بچی ہے اور قند سے زیادہ شیریں بھی۔ آپ صلعم پر میرا سلام۔

مقدس خاں معصوم:

اے دو جہاں کے سردار میں تیرے قربان جاؤں
اے تمام امت کے غمخوار میں تیرے قربان جاؤں

عبدالغفور پردیس: تو نے انسان کو انسانیت سے مشرف کیا پردیس کو بھی خدا کرے تری امداد (کرم) میسر آئے۔

سیال کاکڑ: آنحضرت صلعم کی تعلیمات ہمیشہ جاری و ساری رہیں گی۔ اس دنیا کے وہ لوگ نادان ہیں جو انہیں تسلیم نہیں کرتے۔

عمر گل عسکر: آنکھ کے جھپکنے کے عمل اور دل کے دھڑکنے کے عمل میں ہر لمحہ محمدؐ کی تعریف و توصیف کا بیان ہوتا ہے۔

گل شاہ خوشی: آپؐ کا ہر عمل قرآن کے مطابق تھا کیونکہ آپؐ (مبارک) ہادی برحق ہیں۔

سعید گوہر: میں ترے وجود (موجودگی) کے ساتھ اس عقیدت سے زندگی گزار رہا ہوں کہ اگر آپ کا نہ ہوں (نہ ہوتا) تو پھر عبث اور بیکار زندگی گزار رہا ہوں

عبدالکریم ہریالی: خواہ ہجر کی کالی رات ہو یا بخت کی تاریکی ہو ـــــ لیکن جو شخص آپ کے در تک پہنچ گیا وہ آپؐ کے طفیل منور (روشن ضمیر) ہوگیا۔

بقول عبداللہ ذاکر: جس ہستی مبارک کی وجہ سے یہ معزول شدہ (جس کی سرزنش کی گئی تھی) انسان دوبارہ عرش معلی تک رسائی حاصل کر سکا میں (ذاکر) اس پر ہمیشہ درود و سلام بھیجتا رہوں گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو چشمۂ جود و کرم ہیں اور آپ
کی آل پر درود، برکت اور سلام بھیج۔

بلوچستان میں اردو نعت

ڈاکٹر انعام الحق کوثر

خدائے قدوس وحدہ لاشریک کی حمد کے بعد دنیا بھر میں جس ہستی کی سب سے زیادہ تعریف اور توصیف بیان ہوئی ہے۔ وہ حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہی ہے۔ اس زمرے میں کسی قوم گروہ یا مذہب کی کوئی قید نہیں کیونکہ غیر مسلم تک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

قدیم شعرا تو اس دستور پر عمل پیرا رہے کہ خواہ کچھ بھی نظم کریں حمدیہ اشعار کے بعد نعتیہ اشعار ضرور ہوتے۔ کم و بیش یہ انداز بیسویں صدی کے اوائل تک رہا۔ بعد ازاں یا تو اس سے صرف نظر کیا گیا یا پھر مستقل طور پر نعت ہی کو موضوع سخن بنایا گیا۔

بلوچستان میں ۱۹۱۱ء کے لگ بھگ لورالائی میں مشاعروں کا آغاز ہوا۔ اس مشاعروں میں شرکت کرنے والوں کے نام یہ ہیں

سردار محمد یوسف خاں پولیزئی' مولوی عبدالحنان احقر' عنایت اللہ خاں ایاغ' خان بہادر نبی بخش خاں اسد' چراغ الدین چراغ' محمود خاں محمود' نانک سنگھ نانک' فتح جنید نسیم' عابد شاہ عابد' عنایت علی عنایت' ہرکرن داس ہرکرن' پنڈت نیون سنگھ مسکین' سردار غازی خاں' شیخ محمد عبدالحق وغیرہ۔ ۷ جون ۱۹۱۵ء کو لورالائی میں مشاعرہ منعقد ہوا تھا۔ جس کے سیکرٹری سردار محمد یوسف خاں یوسف تھے۔ مصرع طرح تھا۔

وہ شبنم ہوں پہنچ سکتا نہیں دیوار گلشن تک

اس مشاعرہ میں بعض شعرا نے نعتیہ اشعار بھی پڑھے تھے جیسے مولوی عبدالحنان احقر عرائض نویس درجہ اول لورالائی: ۔

تمنا ہے کروں میں صاف گلیاں اپنی پلکوں سے شہ یثرب! اگر پہنچائے قسمت تیرے مسکن تک

بابو عنایت اللہ خاں ایاغ:

بہ پیش حق کسی نے تو پسارے ہاتھ ہی ہوں گے تمہارے واسطے میں نے تو پھیلایا ہے دامن تک

جناب نبی بخش اسد' نائب تحصیلدار لورالائی:

رسائی ہو کہیں یا رب شہ یثربؐ کے مدفن تک کہ گلچیں سا' جدائی سے' ہوا جاتا ہے گلشن تک

سردار محمد یوسف خاں یوسف پولیزئی تحصیلدار لورالائی:

شفیع المذنبیں ہے رحمۃ للعالمینؐ ہے تو میں چھوڑوں کس طرح داماں ترا محشر کے دامن تک

عابد بلوچستانی نے اپنا ایک مختصر سا مجموعہ کلام "گلزار عابد" کے نام سے ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں مطبع قاسمی واقع دیوبند سے چھپوایا تھا۔ اس کے کل صفحات ۴۸ ہیں۔ سید عابد شاہ نے کہا تھا:

محمدؐ شافع ہے روز حشر کا   محمدؐ شافع ہے سب عاصیوں کا
محمدؐ شافع ہے روز حشر کا   محمدؐ ہے دوا ہر درد دل کا
میں عابد ہوں غلام ہر چار سرور کا   ابوبکرؓ کا عمرؓ کا عثمانؓ کا علیؓ کا

محمد صادق شاد بلوچستان کے مشہور و معروف شاعر اور ادیب تھے جنہوں نے یہاں علمی و ادبی سرگرمیوں کو عام کرنے کے لئے بڑی تگ و دو کی تھی۔ ۱۹۲۹ء میں ایک انجمن خدام المسلمین کوئٹہ کی داغ بیل بھی ڈالی تھی۔ جو ۱۹۳۵ء تک قائم رہی۔ یہ اصلاحی انجمن تھی۔ مولانا ثناء اللہ کے ساتھ مل کر نماز کمیٹیاں بھی بنائی تھیں۔ اردو کے اشعار پڑھ پڑھ کر لوگوں کو نیند سے بیدار کرتے تھے۔ جیسے :۔

اے محمدؐ کی آنکھوں کے تارو' اٹھو   رات غفلت میں تم نے گزاری' اٹھو

ڈاکٹر محمد اسحق صدیقی ناشد' ادیب' شاعر' متواضع' مہمان نواز' شاہ خرچ اور بڑے دوست نواز انسان تھے۔ انیس سال بلوچستان کے مختلف مقامات میں گزارے' بیشتر وقت موسیٰ خیل' فورٹ سنڈیمن' مسلم باغ اور سبی میں گزرا۔ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء کو فورٹ سنڈیمن میں حسب فرمائش مولوی غلام نقشبند خاں حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جو گلہائے عقیدت پیش کئے تھے۔ ان میں سے تین شعر یہ ہیں۔۔

سچ ہے لطف زندگانی اس کو حاصل ہو گیا   جو نبیؐ کے نام لیواؤں میں شامل ہو گیا
بالیقیں دنیا و مافیہا سے مستغنی ہے وہ   سرور کونین کے در کا جو سائل ہو گیا
دردِ حب نبیؐ ناشد ہے جس کے قلب میں   جنت الفردوس میں وہ شخص داخل ہو گیا

بلوچستان کے مرد مجاہد اور مرد قلندر نوابزادہ یوسف علی خاں عزیز مگسی (متوفی ۱۹۳۵ء) اپنے بعض شعروں میں آنحضرت کا ذکر مبارک اس طرح کرتے ہیں:

گاندھی و مالوی کے وعظ دھرے رہ جائیں   میں اگر قول محمدؐ کو نمایاں کر دوں
بس یہی آرزو ہے اسلام پہ مروں   ناموس مصطفیٰ کے بڑے نام پہ مروں
قسم ہے امیؐ بطحا کے ایثار و شجاعت کی   شکم پر سنگ خارا باندھنے والی سخاوت کی
وہ زیب عرب' وہ فخر عجم روتا ہے تمہاری غفلت پر   اٹھ تھام لے باگیں دنیا کی' غازی کمال' اٹھ ہمت کر

میر محمد حسین عنقا کا مجموعہ کلام ۱۹۳۳ء میں کراچی سے "رحیل کوہ" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ جو سرورق سمیت ایک سو صفحوں پر مشتمل ہے۔ "فریاد" (پیارے نبیؐ کی پیاری جناب میں) شاعر کہتا ہے :۔

اے کہ نبیوں کے نگیں تجھ کو نبوت کی قسم   شافع امت عاصی ہے شفاعت کی قسم
حق مسلمانوں نے اچین میں ترا گاڑا علم   ان کی اس جان سپاری و صداقت کی قسم

کر دعا بہر خدا حق میں بلوچستان کے
اس پہ ارزاں ہوں الطاف و کرم یزداں کے

سید صغیر حسین اصغر انبالوی ۱۹۲۸ء میں لاہور سے کوئٹہ آ گئے۔ بلوچستان بھر کے مختلف مقامات میں سالہا سال بسلسلہ ملازمت مقیم رہے۔ آپ کا مجموعہ کلام "دست سبو" کے نام سے چھپا۔ دو تین نعتیہ شعر سماعت فرمائیے:

اٹھائیں سنگ ہم کس طرح سوئے روضۂ رضواں
کلیم اللہ بنا کوئی خلیل اللہ بنا کوئی
کہ اپنی آنکھ میں روضہ ہے محبوب اسی کا
لقب شاید ترے ہی واسطے تھا مصطفائی کا
دل اصغر بہت بیتاب ہے درد جدائی سے
کرم کیجئے خدارا، وقت ہے مشکل کشائی کا

محمد صبغت اللہ صدیقی تخلص ارشد بلوچستان کے معروف شاعر تھے۔ ۱۹۱۸ء میں کوئٹہ آئے۔ آپ نے ہر صنف میں خامہ فرسائی کی: ہدیہ نعت ملاحظہ ہو:

آئے نظر جو مجھ کو مدینے کے بام و در
سجدے تڑپ کے آئے جبیں سے نگاہ میں
اللہ رے یہ درس مساوات مصطفیٰ
کچھ فرق ہی نہیں ہے غلام اور شاہ میں

غلام محمد جمیل کے قلمی دیوان کا نام "نقش جمیل" ہے۔ کہتے ہیں:

اللہ رے یہ ساقی کوثر کا تصور
سر پر مرے مستانہ گھٹا چھائی ہوئی ہے

پروفیسر آغا صادق حسین صادق ۱۹۴۳ء میں کوئٹہ آ گئے تھے۔ "چشمۂ کوثر" نعت و منقبت کا مجموعہ ہے۔ رموز نام محمدؐ کا ایک بند دیکھئے: کیا بات پیدا کی ہے۔

میم سے کاش مسلماں بھی مسلماں ہو جائے
ح سے الحمد کی قندیل فروزاں ہو جائے
میم سے مرکز اسلام کا ساماں ہو جائے
دال سے دہر کی تقدیر درخشاں ہو جائے
چاند بھی دیکھ کے اس نور کو شرماتا ہے
کوئی نقطہ نہیں سب واضح نظر آتا ہے

نبی بخش اسد ۱۹۴۳ء میں ملازمت سے ریٹائر ہو کر سابقہ ریاست لس بیلہ کے وزیر بنے تھے۔ ان کے کلام پر بھی ایک پمفلٹ چھپا تھا۔ جو "سلام و التجا" بحضور سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہے۔ اسی کے دو شعروں پر یہ مضمون ختم ہوتا ہے۔

باعث ایجاد عالم، نور یزداں کو سلام
سید اولاد آدم، ظل سبحاں کو سلام
دستگیر عاجزاں، پشت و پناہ بے کساں
دلنواز عاشقاں، خستہ حالاں کو سلام

قیام پاکستان کے بعد اردو نعت کے ارتقاء کی رفتار بہت تیز ہو گئی۔ اب تک سو کے لگ بھگ مجموعہ ہائے نعت منظر عام پر آ چکے ہیں۔ ان میں سے ایک "فخر کونین" تین حصوں پر مشتمل ہے۔ جو وادی بولان کے ایک عظیم صاحب دل شاعر جناب محشر رسول نگری کا ایک علمی و ادبی شاہکار ہے۔ یہ کتاب حسن اور حقیقت کا ایک نادر امتزاج ہے۔ اس سے ادبیات سیرتؐ

میں ایک گراں بہا اضافہ ہوا ہے۔ اس تخلیق پر "داری بوس" اگر مسرت و طمانیت سے جھوم اٹھے تو بجا ہے' بالکل بجا ہے۔ اس کے پہلے حصے کا ترجمہ انگریزی میں بھی چھپا ہے۔

"فخر کونین" میں جس قسم کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اسی کی مناسبت سے اظہار میں شکوہ' دبدبہ' چمک' حلاوت اور شیرینی پائی جاتی ہے۔ میدان کارزار کا ذکر کرتے ہیں تو رزمیہ انداز ہے۔ جناب سیدہؓ کے شادی عقد کا تذکرہ آتا ہے تو لہجہ اور ہے۔ سرور کونینؐ بیٹی کو جہیز میں کیا دیتے ہیں' محشر کے الفاظ میں سنئے:

میکے سے لے چلی ہے مشقت جہیز میں   پائی ہے اس نے چادر عفت جہیز میں
دی ہے نبیؐ نے فقر کی دولت جہیز میں   حضرتؐ سے لے گئی ہے وہ جنت جہیز میں
بیٹی کوئی نہ باپ سے دولت یہ پا سکی   اخلاق حق سے یوں نہ گھر اپنا سجا سکی

رسول کریمؐ کا الطاف عام ملاحظہ ہو:

انسانیت ملے گی کہیں کائنات میں   تکمیل پا چکی ہے محمدؐ کی ذات میں
تیری نظر سے قسمت انساں بدل گئی   روح حیات اک نئے سانچے میں ڈھل گئی

آنحضرتؐ کی شخصیت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

ہیبت سے کانپتا تھا جو ملتا تھا پہلی بار   ہوتا تھا جب قریب تو بنتا تھا جاں نثار

محشر صاحب نے نعتیں بھی کہی ہیں' اکثر ریڈیو پاکستان سے نشر بھی ہوئی ہیں۔ مثلاً دو تین شعر سنئے:

مدینے کے وہ بام و در اللہ اللہ   کہاں جا کے ٹھہری نظر' اللہ اللہ
یہاں قدر ہوتی ہے اخلاص دل کی   یہاں آپ جھکتا ہے سر اللہ اللہ
نگاہوں کی جنبش بھی سوئے ادب ہے   [illegible] آئین اہل نظر اللہ اللہ

قیوم راشد کا مجموعہ کلام "برگ نابید" ۱۹۶۸ء میں کوئٹہ میں چھپا۔ وہ سرکار دو عالم کے حضور گویا ہیں:

کھلی جس سے ہم پر خدا کی حقیقت   محمدؐ وہ درس خودی لے کے آئے
ہمیں ہیں کہ اب اس کو ٹھکرا رہے ہیں   خدا سے جو اپنے نبیؐ لے کے آئے

ڈاکٹر عبدالمجید کاکڑ کا مجموعہ کلام شائع ہو چکا ہے۔ کہتے ہیں:

دو عالم پہ تو ہے قبضہ تمہارا یا رسول اللہؐ   کہیں کیوں کر کہ ہم ہیں بے سہارا یا رسول اللہؐ

علامہ بخش فیروز پوری فرماتے ہیں:

خط رخسار احمدؐ ہے کہ ہے تفسیر قرآں کی   جناب بیش اس مصرعے پہ مصرعہ لگ نہیں سکتا
کلام اللہ ہے یا ہے رخ زیبا محمدؐ کا   نہیں محتاج سائے کا قد بالا محمدؐ کا

بقول رشید نثار ۔

اے ہادی کل تاجور بزم دو عالم   اب تیرے سوا کوئی مددگار نہیں ہے

صادق نسیم ۲ جون ۱۹۵۸ء سے ۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء تک کوئٹہ میں مقیم رہے۔ آپ نے کوئٹہ میں کئی کل پاکستان مشاعروں کا انعقاد کرایا۔ آپ کا کلام ملک کے بلند پایہ اور معیاری رسائل جیسے نقوش' فنون' اوراق وغیرہ میں چھپتا ہے۔
چند نعتیہ شعر یہ ہیں:

کیوں کہتی ہے دنیا کہ ہیں یثرب کے مکیں آپؐ   جھانکا ہے جو دل میں تو ہیں موجود یہیں آپؐ
توصیف ہو مقصود تو الفاظ نہیں ہیں   کونین کی ہر شے سے جمیل آپؐ حسین آپؐ
ہر علم ہوا آپؐ کے پر تو سے منور   امی کہوں کیسے کہ ہیں قرآن مبیں آپؐ

افسر بہزاد گویا ہوتے ہیں ۔

میسر ہے جن کو حضوری کا عالم   وہی عاشقوں میں ہیں خیر الوریٰ کے

عیاض محمد عیاض کی آواز آتی ہے ۔

لگا لیتے ہیں لو جو احمد مختارؐ سے ہمدم   سنا ایسے ہی لوگوں سے خدا کو پیار ہوتا ہے

ملک محمدؐ رمضان بلوچ کہتے ہیں:

درد چمکا رہی ہے تیری یاد   پھول برسا رہی ہے تیری یاد
درد رمضاں ہے لا دوا پایا   درد' جس کی دوا رہی ہے تیری یاد

نور محمد ہمدم ۱۹۴۳ء سے کوئٹہ میں اقامت گزیں ہیں۔ غزل' نعت' نظم اور اقبال و خسرو کے کلام پر خمسے لکھے ہیں۔ دو تین نعتیہ شعر ملاحظہ فرمایئے:

فضائے دشت و در صلے علیٰ کی دھوم سے ہمدم   سراپا خلد کی آب و ہوا معلوم ہوتی ہے

فرصت ہے کہاں خوف خورشید قیامت کی   ہر آن تصور میں دامان محمدؐ ہے

معصیاں کا خوف ہے نہ عبادت پہ ناز ہے　　اس ظرف بے کنار کی عادت پہ ناز ہے

سید عابد رضوی کو ادب کا شوق ورثے میں ملا آپ نے باقاعدہ کچھ نعتیہ قصیدے روایتی انداز میں کہے ہیں۔ دو نعتیہ شعر

۱۔ فخر بشر کعبہ دین بشریت　　تو ہی تو ہے مسجود ملائک کی حقیقت
تری نعت سے ہے توقیر عبادت قائم　　ترے دامن سے ہے وابستہ دو عالم کی اماں

ظفر خاں نیازی کا ہدیہ نعت ملاحظہ ہو:

آنکھ ہے بے نور وہ جس میں نہیں ہیں تیرے خواب　　دل وہ پتھر ہے جو تیری یاد میں دھڑکا نہیں

ماہر افغانی گویا ہوتے ہیں۔

اللہ نے پیدا کئے جتنے بھی پیمبر　　ایک ایک ہے آئینہ افکار محمدؐ

سرور سودائی کہتے ہیں۔

یہ اوج آدم خاکی اسی نظر سے ہے　　وگرنہ ہم ہیں کہیں اور کہیں محمدؐ ہیں

خورشید افروز۔

سارا عالم تیرگی کو روشنی کہتا ہے کیوں؟　　ہوتی جاتی ہے دنیا تیرے بچے اصول

سعید گوہر۔

سینہ خارا بھی ہو جاتا ہے جس سے چاک چاک　　گفتگو میں وہ اثر دے یا محمدؐ مصطفے

رب نواز مائل۔

وقعت ہزار لفظ کی بڑھ جائے کیا سے کیا　　ہاں سامنے جو ہو وہی گفتار محمدؐ

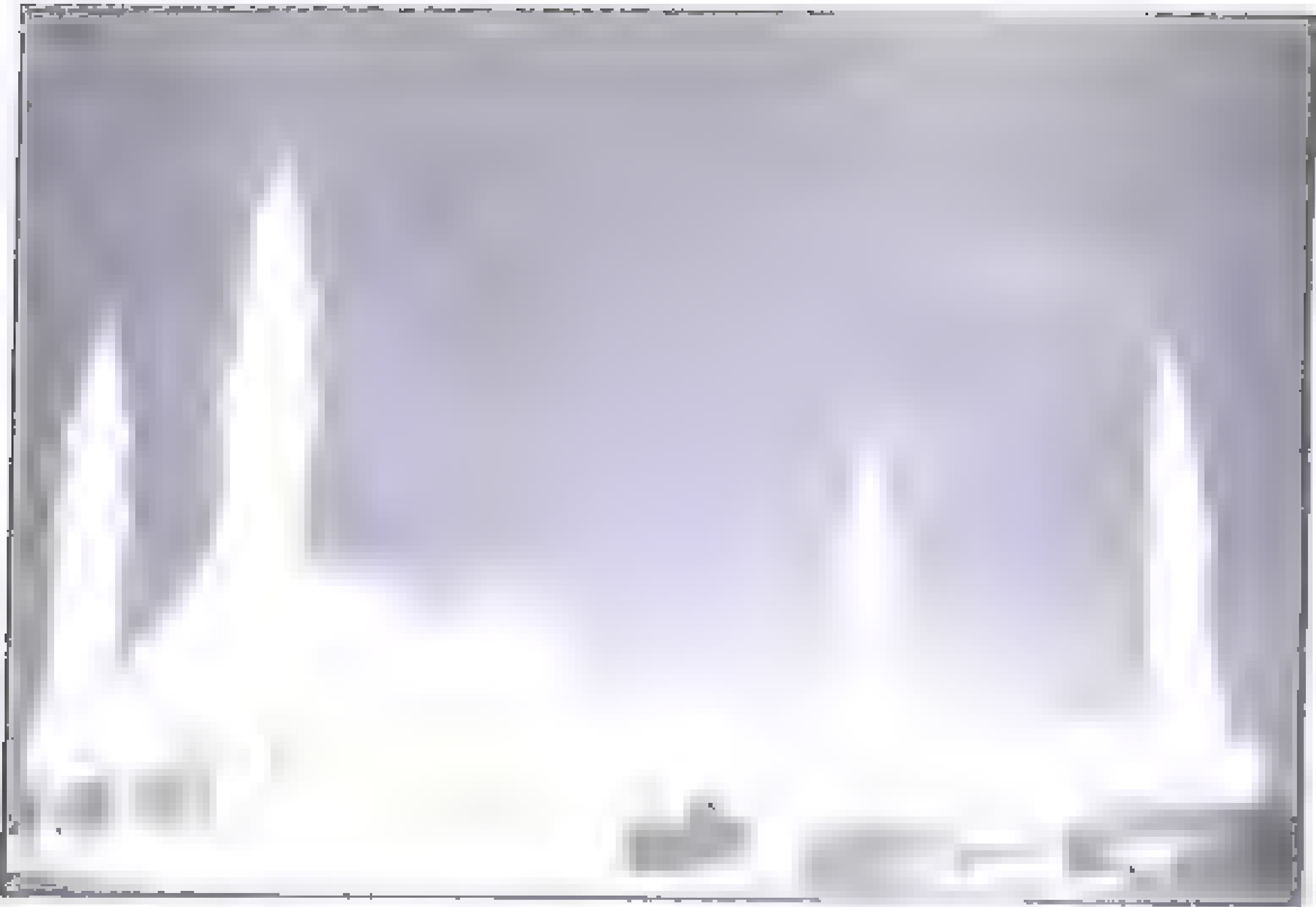
قاضی محمد عالم ضمیر۔

کیوں نار جہنم سے ضمیر آئے اسے خوف　　حاصل ہو جسے سایہ دیوار مدینہ

اخگر سہارنپوری حضرت احمد سہارنپوری کے شاگرد رشید ہیں۔ نعت اور غزل دونوں رنگ خوب کہتے ہیں۔

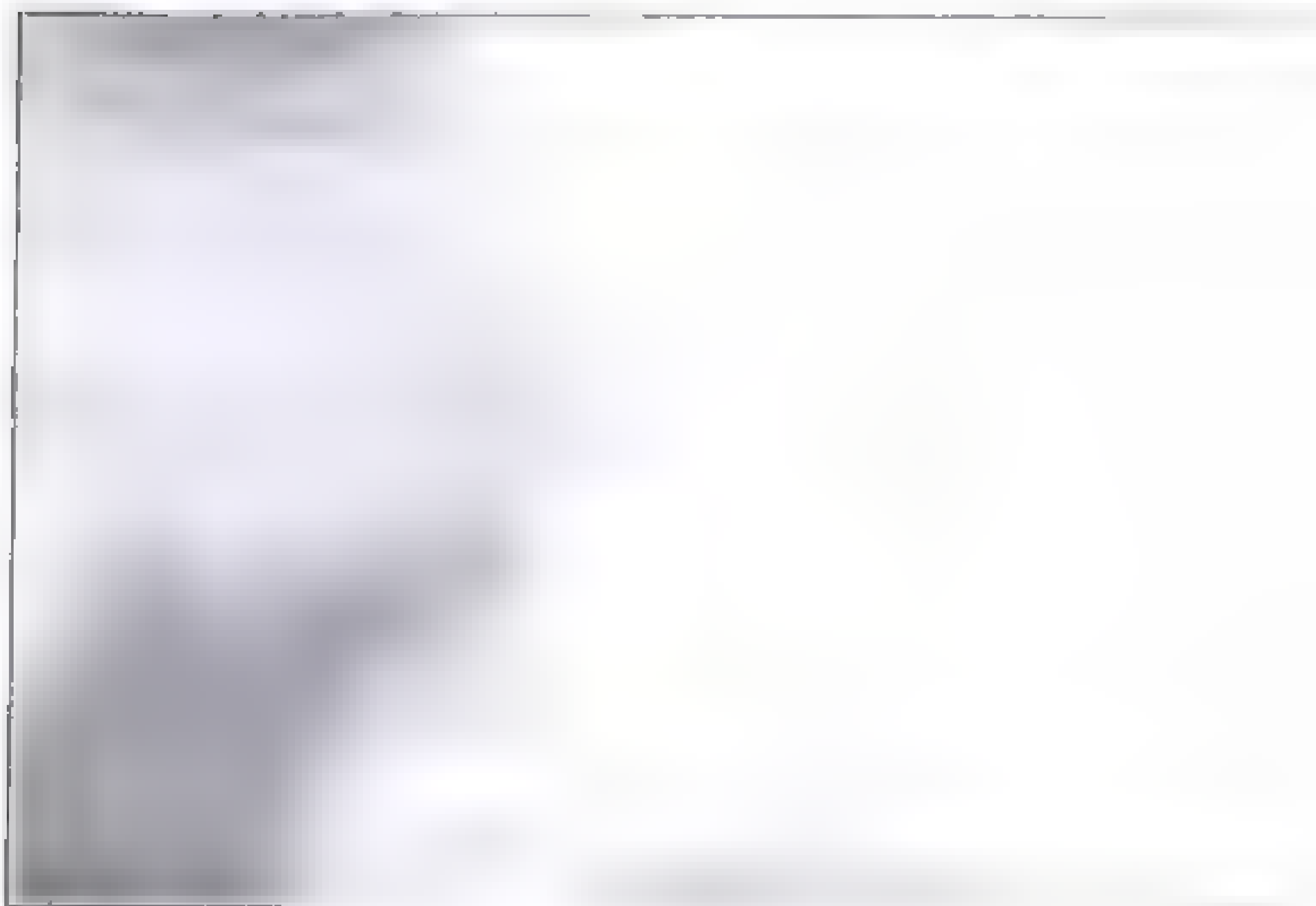
مجھے دولت عشق احمدؐ ملی ہے　　مری زندگی اک حسیں زندگی ہے
اٹھی بحر رحمت میں بخشش کا طوفان　　مری آنکھ جس وقت گریاں ہوئی ہے

اثر جلیلی جلیل مانک پوری جانشیں امیر مینائی کے شاگرد رشید ہیں آپ نے باقاعدہ طویل نعتیہ قصیدے کہے ہیں۔ جس میں روایت رچی بسی









ہوئی ہے۔ گویا ہوتے ہیں:

خوشا شان رسائے رحمۃ للعالمینؐ — عرش بھی ہے زیر پائے رحمۃ للعالمینؐ
دولت قارون ہو یا حشمت پرویز ہو — ہیچ ہے سب ماسوائے رحمۃ للعالمینؐ
دولت دیں بھی ہے سرمایہ عقبیٰ بھی ہے — اے اثر ذوق ولائے رحمۃ للعالمینؐ

موجودہ دور میں اس کاروان عقیدت میں اور بھی کئی حضرات شامل ہیں۔ جیسے [illegible]، سلطان نیازی، سید جعفر طاہر مرحوم، حافظ محمد ابراہیم اور چودھری فضل حق وغیرہ۔

روضہ مقدس پر حاضر ہو کر جناب محشر رسول نگری نے تو دور حاضر کی تمام پریشانیاں، مصیبتیں اور فتنے ایک ایک کر کے بیان کی ہیں جو اس وقت مختلف اسلامی ملکوں پر تاریک گھٹاؤں کی مانند چھائی ہوئی ہیں۔ آخر میں روز روز سے بے تاب اور بے قرار دلوں میں مچلتی ہوئی اور تڑپتی ہوئی آرزو کو یوں پیش کرتے ہیں۔ اسی پر مضمون ختم ہوتا ہے:

شاہا! دلوں کو [illegible] انقلاب دے — [illegible]
فیض نظر سے [illegible] دے — [illegible]
سوئے وطن [illegible] لے کے جاؤں — [illegible]



سندھ میں اردو نعتیہ شاعری

ڈاکٹر وفا راشدی

باب الاسلام سندھ وطن عزیز مملکت پاکستان کا وہ خطہ ہے جو زمانہ قدیم سے تہذیب و تمدن، ثقافت و معاشرت، علوم و فنون، توحید و تصوف کا گہوارہ رہا ہے۔ عربوں کی آمد سے انگریزوں کے تسلط تک (۷۱۲/۹۳ - ۱۸۴۳,۱۲۵۹) عرب سومرا، سمہ، ارغون، ترخان، مغل، کلہوڑا اور تالپور خاندانوں نے یکے بعد دیگرے اس سرزمین پر بارہ سو سال حکومت کی۔ ان تمام حکمرانوں کے عہد کے تاریخی، سیاسی، ثقافتی، تہذیبی، سماجی، ادبی اور روحانی نقوش وادی مہران کے چپے چپے پر ثبت ہیں۔

اسلامی تاریخ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ جس زمانے میں عرب کے ریگستانوں میں آفتاب توحید طلوع ہوا۔ اسی عہد میں ریگزار سندھ میں بھی شمع رسالت روشن ہوئی۔ وادی مہران میں اسلام کا پرچم لہرایا۔ باب الاسلام سندھ اولیائے کرام کی سرزمین بھی کہلاتی ہے۔ مہران کی ان وادیوں میں محمد بن قاسم کی فتح (۷۱۲ء - ۹۳ھ) اور اسلامی حکومت کے قیام کے بعد سے علمائے عظام، صوفیائے کرام، بزرگان دین، فقہا، قراء، محدثین، مفسرین، محققین اور مورخین کارواں درکارواں آتے رہے۔ تجلیات الٰہی اور انوار محمدیؐ سے دلوں کو منور کرتے رہے۔ کلام ربانی اور پیغام نبی آخر الزماں کی روشنی میں ان اکابر اسلام کی دینی تعلیمات، تصنیفات، تالیفات، ملفوظات اور ارشادات کی ترویج و اشاعت سے حقائق و معارف اور حیات و کائنات کے اسرار و رموز کی ضوفشانی سے کفر و الحاد و گمراہی و لادینی کی ظلمتیں ختم ہوئیں۔ ان اہل علم و اہل عرفان میں وہ عاشقان رسول بھی تھے جنہوں نے اپنے عارفانہ کلام اور نعتیہ افکار کے ذریعے رحمت العالمین، سرور کائنات حضرت احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ، سیرت کردار اور آپ کی مثالی زندگی کے حالات و صفات کی ضیاؤں سے بھٹکے ہوئے انسانوں کی روحوں کو بیدار کیا۔ ذہنوں کو تازگی بخشی۔ شعور زیست کو آگہی دی۔ عبد، عابد، معبود، خلق، خالق، مخلوق کی حقیقتوں سے آشنا کیا۔ خدا، خودی، خود شناسی کے فانوس فروزاں کئے۔ تواریخ و تذکرے شاہد ہیں کہ نعتیہ شاعری کی ابتداء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں ہی ہو چکی تھی۔ آپ کے صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے دور سے لے کر عصر حاضر تک مدح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ سرچشمہ فیضان جاری و ساری ہے۔ طلوع اسلام کے ابتدائی دور سے عرب و ہند (سندھ) کے تعلقات بہت گہرے اور فعال رہے ہیں۔ ان تعلقات کی بنا پر سندھ میں قصاید و نعت کا آغاز عربوں کے عہد میں ہو چکا تھا۔ سندھ میں حضور اکرمؐ کی شان میں قصیدہ خوانی کا رواج پہلے عربی، پھر سندھی، اس کے بعد فارسی اور آخر میں اردو زبانوں میں بتدریج عام ہوا۔ واضح رہے کہ قدیم سندھ میں سندھی کے علاوہ پنجابی، سرائیکی اور بروہی میں بھی نعتیہ شاعری کا سراغ ملتا ہے۔ شاید اسی لئے پہلی صدی ہجری سے لے کر پندرھویں ہجری یعنی موجودہ صدی تک ہر دور اور ہر عہد میں گلہائے نعت کی خوشبوؤں سے چمن کا گوشہ گوشہ مہک رہا ہے۔

کہیں پہ لہرا رہا ہے لالہ، کہیں پہ سبزہ لہک رہا ہے

اور بابائے اردو سندھ شیخ ابراہیم خلیل کی زبان میں:

صدائے سبحان ربنا ہے کہیں پہ صلِ علیٰ کے نعرے　　طیور تسبیح خواں کہیں ہیں' کہیں پہ جبل چمک رہا ہے

رحمت للعالمین' سرور کائنات' محسن انسانیت کی شان میں جسے نذرانہ نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے' بارگاہ الٰہی میں اس کی مقبولیت کا کیا ٹھکانہ۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپنی زبان' قلم' قلب و ذہن' روح و جان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ستائش کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ آپ کی ذات بابرکات سارے عالم کے لیے سرچشمہ راحت و ہدایت ہے اس چشمہ بے پایاں اور بحر بیکراں سے فیضیاب ہونے کے لئے نہ زمان و مکاں کی قید ہے نہ زبان و مقام کی۔ دنیا کی اکثر زبانوں میں بلا امتیاز مذہب و ملت شعرائے کرام نے توحید و رسالت کی محبت و عقیدت کی کیفیات میں ڈوب کر نعتیں کہیں ہیں۔ انھوں نے اس آفاقی حقیقت کا اظہار انتہائی بالغ نظری اور وسیع القلبی سے کیا ہے۔ ان علاقوں کے رہنے والے جن کی مادری زبان اردو نہیں لیکن اردو میں نعتیں اس خوش اسلوبی' شستگی' شگفتگی سے کہی ہیں کہ وہ کسی زبان داں کے مرتبہ و معیار سے کسی طرح کم نہیں۔ یہاں سے حامد کی' شیخ فرید پوری اور وحشت عقدی کی نعتیں مثال کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔ وہاب کے علاوہ اقبال' مولانا ظفر علی خان' عبدالعزیز خالد' حفیظ جالندھری' حفیظ صدیقی' پیر زادہ ظفر ہاشمی' طفیل ہوشیارپوری' راجا رشید محمود اور دیگر اس خطے کے شعرائے کرام کی نعتیں اردو کی نعتیہ شاعری میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ کہنا مشکل ہے کہ سندھ میں نعت کا سب سے پہلا شاعر کون ہے؟ یا یہ کہ سندھ میں نعتیہ شاعری کی ابتداء کب اور کس عہد میں ہوئی۔ بلاشبہ یہ امر تحقیق طلب ہے اور اس کی جستجو جاری رہنی چاہیے لیکن اس تاریخ کا سراغ ضرور ملتا ہے کہ گیارھویں صدی ہجری کے آخر اور بارھویں صدی ہجری کے اوائل میں جب دکن اور شمالی ہند کے شعراء قطب شاہ (۱۰۳۸)' ولی گجراتی (م ۱۱۱۹ھ) مصحفی امروہوی (م ۱۲۴۰ھ) ذوق دہلوی (م ۱۲۷۱ھ) اور مرزا غالب (۱۲۸۵ھ) کے گلہائے نعت کی خوشبوؤں سے ہند کا گوشہ گوشہ معطر ہو رہا تھا۔ اسی زمانے میں وادی مہران کے عاشقان رسولؐ کی یہ آواز گونج رہی تھی۔

کہہ دو کہ فلک گوش بر آواز رہیں　　مداح پیغمبر کی زباں کھلتی ہے

چنانچہ گیارھویں صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک جو شعرائے سندھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رطب اللسان ہوئے جن کی مدحت سے "تقدیس رسالت" سے دلوں کو منور اور ذہنوں کو روشن کیا ان میں کامل ٹھٹھوی' پچل سرمست' مائل ٹھٹھوی' فقیر یوسف نانک' خادم اللہ شاہ لغاری' فتح دین شاہ' جمال فقیر لغاری' مرزا فتح علی بیگ' اللہ داد خان لغاری وغیرہ کے نام اردو نعتیہ شاعری کی تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیے جاسکتے۔ ان کی مادری زبان اردو نہیں سندھی ہے۔ سندھ کے تہذیب و تمدن' ثقافت و معاشرت کے گہوارے میں آنکھیں کھولیں۔ دینی و روحانی ماحول میں پرورش پائی ریگزار گلزار کی آغوش میں پیوست رحمت ہوئے۔

میر حیدر الدین کامل ٹھٹھوی (۱۱۰۰ - ۱۱۹۳ھ) ایک جید عالم یگانۂ روزگار سخن سنج اور بلند پایہ انشاء پرداز تھے۔ سندھی فارسی' اردو میں شعر کہتے تھے۔ تینوں زبانوں میں علیحدہ علیحدہ دیوان مرتب کیے۔ ان کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب سلطنت مغلیہ کا آفتاب زوال کے بادل میں روپوش ہوا اور سندھ میں کلہوڑوں کی قسمت کا ستارہ چمکا' تحفظ علم و ثقافت' شعر و ادب کا مرکز

تھا۔ اس دور میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے اردو کے شعراء بھی سندھ کے اس مرکزی شہر میں جمع ہوئے۔ بہت سوں نے سکونت اختیار کی۔ کامل مخصوص کا اردو کلام متنوع موضوعات اور رنگارنگ خیالات کا دلکش مرقع ہے۔ انھیں تصوف و معرفت سے خاص شغف تھا۔ ان کے کلام کا بیشتر حصہ صوفیہ۔ خمریات اور عارفانہ خیالات کا آئینہ دار ہے۔ ان کے افکار و معارف مثلاً توحید و رسالت، طریقہ حال و قال اور ہمہ اوست کے نکات سے معمور ہیں۔ مثلاً

تیرے واصل ہیں دو جی بات نہیں ‏ ‏ ‏ سب ہوا پھول ایک پات نہیں
عشق کی آگ جگمگاتی ہے ! ‏ ‏ ‏ یہ دیا تیل بات پاتی ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت اور اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زندگی کا نصب العین تھی۔ سرور کائنات رحمت دو عالم سے ان کی والہانہ محبت و عقیدت ان کی نعتوں کے ایک ایک شعر سے عیاں ہے۔

دے مجھے ساز بخش سامانم ‏ ‏ ‏ رحم کن رحم از غلامانم
انبیاء تو ہے اصفیا تو ہے ‏ ‏ ‏ ثم باللہ شہ طیبا تو ہے
ز شفقت [illegible] ‏ ‏ ‏ چوں میں برا ہوں مجھے اٹھا یا شاہ
صد [illegible] و شبیر ‏ ‏ ‏ اسد از مس ہے تو بعد تعظیم
س [illegible] ‏ ‏ ‏ دیدہ یعنی چہ فلک مس نہ شبیہ

بیکل سرمست ([illegible]) [illegible] میں پیدا ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد وہ مقام مرکز روحانیت اور مرجع خاص و عام ہے۔ [illegible] عروج و زوال دیکھے۔ [illegible] شاہ عبد اللطیف بھٹائی اور [illegible] مرتبت اولیاء کرام کی تعلیمات نے بیکل [illegible] اور اس کے [illegible] سے بہت قریب کر دیا۔ بیکل [illegible] عشق سے سرشار اور سرمست تھے ان کے [illegible] عشق کے بغیر زندگی نہیں۔ کائنات کا وجود [illegible] عشق کے سربستہ راز میں مضمر ہے۔ محبوب کی طلب اور عشق کی تڑپ وہ کیفیت لازوال ہے جو حیات کو تازگی و استقامت بخشتی ہے۔ تصوف و معرفت سے روحانی وابستگی کی بنا پر وہ عشق کے اسرار و رموز کیف و سرور کی لذتوں سے خوب آشنا تھے۔

بہتر ہے ایسی زندگی، بن عشق ہے شرمندگی ‏ ‏ ‏ بن عشق ہے شرمندگی، بہتر ہے ایسی زندگی
آخر یہ مطلب پا لیا مرشد نے ہر اک سے کہا ‏ ‏ ‏ بن عشق دیر کے بیکل، کیا عشق کیا اسلام ہے

بیکل کا کلام اردو نعتیں سمیت عربی، سندھی، سرائیکی (ملتانی) فارسی، ہندی، پنجابی میں موجود ہے۔ اس دور کے اکثر شعراء کے سندھی اردو کلام پر سرائیکی و ملتانی [illegible] کا اثر پایا جاتا ہے۔ ان زبانوں کے الفاظ و محاورات اور تراکیب کے اشتراک و امتزاج سے [illegible] کو فروغ ہوا۔ بیکل کی [illegible] کا بھی یہی حال ہے۔ "[illegible]" میں ایک نعت کے یہ اشعار ملاحظہ کیجئے۔

کل نبیاں دا سرتاج محمدؐ بحر عرب امواج محمدؐ
قاب قوسین او ادنیٰ شرف شب معراج محمدؐ
امت تیری کیوں غم کھاوے جیں دی تیکوں لاج محمدؐ

اب بچل کی اردو نعت کا یہ رنگ دیکھئے ۔

میری آنکھوں نے اے دلبر عجب اسرار دیکھا تھا میں اب اس خورشید کا انوار دیکھا تھا
جلایا طور سینا کو تھا جس نور تجلی نے ترے کوچے میں اس انوار کا اظہار دیکھا تھا
مرا تو کام تھا اس ہادیؐ و رہبر کی صورت سے اسی صورت کا میں نے ہر جگہ دیدار دیکھا تھا
برابر ہیں ہر جا جس طرح سورج کی یہ کرنیں ہر منظر اسی انداز سے انظار دیکھا تھا
کنارہ تھا نہ جس کا تو بچل اس بحر میں آیا تموں سارا اس میں ہر اک طالب دیدار دیکھا تھا

میر غلام مائل ٹھٹھوی (۱۱۸۱ - ۱۲۵۱ھ) عہد تالپور میں فارسی اور اردو کے نہایت پرگو شاعر گذرے ہیں۔ سندھ کے نامور مورخ میر علی شیر قانع کے صاحبزادے اہل دیوان شعراء میر ضیاء الدین ضیاء کے بھتیجے اور میر عظیم الدین عظیم کے چچا زاد بھائی تھے۔ مائل ٹھٹھوی کا کلام بیشتر اصناف سخن غزلیات' منظومات' سلام مناقب رباعیات' قطعات' اور قصائد پر مشتمل ہے۔ ان کے کئی شعری مخطوطات (بیاض مائل کئی حصوں میں) سندھی ادبی بورڈ جامشورو کی راقم کی نظر سے گذر چکے ہیں۔
ذیل کا نعتیہ سلام "کلیات مائل" (ص ۵۲۸ - ۵۳۰) مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ ۱۹۵۹ء سے نقل کیا جاتا ہے۔ ۔

اے صبا جا در مدینہ مصطفےٰ کوں کہہ سلام آں سراپا نور ذات کبریا کوں کہہ سلام
آفتاب اوج دیں بدر الدجیٰ کوں کہہ سلام نور محفل حضرت نور الہدیٰ کوں کہہ سلام
اے صبا پھر در جناب چہاردہ معصوم پاک ازدل مائل کو غم میں بے انوں کے سینہ چاک
بہر دفع زخم ہائے سینہ آں درد ناک ایک اک معصوم آل مصطفےٰ کوں کہہ سلام

قاضی فقیر یوسف ناتک (۱۱۹۲ - ۱۲۷۹ھ) کا آبائی وطن شہر جمل ریاست خیر پور میرس تھا۔ ان کے والد مولوی قاضی محمد ہاشم اپنے وقت کے جید عالم دین اور درویش صفت بزرگ تھے۔ یوسف ناتک کی شعری تخلیقات لوہی' عربی' فارسی' سنسکرت' سرائیکی' ہندی اور اردو میں مختلف اصناف پر حاوی ہیں۔ ان کا کلام نازک بیانی' اعلیٰ تخیل اور پاکیزہ جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ جو عرفان وجدان اور حقیقت و معرفت کی تفسیر ہے ان کی نعتیں سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ عقیدت کی ترجمان اور دامن جہاں پر آپؐ کے فیضان بیکراں کی آئینہ دار ہیں۔ اردو نعت کے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں ۔

یار یوسف یار ہے ہادی ہم دیدار ہے
ہے ہر جا حکم تمہارا سن ہادیؐ حال ہمارا

غلام اللہ شاہ لغاری (۱۲۴۳ - ۱۲۷۸ھ) سندھ کے نامور عالی منصب علمی و ادبی شخصیات غلام محمد خان لغار کے پوتے

غلام اللہ شاہ ولی فقیر لغاری کے صاحبزادے اور نواب ولی محمد خاں لغاری کے بھتیجے تھے۔ غلام اللہ شاہ ایک صاحب سلوک بزرگ' ہمہ پہلو نگار خوش فکر سخن سنج اور ماہر طب تھے۔ میراں پور (جھوک شریف) کے شیخ المشائخ حضرت فضل اللہ شاہ قلندر (المتوفی ۱۲۴۳ھ) سے بیعت تھے۔ سندھی سرائیکی فارسی ریختہ اور اردو میں شعر کہتے تھے۔ ریختہ میں ان کی کافیوں کی ضخیم بیاضوں کا پتہ چلتا ہے۔ ان کے کلام میں نظریہ حیات' عارفانہ خیالات' اسلامی رجحانات اور فلسفہ توحید و تصوف کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ "کافی ریختہ راگ ہے "اندھار" کے زیر عنوان ایک نعت کے چند اشعار نذر قارئین ہیں۔

موہے من کا ادھار' پاک پروردگار تو ہی ستار
آپ رب عرب ہے آیا' اور نبیؐ بنایا
بنچوں اپن اپار' رب غفار
ذکر صاحبؐ کا مدح کی راحت' نام نورانی عجب نعت
کاٹے کفر اندھار درد آزار
غلام شاہ کو مرن تمہاری" روز شباں موں کو نازاری
کرم کیجئے کرتار' سریجنؐ یار

فتح دین شاہ فتح نتیاں پوتہ (۱۲۰۵ – ۱۲۹۱ھ) برصغیر کے مشہور ولی اللہ حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں' جہاں گشت کی اولاد میں سے تھے۔ حیدر آباد سندھ میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔ فضل اللہ قلندر کے مرید تھے۔ فتح دین شاہ فارسی اور اردو کے صاحب دیوان شاعر تھے۔ ان کا شعری اسلوب سادہ' دلکش معنی آفریں ہے۔ خیالات و جذبات میں پاکیزگی' صفائی و روانی ہے۔ نعتوں میں حضور اکرمؐ کے اوصاف و اکرام کی مدح سرائی کے ساتھ جا بجا حقائق و معارف کے اشارے بھی ملتے ہیں۔ انھوں نے اپنے دور کے طرز شاعری کو نہایت خوبی سے اپنایا ہے۔ زبان و بیان کے اعتبار سے ان کی یہ نعت ان ہی کے عہد کی نمائندگی کرتی ہے۔

ہوا مخمور مستی میں' کہ ہادی حق بنایا ہے — مدمت کوں سلامت کر' آپس آپے چھپایا ہے
محمد شرف ربانی' الست' اسرار آیا ہے — دونوں جگ میں برف بن کر ابر رحمت بسایا ہے
ہوائے خودی "تنے" خودی کی دھوں اڑ جائے — صدق کر سینہ کو اپنا عجب گوہر چھپایا ہے
جلالی جوش کے جذبے' جسم کوں خود جلایا ہے — فتح ہے دیں کی ہر دم' کفر کو مر مٹایا ہے

حمل فقیر لغاری (۱۲۲۵ – ۱۲۹۶ھ) ریاست خیرپور کے ایک گوٹھ میں پیدا ہوئے اور وہیں مدفون ہیں۔ سندھی' سرائیکی' پنجابی' ہندی اور اردو میں ان کی مثنویاں' کافیاں' بیت' غزلیات' مناقب' قصائد اور نعتیں بہت مقبول ہوئیں۔ "کلیات حمل" میں اردو کلام کا خاصا حصہ شامل ہے ۔

ذات احمد دی سمجھ خدا
باطن ظاہر وجود
اول آخر نور شہود

تینوں اسماء صفات جمال

خواہ جمال خواہ جلال

کنہ حقیقت احمدؐ نام

اصل حقیقت احمدؐ جان

نور وجود آہی ظاہر نور

اول آخر نور قدیم

آپے احمدؐ بلا میم

عالم مطلق موجود جلالی

موجود اول آپے احمد عالی

مرزا فتح علی بیگ فتح (۱۲۱۵ ۔ ۱۳۰۱ھ) کا مولد مسکن مدفن شہر حیدر آباد سندھ ہے۔ سندھی و اردو میں ان کی رباعیات، نوحے، سلام، مونجھے قصیدے اور نعتوں نے امیرانِ سندھ کی مجلسوں اور محفلوں میں بڑی مقبولیت حاصل کی۔ ان کی نعتوں میں بڑا خطہ اور سوز و گداز ہے۔ ان کی نعت کے ایک ایک شعر زورِ بیان لطفِ زبان اور رحمت دو عالم سے والہانہ شیفتگی آشکارا ہے۔

کس درجہ یہ ہوشیار ہیں رندان محمدؐ پیتے ہیں فقط بادہ عرفان محمدؐ

کیا نشہ ہے واللہ مئے حب نبیؐ کا پی کر ہوئے ذی ہوش یہ مستان محمدؐ

مقدور کہاں ہے کہ لکھوں نعت نبیؐ میں خلاق محمدؐ ہے ثنا خواں محمدؐ

آیات الٰہی سے فتح یہ ہوا ظاہر ہے ایک غرض شان خدا شان محمدؐ

نواب اللہ داد خاں صوفی لغاری (۱۲۳۸ ۔ ۱۳۰۰ھ) جن کی ولادت بمقام حیدر آباد سندھ اور وفات بمقام کوٹ لاشاری (سون شریف) ہوئی نواب ولی محمد خاں ولی لغاری جیسے عظیم المرتبت باپ کے لائق بیٹے تھے۔ ہوش سنبھلا تو امیر والد کی فقیرانہ زندگی اور صوفیانہ طرزِ عمل کے سائے میں تربیت پائی۔ نواب اللہ داد اپنے نام کے ساتھ "نواب" کے بجائے "فقیر" لکھتے تھے۔ صوفی تخلص کرتے تھے۔ فارسی میں ایک دیوان کے علاوہ مثنوی مسکین مثنوی اصغر، قصہ تسکین رشیداں کی یادگار شعری تصانیف ہیں، سندھی سرائیکی اور اردو میں طبع آزمائی کی۔ اردو میں بھی طبع آزمائی کی۔ اردو کلام غزلوں کے علاوہ نعتوں پر بھی مشتمل ہے۔

پہلے کہوں نام خدا، جو ہے خدا سب سے بڑا شب و روز ہے جس کی ثنا میری زباں سے مجرا

مجھ کوں خدا و مصطفےٰ ہیں دو جہاں میں آسرا

والشمس ہے رو کی قسم واللیل گیسو کی قسم مسکیں اس سو کی قسم مجھ کوں وہ ابرو کی قسم

مجھ کوں خدا و مصطفےٰ ہیں دو جہاں میں آسرا

مخدوم انیس ہالائی (۱۲۵۴ ۔ ۱۳۰۳ ھ) مشیر ہا۔ ضلع حیدر آباد میں تولد ہوئے اور وہیں ان کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔ ان کا مجموعہ منظومات "کلیات انیس" مرتبہ پروفیسر محبوب علی چنہ سندھی ادبی بورڈ جامشورو کی جانب سے شائع ہوچکا ہے۔ "کلیات انیس" کی نگارشات منظوم' سندھی' فارسی' سرائیکی اور اردو پر مشتمل ہے۔ شاہ لطیف اور سچل سرمست کی طرح ان کی کافیاں صوری و معنوی اعتبار سے سندھی ادب کا بصیرت افروز خزانہ ہیں۔ مخدوم انیس ہالائی کو نعت گوئی سے خاص شغف تھا۔ ان کی نعتیں اردو میں بھی موجود ہیں۔ ان کی نعتیں محبوب خدا محمد مجتبیٰ سے بے پناہ عقیدت اور عشق بیکراں کی آئینہ دار ہیں۔ ان کا اسلوب موثر طرز دلکش روح پرور ہے۔ ان کا یہ اسلوب اور یہ طرز ادا غزلوں پر بھی غالب ہے۔ خصوصاً" غزلوں کے مقطعوں میں والہانہ شیفتگی کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً"

ہر دم ہے انیس میری شفاعت پر محمدؐ گردش میں زمانہ کی ستا کوں سکے گا

کافی میں نعتیہ خیالات کو اپنا مخدوم انیس کا کمال ہے۔ ایک نعتیہ کافی کے یہ بول دیکھئے۔

ادنیٰ کاں تجھ عبد میں آیا

وحدت جاتن ورق وریا

قرب' قرابت' رمز بجھایا

پیر پرت محمدؐ دعا پایا

ترجمہ : میں ایک ادنیٰ عبادت کی طرف راغب ہوا اور جب وحدت کے ورق الٹے اس کی قربت اور رمز سے آشنا ہوا۔ پھر میرا قدم عشق محمدؐ کی طرف بڑھتا گیا۔

حسن بخش شاہ قادری (۱۲۶۳ ۔ ۱۳۱۸ ھ) گاؤں ذنڈھی تعلقہ شہداد پور میں پیدا ہوئے۔ ان کا کتب خانہ کئی زبانوں کے علوم و فنون کی کتابوں سے مالا مال تھا۔ سندھی' سرائیکی ہندی اور اردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔ سندھ اور سرائیکی میں ان کی کافیاں بہت مشہور ہیں۔ انہوں نے شاعری میں سچل فقیر لغاری جیسے یگانہ روزگار شاعر کی اتباع کی۔ حسن بخش شاہ کا مجموعہ کلام "کلام حسن بخش" مرتبہ عارف المولیٰ ۱۹۵۷ء میں سندھ ادبی بورڈ جام شورو کی جانب سے منظر عام پر آچکا ہے۔ اس مجموعے میں ان کی سندھی سرائیکی' ڈوھیڑے' منقبت' مرثیہ' بیت اور نعت شامل ہیں۔ آخری چند صفات اردو اور ہندی کلام پر مشتمل ہیں۔

حسن بخش کے فکر و فن کا مرکزی نکتہ اللہ' کلام اللہ اور رسول اللہؐ کی ذات صفات اور توحید و رسالتؐ کی جلوہ فرمائی پر مبنی ہے۔ سارا کلام سراسر عارفانہ و صوفیانہ' عقائد و نظریات کا آئینہ دار ہے۔ ان کا جہان فکر قرآنی آیات' تلمیحات و اشارات کے فنون سے جگمگا رہا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والہانہ محبت و عقیدت سے سرشار ہو کر سراپا عجز و نیاز بن کر کس بے خودی و سپردگی کے عالم میں دست بہ التجا ہیں۔

محبت جام پر مجھ کو پلا دے یارسول اللہ ‏ ‏ ‏ شراب مست نہ ہوش پلا دے یا رسول اللہ
طمع دنیا ترک کر کے، چھڑا دے شرک شیطانی ‏ ‏ ‏ ندوا سے نفس کار یا جلا دے یا رسول اللہ
سید صفتی، صفاتی ذاتی ہے ذکر خدا ‏ ‏ ‏ حسن بخش کو ہر دم تو بلا دے یا رسول اللہ

ذکر محمدؐ و فکر محمدؐ میں گم ہو کر شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت کی منازل طے کرنے کا ذوق جنوں بھی دیکھئے۔

شامل شریعت شیر شکر محمدؐ
طالب طریقت فہم فکر محمدؐ
حل حقیقت ذوق ذکر محمدؐ

غلام محمد شاہ گدا قادری (۱۲۵۳ - ۱۳۲۲ ھ) نہ صرف سندھ بلکہ برصغیر پاک و ہند کے جلیل القدر صوفی، عالم اور استاد سخن تھے۔ حیدر آباد سندھ جائے پیدائش و جائے وفات ہے۔ شاعری میں گدا محمد روشن حیدر آبادی کے شاگرد تھے۔ دہلی کے علاوہ ہندوستان کے بعض دیگر شہروں کے مشاعروں میں شرکت کی۔ فارسی سندھی اور اردو میں ان کا خاصا کلام ضخیم "کلیات گدا" مرتبہ رشید احمد لاشاری مرحوم و مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ جامشورو ۱۹۵۷ء) میں محفوظ ہیں۔ ان کے کلام میں عشق حقیقی کا عنصر زیادہ کارفرما ہے۔ ان کی نعتیں والہانہ اور بے ساختہ ہیں۔ ان کے فن پر ان کی ماہرانہ نکتہ سنجی اور استادانہ پختگی مسلم ہے ان کی ایک نعت جو "مخمس داستان رسولؐ بر تضمین قدسی" کے عنوان سے "کلیات گدا" (ص ۲۳۵ - ۲۳۶) میں شامل ہے۔ اس کا ایک بند نذر قارئین۔

ذات اطہر سے شفا خواہ ہیں سب ہیرو نبی ‏ ‏ ‏ ہے شفاعت کی قبا جسم مطہر پہ سجی
مثل قدسی کے ہے کہتا یہ گدا تشنہ لبی ‏ ‏ ‏ "سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی"

شاہ گدا عشق رسولؐ سے اس قدر سرشار و بے خود تھے کہ غزلیں کہتے کہتے عالم محویت میں محبوب مجازی کے تصور سے گذر کر عشق حقیقی کی دنیا میں گم ہو جاتے تھے۔ ان کی غزلوں کے اکثر مقطعوں میں ان کی یہ کیفیت طاری و ساری ہے۔

غزل مجھ غلام محمدؐ گدا کی ‏ ‏ ‏ زمانے میں ہے داد پانے کے قابل
نہیں اس کے سوا کچھ فکر مجھ کو ہر دو عالم میں ‏ ‏ ‏ کہ ہوں میں خاک پا آل شہنشاہ مدینے کا

مخدوم اللہ بخش عاصی وفات (۱۳۳۵ ھ) کلرا ریاست خیر پور کے مشہور ولی اللہ مخدوم عبدالرحمان شہید کی اولاد میں سے تھے۔ مخدوم عاصی ایک باکمال انشاء پرداز بلند پایہ مقرر و خطیب اور جلیل القدر عالم دین تھے۔ عربی فارسی سندھی اور اردو ان چاروں زبانوں میں قادر الکلامی سے شعر کہتے تھے۔ ان کی ایک عدیم المثال اور معرکہ آراء نعت اس خصوصیت کی بنا پر منفرد ہے کہ بیک وقت چار زبانوں میں کہی گئی۔ نعت کا یہ منفرد انداز نہ صرف ان کی جدت طبع کا مظہر ہے بلکہ ان کی عاشقانہ و شاعرانہ بصیرت و عظمت کی دلیل بھی۔

نور اوج فلک چو گذشتی شبا سب چرن ملائک صلی اللہ
کیا خوب چلے ہیں محبوبؐ خدا من مکہ الی الملاء الاعلیٰ
ز صفائی جبین خورشید خجل رخ روشن تاں قربان قمر
تیری زلف سیاہ کا بیان ہے مگر والیل اذا الیغشی الیلا

مولانا عبدالغفور مفتون ہمایونی (۱۲۶۱ - ۱۳۳۶ھ) کی ولادت تعلقہ شکارپور کے ایک گاؤں ہمایوں میں ہوئی۔ ہمایوں میں ایک دینی مدرسہ کے بانی تھے۔ ان کے شاگردوں نے سندھ اور بلوچستان میں دور دور تک علم و دانش کی روشنی پھیلائی۔

مفتون ہمایونی نے نظم و نثر میں کئی اعلیٰ پایہ کی تصانیف اور تالیفات چھوڑی ہیں اور یہ عربی فارسی اور سندھی زبانوں میں ہیں۔ ان کی نعت کے چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں۔

مصطفیٰ و مجتبیٰ و محتشم — صاحب عز و علائی جملہ امم
امین کائنات و آخرین ممکنات — مالک حوض و شفاعت صاحب تاج و علم
آں محمدؐ سرور کونین ختم المرسلین — حاکم جن و بشرؐ فرمانده عرب و عجم
آں حبیب ایزد و سالار جملہ انبیاء — دستگیر مستغیثان' درمیان موج و غم

شمس الدین بلبل (۱۲۷۷ - ۱۳۳۷ھ) کا مولد مسکن مدفن تعلقہ میرو ضلع دادو ہے۔ ایک صاحب دین عالم، مفکر اسلام اور شاعر عوام تھے۔ ان کے شب و روز قومی ملی علمی ادبی و صحافتی خدمات کے لئے وقف تھے۔ سندھ کے سرسید خان بہادر حسن علی آفندی بانی سندھ مدرستہ الاسلام کراچی (۱۸۸۵ء) کے دست راست تھے۔ شمس الدین بلبل نے خود بھی میرو ضلع دادو میں مدرستہ الاسلام کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ شمس الدین بلبل نے اردو فارسی سندھی نظم و نثر میں درجنوں کتابیں لکھیں۔ گنجینہ معرفت و مدح سرورؐ ان کے دو ایسے شعری مجموعے ہیں جن کے مطالعہ سے بلبل کی سندھی فارسی اور اردو نعتیہ شاعری و اس حوالے سے بلبل کے فلسفہ تصوف اسلامی اور دینی عقائد وضاحت و صراحت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔

ہے میرے دل کی تمنا کہ مدینہ دیکھوں — خاتم ختم رسالت کا نگینہ دیکھوں
در پہ سنگ ہائے حرم ساتھ زمیں پر سو کر — جیتے جی رفع سماوات کا زینہ دیکھوں
کنکریاں مکہ کی پلکوں سے رکھوں چن چن کر — خاک بطحا سے خدائی کا خزانہ دیکھوں

میر علی نواز علوی (۱۲۷۰ - ۱۳۳۸ھ) شکارپور میں پیدا ہوئے۔ اروڑ میں ان کی ابدی آرام گاہ ہے۔ سندھ کی برگزیدہ علمی و ادبی شخصیات میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ عربی فارسی' سندھی میں ان کی متعدد بلند پایہ تصانیف موجود ہیں۔ "کلیات علوی" (سن ترتیب ۱۹۱۶ء) میں فارسی سندھی سرائیکی اور اردو کلام پر مشتمل ہے ان کا عارفانہ کلام اسرار و رموز کا ایک ایسا گلدستہ سدا بہار ہے جو روح کو تازگی اور دل کو شادابی عطا کرتا ہے۔ مدح رسولؐ میں ان کا والہانہ انداز و مستانہ کیفیت ان کی نعت گوئی کا طرۂ امتیاز ہے۔ شیخ سعدی کی مشہور نعت "بلغ العلیٰ بکمالہ" کی تضمین علوی نے سندھی فارسی اردو تینوں زبانوں میں

کی ہے۔ ہر زبان کی نعت سے جہاں آپ کو سرکار مدینہ، رحمت للعالمین حضرت محمد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ شیفتگی، دینی رجحانات، مذہبی عقائد کا بخوبی اندازہ ہوگا وہاں روانی طبع، زور بیان، مہارت فن اور محاسن شعری کا بھی لطف آئے گا۔

کیا پیار تھا اس شاہ سے کل رات بے حد چاہ سے
مرسل صلی اللہ ہے بلغ العلیٰ بکمالہ
اللہ کا منظور تھا منظور حق مشہور تھا
خالص خدا کا نور تھا کشف الدجیٰ بجمالہ
طالب تھا اور مطلوب تھا اللہ اور محبوب تھا
کیا خلق ان کا خوب تھا حسنت جمیع خصالہ
خالق کا علوی شکر ہے دل میں نبی کا فکر ہے
ان کا زبان پہ ذکر ہے صلوا علیہ وآلہ

مرزا قلیچ بیگ (۱۲۷۰ - ۱۳۴۸ ھ) حیدر آباد سندھ کی ایک نواحی بستی کھجی میں پیدا ہوئے اور وہیں پیوند خاک ہیں۔ وادی مہران کے نامور ہفت زبان شاعر ادیب، مصنف، مورخ، محقق، نقاد، افسانہ نویس، ناول نگار اور ڈرامہ نویس تھے۔ شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ سندھی، عربی، فارسی، بلوچی، پشتو، انگریزی اور اردو کی چار سو کتابوں کے مصنف، مولف، مرتب اور مترجم تھے۔ ان کا عارفانہ کلام سراسر اتباع رسول اور عشق محمدیؐ سے سرشاری کا آئینہ دار ہے۔ اپنے خالق کون و مکاں سرور دو جہاں سے مخاطب ہو کر عالم بے خودی میں کہتے ہیں۔

ترے عشق کو میں سدا چاہتا ہوں محبت تری جا بجا چاہتا ہوں
نہ شاہی وزیری سے مطلب ہے میرا ترے در پہ ہونا گدا چاہتا ہوں
نسیم بہشتی نہ بھائی ہے ان کو میں تیری گلی کی ہوا چاہتا ہوں
قلیچ اس جہاں میں غرض ہے نہ کسی سے خدا چاہتا ہوں، خدا چاہتا ہوں

مراد خاں چانڈیو (۱۲۴۸ - ۱۳۰۳ ھ) گوٹھ احمد خان چانڈیو نامی گاؤں (متصل شہر کندی) میں پیدا ہوئے۔ عالم باعمل اور عارف باللہ تھے۔ عرب ان کی عربی دانی کے معترف تھے۔ عربی کے علاوہ سندھی، فارسی اور اردو کے قادر الکلام شاعر تھے۔ ان چاروں زبانوں میں مختلف اصناف سخن پر طبع آزمائی کی لیکن ان کے فکر و تخیل کا محور عشق رسولؐ تھا۔ ان کا دل خدا اور حبیب خدا کی بے پناہ محبتوں سے سرشار تھا۔ اسی لئے ان کی حمد و نعت کا انداز انتہائی والہانہ ہے۔

ان کی ایک طویل نعت، "سلام بارگاہ خیر الانام" اس اعتبار سے عدیم المثال ہے کہ یہ بیک وقت عربی، دری، سندھی، اردو کی آمیزش سے تخلیق ہوئی ہے جو ان کی قادر الکلامی اور مہارت فن کی مظہر ہے۔ اکثر بند بظاہر عربی کے معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ تمام الفاظ و تراکیب اور طرز شعری اردو میں رائج ہو چکی ہے۔ اس لئے ان شعروں کو اردو نعتیہ شاعری کا جزو قرار

دینا نامناسب نہ ہوگا۔ یہ نعت چھبیس بندوں پر مشتمل ہے۔

قرآن کی ایک آیت "انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر" کی تضمین کا یہ نیا اور جدت آفرین تجربہ دیکھئے۔

الصلوٰۃ اے صاحب خلق عظیم
الصلوٰۃ اے مخزن لطف عمیم
الصلوٰۃ اے صاحب شق القمر
السلام اے بادشاہ بحر و بر

الصلوٰۃ اے صاحب ام الکتاب
الصلوٰۃ اے شافع یوم الحساب
الصلوٰۃ اے سرور عالی جناب
السلام اے "انا اعطینک الکوثر"

الصلوٰۃ اے منبع جود و سخا
الصلوٰۃ اے مخزن فضل و عطا
الصلوٰۃ اے پیشوائے انبیاء
الصلوٰۃ اے مقتدائے اولیاء
السلام اے "فصل لربک و انحر"

الصلوٰۃ اے نور حق صلی علی
الصلوٰۃ اے چشمہ آب بقا
الصلوٰۃ اے گمرہاں را رہنما
الصلوٰۃ اے زیب بستان ہدیٰ
اسلام اے "ان شانئک ھو الابتر"

[illegible] (۱۲۶۶ھ – ۱۳۰۶ھ) تعلقہ دارا کے چوہرو شریف نامی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ سندھی فارسی اور [illegible] میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ نثر و نظم کی کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ خلیفہ غلام اللہ قصیدہ گوئی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ [illegible] دبستان طرازی میں بھی کمال تھا۔ ذکر اللہ اور مدح رسولؐ خلیفہ صاحب کی زندگی کا نصب العین تھا۔ اس نعت میں ان کا خاص رنگ نمایاں ہے ۔

احمد محبوب عزیز اللہ، وارث دین اللہ، لا الہ الا اللہ — انور نور نبیؐ اللہ، حضرت میرؐ حبیب اللہ، لا الہ الا اللہ
سرور سید صفی اللہ، کامل قرب کلیم اللہ، لا الہ الا اللہ — رحمت رب رسول اللہ اعلیٰ اتم امین اللہ، لا الہ الا اللہ

احسن رب رسول اللہ، نائب نور نبی اللہ، لا الہ الا اللہ
الف صلوٰۃ سلام اللہ، علیہ غلام غلام اللہ، لا الہ الا اللہ

بابائے اردو سندھ ڈاکٹر شیخ ابراہیم خلیل (۱۹۰۰ - ۱۹۸۲ء) نامور بزرگ، ادیب، نقاد، محقق، افسانہ نگار اور [illegible] تھے۔ ان کی زندگی اتباع رسولؐ اور ترویج علم و ادب کے لیے وقف تھی۔ کراچی ان کا مولد، حیدر آباد ان کا مسکن و مدفن ہے۔

شیخ ابراہیم خلیل کی نگارشات نثر و تخلیقات نظم عربی، فارسی، انگریزی، سندھی اور اردو میں موجود ہیں۔ علامہ اقبال اور شاہ عبداللطیف بھٹائی کے افکار و معارف پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اقبال ''حیات و افکار'' اقبال اکیڈمی لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ سندھی زبان میں اقبالیات سے متعلق پہلی مربوط جامع کتاب ہے۔ الحاج شیخ ابراہیم خلیل نے سندھی اور اردو میں نعتیں انتہائی شیفتگی اور والہانہ انداز میں کہی ہیں۔ اردو کے مشہور نعت گو شعراء میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ خوش نصیبی سے ابراہیم خلیل کی کئی نعتیں ان کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی راقم کے پاس محفوظ ہیں۔ ان میں سے ایک نعت کے چند شعر یہ ہیں ؎

صبا یہ کیا آج لائی مژدہ کہ مجھ خوشی بہت [illegible] ہے
[illegible]
صدائے سبحان ربنا ہے کہیں پہ صلِ علیٰ کے نعرے
طیور تسبیح خواں کہیں ہیں، کہیں پہ بلبل چہک رہا ہے
کہیں ہے طٰہٰ کہیں ہے یٰسین، کہیں مزمل کہیں مدثر
تمام قرآں میں مثل خورشید، نام احمد چمک رہا ہے
کمال احسان مجھ پہ ہوگا اگر بلا لو مدینے آقا
تمہاری فرقت میں رات دن اب ''خلیل'' خستہ بلک رہا ہے

سرور علی سرور ۱۹۰۹ء میں [illegible] میں پیدا ہوئے۔ چند سال ہوئے حیدر آباد میں وفات پائی۔ [illegible] انجمن ترقی اردو شاخ [illegible] کے بانی رکن معتمد اعزازی، جمعیت شعرائے سندھ اور دیگر سندھی اردو [illegible] رکن رہے۔ ان کی ساری زندگی شعر و ادب کی بے لوث و بے غرض خدمت میں گزری۔ سرور علی سرور [illegible] سندھی اور اردو میں موجود ہیں۔ پہلے قاضی لکھنوی بعد میں شیخ ابراہیم خلیل سے مشورہ سخن کیا۔ سخن گوئی [illegible] درک رکھتے تھے۔ ان کا کلام غزل گیت نظم نعت جیسی اصناف سخن پر محیط ہے۔ منکسر المزاج اور دوست نواز [illegible] کی طبیعت کا رنگ ان کی شاعری خصوصاً نعت میں بدرجہ اتم نمایاں ہے۔

قلب حزیں کا چین اور آنکھوں کا نور ہیں
اک جلوہ کمال محبت حضورؐ ہیں
ملتی ہے میکشوں کو جہاں بادہ الست
اس میکدے کے آپ ہی کیف و سرور ہیں

مرزا محمد افضل بیگ سندھ کی نامور علمی و ادبی شخصیت شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ کے فرزند تھے۔ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۸ء میں حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ چند سال پہلے انتقال کیا۔

مرزا افضل بیگ اشرف علی تھانوی کے مرید تھے۔ حیدر آباد کے مشہور عالم و خطیب اور کئی دینی مدارس کے بانی تھے۔ ان کی شاعری تبلیغ اسلام اور اصلاح ماحول و معاشرے کے لیے وقف تھی۔ حمد و نعت زیادہ کہتے تھے

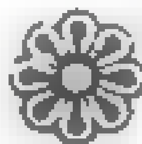
تعریف خدائے جہاں اور مالکِ کون و مکاں ——— اک شمہ ہو کس سے بیاں، چونکہ وہ عالی شان ہے
اور نعت شاہِ انبیا بدرالدجیٰ شمس الضحیٰ ——— کیا ہو سکے ہم سے ادا جس طرح شایانِ شان ہے
عاصی ہیں رب العلا تو بخش دے ساری خطا ——— بہرِ نبی مصطفےٰ جو شافعِ عصیان ہے

مخدوم محمد زمان صاحب "مولیٰ" (وفات ۱۳۳۸ھ ۱۹۱۹ء مقام ہالا ضلع حیدر آباد) سجادہ نشین درگاہ شریف ہالا، سرزمین سندھ کے اس خاندانِ عالی وقار کے چشم و چراغ ہیں جس کا سرچشمہ علم و عرفان وادی مہران میں سترہ پشتوں سے آج تک جاری ہے۔ حضرت غوث الحق مخدوم نوح سرور صدیقی ہالائی (۹۱۱ ـ ۹۹۸ھ) اسی خاندان کے مورث اعلیٰ تھے۔ صاحب المولیٰ کی نظم و نثر میں اردو سندھی فارسی تصانیف کی تعداد پچیس سے زائد ہیں۔ بارہ سال کی عمر سے شعر کہتے ہیں۔ شیخ الطریقت ہونے کے ناطے نعت گوئی تو فطری اور موروثی ہے۔ دیارِ مدینہ کی آرزو میں غبارِ راہِ مدینہ ہو جانے کی تمنا ان کی داخلی کیفیت اور دیارِ مدینہ سے والہانہ شیفتگی کی عکاسی کرتی ہے۔ یہی تمنا "فرقی" ان کی نعت کا وصف ہے۔

خدایا دکھا دے دیارِ مدینہ ——— کہ ہوں عندلیبِ بہارِ مدینہ
یہی راستہ بس ہے میرے لئے تو ——— میں ہو جاؤں غبارِ راہِ مدینہ
بچاؤ، گناہوں نے ہے آن گھیرا ——— صدا سن لو یا تاجدارِ مدینہ

حکیم پیر محمد سلیم جان مجددی سرہندی سندھ کے عظیم المرتبت علمی و دینی شخصیت حضرت خواجہ محمد جان سرہندی کے نواسے تھے۔ ۱۳۲۷ھ ۱۹۰۷ء کو ٹنڈو سائیں داد حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ مکلی میں وفات پائی۔ فارسی اور سندھی کے علاوہ اردو میں بھی عمدہ شعر کہتے تھے۔ سچے عاشق رسولؐ تھے۔ "صلی اللہ علیہ وسلم" کی ردیف پر زمانہ قدیم سے لے کر آج تک ہر دور اور ہر زبان کے شعرائے نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ۱۵۹ شعراء کی اردو نعتوں کا ایک روح پرور مجموعہ مرتبہ راز کاشمیری مرحوم راقم کے ذاتی کتب خانے میں محفوظ ہے۔ اب وادی مہران کے شاعر پیر سلیم جان سرہندی کی ایک نعت کے یہ چند اشعار دیکھئے جن کی مادری زبان سندھی ہے۔ لیکن فارسی اور اردو زبانوں پر کس درجہ قدرت حاصل ہے۔ ان کی یہ نعت کیف و کم، وجد و جذب اور روانی و برجستگی کے لحاظ سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

سید سرور، اشرف انور، ساقی کوثر، شافع محشر ——— افضل اجمل، اکمل اکرم، صلی اللہ علیہ وسلم
بحرِ کرامت، مخزنِ حکمت، گنجِ شرافت، آیۂ رحمت ——— فخرِ رسالت، عزتِ آدم، صلی اللہ علیہ وسلم



حیدر آباد کے نعت گو

شہزاد احمد

یہ تذکرہ حیدر آباد (صوبہ سندھ) کے ان نعت گو شعرا کے بارے میں ہے جن کی شہرت نعت کے حوالے سے ہے۔ اس میں بعض ایسے شعراء کرام بھی موجود ہیں جو غزل گو شعرا کی صف میں شامل ہیں۔ مگر بارگاہ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ان کی مساعی جمیلہ اور عقیدت یقینی اس قدر مستحسن ہے کہ انہیں ہر دور میں نعت کے حوالے سے بھی یاد رکھا جائے گا۔

حیدر آباد کے نعت گو شعرا کا یہ احوال صرف کتابی تذکرہ نہیں بلکہ یہ راقم الحروف کا آنکھوں دیکھا حال ہے۔ کیونکہ راقم کی پیدائش اور بود و باش حیدر آباد میں ہوئی ہے (راقم جون ۱۹۷۶ء سے کراچی میں مستقلاً آباد ہے) اپنے زمانۂ طالب علمی کے دوران اس وقت جو حالات اور مشاہدات نظروں کے سامنے تھے اور موجودہ صورتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جو نعتیہ رجحانات مرتب ہوئے ہیں ان تمام کو اس نعتیہ تذکرہ میں سمو دیا گیا ہے۔ اس تذکرہ میں حتی المقدور استطاعت بھر نعت گو شعرا کے بارے میں مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ شعراء کی بے جا گروہ بندیوں سے اس تذکرے کو محفوظ رکھا گیا ہے اور کوشش یہ کی گئی ہے کہ بنیادی طور پر ساری معلومات اس تذکرے میں یکجا کر دی جائیں جو بعد میں کام کرنے والوں کے لیے مفید ثابت ہوں۔

اس تذکرہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلے حصے میں ان شعرا کا ذکر موجود ہے جو اب ہم میں موجود نہیں۔ مگر ان کی نعتیہ خدمات روزِ روشن کی طرح ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اس کے دوسرے حصے میں جن شعراء کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہم میں بحمد للہ موجود ہیں اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو سرکارِ ابدِ قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے لیے وقف کئے ہوئے ہیں۔ اس تذکرے میں جتنی بھی کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے بیشتر انجمن ترقی نعت (ٹرسٹ) کراچی کی "نعتیہ لائبریری" میں موجود ہیں۔ واضح رہے کہ یہ وہ سب سے بڑی نعتیہ لائبریری ہے جس میں عوامی افادۂ عام کیلئے حمدیہ و نعتیہ کتب کو جمع کیا گیا۔ اس مرکزِ حمد و نعت سے الحمد للہ کئی معروف شخصیات مستفید ہو رہی ہیں۔

انجمن ترقی نعت (ٹرسٹ) پاکستان کراچی کے اس مرکزِ حمد و نعت کی بدولت معروف شخصیات اور نعتیہ ریسرچ اسکالرز کی نگرانی میں اردو کا سب سے پہلا یادگار "نعتیہ انسائیکلوپیڈیا" بھی ترتیب دیا گیا ہے۔ جس کی الحمد للہ پہلی جلد عنقریب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے۔

نیر حامدی

مفتی سید محمد ریاض الحسن نیر حامدی رضوی جیلانی جودھپوری (مرحوم) ۱۹۱۳ء میں ریاست جودھپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ نعت میں نیر حامدی تخلص کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے نانا سید راحت علی راحت اور مولانا بیدل بدایونی سے حاصل کی۔ بعد میں آپ کے والد مفتی سید عنایت علی جیلانی نے انہیں جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی میں حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی کے سپرد فرما دیا۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام سے تعلیم مکمل کر کے جب جانے لگے تو حضرت مولانا حامد رضا خاں نے سند فراغت اور سند اجازت دونوں سے نوازا اور اپنا خلیفہ نامزد فرمایا اور جودھپور جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ قیام

پاکستان کے بعد شہر حیدر آباد کی نواحی بستی امریکن کوارٹرز میں مستقل آباد ہو گئے۔ حیدر آباد آنے کے بعد امریکن کوارٹرز میں جامع مسجد قائم فرمائی اور اسی مسجد میں ایک مدرسہ قائم فرمایا اور تاحیات اسی مسجد اور مدرسہ میں لوگوں کو علوم دینی سے بہرہ ور کرتے رہے۔ آپ ۲۷ رمضان المبارک ۱۹۷۶ء میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ ٹنڈو یوسف قبرستان حیدر آباد (سندھ) میں آپ کی آخری آرام گاہ موجود ہے۔ آپ مختلف مذہبی کتب کے مصنف تھے۔ آپ اختر الحامدی (مرحوم) کے برادر معظم تھے۔ نعت رسول کے موضوع پر "نعت نیر" کے نام سے ایک دیوان نعتیہ غیر مطبوعہ یادگار چھوڑا ہے جو ان کے صاحبزادے سید ضیا احسن جیلانی کے پاس کتابت شدہ موجود ہے۔ نیر حامدی جودھپوری کی نعت کا انداز ملاحظہ کیجئے۔

حد ہے کہ تھک کے، طائر سدرہ بھی رہ گیا   قاصر مگر ہوئی نہ، عزیمت رسول کی
محسوس سے مبرہ ہے، معقول سے ہے پاک   ادراک سے ورا ہے، حقیقت رسول کی
ہوتا ہے دم زدن میں، وہ عاصی خطا سے پاک   جس پر ذرا ہو، چشم عنایت رسول کی
میں نقد جاں کو وار دوں، نیر ہزار بار   حاصل ہو یونہی کاش، زیارت رسول کی

اختر الحامدی (مرحوم) نے نیر حامدی جودھپوری کی اس نعت پر تضمین کہی ہے۔ یہ تضمین اختر الحامدی کے نعتیہ مجموعہ کلام "نعت کل" (۱۹۷۴ء) میں شامل ہے۔ اس تضمین کردہ نعت کے کل گیارہ بند ہیں جس میں صرف مطلع اور مقطع ملاحظہ کیجئے۔

کونین سے سوا ہے حقیقت رسول کی   ارض و سما رسول کے، جنت رسول کی
ہے عرش فرش، یہ ہے عظمت رسول کی   "قوسین ما ورا ہے" رفعت رسول کی
اللہ جانے کیا ہے حقیقت رسول کی

"اختر" کی یہ دعا ہے خداوند کردگار   مجھ سے نہ چھٹے جی چھٹے سرکار کا دیار
ہو جاؤں خاک روضہ پرنور پر نثار   "میں نقد جاں کو وار دوں "نیر" ہزار بار
حاصل ہو یونہی کاش زیارت رسول کی"

اختر الحامدی

اختر الحامدی کا شمار نعت گو شعراء میں چوٹی کے اساتذہ میں ہوتا تھا اور پاک و ہند میں نعت گوئی کے حوالے سے آپ کو یکساں شہرت و مقبولیت حاصل ہے۔

اختر الحامدی کا تاریخی نام "محمد مرغوب" (۱۳۴۰ھ) ہے آپ کی پیدائش اپنے ننھیال جودھپور مارواڑ (بھارت) میں ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء میں جمعۃ المبارک کے دن ہوئی۔ آپ نسباً "سید" مسلکاً "سنی حنفی اور مشرباً" قادری تھے۔ ہجرت کے بعد مستقل سکونت حیدر آباد میں اختیار کی اور آخری وقت تک شعبہ درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ اختر الحامدی کے والد مولوی محمد ایوب منش اجمیری کا شمار بہترین غزل گو شاعروں اور اساتذہ فن میں ہوتا تھا۔ حضرت نخش اجمیری کے شاگرد رشید تھے اور حضرت نخش اجمیری کو حکیم مومن خاں مومن دہلوی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ اختر الحامدی نے سب سے پہلے بیدل بدایونی سے اصلاح لی۔ ان کے رحلت فرمانے کے بعد حضرت لسان الحسان علامہ ضیا القادری بدایونی کی خدمت میں

زاویۂ ادب سے طے کیا۔ واضح رہے کہ علامہ ضیا القادری حضرت اسیر بدایونی کے شاگرد تھے اور حضرت اسیر بدایونی صاحب مولوی ... کے تلامذہ میں شامل تھے۔ حضرت ضیا القادری نے اپنی زندگی ہی میں سند تکمیل امارت سے سرفراز فرما کر ۱۲ جولائی ۱۹۶۶ء کو ... جانشین نامزد فرمایا تھا۔ مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں بریلوی سرہ العزیز (خلف ارشد و خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی) سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور اسی نسبت سے آپ "حامدی" کہلاتے تھے۔ اختر الحامدی نے مختلف اصناف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے لیکن اب بقول خود ان کے

اب ہے شغل نعت عبادت مرے لئے ... میری کتاب فکر کے عنواں ہیں مصطفیٰ

ابتدا میں انہوں نے نصف ... کی نعت جو ماہنامہ "مشہور" (دہلی) میں شائع ہوتے رہے۔ آپ کی تخلیقات ... مختلف جرائد میں شائع ہوتی رہی ہیں۔

اختر الحامدی کا تعلق نعت گوئی کے اس دبستان سے ہے ... آپ کے کلام میں ... جذب اور سوز و گداز موجود ہے موصوف نے مختلف اصناف ... مثنوی اور تضمین نگاری کے میدان میں ... ۔ آپ نے نعت گوئی کی ... تضمین نگاری میں ... خدمات ... حضرت ... مشہور سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" کی مشہور تضمین نے آپ کی شہرت کو بام عروج پر پہنچا دیا ہے اس تضمین کا ایک بند دیکھئے۔

... کی عظمت پہ صدقے وقار حرم ... جس کی زلفوں پہ قرباں بہار حرم
نوشہ بزم پروردگار حرم ... "شہر یار ارم" تاجدار حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام"

اختر الحامدی کا وصال ... رمضان المبارک ... ۱۹۹۰ء ... حیدرآباد میں ہوا۔
اختر الحامدی کی مطبوعہ کتب کی تفصیل یوں ہے۔

بہار عقیدت: اختر حامدی نے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے مشہور زمانہ سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" کی تضمین کہی تھی۔ یہ تضمین سب سے پہلے سیالکوٹ پھر بھارت کے علاوہ گوجرانوالہ، سکھر، کراچی اور لاہور سے بھی شائع ہوئی ہے۔ سال اشاعت ۱۹۵۵ء ہے۔ ۳۲ صفحات ہیں۔

جمال رسول: جمال رسول کو ۱۳۸۰ھ میں ۲۰×۳۰=۱۶ کے سائز میں مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد سندھ نے شائع کیا تھا۔ یہ مثنوی کے انداز میں لکھی گئی ہے جس میں ذکر ولادت کے علاوہ سرکار دو عالم کے سراپا کو نہایت اچھوتے انداز میں منظوم کیا گیا ہے۔

کمال رسول: ... بزم رضا حیدرآباد نے ... شائع کی۔ یہ مثنوی کی صورت میں ... معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے ... اشعار پر مشتمل نظم ہے۔

نعت محل: حقب بہ ذوق نعت نبوی مکتبہ الرضا لاہور نے شائع کی صفحات ہیں جس میں نعتیں، نعتیہ مسدس، مثنوی انوار العرفان، سلام اور شعراء کی نعتوں پر تضمین ہیں آخر میں مناقب بھی شامل ہیں۔

امام نعت گویاں: یہ ء میں مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال سے شائع ہوئی۔ اس کے صفحات ہیں اور اس کا سائز ۳۶X۲۳ = ۱۲ ہے۔ امام نعت گویاں میں اختر الحامدی نے اعلیٰ حضرت کے کلام کا مختصر مگر جامع تعارف کرانے کے علاوہ حضرت رضا کے کمالات شاعری پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

اعلیٰ حضرت کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کی شرح کا کام شروع کیا۔ اس کی چند قسطیں بھی شائع ہوئیں مگر افسوس کہ یہ کام مکمل نہیں ہو سکا۔

ہمارے اہل قلم: یہ اختر الحامدی (مرحوم) کا ایک ایسا کارنامہ تھا جسے ہر دور میں یاد رکھا جاتا۔ اس پر بہت کام بھی ہوا مگر یہ کام بھی ادھورا ہی رہا۔

قمر جمیل: اختر الحامدی کی نعتوں اور تضمینات پر مشتمل نیا مجموعہ کلام تھا۔ اختر الحامدی مرحوم نے اس ناچیز کو خود اپنا غیر مطبوعہ دیوان دکھایا تھا اور اس کا نام "نعت نگر" تجویز کیا تھا۔

خلیل مارہروی

حیدرآباد سندھ کی معروف مذہبی شخصیات میں آپ کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ آپ کی وسیع اور اصلاحی خدمات کو ہر دور میں یاد رکھا جائے گا۔

مفتی محمد خلیل خاں القادری برکاتی، خلیل مارہروی کا پیدائشی نام محمد خلیل خان لودھی تھا۔ موضع کھریرہ ریاست دادوں ضلع علی گڑھ یو۔ پی (بھارت) میں ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ مطابق جولائی ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد میرپور خاص، کراچی اور پھر حیدرآباد سندھ کو اپنا مستقر ٹھہرایا۔ بیشتر مذہبی کتب کے مصنف تھے۔ نعت گوئی میں آپ کو مولانا امین الدین سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ حیدرآباد سندھ کی مشہور علمی و دینی درس گاہ "دارالعلوم احسن البرکات" کے بانی اور مہتمم اعلیٰ تھے۔ مفتی خلیل برکاتی ساری عمر دین اسلام کی ترویج و ترقی میں مصروف رہے۔ خلیل مارہروی ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۸ جون ۱۹۸۵ء بروز سہ شنبہ ۶۵ سال اپنے مالک برحق سے جا ملے۔ آپ کی تدفین ۲۹ رمضان کو دربار جیلانیہ محی عبدالوہاب شاہ رحمتہ اللہ علیہ (حیدر آباد) کے احاطہ میں ہوئی۔

خلیل مارہروی غزل کے علاوہ نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہتے تھے۔ "جمال خلیل" ان کے غزلیہ اور نعتیہ کلام کا اولین مجموعہ ہے۔ جسے مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدر آباد کی نگرانی میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور ڈاکٹر راحت عالم نسیم نے اس کی تقدیم لکھی ہے۔ مفتی صاحب کے چند شعر دیکھئے۔

یہ دولت اصل سرمایہ ہے انساں کی عقیدت کا غلامی شاہ والا کی شرف ہے آدمیت کا

شفاعت ڈھونڈ لائی خود سیہ کاراں امت کو — سہارا ڈوبتوں کو مل گیا اشکِ ندامت کا
"یقیناً" ہے یہ گیسوئے نبی کی جلوہ سامانی — کہ چہرہ فق ہوا جاتا ہے خورشید قیامت کا

یاد شہ کوثر میں یوں دل طرب انگیں — جیسے کہیں بجلی ہو فردوس میں شیشائی
رحمت نے "خلیل" ان کے دامن میں اماں بخشی — جب بھی مرے عصیاں نے چاہی مری رسوائی

درد اسعدی

درد اسعدی (مرحوم) ایک باکمال اور پختہ کار شاعر تھے۔ یہ مولانا صدیق حسن اسعد شاہ جہانپوری کے شاگردان خاص میں شمار کیے جاتے تھے۔ اسعد شاہ جہانپوری کے اسعدی قبیلے کے سب سے بڑے نام درد اسعدی ہی ہے اور اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اسعد شاہ جہانپوری کے حلقۂ تلامذہ میں جو شہرت و مقبولیت درد اسعدی کو نصیب ہوئی وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔

مرتضیٰ علی خاں درد اسعدی کی پیدائش ۱۲ جون ۱۹۰۹ء میں بھارت میں ہوئی۔ وہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر تھے۔ جن کی شہرت حیدرآباد میں ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں ایک مستند مشاق صاحب طرز اور بے باک شاعر ہونے سے تھی۔

درد اسعدی نے یوں تو غزلوں کی کئی کتب یادگار چھوڑی ہیں۔ مگر جو شہرت انہیں بڑے شعراء کے کلام پر مشتمل انتخاب "کتاب خواب نوشین" (شوال ۱۴۰۳ھ) کے شائع کرنے سے ہوئی ہے اس کا تو عالم ہی کچھ اور ہے۔ پھر اس کے بعد "حمد" کے نام سے بھی رمضان ۱۴۰۶ھ میں ایک مجموعہ کتاب ترتیب دیا جس نے ان کی شہرت و مقبولیت میں اور بھی چار چاند لگا دیئے۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء کو درد اسعدی کا حیدرآباد سندھ میں انتقال ہوا اور یہیں مدفون ہیں۔

"ہمہ رنگ" درد اسعدی کے منتخب اشعار کا مجموعہ ہے جس میں حمد و نعت کمیت کے لحاظ سے زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ ہمہ رنگ میں مناقب و سلام، مدح خلفائے راشدین و منقبت اہل بیت و بزرگان دین، نظمیں و قطعات، غزلیات کے علاوہ بہت ساری قطعات اور منتخب اشعار بھی شامل ہیں۔ یہ کتاب ۱۴۲ صفحات پر مشتمل ۱۹۹۱ء میں بزم شعر و ادب حیدرآباد کے زیراہتمام شائع ہوئی تھی۔

درد اسعدی نعت گوئی میں بھی ایک ممتاز حیثیت کے مالک ہیں۔ ان کی کہی ہوئی نعتوں کے چند شعر دیکھئے۔

میں دیوانہ ہوں اس روئے مبیں کا — جو ہے محبوب رب العالمین کا
محمد یا محمد یا محمد — وظیفہ ہے دلِ اندوہگیں کا
نظر رہتی ہے میری سوئے بطحا — سفر درپیش ہو چاہے کہیں کا
مری ہر نعت کو لکھنا عبادت — فریضہ ہے "کراماً" کاتبیں کا
کہیں کے اہلِ بطحا درد اک دن — یہ دیوانہ ہے دیوانہ یہیں کا

چراغِ رحمت سے جگمگا رہا ہو
نگاہوں میں شبیہِ مصطفیٰ ہو

وہ کیوں صلہ و ستائش چاہے
جو خود ہی نعت بن کر رہ گیا ہو

وہ اس کے عشق میں رسولِ خدا ہے
بہت محترم ہے جس نام کا ہے

ابھی "آزاد" کو تاب و نہیں ہے
اسی آرزو میں وہ زندہ رہا ہے

بسمل آغائی

حیدرآباد کے صاحبِ دیوان نعت گو شعراء میں بسمل آغائی (مرحوم) کا نام بھی شامل ہے۔ ان کا پیدائشی نام حاذق ... حیدرآباد میں ... ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے۔ حضرت عارف اکبرآبادی کے تلامذہ میں سے تھے۔ ان کی نعتوں اور دوہوں کا دیوان "ساعدِ خواب" ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے جو ۱۹۹۰ء میں مجلس مصنفین حیدرآباد نے شائع کیا تھا۔ بسمل آغائی کا نعتیہ کلام مختلف کتب و رسائل میں شائع ہونے کے علاوہ ریڈیو اور ٹی وی کے نعتیہ پروگراموں میں بھی شامل ہوتا ہے۔ بحیثیت نعت گو انہیں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ بسمل آغائی کا انتقال پچھلے دنوں ہوا ہے اور حیدرآباد (سندھ) میں مدفون ہیں۔ ان کی چند معروف نعتوں کے منتخب اشعار حاضر ہیں۔

طلب سے بھی بڑھ کر ملا چاہیے
اس کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے

اس سے اور رشتے تو سب چاہت کے مگر
اپنا کردار بھی دیکھنا چاہیے

بات سرور دو جہاں کی آگئی
حشر میں اور بسمل کو کیا چاہیے

اس در سے تمنا محروم جائے ہو نہیں سکتا
شہِ دیں جس کو چاہیں ہمنوا ایسا ہو نہیں سکتا

نظر سے دور اس کا روضہ رہا ہو نہیں سکتا
یہ آئینہ کسی صورت میں دھندلا ہو نہیں سکتا

اس کو تسکین ملی روح کو آرام ملا
جب مجھے شاہِ عرب کا کوئی پیغام ملا

اپنی قسمت پہ نہ کیوں ناز کرے وہ امت
جس کو قرآن ملا، وہ ملے، اسلام ملا

راہِ طیبہ میں مرے پاؤں کو کانٹوں نے دیا
مختصر یہ ہے کہ آرام ہی آرام ملا

حبیب نقشبندی

سید حبیب احمد حبیب نقشبندی محسنی تلہری ۱۹۰۱ء میں قصبہ تلہر ضلع شاہجہانپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ نقشبندی سلسلہ میں بیعت و ارادت کا شرف حاصل تھا۔ حبیب نقشبندی حیدرآباد کے جید اور باعمل علمائے کرام اور پیرانِ طریقت و شریعت

میں شمار کیے جاتے تھے۔ ان کی شاعری سے متعلق ان کے بارے میں بہت [illegible] واقف تھے

در حقیقت حبیب نقشبندی ان اللہ والوں میں شامل تھے [illegible] وقف و محبت [illegible] دنیائی اور خوشحالی سے [illegible] رہتے ہیں [illegible] ابتداء میں ان سے اس [illegible] حاصل [illegible] ہیں [illegible] کراچی میں بہت [illegible] کے بعد [illegible] بافتہ ۱۹۹۸ء میں تحسین کے حوالے سے گئے [illegible] حاصل [illegible] ان کی [illegible] شریف حاصل رہا۔ حبیب نقشبندی نے [illegible] ۲۵ [illegible] ۱۹۹۳ء [illegible] ”نذرِ حبیب“ ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ [illegible] حبیب نقشبندی [illegible] اردو بازار لاہور نے ۳۹۸ ھ میں شائع کیا تھا ”نعتِ رسول“ [illegible] اشعار ملاحظہ ہوں:

عرفات اور منیٰ میں لبیک کہنے والو   جنت کے محل کے ہیں [illegible]
یوں راہ میں نہ ان کی آنکھیں بچھائیں ہم سب   ہیں صرف ان [illegible]

[illegible] کے مقبول ہیں یہ بندے
[illegible] ”حبیب“ [illegible] سے بڑھ کر دعا لے

[illegible]
[illegible] دولت   [illegible]
سلام ان کو جو آئے دیکھ کر ہیں گنبد خضرا   سلام ان کو شفاعت کو جو [illegible] ہیں

حبیب اے کاش پھر وہ دن ہو ہم جائیں مدینے کو
یہی دن رات اب اللہ سے ہم لو لگائے ہیں

تنویر زیدی

تنویر علی نام [illegible] زیدی [illegible] حکیم [illegible] مرحوم کا نعت اور غزل پر مشتمل مجموعہ [illegible] ۱۹۹۱ء [illegible] شائع [illegible] حکیم تنویر علی زیدی حیدر آباد کے غزل گو شعراء میں [illegible]:

شمیم گلستاں تم ہو بہار جاوداں تم ہو   حقیقت میں جہان رنگ و بو کی داستاں تم ہو
[illegible]   [illegible]
سوئے منزل بحمد اللہ مرا ہر گام منزل ہے   میں ہوں آسودہ منزل کہ میر کارواں تم ہو
زمانہ اس معمے کو نہ سمجھا ہے نہ سمجھے گا   تمہارا رازداں وہ ہے کہ اس کے رازداں تم ہو

آباد محمدی

آباد محمدی احسانی کا پیدائشی نام محمد ادریس ہے۔ ۱۹۲۲ء میں بیور یا شہر ضلع اجمیر شریف (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ اجمیر شریف سے ہجرت کے بعد حیدرآباد سندھ کو اپنا مسکن بنایا۔ اعجاز حسین احسانی سے تلمذ حاصل تھا۔ جو پکا قلعہ حیدرآباد سندھ میں رہتے تھے۔ اب انتقال کر چکے ہیں۔ اعجاز حسین احسانی کو احسان دانش (مرحوم) سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ آباد محمدی شاعری کے حوالے سے اپنے آپ کو احسان دانش اور حافظ جالندھری مرحوم کا پوتا کہتے ہیں۔ آباد محمدی حیدرآباد کے قدیم شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ واحد شاعر ہیں جو ہر جلسہ گاہ میں دیکھے جاتے تھے۔ راقم الحروف اپنے زمانہ طالب علمی کے دوران ہر جلسہ اور ہر مشاعرہ میں آپ کو دیکھتا تھا ہر جگہ گھومنے والا دوسرا کوئی شاعر میں نے ان کے علاوہ حیدرآباد میں نہیں دیکھا۔ "ایوان نعت" آباد محمدی کا ۱۹ صفحات پر مشتمل پہلا نعتیہ کتابچہ ہے۔ اس کے آٹھ سال بعد "ایوان نعت و سلام" کی اشاعت ہوئی تھی۔ یہ کتاب منظر بک ڈپو حیدرآباد سندھ نے شائع کی تھی۔ اس کے کل ۳۲ صفحات ہیں۔

حقیقت ہے نگاہ لطف جب اللہ کی ہوگی
میں دیکھوں گا مدینہ مجھ کو دنیا دیکھتی ہوگی

نہ حوروں پر نہ غلماں پر نظر اس کی بھی ہوگی
وہ جس نے روئے احمدؐ کی تجلی دیکھ لی ہوگی

مجھے عشق نبی میری طلب سے بھی سوا دے دے
خزانے میں تیری رحمت کے یارب کیا کمی ہوگی

خادمی اجمیری

نعت گو شعراء کی جب بھی تاریخ لکھی جائے گی تو نعتیہ ادب لکھنے والا مورخ خادمی اجمیری کو حیدرآباد کے نعت گو شعراء کی صف اول میں شامل کرے گا۔ خادمی اجمیری کا پیدائشی نام محمد حسین ہے۔ اجمیر شریف کی سرزمین سے رشتہ ہے۔ ۱۹۲۵ء کو دیار غریب نواز کے کوچہ میں آنکھ کھولی تعلیم واجبی سی ہونے کے باوجود شعر و شاعری میں کافی نام پیدا کیا ہے۔ فن شاعری کی ہر ہیئت میں لکھا ہے مگر خادمی اجمیری کی محبوب و مرغوب صنف نعتیہ شاعری ہے۔ یہی ان کی شناخت ہے اور اسی صنف سخن پر انہیں ناز ہے۔ خادمی اجمیری بنیادی طور پر ایک نعت خواں تھے۔ وہ اجمیر شریف کے مقبول نعت خوانوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ تقسیم پاک و ہند سے پہلے ہی شعر کہنا شروع کر دیئے تھے۔ پاکستان آنے کے بعد مولانا ضیا القادری بدایونی (مرحوم) کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہو گئے پھر مولانا ضیا القادری بدایونی کے ایما سے مولانا محمد انوار الحق نہال اجمیری (حیدرآباد) کو اپنی نعتیں دکھانا شروع کر دیں اور پھر ان کا شمار نہال اجمیری (مرحوم) کے لائق و فائق شاگردوں میں ہونے لگا۔ "نکہت و نور" خادمی اجمیری کا نعت و منقبت پر مشتمل مجموعہ کلام ہے۔ جسے بزم فروغ ادب حیدرآباد نے نومبر ۱۹۸۵ء میں شائع کیا تھا۔ یہ کتاب ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان کے چند شعر ملاحظہ کیجئے۔

یہ عالم بے مثال بھی ہے یہ عالم بے مثال کیسا
ادھر حرم ہے ادھر مدینہ جمال بھی اور جلال کیسا

دہن محراب جھومتی ہے مصلٰی بھی سجدہ میں جھومتی ہے
نبی کے ابرو کی جنبشوں میں چمک رہا ہے ہلال کیسا

حرفِ مدحت ہو یا لفظِ غزل کی بات بن گئی قرآں کی صورت آپ کی آواز بھی
"برگ" کہتے ہیں جسے نعتِ نبیؐ اہلِ قلم میرے دل کا سوز بھی ہے ساز بھی آواز بھی

بدر ساگری

مبین محمد شعر و ادب کے چمنستان میں بدر ساگری کے نام سے متعارف ہیں۔ بدر ساگری ۱۹۳۶ء میں ضلع ساگر، صوبہ سی پی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام نیاز محمد تھا۔ بدر ساگری کا شمار حیدر آباد کے معروف نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔ موصوف ایک طویل عرصے سے حمد، نعت، منقبت، غزل، نظم اور گیت وغیرہ کے ذریعے اردو ادب کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ بدر ساگری، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں (سابق صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی) سے بیعت ہیں۔ فنِ شاعری میں درد اسعدی (مرحوم) سے اصلاحِ سخن لیتے تھے۔ "زمزم" بدر ساگری کا نعتیہ مجموعہ کلام ہے جو ۱۹۸۵ء میں حیدر آباد سے شائع ہوا۔ صفحات کی تعداد ۸۴ ہے۔ اس مجموعہ کلام میں حمد اور نعتوں کے علاوہ خلفائے راشدین کی مناقب بھی شامل ہیں۔ ان کی نعتوں کے مختلف اشعار پیشِ خدمت ہیں۔

کون تعریفِ اسمِ محمدؐ کرے حمد کی حمد ہے، نعت کی نعت ہے

کوئی مانے یا نہ مانے "بدر" ہے حبِ رسول بندگی بھی باعثِ شرمندگی ہو جائے گی

تاروں کو حسن، پھولوں کو خوشبو، سحر کو نور کس کو مرے حضور کا صدقہ نہیں ملا

پیکر اکبر آبادی

پیکر اکبر آبادی کا اصل نام منیر خاں ہے۔ اکبر آباد آگرہ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ حیدر آباد کے نعت کہنے والوں میں شامل ہیں۔ پیکر اکبر آبادی، صبا اکبر آبادی (مرحوم) کے تلامذہ میں شامل ہیں اور پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و اجازت و خلافت کا شرف بھی حاصل ہے۔ ان کے صاحبزادے خان اختر ندیم حیدر آباد کے نوجوان نعت گو شعراء میں ایک منفرد مقام کے حامل ہیں اور ہر دلعزیز نقیبِ محفل کے حوالے سے بہت معروف ہیں۔ "خیر الوریٰ" پیکر اکبر آبادی کی نعتوں کا مجموعہ ہے جو کتابت شدہ ہے۔ عنقریب حیدر آباد سے شائع ہو گا۔ چند شعر دیکھئے

جب میں نے اپنی جاں نبیؐ پر نثار کی نازل ہوئیں ہیں رحمتیں پروردگار کی
اتنے گناہ کئے ہیں کہ جن کا نہیں شمار رکھ لینا لاج حشر میں اس شرمسار کی

صدر اورنگ [illegible] جلوہ نشیں تم ہو   [illegible] دو عالم اور ختم المرسلیں تم ہو
تمہاری شان و شوکت کا یوں [illegible]   غلام [illegible] ہے جس کا طائر سدرہ نشیں تم ہو

ضامن حسنی

سید ضامن علی حسنی حیدرآباد کے سینئر نعت گو شعراء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ یکم مئی ۱۹۳۰ء کو نارنول ریاست پٹیالہ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مرحوم سید صادق علی حسنی [illegible] خوش الحان نعت خواں اور تحریک [illegible] تھے۔ ضامن حسنی [illegible] حیدرآباد سندھ چلے آئے اور درس و تدریس کے پیشے کو اختیار [illegible] طور پر غزل کے شاعر ہیں لیکن نعت میں بھی اپنے طرزِ نگارش اور اسلوب بیان کی وجہ سے منفرد نعت گو شعراء کے سلسلہ میں داخل ہیں۔ مولانا محمد انور احمد خان تیموری (مرحوم) کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ "مدحِ حقیقت" ضامن حسنی کی نعتوں اور مناقب پر مشتمل مجموعہ کلام ہے جسے بزمِ فروغِ ادب حیدرآباد نے نومبر ۱۹۸۲ء میں شائع کیا۔ اس کتاب میں حمد اور نعتوں کے علاوہ صحابہ کبار، اہل بیت اطہار اور اولیاء اللہ کی مناقب بھی شامل ہیں۔ ضامن حسنی کی نعتوں کے اشعار حاضر خدمت ہیں۔

تمہارے حسن سے ہیں بام و در رخشندہ رخشندہ   مکان و کہکشاں شام و سحر رخشندہ رخشندہ
تخیل [illegible] جب دعا میں نے   تو فوراً ہو گیا ظاہر اثر رخشندہ رخشندہ
[illegible] تصرف سے   مرے اشعار ہیں "ضامن" مگر رخشندہ رخشندہ

مقبول شارب

مقبول شارب کا اصل نام مقبول حسین ہے۔ یہ مولوی سید [illegible] حسین کے فرزند ہیں۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۸ء کو نارنول ریاست پٹیالہ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ستمبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے اور حیدرآباد سندھ کو اپنا مسکن بنایا۔ اپریل ۱۹۶۳ء میں شاعری کا آغاز کیا۔ حشمت نارنولی، قاضی احمد [illegible] اور [illegible] (مرحوم) سے باقاعدہ شرفِ تلمذ حاصل رہا۔ پیشہ ملازمت ہے اور صدر [illegible] "ابر رحمت" مقبول شارب کی ۹۹ غزلوں پر محیط مجموعہ کلام ہے جو ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ "مہر [illegible]" مقبول شارب کی نعت و منقبت کا مجموعہ ہے جسے بزمِ فروغِ ادب حیدرآباد نے ۱۹۹۰ء میں شائع کیا تھا

صدقہ تو آیا ہے مدینے کی پون کا   گلزار ہوا جاتا ہے صحرا مرے من کا
[illegible] حاصل   رشتہ ہے انہیں سے تو مری روح کا تن کا
[illegible] تصدق   عالم ہی عجیب ہے شہ والا کی پھبن کا
[illegible] تسکین   وہ سایہ ہے داماں شہنشاہ زمن کا

شبیر انصاری

شبیر حسین انصاری حیدرآباد کے نوجوان شعراء میں شامل ہیں۔ مختلف اصناف سخن میں شعر گوئی کا درک حاصل ہے

شبیر انصاری برسوں سے مشق سخن کر رہے ہیں۔ ان کی نعتوں کا مجموعہ ۱۹۸۵ء میں "[illegible]" کے نام سے بزم قاسمی، قلم حیدر آباد نے شائع کیا تھا۔

پہلے ذات نبی حق نے تخلیق کی — پھر وہ بنیاد لوح و قلم ہو گئی
جس پہ ان کی نگاہ کرم ہو گئی — اس کی تقدیر رشک ارم ہو گئی

یہ سامان روز جزا کر رہا ہوں — ثنائے حبیب خدا کر رہا ہوں
سر بزم نعت محمدؐ سنا کر — ادا سنت انبیاء کر رہا ہوں

احمد میاں برکاتی

غلام محی الدین خان پیدائشی نام ہے اور احمد میاں برکاتی کے نام سے معروف ہیں "حافظ" تخلص کرتے ہیں۔ مفتی محمد خلیل خان برکاتی کے بڑے فرزند ہیں۔ ۲۹ مئی ۱۹۵۳ء میں میرپور خاص (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ احمد میاں برکاتی، قاری، حافظ، [illegible] فاضل اور [illegible] فاضل، [illegible] فاضل، ایم اے اسلامیات [illegible] دینی و دنیاوی علوم سے بہرہ ور ہیں۔ دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد کے مہتمم اعلیٰ ہیں۔ حضرت [illegible] (۲۰۰۲) کے رشید تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ "برکات محل" ان کی نعتوں کا مجموعہ ہے جو عنقریب شائع ہوگا۔

[illegible] کاٹتے جائیں گے — وہ خدا کو باخدا نزدیک پاتے جائیں گے
[illegible] قدم — اس کے نقش پا پہ جو سر کو جھکاتے جائیں گے
[illegible] میں "حافظ" [illegible] — میرے آقا [illegible] جائیں گے

[illegible] طلب میں [illegible] ہے — بخدا اس نے حیات ابدی پائی ہے
میرے [illegible] مجھے [illegible] ہیں آقا کے حضور — ساتھیو کتنی مبارک مری رسوائی ہے

خان اختر ندیم

خان اختر ندیم حیدر آباد کے نوجوان نعت گو شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے والد محترم صوفی [illegible] خان [illegible] آبادی بھی نعت گو شاعر ہیں۔ "تحفۂ نعت" اختر ندیم کی مرتب کردہ نعتوں کا ایک عمدہ انتخاب ہے جسے بزم [illegible] حیدر آباد نے ستمبر ۱۹۹۲ء میں شائع کیا ہے۔ خان اختر ندیم اپنے نعتیہ کلام کا مجموعہ ترتیب دینے کے علاوہ "میلاد حسن" کے نام سے ایک میلاد نامہ بھی ترتیب دے چکے ہیں۔ یہ میلاد نامہ تکمیل کے مراحل میں داخل ہے۔ یہ میلاد نامہ بہت مقبول عام ثابت ہوگا کیونکہ اسے میلادیہ محفلوں کی ضرورت کے حوالے سے ترتیب دیا گیا ہے۔ خان اختر ندیم کی نعت دیکھئے:

جب بھی نازک مقام آتا ہے آپ کا نام کام آتا ہے
آپ کے در کی حاضری کے لئے دیکھیں کب یہ غلام آتا ہے
صرف نام حضورؐ ہی ہے "ندیم" جو مصیبت میں کام آتا ہے

صابر بن ذوقی

حضرت حکیم حافظ عبدالغفور ذوقی مصطفیٰ الہ آبادی کے فرزند صابر بن ذوقی ۱۹۳۶ء میں الہ آباد یو۔ پی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ان کا پیدائشی نام غلام محی الدین صابر ہے۔ مگر شاعری کے ذوق و شوق نے انہیں صابر بن ذوقی بنا دیا ہے۔ "دھوپ کا سائبان" ان کی غزلوں کا مطبوعہ مجموعہ ہے۔ صابر بن ذوقی نعتیں بھی کہتے ہیں۔ ان کی نعتیں مختلف نعتوں کے مجموعوں کے علاوہ ان کے ادبی رسائل میں بھی موجود ہیں۔ غزل کے شاعر ہیں مگر نعت میں بھی اپنی جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ چند شعر دیکھئے

ابتدا تم ہو' انتہا تم ہو کیا کہا جائے اب' کہ کیا تم ہو
دست قدرت کو ناز ہے تم پر دست قدرت کا آئینہ تم ہو
دل "صابر" یہ کہہ رہا ہے حضورؐ چارہ درد لا دوا تم ہو

بیگم قمر القادری

بیگم قمر القادری کا پہلا مجموعہ کلام "لمعات قمر" ہے جس میں حمد و نعت اور منقبت کے علاوہ نظمیں اور غزلیں بھی شامل ہیں۔ بیگم قمر القادری ایک دین دار خاتون ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ایمان کا جزو قرار دیتی ہیں۔ یہ تعلیم نسواں کے ساتھ تربیت نسواں کی بھی مبلغ ہیں۔ ان کی شاعری میں حمد و نعت اور مناقب کے مضامین کے علاوہ خوش اخلاقی اور صداقت کے پہلو پر بھی توجہ دی گئی ہے۔ بیگم قمر القادری کے شعر دیکھئے

مدینے کا سفر ہے اور میں ہوں مرے آقا کا در ہے اور میں ہوں
نبی کے حسن کی ہے بارش نور سمندر موج پر ہے اور میں ہوں
مری آنکھوں کا عالم' کچھ نہ پوچھو غبار خاک در ہے اور میں ہوں

حمد و نعت کے موضوع پر شائع ہونے والی دیگر کتب

ثنائے خواجہ کونین۔ یہ سترہ شعراء کی منتخب نعتیں بارگاہ رسول میں پیش کی گئی ہیں۔ اس کے مرتب' ورد اسعدی (مرحوم) ہیں۔ اس میں زیادہ تر اسعدی سلسلے اور حیدر آباد کے نعت گو شعراء کی نعتیں شامل ہیں۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں شاعر کی تصویر کے علاوہ اس کے بارے میں معلومات بھی دی گئی ہیں۔ ۲۷۲ صفحات کی یہ کتاب ۱۴۰۵ھ میں حیدر آباد سے شائع ہوئی ہے۔

حمد۔ یہ ورد اسعدی (مرحوم) کا مرتب کردہ ایک حمدیہ انتخاب ہے۔ جس میں ایک سو چالیس شعرائے کرام کی حمدیں بعنوان "بارگاہ رب العزت" یکجا کی گئی ہیں۔ ۲۰۰ صفحات کی یہ کتاب ربیع الاول شریف ۱۴۰۶ھ میں حیدر آباد سے شائع ہوئی ہے۔

کشکول عقیدت۔ اس کتاب کے مرتبین خاوی اجمیری اور ضامن حسنی ہیں۔ جنھوں نے نہایت دیدہ وری سے اس میں اردو و سندھی نعتوں کا انتخاب پیش کیا ہے۔ اس میں حیدر آباد کے معروف غزل گو و نعت گو شعراء کی نعتیں موجود ہیں ۲۹۸ صفحات کی یہ کتاب ۱۹۸۹ء میں حیدر آباد سے شائع ہوئی۔

خزینہ نعت۔ یہ پاکٹ سائز میں ۶۴ صفحات کی کتاب ہے۔ جسے خاں اختر ندیم نے ترتیب دیا ہے۔ خاں اختر ندیم حیدر آباد کے جانے پہچانے شعبہ نعت کے ایک متحرک کارکن ہیں۔ محافل سرکارؐ میں نقیب محفل ہوتے ہیں اپنے سابقہ اور موجودہ تجربے کی روشنی میں اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔

نوری نعتیں۔ یہ مختلف شعراء کی نعتوں کا انتخاب ہے جسے ابوالحسن سید مقبول احمد شاہ نوری العابدی نے مرتب کیا ہے۔ پاکٹ سائز کی اس کتاب کے اب تک دو ایڈیشن، اول ۱۹۸۴ء دوم ۱۹۸۶ء میں طبع ہو چکے ہیں۔ اس کے کل ۴۸ صفحات ہیں

فیضان نوری۔ یہ بھی منتخب نعتوں کا مجموعہ ہے جس کے مرتب ابوالحسن سید مقبول احمد شاہ نوری العابدی ہیں یہ ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے اور نومبر ۱۹۹۱ء میں بزم نوری رضوی پاکستان جامشورو کالونی سے شائع ہوئی ہے۔

نوری کرن۔ یہ پاکٹ سائز میں مرتبہ محمد میاں نوری کا ایک انتخاب ہے۔ جس میں انہوں نے نعت خواں حضرات کے لئے ایسے منتخب نعتیہ قطعات جمع کئے ہیں جو نعت خوانوں کے لئے بہت مفید ہیں۔ یہ کتاب فروری ۱۹۸۸ء میں مکتبہ قادریہ برکاتیہ حیدر آباد کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے۔

رحمتوں کا سایہ۔ یہ محمد معروف اختر عاجز قادری کا نعتیہ کلام ہے۔ پاکٹ سائز میں اس کے ۳۲ صفحات ہیں اور اس کا سن طباعت دسمبر ۱۹۹۳ء ہے۔

میں نے اپنی معلومات کے مطابق حیدر آباد میں نعت گوئی کے حوالے سے یہ تذکرہ مرتب کیا ہے اور یہ کام نقش اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ ابھی اس شعبہ میں مزید تحقیق و تلاش کی گنجائش موجود ہے۔ "حیدر آباد کے نعت گو" یہ ایک کتابی نوعیت کا تذکرہ تھا جسے فی الفور ایک مضمون کی شکل دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے بہت زیادہ اختصار سے کام لیا گیا ہے اور بہت سے ایسے شعراء جو غزل کے میدان میں شہسوار ہیں اور نعت گوئی میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے وہ اس تذکرے میں شامل ہونے سے رہ گئے ہیں کیونکہ ان کے بارے میں میرے پاس بنیادی معلومات موجود نہیں تھیں۔ حیدر آباد میں ایسے شعراء کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جو غزل کے علاوہ نعت رسولؐ سے بھی فیض یاب ہوتے ہیں۔ جن غزل گو شعراء کے بارے میں میرے پاس معلومات موجود تھیں میں نے انہیں بھی اس تذکرے میں شامل کیا ہے۔ مگر ان کی غزل گوئی اور ان کے بارے میں وضاحت بھی کر دی ہے۔ اس مضمون کی تیاری میں راقم الحروف کو جن لوگوں کی معاونت حاصل رہی ان تمام حضرات کا ذکر میں نے اپنی کتاب "حیدر آباد کے نعت گو" میں تفصیل سے کیا ہے کہ کس نے کب' کہاں اور کیسے میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔

آخر میں دعاگو ہوں کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب مکرم صاحب الجود و اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس حصے میں تعاون کرنے والوں کو اپنے اجر بے بہا سے نوازے۔ (آمین)

لاڑکانہ میں نعتیہ شاعری

محمود شرف صدیقی لاڑکانہ

لاڑکانہ اپنی گوناگوں خصوصیات [illegible] پاکستان میں ایک اہم شہر کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ بعض شخصیات کی بنا پر اسے عالمی شہرت بھی حاصل ہے۔ پاکستان کے دو وزرائے اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی صاحبزادی بے نظیر بھٹو کا تعلق [illegible] مرحوم قاضی فضل اللہ اور نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان مولانا جان محمد عباسی [illegible] ان شخصیتوں نے ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کیا اور [illegible] حیثیت رکھتے ہیں۔ سیاست کے علاوہ لاڑکانہ [illegible] قدیم انسانی تہذیب کا حامل ہے جس کے [illegible] صورت میں [illegible]

لاڑکانہ میں پرورش لوح و قلم کے لئے بھی متعدد ادارے موجود ہیں اور یہاں کثرت سے ادبی اجتماع ہوتے رہتے ہیں جن [illegible] ایک [illegible] مشاعرے ہوتے تھے جن میں [illegible] اب [illegible] ادبی ادارے [illegible] میں "[illegible] ادبی و ثقافتی سوسائٹی" ([illegible] ادبی مرکز) نمایاں ہے۔

[illegible] ایک خاص تعداد لاڑکانہ کے متعلق شعراء میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہاں بھی نعتیہ [illegible] شعراء جو نعت کہتے ہیں اور اردو شعراء [illegible] ان میں [illegible] نمایاں ہیں۔ مگر یہاں ایک شخصیت [illegible] موضوع خاص نعت رسول [illegible] نعتیہ دیوان "ذکر حبیب" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ جو سندھی زبان میں [illegible] میں مرحوم عبداللہ اثر کے بارے میں درج ہے کہ "وہ شریف [illegible] شعری و ادبی محفلوں کی جان، خوش گفتار و خوش [illegible] شخصیت تھے [illegible] نعتیہ شاعری کے بارے میں ڈاکٹر میمن عبد المجید سندھی (آمنہ اختیار) رقمطراز ہیں [illegible] مرحوم ایک عاشق رسول تھے انہوں نے انتہائی محبت اور دل کی گہرائی سے آنحضور

کی صفت و ثناء میں بے شمار شعر کہے ہیں۔ ان کا نعتیہ دیوان ان کا بڑا کارنامہ اور عظیم ادبی شاہکار ہے۔ جس پر سارے دیوان قربان، سندھی زبان میں یہ پہلا نعتیہ دیوان ہے۔ نعت گوئی نہایت مشکل فن ہے۔ اس لئے کہ ہر بات میں شرعی حدود کی پابندی کرنا پڑتی ہے اور ہر قدم پر احتیاط کا دامن تھامے رکھنا پڑتا ہے۔ اثر مرحوم نے نعت گوئی کے تمام لوازمات کا خیال رکھا ہے۔"

ان کا نعت گوئی سے شغف اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ایک نعتیہ دیوان کے علاوہ عربی قصائد "بانت سعاد" اور "قصیدہ بردہ" کا بھی سندھی میں منظوم ترجمہ کیا ہے اور کئی نعتیہ مثنویاں لکھی ہیں۔ ان کے فرزند ناظم چانڈیو نے ان کی نعت گوئی کے بارے میں یوں تبصرہ کیا ہے۔ "نعت کہنا کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے اور یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں، اس میں وہی کامیاب ہو سکتا ہے جو تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو اور عشق رسولؐ کی سرشاری اور سرمستی کے ساتھ ساتھ زبان و بیان پر بھی غیر معمولی قدرت حاصل ہو۔ اثر کی نعتیہ شاعری اس معیار پر پوری اترتی ہے۔"

ناظم چانڈیو نے بھی ان کی روشنی میں اور عربی کے قول سے ہوتے ہوئے شعر و سخن سے محبت اور انکار کی بجائے بچپن ہی سے نعت کی ہے۔ مذکرہ بالا چند ایک شاعر صدر میں حضورؐ سے اظہار عقیدت اور زادراہ آخرت کے لئے تخلیق کی ہیں ورنہ جب بھی موقع انہیں مناسب ہو تو وہ حضورؐ سے اپنے رشتے کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ان میں اردو اور سندھی دونوں زبانوں کے شعر شامل ہیں جن میں سے بعض کا حقیقی کلام یہاں دیا جا رہا ہے۔ ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دامن رسولؐ مقبول کی خاطر اور ان سے رشتہ داری کی خاطر رشتے کی خواہش سے ثابت قدم رہے۔ احساس رہتا ہے اور جو کچھ سرمایہ اس سلسلے میں رکھتا ہے اسے زاد راہ آخرت سمجھتا ہے۔ یہ سب کچھ اس حدیث پاک کے اتباع میں ہے جس میں محسن انسانیتؐ نے فرمایا ہے۔

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا
جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور دوسرے لوگوں سے
زیادہ عزیز اور محبوب نہ ہو جاؤں۔"

اس حدیث کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو حضورؐ سے اظہار محبت عین ایمان ہے، چاہے اس کا اظہار نعت گوئی کی صورت میں کیوں نہ ہو۔

مذکرہ بالا شعراء کے علاوہ جن کا شمار کسی حد تک نعت گو شعراء میں ہوتا ہے، مختصر تعارف پیش ہے:

فقیر حاجی علی بخش جمالی

سندھی زبان کے انتہائی معتبر شاعر ہیں۔ کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود گہرا شعری ذوق رکھتے ہیں۔ سندھی روزمرہ اور ٹھیٹھ زبان استعمال کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں سلاست اور بے انتہا روانی کے ساتھ ساتھ کلاسیکی رنگ بھی نمایاں ہے۔ ہم انہیں سندھ کا نظیر اکبر آبادی کہہ سکتے ہیں۔ حاجی صاحب نے نعت گوئی کی طرف بھی توجہ دی ہے اور ان کی نعت پڑھ کر محسوس ہوتا ہے جیسے عشق رسولؐ سے ان کا دل گداز اور سینہ روشن ہے۔ عمر کے آخری حصے میں ہیں۔ لاڑکانہ میں ان کا گھر

"حسن منزل" شعری و ادبی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ ان کے کلام میں انسان دوستی' خدا ترسی اور عشق رسولؐ کے ساتھ ساتھ نسائیت کے اعلیٰ خلاق کا بھرپور پرچار پایا جاتا ہے۔ حسن "بزم اثر" لاڑکانہ کے صدر ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد شاد

شاد معروف سندھی ادیب اور شاعر ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ شاہ لطیف بھٹائی پر گہری نظر رکھتے ہیں اور ان کے کلام و فلسفہ کے بڑے معتبر شارح سمجھے جاتے ہیں۔ مقامی کالج (گورنمنٹ ڈگری کالج لاڑکانہ) میں سندھی زبان کے استاد ہیں۔ لاڑکانہ کے سب سے بڑے سندھی ادبی ادارے "پکل ادبی و ثقافتی سوسائٹی" (پکل ادبی مرکز) کے گزشتہ کئی سالوں سے صدر چلے آرہے ہیں۔ صاحب دیوان شاعر ہیں اور نعت بھی کثرت سے کہتے ہیں۔ اردو میں بھی شعر کہتے ہیں۔

نظام الدین ناظم چانڈیو

مرحوم مولوی عبداللہ اثر کے فرزند ہیں۔ شعر و ادب پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ اپنے والد کی نعت گوئی کی روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ سندھی زبان کے ساتھ ساتھ سرائیکی' اردو زبان میں بھی شاعری کرتے ہیں چنانچہ ان کی نعتیہ شاعری بھی دونوں زبانوں میں ہے۔ ناظم ایک سیکنڈری اسکول میں استاد ہیں۔ ناظم نثر نگاری کی طرف بھی مائل ہیں اور طبع زاد مضمون کے ساتھ ساتھ تراجم بھی کرتے ہیں۔ لاڑکانہ کے ادبی حلقوں میں خاصے مقبول ہیں۔

ڈاکٹر فتح محمد طاہر نوری

طاہر نوری کا شمار ایک طرف لاڑکانہ کے اچھے اور مقبول ڈاکٹروں میں ہوتا ہے تو دوسری جانب وہ ایک اچھے شاعر کی حیثیت سے بھی جانے جاتے ہیں۔ دریں حالت کہ اردو شعراء کی اکثریت لاڑکانہ سے نقل مکانی کر گئی ہے ان کا یہاں ہونا غنیمت ہے۔ وہ اچھی غزل کے ساتھ ساتھ نعت بھی بڑی اچھی کہتے ہیں۔ شعری نشستوں میں انہیں بڑے شوق سے سنا جاتا ہے۔ ان کا تعلق اب انجمن ترقی اردو سے ہے۔

وہ دیگر شعراء جو اکثر و بیشتر لاڑکانہ کے نعتیہ مشاعروں میں اپنی نعتیں پڑھتے ہیں ان میں وفا صدیقی' انیس گل عباسی' پروفیسر ادریس "زاد" مولانا غلام مجتبیٰ سندیلو' بزم لطیف لاڑکانہ کے بانی چیئرمین شامل ہیں جبکہ نظیر شاہجہانپوری' اظہار قریشی' عارف لمبی' کسل اور رشید تبسم جیسے شعراء لاڑکانہ چھوڑ کر جا چکے ہیں اور ان کا اب ذکر ہی کیا جو یہ دنیا ہی چھوڑ گئے ہیں اور اپنی یادوں سے رلاتے رہتے ہیں۔

مختصر طور پر یوں کہا جا سکتا ہے کہ لاڑکانہ کی فضاؤں میں بھی ثنائے مصطفےٰ میں ڈوبے ہوئے زمزمے ترنم ریز رہتے ہیں اور قحط الرجال کے اس دور میں بھی یہاں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو عشق نبیؐ سے سرشار و سرمست ہیں۔

کراچی میں نعت رسول

شہزاد احمد : ایڈیٹر ماہنامہ "حمد و نعت" کراچی

کراچی کے نعت گو شعراء کا یہ تذکرہ اولیت کا حامل ہے۔ اس میں زیادہ تر وہ شعرائے کرام شامل ہیں جو نعت گوئی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں اور دیارِ نعت ان کی خدمات سے رخشندہ ہے۔ میں نعت گو کو کسی علاقے کے حوالے سے جاننے کا قائل نہیں ہوں مگر اس امر کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ نعت گوئی کے حوالے سے ان نابغہ روزگار شخصیات کا ذکر ضرور ہونا چاہیے جنہیں کسی نہ کسی حوالے سے کراچی (سندھ) سے نسبت ہے۔

کراچی کے نعت گو شعراء کے اس تذکرے میں آپ کو بہت سے شعراء ایسے بھی نظر آئیں گے جو بنیادی طور پر غزل کے نمائندہ شعراء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ مگر ان کی باقاعدہ نعتیہ تصنیف ہونے کی وجہ سے انہیں بھی نعت گو شعراء کی صف میں شامل کیا ہے کیونکہ ان شعراء کی مستقل توجہ شعبہ نعت کی جانب ہے اور وہ اس میں گرانقدر اضافے بھی کر رہے ہیں۔ اس تذکرے میں چند ایسے نوجوان نعت گو شعراء کو بھی جگہ دی گئی ہے جو کسی نہ کسی طور پر فروغ حمد و نعت کے لئے موثر ثابت ہو رہے ہیں۔

اکبر وارثی میرٹھی

اردو نعت گو شعراء میں اکبر وارثی میرٹھی کا مقام بہت بلند ہے۔ ان کے پدر و سرمدی نعتیہ نغمات سے برصغیر پاک و ہند کا چپہ چپہ گونج رہا ہے۔ دور حاضر کے نعت گو شعراء میں اکبر وارثی میرٹھی نے نمایاں شہرت حاصل کی ہے۔ ان کی شہرت کی نمایاں اور منفرد خصوصیت یہ ہے کہ ان کے دلنشین نعتیہ کلام کے بیشتر اشعار بلا تخصیص و امتیاز بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کے علاوہ عورتوں کو ازبر ہیں۔

"میلاد اکبر" اکبر وارثی کی تصنیف لطیف ہے۔ جس کا سب سے نمایاں وصف یہ ہے کہ یہ عام میلاد ناموں کی نسبت زیادہ مقبول و معروف ہے اور سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ درحقیقت اکبر وارثی میرٹھی کی یوں تو ساری تصنیفات عشق رسول کا مظہر ہیں مگر جو شہرت "میلاد اکبر" کو حاصل ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی قبولیت عامہ نے اکبر وارثی کی شخصیت کو امر کر دیا ہے۔

اکبر وارثی میرٹھی تخلص اور خواجہ محمد اکبر خاں پیدائشی نام ہے۔ موضع بجولی قصبہ کھر کھودا۔ تحصیل ہاپڑ۔ ضلع میرٹھ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ اکبر میرٹھی، وارثی تھے اس کے علاوہ انہیں سلسلہ قادریہ چشتیہ سے بھی ربط خاطر حاصل تھا۔

اکبر وارثی میرٹھی کا وصال بروز بدھ ۶ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۵۳ء کو کراچی میں ہوا اور کراچی کے سب سے پرانے اور سب سے بڑے قبرستان میوہ شاہ میں مدفون ہیں۔ اکبر وارثی میرٹھی کے نعتیہ اشعار ملاحظہ کیجئے۔

ثانی ترا کونین کے کشور میں نہیں ہے   بس حد ہے کہ سایہ بھی برابر میں نہیں ہے
ہو جلوہ محبوب کے کیا ماہ مقابل   اس چاند کا دھبہ رخ انور میں نہیں ہے

تعظیم سے [illegible] ہے [illegible] نام محمد
کیا نام ہے اے صل علیٰ نام محمد
قرآن میں [illegible] نعت میں [illegible] سر عرش [illegible]
کس شان سے خالق نے لکھا نام محمد

اکبر وارثی کے اس سلام کو بڑی شہرت حاصل ہے۔

رحمتوں کے تاج والے
دو جہاں کے راج والے
عرش کے معراج والے
عاصیوں کی لاج والے

ضیاء القادری بدایونی

ضیاء القادری بدایونی کا پیدائشی نام محمد یعقوب حسین تھا۔ ۲۲ رجب ۱۳۰۰ھ بمطابق ۲ جون ۱۸۸۳ء میں بدایوں (بھارت) کے مشہور و معروف خاندان میں پیدا ہوئے۔ ضیاء القادری سات سال کی عمر میں والدہ اور والد گرامی کے سایہ شفقت و محبت سے محروم ہو گئے۔ مولانا ضیاء القادری نے بے شمار نعتیں کہی ہیں، سینکڑوں طویل اور مختصر نظمیں سپرد قلم کیں۔ بے حساب منقبتیں لکھیں۔ مولانا ابتدائی عمر سے برصغیر کے ممتاز دینی رسائل اور جرائد خصوصاً" رسالہ مولوی و پیشوا میں مذہبی نوعیت کے تحقیقی [illegible] اور مضامین لکھتے رہے۔ برصغیر پاک و ہند کا شاید ہی کوئی ایسا ماہنامہ ہو گا جس میں مولانا کی حمد، نعت اور منقبت شائع نہ ہوتی رہی ہوں۔ ماہنامہ "آستانہ" دہلی میں مولانا کے نام کے علاوہ "شاعر آستانہ" یا "شاعر خصوصی آستانہ" کے نام سے [illegible] کلام چھپتا رہا۔ ۱۳ [illegible] ست ۱۹۷۰ء واپسی حج کے وقت مولانا اپنے معبود برحق کی بارگاہ میں پہنچ گئے اور [illegible] میں مدفون ہیں۔

"[illegible] بہشت" ضیاء القادری بدایونی کا ایک مجموعہ نعتیہ دیوان ہے جو ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء میں بزم ضیاء [illegible] آباد فیڈرل بی ایریا [illegible] سے شائع ہوا ہے۔ "فردوس بہشت" مولانا کا تیسرا نعتیہ دیوان ہے۔ اس سے پہلے ضیاء القادری کے دو دواوین زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے تھے۔ "[illegible]" پہلا دیوان ہے جو [illegible] پریس بدایوں سے ۱۳۴۵ھ میں اور دوسرا دیوان "[illegible]" مستانہ بک ڈپو دہلی ۱۳۶۳ھ میں شائع ہو چکا ہے۔ "[illegible] خوبی" ۱۳۳۳ھ، "مرقع شہادت" (کربلا کے مصائب و شہادت) ۱۳۵۸ھ، "نغمہ ربانی" (میلادیہ مثنوی) ۱۹۳۷ء، "انوار غوث اعظم" (بغداد و دیگر مقامات مقدسہ کا نظم و نثر میں منظوم سفرنامہ) ۱۳۷۳ھ، "نغمہ ہائے مبارک" (سلاموں کا مجموعہ) ۱۳۶۹ھ، "چراغ صبح ازل" (قصائد نورانی) ۱۳۷۸ھ، "[illegible]" (حج کا منظوم سفر نامہ) ۱۹۵۰ء، "آئینہ انوار" / ۱۹۶۷ء، "ستارہ چشت" / ۱۹۵۱ء شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا ضیاء القادری کی نثر میں بھی کئی نایاب اور اہم کتب موجود ہیں۔ ضیاء القادری بدایونی کی پوری زندگی حمد و نعت کے لئے وقف تھی جس کا اظہار ان کے اشعار میں موجود ہے۔ ضیاء القادری نے امت کی زبوں حالی و آشفتہ سامانی کا ذکر بارگاہ رسالت میں اس استغاثہ کی صورت میں پیش کیا ہے۔

[illegible] ہے گردش دوراں، الغثی یارسول
زندگی ہے اب وبال جاں، الغثی یارسول

[illegible]

بہزاد لکھنوی

[illegible] ہوئے۔ بہزاد لکھنوی کے نعتیہ کلام کے اشعار دیکھئے:

[illegible]

جو سرگرم رہتی ہے ان کی ثنا میں — وہ فکرِ سخن وہ زباں لے کے جاؤں

"محمدؐ محمدؐ" ہو ہونٹوں پہ میرے — میں ایماں کی گل کاریاں لے کے جاؤں

جو تڑپا رہا ہے مری زندگی کو — وہی دل کا دردِ نہاں لے کے جاؤں

منور بدایونی

خاکِ بدایوں سے منور بدایونی کو پیدائشی نسبت کا شرف حاصل ہے۔ ان کا پیدائشی نام ثقلین احمد تھا۔ منور بدایونی صدیقی رحمانی کے والد حکیم حسین احمد مومن بدایونی معروف شاعر اور فنِ تاریخ گوئی میں بہت شہرت کے حامل تھے۔ موصوف سے

شعر و ادب کے گہوارے میں آنکھ کھولی۔ حضرت امیر مینائی علیہ الرحمۃ کے ارشد تلامذہ میں ایک نمایاں نام محشر مینائی بدایونی کا بھی آتا ہے۔ ان سے منور بدایونی کی نسبت تلمذ حاصل تھی۔ بعد میں محمد عبدالجامع جامی بدایونی سے بھی شرف تلمذ حاصل رہا۔ ۱۹۵۱ء میں ہجرت کے بعد کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ آخری وقت تک شعبہ نعت سے منسلک رہے۔ ۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو کراچی میں وصال ہوا۔ منور بدایونی نے عنفوان شباب میں غزلیں بھی لکھیں ان کا بہاریہ کلام شائع بھی ہوا مگر پھر بعد میں اپنے آپ کو حمد و نعت، سلام و منقبت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ "منور نقش" منور بدایونی کا نعتیہ کلام ہے۔ ایک نعت کے چند اشعار پیش ہیں۔

نہ کہیں سے دور ہیں منزلیں نہ کوئی قریب کی بات ہے　　　جسے چاہے اس کو نواز دے یہ در حبیب کی بات ہے
جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا　　　یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
وہ خدا نہیں بخدا نہیں، وہ مگر خدا سے جدا نہیں　　　وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں یہ محب حبیب کی بات ہے

ماہر القادری

محمد معشوق علی ظریف کے صاحبزادے کا پیدائشی نام منظور حسین ہے۔ جبکہ شعری دنیا میں مولانا ماہر القادری کے حوالے سے مقبول ہیں۔ منظور حسین کے تاریخی عدد ۱۳۲۶ھ ہوتے ہیں اور یہی ماہر القادری کا سن پیدائش ہے۔ جبکہ جائے پیدائش کیسر کلاں ضلع بلند شہر (بھارت) ہے اور یہی ان کا آبائی وطن تھا۔ ماہر القادری اہم نعت گو شعراء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ہجرت کے بعد یکم نومبر ۱۹۴۷ء میں کراچی کو اپنا مستقر بنایا۔ کراچی سے علمی و ادبی اور اخلاقی و اسلامی ماہنامہ "فاران" شائع کیا جو آخری وقت تک ان کی زیر ادارت شائع ہوتا رہا۔ ماہر القادری کی گھٹی میں نعت رسول کا ذوق و شوق شامل تھا۔ ان کے والد مرحوم "ظریف" تخلص کرتے تھے۔ ابتداء میں عاشقانہ غزلیں کہیں مگر پھر آخری عمر تک حمد و نعت کہتے رہے۔ ماہر القادری نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ حمد و نعت سے آراستہ تھا۔ ماہر القادری نے اپنی شاعری کا آغاز حمد و نعت سے کیا عاشقانہ غزلیں بھی کہیں، فلمی دنیا سے بھی تعلق رہا مگر اصل رشتہ ان کا حمد و نعت سے ہی جڑا رہا۔ ۱۹۵۴ء میں روضہ مبارک پر حاضری کا بھی شرف حاصل ہوا۔ ماہر القادری ۱۲ مئی ۱۹۷۸ء کو سعودی عرب جدہ میں مشاعرے میں شریک تھے کہ انہیں دل کا دورہ پڑا اور وہ جانبر نہ ہو سکے۔ جنت معلی میں ان کا مدفن ہے۔ "ذکر جمیل" بحیثیت نعتیہ مضامین پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ مولانا ماہر القادری کے کئی مجموعے "کلام فردوس" "نغمات ماہر" شائع ہو چکے ہیں جس میں صرف چند نعتوں کے علاوہ غزلیں، نظمیں اور رباعیاں شامل ہیں۔ جبکہ "ظہور قدسی" کے نام سے ان کی میلادیہ نظم بیت التوحید کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔ "ذکر جمیل" ماہر القادری کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے جو سب سے پہلے اعظم اسٹیم پریس حیدر آباد دکن سے ۱۲۸ صفحات پر شائع ہوا بعد ازاں "ذکر جمیل" ۱۹۹۹ء میں لاہور سے بھی شائع ہو چکا ہے۔ مولانا ماہر القادری کی نعتوں کے علاوہ مولانا کے لکھے ہوئے سلام کو بھی بہت شہرت حاصل ہے۔

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی　　　سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پہ کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے　　سلام اس پہ کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پہ کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں　　سلام اس پہ کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پہ کہ جس کی سادگی درس بصیرت تھی　　سلام اس پہ کہ جس کی ذات فخر آدمیت تھی

ستار وارثی بریلوی

ستار وارثی کا نام عبد الستار خان تھا۔ ۱۹۲۳ء میں روہیل کھنڈ کے صدر مقام بریلی (بھارت) میں جمعۃ المبارک کے روز پیدا ہوئے۔ وارث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص اور فقیر کامل حضرت سید شاہ وارث کے توسط سے ستار وارثی کو بھی نسبت سرکار وارثیہ حاصل ہے۔ ان کے والد حضرت عبدالغفور خان "دیوانہ شاہ وارثی" کا شمار سلسلہ وارثیہ کے صاحب کشف و کرامات بزرگوں میں ہوتا ہے۔ اسلامی تقویم کے حساب سے عمر کے ۷۳ ویں برس ان کا وصال ۱۵ جمادی الثانی بروز جمعۃ المبارک مطابق ۸ مارچ ۱۹۹۵ء وقت نماز عصر ہوا۔ کراچی کی قومی شاہراہ کے کنارے شاہ فیصل کالونی کے قبرستان میں مدفون ہیں۔ "آیہ رحمت" یہ ستار وارثی کا سلسلہ اشاعت کے اعتبار سے پہلا نعتیہ شعری مجموعہ ہے۔ "معطر معطر" (دوسرا نعتیہ مجموعہ کلام) ۱۹۹۲ء "عرس وارث" (حاجی وارث کے مناقب) ۱۹۸۸ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ جبکہ تیسرا اور آخری نعتیہ مجموعہ کلام "حرف معتبر" اور "خوشبوئے دوست" (چوتھا عارفانہ کلام) پر مشتمل زیر طبع ہیں۔ جبکہ راقم الحروف نے "منتخب نعتیں" کے عنوان سے ستار وارثی کا ایک نعتیہ انتخاب بھی ترتیب دیا ہے جس میں ان کی مقبول و معروف مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نعتیں شامل ہیں۔ ستار وارثی بریلوی کی نعت کے اشعار دیکھئے۔

تم نے چمکا دیا قسمت کا ستارا آقا　　سارا عالم مجھے کہتا ہے تمہارا آقا
مل گیا جب سے غم عشق تمہارا آقا　　ہو گیا میرا ہر اک غم سے کنارا آقا
ناز جتنا بھی نہ ہو کم ہے مجھے قسمت پہ　　لطف فرما ہے جو ستار وہ پیارا آقا

عارف اکبر آبادی

حافظ محمد یوسف خان المعروف عارف رہتسی اکبر آبادی (مرحوم) ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو تحصیل [illegible] ضلع ایٹہ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ بعد میں آپ کے اہل خانہ نے اکبر آباد (آگرہ) میں سکونت اختیار کر لی۔ عارف اکبر آبادی ابھی جوانی کی دہلیز پر بھی نہیں پہنچے تھے کہ ایک ناگہانی و دائمی مصیبت چیچک نے آپ کی بینائی کو آنکھوں سے ہمیشہ کے لئے دور کر دیا۔ تقریباً تین سال جنونی انداز میں گزارے۔ جب آپ کے حواس درست ہوئے تو آپ نے حضرت مولوی محمد نعمان سے باقاعدہ عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی اور اسی دوران قرآن حکیم کو بھی اپنے سینے میں محفوظ کر لیا۔ علم الحکمت آپ کی عبادت اور ذریعہ معاش تھا جس سے ہمیشہ خلق خدا کی بلا تخصیص و امتیاز خدمت کی۔ عارف اکبر آبادی نے ۱۷ اگست ۱۹۸۷ء میں بعارضہ فالج اپنی جان مالک حقیقی و ابدی کے سپرد کر دی اور حیدر آباد سندھ میں ہمیشہ کے لئے پیوند خاک ہوگئے۔ "فردوس آرزو" عارف اکبر آبادی کا نعتیہ مجموعہ کلام ہے جو محرم ۱۹۹۱ء میں بزم جمیل (عارفی قبیلہ) حیدر آباد اور "حرا" ایجوکیشن اکیڈمی کراچی کے تعاون سے شائع ہوا ہے۔ اس کے کل ۹۶ صفحات ہیں۔ عارف اکبر آبادی کی نعت کے چند شعر دیکھئے:

نبی کی یاد میں یوں رت جگا ہو	زباں خاموش ہو دل بولتا ہو
زباں پر ذکر محبوب خدا ہو	یہ دنیا ہو مگر ٹھہرا ہوا ہو
علاج اس درد کے مارے کا کیا ہو	جو جنت میں مدینہ ڈھونڈتا ہو
عطا کر مجھ کو اے ساقی کوثر	وہ اک قطرہ جو قلزم آشنا ہو

شفیق اکبر آبادی

شفیق [illegible] ۸ اکتوبر ۱۹۰۹ء میں [illegible] یوپی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد حافظ امیر بخش جو اعلیٰ مشہور صنعت کار [illegible] اور صوفی منش انسان تھے۔ ان کی [illegible] شفیق کو بھی اسم بامسمیٰ بنا دیا۔
[illegible] مشہور [illegible] صوفی شاعر حضرت [illegible] آبادی سے شفیق [illegible] متاثر تھے۔ لہٰذا ان کے ایک [illegible] سے فیض [illegible] حاصل کیا اور حمد اصناف سخن میں اپنی [illegible] ہیں۔ ان کی نعت کا انداز دیکھئے:

[illegible]	[illegible] عالم میں دل بن جائے کاشانہ محمد کا
[illegible]	خوش قسمت جسے مل جائے میخانہ محمد کا
[illegible]	مدینہ مر کے مل جاتا ہے دیوانہ محمد کا
شفیق [illegible]	خدا سے باخبر رہتا ہے دیوانہ محمد کا

تابش دہلوی

[illegible] ۹ [illegible] میں دہلی (بھارت) میں [illegible] طور [illegible] شاعری اب تک [illegible] تابش دہلوی [illegible] دیکھئے۔

شوق [illegible]	پاؤں تھک جائیں تو سر سے چلئے
شوق [illegible]	روح کے جذب و اثر سے چلئے
[illegible] "تابش"	اس [illegible] نظر سے چلئے
[illegible] "تابش"	نعت پڑھتے ہوئے گھر سے چلئے

اقبال عظیم

اقبال عظیم کی پیدائش ۸ [illegible] ۱۹۱۳ء میرٹھ یوپی (بھارت) میں ہوئی جبکہ ان کا آبائی وطن انبیٹہ ضلع سہارن پور ہے۔ [illegible] کا حصہ [illegible] درس و تدریس کے شعبہ سے تعلق رہا۔ "قاب قوسین" اقبال عظیم کی

نعتوں کا خوبصورت مجموعہ ہے۔ اپریل ۱۹۸۴ء میں اس کی اشاعت دوم ہوئی تھی۔ ... "نعت شہ" ۱۹۸۷ء میں کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ قمر عظیم بصارت سے محروم ہیں لیکن نعتیہ شاعری میں معروف ہیں۔ ان کی نعتوں سے شعر دیکھیے:

مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ — جبیں افسردہ افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ
چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ — نظر شرمندہ شرمندہ بدن لرزیدہ لرزیدہ
مدینے جا کے ہم سمجھے تقدس کس کو کہتے ہیں — ہوا پاکیزہ پاکیزہ فضا سنجیدہ سنجیدہ
بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے — مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ

اقبال صفی پوری

شاعرِ نعت اقبال صفی پوری ... اقبال صفی پوری کے نام سے معروف ہیں۔ ان کا پیدائشی نام اقبال احمد ... ہے۔ ۱۹۲۲ء میں صفی پور ... (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ اقبال صفی پوری کے نعتیہ مجموعہ کلام کا نام "رحمت لقب" ہے۔ ان کی نعتوں کے شعر دیکھیے:

ادھر ڈھونڈتی ہے، ادھر ڈھونڈتی ہے — مدینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے
وہ ہے خواب گاہ شہ ہر دو عالم — دعا بھی جہاں خود اثر ڈھونڈتی ہے
بلائیں گے اقبال اک دن وہ در پر — جنہیں مدتوں سے نظر ڈھونڈتی ہے

فدا خالدی دہلوی

فدا خالدی دہلوی کا شمار معروف استادوں میں ہوتا ہے۔ فدا خالدی نواب مرزا داغ دہلوی کے تلمیذ رشید حضرت ... دہلوی کے شاگرد رشید ہیں۔ رباعیات، غزلیات اور نعتوں کا ایک دیوان طبع ہو چکا ہے۔ "... " فدا خالدی کا ... مجموعہ کلام ہے۔ فدا خالدی کا نعتیہ انداز دیکھیے:

غم عشق نبی ہے اور میں ہوں — حیات دائمی ہے اور میں ہوں
نظر محو جمال مصطفےٰ ہے — مسلسل بے خودی ہے اور میں ہوں
نظر ہے ساقی کوثر کی جانب — مکمل آگہی ہے اور میں ہوں
"فدا" ہیں گنبد خضرا پہ نظریں — تجلی طور کی ہے اور میں ہوں

راغب مراد آبادی

اصل نام سید اصغر حسین اور راغب مراد آبادی تخلص ہے۔ ۲۷ مارچ ۱۹۱۸ء میں دہلی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن مراد آباد (اتر پردیش) بھارت ہے۔ اسی وجہ سے اپنے تخلص راغب کے ساتھ مراد آبادی لکھتے ہیں۔ "مدحت خیر ..." کے نام سے ۱۹۷۵ء میں ان کا نعتیہ مجموعہ شائع ہوا۔ اس کتاب میں نواب مرزا اسد اللہ خان غالب کی غزلوں کی زمینوں میں ۱۳

نعتیں، ۳ رباعیات اور ایک قطعہ موجود ہے۔ ان کی نعتیہ اشعار ("مدحت خیر البشر") ۱۹۷۲ء "مدح رسول" (غیر منقوط نعتیہ کلام) ۱۹۹۳ء "کوثر ن قرآن" ۱۹۹۵ء "بدر امدیٰ" ۱۹۹۱ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ ہم صرف "مدحت خیر البشر" سے چند اشعار آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں کہ صاحب کی جدت پسندی اور مدحت آفرینی کو کس طرح راغب مراد آبادی کی فکر جودت طبع نے نعت کا جامہ پہنایا ہے۔

مدحت خیر البشر اعجاز ہے تحریر کا یہ بھی اک انداز ہے قرآن کی تفسیر کا
جو سراپا انداز ہوں شایانِ شانِ مصطفیٰ لفظ اسے ڈھونڈتا لاتا ہے جوئے شیر کا

اس میں سب سرور کون و مکاں کا در کھلا زندگی کا راز سربستہ تو اب مجھ پہ کھلا

رہ ختم الانبیاء کا میں اگر غبار ہوتا مرا سر بلند رہتا میں فلک وقار ہوتا

جمیل عظیم آبادی

جمیل عظیم آبادی کا پیدائشی نام جمیل احسن اور تخلص جمیل عظیم آبادی ہے۔ جائے پیدائش عظیم آباد پٹنہ (بھارت) اور سن پیدائش ۱۹۲۲ء ہے۔ تعلیم پٹنہ یونیورسٹی سے حاصل کی۔ پاکستان نیشنل شپنگ سے ۱۹۸۳ء میں ریٹائرمنٹ لی۔ غزل کے شاعر ہیں۔ "احمد و مدحت" جمیل عظیم آبادی کا حمدیہ و نعتیہ کلام ہے۔ جمیل عظیم آبادی کی نعت کے چند شعر دیکھئے:

یہ قمر یہ شمس، یہ مہ و کہکشاں، یہ نسیم صبح، یہ گلستاں ہیں تراشے جس نے یہ آبگینے اسی شیشہ گر کی تلاش ہے
مجھے بات اس کی بتا سکے، مجھے راہ اس کی دکھا سکے مجھے اپنی منزل شوق میں اسی رہبر کی تلاش ہے
یہ جمیل جو ہو وہ بے نشاں، مری آنکھ سے تو نہاں اسے دیکھ لے جو حجاب میں، مجھے اس نظر کی تلاش ہے

حنیف اسعدی

حنیف اسعدی کا اصل نام حنیف احمد ہے۔ ان کی ولادت یکم جنوری ۱۹۱۹ء میں شاہجہاں پور۔ یوپی (بھارت) میں ہوئی۔ حنیف اسعدی کو شاعری وراثت میں ملی ہے۔ ان کی شاعری کا آغاز غزل سے ہوا۔ نوکری میں ملازم تھے وہاں سے ریٹائرڈ ہوئے تو ڈپٹی چیف [illegible] ساتھ وہاں بھی [illegible] کر رہے ہیں۔ حنیف اسعدی نعتیہ شاعری میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے "تم" اور "تو" کو ناپسند کرتے ہیں۔ "ذکر خیر الانام" ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ حنیف اسعدی کے نعتیہ اشعار ملاحظہ کیجئے:

گماں تھے ایسے کہ آثار تک یقیں کے نہ تھے — حضور آپ نہ ہوتے تو ہم کہیں کے نہ تھے
کوئی نبی نہیں میرے نبی کا ہم پایہ — تمام عہد کسی آفریں کے نہ تھے
خدا سے بندے کا رشتہ جب جوڑی اس کی — جو اس حضور سے ملے وہ پھر کہیں کے نہ تھے

سکندر لکھنوی

سکندر لکھنوی ایک زود گو شاعر ہیں۔ عرصہ دراز سے نعت گوئی کے باب میں سفر کر رہے ہیں۔ نعتوں کے کئی مجموعہ کلام شائع ہو چکے ہیں۔ کراچی کے نعت گو شعراء میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔ چند مطبوعہ مجموعوں "تسکین روح" "سحاب رحمت" "ممدوح کائنات" "سفینۂ دل" "سراجاً منیرا" "قاسم نعمت" "امام القبلتین" "سید المرسلین" "نعت حبیب" "گلستان ثنا" "محور کونین" شامل ہیں۔ سکندر لکھنوی کی نعتوں کے چند اشعار دیکھئے:

جو عشق نبی کے صحرا و گلشن میں بسا کرتے ہیں — [illegible] کی رحمت کے بادل ان لوگوں پہ سایہ کرتے ہیں
سب اپنے غلاموں کی آقا تقدیر بنایا کرتے ہیں — [illegible] اپنے کرم سے روشن پہ یاد کرتے ہیں
مخلوق کی گفتگو میں جب خالق کی بات آ جاتی ہے — سب محبوب خدا ہاتھوں کو اٹھایا کرتے ہیں
یہ شمس و قمر یہ نجوم اور تارے سکندر قسمت ہے — محفل میں رسول کرم کی ہم نعت سنایا کرتے ہیں

لطیف اثر

لطیف اثر ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء میں کانپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ لطیف اثر کا تعلق لکھنؤ اور سندیلہ ضلع ہردوئی یو پی (بھارت) سے ہے۔ [illegible] کے والد بسلسلہ ملازمت کانپور آئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ۱۹۳۰ء سے باقاعدہ شعر گوئی کا آغاز کیا۔ حضرت سید شاہ ابو محمد طاہر [illegible] کانپوری سے اصلاح لیتے تھے۔ "صحیفۂ حمد" لطیف اثر کے حمدیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ جس میں انہوں نے اللہ رب العزت کے ۹۹ صفاتی اسماء حسنیٰ کو شعری پیکر دیا ہے۔ لطیف اثر کی دیگر کتب حمد و نعت بھی اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔ "صحیفۂ رحمت" (نعتیہ ۱۹۸۰ء)، "صحیفۂ صفات" (حمدیہ ۱۹۸۰ء) اور "صحیفۂ نور" ۱۹۹۲ء شامل ہیں۔ ان کی نعت کے چند شعر دیکھئے:

گلشن زیست جس پہ ناز کرے — سو بہاروں کی وہ بہار بشیر
خوف ہو کیوں "اثر" کو محشر کا — آپ کا جب ہو آسرا عاقب

محشر بدایونی

فاروق احمد شعر و ادب کے میدان میں محشر بدایونی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ۴ مئی ۱۹۲۶ء میں بدایوں (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ پیشہ ملازمت ہے۔ بنیادی طور پر غزل کہتے ہیں۔ کئی غزلیہ مجموعہ طبع ہو چکے ہیں۔ "حرف ثنا" ان کا نعتیہ مجموعہ کلام ہے جس میں حمد، نعت، نعتیہ نظمیں، نعتیہ مسدس اور مناقب شامل ہیں۔ محشر بدایونی کا نعتیہ کلام دیکھئے

[illegible] ہے ۔۔ وہ سکوں تک کہیں سے ملتا [illegible]
کوئی بھی جستجو ہو کوئی لگن ذوق منزل وہیں سے ملتا ہے
[illegible] رسول [illegible] یقیں سے ملتا ہے
کیا کہیں کس قدر سکوں محشر ذکر سلطان دیں سے ملتا ہے

سرشار صدیقی

سرشار صدیقی [illegible] (بھارت) میں پیدا ہوئے [illegible] ۱۹۵۲ء میں ترک وطن [illegible] سرشار صدیقی بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ [illegible] شعری مجموعے [illegible] میں حمد، نعت [illegible] میں [illegible] تر آزاد نظمیں شامل ہیں۔

[illegible] دعائیں مانگ کے بیٹھا ہوں میں طواف کے بعد
[illegible] سکوں ہے گھروں کے اعتکاف کے بعد

قمر انجم

قمر [illegible] ۱۹۲۶ء میں بھارت کے شہر "اودے پور" میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں [illegible] اقتدار صدیقی ادیبی (مرحوم) کے شاگرد ہیں۔ "حسنت جمیع خصالہ" قمر انجم کے نعتیہ مجموعہ کا نام ہے [illegible] دوسرا نعتیہ مجموعہ کا نام ہے۔ [illegible] قمر انجم کی نعتوں کے چند شعر دیکھئے:

[illegible] رسول اللہ کیا ہے ایک جیسے کا سہارا یا رسول اللہ
[illegible] تیرے ہاتھوں میں ہے دامن تمہارا یا رسول اللہ

ادیب رائے پوری

[illegible] جو "ادیب رائے پوری" کے نام سے شہرت حاصل ہے۔ ان کا پیدائشی نام سید حسین علی ہے۔ ۱۹۲۸ء میں رائے پور، ایم۔ پی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء کی رات ہندوستان سے کراچی پہنچے [illegible] "ادیب رائے پوری" کا سب سے پہلا نعتیہ مجموعہ کلام ہے [illegible] "مدارج نعت" کے نام سے ۱۹۹۶ء میں ان کی ایک فکری تصنیف شائع [illegible] کے نام سے بھی [illegible] نعتیہ شاعری پر ایک کتاب رقم کی ہے۔ یہ کتاب اور "تصویر جمال خدائی"

(تیسرا نعتیہ مجموعہ کلام) ابھی تشنۂ طبع ہیں۔

سو آپ کے ذکر سے آغاز کیا ہے میں نے ‏ ‏ ‏ آپ کا ذکر ہوا انجام [illegible]
خدا کا ذکر کرے ذکر مصطفیٰ نہ کرے ‏ ‏ ‏ ہمارے منہ میں ایسی زباں خدا نہ کرے
در رسول پہ ایسا کبھی نہیں دیکھا ‏ ‏ ‏ کوئی سوال کرے اور وہ عطا نہ کرے

مسرور کیفی

[illegible]
[illegible] "[illegible] نور" [illegible] "[illegible]زاب رحمت" "ہالۂ نور" "سید الکونین" [illegible] "سجدۂ حرف" "حرف حق" [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
سیراب ہو نہ جاؤں میں جلووں میں [illegible]

سہیل غازی پوری

نام سہیل احمد [illegible] غازی پور، یو پی (بھارت) اور [illegible] ۱۹۵۲ء [illegible] غزلوں کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں [illegible] "شہر علم" نعتیہ ہے۔ سہیل غازی پوری کے نعتیہ شعر دیکھیے:

جب کبھی شہر مدینہ سے گزرنا چاہوں ‏ ‏ ‏ ہو کے تحلیل فضاؤں میں بکھرنا چاہوں
[illegible]
[illegible]

اعجاز رحمانی

سید [illegible] المعروف "اعجاز رحمانی" ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء میں علی گڑھ (بھارت) میں پیدا ہوئے [illegible] بعد ازاں کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ [illegible] رحمانی کا [illegible] نعتیہ مجموعہ کلام ہے۔ [illegible]

نعتیہ مجموعہ کلام ہے جو ۱۹۹۳ء میں کراچی سے شائع ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ۱۹۸۷ء میں اعجاز رحمانی کی "افکار کی خوشبو" بھی شائع ہو چکی ہے۔ جس میں احادیث مقدسہ کو منظوم کیا گیا ہے۔ چند شعر دیکھئے:

اس بزم ہست و بود کا حاصل حضور ہیں — یہ کائنات جسم ہے اور دل حضور ہیں
ہوتی رہے گی بارش انوار دہر پر — اس انجمن میں رونق محفل حضور ہیں
ہیں منسلک انہیں سے بھلائی کے راستے — سچائیوں کی آخری منزل حضور ہیں
اعجاز لازمی ہے عمل کا محاسبہ — یہ جان کر بھی رحمت کامل حضور ہیں

ریاض سہروردی

مفتی سید محمد جلال الدین چشتی سراجی کاشمیری کے فرزند کو مولانا سید ریاض الدین سہروردی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جبکہ شاعری میں ریاض تخلص کرتے ہیں۔ ابتداء میں اپنے والد سے اصلاح لیتے تھے بعد میں ماسٹر روشن دین روشن (مرحوم) (استاد ایم اے او کالج امرتسر) سے تلمذ حاصل رہا۔ "دیوان ریاض" یہ ریاض سہروردی کا نعتیہ دیوان ہے۔ ریاض سہروردی کے نعتیہ اشعار دیکھئے:

جو بھکاری ہے آپ کے در کا — وہ شہنشاہ ہے مقدر کا
عرش والے طواف کرتے ہیں — سید کائنات کے گھر کا

ہیں حضور مظہر ذات حق یہ بڑے کمال کی بات ہے — وہ بھی نور ہے یہ بھی نور ہے یہ عجیب کمال کی بات ہے
ملی جس کو نسبت مصطفےٰ تو درود اس پہ پڑھا گیا — یہ ہے اک حقیقت حق نما یہ نبی کی آل کی بات ہے

خالد محمود نقشبندی

خالد محمود نقشبندی مجددی کا شمار نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔ "قدم قدم سجدے" خالد محمود نقشبندی کا نعتیہ مجموعہ کلام ہے۔ واضح رہے کہ خالد محمود کا پہلا نعتیہ مجموعہ کلام "قرار جاں" کے نام سے ۱۹۸۳ء میں کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کی تمام تر نعتیں بھی "قدم قدم سجدے" میں موجود ہیں۔ اس کی نعتوں کے اشعار ملاحظہ کیجئے:

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تمہیں سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے
تجلیوں کے کفیل تم ہو مراد قلب خلیل تم ہو
خدا کی روشن دلیل تم ہو یہ سب تمہاری ہی روشنی ہے

کلام رضوی

رفیق احمد کا تخلص "کلام" ہے۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی کے سلسلہ رضویہ میں مفتی محمد حسین قادری رضوی (شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر) سے بیعت ہونے کی وجہ سے کلام رضوی کہلاتے ہیں۔ رفیق احمد کلام رضوی قیام پاکستان سے قبل ایک نا خواندہ خاندان (بھارت) میں یوپی کے ضلع پیلی بھیت کے قصبہ حسن پور میں پیدا ہوئے۔ شاعری میں دبستان کو والعظمیٰ منشی رحمت بریلوی مرحوم اور بعدہ رئیس امروہوی مرحوم سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ "یا رسول" رفیق احمد کلام رضوی کا نعتیہ کلام ہے۔ نعت کے دو بند دیکھئے :

ابر لطف و عنایت پہ لاکھوں سلام　　منبع نور و نکہت پہ لاکھوں سلام
دافع رنج و آفت پہ لاکھوں سلام　　"مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام"

ختم ہو نفسی نفسی کا جب سلسلہ　　جب ہو پیش نظر جلوہ مصطفےٰ
کاش ہو یہ "کلام" حزیں ہمنوا　　"جبکہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام"

سعید وارثی

محمد سعید خاں وارثی ادب میں "سعید وارثی" کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ ان کے والد حضرت ستار وارثی بریلوی کراچی کے معروف نعت گو شعراء میں شامل ہیں۔ سعید وارثی کی پیدائش ۲۳ جنوری ۱۹۳۶ء اور جائے پیدائش گلاب نگر بریلی (بھارت) ہے۔ سعید وارثی اپنے والد گرامی کے صدق یافتہ ہیں۔ نعت گوئی سعید وارثی کا "ورثہ" ہے جبکہ غزل بھی خوب کہتے ہیں۔ "ورثہ" یہ سعید وارثی کا نعتیہ دیوان ہے۔ سعید وارثی کے نعتیہ آہنگ کو ملاحظہ کیجئے :

دولت ابد میں بن جائیں نہ پھر آنکھیں　　"وارثی" مدحت سرکار مرا ورثہ ہے
نظر ہے سوئے حرم دل آرزوئے رسول　　کہاں سے کیجئے آغاز جستجوئے رسول
جبیں پہ اپنی سجا لوں تو آنکھیں جھک جائے　　خدا کرے مجھے مل جائے خاک کوئے رسول

قمر وارثی

رشید حسین نام اور قمر وارثی تخلص ہے۔ ۵ جنوری ۱۹۵۰ء میں فرخ آباد (بھارت) میں وارثیوں کے گھر میں آنکھ کھولی ۱۹۵۲ء میں ہجرت کر کے کراچی، سکھر اور پھر کراچی کو اپنا مسکن بنایا۔ ۱۹۶۵ء میں قومی نغمے لکھ کر شاعری کا آغاز کیا۔ پہلے رئیس امروہوی (مرحوم) اور بعد میں رشید انجم سے درس تلمذ حاصل کیا۔ غزل بھی کہتے ہیں قمر وارثی ہونے کے ناطے اپنے مرد

[illegible] "[illegible]" قمر وارثی کا نعتیہ کلام ہے۔ ان کے نعتیہ شعر دیکھئے:

اس اعتقاد پہ ہم اعتماد رکھتے ہیں — حضور اپنے غلاموں کو یاد رکھتے ہیں

[illegible] آرزو ہے کہ جا کر در نبی پہ کھلے — کہ میرے قلب و نظر کیا مراد رکھتے ہیں

عجیب غم ہے غم مصطفےٰ کہ ہم جیسے — ہزار غم ہوں مگر دل کو شاد رکھتے ہیں

یامین وارثی

[illegible] سبب وارثی ہے۔ یامین وارثی نے [illegible] اور درود و سلام کی گونج میں [illegible] ان [illegible] ہیں) ہے اور سال پیدائش ۱۹۴۳ء ہے۔ ڈاکٹر مہتاب نجمی مظفر نگری (مرحوم) سے اصلاح لیتے [illegible] نعتیہ انتخاب بہت شہرت کے حامل ہیں۔ جن کے صرف نام اور سال اشاعت درج کئے [illegible] یامین وارثی "[illegible]" کے نام سے [illegible] نعتیہ مجموعہ کلام کی ترتیب دے رہے ہیں۔ یامین [illegible] انتخاب [illegible]" "[illegible]" "[illegible]" "عشق مصطفےٰ" کے ناموں [illegible] یامین وارثی کے نعتیہ مجموعہ کلام کا نام ہے۔ نعت کے چند اشعار دیکھئے:

[illegible] — تیرا ذکر ہے عبادت تری یاد بندگی ہے

[illegible] — شب کرم مجھی پہ تیرا تری بندہ پروری ہے

[illegible] "یامین" — اسی در کو دیکھتا ہوں اسی در سے لو لگی ہے

صبیح رحمانی

[illegible] صبیح رحمانی تخلص ہے۔ ۲۷ جون ۱۹۶۵ء کو فردوس کالونی کراچی میں پیدا ہوئے۔ محافل نعت میں [illegible] پاکستان ٹیلی ویژن [illegible] ٹیلی کمیونیکیشن سے وابستہ ہیں۔ "ماہ طیبہ" صبیح رحمانی کے نعتیہ دیوان کا نام ہے۔

ایسا کوئی انتظار ہو جائے — سلام کے لئے حاضر غلام ہو جائے

[illegible] صبح طیبہ کو — [illegible] سے پھر مری دنیا میں شام ہو جائے

[illegible] کی روشنی — ہاتھ آئے جس کو اس کے کف پا کی روشنی

[illegible] کوئی — جنت میں بھی ہے گنبد خضرا کی روشنی

نعتیہ کتب

کراچی کے نعت گو شعراء کے اس تذکرے کے بعد دیگر شعراء کی کتب نعت [illegible] سے
آپ باسانی یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ شعبہ نعت مسلسل ارتقائی منازل طے کر رہا ہے [illegible]
ترتیب کتاب "کراچی کے نعت گو" میں موجود ہے۔

۱۹۴۸ء

تابش افسر ظہور انور، مولانا افسر بیجوری

۱۹۴۹ء

نغمہ ہائے مبارک، ضیاء القادری بدایونی

دفتر رباعیات، اسعد لکھنوی

۱۹۵۰ء

راز حیات، ہما صدیقی

۱۹۵۱ء

جام وارث (حصہ اول)، قیصر وارثی

۱۹۵۲ء

گنجینۂ تاج سر عرش، تاج جام نگر

میلاد حسن پیغمبر، مولانا افسر بیجوری

۱۹۵۳ء

جام وارث (حصہ دوم)، قیصر وارثی

انوار محمود / شمع حرم، سید محمود حسن رضوی

۱۹۵۴ء

مسدس کامل، کامل جونا گڑھی

۱۹۵۶ء

ذکر حضور، بہزاد لکھنوی

صدق مقال، عبدالمجید صدیقی

۱۹۵۷ء

فردوس عقیدت، صابر براری ضیائی

قصیدہ بردہ شریف (منظوم ترجمہ)، فیض الدین نظامی

کیف بہاراں، آرزو اکبر آبادی

گہوارۂ مغفرت، امداد حسین نصرت

۱۹۵۸ء

نقش وفا، وفا بابکی

۱۹۵۹ء

خزینۂ بہشت، ضیاء القادری بدایونی

ریاض ہاشمی، محمد سلیم

۱۹۶۰ء

تنویر، اسعد لکھنوی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چراغ حرم، سید مختار علی ضیائی

۱۹۶۳ء

نذرانۂ ادب، محمد عبدالغنی قادری

آمنہ کا چاند، صابر براری ضیائی

منور نعتیں، منور بدایونی

خونابۂ دل، نور جہاں بدایونی

خلوت ہاشم، ہاشم رضا ضیائی

تسکین روح، سکندر لکھنوی

انتخاب کامل نمبر۱، کامل جونا گڑھی

۱۹۶۴ء

گلگشت بہشت، میر سید شائق علی

فارقلیط، عبدالعزیز خالد

محامد مصطفےٰ، محمود حسن رضوی

نعت لطیف، عبداللطیف

۱۹۶۵ء

عطر جذبات، اثر ہاپوڑی

ترتیل، اختر حسین اختر

نالہ ذبیح، محمد اسمٰعیل ذبیح

۱۹۶۶ء

منحمنا، عبدالعزیز خالد

تاریخ اسلام (منظوم)، سید منیر علی جعفری

۱۹۶۷ء

کلام یکتا، محمد فرید الدین یکتا

۱۹۶۸ء

گلبانگ حرم، حمید صدیقی لکھنوی

خزینہ نعت، بشیر اللہ زواری

سحاب رحمت، سکندر لکھنوی

نغمات حرم، مریم قادری

۱۹۶۹ء

تسبیح رعنا، رعنا اکبر آبادی

۱۹۷۰ء

نغمہ زمزم، مینا زبیری

شعاع نور، مقبول قریشی

قصیدہ بردہ شریف (منظوم ترجمہ)، عبداللہ بلال صدیقی

نکہت عقیدت، مینا زبیری

یاد حرمین، سالک نقوی

۱۹۷۱ء

نغمات عشق، عبدالغنی بیگ

۱۹۷۲ء

اصناف نظم، کامل جوناگڑھی

دربار رسالت، صبا متھراوی

ریاض رسول (دوم)، سید ریاض الدین سہروردی

عقیدہ بلا الف، طاہر سیف الدین

۱۹۷۳ء

پھول ہی پھول، ظہیر احمد تاج

اعجاز مصطفےٰ، اعجاز رحمانی

۱۹۷۴ء

ارمغان حرم، سکندر لکھنوی

قرار جاں، خالد محمود نقشبندی

۱۹۷۵ء

حرف و نوا، شمس وارثی

درود ان پر، یکتا امروہوی

ذکر حبیب، متاع کارواں، شفیق اکبر آبادی

شعاع دل، الطاف احسانی

گل بیز مغفور، بہاء الدین وقار

مینائے عقیدت، مینا زبیری

۱۹۷۶ء

فریاد طاہرہ، طاہرہ صدیقی

ممدوح کائنات، سکندر لکھنوی

اس قدم کے نشاں، ادیب رائے پوری

۱۹۷۷ء

رنگ رنگ عقیدت، سکندر حیا بریلوی

رازِ ہدایت، اختر اقبال

شمشیر ضیاء بار، رحمان کیانی

قاب قوسین، اقبال عظیم

۱۹۷۸ء

کلیات تاج، ظہیر احمد تاج

۱۹۷۸ء

اوصاف ختم المرسلین، جمیل رضوی امروہوی

بصیرت، نعیم تقوی

جام طہور، صابر براری ضیائی

چراغ حرا، مسرور کیفی

فتوحات اسلام (منظوم)، ہما صدیقی

نورو نغمہ، ظہیر احمد تاج

طیبہ کو چلو، حمید بیگ عالم

۱۹۷۹ء

آیہ رحمت، ستار وارثی

تصویر کمال محبت، ادیب رائے پوری

حسنت جمیع خصالہ، قمر الدین احمد انجم

سفینۂ دل، سکندر لکھنوی

سراج منیر، بشیر اللہ جبل پوری

مدحت خیر البشر، راغب مراد آبادی

نغمات نعت النبی، غلام نبی بسیط

۱۹۸۰ء

افکار قدس، انور ڈیرہ دونی

دیوان حمد و نعت، ماہر شکوہ آبادی

سراجاً منیراً، سکندر لکھنوی

شعاع ایمان، الطاف احسانی

قاسم خلد، سکندر لکھنوی

گنبد نور، وفا نارشی

ملجاو ماوئی، مسرور کیفی

۱۹۸۱ء

منور قطعات اور اشعار، منور بدایونی

اقراء، صبا اختر

امام القبلتین، سکندر لکھنوی

نور الہدیٰ، احسان فاروقی

جمال حرم، مسرور کیفی

۱۹۹۲ء

عروج، ثریا واسطی امروہوی

ثنائے حبیب، انجم پیلی بھیتی

نعت اور سلام، وحیدہ نسیم

دیوان ریاض، ریاض الدین سہروردی

رحمت کے دریچے، حمید بیگ عالم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۹۹۳ء

[illegible]ت عشق (دوم)، عبد الغنی میگ

ارمغان عقیدت، اختر امروہوی

سید المرسلین، سکندر لکھنوی

سلسبیل، اثر زبیری

کتاب حرم، اطہر حسین زاہدی

گلدستہ عقیدت، سلطان محمود

مدح رسول، راغب مراد آبادی

[illegible] س، فدا خالدی دہلوی
مثنوی بحر عشق، عبدالغنی عیک
نور یزداں، مسرور کیفی
١٩٨٤ء
[illegible] المدیح (ترجمہ [illegible] بردہ)، پروفیسر محسن صدیقی
رسول مقبول، حنیف احمد حنیف
ارمغان سیفی، مکرم علی سیفی
چاند ستارے، ع۔ مختار بیگ
حمد و ثنا، شاہد انوری
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
نور ہدا، اسیر آرزو
١٩٨٥ء
تقدیس، تابش دہلوی
[illegible]
[illegible]
[illegible]، حافظ عبدالغفور حافظ
کشور خاتم الانبیاء، راغب مراد آبادی
احمد از خدا بزرگ توئی، رحمان خاور
چراغ عاصیں، اسماعیل انیس
رخت سفر، ذاکر علی خان
زاد راہ، شیدا [illegible]
سرمہ خاک پا، وقار صدیقی بیدم واصفی
تحفہ ندرت، ندرت میرٹھی
صل اللہ و محمد، شکیل احمد طاہر
عرفانیت، عارف سیمابی
کلیات قادری، مولانا غلام رسول فقیر قادری
کلام سراج، سراج الدین
ہالہ نور، مسرور کیفی
بادل طیبہ، [illegible] سہارنپوری
مدحت شاہ رسول، قاری اشفاق احمد سالک انصاری
نعت حبیب، سکندر لکھنوی
١٩٨٦ء
نور نظر، شمشاد علی اثر
الہام، خالد عرفان
برق تجلی، بادشاہ حسین رضا
ریاض رسول (حصہ سوئم)، ریاض الدین سہروردی
سروش سدرہ، ارمان اکبر آبادی
سید الکونین، مسرور کیفی
سوئے حرم سوئے طیبہ، انصار الحق قمر اعظمی
شمس الضحیٰ، قمر وارثی
گلستان ثنا، سکندر لکھنوی
معطر معطر، ستار وارثی
مضراب جاں، اختر بجنوری
بہشت عقیدت، واثق بنگلوری
صاحب الجمال، انجم رحمانی
حرف ثنا، خورشید ایوبی
١٩٨٧ء
حمد و ثناء، سید الطاف علی احسانی
اظہار عقیدت، صدیق فتح پوری
افکار کی خوشبو، اعجاز رحمانی
ثنائے رسول، انصار الحق قمر اعظمی

حرا کا چاند ' محمد صابر کوثر
خورشید رسالت ' خورشید اسعدی پوری
شہر علم ' سہیل غازی پوری
معراج سخن ، تاج سخن ' حافظ محمد مستقیم
مرحبا ' مسرور کیفی
مینار حرم ' بشیر فاروقی
مختار کونین ' سکندر لکھنوی
نعت ہی نعت ' نیر اسعدی
نوائے خادم ' محمد حنیف خادم
ورثہ ' سعید وارثی
وحدت و رحمت ' جمیل عظیم آبادی
لب کشا ' اقبال عظیم
صبح بہاراں ' عزیز لطیفی
قندیل عرش ' شریف امروہوی

۱۹۸۸ء

سجدہ حرف ' مسرور کیفی
سرشک تبسم ' غلام [illegible] تبسم
قصیدہ رسول تہامی ' حافظ عبدالغفار حافظ
نوائے حمد ' بقا نظامی عظیم آبادی
مصدر انوار ' مہر وجدانی
نغمہ فردوس ' شکیل بدایونی
ورفعنا لک ذکرک ' احمد اللہ فاروقی
[illegible] رسول ' رفیق احمد کلام رضوی
جذبہ محبت ' یونس ہویدا
حضور ' اختر لکھنوی
رحمت لقب ' اقبال صفی پوری

۱۹۸۹ء

خزینہ ندرت / دیوان حلیم ' محمد عبدالحلیم امروہوی جیپوری

تجلیات حرم ' اثر فاضلی بے پوری
ذکر خیر الوری ' عزیز ادیب خاکی
ہیم صحرا ' الطاف احسانی
طلوع شمس ' شمس الحق محمدی
ماہ طیبہ ' صبیح رحمانی
مینار نور ' حیرت الہ آبادی
مرجان ریگ ' انور حسین انور
نگار حرم ' [illegible]
نگار عقیدت ' حافظ عبدالغفار
پھولوں کی ڈالی ' ریاض زیدی
صحیفہ نعت ' لطیف اثر
مدینے کی مہک ' طاہر سلطانی

۱۹۹۰ء

اشک فروزاں ' بدر فاروقی
اساس ' سرشار صدیقی
بہار گلشن نعت ' عزیز یار خان
[illegible] ' [illegible] احمد
وسیلہ بخشش ' محمد حنیف نقشبندی

۱۹۹۱ء

ابر رحمت ' مسعود خانم
ابر کرم ' طالب جلال
بدر الدجی ' راغب مراد آبادی
تابش تابش ' [illegible] قریشی
شفاعت ' سید قمر زیدی
صبح تجلی ' شریف امروہوی
فردوس آرزو ' عارف اکبر آبادی
کیفیت ' اختر حسین کیف
نسیم حجاز ' [illegible] دہلوی

ھو اللہ العشق ' عنبر شاہ وارثی
ثنائے حبیب ' قاری حبیب اللہ

۱۹۹۳ء

بلادا ' غوث متھراوی
حرف عطا ' مسرور کیفی
دستہ گل ' فاضل عثمانی
زاد آخرت ' مولانا جامی بدایونی
سحر کا تازہ ' بشریٰ شمس
سبز گنبد نیلا آسمان ' احمد فاخر
[illegible]
نعت نفیس ' نفیس قادری

وہ کتابیں جن پر سال اشاعت درج نہیں ہے

[illegible]
[illegible]
گلزار معرفت ' حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
نقوش عقیدت ' سید اشرف احسانی
ظہور قدسی ' مفتی [illegible] اللہ شہابی
شب اسریٰ ' محمد امین چشتی
ساز بطحا ' محمد احمد صدیقی
انوار طیبہ ' بیدل جبل پوری
دیوان بیکس ' بیکس جبل پوری
درمان غم ' بہزاد لکھنوی
کرم بالائے کرم ' بہزاد لکھنوی
نغمہ روح ' بہزاد لکھنوی
دیوان بیدم ' بیدم شاہ وارثی
صفدر گنوری ' تاریخی حقیقتیں
شاہنامہ اسلام ' حفیظ جالندھری
گلہائے عقیدت ' سید حمید الدین

نعت و سلام ' حنیف اسعدی
ذوق نعت ' حسن رضا بریلوی
انا من الحسین ' رئیس امروہوی
شگفتہ محمدی ' راغب رحمانی
ضمیر کے چراغ ' طیب راقم عیک
حدائق بخشش ' احمد رضا بریلوی
طیبہ کے جانے والے ' شمس وارثی
نغمہ ربانی ' مولانا ضیاء القادری
لمحات کریمی ' پیر محمد طاہر
عقیدت ' عرشیہ علوی
مدینے کی دھول ' مولانا الیاس عطار قادری
میرا سینہ مدینہ ہو ' مولانا الیاس عطار قادری
نذرانہ ' عاقل بریلوی
شمع تجلی ' فوق شوق ملیح آبادی
عقیدت جاوداں ' قمر جلالوی
انتخاب کامل تبرک ' کامل جوناگڑھی
مطلع انوار ' کامل جوناگڑھی
انوار الحرمین ' سید محمود حسن رضوی
باران رحمت ' سید محمود حسن رضوی
چمن مصطفیٰ ' سید محمود حسن رضوی
چمن حسن چمن ' سید محمود حسن رضوی
محفل پر نور ' سید محمود حسن رضوی
حسن دو عالم ' سید محمود حسن رضوی
رحمت فشاں ' سید محمود حسن رضوی
نعت عظمیٰ ' سید محمود حسن رضوی
شراب طہور ' ابوالکلام ماہر
ظہور قدسی ' ماہر القادری
مجلہ ممتاز ' ممتاز حسین ممتاز

نذرانہ، معید انور معین

واحدانیہ، غلام محمد مخدومی

چراغ نور، انوار محمد سہارن پوری

منبع انوار، محمد یامین وارثی

نعتیہ مقالے (نثر)

۱۹۷۳ء

اردو کی نعتیہ شاعری، ڈاکٹر فرمان فتح پوری

۱۹۷۶ء

اردو میں نعتیہ شاعری ([illegible])، [illegible]

۱۹۹۳ء

عربی میں نعتیہ کلام، ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی

۱۹۸۴ء

تذکرہ نعت گو شاعرات، ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری

۱۹۸۶ء

مدارج النعت، ادیب رائے پوری

۱۹۸۹ء

اردو نعت (تاریخ و ارتقاء)، سید افضال حسین نقوی

نعت نمبر محراب و منبر سہ ماہی، سید فرید الدین قادری

نعتیہ انتخاب

۱۹۶۲ء

بستان نبی صلی اللہ علیہ وسلم، غلام نبی

۱۹۶۵ء

فانوس رحمت، انجمن فانوس ادب کراچی

۱۹۶۶ء

نقش سعادت، ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی

۱۹۶۷ء

نوائے سروش، نثار احمد

۱۹۷۶ء

صحیفۂ نعت، اکبر غالبی

۱۹۷۹ء

ارمغان نعت، شفیق بریلوی

۱۹۹۰ء

[illegible] دوم، نجم الانصاری

۱۹۸۱ء

صل علی محمد، میر واصف علی

جواہر النعت، عزیز [illegible]ی

زمزمہ نعت، شہزاد احمد

مدحت نعت، نیر ندیم

۱۹۹۲ء

نوائے رضا، شہزاد احمد

نعت مصطفیٰ، یامین وارثی

۱۹۸۴ء

مدحت مصطفیٰ، محمد ہارون کاسانی القادری

شان مصطفیٰ، یامین وارثی

نوائے نعت، شہزاد احمد

۱۹۸۵ء

انوار حرمین، صدیق اسماعیل

نعت مصطفیٰ، ایم عارف

نسیم کرم، حکیم سید بابر اقبال احسانی

ابر لطف و کرم، رفیق احمد کلام رضوی

۱۹۸۶ء

نور مصطفیٰ، محمد یامین وارثی

۱۹۹۷ء

نعت مصطفیٰ، ابن حق

نعت مصطفیٰ، محمد رفیق مدنی

مدینے کی خوشبو ' محمد حبیب قادری

۱۹۸۸ء

رحمت تمام ' بزم ادب نیشنل بینک

کشف العرفان ' ڈاکٹر نور محمد ربانی سلامی

نور سخن (غیر مسلم شعراء) ' نور احمد میرٹھی

نعت مصطفے ' عمران احمد

ثنائے محمدؐ ' کوثر جہاں

معروف شعراء کے مرتب کردہ نعتیہ انتخاب

۱۹۶۷ء

دیوان شاہ نیاز ' مرتبہ۔ شفیق بریلوی

۱۹۷۶ء

کلام رضا کا تحقیقی و ادبی جائزہ ' مرتبہ۔ شمس بریلوی

۱۹۸۳ء

ارمغان سیفی ' مرتبہ۔ شمس بریلوی

۱۹۹۰ء

سفینۂ نعت (مسرور کیفی) ' مرتبہ۔ ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی

۱۹۹۲ء

منتخب نعتیں (ستار وارثی) ' مرتبہ شہزاد احمد

س-ن

ذوق نعت پر ناقدانہ نظر ' شمس بریلوی

سلام بحضور خیر الانام کے انتخاب

۱۹۸۳ء

سلام رضا ' شہزاد احمد

۱۹۸۵ء

لاکھوں سلام ' شہزاد احمد

۱۹۸۸ء

گلدستہ سلام ' رفیق احمد کلام رضوی

س-ن

مجموعہ سلام ' عتیق الرحمن

وہ نعتیہ انتخاب جن پر سال اشاعت نہیں

تحفہ محمدی (حصہ اول) ' محمد الیاس برنی چشتی قادری

تحفہ محمدی (حصہ دوئم) ' محمد الیاس برنی چشتی قادری

تحفہ محمدی (حصہ سوئم) ' محمد الیاس برنی چشتی قادری

تحفہ محمدی (حصہ چہارم) ' محمد الیاس برنی چشتی قادری

گلہائے عقیدت (حصہ اول) ' مولانا محمد حفیظ قادری

گلہائے عقیدت (حصہ دوئم) ' مولانا محمد حفیظ قادری

نور مصطفیٰ ' محمد یامین وارثی

رسولؐ کی نعتیں و سلام ' حافظ عبدالستار

نغمہ محبوبؐ ' ادارہ نعتیہ کلام۔ کراچی

رسول مقبولؐ ' ایس۔ ایم۔ صدیقی

انوار حرمین ' صدیق اسمٰعیل

تجلیات مصطفےٰ ' محمد ندیم حزیں

نعت رسول مقبولؐ ' محمد ندیم حزیں

نور مدینہ ' [illegible]

مدحت مصطفےٰ ' علامہ قاری مصلح الدین قادری

ضیائے مدینہ ' محمد صادق قادری برادران

بوصیا نامہ ' قمر الظفر قریشی کمبل پوری

ثنائے مصطفیٰ ' الطاف قادری پاریکھ

نعت شاہ کونینؐ ' ایس۔ ایم صدیقی

نغمہ حبیبؐ ' مولانا محمد شفیع اوکاڑوی

نعتیہ انجمنوں کی جانب سے شائع ہونے والے نعتیہ مجلے

			صفحات	سال اشاعت
۱۔	مجلہ (پہلی کل پاکستان محفل	مدیر۔ سید صبیح الدین رحمانی	۴۴	۱۹۹۹
	بزم فروغ نعت و مناقب نزد چھوٹا میدان ناظم آباد۔ کراچی			
۲۔	مجلہ۔ لیلۃ النعت ۱۹۸۷ء		۳۰	۱۹۸۷ء
۳۔	مجلہ لیلۃ النعت	مدیر سید صبیح الدین رحمانی	۳۰	۱۹۸۸
۴۔	مجلہ۔ لیلۃ النعت	مدیر۔ شیخ اقبال	۱۳۴	۱۹۸۹
۵۔	مجلہ۔ ریاض رسول	مدیر۔ سید محمد فصیح الدین سہروردی	۹۴	۱۹۸۹
۶۔	مجلہ۔ لیلۃ النعت	مدیر۔ شیخ اقبال	۹۰	۱۹۹۰
۷۔	مجلہ۔ ریاض رسول	مدیر۔ سید محمد فصیح الدین سہروردی	۹۴	۱۹۹۰
	انجمن عندلیبان ریاض رسول جامع بغدادی مسجد مارٹن کوارٹرز نزد ٹمبر ہٹ۔ کراچی			
۸۔	مجلہ المبشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضور اکرم نمبر)	مرتبین۔ محمد ناصر رضوان سید مختار علی رضوی قادری	۹۴	۱۹۹۰
۹۔	مجلہ۔ حضرت حسان نعت ایوارڈ (۱۹۸۹ء ۔ ۱۹۸۸ء)	مدیر اعلیٰ۔ غوث میاں	۸۴	۱۹۹۱
	حضرت حسان حمد و نعت بک بینک پاکستان ۳/۱۳۸۴ شاہ فیصل کالونی کراچی نمبر ۲۵			
۱۰۔	مجلہ ۱۹۹۱ء (بسلسلہ نعتیہ مشاعرہ)	زیر اہتمام۔ بزم ادب	۳۸	۱۹۹۱
	نیشنل بینک آف پاکستان آئی آئی چندریگر روڈ۔ کراچی			
۱۱۔	مجلہ۔ حضرت حسان نعت ایوارڈ (۱۹۹۱ء ۔ ۱۹۹۰ء)	مدیر اعلیٰ۔ غوث میاں	۱۵۲	۱۹۹۲ء
	حضرت حسان حمد و نعت بک بینک ۱۳۸۴ ۳ شاہ فیصل کالونی کراچی۔ پاکستان			
۱۲۔	مجلہ۔ لیلۃ النعت (قرآن نمبر)	مدیر اعلیٰ۔ شیخ محمد اقبال قادری مرحوم	۹۸	۱۹۹۲
	گلبہار نعت کونسل پاکستان لیاقت چوک گلبہار نمبر ۱۔ کراچی نمبر ۱۸			
۱۳۔	مجلہ۔ صوت حسانؓ	مدیر اعلیٰ۔ جاوید وارثی	۳۰	۱۹۹۴
۱۴۔	مجلہ۔ لیلۃ النعت	مدیر۔ سید صبیح الدین رحمانی	۱۲۰	۱۹۹۴ء
	گلبہار نعت کونسل پاکستان لیاقت چوک گلبہار نمبر ۱۔ کراچی نمبر ۱۸			

چند معروف نعت خواں

چند معروف نعت خواں

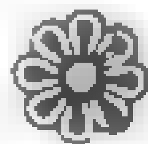
سعید ہاشمی، قاری وحید ظفر قاسمی، صدیق اسماعیل، محمد یوسف میمن، خورشید احمد، سید محمد فصیح الدین سہروردی، عبدالرؤف روفی، ناہید نیازی، [illegible] منظر، محمد قمر خان رحمانی، مجیب الرحمن صدیقی، شریف احمد مدنی، محمد ندیم خان، ابرار حسین، [illegible] محمد رفیق، [illegible] سرور حسین، [illegible] اقبال حمید، ڈاکٹر حافظ قاری حسین احمد، مسعود قمر، نصراللہ خان نوری، [illegible] محبوب، حافظ محمد ندیم صدیقی، انور ابراہیم، جنید ابراہیم، شاہد چشتی اور محمود علی کے نام شامل ہیں۔

نعتیہ تنظیمیں و انجمنیں

چند اہم نعتیہ تنظیموں اور انجمنوں کے نام درج کیے جاتے ہیں جو ذکر حمد و نعت میں مصروف عمل ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار تنظیمیں ہیں جو اپنے اپنے دائرہ کار کے مطابق ذکر سرکار کو عام کر رہی ہیں۔

بزم فروغ نعت و مناقب پاکستان صدر: مولانا عبداللہ بدایونی (مرحوم)، پاکستان نعت کونسل کراچی صدر: قمرالدین احمد انجم، پاکستان نعت اکیڈمی صدر: [illegible] پوری، گلبہار نعت کونسل پاکستان صدر: محمد قمر خان رحمانی، انجمن عندلیبان ریاض رسول کراچی صدر: مولانا سید محمد ریاض الدین سہروردی، انجمن عاشقان مصطفےٰ۔ کراچی صدر: [illegible]، انجمن نوجوانان اہلسنت پاکستان صدر: شاہد انیس، انجمن ترقی نعت ٹرسٹ پاکستان صدر: [illegible]، بزم [illegible] خوان مصطفےٰ پاکستان صدر: محمد اسلم [illegible]، انجمن ذکر و حمد و نعت۔ کراچی صدر: خورشید میاں

قارئین کرام! مندرجہ بالا مقالے میں یہ میری کوشش رہی ہے کہ شعبہ نعت کے حوالے سے شہر کراچی میں جتنا بھی کام ہوا ہے یا مسلسل ہو رہا ہے مختصر صورت میں منظر عام پر آ جائے۔ اپنی دانست کے مطابق میں نے حتی المقدور یہ سعی کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ معلومات [illegible] اس سلسلہ میں اگر کوئی کمی یا خامی رہ گئی ہو تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں میں قارئین کے ساتھ ہمیشہ آپ کا احسان مند رہوں گا۔



پنجاب میں نعت

ملتان میں فروغ نعت

پروفیسر عاصی کرنالی

ملتان مدینتہ الاولیا ہے۔ اس خطے کا مزاج دینی ہے۔ نہایت قدیم زمانے سے اس مرکز سے دین و ثقافت اور علم و تہذیب کے اجالے اکناف عالم کو منور کر رہے ہیں۔ شاعری بھی یہاں دیر سے وسیلہ اظہار ہے۔ نعت یعنی ثنائے رسالت مآبؐ کے زمزمے بھی یہاں دیر سے فضاؤں میں گونج رہے ہیں۔ یہاں کے شعراء نعت کی عطر افشانیاں کر رہے تھے' تشکیل پاکستان کے بعد تازہ وارد شعرا بھی ہم نوا ہو گئے --- اور "ورفعنا لک ذکرک" کے نغمہ ہائے اقدس میں شریک ہو گئے۔ شروع شروع میں نعت گوئی کی روش انفرادی طور پر چلتی رہی۔ کوئی ۱۹۶۰ء کے بعد اس میں اجتماعی رنگ پیدا ہوا۔ اب تو نعت اس خطہ دین بنیاد کی سب سے توانا آواز ہے۔

ملتان میں فروغ نعت کے اسباب یہ ہیں: نعت خوانوں کی ٹولیاں اور ان کی موروثی روایت کا تسلسل' --- بعد میں ان کا انجمنوں اور تنظیموں کی شکل اختیار کرنا' جو شعرا کے لئے نعت کہنے کے زیادہ میلان کا سبب بنا --- چند نعتیہ محفلوں کی تشکیل' جن کے باقاعدہ طرحی مشاعروں نے نعت گوئی کو ایک تحریک بنا دیا --- چند معروف نعت گو شعرا کے زیر اثر توسیع نعت --- نعتیہ مشاعروں کا جا بجا انعقاد۔ اخبارات' رسائل میں نعتوں کی اشاعت' ریڈیو اور ٹی وی پر نعت خوانی یا محافل نعت کا اہتمام --- اگرچہ یہ واقعاتی اسباب تھے لیکن بنیادی سبب وہی ہے کہ ایک مسلمان شاعر کسی بیرونی تحریک کے بغیر صرف اپنے باطن کے تقاضائے عشق سے نعت کہتا ہے۔ ملتان میں نعت کے تمام معروف رویے برتے جا رہے ہیں۔ نعت کا قدیم رویہ جس میں توصیف جمال محمدی کا غلبہ ہے۔ حالی اور اقبال کے عہد یا مابعد کا رویہ جس میں نعت سیرت نگاری اور تبلیغ و دعوت اسلام کی ترجمان ہے۔ رسمی اور غیر رسمی رویے --- اس کے علاوہ ہیئت کے اعتبار سے غزل' قصیدہ' قطعہ' رباعی کی صورتیں اور نظم کی قدیم و جدید تشکیلیں۔ تاہم زیادہ تر غزل ہی کی صورت مروج ہے۔ طرحی مشاعروں نے ہیئت غزل کو زیادہ پھیلایا ہے۔ بزم حسان اور بزم نور کے طرحی مشاعرے فروغ نعت کا موثر وسیلہ بنے ہیں۔ تشکیل پاکستان کے بعد اسد ملتانی مرحوم صاحب "تحفہ حرم" اور علامہ حلاوت کی نعتیں ہمارے لئے سامان استفادہ ہوئیں۔ اسی دور میں کشفی ملتانی کی نعتیں اور محمد ارمان دشنا سے فیض اٹھایا۔ ہجرت کی سرور نے ماہر القادری' خواجہ شفیع دہلوی' قابل گلاوٹھی' فیض جھنجھانوی اور صابر دہلوی کو ملتان پہنچایا۔ صابر دہلوی کی مٹی یہیں عزیز ہوئی۔ باقی اصحاب قدرے قیام کے بعد دوسرے شہروں میں سدھارے۔ ان اصحاب کی روح پرور نعتوں سے ملتان کی فضائیں منور ہوتی رہیں۔ کیفی جامپوری اور رفیق خاور حسکانی بھی کچھ وقت ملتان میں قیام پذیر ہوئے۔ کیفی مرحوم کی دانش افروز اور رفیق خاور کی جدید طرز احساس میں ڈھلی ہوئی نعتوں کا ایک خاص مرتبہ ہے۔

بعض شعرا بسلسلہ ملازمت یا دیگر وجوہ سے ملتان میں اقامت پذیر رہے۔ جن میں حافظ مظہر الدین مرحوم' آغا صادق مرحوم' راز کاشمیری مرحوم اور زندہ حضرات میں حافظ لدھیانوی' خالد بزمی اور عابد نظامی' نعت کے نامور شعرا تسلیم کئے جاتے

ہیں جو صاحبان تصنیف بھی ہیں اور اپنا ایک حوالہ رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ اس زمرے میں اویس عشقی' اشتیاق اظہر' ناظر جاذب ترین' کرنل دلنواز دل' منصور عاقل' دبیر نقوی' عبدالشکور بیدل' صادق قمر' ڈاکٹر مناظر حسین نظر اور سید شیدا حسن زیدی بھی لائق ذکر اصحاب ہیں' جن کی خوشبوئے ثنا سے یہ سرزمین معطر ہوئی ہے۔

ایسے شعرا کی ایک معتدبہ تعداد نظر آتی ہے جو صاحب تصنیف ہیں اور جن کے نقوش عقیدت کتابی شکل میں محفوظ ہیں۔ اپنی معلومات کی حد تک ان کے نام مع تصنیف پیش کئے جاتے ہیں:

میر افق کاظمی (فروغ حمد) ---- ادیب سیمابی (شاخ طوبیٰ) ---- عزیز حاصل پوری (صحیفہ نور' جان نور' تضمین مبین) ---- ہلال جعفری (جان رحمت' معراج مصطفیٰ' طلوع سحر' ہلال حرم) ---- اصغر علی شاہ (پیامبر فجر) ---- حسین سحر (تقدیس) ---- اقبال ارشد (فصیل دو پرچم) ---- تابش صمدانی (برگ ثنا) ---- انور جمال (ہولاک لما) ---- سیدہ تاباں عابدی (شعلہ تاباں) ---- فدا غازی (تنویر مودت) ---- خان صادق محمد احسن (کلام احسن) ---- عاصی کرنالی (مدحت' نعتوں کے گلاب) میر افق کاظمی اور عزیز حاصل پوری کے یہاں قدیم روایت کی جلوہ گری ہے اور ہجران' اشتیاق دید اور جذب و مستی کے مضامین ہیں ---- ہلال جعفری کے یہاں دلگدازی اور اشکباری کا غلبہ ہے۔ اصغر علی شاہ کے یہاں عامیانہ اسلوب' شوکت لفظی اور مضمون آفرینی پائی جاتی ہیں۔ حسین سحر اور اقبال ارشد کی نعتوں میں مشتاقی و حضوری کی شادمانیاں ہیں۔

انور جمال کے مسدس میں تخلیق کائنات سے ظہور قدسی تک کا جائزہ اور بعثت حضور کی انسانیت پر برکات کا ذکر ہے۔ تابش صمدانی کے یہاں ایک بے ساختہ پن اور وارفتگی عشق کا عالم چھایا ہوا ہے۔! عاصی کرنالی کو "نعتوں کے گلاب" پر ۱۹۸۹ء میں اور حسین سحر کو "تقدیس" پر ۱۹۹۱ء میں قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر صدارتی ایوارڈ ملا جو ایک طرح سے خطہ ملتان میں فروغ نعت کا قومی سطح پر بالواسطہ اعتراف ہے۔ ان صاحبان تصنیف کے علاوہ ایسے شعرا بکثرت ہیں جن کی بیاضوں کے دامن میں نعت و ثنا کا خزینہ بڑا وقیع رہا ہے اور جن کے یہ منظوم عقیدت نامے یقیناً" ملتان میں نعت گوئی کو تابانی' فروغ اور ارتقاء بخش رہے ہیں۔ ان ارباب سعادت میں مرحوم شعرا کے نام یہ ہیں: طاہر کپور تھلوی' مختار العمیمی' قمر لکھنوی' خادم سیتھی' پرواز جالندھری' ذوالفقار حیدر راغب' مولانا حسن رضا' ضیاء صدیقی' شمس الاسلام عالی' شمیم شمسی' اسلم یوسفی' حبیب محمد حبیب' حیدر گردیزی ---- اور جو زندہ ہیں (خدا انہیں سلامت رکھے تاکہ وہ اس ذکر جمیل کی روشنی میں اضافہ کرتے رہیں) ان کے نام یہ ہیں: حزیں صدیقی' مذاق العیشی' نجمی کرنالی ارشد ملتانی۔ ایاز صدیقی۔ اسلم انصاری ولی محمد واجد' امید ملتانی' تاثیر وجدان' ڈاکٹر محمد امین' ڈاکٹر صفدر حسین صفدر' کرامت گردیزی' اختر جعفری' منیر فاطمی' شوکت رسول پوری' ثمریا نو ہاشمی' نوشابہ نرگس' نور زہرا خالد وغیرہ حزیں صدیقی مرتبہ استادی پر فائز ہیں تمام فنی و معنوی محاسن سے ان کی نعتیں آراستہ ہیں۔

مذاق العیشی قصائد کے اسلوب میں روشن اور ایمان افروز نعتیں کہتے ہیں۔ ایاز صدیقی کی نعت گوئی کا ایک رخ یہ ہے

کہ وہ غالب کی غزلوں کی زمینوں سے نعت کے آسمان تخلیق کر رہے ہیں۔

ولی محمد واجد نعت میں سے شہ نکتے ہیں۔ خود روتے ہیں دوسروں کو رلاتے ہیں۔ اسلم انصاری کے یہاں عموماً استغاثہ و ملامت کا اسلوب مناسب اور مدنی خیال و معانی کا تلازمہ ہر جگہ ہے۔ وہ نعت گوئی میں بھی تخصیص رکھتے ہیں۔ "تیرا اسم ہے مری زندگی" (حمدیہ) اور "اے شبستانِ حرا" (نعتیہ) ان کے دو زندہ و تابندہ حوالے ہیں --- ڈاکٹر امین کے یہاں عقیدت اور جذبات عشق کا امتزاج ہے۔ اسی طرح باقی اصحاب بھی اپنی قلبی اور روحانی واردات کے اجالے بکھیر رہے ہیں۔

ملتان میں نئی نسل بھی پرانی نسل کے قدم بقدم عشق و اطاعت کا یہ نعتیہ سفر طے کر رہی ہے۔ ان کے یہاں پیرایہ اظہار میں تازہ کاری کا عنصر نمایاں ہے اور یہ کوشش غالب ہے کہ روایت کے چمن میں تجربوں کے پھول کھلائیں۔ چند نام یہ ہیں:۔

شوذب کاظمی، وسیم ممتاز، عارف معین بلے، فرحت عباس، شفیق آصف، عظمت کمال، مرتضیٰ اشعر، رضی الدین رضی، شاکر حسین شاہ، تحسین غنی، حسن شارق جاوید، رہبر صمدانی، طاہر نسیم، قرتاش سید، ظفر کامران وغیرہ۔

غرض ملتان میں فروغِ نعت کے سلسلے میں اتنا تخلیقی کام ہوا ہے کہ اس اعتبار سے اس خطے کو ایک اہم ادبی مرکز کی حیثیت حاصل ہے اور یہ سلسلہ سعادت برابر فروغ پذیر ہے۔

جبۂ اقدس پہ ... دیکھیے   رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھیے



مظفر گڑھ، لیہ کے نعت گو

پروفیسر جعفر بلوچ

"ورفعنا لک ذکرک" کے ارشادِ ربانی کی پرنور شعاعیں یہ کائنات مسلسل پیش کرتی چلی آرہی ہے۔ انہی درخشاں شعاعوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ خیر کائنات کے گوشے گوشے میں ہو رہا ہے۔ یہ خطہ جو ہر دور اقتدار اور غیر مستقل مضافات ہیں لیکن الحمد للہ کہ خیر الانام کے ذکر مبارک سے یہ خطے بھی بے نصیب نہیں رہے۔ ذیل کا مختصر تذکرہ اسی اجمال کی کچھ تفصیل مہیا کرے گا۔

حضرت عبدالعزیز پرہیاروی (۱۲۰۶ھ - ۱۲۳۹ھ)

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہیاروی عالمِ اسلام کے قابلِ فخر علماء میں سے تھے۔ آپ نے تیس پینتیس برس کی مختصر عمر پائی لیکن اس قلیل مدتِ حیات میں علمِ نافع کے گراں قدر اور بیش بہا ذخائر چھوڑے۔ آپ کے رشحاتِ تحریر میں ہیئت، علمِ کلام، طب، عملیات، علمِ دین اور دیگر بہت سے شعبے شامل ہیں۔ مولانا عبدالحی کی مشہور تصنیف "نزہۃ الخواطر" کے اوراق آپ کے ذکر سے منور ہیں۔ حضرت علامہ اقبال، حضرت ناظم حسن گیلانی اور جناب لائلو جیسے حضرات آپ کے مداح تھے۔ راقم نے اپنی کتاب "[illegible] ادب" میں ان کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ "ایمانِ کامل" آپ کی منظوم فارسی تصنیف ہے۔

شکستہ مشہدی (۱۸۹۲ء --- ۱۹۶۸ء)

اصل نام رب نواز تھا۔ لیہ کے رہنے والے تھے۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے مرید تھے اور شاعری میں گوکل چند محروم کے شاگرد۔ "جلوۂ مہر" (پیر مہر علی شاہ کی تعریف میں)، "فریادِ شکستہ"، "آہِ شکستہ"، "آئینۂ پاکستان"، "آئینۂ اسلام"، "ہادیٔ اسلام"، "تکبیرِ اسلام"، "حبیبِ سلام" اور "الہاماتِ شکستہ" ان کی تصانیف ہیں۔ "جواہراتِ شکستہ" راقم کی نظر سے گزری ہے۔ شاعری میں لسانی اور فنی اسقام جابجا نظر آتے ہیں۔

میں جیوں گا سو جیوں گا قدموں نبی کے　　جئیں گے قیامت میں غلام ابھی سے
ازل سے ابد تک رہیں گے فسانے　　ترے خلقِ اعظم تری سروری کے

اللہ بخش لائق

بستی کاکا خان تحصیل ... ضلع مظفر گڑھ میں رہائش تھی۔ لیہ کے مشہور عالمِ دین مولانا حامد علی خاں آپ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ سرائیکی زبان میں ان کا منظوم قصہ "یوسف زلیخا" ۱۳۵۹ھ میں مکمل ہوا۔ اسی کتاب میں موقع بہ موقع فارسی، اردو اور سرائیکی کی نعتیں بھی درج ہیں۔ فارسی اور اردو کا مرقع خاصہ زیادہ قابلِ اعتنا نہیں۔

قدم میری حالت ہے صد بار پائی جی　　میں کیا خدائی ساری لے سارا بندی نی

اے رحمتِ دو عالم فخرِ ہمہ رسولاں	سرتاجِ انبیا کا مختار یا نبی جی
بے کس دو جہاں میں تجھ بن شفیعِ امت	"لائق" غریب کا ہو غمخوار یا نبی جی!

راجہ محمد عبداللہ نیاز (۱۸۹۵–۱۹۷۱ء)

[illegible] صف کے شعرا میں سے تھے۔ فارسی میں ایم اے (گولڈ میڈلسٹ) تھے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان مظفر گڑھ [illegible] میں بطور ہیڈ ماسٹر رہے۔ ماہنامہ "گلستان" ملتان کے چیف ایڈیٹر بھی رہے۔ آپ کے کلام کی داد مولانا ظفر علی خاں، مولانا [illegible] قدم قدم [illegible]' سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا حامد علی خاں اور نعیم صدیقی جیسے [illegible] ہیں۔ "[illegible] نذرانے رسولِ خدا کے" آپ کی مسلسل نعتیہ نظم (ترجیع بند) ہے جو پچیس ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب میں تقریباً بیس شعر ہیں۔ اس کتاب کے علاوہ بھی آپ نے متعدد نعتیں کہیں جو آپ کے غیر مطبوعہ دیوان میں شامل ہیں۔ نمونہ کلام:

جھک [illegible] ہے' فرطِ ادب سے	زباں پر جب آتا ہے نامِ محمدؐ
[illegible] اس سے' کریں گے ابد تک	قضا و قدر' احترامِ محمدؐ
[illegible] ساقی	مگر دیکھنا' فیضِ عامِ محمدؐ
[illegible] صدیوں سے [illegible] میکدہ کا	ابھی تک ہے گردش میں' جامِ محمدؐ

وہ نامِ خدا ہے کچھ ایسا حسیں بھی	کہ شیدا ہے خود احسن الخالقیں بھی
قتیل اس [illegible] تیغِ نظر [illegible]	اسیر اس کی زلفوں کی حوران میں بھی
[illegible] کی تسبیح ہاتھوں میں لے کر	درود اس پہ پڑھتا ہے چرخِ بریں بھی
[illegible] علامت	سحر جس پہ قربان ہو وہ جبیں بھی
خدا اس پہ [illegible] ستودہ شایاں تھی	غلام اس کے دنیا کے مسند نشیں بھی
[illegible] "[illegible] فخری"	نثار اسکے قدموں پہ تاج و نگیں بھی
[illegible] اس کی	کہ ہسپانیہ بھی تصدق ہے چیں بھی
مسلماں کی معراج عشقِ محمدؐ	یہی اس کی دنیا یہی اس کا دیں بھی
نہ چرخ یہ والہانہ ارادت	نہ ہو گی کسی کو کسی سے کہیں بھی!

ذاکر جگراؤی (۱۸۹۴–۱۹۷۰ء)

سید [illegible] حسین قصبہ جگراؤں تحصیل و ضلع لدھیانہ (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ ڈاک خانہ میں ملازم تھے۔ ملازمت کا زیادہ عرصہ لاہور میں گزرا۔ ۱۹۴۸ء میں نوکری چھوڑ دی اور لیہ میں آباد ہو گئے۔ مجموعہ کلام جو "زادِ راہ" کے نام

سے شائع ہوا ہے۔ بیشتر مناقب پر مشتمل ہے۔ زبان و بیان کے اعتبار سے یہ کلام گوارا ہے۔

حجر ہی پہ نہ کچھ موقوف مدحت محمدؐ کی
شجر کرتے تھے سجدہ دیکھ کر صورت محمدؐ کی
جہاں جبریل کے جلتے تھے پر حضرت وہاں پہنچے
خدا کو کس قدر منظور تھی عزت محمدؐ کی
ہوا جب چاند دو ٹکڑے تو سب پر ہو گیا ظاہر
حکومت آسمان پر بھی ہے حضرت محمدؐ کی
الٰہی دل میں "ذاکر" کے یہی ہے آرزو باقی
نظر آئے اسے بھی، خواب میں صورت محمدؐ کی

(زادِ راہ ص ۱۳۰ - ۱۳۱)

سید سرمد ترمذی

اصل نام منظور حسین تھا۔ ۱۳ جولائی ۱۸۹۷ء کو محلہ قاضی باڑہ (... شہر) میں پیدا ہوئے۔ پہلے ریلوے اور محکمہ تعلیم میں ملازمت کی۔ ۱۹۲۰ء میں انبالہ میونسپلٹی میں اکاؤنٹنٹ مقرر ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد پہلے خان گڑھ اور پھر مظفر گڑھ میں سیکرٹری بلدیہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں ریٹائر ہوئے۔ رہائش مظفر گڑھ شہر میں تھی۔ کتنی ملتانی کی وفات (۱۹۷۹ء) سے ایک دو سال قبل فوت ہوئے۔ ان کی کتاب "گلزار سرمدی" حمد و نعت و مناقب میں ہے۔ جناب سرمد ترمذی نے اکثر مناقب کو بھی نعت کا عنوان دیا ہے۔ نعت کے رواں اور مخصوص معانی کے لحاظ سے یہ بات درست نہیں مانی جاتی۔

آج ہے بلبل سخن نغمہ سرا چمن چمن — فیض ثنائے پنجتن عام ہوا چمن چمن
باغ رسول ہے نثار گلشن خلد کی بہار — جس کی صبا ہے مشک بار صبح و مسا چمن چمن
"سرمد" کم سخن ترا شعر اسی لئے ہوا — پڑھتا ہے نعت مصطفٰے تو جو سدا چمن چمن

("گلزار سرمدی" جلد اول ۸۶، ۸۷)

عطاء اللہ ناوک (۱۸۹۸ — ۱۹۶۷ء)

بستی بھوتا پور (مظفر گڑھ) کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۱۹ء میں مشن کالج لاہور سے بی اے کیا۔ ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کے دفتر سے ہیڈ کلرک ریٹائر ہوئے۔ مفصل حالات کے لئے دیکھیں "آیات ادب"۔ مثنوی "قصہ حسن" آپ کی مطبوعہ فارسی مثنوی ہے۔ اس کے آغاز میں حمد کے بعد آٹھ اشعار نعتیہ ہیں:

بیا "ناوک" دلت درد آشنا کن — دمے نعت حبیب کبریا کن

چو آن مہتاب خود را ضو فشان کرد — قمر را ریزہ ریزہ چون کتان کرد
بپا مہ دین او بر شد درخشاں — شب کفر از جہاں گشتہ گریزان
خم بر دشت راندہ از چشم مخمور — شدہ ہر شاخ آہو تاک انگور
ز حسن جمال بیرنگ تر شد — بسا اعجاز چو شق القمر شد
چو بر ریگ عرب از مہر خود دید — ز ہر ذرہ نمایاں کرد خورشید
عرب در چشم او با چشم گریاں — عجم در وحشت او نالہ سامان
رموز گشت کنزا" ایں چنین است — کہ آہ اولین گر آخرین است

کشفی ملتانی (۱۵ جون ۱۹۰۰ — ۲۱ فروری ۱۹۷۶ء)

کشفی ملتانی بطور غزل گو بہت مشہور ہوئے لیکن ان کی متعدد ادبی حیثیتیں ہیں۔ مثلاً انہوں نے مظفر گڑھ سے پچیس برس تک ہفت روزہ "بشارت" تواتر و تسلسل کے ساتھ شائع کیا۔ اس کے علاوہ اور کئی جرائد مثلاً "پیام ترقی مظفر گڑھ" "ملتان پنچ" اور "باغ و بہار ملتان" وغیرہ کی ادارتی سرپرستی بھی فرمائی۔

انہوں نے "مطالب قرآن" کے نام سے قرآن پاک کے چند پاروں کا منظوم ترجمہ بھی کیا تھا۔ خواجہ فرید کی منتخب کافیوں کا منظوم ترجمہ "فخر صحرا" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ "روح اسلام" منظوم واقعات کربلا پر مشتمل ہے۔ افسوس ہے کہ نعت پر انہوں نے مستقل توجہ نہیں دی۔ ان کی ایک مناجات میں ذیل کا نعتیہ آہنگ ملتا ہے۔

... حبیب کے معراج میں قدم چومے — یہ خوش نصیبی عجب چرخ پیر سال کی ہے
خم رسول کے ابرو کی ہے جھلک وہ بھی — فلک پہ کھینچ گئی تصویر جو ہلال کی ہے

("بشارت" ۷ جولائی ۱۹۶۸ء)

شارق انبالوی (۱۹۱۶ء — ۱۹۸۶ء)

کراچی میں سکونت تھی۔ اپنے زمانے کے چند کامل فن عروضیوں میں سے تھے۔ تمام معروف اصناف سخن میں داد کلام دی ہے۔ نعت بھی خوب کہتے تھے۔

شہنشاہ مدینہ، فخر انساں، رحمت عالم — فضا میں شور برپا ہے، خلیق آئے امیں آئے
متاب زندگی لے کر، رضائے آشنا پا کر — نظر گاہ دو عالم، زینت عرش بریں آئے
معین نا مراداں، مرجع اہل یقین "شارق" — انیس بیکساں، چارہ گر اندوہ گیں آئے

شیدا گوڑیانوی (۱۹۰۳ء — ۱۹۷۳ء)

اصل نام محمد صدیق خاں تھا گوڑیانہ میں پیدا ہوئے۔ ایس ڈی ٹیچر رہے۔ تقسیم کے بعد لیہ میں آباد ہو گئے تھے۔ فارسی اور اردو کے کامیاب شاعر تھے۔ نمونہ کلام نعت۔

ہجوم غم میں ترے در کا آسرا لینا
بہت ہی سہل ہے بگڑی ہوئی بنا لینا
دعائے خیر ہی لب پر رہی جفا کے عوض
عدو کو کیا ترا دینا تھا اور کیا لینا
درود پاک کی خوشبو خدا کو ہے مرغوب
تم اپنے قلب کو اس عطر میں بسا لینا
ہے میہماں ترا شیدائے مصطفےٰ اے گور
ریاض خلد کے پھولوں سے گھر سجا لینا

جہاں میں وہ رحمت مآب آ رہا ہے
لئے رحمتیں بے حساب آ رہا ہے
اندھیرا ضلالت کا سب دور ہوگا
لئے روشنی آفتاب آ رہا ہے
زمانہ کے بھٹکے ہوؤں کو جہاں میں
دکھانے کو راہ صواب آ رہا ہے
قدم جس کے پہنچے سر عرش اعظم
زمیں پر وہ گردوں جناب آ رہا ہے
صحابہ ہیں گرد اس کے جیسے ستارے
زمیں پر فلک کا جواب آ رہا ہے
نبی کوئی ایسا ہوا ہے نہ ہو گا
کہ کونین کا انتخاب آ رہا ہے
کہے کاش محشر میں یوں رحمت حق
وہ شیدائے رحمت مآب آ رہا ہے

عبدالرحمن مونس:

یہ [illegible] ہیں [illegible] میں جا [illegible] ہوئے۔ شستہ مشہدی' اور [illegible] کے اشعار انہوں نے ۱۹۶۶ء میں کروڑ لعل عیسن کے ایک مشاعرہ میں پڑھے:

وہ ضامن بے سہاروں کے' وہ حامی غم کے ماروں کے
سرور جان و دل آئے' نگار دل نشیں آئے
سیاہی مٹ گئی یکدم جہاں سے' کفر و طغیاں کی
ہوئے ارض و سما روشن' جو وہ ماہ جبیں آئے
("بشارت" ۲۳ مئی ۱۹۶۶ء)

ڈاکٹر مہر عبدالحق

یہ [illegible] میں سے ہیں۔ اضلاع لیہ و مظفر گڑھ میں سب سے پہلے ڈاکٹریٹ کی ڈگری انہیں نے حاصل کی [illegible] ملتان میں مقیم ہیں۔ سرائیکی نظم و نثر میں بہت کام کیا ہے۔ آپ نے قصیدہ بردہ کا چار زبانوں میں ترجمہ کیا ہے۔ فارسی' اردو اور سرائیکی میں منظوم ترجمہ کیا ہے اور انگریزی میں منثور' قصیدہ بردہ پر جو کام مہر صاحب نے کیا ہے اسی نوعیت کا کام قبل ازیں محمد عزیز الدین صاحب عزیز بہاولپوری کر چکے تھے۔ عزیز صاحب نے قصیدہ بردہ کی طرح میں تخمیس [illegible]

پھر اس کا فارسی، اردو اور سرائیکی میں منظوم ترجمہ کر کے "نظم الوداع" کے نام سے ۱۳۰۱ھ میں شائع کرایا تھا۔ بہرحال مصر صاحب کی کاوش اپنی جگہ قابل قدر ہے۔ آپ نے فارسی اور اردو میں قصیدہ بردہ شریف کے دو شعروں کا منظوم ترجمہ اس طرح کیا ہے:

آں محمد سرور کونین و جن و انس ہم
بہتر خلق دو عالم سید عرب و عجم

آپ ہیں حضرت محمد سرور ہر دوسرا
آپ ہیں عرب و عجم، جن و بشر کے پیشوا

او حبیب است و ازو داریم چشم التفات
در ہدے ناگہان و در جمیع حادثات

آپ ہیں محبوب حق اور شافع روز جزا
ناگہانی آفتوں میں آپ کا ہے آسرا

شہید ابن علی

دائرہ دین پناہ کے رہنے والے تھے۔ اصل نام حیات اللہ تھا۔ نارمل کا امتحان پاس کرنے بصیرہ ضلع مظفر گڑھ میں استاد مقرر ہوئے۔ زراعت کا کورس کرنے لائل پور (فیصل آباد) گئے ہوئے تھے۔ کہ ۱۹۴۸ء میں نمونیہ کا شکار ہو کر فوت ہو گئے۔ وفات کے وقت وہ غیر شادی شدہ تھے اور ان کی عمر تیس برس سے بھی کم تھی۔ "وفات کمال" (اتاترک کی وفات پر) "دعوت نامہ سام، چھوت کے نام" یہ دو کتابچے مرحوم کی زندگی میں شائع ہوئے۔ ادبی دنیا اور ماہنامہ شاہکار میں بھی ان کا کلام شائع ہوا۔ مظفر گڑھ کے متعدد اہل قلم نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کے ادبی ترکہ میں براہ راست نعت کی کوئی مثال مجھے نہیں مل سکی لیکن ان کا کلام تمام تر روح محمدؐ سے سرشار نظر آتا ہے۔ ایک واقعہ سیرت کو انہوں نے اس طرح نظم فرمایا ہے۔

فرمان مصطفےٰ

سوتے تھے اک درخت کے نیچے چٹائی پر
اک دن جناب احمد مختار روزگار

بیٹھے ہوئے جناب عمرؓ بھی تھے ان کے ساتھ
جن کے بلند عزم سے ملت ہے استوار

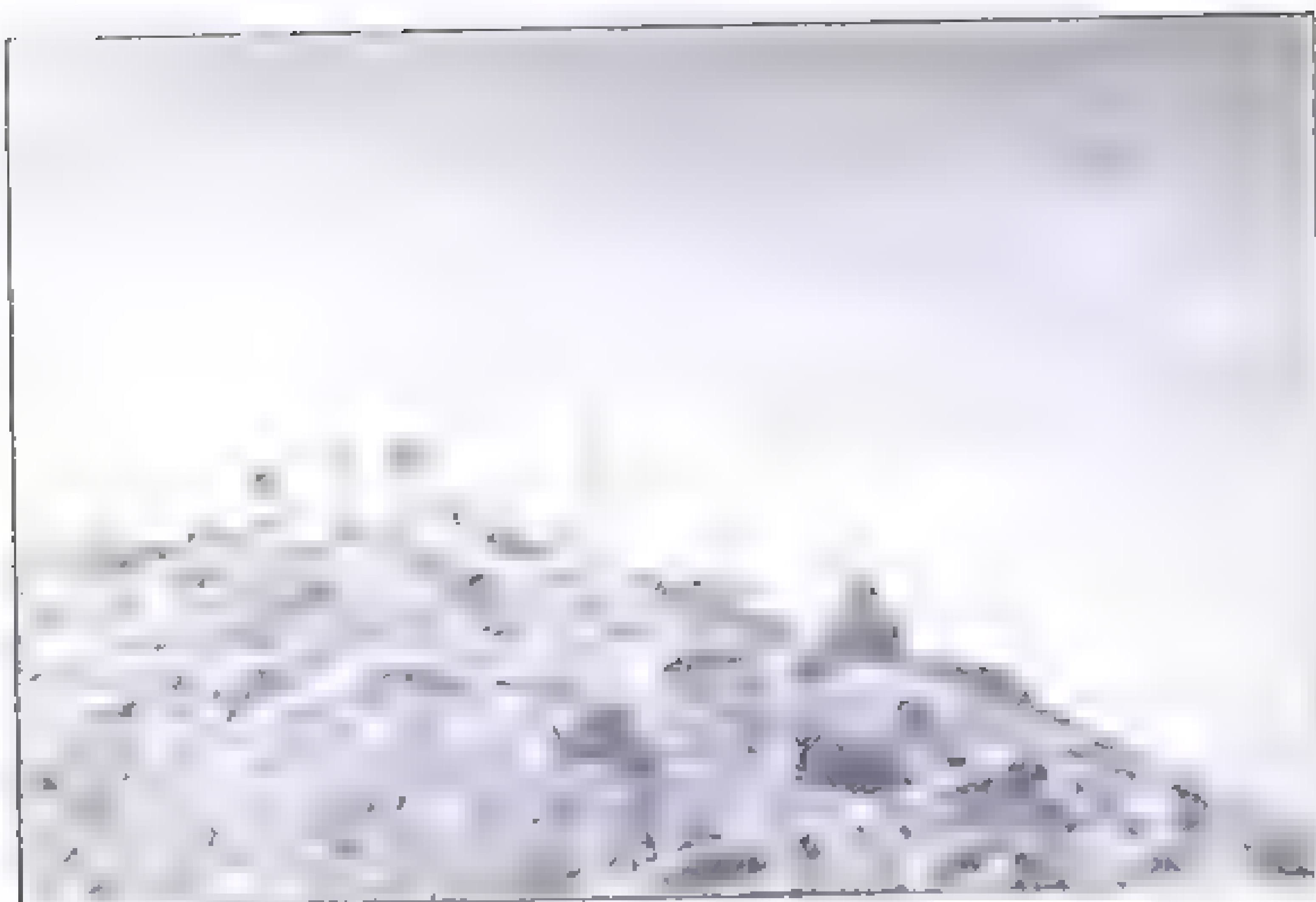
کی عرض خدمت شہ والا میں آپ نے
باعث ہے کیا یہ اے چمن آرائے روزگار

قیصر تو سوئے بستر دیبا و قز پہ اور
فرش زمیں پہ آپ سا شاہ فلک وقار

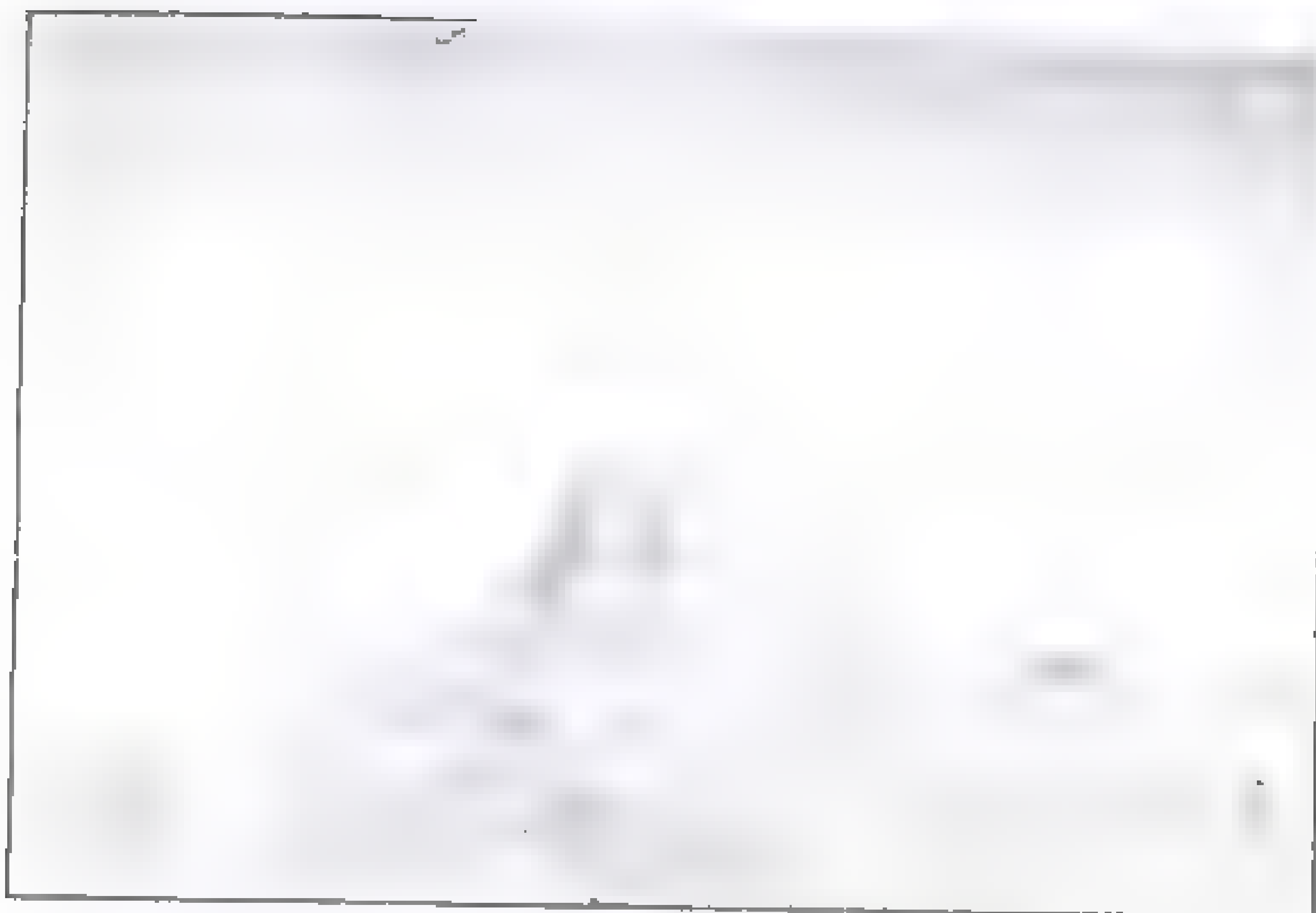
یہ سن کے مسکرائے جناب اور یوں کہا
یہ ایک راز ہے جو نہیں تجھ پہ آشکار

حاصل یہاں ہے جن کو حیات نشاط و عیش
ملتے انہیں وہاں نہیں الطاف کردگار

گرچہ بچشم رونق عالم بسے نکوست
اما مدام نیست کہ بر آب طرح اوست









قیصر عباس قیصر رضوی

۲۸ فروری ۱۹۷۸ء کو تقریباً" ساٹھ سال کی عمر میں لیہ میں فوت ہوئے۔ "ہجوم آرزو" اور "زندگی ہی زندگی" مجموعہ ہائے کلام ہیں۔

تو نے یہ ایک ادا سب سے جدا پائی ہے   سایہ تک ساتھ نہیں کیا تری یکتائی ہے
سنگریزوں نے تری شان میں سب کھولے ہیں   جس پہ حیراں ہے مسیحا وہ مسیحائی ہے
وہ بلاغت کہ زمانے کا ادب ناز کرے   وہ فصاحت کہ دو عالم پہ بہار آئی ہے

فضل حق رضوی

آپ سامانہ کے سادات میں سے ہیں۔ رٹ رو تحصیل دار ہیں۔ آج کل لیہ میں آباد ہیں۔ عمر اندازاً" ستر برس ہو گی۔ "دھوپ چھاؤں" ان کا مجموعہ کلام ہے۔

یوں تو آئے ہیں نبی اور بھی دنیا میں بہت   ختم ہے تجھ پہ نبوت ہے یہ تیری عظمت
کہہ نہیں سکتے خدا تجھ کو خدا ہے معبود   تیری طاعت ہے مگر جیسے خدا کی طاعت

مولانا محمد شریف مضطر

مولانا محمد شریف خان مضطر آج کل کروڑ لعل عیسن میں مقیم ہیں۔ ۱۹۸۸ء میں ان کا مجموعہ کلام "دیوان مضطر المعروف ردو بار ادب" شائع ہوا ہے جس میں حمد و نعت، نظمیں اور غزلیں ہیں۔ آپ نے کروڑ میں "بزم مشتاقان ادب" کے نام سے ایک ادبی تنظیم بھی بنا رکھی ہے۔

محمد مصطفیٰ محبوب رب العالمیں آئے   شفیع روز محشر بانی دین متیں آئے
تری شان و تجمل کا پتہ پا سکیں وہ کیا   جہاں رنگ و بو میں یوں تو لاکھوں نازنیں آئے

عادل فریدی

سناواں میں طبابت فرماتے تھے اور کبھی کبھار وہاں ادبی محفلیں اور مشاعرے برپا کرتے رہتے تھے۔ اردو زبان کی ترویج و ترقی کے زبردست حامی تھے۔

عادل اندھیری قبر ہے کوئی دیا نہیں   لے جا چراغ عشق محمدؐ مزار میں

غفور ستاری

معروف مزاح نگار اور غزل گو جناب غفور ستاری مبی تو ناردں خانپور بگا شیر تحصیل مظفر گڑھ میں ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ آج کل مظفر گڑھ میں صحافتی سرگرمیوں میں مشغول ہیں۔ ان کی نعت نگاری کا اسلوب بھی منفرد ہے۔

ہزاروں انبیا آئے' اور ان کے جانشین آئے
محمد مصطفیٰؐ جیسے' نہیں آئے' نہیں آئے
بشر کے روپ میں' نور مجسم بالیقیں آئے
نبی بن کر' حبیب خالق دنیا و دیں آئے

آپ کی ذات مقدس' وجہ تخلیق جہاں
آپ کا ذکر مبارک' باعث تسکین جاں
سیرت پاک آپ کی' مومن کی منزل کا نشاں
آپ کی تعظیم و مدحت' زاد راہ رہرواں
آپ پر قرباں ہم سب' اے نبی آخر میں
یا شفیع المذنبیں یا رحمۃ للعالمین

تبسم علی پوری

ہندو شاعر تھے اور کشفی ملتانی کے معتقدین میں سے تھے۔ آج کل سونی پت میں ہیں اور وہیں سے ایک ادبی جریدہ "روشنی" نکالتے ہیں۔ اس جریدہ کی ۵ فروری ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں ان کی ایک نعت راقم کی نظر سے گزری تھی۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

والیٔ کون و مکاں اب آیئے' آ جایئے
بادشاہ دو جہاں اب آیئے' آ جایئے
مائل تو و قفس ہے دیر سے انسانیت
اے امین و پاسباں' اب آیئے' آ جایئے
اس ترستے ہیں کہیں سے معرفت کی مے ملے
ساقیٔ بزم مغاں' اب آیئے' آ جایئے
بھول بیٹھے ہیں "تبسم" ہم صراط مستقیم
ہادیٔ گوہر فشاں' اب آیئے' آ جایئے

نسیم لیہ

زرخیز فکر اور خوش اسلوب شاعر ہیں۔ "برگ لرزاں" اور "وکھرے دکھ حسین دے" آپ کے شعری مجموعے ہیں۔ لیہ میں ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک دینی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ خود بھی دین بصیرت سے مالا مال ہیں۔ آپ کی تصنیف "دامن یوسف" جو سورہ یوسف کی منظوم تفسیر ہے' دینیات و قرآنیات میں آپ کی وسعت نظر کی شاہد ناطق ہے۔ اسی کتاب کے آغاز سے چند نعتیہ شعر نذر قارئین ہیں:

اسے اعزاز ملتا ہے فرشتوں کی سلامی کا
شرف حاصل ہے جس خوش بخت کو تیری غلامی کا
تری حکمت میں دنیا کے حکیموں نے پناہیں لیں
تری رحمت کے سائے میں یتیموں نے پناہیں لیں
ترا عرفاں ہے دراصل آگہی دو عالم کی
تیرے در کی فقیری ہے شہنشاہی دو عالم کی
شب ہستی کو کرنوں کے نشے سے چور کرتا ہے
تو وہ سورج ہے جو دل کے اندھیرے دور کرتا ہے
تو اپنی ذات کے عرفاں کا رتبہ عطا کر دے
"نسیم" زار کو حسانؓ کا رتبہ عطا کر دے

ڈاکٹر خیال امروہوی

آپ شاعر فکر و انقلاب کہلاتے ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں امروہہ میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لیہ سے فارسی کے استاد کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے۔ "مقتل جاں" "گنبد بے در" "لمحوں کی تاریخ" "عصر بے چہرہ" ان کے شعری مجموعے ہیں۔ فارسی نثر میں "مقاصد مزدک" ان کی معرکہ آرا تصنیف ہے۔ پڑھنے اور لکھنے کے معاملے میں ان تھک انسان ہیں۔ نعت نگاری میں بھی ان کی انقلاب دوستی کی صدائے بازگشت موجود ہے۔

ازل نے اس زعیم کریم بخشا ہے — ملوکیت بھی لرزتی ہے جن کی عظمت سے
خدا نے کیا پیغمبر عظیم بخشا ہے — جدید عہد کو اک روز ماننا ہوگا

کیا پوچھ [illegible] لفظ "کن" سے نقش [illegible] میں — باقی [illegible] جو حسن کا مظہر نہ بن سکا
[illegible] تو [illegible] کائنات میں — رب سے بھی مصطفیٰ سا پیکر نہ بن سکا

غافل کرنالی

جناب غافل کرنالی، ادب میں مقصدیت اور اصلاح احوال کے پرچارک ہیں۔ ان کا فکر و اسلوب [illegible] تہذیبی سانچوں میں ڈھلا ہوا ہے۔ "قندیل حرم" ان کا نعتیہ مجموعہ ہے، جو ۱۹۷۳ء میں مظفر گڑھ سے شائع ہوا۔ ان کی نعت نگاری "بمصطفےٰ برساں خویش را" کی صدائے عام ہے۔

عدل کا معیار، سیرت آپؐ کی — صدق کا اظہار، سیرت آپؐ کی
ساری دنیا کے غلاموں کے لئے — حریت آثار، سیرت آپؐ کی
بے کسوں اور ظلم زدوں کے واسطے — خیر کا مینار، سیرت آپؐ کی
آپ سے حکمت کو گویائی ملی — علم کا دربار، سیرت آپؐ کی
رہروان منزل جاں کے لئے — قافلہ سالار، سیرت آپؐ کی

رنگ اور نسل کی تفریق مٹانے آئے — وہ اخوت کے حسیں پھول کھلانے آئے
ان کے آنے سے ہوئی عہد کرم کی تخلیق — وہ جو آئے تو محبت کے زمانے آئے
[illegible] کے تبسم سے شگوفوں نے چٹکنا سیکھا — ان کے ہونٹوں سے شفق رنگ چرانے آئے
میں بھی غافل اسی دہلیز کرم کا ہوں غلام — مانگنے بھیک جہاں سارے زمانے آئے
سجایا عرش کو معراج کی شب رب اکبر نے — ہوا یہ شور بڑھ رونق عرش بریں آئے

نقیب جعفری

دائرہ دین پناہ مرزبوم تھے جناب کشفی ملتانی کے بھانجے ہیں۔ غزل' نعت' سلام' مناقب سب کچھ لکھتے ہیں اور محنت شاقہ سے:

عرش پہ لکھا تھا یوں نام محمد مصطفےٰ
نیلگوں قرطاس تھا اور چاندنی تحریر تھی

آپ آئے تو مٹا فکر و نظر کا ہر مرض
آپ کی چشم عنایت سربسر اکسیر تھی

عدیم صراحی

۸ اگست ۱۹۴۲ء کو جمن شاہ (ضلع لیہ) میں پیدا ہوئے۔ ایم اے (اردو) بی ایڈ ہیں۔ آج کل گورنمنٹ ہائی سکول جمن شاہ میں استاد ہیں۔ مجموعہ کلام "صراط دوام" کے نام سے چھپ چکا ہے۔

ہر عصر معترف ہے اسی عصر ساز کا
ہر عصر کی جبیں پہ محمدؐ کا نام ہے

قرآں خود ہے وحی کی تکمیل کا ثبوت
محبوبؐ کبریا پہ نبوت تمام ہے

میرے دہن کو چوم لے روح الامیں نہ کیوں
میری زباں پہ مدحت خیر الانام ہے

گفتار خیالی

دائرہ دین پناہ کے رہنے والے ہیں۔ حضرت شفقت کاظمی' جناب کشفی ملتانی اور ڈاکٹر خیال امروہوی سے تلمذ کا دم بھرتے ہیں "مدار شعور" آپ کا مجموعہ کلام ہے۔ یہ نعتیہ اشعار آپ سے منسوب ہیں۔

بکھرا میرے حیات میں غار حرا کا رنگ
بکھرا تعینات میں صبح بقا کا رنگ

کھلتا ہے جب بھی نکہ عقیدت کی گود میں
دل میں اترنے لگتا ہے شمس الضحیٰ کا رنگ

شہباز نقوی

سید شہباز حسین شاہ نقوی ۱۹۵۰ء میں گوجرہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۲ء سے بطور لیکچرار محکمہ تعلیم وابستہ ہیں۔ ان کی نعت میں ان کے اسلوب کی دلکشی بدرجہ اتم موجود ہے۔

ہم تہی دست' تہی دل' تہی داماں تیرے
ہم ہیں جو کچھ بھی مگر ہیں ترے جاناں تیرے

تو وہ آئینہ ہے جس میں ہے جمال یزداں
خود سے بیگانہ ہوئے جاتے ہیں حیراں تیرے

شیشۂ جاں پہ اترتی ہوئی قوسیں تیری
صفحۂ دل پہ ابھرتے ہوئے عنواں تیرے

تیرے افکار کا منکر کوئی ہوگا کیسے
نقش ہیں سینۂ آفاق پہ فرماں تیرے

نوعِ انساں کی ہدایت کی ضمانت تو ہے
نسلِ آدم سے اترتے نہیں احساں تیرے

جعفر بلوچ

مولد: لیہ، تاریخ پیدائش: ۲۷ جنوری ۱۹۴۳ء، تعلیم: ایم۔اے (اردو) بی ایڈ، منصبی مصروفیت: استاد اردو گورنمنٹ کالج لاہور، تصانیف: "معتبر" (راجہ محمد عبداللہ نیاز اور اسد ملتانی کا تعارف اور انتخاب کلام) "قبولیات اسد ملتانی" "اقلیم" (شعری مجموعہ) "آیات ادب" (تذکرہ شعرائے لیہ و مظفر گڑھ)، ادارتی سرگرمیاں: (۱) سٹوڈنٹ ایڈیٹر حصہ انگریزی علمی مجلہ "تھل" گورنمنٹ کالج لیہ (۶۵۔ ۱۹۶۴ء)، (۲) معاون نگران حصہ اردو علمی مجلہ راوی گورنمنٹ کالج لاہور۔

نعت کا اگر اس پہ انکشاف ہو جائے
حرف، کہکشاؤں کا ہم گراف ہو جائے

اسوہ منور کا، سیرت مطہر کا
ہے جواب تو لاؤ بات صاف ہو جائے

شاہ دین و دنیا کو ہم حکم بناتے ہیں
نقطۂ نظر کا جب اختلاف ہو جائے

سلیم اختر ندیم

۱۹۵۹ء میں لیہ میں پیدا ہوئے۔ آج کل صحافتی سرگرمیوں میں پیش پیش ہیں۔

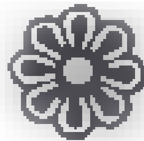
رستے میں ہے مدینہ، روشن ہے میرا سینہ
نزدیک آ گئے ہیں، اب دور کے محمدؐ

معبود اور عابد آ گئے ہیں ایک جا پر
جس نور کا خدا ہے، اس نور کے محمدؐ

سلام اے ابنِ عبداللہ، سلام اے آمنہ جائے
سلام اے نوعِ انساں کے لئے، رحمت بھرے سائے

تیرے فرمانِ عالی پہ خدا بھی ناز کرتا ہے
مشیت کی نگاہوں میں مقدم ہے تری رائے

خلافت بخش دنیائے شرف تری غلامی ہے
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمان و حیدرؓ، ترے کہلائے



میانوالی میں نعت نگاری

پروفیسر محمد فیروز شاہ

حضرت ذوالنون مصریؒ کا قول ہے:

"اولیاء اللہ بستیاں بساتے ہیں۔"

میانوالی بھی یک اللہ والے کی بستی ہے۔ نسبتیں بڑی بچ پال ہوا کرتی ہیں۔ خود سے وابستہ بستیوں اور بستیوں کو سرنگوں نہیں ہونے دیتیں۔ میں سمجھتا ہوں نعت نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے بڑھ کر کوئی سرخروئی اور ہے ہی نہیں۔ میانوالی کے اہل قلم عشق نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم تھامے سربلند لفظوں کے نور و سرور سے سرشار دلوں کی آبادیوں سرفراز حرفوں اور عقیدت مند جذبوں کی شاہراہوں سے منور و معطر کرنے کا وطیرہ دمدار روایت کے روپ میں بھاتے چلے آئے ہیں۔ ایک اللہ والے کی بسائی ہوئی بستی کے باسیوں کا یہ فرض بھی ہے اور حق بھی !!! نعت سنت الہی ہے۔ سعادت دارین ہے۔ در حبیبؐ پر پلکوں سے دستک دینے کا عمل ہے۔ جذبہ باوضو اور حرف مقدس کی ردا اوڑھے نہ ہو تو نعت ہوتی ہی نہیں۔ یہ تو سچے موتیوں کی عکس ریزی کا نام ہے۔ صدق محبتوں اور قلبی ارادتوں کے خمیر میں گندھ کر لفظ تخلیق ہوتے ہیں۔ سحر دم حمد کرتے پرندوں' صبح کی اولین کرنوں' گل رت کے پہلے کھلنے والے پھولوں اور شبنم پڑی کلیوں کی خنک رنگتوں کے مصفٰی رنگ اور خوشبو کے سارے زمزموں اور سبھی جہتوں میں ورفعنا لک ذکرک کے پھریرے لہرا رہے ہیں۔ ازل اور ابد کی بے کراں حیرتوں سے سچی مسرتوں کے رنگ اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روشنی سے نکھرتے ہیں۔ اہل میانوالی کے دلوں میں انہی جاوداں خوشیوں کا سرور ہے۔ اسی اہد نصیب چاہتوں کی سرشاریاں ہیں۔ میانوالی میں نعت نگاری کے اہم رجحانات میں سراپا نگاری کا عنصر نمایاں ملتا ہے۔ شعرائے کرام نے حضور مکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے جمیل جلووں کا دیدار عقیدت بھرے لفظوں کے ہمراہ کیا ہے۔۔

والشمس تیرا چہرہ ہے واللیل تیری زلف
ہے چھاپ تیرے حسن کی ہر صبح و شام پر
(گلزار بخاری)

پیکر حسن ازل تصویر نور خدا
مظہر شان حقیقت مبداء نور خدا
(سوز زیدی)

اندھیری رات میں وہ چودھویں کے چاند کی صورت
چمکنے کے لئے دنیا میں فرقان مبیں آیا
(سردار ممتاز)

اس مہتاب ماہتاب کی ضیا پاشیوں نے کائنات کے گوشے گوشے کو مدھم روشنیوں کی مٹھاس بھری' نرماہٹوں سے بھر دیا۔ ہر انسانیت کو عظمتوں سے ہمکنار کیا۔ ذروں کو صحرا کی وسعتوں' قطروں کو دریاؤں کی سخاوتوں اور انسانوں کو محبتوں کی

طلاوتوں کا ذائقہ اور سلیقہ عطا فرمایا۔

آپؐ کے دم سے صحرا چمن ہو گئے　　شاخ در شاخ پیدا سمن ہو گئے
سنگلاخ سر زمین کو گلزار کر دیا　　ذروں کو آفتاب کی صورت بنا دیا
(امیر عبداللہ اشہر)

تری دعاؤں کے آسماں پر تمام عمروں' تمام نسلوں کا دکھ لکھا ہے
تری تمنا کی وسعتیں ہمکنار کر کے ہم اپنے جذبے پرو رہے ہیں
(اجمل نیازی)

آپ نے توحید کا ہر سو اجالا کر دیا　　یہ حبیب کبریا شمع فروزاں آپؐ ہیں
(ابو المعانی عصری)

خلق تاریک اندھیروں میں بھٹکتی پھرتی　　گر نہ انوار نبوت سے اجالا ہوتا
(محمد بخش زخمی)

گلشن دہر سرسبز ہونے لگا' رحمتوں کی جہاں میں بہار آ گئی
بزم ہستی کے رخ پہ نکھار آ گیا ہر طرف اک سہانا سماں ہو گیا
(غلام حیدر)

تیری رحمت تڑپ اٹھی آقا　　جب کہیں کوئی بھی اداس ملا
(منصور آفاق)

آیا ہے انقلاب یہ ان کے درود سے　　چھوٹی ہے کائنات رسوم و قیود سے
(منصور آفاق)

قومیت کا ارتقا اس خیر البشر کے نقش قدم کو سرمہ چشم بنا لینے کا صدقہ ہے۔ جب تک ایک بھی درود پڑھنے والا زندہ ہے۔ یہ صدقہ جاریہ زندگی کو تابندگی میں بدلتا رہے گا اور درود پڑھنے والے تو بڑھتے ہی رہے گے۔ فراز عرش ہو یا فرش خاک' فضاؤں اور خلاؤں میں اسیؐ کے عشق کی سرشاریاں ہیں' ہواؤں میں اسی کی خوشبوئیں ہیں۔ صداؤں میں اسی کی چاہتوں کی سچائیاں ہیں۔ وہ عظیم ہستی جس نے اخلاق و کردار کی بلندیوں تک رسائی انسان کی دسترس میں دے دی۔

ترا حسن جلوہ گر ہے ترے خلق کا اثر ہے　　تیرے گیت گا رہا ہے ہر ایک غائبانہ
(ضیاء اسلامپوری)

جو حرف تیری زباں پہ آیا وہ بن گیا علم کا خزانہ

لٹائے علم و ہنر کے موتی اگرچہ امی خطاب ہے تو
(سرور مظاہری)

ظہور محمدؐ سے ہر چمن مہکا معطر ہوا صحن گلزار سارا
(اسلم ناظم)

جبین شب پر جو کہکشاں لفظ تو نے لکھے گئی رتوں میں
ہماری بے نور ساعتوں میں چراغ بن کر وہ جل رہے ہیں
(محمد فیروز شاہ)

اس انسان کامل کی گفتار میں بھی گلوں کی خوشبو ہے اور کردار نور ہدایت کا سرچشمہ اور منبع و مخزن ــــ اس خزانہ دین و دنیا سے وابستگی کی شادمانی قلم کی کامرانی کا جواز بھی بنتی ہے اور اساس امتیاز بھی ــــ کہ عشق رسولؐ تو سرمایہ حیات ہے۔

ان کے ہی در کا گدا زیست کی قسمت مانگوں ان سے ہی حرف وفا لطف کی صورت مانگوں
(ندیم نیازی)

زندگی کا کوئی لمحہ رائیگاں جانے نہ دو ذکر و فکر مصطفیٰؐ ہر آن ہونا چاہیے
(انجم جعفری)

راحت جاں دو عالم رحمت پروردگار زندگانی کا سہارا قلب مومن کی ضیا
(سوز زیدی)

لازم ہے مغفرت کے لئے عشق مصطفیٰؐ اس کے سوا نہیں کوئی درمان زندگی
(شرر صہبائی)

عقیدت سے لیا جب میں نے ان کا نام انجم مجھے آہستہ سے دل نے کہا آہستہ بولو
(انجم نیازی)

کملی والے نام تمہارا جب ادھروں پر آئے ہے من آنگن میں پل پل چندا مسکاوٹ برسائے ہے
(سلیم احسن)

وجہ سکون قلب محمدؐ کا نام ہے ہر دم مری زباں پہ درود و سلام ہے
(بشر افغانی)

لفظوں سے پھوٹتی ہے کرن آفتاب کی　　آئی زباں پہ نعت رسالت مآبؐ کی
(فاروق رودکوئی)

اس نام پہ صدقے اے عرشی یکبار زباں پہ آ جائے
سب درد کا درماں ہو جائے شیطان بہت گھبرا جائے
(رئیس احمد عرشی)

میری الفت میرا ایماں نبیؐ اکرم　　فرحت روح کا ساماں نبیؐ اکرم
(نعمان انصاری)

اکٹھی کر متاع عشق احمد　　تو اپنے ساتھ یہ توشہ لئے جا
(اسلم ظفر سنبل)

عنواں فکر و فن ہے محبت حضورؐ کی　　ظلمت میں ضوفگن ہے محبت حضورؐ کی
(ضیاء الحق ضیا)

جب بھی کعبہ کو ڈھونڈنا چاہا　　تیرے قدموں کے آس پاس ملا
(منصور آفاق)

سورہ نجم لکھوں کوثر و طہٰ لکھوں　　تیری توصیف میں کیا اے شہ بطحیٰ لکھوں
(علی اعظم بخاری)

ساری دنیا سے ہیں نشان رسول عربی　　جن کا اخلاق ہے قرآن رسول عربی
(نذیر درویش)

عشق تو ایک بحر بے کراں ہے۔ اس کا اپنا ایک جہاں ہے۔ اپنا آسماں ہے اور الگ زماں و مکاں ہے۔ جہاں محبوب کے جمال میں گم ہو کر زندگی کا سراغ ملتا ہے۔ یہ سراغ چراغ کی طرح روشنی عطا کرتا ہے لیکن محبوبؐ دوجہاں کی عظمتوں کے سامنے وسائل اظہار کی کم مائیگی عرق انفعال میں ڈوب ڈوب جاتی ہے اگرچہ اسی سمندر کی تہہ سے اسے موتیوں کے خزانے بھی ملتے ہیں۔ ان خزینوں کا کھوج پا لینے والوں کو اپنے لفظ کس قدر بے مایہ اور کتنے غریب سے لگنے لگتے ہیں۔

میں تیری رفعتوں کو کس طرح اشعار میں ڈھالوں　　کہ رک جاتا ہے جبرائیل بھی آخر کسی حد میں
(خاور نقوی)

ملے جب نہ الفاظ شایان مدحت　　زباں پر خدا کا کلام آ رہا ہے
(منور علی ملک)

مجھے کیا عقود الفاظ کی جادوگری پہ ہے
تری توصیف اک احسان میری شاعری پہ ہے
(منصور آفاق)

ذکر ہے آپ کا بے انت زمانوں پہ محیط
نفسِ چند کی اس عمر میں کیا کیا لکھوں
(علی اعظم بخاری)

تیری مدحت میں ستارے، چاند، سورج کیا لکھوں
یہ فقط ہیں استعارے تو سراپا روشنی
(محمد فیروز شاہ)

ہم ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جس میں قدریں مر رہی ہیں۔ مرتی ہوئی نجیب روایتوں کے اس غمزدہ ماحول میں آس کی کرنیں صرف ان لفظوں سے ہی طلوع کرتی ہیں جو محسن انسانیت حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات والا صفات سے شفقتوں کی بھیک مانگتے ہیں!

مدد ہادیِ کل شافعِ روزِ محشر
پھر مسلماں غم حالات سے دو چار ہوئے
(انجم جعفری)

مری دعا کے نحیف ہاتھوں سے چھٹ گیا تھا اثر کا دامن
لپٹ گئی مجھ سے خود ہی رحمت لیا ہے جب تیرا نام آقا !
(منور علی ملک)

بہت کچھ ہو چکی اجزائے عالم کی پریشانی
خدارا اب تو میرے دیس میں تیرا نظام آئے
(تاج محمد تاج)

کی جس پہ نظر شفقت تو نے ارماں اس کے بر آئے
ادھر بھی ایک ہلکا سا اشارہ اے شہ مدنی
(مجبور عیسیٰ خیلوی)

بصارتوں کو بصیرتوں کی کمک عطا کر، کہ میرے آقا !
ہم ایک اندھے کنوئیں کی جانب بڑی ہی تیزی سے چل رہے ہیں
(محمد فیروز شاہ)

آشوب آگہی میں جلے ذہنوں کے لئے مرہم حضورؐ کے در سے ہی ملتا ہے۔ میانوالی کے شعرائے کرام نے اس حقیقت کو بھی اپنے شعری رجحان کا عنوان بنایا ہے۔

ہم اپنے ہی خول میں سمٹ کر بھی کے خود سے بچھڑ گئے
دلوں کی برباد بستیوں پہ ہر ایک لمحہ سوال اترے
(عصمت گل عصمت)

ہے کون جس کے کوچے کا کرتے ہیں یہ طواف سوچا ہے تو نے شمس و قمر کے نظام پہ
(گلزار بخاری)

جو رتجگے تیرے منتظر تھے ہماری آنکھوں ہمارے خوابوں میں رو رہے ہیں
تری گواہی کی منتظر صبح سر زمیں کے فراق میں لہو لہو رہے ہیں
(اجمل نیازی)

ملا ہے دل کو سکوں اور روح کو تسکیں ملی ہے درد کی ہر اک دوا مدینے سے
(عبدالرشید ایاز)

شعرائے میانوالی نے ختمی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عظمتوں کو اپنے اشعار میں پر انوار سطح اور ارادت مند احساس کی رفاقت میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ یہ حرف حرف سچائیاں دلوں کی اتھاہ گہرائیوں سے جنم لیتی ہوئی ہیں۔

اب غم زیست ہے مجھ کو نہ غم وصل و فراق میں تو ہر لمحہ بس اشکوں کی طراوت مانگوں
(ندیم نیازی)

سر افلاک خوشیاں ہیں ستارے مسکراتے ہیں فرشتے مل کے سب صل علیٰ کے گیت گاتے ہیں
(ضیا اسلامپوری)

کب وہ دارین میں ملول ہوا جس پہ راضی مرا رسول ہوا
(سلیم احسن)

خیر امت کا لقب ہم کو جو خالق نے دیا ہے یہ سب آپ کا فیضان نبی الختم
(نعمان انصاری)

نامہ اعمال ہو روشن ترا کر ظفر سرکار کی مدحت رقم
(نصیر شاہ ظفر)

ہوا تیری جانب سے جونہی اشارا مجھے دور سے منزلوں نے پکارا
(اسلم ناظم)

عطا جن کو ہوا تیرے کرم سے ذوقِ جانبازی
نہ لڑنے سے جھجکتے ہیں نہ مرنے سے جھجکتے ہیں
(منظور حسین منظور)

جس نے تیری ذات سے ہٹ کر کبھی سوچا نہیں　　گردشِ دوراں نے بھی اس کو کبھی ٹوکا نہیں
(ظفر خاں نیازی)

محبوبِ خدا و دوجہاں کے دیدار اور وصل کی آرزو شعرائے میانوالی کے لفظوں میں ایک مانوس خوشبو بن کر نکھرتی ہے اور مشامِ روح و بدن و معنبر کرتی چلی جاتی ہے۔

اشکبار آنکھیں ہیں آقا کی زیارت کے لئے　　دل ترستا ہے خدایا اس سعادت کے لئے
(امیر عبداللہ اشہر)

مرا وہ پہلا پیام لے کر صبا نجانے کہاں گئی ہے
لکھا ہے دستِ دعا پہ اشکوں سے ایک تازہ پیام آقا
(منور علی ملک)

تاج کو روضۂ اقدس پہ بلا لیجئے گا　　کب سے ہے تشنۂ دیدار رسولِ عربی
(تاج محمد تاج)

بدن و اپنے قدموں میں شہ بطحا کسی صورت　　میں بھرلوں چشمِ حسرت میں غبارِ پا کسی صورت
(مجبور عیسیٰ خیلوی)

حدودِ عصر اور مکاں سے آگے بشارتوں کا نگر دکھا دے
فصیلِ ہستی کو توڑ کر ہو نصیب تیرا وصال آقا!
(محمد فیروز شاہ)

دیارِ محبوب کی ہر شے عزیزِ جاں ہوا کرتی ہے کہ ان گلی کوچوں میں محبتوں کی مہک پرفشاں ہوتی ہے۔ مدینۃ النبیؐ سے والہانہ وابستگیوں کا اظہار بھی ایک بڑے شعری رویے کی صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔

چمک اٹھی مرے دل میں دعا مدینے کی　　مجھے نصیب ہو آب و ہوا مدینے کی
(عقیل عیسیٰ خیلوی)

قدم رکھتا ہے جب انساں کوئی اس سر زمیں پر　　فضا آواز دیتی ہے ذرا آہستہ بولو
(انجم نیازی)

تمنائیں دل میں تڑپنے لگی ہیں زباں پر محمدؐ کا نام آ رہا ہے
چلی آ رہی ہیں وہ ٹھنڈی ہوائیں مدینے سے شاید پیام آ رہا ہے
(سرور مظاہری)

وہ حسن تجلی وہ رحمت کے بادل وہ صبح مدینہ وہ شام اللہ اللہ
(سالار نیازی)

سرکار دو عالم کا دربار مدینے میں اللہ کی رحمت کے انوار مدینے میں
(اسلم نیازی)

مرے حبیبؐ کے روضے کی چوم کر جالی گذر کے آئی ہے ٹھنڈی ہوا مدینے سے
(عبدالرشید ایاز)

ہٹیں نہ کبھی روضہ اطہر سے نگاہیں دل میں وہ تمنا ہے کہ بیتاب ہے سینہ
(میاں نعیم)

ہر لحظہ کو یہ دل ہے طلبگار مدینہ ہو جائے ان آنکھوں کو بھی دیدار مدینہ
(نور محمد ساغر)

قریہ جمیل کا جس اہل دل کے سینوں میں بچے رازوں کے دفینے دریافت کرتا ہے۔ پھر انہیں جرات اظہار عطا کر دیتا ہے۔ شعر میں شعور کا ظہور عشق حبیب کی برکتوں کا لازمہ ہے۔ محبتیں اندر کی صداقتیں ہوتی ہیں یہ دروں سے دلوں تک سفر کرتے جذبوں کی سچائیاں ہیں۔ جہاں یار کی ضیا پاشیاں شاعری کو منور کرتی ہیں تو صبح کی پہلی کرن جیسی تحریر دروں کو اپنی جاگیر بناتی چلی جاتی ہیں۔

مری یہ آنکھیں نجانے کب سے کسی سفر پر نکل نہ پائیں
دل و نظر کی مسافتوں میں کبھی تو تیرا جمال اترے
(عصمت گل عصمت)

گلوں کی چتیاں ہیں یا ہے ان کا اسوۂ حسنہ جسے لکھا گیا خوشبو سے وہ تفسیر کس کی ہے
(انجم نیازی)

تیری یاد کو تیرے خواب کو میری آنکھ رکھے سنبھال کے
میری زندگی کا جواز ہیں یہی عکس تیرے جمال کے
(محمد فیروز شاہ)

رب کائنات کے محبوبؐ کی امت میں شامل ہونے کا اعزاز ایک بڑی کامرانی اور شادمانی کا جواز ہے۔ یاس کے زرد موسموں میں پرورش پانے والے پژمردہ لوگ اس کی رحمتوں کے گلاب مہکتے محسوس کرتے ہیں۔ یہ سرخ پھول سرخرو لمحوں کی نوید دیتے ہیں اور بہار رتوں کا ہراول بنتے ہیں۔ سرسبز موسموں کی بشارتوں میں شفیق رفاقتوں کے گل مہکتے ہیں اور دکھی لوگوں کے من آنگن میں محبوبؐ خدا کی شفاعتوں کی امیدیں سکھی ساعتوں کی سرگم بن کر چہکنے لگتی ہیں۔ ہم بے مایہ، کم عمل گنہگار لوگوں کی بخشش کا وسیلہ اس رحمت اللعالمین کی ہستی مبارکہ ہی تو ہے۔

وہ سالار آقائے تسنیم و کوثر　　پلائیں گے امت کو جام اللہ اللہ

(سالار نیازی)

بس اسی ایک بات پہ بخشش کی رکھتا ہوں امید　　میں نے تیرے نام کو سودا کبھی بیچا نہیں

(ظفر خاں نیازی)

افق سے آفاق تک رقم کر کے کئی صحیفے
ترے کرم ہیں جو میرے عاصی دلوں کی قسمت بدل رہے ہیں

(محمد فیروز شاہ)

یہ وہ اہم شعری رجحانات اور رویے ہیں جو شعرائے میانوالی کی نعتوں میں نمایاں ہوتے ہیں۔ لسانی حوالے سے دیکھئے تو مقامی زبان کی شاعری میں نعت کہنے کا ذوق رفتہ رفتہ عروج کی طرف مائل پرواز ہے۔ میں سمجھتا ہوں پرواز اس لیے اعزاز بن جاتی ہے جب وہ عقاب جیسے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سے پیدا ہوتی ہے۔ عقابی رویے صرف عشق ہی عطا کر سکتا ہے۔ سچے عشق کے اسرار میں سادگی بھری توانائی ہوتی ہے۔ دل سے نکلنے والی بات اندر کی کائنات کی سفیر بھی تو ہوتی ہے سرائیکی شاعری میں خواجہ فریدؒ اور ظہور نظر ایوارڈ یافتہ شاعر سلیم احسن کی عقیدتیں درود و سلام کے گجرے پیش کرتی ہیں۔

صباحیں آکھاں تے شام آکھاں　　درود آکھاں سلام آکھاں
سلام دل دل مدام آکھاں　　صلوۃ نبی علی حبیبی

پیا ہے ذرہ تے چن دی ہے دانی تے سیرا　　بے عیب جگ جہان نے تیڈا جس ہے

سرائیکی دا چن کے مصنف قادر یار کے دعائیہ لہجے میں وصل محبوبؐ کی تمنا چہکتی ہے۔

میتوں اپنے رہ نال لا ملی　　تھیں ساہ تے کوئی وساہ مٹی

پپلاں سے تعلق رکھنے والے میانوالی کے مقبول عوامی نعتیہ شاعر خان محمد کمتر زندگی کو تابندگی بنا دینے کے قرینے سے آشنائی کا سلیقہ عام کرتے ہیں۔

بھیڑے غلام بن گئے دربار مصطفیٰؐ دے ‏ ‏ بے شک اوہندے رتبے رب کر دتے زیادے

پہلاں ہی کے محمد خان ساجد نیازی نے رب کریم کی منت سے عظمت کی نسبت روشن کی ہے۔

خدا خود مجینہ اے صفاتاں دے گجرے ‏ ‏ کیڈی شان اچی کیڈی شان عالی

کچھ شعرائے کرام نے اپنے دلی جذبوں کو فارسی کا ملبوس بھی پہنایا۔

ز عشق مصطفیٰ صلی علی اے بدری رقصم ‏ ‏ برائے التفات سید ابرار می رقصم
(شرر صہبائی)

تجلی نبی پاک خیر الوریٰ ‏ ‏ سراجاً منیرا بگفتہ خدا
(امیر ہاشمی)

زہے سبقت نور خیر البشر ‏ ‏ کہ اول شدہ او زخلق دگر
(امیر ہاشمی)

میانوالی عشق رسولؐ کی خوش بخت وراثتوں کی امین ہے۔ محبوب خدا و کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ وابستگیوں میں گندھی ہوئی حیات حسین کے مالک اور رب عزو جل کے عطا کردہ نظام زندگی کو اوڑھ کر زیست کو کامیابی کا استعارہ بنا دینے والے ایک ولی کامل کی نسبتوں سے منسوب اس بستی کے باسیوں نے عشق کی عظمتوں کو گم نہیں ہونے دیا۔ انجم جعفری ("دستور حیات" "در ضمک ذکرک") منظور حسین منظور ("ارمغان عقیدت") سردار ممتاز (گلدستہ تجاز) میر عبداللہ اشہر ("فیضان نظر") اور محمد منصور آفاق ("آفاق نما") نے اپنے نعتیہ مجموعوں کے ذریعے دین و دنیا کی فلاح کا حصول یقینی بنا لیا۔ یقین انسان کے اندر موجزن سمندر کا وہ گوہر انمول ہے جس کی آب و تاب سے زمانے روشنیوں کے آشیانے بن جاتے ہیں۔ پرندوں کے ترانے بکھرتے ہیں ستاروں کے جگمگانے کی مسرتیں عام ہوتی ہیں۔ خوشیوں کے شادیانے دل کے بطون میں کہیں بہت قریب سے بجتے سنائی دیتے ہیں۔ مسرور لمحوں کے ہمسفر ہو کر جینے کا مزہ ہی کچھ اور ہے اور لاریب یہ سرور جانفزا صرف اور صرف عشق رسولؐ کی سرشاریوں میں سرمست ہو کر نعت نبیؐ کہنے اور پڑھنے کی سعادتوں ہی سے عطا ہوتا ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت خالق اور مخلوق کے رشتے میں ایک ایسا اٹوٹ استحکام اور استقامت شامل کر دیتی ہے جو دوام سربلندیوں اور اعلیٰ مقام رفعتوں کی ضمانت بن جاتا ہے۔ میانوالی نعت سرور کونینؐ کی مشک سے عطر بیز ہے۔ اس کی فضاؤں سے ثمن داؤدی میں ابھرتی صداؤں کی رعنائیاں تیرتی ہیں تو شعر کا رخ نکھرنے لگتا ہے۔ شاعری کا افق صبح کی اولین کرنوں کے اجالے سے تابناک ہو اٹھتا ہے اور رب شاہکار اٹھتا ہے۔

نام کیا آیا زباں پہ آپؐ کا
روح پہ رحمت کے در کھلنے لگے !
(گلزار بخاری)

اوکاڑا میں نعتیہ شاعری

قمر حجازی

نعت کہنا جتنا آسان دکھائی دیتا ہے اتنا ہی مشکل کام ہے۔ نعت گوئی کے لئے جذبات کے پل صراط سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس میدان میں پھولوں جیسی عقیدت کو الفاظ سے مسل دینا۔ قدم قدم پر ڈول جانا بجائے ثواب کے عذاب خریدنے کے مترادف ہے۔ صرف مقام مصطفےٰ کو سمجھنے والا ہی نعت لکھ سکتا ہے۔ اگر شاعر پیغمبر خدا کو حد سے بڑھا دے تو شرک کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے اور گھٹا دے تو بے ادبی کا مجرم ٹھہرتا ہے اور دربار رسالت میں بے ادبی قابل معافی نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر فنکار بہت سوچ سمجھ کر نعت کے میدان میں قلم اٹھاتا ہے۔ نعت میں اچھے شعر تب ہی تخلیق ہو سکتے ہیں جب کہ شاعر رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات پاک سے گہری عقیدت رکھتا ہو۔ اوکاڑا کا ضلع بھی اس عقیدت میں کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ یہ ضلع اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ یہاں بڑے بڑے شاعر ادیب اور فنکار پیدا ہوئے جن میں اردو، ہندی، عربی، فارسی، بلوچی اور پشتو زبان میں شعر کہنے والے موجود ہیں۔ سیاسی تاریخ کے لحاظ سے اس ضلع کی تہذیب بابل کے کھنڈرات سے جا ملتی ہے۔

اس میدان میں میری تحقیق کے مطابق شاہ ابوالمعالیؒ پہلے بلند پایہ شاعر ہیں جن کا تعلق ضلع اوکاڑا سے ہے۔ اس کے علاوہ یہاں کے شاعروں میں اقبال صلاح الدین، عبدالمجید کریم، پروفیسر حفیظ صدیقی، سید خیزی شاہ، بابو رجب علی جان، امی [illegible]، [illegible] شہاب الدین، مولوی جان محمد، پروفیسر سیف الرحمن سیفی، حضرت شاہ مقیم، چاکر خان رند، رحیم اللہ جرات، قاضی نظام الدین توکل، شیر محمد فتح پوری، پروفیسر تحسین فراقی، حافظ بصیر پوری اور جلال الدین جلال کا نام سرفہرست ہے۔ ضلع اوکاڑا کے چند شعراء کا کلام مختصراً پیش خدمت ہے۔ نوجوان نسل کے نمائندہ شاعر راجہ عظیم زاہد اپنی کتاب "دھوپ دریچہ" میں لکھتے ہیں:۔

تو سب جہانوں کی ابتدا ہے   عروج تیرا ہے انتہا ہے
درود تجھ پہ خدا نے بھیجا   تجھی کو معراج پہ بلایا
سب انبیاء کا امیر ٹھہرا   تو نور کا اک سفیر ٹھہرا

ایک اور نوجوان شاعر فضل احمد خسرو کتاب "صبح صدا" میں یوں دربار رسالت میں عقیدت کے پھول پیش کرتا ہے۔

حشر تک قائم رہے گی حکمرانی آپؐ کی   دوزخی ٹھہرا ہے وہ جس نے نہ مانی آپؐ کی
آپؐ ہی کے نور سے روشن ہوئے کون و مکاں   آفتاب علم و حکمت زندگانی آپؐ کی
دونوں عالم میں ہوا ہے آپ کا سکہ رواں   سب جہانوں پہ حکومت جاودانی آپؐ کی

اس میدان میں اوکاڑا کی شاعرات بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ محترمہ ارشاد حزیں اپنی کتاب "جام وصال" میں نعتیہ ڈھولوں کے موتی یوں پروتی دکھائی دیتی ہیں۔

حوض کوثر تھیں چنگا مینوں جام ماہی دا دنیا وں نہ تکیں ایہہ ہے جس پھڑی د
دیکھیں پھس نہ جاویں کدھرے سمجھیں راز ماہی دا ڈھولا سوہنا نی سیو رانجھا نیا شاہی دا

محمد اسماعیل خطائی اپنی سی حرفی "اطیعیہ" میں عقیدت کے پھول اس طرح بکھیرتے ہیں کہ:

توں اللہ والیاں سنگ بیوپار پاویں ایس سودیوں ناہیں ہار میاں
خطائی فرماں بردار ہو نبی پیارے دا' پاویں رب دے نال پیار میاں

اطیعو اللہ اور اطیعو الرسول کا یہ سبق ہمیں قرآن پاک سے ملا ہے۔ یہ سچ ہے جو خدا کے رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے وہ خدا کی اطاعت کرتا ہے اور خدا کی اطاعت کرنے والا ہی دنیا میں کامیاب و کامران رہتا ہے۔
انور ملک نے اطیعو الرسول کی تشریح اپنی تصنیف "جیون چکی" میں اس [illegible] میں کی ہے:

مدینے جے جاویں تے مری دنیا سنور جاوے ترے قدماں دے وچ میری عمر ساری گذر جاوے
تری نگری دیاں گلیاں چوں ملدی اے دوا آقا شفا ملدی اے روگی نوں' ترے در تے اگر جاوے
نظر تیری محبت دی سوں جے نہ ہو جاندی کدوں امید سی لوکاں توں ایہہ بیڑا سدھر جاوے

فضل شاہ صاحب کی کتاب "نور معرفت" میں حدیث قدسی "موتوا قبل ان تموتو" کا سبق یوں ملتا ہے:

ل-لا تھیں جے لا ہوویں یار ملے وچ گھر دے ہو
راہن ہمیشہ پھیر اوہ زندے جیو ندی جان جو مردے ہو

فضل شاہ صاحب وحدت الوجود پر ایمان رکھتے ہیں اور اس سے ہر ایک وجودی نظریہ ہی میں ایمان ہے۔ سید مہے شاہ' خواجہ غلام فرید' شاہ حسین اور سلطان باہو کی لڑی سے تعلق رکھنے والا یہ شاعر اپنی کتاب "نسخہ رہ حق" میں یوں رقمطراز ہے:

ش-شب معراج دی گل بیبی اوہ کسے دی سمجھ وچ آئی نہ سی
اوتھے غیر دا نام نشان نہ سی باجھوں عارفاں ایہہ گل پائی نہ سی
ملیا رب نوں رب دا نور ہو کے' باجھوں نور دے ہور سمائی نہ سی
فضل شاہ مرتی دا کم سارا' باجھوں مرتی دے رمز الیہ وتائی نہ سی

یہی وجودی نظریہ ہمیں ابو جعفر مولوی جلال الدین قادری کی کتاب "تحفہ عرفان" میں بھی ملتا ہے۔:

ش-شک نہ کوئی نور نبی دا سارا ہر پاسے چمکے' لگے بہت پیارا
عاشق رج کے ویکھن' لیندے نت نظارا احد احمد اکو' دو نہیں یارا

وجودی نظریہ کے ایک اور حامی حضرت سید شاہ اسوار اپنی کتاب "گلزار اسوار شاہ" میں سی حرفی ہیر رانجھا میں یوں گویا ہوتے

ہیں:

ی۔ یاد خدا نبی کر ہیرے، ہیر رنجھا پایا نظر جے آیا
پڑھ بسم اللہ حاضر ہوئی چرنی دست لگایا سیس نگایا
ہکو حرف تاثر والا رانجھن موہنوں پڑھایا، ہیر پکایا
شاہ اسوار اوہا نکتہ راس ہیر نوں آیا، غیر ہٹایا

جب "من تو شدم تو من شدی" کا معاملہ ہو تو بے اختیار فرق من و تو مٹ جاتا ہے۔ اسی بات کو مشتاق احمد قادری یوں بیان کرتے ہیں:

تیری دید ہاری نماز میری کراں ہر سجدے وچ یارا اے ڈاہڈا پیار اے
اکھاں نے تکیاں جیہاں یار آکھاں، جیہڑی صورت ویکھاں یار اے ڈاہڈا پیار اے
اوہدے پیار دی کیہ تعریف کراں ذرے ذرے وچ اوہ یار اے ڈاہڈا پیار اے
مشتاق نوں غیر نہیں نظر آؤندا جیہڑے ویکھاں اوہدا یار اے ڈاہڈا پیار اے

"پیارا ہوی" سے حاجی حضرت سائیں ہدایت علی شاہ قادری یوں عقیدت جذبات کا اظہار کرتے ہیں:

عشق تیرے نے سوہنیا کر چھڈی اساں دی بس او یار
احد کملی والے دی ساتوں مرشد کھتی اے وس او یار

اسی دور کے ایک اور شاعر عبدالباری عبد کا ایک مشہور شعر اس طرح ہے:

سوہنے ناں توں پر تھی وار چھڈی ہر اک وار نار ہے گا گدائی
کائنات ساری جس توں وار دتی تینوں پتہ کیہ اوسدی وڈیائی

سید خیر علی شاہ کے ایک شاگرد بشیر احمد بشیر کا رنگ اپنے انداز کا ایک نرالا رنگ ہے۔ دیکھو ذرا:

اساں کیچ توں وچ کے دین دنی نوں لیا چن یار خرید
مصحف مکھ ماہی دا مینوں دتی خان چن آوید
والضحیٰ و اللیل مزمل تے قرآن کلام مجید
بشیر پھر جھنجھم آ ہی ملیا نحن اقرب من حبل الورید

بابو رجب علی خان کے شاگرد علی وار بوٹی بارگاہ رسالت میں روضہ رسول کی زیارت کی تمنا ان درد بھرے الفاظ میں کرتے ہیں:

تیرا سوہنا روضہ ویکھن نوں میرے نین ترسدے رہندے نیں
کوئی ہوش ٹکانے رہندی نہیں سو سو غوطے پیندے نیں
ترے باجھ نہ چارہ ساز کوئی کر جدیوں رواں جہاز کوئی
شاہا نام ہے علی نواز میرا لوکی باغی کہندے نیں

روضۂ اقدس کی زیارت پاک کے بارے میں خود رسول اکرمؐ کا فرمان ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں گا۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے سے سرور کائناتؐ کے شہر اور قبر کی زیارت کرنا ہر مسلمان اپنا ایمان سمجھتا ہے۔ یہی "آرزو شاخ بریدہ" کے خالق شاد افسری کے دل میں اس طرح مچلتی نظر آتی ہے۔

اللہ دکھادے مجھے اک بار مدینہ   حسرت ہے میں دیکھوں در سرکارؐ مدینہ
مانا تری جنت تو بہت خوب ہے رضواں   ہے رشک ارم رونق بازار مدینہ

ایک اور شاعر ڈاکٹر اقبال قادری اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

مدحت شریف جناب محمد سرور عالمؐ دی   نور سراپا ذات اساڈی مظہر حق اعظم دی
وصف لطیف مجسم انوار افضل ذات اساڈی   نور دو عالم اوہ اعلیٰ اصل ذات اساڈی

سائیں نور احمد کی نعت سے عقیدت چھوٹ چھوٹ پڑتی ہے۔ حتیٰ کہ پڑھنے والے پر وجد طاری کر دیتی ہے۔ خیالات کی پرواز نکھار پیدا کرتی ہے۔ دیکھئے:

ہے جو سینا ہووے عاجز غریب دا   چودھویں دی جیوں چن شاہیں وکھی عرب دا
سن لے مدینے والے دکھاں دیاں زاریاں   تیرے وچھوڑے دیاں کیہاں بیماریاں
دل وچ شوق رہندا مکھڑے حبیب دا   لے جا نسیمؔ ہوائے عاجز غریب دا

اسحاق خیالی کی نعتوں سے عشق نبی کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے:

اللہ دیا حبیبا توں مینوں بخشاونا   بخشارا تیرے جیا ہور کتھوں پاونا
قبر دے ہنیرے وچ جدوں گھبراواں میں   اوتھے آ کے سوہنیا توں مکھڑا وکھاونا

اوکاڑا کے نعت گو شعرا میں آزر ہوشیارپوری بلند مقام رکھتے ہیں۔ ان کی نعت کے چند بول اس طرح:

سانجھ سویرے اٹھ کے پچھو کاوں حق دے ڈھولے   غافل بندیا نیندر مائیں بھر کے بیٹ بھڑولے
رکھ، زمیں، پہاڑ، غضب تھیں، تھر دن ڈنگر بولے   باجھوں قسم اللہ دے آزر امیر چیچھ نہ کھولے

پنجابی زبان کے ایک اور شاعر رحیم اللہ جرات اپنے جذبات کا اظہار ان لفظوں میں کرتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم ختم پیمبروں   اسے انعام اکرام ہمیشہ صاحب دی سرکاروں
آخر سبھ نبیاں تھیں تے شان ودھیرا پایا   عیسیٰ موسیٰ نوح پیغمبر تِن نہ کوئی آیا

امام ساتھیہ کے حضور ہدیہ نعت پیش کرنے والوں میں مسعود غزال پانی پتی کا نام نامی اس طرح جگمگاتا نظر آتا ہے۔:

ـــ میں کیہ جاناں رب کی شے وے میتوں نہیں اپنا دل
پاک رسول آپؐ دیکھ کے دسیا تے دل وچ رچ گئی گل
اوہ ہی خالق اوہ ہی رازق مالک اوہ ہی کل دا
اس دی لاگ بھروے جوں بوہا نہ کوئی کھل دا

حضرت حسان بن ثابت کی اس لڑی میں حافظ سیف الرحمن اسعد کا نام بھی ایک عاشق رسولؐ کی حیثیت سے نظر آتا ہے۔ ان کی نعتیں مقبول عام ہیں۔

ـــ بار بار پڑھاں درود رسول اتے لکھاں میں پڑھاں سلام میاں
رسولاں وچ اللہ اوہنوں سرور کیتا بہت اچا اے اوہدا مقام میاں
رحمت بن کے آئے جہان خاطر ہویا مولا دا بڑا انعام میاں
بے جنت دی لوڑ ہے سیف تینوں بن جا اوس دا سدا غلام میاں

ی حرفی کی شکل میں نعت کہنے والوں میں محمد صدیق ثانی کا نام سب سے نمایاں ہے۔ ایک بند ملاحظہ ہو۔

ب بندہ کے ہتھ میں عرض کراں سوہنا نبیؐ ساڈا اچی شان والا
اوہدی شان توں دنیا وار دیواں بیڑا والی اے دوجہان والا
سارے نبیاں دا سردار سوہنا امت اپنی نوں بخشان والا
بھیت عرش دا کوئی نہ جانے ثانی جانے جان والا یاں لے جان والا

ایک ابھرتے ہوئے شاعر ریاض احمد عاجز اپنے پاک پوتر جذبوں کی نمائندگی بارگاہ نبویؐ میں ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

ـــ ہر تھاں تے چانن دسیا اے سردار مدینے والے دا
اک دل میرے نوں کھیا اے اقرار مدینے والے دا
اوہدا بولنا رب دا بولنا اے سارے آپ توں وکھرے ٹولنا ایں
پیار رحمتاں وچ لہراندا اے دربار مدینے والے دا

س علاقہ کی معروف علمی و ادبی شخصیت مفتی نور اللہ نعیمی کی ہے وہ اپنے تخیل کو الفاظ کے جامے میں اس طرح پیش کرتے ہیں:

پیارے خدا دے شفا دے دوارے   وچھوڑے دے مارے جداوے مارے
نہ ہتاں میں کدی دی فریاد کرنوں   میرے مولا اکھاں توں پردے اٹھادے

ایک اور کھرا اور سچا لکھاری ریاض حسین تو تیرا اپنے خیالات کو پھولوں کی چنگیر میں رکھ کر دربار مصطفےؐ میں کھڑا یوں دکھائی دیتا ہے۔

تیرے در دی گدائی تاج میرا   میرے ساہواں تے ہووے راج ترا
نہ دیکھاں میں ترے ٹکڑے توں بن کجھ   بنے نعتاں دی صورت داج میرا

محمد یسین سلیم نوجوان شاعر ہیں۔ الفاظ سے کھیلنے کا ڈھنگ جانتے ہیں ملاحظہ ہو:

محمدؐ پیارے ہی خیر الوریٰ ہیں   وہ ہادی اعظم شہ دوسرا ہیں
اطاعت ہے ان کی اطاعت خدا کی   وہ خیر البشر حبیب خدا ہیں
فزوں تر تخیل سے ہے شان ان کی   وہ باعث تخلیق ارض و سما ہیں

محمد یونس شاکر اپنی عقیدت اس طرح بیان کرتے ہیں۔:

رکھ جائیں ہوں تو سب تجھ پہ نچھاور کر دوں   تو نے مجھ کو ایسا دیوانہ بنا رکھا ہے
تیرے در کی سوالی ہے یہ ساری دنیا   کاسہ شاکر نے بھی تو اپنا بڑھا رکھا ہے

ادک چدران کی مذہبی الفت کو جانچنے کے لئے مندرجہ ذیل اشعار کافی ہیں۔

جدوں وی نعت اوہدی لکھن دا کیتا ارادہ میں   قلم نے سر جھکا دتا تے حرفاں نے سلام آکھے

اردو نعت کے دو شعر دیکھئے:۔

بے شک ترے ہی فیض سے آساں زیست میں   آدم کی ذات کا بہت اونچا مقام ہے
لیتا ہے جو ادب سے ترا نام یا نبیؐ   افلاک اس بشر کو نوید دوام ہے

نور حسن رانا کی ایک آزاد نظم سے ایک بند کچھ اس طرح ہے۔

ربا مینوں بلا لے گھر وچ اپنے
محبوب دے مدینے
جتھے وگدے نیں عشق دے سفینے
کرم دی کردے بارش
نور تے ضیا

وچ وحدانیت تیری تے ختم الرسل دی عقیدت کلے

نجم جاوید ساگر کا ایک نعتیہ شعر یوں ہے

ہے خواہش یہ مدت سے دربار دیکھوں   مدینے کے رنگین بازار دیکھوں

اور سلطان امجد طاہری اپنی کتاب "ایک ترجمہ ایک قرآن" میں اس طرح نعت لکھتے ہیں:

گر عشق احمد سے دل آشنا ہے   تو سمجھو کہ سب کچھ مجھے مل گیا ہے
مرے جسم و جاں کی متاع اللہ اللہ   وہ ہادی برحق جو بعد از خدا ہے

نوآموز محمد بلال تبسم کا ایک نعتیہ شعر تحریر کیا جاتا ہے:

نبیؐ کی یاد کو دل میں بسائے بیٹھا ہوں   میں اس سے صبح و مسا لو لگائے بیٹھا ہوں

انور بھٹی اختر آبادی کا ہدیہ عقیدت ملاحظہ ہوں:

مبارک ہو کہ شاہ دوجہاں تشریف لائے   ہمارے غمگسار و مہرباں تشریف لائے
منور کر دیا سارے جہاں کو نور وحدت سے   خدائے عزوجل کے ترجماں تشریف لائے

جناب نظام الدین توکل خدا کا شکریہ ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں۔

سب حمداں ذات الہی نوں   جس بھیجا مدنی ماہی نوں

پروفیسر انور محمد اختر کی ایک نعت سے چند شعر نذر قارئین کیے جاتے ہیں

تیری ہستی پہ خدا نے خود بھیجا ہے درود   تیری صورت تیری سیرت باعث عرفان ہے
ختم کر دی اس جہاں میں گورے کالے کی تمیز   تیری سیرت عظمت انسان کی پہچان ہے

میاں محمد عزیز پردیسی اپنے قصہ "نصیحت نامہ" کا آغاز اس طرح کرتے ہیں:۔

پہلے آکھاں حمد الہی پچھے درود محمدؐ ماہی   جس دی اگے اندر شاہی مول شان بنائی اے

نامور نقاد و محقق ڈاکٹر تحسین فراقی نعت کو شعری جامے میں اس طرح پیش کرتے ہیں:

کبھی حرا، کبھی طیبہ دکھائی دیتا ہے   یہ خواب میں مجھے کیا کیا دکھائی دیتا ہے
مسافر رہ بطحا ہوں ہر قدم پہ مجھے   حضورؐ پاک کا چہرہ دکھائی دیتا ہے
کہیں سے ناقہ کی صدائے خفیف سنتا ہوں   کہیں پہ انؐ کا سراپا دکھائی دیتا ہے

تاج الدین تاج حضرت بلھے شاہ کی طرح بے اختیار پکار اٹھتے ہیں:

اول حمد لکھاں لکھ واری ۔۔۔ نال محمدؐ لائیں یاری
پیدا کیتوس خلقت ساری ۔۔۔ سانوں چرخے دا حال سنا کڑے
کت چرخہ کوئی تند پا کڑے ۔۔۔ لویں جلدی داج بنا کڑے

محمد منشا شوکی اوس صنف میں نعتیہ موتی اس طرح پروتے ہیں ملاحظہ ہو:

پیا جلوہ حضرت موسےٰ نوں نہ نور دی جھلی جمال اے بے کمال اے
جدوں رب دے کول حبیبؐ گیا جیندا رب دے نال نال اے بے کمال اے
کرے روز گلاں کوہ طور اتے پر رب بے مثل مثال اے بے کمال اے
شوکی درود بھیجے پیا دن راتیں رکھے یار دے وچ خیال اے بے کمال اے

سید غلام عباس علی نار بھی پنجابی زبان میں جذبوں ویوں تحریر کرتے ہیں:

میرا محسن عرب دی نگری دا' جیہدی شان جہی نہیں شان اے
رب رحمت اس تے انج کیتی' کرے کل مخلوق پچھان اے
رب آپ دی آکھے میرے سوہنے تیرے وچ میری جند جان اے
اتے ناز دے سوہنے ماہی دا' آیا ذکر وچ قرآن اے

بوٹے شاہ کے قلمی نسخہ سے دو شعر پیش خدمت ہیں:

نام رسول کریم دے میتوں ورشن دے جاؤ آن
میں تاں پھسیا حرص غبار وچ میری مدد کریو آن
لوکاں دا چن لہندیوں میرا چڑھنا چڑھدے
ہیں لوکی عاشق رب دے' تیرا عاشق آپ خدا

غلام سرور قادری کا ایک شعر درج ہے:

پڑھ بسم اللہ قلم اٹھاواں لکھاں حمد میں باری
پھیر درود نبیؐ تے بھیجاں جس دی ہے شان نیاری

شمع رسالت کے پروانوں میں حبیب اسد سپوری کا ذکر نہ کرنا ادبی خیانت ہوگی۔ ان کے ہر شعر سے عقیدت کا جام چھلکتا دکھائی دیتا ہے۔

نادیب آپؐ صاحب خلق عظیم ہیں ۔۔۔ حسن عمل کا اسوہ ہے سیرت رسولؐ کی

کھیچے نبیؐ کے خون سے طائف کے ارزلیں — ان کے لئے دعائیں کیں، عظمت رسولؐ کی
شہر نبیؐ کی چاہتیں دل کا سکوں حبیب — سرمایہ حیات ہے طریقت رسولؐ کی

محمد لطیف نقشبندی، مشہور نعت خواں محمد شفیع اوکاڑوی کے بھائی ہیں۔ نعتیہ رنگ ملاحظہ ہو۔

یہی میری سجدہ ریزی یہی میری عاجزی ہے — ترے در پہ سر ہو میرا یہی آرزو مری ہے
تجھے جس گھڑی پکارا اے مدینے والے آقا — ترے نام کی بدولت مری بگڑی بن گئی ہے

وجودی نظریے کے قائل محمد شعبان اپنے نظریات کو ان الفاظ میں اجاگر کرتے ہیں:

کر میم دے اوہلے لکھ واری تینوں جانن والے جان دے نیں
ایہہ میم حقیقت احد دی وچ پردے الانسان دے نیں
گھنڈ لاہوو کملی کالی دا مینوں شوق روضے دی جالی دا
بھر کاسہ سائل خالی دا، ایہو نت سوال شعبان دے نیں

جناب محمد حسن آصف سرور کونین سے محبت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

نظر میں بسائی ہے کوئے محمدؐ — ہے دل میں بسی آرزوئے محمدؐ
مرے گلشن دل میں آئیں بہاریں — کھلا جونہی محشر میں روئے محمدؐ

بزرگ شاعر مرزا حدید کا ایک نعتیہ قطعہ عرض ہے:

یہ صدا آفاق سے آئی لب اظہار پر — بارش انوار یزداں ہے تری گفتار پر
میں نے جب سوچا کہ مدحت سرور عالم لکھوں — چاند کتنے ہو گئے نازاں مرے افکار پر

ملک منظور حسین عابد کا قلم اس طرح عقیدت کے موتی بکھیرتا ہے:

مری آنکھوں سے آنسو بھی چھلکتے ہیں قرینے سے
بحمد اللہ، بلاوا آ گیا مجھ کو مدینے سے
میں رحمت کی گھٹائیں دیکھ کر تو جھوم اٹھتا ہوں
مگر ڈر ہے کوئی شوخی نہ ہو جائے کمینے سے

عاشق حسین ملک کہتے ہیں:

وہ دیکھو آ گئے ہیں محبوب کبریائی — جھک کر سلام کر دو ہو تعظیم مصطفائیؐ

جناب دیوانہ سعیدی کا ایک شعر عرض ہے:

قربت میں جاؤں گا طیبہ کی فضاؤں کے   آئے گا مزہ ہم کو جب نعت سنائیں گے

حضرت مولانا غلام محمد جلوانوی اوکاڑا کے نامور پیر طریقت حضرت شیر محمد فتحپوری کی خدمت میں اٹھارہ سال رہ کر نعمت ایزدی سے مالا مال ہوئے تو دربار رسالت میں ان الفاظ میں گویا ہوئے۔

تو ذات ذوالجلالی' موصوف باکمالی   موجود لایزالی مقصود کن نکانی
شاہنشہ وجودی محمود شہودی   تو کے غلام بودی سلطان دوجہانی

حضرت شیر محمد فتحپوری اپنے جذبات کو اسطرح کی خوبصورت بندش میں اس طرح مقید کرتے ہیں کہ محبت اور احترام کی آب و تاب نمایاں نظر آتی ہے :۔

ولا ہو قربان دلدار اتوں ایہو وقت ہے جان گھماونے دا
یار بار نثار ہو یار اتوں ایہو ڈھنگ ہے یار وساونے دا
یار شوق والا کے بیٹھ گوشے ایہو ول ہے یار دے بھاونے دا
ول شیر محمد وس کھاں توں' کتھوں سکھیا یار دے پاونے دا

مولانا محی الدین حسان لکھوی :

بفرمان رسول رب امجد   مگر ہے ذوق ایماں کی یہی حد
بجاں منظور رب و دین و ہادی   مجھے اللہ و اسلام و محمد

جناب حسرت لکھوی :

شان ہے آقا کی میرے رحمتہ للعالمین   ہر کسی دامن جہاں سے اپنا مقصد پا گیا
ان کے فیضان نظر سے ہر شریر النفس کو   احترام آدمیت کا سلیقہ آ گیا

سید حسن علی شاہ :

محمدؐ نہ آتے زمیں پہ اگر   نہ ہوتے ملائک نہ جن و بشر
صلوٰۃ ان پہ پڑھتا ہے ہر دم خدا   فرشتے بھی پڑھتے ہیں صل علیٰ
اطاعت نبی کی جنہوں نے نہ کی   وہ محروم جنت سے ہیں دوزخی

جناب میاں جلال الدین جلال فرماتے ہیں :

عشق الف ازلی لام میم مظہر بن ٹھن بولیا کن آواز وچوں
"کنت کنزا" وچ چھپ کے رہن والے چمکاں ماریاں نقش مجاز وچوں

زیر و بم دے گت تھیں مست پایا تارتان کر سر گفتی راز وچوں
آپے گا ئیک جان سے گیت آپے رندی دھنک جاری قلبی ساز وچوں

حکیم ذکر اللہ اظہر بھٹی مرحوم کی ایک نعت سے اقتباس دیکھئے :

ہے یاد نبیؐ قلب شکستہ کا سہارا
اب قصد سفر میرا مدینے کے لئے ہے
تسکین کا ساماں مرے سینے کے لئے ہے
اب میری نظر صرف مدینے کے لئے ہے

پیر داد ظفر ہاشمی اپنے مجموعہ کلام نور مجسم کا آغاز اس نعت سے کرتے ہیں :

خدائی جس کی تھی مشتاق وہ نور خدا آیا
رسول ہاشمی آیا، محمد مصطفےٰ آیا
یہ انفاسیں کرتی ہوئی گلشن میں پھرتی ہے
عنادل نغمہ خواں ہیں سید گلگوں صبا آیا
ظفر اس مرد حق آگاہ پہ صدقے دو عالم ہیں
کہ سے کر فقر کے پردے میں جو شاہ غنا آیا

"مشکل میں" کے خالق موسیٰ کلیم کی نعت کا ایک شعر قابل توجہ ہے :

احادیث قدسی سبق دے رہی ہیں
بڑا دل نشیں ہے کلام محمدؐ

آخر میں جناب اسحاق مشتاق کے ان الفاظ کو نقل ضروری سمجھتا ہوں جو انہوں نے معروف نعت گو اور ریسرچ سکالر اقبال صلاح الدین کے بارے میں ایک مضمون میں تحریر کئے ہیں کہ اوکاڑا کے شاعروں کو بنانے، سنوارنے اور ان کی سوچوں کا دھارا نعت کی طرف موڑنے میں اس بزرگ نے بڑا کام کیا ہے۔ وہ اپنی ستھری اور دل موہ لینے والی باتوں کی بدولت اپنے گرد عقیدت مندوں کا ایک وسیع حلقہ رکھتے ہیں اور انہوں نے پورے کی وہ شمع روشن کی ہے جو ہمیشہ جگمگاتی رہے گی۔ اردو، فارسی اور پنجابی زبان میں اقبال صلاح الدین نے بے مثل استعارے اور تشبیہات استعمال کر کے نعت کو نیا آہنگ عطا کیا ہے۔ ایک پنجابی نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں :

ترے فیض دے نال سیراب ہوئے
زمیناں دے سو کے دلاں دے خرابے
تری اک نظر نال سنورے زمانے
جو وگڑے ہوئے سن بڑے بے حسابے
شفا دا اعلان تیرا جو سنیا
خطا کار لوکاں نوں لبھا سہارا
دیسائے قیامت دے تیرے کرم تھیں
نہ پارے گا اللہ کیسے نوں عذابے

ایک اردو نعت کا یہ انداز بھی ندرت تحریر رکھتا ہے :

بہت مشکل ہے گرچہ حمد رب دوسرا کہنا
ہے مشکل تر مگر نعت حبیب کبریا کہنا
سلیقہ چاہیے الفاظ کے ترتیب دینے میں
ہے نازیبا محمود کو کلام نارسا کہنا

وجود پاک احمدؐ سے خدا کے نور کا مظہر
بجا ہے آپؐ کو مشتاق کہنا مجتبیٰ کا

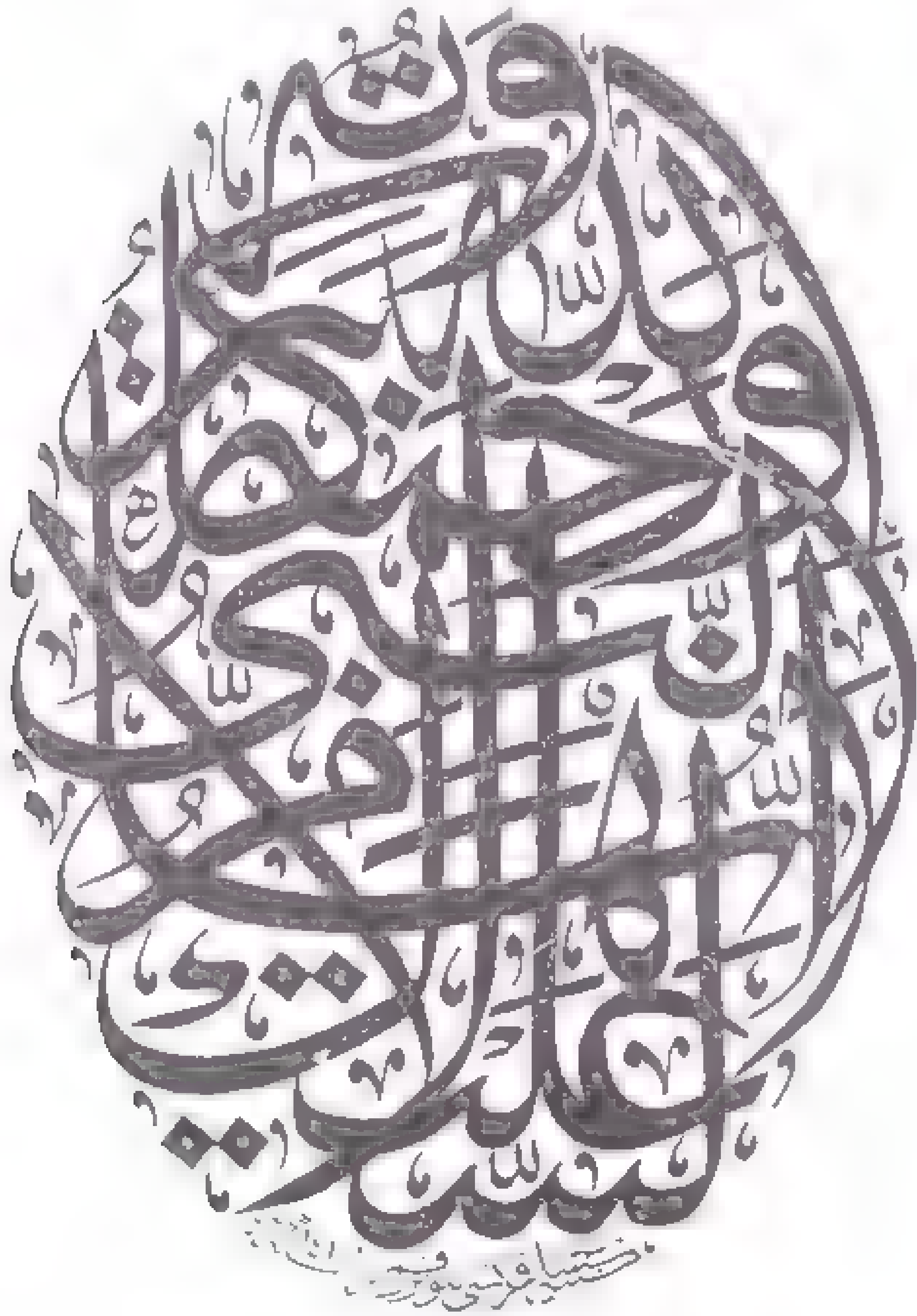
نہ میں رومیؒ نہ میں سعدیؒ نہ میں خسروؒ نہ میں جامیؒ
محمدؐ کے گدا ہوں تو محمدؐ کا گدا ہونا

میں آخر میں اپنی نعت کے چند اشعار لکھ کر مضمون کو ختم کرتا ہوں:

میں اپنی جاں نچھاور کر دوں انؐ کے نام اطہر پر
نبیؐ کے نعت خوانوں میں، اگر میرا بھی نام آئے

حرم کے سامنے روضہ، لبوں پر نام ہو انؐ کا
فرشتہ موت کا جب، موت کا لے کر پیام آئے

نبیؐ کا ذکر سب سے اعلیٰ و افضل عبادت ہے
لبوں سے لب ہیں ملتے جب زباں پر انؐ کا نام آئے



سرگودھا میں نعتیہ شاعری

اخلاق عاطف

سرگودھا شہر کی تاریخ اگرچہ زیادہ پرانی نہیں کہ فروری ۱۹۰۳ء میں یہ شہر باقاعدہ بسایا گیا۔ ۱۹۰۳ء میں اسے تحصیل اور ۱۹۴۰ء میں ضلع کا درجہ دیا گیا (بعد ازاں دسمبر ۱۹۶۰ء میں ڈویژنل ہیڈ کوارٹر بنایا گیا) آج کل یہ ضلع چار تحصیلوں' بھلوال' شاہ پور' سلانوالی اور سرگودھا پر مشتمل ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ ضلع قدیم تاریخ کا حامل ہے چونکہ یہاں کی مادری زبان پنجابی ہے اس لئے یہاں کی قدیم شاعری اسی زبان میں ہے۔ قیام پاکستان سے قبل اس ضلع کی مقامی آبادی زیادہ تر ہندوؤں اور سکھوں پر مشتمل تھی اس لئے قدیم تاریخ میں کوئی بڑا شاعر نہیں ملتا لیکن بھیرہ میں (جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔) صف اول کے شعراء ضرور ملتے ہیں اور یہ امر مزید باعث مسرت ہے کہ ان کی شاعری تصوف اور اسلامی روایات سے مالا مال ہے۔

اس ضمن میں سب سے پہلا نام حضرت سلیمان نوری حضوریؒ کا ہے۔ آپ سولہویں صدی کے آخری حصہ میں گزرے ہیں۔ ان کی شاعری کا تذکرہ کئی کتابوں میں موجود ہے لیکن نمونہ کلام دستیاب نہیں' شاید ان کی نسل میں سے کسی کے پاس موجود ہو۔ اسی دور کا ایک معروف نام صدیق لالی ہے۔ آپ لالیاں کے باسی تھے (اب لالیاں سرگودھا ضلع میں شامل نہیں لیکن عرصہ دراز تک یہ قصبہ اس ضلع میں شامل رہا ہے) حال ہی میں پروفیسر ریاض احمد شاد نے "کلیات لالی" کے نام سے آپ کا کلام ترتیب دیا ہے۔ آپ کی صوفیانہ شاعری میں آنحضرتؐ کی شان میں اشعار ملتے ہیں۔ ذرا آگے بڑھیں تو مولوی محمد حسین احمد آبادی کا نام سامنے آتا ہے۔ ۱۸۷۳ء میں پیدا ہونے والے اس شاعر نے اردو اور پنجابی کے علاوہ فارسی میں بھی نعت گوئی کی اور بڑی شہرت پائی۔ آپ کی کافی کتابیں ہیں جن میں "معجزات محمدی" بالخصوص قابل ذکر ہے۔ ان کے شاگردوں میں مولوی دلپذیر اور مولوی محمد ازہر جیسے بلند پایہ شاعر بھی شامل ہیں' ہر دو حضرات نے اپنے دور کے شعراء میں سب سے زیادہ شہرت پائی۔ مولوی دلپذیر کی چھتیس کتابیں منظر عام پر آئیں جن میں' "گلزار محمدی"' "معراج نامہ"' "گل زار" "چہار یار" اور "گلدستہ نعت" بھی شامل ہیں۔ مولوی محمد ازہر کی کتابوں میں گلزار محمد نامی کتاب بھی شامل ہے۔ جو بڑے سائز کے ۶۳۲ صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب میں آپ ایک جگہ لکھتے ہیں:

میں عاجز مسکین وچارا بھیرے شہر وسیندا	عیباں نال پرویا ہویا سب گندیاں تھیں گندا
نہ کوئی علم نہ دولت پلے نہ کوئی سرمایہ	رب رسولؐ بنا نہ کوئی سر میرے تے سایہ

اسی دور کی ادبی تاریخ میں سید غلام محمد شاہ کا نام بھی ملتا ہے۔ انہوں نے "قصیدہ بردہ" کی منظوم پنجابی شرح لکھی۔ آپ مشہور صوفی اور پیر تھے۔ آپ کا تعلق چاندنہ تحصیل سرگودھا سے تھا۔

اسی دور کی تاریخ میں حافظ برخوردار جیسا معتبر نام ملتا ہے۔ آپ تخت ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ (یہ قصبہ تحصیل بھلوال میں ہے۔) آپ کی شاعری تصوف کے ساتھ ساتھ دیگر موضوعات پر محیط ہے۔ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ آپ اپنے وقت کے ممتاز عالم دین بھی تھے۔ نعت کے حوالے سے "نور نامہ نبی اکرمؐ" اور "حکایات پاک رسولؐ" آپ کی کتابیں ہیں۔ صوفیانہ شاعری کے حوالے سے ایک نام "میاں ابو" ہے یہ صدیق لالی کے پوتے تھے۔

بھیرہ سے شہرت پانے والوں میں اس دور کا ایک نام سائیں آزاد ہے جو ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے معروف مجموعہ کلام "سوز آزاد" میں موجود ایک قطعہ زبان زد عام ہوا ہے۔

الحمد للہ الذی احسان کل حالہ ما بعد حضرت مصطفےٰ بلغ العلیٰ بکمالہ
صلواۃ ربی دائما" صلوا علیہ و آلہ اصحابہ ازواجہ اتباعہ بمثالہ

قیام پاکستان سے قبل چونکہ نعتیہ مشاعروں کی باقاعدہ روایت موجود نہیں تھی اور نہ ہی نعت کے ضمن میں (آج کی طرح) علمی تحقیقات ہوتی تھیں اس لئے یقیناً" لاتعداد شعراء بالخصوص نعت گو' مورخین کی نظروں سے اوجھل رہے ہیں۔ بھیرہ سے شائع ہونیوالے ماہنامہ "شمس الاسلام" کے ۱۹۲۵ء سے تاحال تمام شماروں کے مفصل مطالعہ سے ہمیں جن نعت گو شعراء کے نام ملے ہیں ان میں وصیت شاہ سرگودھوی' عبدالرسول بھروی' مولینا محمد ذاکر بگوی' محمد عظیم درد' محمد سعید بھیروی' شمیم بھیروی' شاکر صدیقی' زمان مہدی قاصر' غلام حسین فروغ' خواجہ غلام جیلانی ناصر' مولینا فضل کریم گوندل' محمد مالک عاجز (کوٹ میانہ) اور محمد امین کونوی کے نام شامل ہیں۔ درج بالا شعراء نے اردو اور فارسی میں نعت گوئی کی ہے۔ چند ایک کے نعتیہ اشعار یہ ہیں۔

آپ کے پرتو سے تابندہ ہے ساری کائنات اکتساب نور کرتا ہے گلستان حیات
آپؐ کی شان کریمی سے مہک اٹھی فضا جھومتی ہے ناز سے وقت سحر باد صبا
محو تسبیح و ثنا ہیں دم بدم سرو سمن آپؐ کے جلووں سے ہیں کیا کیا جبینیں ضوفگن
(خواجہ غلام جیلانی ناصر)

ہزار تھے آندھیوں کے ریلے ہزار تھے بجلیوں کے نرغے
تری نگہ نے تھا جس کو پالا وہ شاخ اب بھی ہری بھری ہے
بڑھاؤ دامن اٹھا ہے پردہ شمیم خالی نہ جاؤ گے تم
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے کریم ہے اور بڑا سخی ہے
(شمیم بھیروی)

خوشا خوابیکہ دیدم روئے مصطفےٰ نہ بر در بجز دربان بلکہ در بر
ہمہ تن گل بدن بود و سمن بو مشام جان من شد زو معنبر
(مولینا فضل کریم گوندل)

بھیرہ ہی سے نعت کے حوالے سے دو خواتین شاعرات' استانی مریم اور مخفی کے نام بھی ہمیں ملتے ہیں۔ ہر دو خواتین کی شاعری میں شریعت مطہرہ کا احترام صاف طور پر جھلکتا ہے۔ اس ضمن میں استانی مریم کا ایک نعتیہ قطعہ قابل ذکر ہے۔

تینوں رب نے نوروں کیتا ظاہر ہوئی خدائی ذات خدا دی عاشق ہوئی رحمت دے وچ آئی
انھیں شوق خداوند باری سوہنی حیثہ رچائی "مریم" اپنے نوروں احمدؐ اوس تھیں کل خدائی

قیام پاکستان کے بعد نعت گوئی کے ضمن میں اس ضلع کے مصنفات میں سے بھیرہ کے ابوالجمال سلیم بھٹی مرحوم در

مدیر، بھلوال کے منیر امین، طارق بھلوال، شفیق میرٹھی، انور مشہدی، صدیق منی، سراج الدین سراج، فروغ لکھنوی، صوفی نقوی اور اصغر شاہ۔ ڈووہ (تحصیل بھلوال) کے غلام رسول تنویر، بچہ کلاں کے ماسٹر محمد سارنگ اور ندیم بشیر، بھاگٹانوالہ کے سید قاسم شاہ، مولوی اسلم، غلام حبیب خالد، سلطان بھلوی، فروکہ (تحصیل شاہ پور) کے اقبال ندیم، ممتاز بلوچ، صابر سودائی، شاکر کنڈان، شفیق محی، ساہیوال کے ایچ امین، عطا ہوتی، ظفر ہوتی، ساہیوال کے اکبر عنبر، رب نواز حجازی، جھاوریاں کے شوکت، معظم آباد شریف کے غلام نظام الدین اور معین نظامی۔ رسول نگر تحصیل بھلوال کے اسلم حیات، تحصیل سرگودھا کے اصغر علی کوثر، امتیاز بخاری، شعیب شاہد، محسن علی حیدر، طفیل ثاقب، مشتاق قیصر، مقصود وارثی، مڈھ رانجھا کے سید اور شاہ پور کے خورشید شاہپوری اور قمرالزمان دیپ کے نام قابل ذکر ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد پہلی دہائی میں سرگودھا شہر سے جو نام نعت کے حوالے سے نمایاں ہوئے ان میں علامہ رشک ترابی، روشن جالندھری مرحوم، جگر سرحدی مرحوم، اسلم یوسفی مرحوم، علامہ جوہر نظامی، سیف زیدی مرحوم، شیدا انبالوی، غلام ربانی اصغر، میر عبدالرشید اشک مرحوم، حسین مرحوم، حافظ یوسف آزاد مرحوم اور واحد حسین نشان نمایاں ہیں۔ مندرجہ ذکور میں سے علامہ رشک ترابی کا مجموعہ حمد و نعت "مشعل فلق" اور روشن جالندھری مرحوم کا مجموعہ نعت "دیوان روشن" کے نام سے منظر عام پر آ چکا ہے۔ ۱۹۵۸ء کے بعد نعت کے حوالے سے نمایاں ہونے والے ناموں میں انور سعید، پرویز بزمی، تنویر ہاشمی، خورشید رضوی، صوفی فقیر محمد، طاہر نقوی، ظہیر الدین ظہیر، عزیز ابادی، حسن عباس رضوی، شمیم ابادی مرحوم، محمد مسعود اور نصرت چوہدری قابل ذکر ہیں۔

۱۹۷۰ء کے بعد سرگودھا کے افق ادب پر طلوع ہونے والے درج ذیل شعراء نے بھی خاصی نعت گوئی کی ہے۔ پروفیسر شیخ محمد اقبال، انجم، زیدی، اقبال منظر، اشفاق عاطف، زاہد منیر عامر، شاکر نظامی، پروفیسر ہشیم عزیز، پروفیسر احمد شاد، عبدالستار، سردار علی شاہین، پروانہ شاہپوری، محمود امیر، ممتاز عارف، یونس ارشاد اور ہارون رشید تبسم۔ ان میں سے اشفاق عاطف نے نعت کے حوالے سے کافی کام کیا ہے۔ ان کی نعتیہ تالیفات میں "گل عقیدت" (شعرائے سرگودھا شہر کا انتخاب) اور "جوب رحمت" (ضلع سرگودھا کی نعتیہ تاریخ و انتخاب) شامل ہیں۔ حال ہی میں ان کا نعتیہ مجموعہ "قریہ قریہ خوشبو" کے نام سے شائع ہوا ہے۔

نعت کے حوالے سے ہی سرگودھا کی نسبت سے نذیر چودھری مرحوم اور فیض لدھیانوی کے نام بھی نمایاں ہیں۔ اول الذکر تحصیل سرگودھا کے پیدائشی اور رہائشی تھے لیکن غالباً ۱۹۶۷ء میں یہ منتقل ہو گئے تھے اور دم آخر تک وہیں رہے جبکہ ثانی الذکر قیام پاکستان کے بعد سرگودھا آئے لیکن ۱۹۷۳ء میں لاہور منتقل ہو گئے اور تاحال وہیں مقیم ہیں۔ اس ضلع کے مشائخ عظام نے بھی نعت گوئی کی ہے۔ خواجہ قمر الدین سیالوی مرحوم، غلام فخرالدین سیالوی اور صاحبزادہ نظام الدین اس ضمن میں نمایاں نام ہیں۔

درج بالا تمام شعراء کی نعتوں میں سوز اور فکری پہلو بھی موجود ہے اور خلوص و عقیدت کا والہانہ پن بھی نمایاں ہے۔ نعت کے قدیم اور جدید دونوں اسلوب یہاں کی نعتوں میں پائے جاتے ہیں۔

گوجرانوالہ کے نعت گو شعراء

محمد اقبال نجمی

ضلع گوجرانوالہ کے نعت گو شعراء کا یہ طائرانہ جائزہ ہے۔ اس کا اصل مقصد اس زرخیز سرزمین کے دامن میں کھلنے والے پھولوں کے مختلف انواع رنگوں کو ایک جگہ جمع کر کے ان سے اٹھنے والی خوشبوؤں سے اپنے جسم و جاں کو معطر کرنا اور ان سے اپنی روح کی سرشاری کا اہتمام کرنا ہے۔

یہ سرزمین اپنے دامن میں ایسے پھول اور ایسے گوہر آبدار رکھے ہوئے ہے کہ جن کی خوبصورتی' چمک' نفاست اور رنگ اردو اور پنجابی کے نعتیہ ادب کو رنگدار' معطر اور خوش گوار کرنے کا سبب ٹھہرے ہیں۔ اس جائزے میں گوجرانوالہ کے سبھی نعت گو شعراء کا تذکرہ تو ناممکن ہے میں نے اس گلشن پر بہار سے چند پھول چن کر انہیں ایک گلدستے کی شکل دی ہے مجھے یقین ہے کہ ان کی لطافتیں اور صباحتیں آپ کے جذبوں میں مستی' آرزوں میں ولولے اور نگاہوں میں محبتیں بھر دیں گی اور آپ کو نعت کے حوالے سے ایمان کی استقامت' خدا کا خوف' سیرت سے رہنمائی اور جذب شوق جیسی قوتیں ملیں گی میری دعا ہے کہ اللہ کریم اپنے محبوب علیہ السلام کے طفیل ہمیں اسوہ کاملہ پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دلوں میں اجاگر کرے اور نعت سرکار دو عالم علیہ السلام کی تمام رفعتوں کو دلوں میں جذب کرنے کا سلیقہ بخشے اور اس کے صدقے میں ہمیں دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے (آمین) آخر میں ان شعرائے کرام کے اسم گرامی پیش کرتا ہوں جنہوں نے نعتیں کہی ہیں مگر جائزے کی طوالت کے سبب ان کا مکمل تعارف اور نمونہ کلام نہ دیا جا سکا۔ ان میں جناب بقا جالندھری' جاوید اے آبادی' منور حسین سرمد' منظور الحق مخدوم' فیض الرسول فیضان' اسلم نداقی' جان کاشمیری' محمد حنیف بھٹی' خورشید احمد گیلانی' مائل کرتانی' غلام یعقوب انور' شرقی جالندھری' شمس کاشمیری' سعید اقبال سعدی' قائم نقوی' نازش قادری' شاہد محمود زیدی' نواب علی قاضی' ثابت عزدانی' احمد حمید محسن' ڈاکٹر شیر عابد' غلام مصطفیٰ بسمل' شاکر سہارنپوری' انجم وزیر آبادی' عبدالغنی تائب' ماجد الباقری' محمد خالد عدلی' شبیر حسن عطائی' عاشق رسول' قمر دہلوی' غلام رسول عدیم' پروفیسر عتیق الرحمٰن عتیق' محمد سلیم آسی' عبدالحمید عدم' جسٹس ایس اے رحمان' ملک نصر اللہ خان عزیز' عبدالمجید بھٹی' ملک منظور حسین منظور' ارشاد کرتانی' محمد علی فائق' یوسف ظفر' عبدالحئی دفا' حکیم یار احمد صدیقی' تمر یزدی' چوہدری محمد حمید' حافظ محمد جھنڈا' انوار القادری قلندری' ثاقب نقوی' سلطان کھاروی' عاطف کمال رانا' عبداللہ یسین اور یعقوب مومن وغیرہم شامل ہیں۔

مولانا ظفر علی خان

مولانا ظفر علی خان (۱۸۷۰ء --- ۱۹۵۶ء) کا درجہ سیاست دان' عالم' صحافی' ادیب' انشاء پرداز اور شاعر کی حیثیت سے مسلم ہے۔ مولانا ظفر علی کا نام نعت گو شعراء میں صف اول میں آتا ہے۔ ان کی زندگی کا مشن اسلام کی سربلندی' ناموس رسالت کی حفاظت' غلامی اور استحصال سے نجات اور مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن حاصل کرنا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں شدید مصائب جھیلے' تکالیف کے کانٹے چنے' مشکلات کے پہاڑ سر کیے اور بالآخر وہ اپنے نصب العین کو پانے میں کامیاب

کامران ہوئے۔ مولانا کے اقوال و افعال میں اسوہ رسولؐ کے گہرے رنگ چڑھے ہوئے تھے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ان کے لئے باعث صد افتخار تھی یہی وجہ تھی کہ وہ تمام عمر نبی اکرم علیہ السلام کے انوار نبوت کی کرنوں سے روشنیاں سمیٹتے رہے۔ نعت میں مولانا ظفر علی خان کا اسلوب نہایت دلکش اور پر تاثیر ہے۔ ان کے اشعار میں روح عصر کی تمام حرارتیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی شاعری زبان کی وسعت اور ان کی قادر الکلامی کا زندہ جاوید ثبوت مہیا کرتی ہے۔ انہوں نے اہل دل اور اہل یقین کو قوت و تازگی بخشنے والے نعتیہ نغمات بخشے جو ہر دور کے ماتھے کا جھومر کہلائے جانے کے قابل ہیں اور جن کی روشنیاں اور جھنکاریں کبھی ماند نہ پڑیں گی۔ مولانا کا نعتیہ کلام ایک پیغام ہے جس کا سفر جاری و ساری رہے گا اور آنے والی نسلوں کے دلوں کو ایمانی حرارت عطا کرتا رہے گا۔

نمونہ کلام دیکھئے

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو | ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو
پھوٹا جو سینہ شب تار الست سے | اس نور اولین کا اجالا تمہی تو ہو
سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا | سب غائتوں کی غایت اولیٰ تمہی تو ہو
دنیا میں رحمت دوجہاں اور کون ہے | جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہی تو ہو

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر (۱۹۰۰ء --- ۱۹۷۴ء) کا نام محتاج تعارف نہیں۔ پنجابی زبان و ادب کی ترقی کے لئے ان کی خدمات پنجابی زبان بولنے اور لکھنے والوں سے خراج حاصل کر چکی ہیں اور کر رہی ہیں۔ انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں پنجابی زبان و ادب کی بیداری کے لئے وقف کیے رکھیں۔ ان کی محنت لگن اور جرات اظہار نے ان کی منازل کو آسان بنایا۔ ان کے لئے محبت کے دریا کے ان کے اعتماد کی پختگی بھی انہیں کامیابیوں اور کامرانیوں کو حاصل کرنے میں معاون ثابت ہوئی۔ ان کی تحقیقی، تنقیدی، تخلیقی کاوشوں پر نظر ڈالیں تو حیرت ہوتی ہے اگرچہ ابھی تک ان کا تمام کلام اور کام سامنے نہیں آ سکا۔ مگر جس قدر کام طبع ہو کر منصہ شہود پر آیا وہ بھی آدمی کا نہیں ایک ادارے کا کام ہے۔ اس لئے ہم ڈاکٹر فقیر محمد فقیر کو ایک شاعر، ادیب، دانشور، محقق، مورخ ہی نہیں بلکہ ایک انجمن اور ادارے کا نام دیتے ہیں۔

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے شاعری میں بھی اپنا لوہا منوایا، پنجابی نقاد انہیں پنجابی کا عمر خیام کہتے ہیں۔ جو ان کی عظمت شعر کی دلیل ہے۔ انہوں نے شاعری کی تمام اصناف میں نعت گر رباعی میں بلند درجہ حاصل کیا ہے۔ ان کی جو کاوش ہمیں اپنی جانب متوجہ کرتی ہے وہ مناظر احسن گیلانی کی کتاب سیرت "النبی الخاتمؐ" کا منظوم ترجمہ ہے۔ جو سیرت مبارکہ پر ایک نادر اور بے مثل کتاب ہے۔ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے نعت بھی تخلیق کی جس میں آقائے نبی رحمتؐ کی عقیدت و محبت کے انتہائی گہرے رنگ ملتے ہیں۔ سرکار علیہ السلام سے عشق و احترام کے تمام جذبے ان کے نعتیہ کلام کا حصہ ہیں۔ نمونہ کلام دیکھئے۔

نہ میریاں حمداں جتھاں توں، بہت اچیا مقام محمدؐ دا | پیا اپنے شعر سجاناں واں وچ لکھ کے نام محمدؐ دا

رہبر وحدت دے گمیاں رستیاں دا ڈے دار منزل تے پچھان دا وی
ناظر نظر دا نور چمکن والا حاذق دلاں دے روگ گوان دا وی
وسل پاک خلاواں دے گھر دا وی نیا پاک زمین اسمان دا وی
ادم سوچ دا آہر وچار دا وی زیور سخن دا رنگ بیان دا وی
ہادی پیر جناں تے فرشتیاں دا مان انسان دا وی بے زبان دا وی
صاحب عشق دا طبع حلیم دا وی پکا قول دا شیریں زبان دا وی

صوفی محمد شریف غیرت قادری

صوفی محمد شریف غیرت قادری (۱۹۰۱ء --- ۱۹۷۳ء) عالم دین، خطیب، ماہر تعلیم، طبیب، ادیب اور شاعر تھے۔ اردو، پنجابی، عربی، فارسی چار زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ نثر بھی خوبصورت لکھتے تھے اور شعر کا ملکہ بھی انہیں حاصل تھا۔ صوفی محمد شریف غیرت قادری نے "شہنشاہ نامہ" تحریر کر کے قبل از اسلام کے حالات، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری، آپ کا بچپن، جوانی، رسالت و سیرۃ حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ کے تمام ابواب اشعار کے ذریعے سے رقم کیے۔ آپ کے عادات و خصائل، کردار، اسوۂ حسنہ، نورانی خدوخال کا عکس حسین صفحۂ قرطاس پر سجایا ہے۔ اس کے ساتھ سراپائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم و معجزات احادیث کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ اس طرح سیرت نگاری کے جملہ پہلوؤں کو روحانی لطافتوں اور قلبی عشق و وارفتگی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ جس سے ان کے اشعار میں تاثیر، پرسوزی اور حسن عقیدت کے خوبصورت رنگ نکھر کر ان کے کلام کو رفیع الشان بنا گئے ہیں۔ صوفی صاحب نے اپنی نعت میں سادہ، عام فہم اور آسان زبان استعمال کی ہے جو ان کے کلام کی بہت بڑی خوبی ہے۔ نعتیہ کلام ملاحظہ ہو

دعائیں انبیاء مانگا کیے جس کے وسیلے سے
بنے تکمیل اخلاق و خصائل وہ حبیب آیا
مسلم ہے شرافت اور نجابت جس کی عالم میں
ہدایت لی ہے ہاتھوں میں مشعل وہ نجیب آیا
دہاں اس کی حکمت راز گفتگو اس کی تکیہ شد
سلوک اس کا شریفانہ ہر اک عادت بریمانہ
مسیحائی بیوں کی زندگی دینے پہ آ جائے
زبان شاہ دیں ہر تلخ کو شیریں بنا جائے

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ (۱۹۱۱ء --- ۱۹۸۴ء) جامع الصفات شخصیت تھے۔ آپ بلند پایہ مقرر، صاحب طرز خطیب، روحانی پیشوا اور عالم دین تھے۔ آپ علم و فکر، تدبر اور اپنی سیاسی بصیرت کی بنا پر ارض پاک کے تمام علمی، ادبی، سماجی، سیاسی اور دینی حلقوں میں عزت و وقار اور قدر و منزلت کے نہایت ارفع و اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ ان خصوصیات کے علاوہ آپ اعلیٰ پائے کے ادیب و شاعر بھی تھے۔ شاعری میں قومی موضوعات اور نعتیہ کلام آپ کی شناخت اور پہچان ہے۔ سید صاحب کے کلام میں فکر اقبال کا غالب اثر ہے۔ ان کی نعت میں سرکار سے والہانہ عقیدت اور سوز و گداز کے اثرات نمایاں ہیں۔ سجدہ پر شکوہ اور عاجزی نے ان کے تصوف کی چاشنی بھی کلام میں شامل ہے۔ ان کا مجموعہ کلام "ارمغان نعت" ۱۹۸۰ء میں طبع ہوا۔ سید فیض الحسن نے اپنی نعت میں اسوۂ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار اپنے اشعار میں

اس طرح منور کیا ہے کہ شان رسالت مآب ان کے تمام اشعار میں نمایاں طور پر جلوہ نما ہوتی ہے۔ سید فیض الحسن کی نعتیہ شاعری میں تعلیمات مصطفویؐ پر عمل پیرا ہونے کا پیغام و دعوت بھی نہایت دلکش اور دلنشیں پیرائے میں ملتا ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی پسماندگی کسمپرسی اور بیچارگی کا نقشہ بھی مناجات کی صورت میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالی میں نہایت پر تاثیر انداز میں پیش کیا ہے۔ صاحبزادہ صاحب کے گلدستے نعت میں دردواں تازگی عقیدت کا نکھار رفعت افکار سرور بے خودی مذاق معرفت کا لخزانہ ہے۔

تیرے وقار پر فدا رعب و جلال موسیٰؑ — تیرے جمال پر نثار جلوۂ حسن یوسفی
نکہت زلف سے تری مست ہوا ہے پھول پھول — کیف جمال سے ترے جھوم اٹھی کلی کلی
ساز بلال کی قسم سوز جنید کی قسم — نغمۂ ساز عشق ہے تیری ادائے دلبری
خم ہے تری جناب میں فراق نوائے قیصری — زرد ہے تیرے روبرو رنگ شکوہ خسروی

راسخ عرفانی

مولانا عبدالواحد راسخ عرفانی (۱۹۱۳ء۔۔۔۔ ۱۹۹۰ء) نعت کا ایک معتبر نام اور حوالہ ہے۔ ان کے نعتیہ مجموعے ''حدیث جاں'' ''نسیم منیٰ'' ''نکہت حرا'' ''ذکر خیر'' ''ارمغان حرم'' ''منظر عام پر آچکے ہیں۔ راسخ عرفانی جدید نعت گو شعرا میں شمار کئے جاتے ہیں۔ وہ انتہائی پرگو شاعر تھے۔ ان کے نعتیہ کلام میں عقیدت کے جذبے اور عشق کی وارداتیں ہوش مندی کے حوالے سے پائی جاتی ہیں۔ ان کی نعتیں ادب و وقار اور بجز سامانیاں لیے ہوئے ہیں۔ جس سے موثر جمالیاتی نکھار پیدا ہوا ہے۔ وہ قرینے سے نعت کہتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے سبھی روشن پہلوؤں کو انہوں نے اپنی نعت میں اعلیٰ و ارفع انداز میں پیش کیا ہے۔ حضور علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ کا بیان کرتے ہوئے ان کا اسلوب نہایت خوشگوار اور جاندار ہو جاتا ہے۔ نبی رحمتؐ کے کردار عالیہ کو نہایت دلدوز طریقہ اور ہنرمندانہ مہارت سے اشعار کے پیکر میں ڈھالا ہے۔ ان کی فکر میں پختگی اور جذبات کی گرمی ان کی نعتیہ شاعری کو محبتوں کی معراج پر لے جاتی نظر آتی ہے۔ نمونہ کلام دیکھئے:

گزر کے آئی ہے باد سحر مدینے سے — سنور رہا ہے تصور بڑے قرینے سے
مسافران مدینہ کے خیر مقدم کو — اتر رہے ہیں فرشتے حرم کے زینے سے
در حضور پہ پہنچوں تو ان کی نذر کروں — چمک رہے ہیں جو پلکوں پہ آبگینے سے

پروفیسر اسرار احمد سہاوری

پروفیسر اسرار احمد سہاوری اسلامی تحریک انقلاب کے سرگرم کارکن ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام کا کچھ حصہ ان کی کتاب ''امجد بین'' میں اور کچھ حصہ ان کے مجموعہ کلام ''جذب دل'' میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ اسرار احمد سہاوری کی کتب ''روداد زندگی'' ''سرمایہ حیات'' ''فکرو نظر'' ''گلشن اقبال'' وغیرہ شائع ہو چکی ہیں۔ اسرار احمد سہاوری نثر لکھیں یا نظم ان کے کلام میں ان کے ادب میں ان کے افکار میں اسلامی لہر بڑی خوبی سے دوڑتی محسوس ہوتی ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں تمنّیٰ سوز و گداز گہری محبت اور رنگ عقیدت دھنک کی صورت دیکھنے کو ملتے ہیں۔ حسن جدت ان کے کلام کا خاصا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ رنگ تغزل بھی نمایاں ہے۔ ان کی نعت میں تازہ گوئی سادگی و پرکاری کے نمونے جا بجا دکھائی دیتے ہیں۔ کلام میں روانی ہے۔ جس نے اشعار کو نہایت پر شکوہ بنا دیا ہے۔ نعت میں سیرت مبارکہ کے دلنشیں نقوش کو

بڑے ہی والہانہ اور خوبصورت طریقے سے صفحۂ قرطاس پر لایا ہے۔
نمونہ کلام دیکھیے

دیدہ و دل کا گلستاں آپ ہیں — کائنات عشق کی جاں آپ ہیں
حق نے خود تعریف کی ہے آپ کی — باعث تکریم انساں آپ ہیں

ارشد لدھیانوی (۱۹۲۲ء---۱۹۹۰ء)

ارشد لدھیانوی کا شمار اساتذہ فن میں ہوتا ہے۔ان کا نعتیہ مجموعہ "عکس جمال" ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ارشد لدھیانوی نے تقریباً نصف صدی تک دنیائے شعروادب میں اپنی فنی اور فکری توانائیوں کے چراغ روشن کئے ان کے ایمان افروز نعتیہ کلام پڑھتے ہوئے تدبرو تفکر کے کئی دروا ہوتے ہیں ایمانی و روحانی طاقت میسر آتی ہے۔ارشد لدھیانوی نے اپنے نعتیہ کلام میں غزل، مسدس، سلام اور تضمین کے پیرائے میں اپنی روحانی محبتوں کے جو چراغ روشن کیے ہیں۔وہ دور سے قلوب کے لئے شادمانی کا باعث بھی ہیں اور ہمیں فکری سوغاتوں سے بھی ہم آہنگ کرتے ہیں۔ارشد لدھیانوی نے فن میں تمہارت بھی ہے اور وقار بھی جس نے ان کی نعت و منقبت اعلیٰ پائے کا مرقع حسن بنادیا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ عقیدت و محبت کے تمام عکس بھی "عکس جمال" میں پائے جاتے ہیں۔نمونہ کلام دیکھیے

چمکی جو باغ و راغ میں حسن نبیؐ کے نام — تابندہ میری شب ہے اسی چاندنی کے نام
چمکا جب آفتاب کرم چھٹ ہی جائیں گی — ہیں ظلمتیں جو وقت کی تیرہ شبی کے نام
حاصل وہی ہیں لمحے درود و سلام کے — بخشے گئے اثر جو مری زندگی کے نام



اے ختم رسل ہادی کل سید ابرار — اے باعث تخلیق جہاں عہد کے مختار
اے زیب دو شمس و قمر ثابت و سیار — اے نور جبیں رحمت حق محرم اسرار

لاریب ترے نام سے رونق ہے جہاں کی
کر پائے صفت تیری کہاں تاب زباں کی

ناظم بزمی

ناظم بزمی (۱۹۲۳ء --- ۱۹۸۷ء) کاروان نعت کے قدیمی خوانوں میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں ان کا نعتیہ مجموعہ "کارواں شوق" ۱۹۸۳ء میں منصہ شہود پر آیا۔ناظم بزمی کی نعت میں سادگی و پرکاری کا بہت دخل ہے۔محبت و عقیدت کی جو ندیاں اپنی بہار پر ہیں انہوں نے اپنے مشاہدات جو انہیں روضہ رسولؐ کی حاضری کے دوران حاصل ہوئے ان کو اپنے محسوسات کی آنچ دیکر بڑے موثر انداز میں نعتیہ شاعری کے پیکر میں ڈھالا ہے۔وہ اپنی نعت میں کبھی حسن صورت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیات کے تصور میں گم ہوتے ہیں تو کہیں سیرت سرکار علیہ السلام کے روشن نقوش کو اپنی نعت کا موضوع بناتے ہیں۔نبی رحمتؐ کی کرم باریاں ان کا وظیفہ ہیں۔ان کی نعت میں عشق و ارادت کے

سلوب بھی ہیں اور وارفتگی شوق کے انداز بھی شامل ہیں۔ نمونہ کلام دیکھئے

مدینے کی زمیں پر کیوں نہ اپنا سر جھکاؤں میں   جبینِ شوق میں بے تاب سجدے لے کے آیا ہوں
مری بگڑی بنا دیجئے مری قسمت جگا دیجئے   یہی اک مدعا لے کے شہ ابرار آیا ہوں

مدینے کا سفر ہے اور میں ہوں   وہ بطحا نگر ہے اور میں ہوں
جبینِ شوق جھکتی جا رہی ہے   نبیؐ کا سنگِ در ہے اور میں ہوں

سماعت میں دلکش صدا آ رہی ہے   صبا مژدہ جانفزا لا رہی ہے
وہ تشریف لائے دو عالم کے والی   ندا آسمانوں سے یہ آ رہی ہے
کرو پیش تم بھی درودوں کی ڈالی   عبارت یہ قرآں کی سمجھا رہی ہے

سلیم اختر فارانی

سلیم اختر فارانی (پ ۱۹۲۸ء) کا مجموعہ نعت "نغمۂ فاراں" طباعت کے مراحل میں ہے۔ سلیم اختر فارانی اردو اور فارسی کے خوبصورت شاعر ہیں۔ ان کا شمار اساتذہ فن میں ہوتا ہے۔ عرصہ چالیس سال سے ادب کی پرخار وادی میں اپنے فکر و فن اور مجاہدہ و ریاضت کے چراغ روشن کیے ہوئے ہیں۔ نعت کے ایوان کو جگمگانے میں بھی آپ نے گراں قدر خدمت سرانجام دی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ قرآن پاک کا نظم معرا میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام میں بیان کا حسن، فکر کی رفعت اور جذبات کی شدت اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ موجود ہے۔ ان کے اردو کلام میں فارسی کی حلاوت خوب لطف پیدا کرتی ہے۔ اس طرح ان کی نوائے شوق میں کیف و سرور کی سرمستی اور ذوق و شوق کی جولانی پیدا ہو گئی ہے۔ اپنی نعتیہ مناجات میں روضہ سرکار کی زیارت حاصل کرنے کی لگن اور تڑپ کو بڑے دلکش اور دلنشیں پیرائے میں اپنے آقا و مولا کے حضور پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ دور کے کرب اور مسلمانوں کی حالت زار کا نقشہ بھی پیش کرتے ہوئے رحمت کے طلب گار ہوتے ہیں۔ نمونہ کلام:

زیارت ہو مجھے سرکار کے روضے مبارک کی   دعاؤں میں اثر آہوں میں اک تاثیر ہو جائے
مجھے عشاق ہی کے سلسلے سے منسلک کر دے   کہ میری ذات بھی اک حلقۂ زنجیر ہو جائے
شہیدانِ بدر کا واسطہ ہے التجا میری   شہادت ہو عطا مجھ کو مری توقیر ہو جائے
تمنا ہے یہی میری سند بن جائے بخشش کی   میرے ہاتھوں سے ایسی نعت اک تحریر ہو جائے

غلام مصطفیٰ

صوفی غلام مصطفیٰ قمر (ب ۱۹۳۰ء) درویش صفت نعت گو شاعر ہیں۔ ان کا نعتیہ مجموعہ "نورِ نعت" طباعت کے مراحل میں ہے۔ وہ شاعری کی دنیا میں وارد ہوئے تو انہوں نے شعر و سخن کی دیگر اصناف میں طبع آزمائی کرنے کی بجائے اپنے لیے صرف نعت محبوب علیہ السلام کو ہی پسند فرمایا۔ غلام مصطفیٰ قمر کافی عرصہ سے نعت کہہ رہے ہیں۔ حافظ آباد میں انہوں نے نعت کے آفتاب روشن کر رکھے ہیں۔ وہ اپنی ذات میں انجمن ہیں۔ بزم نعت حافظ آباد کے صدر ہیں اور نعت پاک کی خوبصورت محافل کے انعقاد میں پیش پیش رہتے ہیں۔ غلام مصطفیٰ قمر کے رگ جاں میں عشق حضورؐ اور دل میں سرکار علیہ السلام سے عشق و محبت کے فانوس روشن ہیں۔ وہ سیرت مصطفیٰ کی پاکیزہ روشنی میں خود کو نہائے رکھتے ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام میں آقائے دوجہاں کے حسن و جمال کے تذکرے بھی ملتے ہیں اور اسوہ و سیرت کے اجالے بھی پائے جاتے ہیں۔ ان کے کلام میں تخیل کی بلند پروازی بھی ہے اور سادگی و بلند فکری بھی۔ غلام مصطفیٰ قمر اپنی شاعری میں عظمت شان مصطفویؐ کا بیان بڑے پرشکوہ الفاظ کے ذریعے کرتے ہیں جس سے ان کے اشعار کے تاثر میں ہمہ گیری پیدا ہو گئی ہے۔ غلام مصطفیٰ قمر نے اپنی نعتیہ مناجات میں تمام حیات کو اپنی شاعری میں سمویا ہے اور بارگاہ نبوت میں بڑی عاجزی کے ساتھ عصر حاضر کے مسائل و حوادث کو پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے سرکار علیہ السلام کی مرتبت کی لافانی رفعتوں کو ملحوظ رکھا ہے

کعبہ جاں ہے رشکِ جنت آن ملت — نورِ محمد ہے عرش کا زینہ شہر مدینہ
بہتر ہے از طورِ سینا' شہر مدینہ — دنیا خاتم اور نگینہ شہر مدینہ

خیر ہو سرکار کے اصحاب کی اور آل کی — سرورِ جانِ منتظراں اب چشمِ رحمت چاہیے
انتہا کو چھو رہی ہیں قوم کی رسوائیاں — اب ذرا بہبودیِ حالِ امت چاہیے

راز کاشمیری

راز کاشمیری (۱۹۳۲ء --- ۱۹۸۹ء) کا نعتیہ کلام "نون بھی تو قلم بھی تو" کے عنوان سے کتابی شکل میں منظر عام پر آ چکا ہے۔ اس کے علاوہ راز کاشمیری نے نعت کا ایک خوبصورت انتخاب شائع کیا جس میں انہوں نے اس بات کا اہتمام کیا تھا کہ اس مجموعہ میں صرف وہی نعتیں شامل کی جائیں جن کی ردیف "صلی اللہ علیہ وسلم" تھی۔ یہ منفرد اور بے نظیر، بے مثل کام ان کی نعت پاک سے محبت اور وابستگی کا بین ثبوت تھا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں بڑی محنت کی اور پھول پھول چنا اور ایک نایاب گلدستہ بنایا۔ جو نعتیہ انتخاب کے سلسلے میں ایک خوبصورت جامع اور حوالہ جاتی کتاب ہے

راز کاشمیری کے نعتیہ کلام میں ہمیں محبت کی ایسی کہکشائیں ملتی ہیں جن کے جلووں میں کھو جانے کو جی چاہتا ہے

اک جلوہ رنگ و نور کا مستور کر گیا   دل میں خیال آیا تھا بس ان کی ذات کا

نبی رحمتؐ کی سیرت مبارکہ اور آپؐ کی محبت و چاہت آپؐ کی یادیں ان کے لئے وجہ نشاط روح تھیں۔ وہ تمام عمر اپنے دل کے طاق میں آقا کی محبت و عقیدت کا دیا جلائے رہے۔ اسوہ کامل ان کے لئے منزل مراد تھا۔ ان کے کشکول چشم کو ہمیشہ آقائے نبی رحمتؐ کی زیارت کی لگن رہی۔ زیارت نبی رحمت علیہ السلام ان کے وجدان آرزو کی آواز تھی۔ حضور ختم المرتبتؐ کو وہ جان آرزو بھی اور ایمان آرزو بھی خیال کرتے تھے اور آپؐ کے اسوہ مبارک کو سامان آرزو جانتے تھے۔

اک جلوہ بہار ہے صورت حضورؐ کی   آئینہ حیات ہے سیرت حضورؐ کی
ہر گام راہ نما ہو مرا اسوہ رسولؐ   محشر میں ہو نصیب شفاعت حضورؐ کی
مال و عیال، مال و زر و جان والدین   ان سب سے ہے عزیز محبت حضورؐ کی



لب پہ خیر البشر کی بات رہے   روح میں روح کائنات رہے
حاصل زندگی یہی ہے راز   دل میں وہ جان کائنات رہے

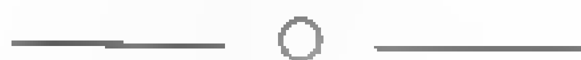
ممتاز ظافر

ممتاز اختر ظافر (پ ۱۹۳۴ء) نعت گو بھی ہیں اور نعت خواں بھی ان کا راس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق کے پھولوں سے مالا مال ہے۔ ان کا نعتیہ مجموعہ "بدر کمال" ۱۹۹۰ء میں طبع ہوا۔ اس کے علاوہ ان کے سفرنامہ "حج منزل" نے بہت مقبولیت حاصل کی۔ بچپن اور نشان منزل کے نام سے ان کے نثری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں ان کے مختلف رشحات قلم شامل ہیں۔ نعتیہ شاعری میں ممتاز ظافر کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق و عقیدت کا اظہار نہایت خوبی سے سامنے آتا ہے۔ انہیں جذب و کیف کی لازوال دولت میسر ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری کے اہم موضوعات میں فراق نبی رحمت علیہ السلام اور فراق مدینہ طیبہ شامل ہیں۔ ممتاز ظافر کے کلام کی اثر آفرینی سننے اور پڑھنے والوں کے قلوب کو منور کرنے کا باعث بنتی ہے۔ نمونہ کلام دیکھئے:

مدینے جاتی ہوئی ہواؤ مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا
حسین لمحو! حسیں فضاؤ مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا

در رسول کریم پر جب دعائیں مانگو خلوص دل سے
مقدر اپنا جو آزماؤ مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا

بوقت شب جب حسیں فضا میں محبتوں کے دیئے جلا کر
تم ان کی الفت کے گیت گاؤ مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا



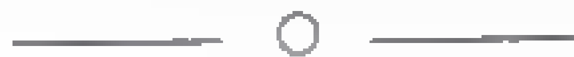
ہر ایک فرد پہ ہے عنایت حضورؐ کی وجہ سکون قلب ہے چاہت حضورؐ کی
خالی در حضور سے لوٹا نہیں کوئی کتنی ہے بے نظیر سخاوت حضورؐ کی
بجھنے لگے گی جس گھڑی یہ شمع زندگی دے گی سہارا لاجرم قربت حضورؐ کی



پروفیسر محمد عبداللہ جمال

پروفیسر محمد عبداللہ جمال (پ ۱۹۴۳ء) اردو' پنجابی اور فارسی کے بلند پایہ ادیب و شاعر ہیں۔ انہوں نے مدحت سرکار علیہ اسلام کو اپنا وظیفہ بنا رکھا ہے۔ انہوں نے اپنی نعتیہ شاعری کو آقائے دو جہاں کے جمال و کمال کے امتزاج سے حسن دوام بخشا ہے۔ عقیدت و ارادت کے تمام خوبصورت رنگ ان کی شاعری میں ملتے ہیں۔ ان کے شعری پیکر کو دلکشی اور تازہ گوئی سے بہاریں ملی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ نعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم رقم کرنے کے لئے خوشبو سا لہجہ اور پھولوں کی سی زبان ہونی چاہئے۔ ان کا ایمان ہے کہ اس کائنات رنگ و بو کی تمام اشیاء آقا نبیؐ سے حسن کی خیرات مانگتی ہیں اور وہی در ہے جہاں پر قیصر و کسریٰ کے سر خم ہوئے۔ اسوہ احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی وہ دنیا بھر کے لئے دستور حیات جانتے ہیں۔ نعت مبارکہ کو وہ اپنے لئے سعادت عظمیٰ اور نجات اخروی کا باعث گردانتے ہیں۔ وہ نعتیہ پھولوں کا جو گلدستہ تیار کر رہے ہیں وہ ہماری روحانی شادکامی اور ذہنی و فکری آسودگی کا باعث ہو گا۔

وہ کملی والا ہے ڈھانپ لے گا ردا میں اپنی شفاعتوں کی
گنہگاروں کو روز محشر نوید ہے ایسی ساعتوں کی
کلی کلی ہے تبسم افزا' فضائے گلشن ہے رشک جنت
صبا کے ہونٹوں پہ راگنی ہے نبیؐ رحمت کی رحمتوں کی
شفیع محشر وہ شمع خاور' قسیم کوثرؐ حبیب داور
شمار کیا ہوں کہ حد نہیں ہے کوئی بھی تو ان کی رفعتوں کی
شمیم بن کر مشام جاں میں اگر نہ مہکے گی یاد آقا
تو ربط ان سے نہیں ہے کامل دلیل باطل ہے چاہتوں کی



راشد بزمی

راشد بزمی (۱۹۳۸ء --- ۱۹۸۴ء) خوش فکر اور خوش گو شاعر تھے۔ ان کا نعتیہ کلام "عقیدت" کے نام سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔

راشد مری آواز میں شامل ہے وہ خوشبو — موسوم ہے جو نعت کے پاکیزہ اثر سے

راشد بزمی حب عشق و عقیدت کی مشک اس میں بسائے' سر مژگاں محبت کے ستارے جگمگائے' واردات قلبی کو نعت کے سانچے میں ڈھالتے ہیں تو مدحت کے جو گلاب اپنی بہار دکھاتے ہیں ان سے فضائیں جھوم جھوم جاتی ہیں۔ راشد بزمی کے سینے میں محبت تھی اور ان کی روح میں گداز تھا۔ انہوں نے نعتیہ کلام کی صورت میں ہمیں جو سرمایہ بخشا ہے وہ خوشبو کی طرح ہمارے جسم و جاں کے در و بام کو مشک بار کر رہا ہے۔ راشد بزمی وادی طیبہ کو نگاہ شوق میں بسائے رہے۔ ان کا سینہ عشق سرکار علیہ السلام سے معمور تھا۔ ان کا ایمان تھا کہ نعت کے پھول ہر نظر کو آگہی کی دولت بخشتے ہیں اور یہ ہر دور میں کھلتے رہے ہیں اور کھلتے رہیں گے۔ اسی لئے انہوں نے اپنی شفاعت کے لئے انہی پھولوں سے اپنے دامن کو بھرا۔ جو یقیناً ان کے لئے شفاعت کا باعث ٹھہرے ہوں گے۔ نمونہ کلام:

مقدّر یہ "راشد بزمی" ہی اک نہیں حضرت — تمام عشق کے مارے سلام کہتے ہیں
نبیؐ کو چاند ستارے سلام کہتے ہیں — وہ دیکھ کر کے اشارے سلام کہتے ہیں
صبا تو جائے مدینہ تو کہنا حضرتؐ سے — تمہارے ہجر کے مارے سلام کہتے ہیں
قبول کیجئے اب تو خدا کے پیارے حبیبؐ — غلام آپ کے سارے سلام کہتے ہیں

———— ○ ————

تنویر بخاری

تنویر بخاری (پ ۱۹۳۹ء) پنجابی ادب کا ایک معتبر نام ہے۔ نعتیہ شاعری میں ان کی پہلی کاوش ان کی کتاب "میخانہ" میں شامل ان کا نعتیہ کلام ہے۔ اس کے بعد ان کی شاعری کی کتاب "حضورؐ دے حضور" منظر عام پر آئی جو قصائد کی صورت میں ہے۔ تنویر بخاری پرگو شاعر ہیں۔ انہوں نے بہت سا پنجابی ادب تخلیق کیا۔ اس کے علاوہ تحقیق و تنقید اور تدوین کا کام بھی کیا ہے۔ ان کی قومی ملی نظمیں' لوک گیت' منظومات' پنجابی ڈکشنری اور دیگر کئی کتابیں منصہ شہود پر آ چکی ہیں۔ "حضورؐ دے حضور" میں ان کے جو قصائد شامل ہیں ان میں عصری آشوب بھی ہے اور ہجر و فراق کے مضامین بھی۔ گنبد خضری کے دیدار کی تڑپ بھی شدت کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ اسی طرح سیرت احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی احسن انداز میں پیش کیا ہے۔ انہوں نے ان قصائد میں منظر نگاری کا کمال بھی دکھایا ہے۔ اگرچہ ردیف کے استعمال کے سلسلہ میں انہیں اوکھی گھاٹیوں سے گذرنا پڑا ہے۔ مگر اس کے باوجود ان کی تخلیق کی گئی لفظی تصویریں آسان زبان میں بولتی ہیں تو دلوں پر نقش ہوتی جاتی ہیں۔ نمونہ کلام دیکھئے:

موہنوں کندھے بول نوں پالن — وعدہ نہ دسران محمدؐ
بھلیاں تائیں باہنوں پھڑ کے — منزل تے اپڑان محمدؐ

میں بھی میں ولی پاپی   کاہدا میں انسان محمدؐ
میری اس امید دی پچلی   فضلاں تھیں اپناں محمدؐ

○

مری معراج ہو جائے مدینہ دیکھ لاں میں وی   زمینوں عرشاں نوں جاندا اوہ رستہ ویکھ لاں میں وی
عشقاں دے نظارے بیچ نیں تسے مدینے توں   عمل سارے ای تھلے نیں محبت دے قریب توں

○

پروفیسر منصور احمد خالد

پروفیسر منصور احمد خالد (پ ۱۹۴۳ء) ایک علمی ادبی اور روحانی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سرکار علیہ اسلام کی ذات مبارک سے عشق و عقیدت اور آپؐ کے اسوہ مبارک سے محبت پروفیسر منصور احمد خالد کے کردار و افعال سے نمایاں ہے۔ ان کا دامن سرکار مدینہ کی چاہت کے پھولوں سے مشک بار ہے۔ نعت ان کے لئے نشاط روح کا سامان ہے۔ ان کے اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جمیل سے جو شمعیں فروزاں ہوتی ہیں ان کے انوار سے وہ اپنی ہستی کو بھی اور اپنے گرد و پیش کو بھی منور کرتے ہیں۔ پروفیسر منصور احمد خالد نے شعر و ادب کی دوسری اصناف میں بھی بہت سا کام کیا ہے۔ انہوں نے بڑوں اور بچوں کے لیے لکھا۔ ان کی نظم کا مجموعہ "پھلاں بھری چنگیر" شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے مضامین ان کا شعری ذخیرہ مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ نعت میں ان کا لہجہ کھلے ہوئے خوبصورت پھولوں کی صورت ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے محبت و آگہی کی بے مثال دولت اور شعور کا جو پاکیزہ اور منفرد درجہ عطا ہوا ہے اس کا ذکر ان کے نعتیہ کلام میں جا بجا ملتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ مدینۃ الرسول کا ذکر مبارک کرتے ہوئے ان کا ایماں گل تر کی صورت تازہ ہوتا ہے۔ انہیں دل نوازیاں اور نظر افروزیاں میسر آتی ہیں اور دل میں محبتوں کی شمعیں فروزاں ہوتی ہیں۔

چاندنی گھول کے جو سارے من میں رکھدے   وہ دمکتا ہوا لہجہ مرے فن میں رکھدے
سخت دوپہر میں بے سایہ ہے "خالد" تیرا   وہی چھتنار شجر اس کے چمن میں رکھدے

○

دلکش ہیں جو مدینے کی گلیاں قدم قدم   ہیں ان پہ آنحضورؐ کے احساں قدم قدم
ملتے ہیں گنجہائے گراں مایہ جا بہ جا   عشق نبیؐ کے ہیں یہاں عنواں قدم قدم
ہر نقش دل نواز ہے ہر شے نظر فروز   ہوتا ہے تازہ تر گل ایماں قدم قدم
مانا خدا ہی مرتبہ دان حضور ہے   "خالد" ہیں پھر بھی ان کے ثنا خواں قدم قدم

○

سجاد مرزا

سجاد مرزا (پ ۱۹۴۴ء) خوبصورت لہجے کے توانا اور جواں فکر شاعر ہیں۔ وہ غزل نظم گیت لکھنے میں یکساں مہارت رکھتے ہیں۔ شاعری کے ساتھ ساتھ نثر نگاری میں بھی ان کا درجہ بلند تر ہے۔ انہوں نے غالب کی شخصیت اور فن کے حوالے سے خوبصورت مضامین لکھے ہیں۔ سجاد مرزا اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں یکساں مہارت سے لکھتے ہیں۔ ان کی جو کتب شائع ہو چکی ہیں ان میں "لہو پکارے گا" "سوچاں" "اکھراں ہتھ زنجیراں" "بقائے دوام" "دشت تنہائی" "کیف دوام" اور "چراغ آرزو" شامل ہیں۔ آخری دونوں کتب میں ان کا نعتیہ کلام شامل ہے۔ سجاد مرزا کی نعتیہ شاعری جہاں عقیدت و محبت کے چراغ روشن کرتی ہے وہیں ہمیں سیرت سرکار علیہ السلام پر عمل پیرا ہونے کا درس بھی دیتی ہے۔ سجاد مرزا نے اپنے کلام مدحت سے تبلیغ اسلام کا کام بھی لیا ہے۔ ان کے کلام میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت جوڑنے اور مدینۃ النبیؐ کو اپنا مرکز و محور بنانے کا سلیقہ بتایا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے عہد کو نعتیہ شاعری کا عہد کہا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ سجاد مرزا چاہتے ہیں کہ آج کا انسان ہادی انسانیت' معلم الاخلاق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستوں پر گامزن ہو کر اپنی منزل پالے اور بھٹکے ہوئے آہو پھر سوئے حرم کو لوٹ جائیں۔ سجاد مرزا کی نعت میں عشق و سرمستی کا سامان بھی ہے اور عقیدت و محبت کے گل تازہ بھی۔ وہ اس ذات بالا صفات سے وابستگی کو اپنے لئے فخر کا باعث جانتے ہیں۔ مگر اس بارگاہ اقدس میں اپنی عجز سامانیاں بھی پیش کرتے ہیں ان کی نعت میں فنی پختگی کے ساتھ ساتھ فن کاری کے عمدہ نمونے بھی ملتے ہیں۔ سجاد مرزا کی زبان دلنشین اور بیان اثر آفرین ہے۔ ان کی نعت محبت کا والہانہ اظہار اور دبستان طریق ہے۔ اس میں تغزل کی چاشنی بھی موجود ہے اور تراکیب کا خوبصورت اور برمحل استعمال بھی خوب ہے۔ اس کے علاوہ ان کی نعت میں عشق کی وارفتگی معرفت رسولؐ کا ادراک اور مراتب محبوب خدا کا شعور ہر جگہ نمایاں ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں — حضور آپؐ کے مدحت نگار ہم بھی ہیں
ہم عاصیوں پہ بھی ہو جائے اک نگاہ کرم — رہین گردش لیل و نہار ہم بھی ہیں
ہمیں بھی شہر وفا دیکھنے کا اذن ملے — بہت دنوں سے ادھر بے قرار ہم بھی ہیں



کتنا شیریں ان کا اسلوب بیاں ہے آج بھی — ان کا ہر فرماں متاع قلب و جاں ہے آج بھی
ہم ہی تھے انسانیت کی راہ سے بھٹکے ہوئے — ان کی رحمت کا تو ہم پر سائباں ہے آج بھی
کل بھی دل میں آرزوئے دید حضرتؐ رہی — اور سجاد حزیں گریہ کناں ہے آج بھی

پروفیسر محمد اکرم رضا

پروفیسر محمد اکرم رضا (پ ۱۹۴۶ء) بلند پایہ مقرر' خطیب' دانشور' عالم ہونے کے علاوہ صاحب طرز ادیب اور شاعر بھی ہیں۔ وہ پنجابی اور اردو ہر دو زبانوں میں اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ میدان نظم کا ہو یا نثر کا' ان کا رہوار قلم

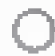
بھی تھک کر نہیں بیٹھتے۔ نعت کے موضوع پر جب بھی بات ہو تو پروفیسر محمد اکرم رضا کا نام نظم و نثر دونوں حوالوں سے ہمارے سامنے آتا ہے۔ نعت کے حوالے سے آپ نے جو کام کیا ہے اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔ ان کا نعتیہ کلام مختلف جرائد کی زینت بنتا رہا ہے۔ انہوں نے نعت گو شعراء پر جو کام کیا ہے وہ تعارف کا محتاج نہیں ان کی کتاب "کاروان نعت کے حدی خواں" شائع ہو چکی ہے جبکہ اسی حوالے سے ایک اور کتاب کاروان شوق کے مسافر طباعت کے مراحل میں ہے۔ ان دونوں کتب میں انہوں نے نعت گو شعراء کے کلام پر خوبصورت اور احسن انداز میں جائزے پیش کئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کتب "جمال فقر" اور "حیات شیخ الاسلام" بھی شائع ہو چکی ہیں۔

پروفیسر محمد اکرم رضا ایسے نعت گو ہیں، جنہیں اللہ کریم نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق نعت پر کام کرنے کے لئے منتخب کیا ہے۔ ان کے نعتیہ اشعار کا ایک ذخیرہ عوام سے قبولیت کی سند حاصل کر چکا ہے۔

دہر کو سیرت سرکار سکھا دی جائے ‌ ‌ ‌ سرکشی جو کرے اس کو دعا دی جائے
جو ہیں محروم ثنا خوانی شاہ بطحا ‌ ‌ ‌ اے خدا ان کو بھی توفیق ثنا دی جائے

پروفیسر محمد اکرم رضا پرگو اور صاحب اسلوب مدحت نگار ہیں۔ وہ جملہ شعری لطافتوں اور نزاکتوں سے آگاہ ہیں۔ مدحت و توصیف میں لفظی و معنوی محاسن کا استعمال ان کی شاعری کو نور محبت عطا کرتا ہے۔ ان کی نعت میں بصیرت افروزیاں بھی ہیں اور بصارت افزا تابانیاں بھی۔ جو اپنے اندر حضور علیہ السلام سے نسبت کا حسن بسائے ہوئے ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

نعت سرکار مرے دور کی پہچان بھی ہے ‌ ‌ ‌ میری بخشش کا سر حشر یہ سامان بھی ہے
نعت ہے حکم الہی کی سراسر تعمیل ‌ ‌ ‌ یہ ہے ایمان "رضا" منت احسان بھی ہے
میں نے فرقت میں حضوری کے مزے لوٹے ہیں ‌ ‌ ‌ میرا اظہار مرے درد کا درمان بھی ہے



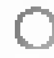
دل یہ چاہتا ہے مدحت شاہ امم کرے ‌ ‌ ‌ جاں کی رضا ہے وصف محمدؐ رقم کرے
مقصود جس کا لذت عشق رسول ہے ‌ ‌ ‌ پہلے وہ سوز عشق سے پلکوں کو نم کرے

احسان رانا

احسان رانا (پ ۱۹۴۸ء) خوبصورت اور توانا لہجے کے شاعر ہیں۔ ان کی غزلیات کے مجموعے "تونے ونگاں"، "قرض شجر" اور "میرے اکھر میرے سورج" شائع ہو چکے ہیں۔ احسان رانا اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں شعر نہایت خوبی سے کہتے ہیں۔ نعت میں بھی ان کا ذوق و شوق اعلیٰ درجے پر ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری میں جذبات کا بہاؤ ہے اور وفور شوق بھی اپنی جولانیوں پر ہے۔ حالات کا کرب بھی مناجات کی صورت میں ان کے ہاں پایا جاتا ہے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈھلی ہوئی ان کی نعتیں عجیب کیف پیدا کرتی ہیں۔ ان کی نظریں جانب مدینہ اٹھی ہیں اور دل گریہ کناں ہے۔ احسان رانا کی نعتیہ شاعری میں ان کا انداز طلب بھی نہایت پر درد ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اس جہاں پر بہار میں تمام تازگی آپ کی نظر

سے ہے اور حرا کے غار سے جو آفتاب نبوت منور ہوا تھا اس کی روشنی آج بھی اسی آب و تاب سے جاری و ساری ہے اور قیامت تک رہے گی۔ مومنوں کے سبھی رنگ حضور علیہ السلام کی ذات بالا صفات سے ہی خوبصورتی لیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باتیں کہی ہیں وہ پھول کبھی خزاں کی زد میں آنے والے نہیں ہیں وہ سدابہار ہیں اور ان کی مہک سے تمام دنیا مہک بار ہو رہی ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

منسوب ہو کے کوئے رسالت مآب سے ۔۔۔ آنکھیں ملا رہی ہے کرن ماہتاب سے
حرف و بیاں میں تازگی ان کی نظر سے ہے ۔۔۔ تاروں میں روشنی ہے اسی آفتاب سے
چمکا تھا جو حرا سے نبوت کا آفتاب ۔۔۔ ضو بار آج بھی ہے اسی آب و تاب سے
"احسان" میں تو شہر محبت کی دھول ہوں ۔۔۔ نسبت ہے رہ گزار رسالت مآب سے



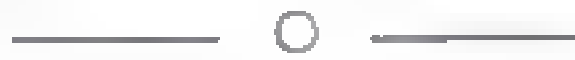
علم دا چانن لایا کس نے ۔۔۔ اکھراں نوں رشنایا کس نے
لاہے کس زنگار دلاں دے ۔۔۔ روحاں نوں چمکایا کس نے
پیار اپنا تے اپنے رب دا ۔۔۔ لوں لوں وچ رچایا کس نے
اوڑاں ماری بھرتی دھرتی اتے ۔۔۔ نعت دا مینہ پایا کس نے

محمد اقبال نجمی

محمد اقبال نجمی (راقم الحروف) اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں شعر کہہ رہا ہے۔ سیرت' بچوں کا ادب' ملی ادب' قومی و معاشرتی مسائل کو بھی اشعار کے پیکر میں ڈھالا ہے۔ میری تقریباً بیس کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ نعت کے حوالے سے میری تین کتابیں "آپ کی باتیں" "سک دی ڈالی" اور "نعتیہ ہائیکو" منظر عام پر آ چکی ہیں۔ پروفیسر انور جمال کہتے ہیں۔ "نعت کا جذبہ جس شعری پیکر میں بھی سامنے آئے یہ بات طے ہے کہ اس میں عشق مصطفیٰ کا گداز' عظمت رسولؐ کا احساس' ادب کا قرینہ' عجز بیاں کا ادراک اور محبت کی واردات شامل ہوتی ہے۔ اقبال نجمی کے ہاں یہ سارے سیتے وجدانی صورت کے ساتھ ساتھ شعری سطح بھی رکھتے ہیں۔ اس کے لئے نعتیہ ہائیکو کی ندرت کا تعلق زیادہ تر تخیل کی رنگ آمیزی سے ہے۔ یوں اقبال نجمی موضوعاتی وسعتوں اور محرومیوں کے رنگ سے گوندھ کر تخلیقی مواد کی پیش کش کرتا ہے"۔ ریاض حسین چودھری اس سلسلہ میں یوں رقم طراز ہیں۔ "محمد اقبال نجمی ہمارے جدید شعرا میں اپنی سوچ اور جدید حسیت کے حوالے سے منفرد مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے توصیف و ثنائے حبیبؐ کا پرچم بلند کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ خصوصاً ہائیکو میں نعت کہنے کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ ان کی نعتیہ ہائیکو کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ شاعر کے محسوسات براہ راست قاری کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اختصار و ایجاز ہائیکو کا نمایاں وصف ہے۔ شاعر نے اس صنف سخن کے فنی اور جمالیاتی تقاضوں کو نبھانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ جذبات کی نزاکت' تخیل کی جدت اور اظہار کی ندرت کا محمد اقبال نجمی کی نعتیہ ہائیکو میں بھرپور احساس ہوتا ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ یہ احساس تخلیقی اور جذباتی دونوں سطوح پر قاری کو کیف سروری سے سرشار

رکھتا ہے۔ ان کے ہاں ذکر اطہر اس عہد نا پرساں میں الطاف کرم کی بارش کا سبب بنتا ہے اور شاعر کا تخیل تمنا شاداب ساعتوں سے ہمکلام ہوتا ہے اور سلگتے ہوئے سرابوں میں اسے منزل مراد کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔ بے ساختگی محمد اقبال نجمی کی نعتیہ ہائیکو کا ایک اور بنیادی وصف ہے جس نے جذبوں کو آنچ سے تیز کر دیا ہے"۔ نمونہ کلام دیکھئے :

بستیاں پیار کی دنیا میں بسانے والے
تیرے محتاج ہیں ہر دور میں آنے والے
ان کی منزل پہ ہمیشہ ہی نگاہیں ہوں گی
تیری راہوں پہ چلیں گے جو زمانے والے
بچھ گئے لوگ وہی آ کے ترے قدموں میں
تیرے رستے میں جو کانٹے تھے بچھانے والے



جو یار اج تماڈی آن اتھرو
اوہ ڈاڈا رنگ لیان اتھرو
دل چاہوے اڑ کے جا پہنچاں
نہ پیش چلے ڈگ جان اتھرو
میں موہنوں آقا کیہ دساں
میری حالت کرن بیان اتھرو

غلام زبیر نازش

غلام زبیر نازش (پ ۱۹۵۳ء) بنیادی طور پر نعت کے شاعر ہیں۔ ان کا نعتیہ مجموعہ "حرف حرف عقیدت" ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ حرف حرف عقیدت میں نازش نے اپنے فکر و فن کی جولانیاں بھی دکھائی ہیں اور اپنی عقیدت و محبت کے رنگوں کو بھی خوبصورت انداز میں نعت کے پیکر میں ڈھالا ہے۔ ان کی نعت میں تغزل کی چاشنی ہے۔ ان کے اشعار حسن معانی سے مملو ہیں۔ انہوں نے اپنے نعتیہ کلام میں محبت و ارادت کے جو گلاب کھلائے ہیں اور حسن سیرت و حسن صورت کی تابانیوں کو جس طرح سمیٹ کر اپنی نعت کو معتبر و معطر کیا ہے اس سے ان کے کلام میں خلوص عقیدت کی تاثیر کا پتا ملتا ہے۔ اس کا نعتیہ کلام ان کے قلبی سوز و گداز کو بھی نمایاں طور پر ظاہر کرتا ہے۔ جس میں جذبوں کی صداقت واضح طور پر محسوس ہوتی ہے۔ کلام دیکھئے :

نام رسولؐ جاں میں ہے یوں بسا ہوا
انگشتری میں جیسے نگینہ جڑا ہوا
رستے میں تھا غبار کی صورت پڑا ہوا
ان کی نگاہ پڑ گئی میں کیمیا ہوا
عظمت ہے یہ کہ آپ ہیں سرخیل مرسلاں
اور سادگی کہ بوریہ گھر میں بچھا ہوا
اک عاشق رسولؐ ثنا خوان مصطفیٰؐ
جب میں مروں تو یہ ہو کفن پہ لکھا ہوا
نعت نبیؐ کے فیض سے "نازش" سا بے ہنر
بزم جہاں میں صاحب فہم و ذکا ہوا



قاضی اعجاز احمد محمود

قاضی اعجاز محمود (پ ۱۹۵۳ء) کا شمار جدید نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔ نعت کہتے ہوئے وہ اپنے سوز دل کو ساز رگ جاں بنا دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنی نعتوں میں اپنے لیے اسلوب کی نرالی اور پرکشش راہیں نکالی ہیں۔ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک کے مختلف گوشوں کو نہایت والہانہ انداز اور جدت اظہار کے ساتھ ہمارے سامنے لاتے ہیں۔ ان کی شاعری میں محبت کی تپش بھی ہے اور شوق کا والہانہ پن بھی تغزل ہے۔ ان میں رچا بسا ان کا نعتیہ کلام الفت کی معراج بھی عطا کرتا ہے اور نگاہوں کی تمناؤں کو اظہار کا نور بھی بخشتا ہے۔ ان کا نعتیہ کلام ملاحظہ کریں:

یوں ہمیں کردار کی تعمیر کرنا چاہیے
مصطفیٰ کے عشق کی تفسیر کرنا چاہیے
صرف لفظوں کی عقیدت کھوکھلا اظہار ہے
اپنے قول و فعل کی تطہیر کرنا چاہیے
ہو نہیں سکتا کبھی باطل زمانے میں بلند
اپنے خوں سے ہر جگہ تحریر کرنا چاہیے
وہی ہے جو خدا کے بعد مسکینوں کا داتا ہے
پسینہ سوکھنے سے پہلے مزدوری دلاتا ہے
وہ کہتا ہے کرو محنت میں منگتوں کو نہیں دیتا
جو مانگے اس کو رسی اور کلہاڑی تھماتا ہے

میاں ظفر مقبول

میاں ظفر مقبول (پ ۱۹۶۵ء) پنجابی زبان کے شاعر و ادیب ہیں۔ ان کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ نظم و نثر دونوں یکساں خوبی اور خوبصورتی سے لکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے کئی کتابیں مرتب کی ہیں۔ "نونہال" ان کی کتاب ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی۔ اس میں کافیاں، گزریات اور نعتیہ کلام شامل ہے۔ میاں ظفر مقبول ایک علمی ادبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام میں کلاسیک رنگ نمایاں ہے۔ مدح و ثنا کرتے ہوئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت و محبت کو انتہائی سادگی اور محتاط رویہ کے ساتھ خوبصورت الفاظ کا پیکر عطا کر کے نعت کے شعر میں ڈھالتے ہیں۔ ان کی نعت میں سیرت سرکار علیہ السلام کے مختلف روشن منظر اپنی جولانی سے دلوں کو منور کرتے اور روح کو گداز پہنچاتے ہیں۔ فراق کی کیفیت کو بھی بڑے موثر پیرائے میں بیان کیا ہے۔ آقائے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مناجات پیش کرتے ہوئے عجز کے ساتھ ساتھ صدق و یقین کی پوری توانائیاں صرف کرتے ہیں۔ نمونہ کلام دیکھئے:

اک دوجے توں وچھڑیاں تائیں
ایکت والا سبق پڑھایا
درشن کراں مدینے دا
وہندی آس گھنیری اے
چل کے شہر مدینے
دل دا حال سنائیے
پاک نبیؐ دے ناواں
جندڑی گھول گھمائیے

جھنگ کی نعتیہ شاعری

رانا غلام شبیر

جھنگ میں نعتیہ شاعری کی روایت بے حد قدیم ہے۔ اس علاقے کے لوگ محمد بن قاسم کی ۷۱۲ء میں شور کوٹ آمد سے قبل ہی اسلام کے آفاقی پیغام سے اذہان کو مستفیض کر چکے تھے۔ تاریخی اعتبار سے آفتاب اسلام کی ضیا پاشیوں کا سلسلہ ان کی فقید المثال تبلیغی مساعی کا رہین منت ہے جو تابعین کے وسیلے سے یہاں شروع ہوا جس کی ایک کڑی حضرت پیر عبدالرحمن ہیں جو اموی دور حکومت کے آغاز میں یہاں تشریف لائے اور رشد و ہدایت کے اس سرچشمے سے ہزاروں حق کے متلاشی سیراب ہوئے۔ یہ خطہ اپنی قدامت اور شاندار تاریخی و ثقافتی روایات کی بدولت بے حد اہم ہے۔ چار ہزار سال قبل مسیح میں بھی یہاں آبادی کے قرائن دکھائی دیتے ہیں۔ سکندر اعظم کے حملہ کے بعد تو یہاں ایک مندر بھی قائم ہوا جسے ہیر دیوی کا مندر کہا جاتا رہا۔ جھنگ کی قدیم تاریخ پر ابلق ایام کے سموں کی گرد کچھ ایسی پڑی ہے کہ صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے کہ اس خطے میں اسلامی تعلیمات کا غلغلہ کب بلند ہوا۔ ایک بات قطعی ثابت ہے کہ یہاں خلافت راشدہ کے دوران یا اس کے تھوڑا عرصہ بعد اسلام کا حیات آفرین پیغام پہنچ چکا تھا۔ اس لئے اسے ۷۱۲ء کے لگ بھگ قرار دینا ایک تاریخی غلطی کے مترادف ہوگا۔

شاعری کے ذریعے حضور ختم المرسلین کی تعریف نعت کہلاتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نعت ایک ایسی صنف سخن ہے جسے دنیا بھر کے مسلمان پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے اسے مرکز نگاہ قرار دیتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نعت کو مسلمانان عالم کی نہ صرف شناخت قرار دیا جا سکتا ہے بلکہ یہی وہ صنف سخن ہے جسے تمام اصناف سخن پر برتری حاصل ہے۔ نعت گو ہوں یا نعت خواں ان کے لیے نعت دنیا و آخرت میں معزز و محترم ہونے کا اہم ذریعہ ہے۔

جھنگ میں نعت گوئی کی تاریخ بھی اپنی قدامت کے اعتبار سے قابل توجہ ہے۔ پنجابی زبان میں نعت گو شعرا نے یہاں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ المیہ یہ ہے کہ بہت سے نعت گو شعرا کے سوانح دستیاب نہیں بلکہ اب تو یہ کلام بھی عنقا ہے۔ یہاں نعت نہ صرف عقیدت کا اظہار رہی ہے بلکہ مقامی رنگ میں اسے پیش کر کے دلوں کو مرکز مہر و وفا کرنے میں یہ اسلوب اہم رہا ہے۔ ادبیات عالم کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانان عالم نے نعت کے پیرائے میں عقیدت، وابستگی اور حضور سرور کائنات ؐ سے وابستگی کے لیے ڈوب کر جو کچھ کہا ہے اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ نعت گوئی کی نشو و نما کے سلسلے میں جھنگ کا مخصوص ماحول بہت اہم ہے۔ جاگیرداری نظام کے چنگل میں جکڑے یہاں کے مظلوم لوگوں کو شافع محشرؐ کی ذات سے عقیدت میں ہی عافیت نظر آتی ہے۔

ابتداً یہاں صدیوں تک پنجابی نعت ہی حرز جاں رہی۔ آج بھی دیہاتوں میں ناخواندہ لوگ نعت کے ایسے بول عقیدت سے سنتے ہیں جن کے بارے میں اس کے تخلیق کار کا علم نہیں لیکن عقیدت کا رنگ نمایاں ہے۔ انتظار اور وصل کا حسین روپ اس قسم کی کئی لوک نعتوں میں عام ملتا ہے۔

دو گجیاں مدینے جھولدیاں — ساڈوں تانگاں پاکؐ رسول دیاں

ماضی کے جھروکوں سے دیکھیں تو ہمیں نعت کے سلسلے میں جو دھندلے آثار دکھائی دیتے ہیں وہ حد درجہ مسحور کن ہیں۔ اگر تاریخ ادب کے حوالے سے جھنگ کے نعت گو شعرا کی صدیوں پر محیط خدمات کو محفوظ کر لیا جاتا تو یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اس عظیم الشان ادبی سرمائے سے نگاہیں خیرہ ہو جاتیں اور آج ہمیں کسی احتذار کی ضرورت نہ رہتی۔ اس تمام صورت حال کے باوجود جھنگ کے نعت گو شعرا نے ہر دور میں عشق رسولؐ کا اعلیٰ معیار پیش کیا۔ یہاں تبلیغ اسلام کے ساتھ نعت کا استعمال عام ہوا، کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں نعت گوئی کو شمع فروزاں کا درجہ نصیب ہوا۔

جھنگ میں پنجابی نعت گوئی کا سلسلہ اس وقت سے جاری ہے جب کہ یہاں کی دوسری زبانیں ابھی ادبی مقام سے آشنا بھی نہیں ہوئی تھیں اور بعض زبانیں تو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں۔ حضرت سلطان باہوؒ (۱۶۳۱ء - ۱۶۹۱ء) جنہیں جھنگ میں تبلیغ اسلام کے اولین بزرگان دین میں شمار کرنا چاہیے، پنجابی نعت کے حوالے سے عظیم مقام کے حامل ہیں۔ گڑھ مہاراجہ سے آگے سلطان باہوؒ شورکوٹ کے قریب آسودہ خاک ہیں۔ ان کی تبلیغی مساعی نے اس خطے کی کایا پلٹ دی۔ حضرت سلطان باہوؒ کسی دنیاوی درس گاہ یا ظاہری مسند علم و ارشاد سے وابستہ نہ ہوئے۔ نہ آپ نے کسی دنیاوی معلم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ آپ روحانیت کے جس جلیل القدر منصب پر فائز ہوئے وہ آپ کو ہادی برحق حضور ختم المرسلین کی بارگاہ سے عطا ہوا۔ خود فرماتے ہیں:

اگرچہ نیست مارا علم ظاہر — زعلم باطنی جاں گشتہ طاہر

حضرت سلطان باہوؒ نے عشق رسولؐ سے سرشار ہو کر جو شعر کہے وہ قلب و نظر کو مسخر کرنے پر قادر ہیں۔ عشق رسولؐ کے جذبات سے مرصع آپ کے اشعار واقعتہً بلند پایہ افکار کی قندیلیں اور علم و عرفاں کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ آپ کے ابیات کے ہر مصرع کے آخر میں "ہو" آتا ہے۔ یہ وہ سرمستی اور جذب کی کیفیت ہے جو اس وقت نصیب ہوتی ہے جب بندہ اپنے خالق کی بارگاہ میں عجز و انکسار کا پیکر بن کر شفیع المذنبینؐ کی معرفت کا خواستگار ہوتا ہے۔ عشق رسولؐ کے اعجاز سے ہی انسان معرفت الٰہی کے اسرار و رموز سے آشنا ہو سکتا ہے۔

اندر کلمہ کل کل کردا عشق سکھائے کلمہ ہو

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں صریح حکم دیا:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (پ ۵ س ۶)

حضرت سلطان باہوؒ نے جھنگ میں نعت گوئی کا جو فقید المثال سلسلہ شروع کیا اس کا امتیازی وصف عشق رسولؐ کی وجدانی کیفیت ہے۔ ان کے کلام میں ناصحانہ انداز نہیں ہے۔ دل سے نکلی ہوئی بات براہ راست دلوں کو متاثر کرتی ہے اور قلب و نظر کو حقائق کا ادراک فراہم کر کے ازلی اور ابدی صداقتوں سے آشنا کرنے کا وسیلہ بنتی ہے۔

بے بسم اللہ اسم اللہ دا ایہہ بھی گہنا بھارا ہو   نال شفاعت سرور عالمؐ چھٹسی عالم سارا ہو
حدوں ودھ درود نبیؐ نوں جیندا ایڈ پسارا ہو   میں قربان تنہاں تھیں باہوؒ جیں ملیا نبی سوہارا ہو

حضرت سلطان باہوؒ کے ابیات کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو مسلمانوں کے لئے لائق تقلید قرار دیا اور اتباع رسولؐ کو مقیاس اصل قرار دیتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ دنیا و آخرت میں فلاح کا یہی ذریعہ ہے ۔

سچا راہ محمد والا جس وچ رب لبھیوے ہو   جس مجلس نال نبیؐ اوہ صاحب راز نیازاں ہو
دوست جنہاں دا حاضر ہووے دشمن لیں نہ وارا ہو   نام فقیر تنہاں دا جنہاں ملیا نبی سوہارا ہو

جھنگ میں پنجابی زبان میں نعت گوئی کا سلسلہ انہی خطوط پر چلتا رہا جن کی بنیاد حضرت سلطان باہوؒ نے رکھی تھی۔ متعدد ایسے شعرا ہیں جن کا کلام اب دستیاب نہیں۔ نعت گوئی کے سلسلے میں نمایاں کام کیا۔ ان میں سے میاں صدیق لالی (۱۷۶۳ء – ۱۸۶۲ء) کا نام بے حد اہم ہے۔ میاں صدیق لالی کی نعتوں میں توحید اور رسالت پر ایقان کا بھرپور انداز میں تذکرہ ملتا ہے ۔

لا الہ الا اللہ دا ہور شریک نہ کوئی   محمد الرسول اللہ نوں وڈا شرف وڈائی
ساری خلقت ظاہر پیدا کان محمدؐ ہوئی   دامن پاک نبیؐ جس پھڑیا ملے [illegible] ڈھوئی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعث تخلیق کائنات ہیں۔ یہ ساری کائنات حضورؐ کی رہین منت ہے۔ جھنگ کی پنجابی نعت گوئی میں قرآنی تعلیمات کے مطابق حضورؐ کی سیرت کے نمایاں پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ میاں صدیق لالی کی نعت گوئی کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ قرآنی حقائق کو اشعار کے قالب میں اس طرح ڈھالتے ہیں کہ اشعار کی اثر آفرینی میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے ۔

چھتر لولاک محمدؐ تائیں سر دے اُپر دھریا   تدھ باجھوں سبھ خلق نہ ہوندی ایڈا شرف ودھایا
ظاہر باطن سر خزانہ تدھ نوں ہی سمجھایا   کل نبیاں دست تیرے تھیں اک اک بخش ونڈایا
خوبی حسن جمال تیرے تھیں یوسفؑ عجب بنایا   جیوں یاراں دی یاری خلقت پیدا بنے لایا

پنجابی نعت گوئی کا یہ درخشاں عہد شعرا کو اسی سمت متوجہ کرتا ہے چنانچہ بعد میں آنے والوں نے نعت کے قصر عالی شان کی تعمیر میں انتہائی عقیدت کا ثبوت دیا۔ قدیم شعرا نے عشق رسولؐ کی تمازت اشعار میں اس طرح سموئی ہے کہ ہمیں اپنے اس فکری ورثے پر ناز ہوتا ہے۔ میاں یوسف لالی کے ہاں بھی عقیدت کا یہی رنگ ہے۔ میاں یوسف لالی (وفات ۱۸۶۶ء) نے اپنے اشعار میں حضورؐ کی شفاعت اور رحمت اللعالمینی پر فخر کیا ہے ۔

اوس نال محبت اپنی صاحب بے محتاج   اوس پیدا کیتا مصطفیٰ نبیاں دا سرتاج
اوہنوں شرف نبیاں تھیں اگلا بخشا شب معراج   اوس روزیں جہانیں پاتی امت دی لاج

اس کے بعد ہمیں پنجابی نعت گو شعرا کی ایک بڑی تعداد نظر آتی ہے جنہوں نے جھنگ میں نعت گوئی کی روایت کو آگے

بڑھایا۔ ان میں سر محمد ہمایوں بھروانہ مرحوم، میاں ابو مرحوم، احمد بخش احمد مرحوم، کبیر انور جعفری مرحوم، مولوی عبدالغفور مرحوم، محمد علی چنیوٹی، مولوی یار محمد، عبدالغفور اظہر اور مولوی کلیم فضل ان کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان بزرگوں نے جھنگ میں نعت گوئی کی درخشاں روایت کو نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ مجموعی اعتبار سے یہاں نعت کی ترویج اور تفہیم میں ممدو معاون ثابت ہوئے۔ فنی اعتبار سے نعت گوئی کا یہ عہد اپنے ہمراہ عقیدت کے ساتھ ساتھ معاشرتی شعور بھی لایا۔ اس دور کو درمیانی دور کہنا مناسب ہوگا کیونکہ قدیم شعر کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اس عہد میں نئے شعری تجربے کی راہ ہموار ہوئی۔

جھنگ کے دوسرے نعت گو شعرا نے توحید اور رسالت پر کامل ایمان کو اپنی نعتوں میں اہم مقام دیا ہے۔ ناامیدی اور یاسیت سے دامن بچاتے ہوئے اس امر پر زور دیا ہے کہ یاس انگیز کیفیت کے بجائے حضورؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں ہی عافیت ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر اس منشور سے انحراف کیا گیا تو یہ طرزِ عمل دین سے انحراف اور کفر کے مترادف ہوگا۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان اور توکل ان شعرا کے ہاں نمایاں ہے۔

یہاں مناسب ہوگا کہ درمیانی عہد کے شعرا کے نعتیہ کلام سے چند اشعار بطور نمونہ دیئے جائیں تاکہ قارئین اس فکری منہاج سے آشنا ہو سکیں جو اس خطے کے شعرا کا امتیازی وصف ہے۔

زندگی کر [illegible] دچھڑے [illegible] دا خدا   [illegible] میوں شوق تیرا دا نبیؐ خیر الوری
[illegible] میرا رہبر تے پشت و پناہ   [illegible] میرے بیٹھاں بال دربار وں
(سر محمد ہمایوں بھروانہ)

[illegible] تو دا نبیؐ   طرف [illegible] تے عرباں [illegible] چاؤ دا نبیؐ
[illegible] ہمارا سفر منزل دور ہے   ساتھی ہو کے توڑ منزل چا [illegible] دا نبیؐ
(میاں ابو مرحوم)

گاواں صل علی دیاں گیتاں سر سجدے وچ سیتاں
[illegible] عربی تاں پریتاں
[illegible] تیڈا نیجھوے سوہنا نام محمد بھاوے
(احمد بخش احمد مرحوم)

[illegible]
[illegible] تے [illegible]
[illegible]
[illegible]
دل [illegible]
[illegible] رب [illegible]
[illegible]

دھرتی تے سنسار
اے سوہنے اوتار

(ظہیر اور جعفری مرحوم)

پہلے حمد ثنا الٰہی جو خلقت دا سائیں — لکھ ہزار سلام دعائیں نبی محمدؐ تائیں
نور احمد دی حد نہ کائی روز قیامت تائیں — کیا تعریف بیان کرسی عاجز اہیے اوائیں
(مولوی عبدالغفور مرحوم)

ہور درود کروڑوں لکھاں سرور عالم تائیں — کڈھ گمراہیوں باہر آندا پٹیوں شرک بتائیں
(محمد علی چنیوٹی)

اول آخر ظاہر باطن رب دا شکر گذاراں — جس نے بھیجیا سرور عالم سید کل سرداراں
(مولوی یار محمد مرحوم)

میں ازلی گنہگار کتھوں توں ہولا ترا مرتبہ سارے نبیوں توں عالی
میں بے پر میں بے گھر میں سب در تھاواں توں مولائے کل دو جہاں دا والی
(عبدالغفور اظہر مرحوم)

شان [illegible] نبی [illegible] — [illegible] رب تے [illegible] حساب نہ [illegible]
[illegible] قرآنی — [illegible] ربانی
(مولوی حکیم فضل الٰہی حافظ مرحوم)

اکیسویں صدی کے [illegible] ہوئی حقیقی [illegible] ہوئیں۔ اسلام کو تمام عصری نظاموں میں فکری اعتبار سے [illegible] حاصل ہے بلکہ اسے کلیدی اہمیت بھی حاصل ہے۔ جھنگ کے نعت گو شعرا نے جدید عصری تقاضوں کے مطابق اقتضائے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کے مسائل کا احساس و ادراک کر کے نعت گوئی کو نئے آفاق سے [illegible] پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے اور اس کے فوراً بعد نعت میں نئے احساسات اور تجربات ہمیں متوجہ کرتے ہیں۔

محمد شیر افضل جعفری (مرحوم) کی شاعری جسے جھنگ رنگ کی آئینہ دار کہنا مناسب ہوگا اس میں اردو اور انگریزی نعت کا ایک [illegible] نعت میں شیر افضل جعفری نے نئی علامات اور نئی تراکیب کے ذریعے [illegible] پیدا کی [illegible] شیر افضل جعفری نے [illegible] سے [illegible] تک نعت گوئی میں [illegible] میں متنوع رنگ اور اچھوتی تراکیب کا وسیع سلسلہ ہے۔ ان کی ایک نعت ملاحظہ فرمائیں:

میری ذات کریم نوں چاہندی اے — میتوں تانگھ رسولؐ دی رہندی اے

کالی دھاک فراق دی گی ہس دل نمن جھونی رہندی اے
مولا دی مدھراں دی راوی میری رگ رگ اچ پئی وہندی اے
اتھے نور تجلی اسرا اے جتھے حسن دی بجلی ڈھندی اے

صاحب زادہ رفعت سلطان کا تعلق اس خانوادے سے ہے جس کی بدولت یہاں معرفت اور عشق رسولؐ کا سلسلہ شروع ہوا۔ میری مراد حضرت سلطان باہوؒ سے ہے۔ اس وقت ان کا شمار نہ صرف جھنگ بلکہ وطن عزیز کے نمائندہ شعرا میں ہوتا ہے۔ اس وقت وہ جھنگ کے نعت گو شعرا کے میر کارواں ہیں۔ پنجابی نعت کے سلسلے میں ان کی کاوشیں تاریخ ادب میں اہم مقام کی حامل ہیں۔

جس بھلیاں نوں راہ وکھایا کون سی او
جس دکھیاں دا درد ونڈایا کون سی او

جس کے دے ہر ظالم تے کافر نوں
بخشش دا پیغام سنایا کون سی او

گورے تے کالے دا فرق مٹاون لئی
جس اخلاق دا سبق پڑھایا کون سی او

جھنگ کے جس دانشور نے اس خطے کو پورے ملک میں متعارف کرایا وہ پروفیسر سمیع اللہ قریشی ہیں۔ نعت گوئی ان کا خاص میدان ہے۔ پنجابی نعت میں ان کا لہجہ منفرد ہے۔ ان کا انداز بیان بے حد دلنشین ہے ان کا خلوص اور جذبے کی صداقت شعر کی اثر آفرینی میں اضافہ کر دیتی ہے۔ حضور ختم المرسلینؐ کی ذات اقدس سے ان کی والہانہ وابستگی اور عقیدت ان کی نعت گوئی کا امتیازی وصف ہے۔

توں ہیرا ایں وحدت والیاں کاناں دا
توں لاڑا ایں جگ دیاں ارماناں دا
اتوں دعوے ہور بتیرے کر دے نیں
اندروں اکوں توں ہمدرد انساناں دا
تیری صفت' صلاحتا' سوہنا ڈھکدی اے
توں سلطان ایں جگ دیاں سلطاناں دا
کملی والیا ساڈیں تیرے جہے نجوں
توں سردار ایں سوہنیا کل جاناں دا
تیرا سکھ سنیہا بھل کے امت نوں

اج مڑ موہرے آڈھا اے طوفاناں دا

پروفیسر شارب کی پنجابی نعتیں دل نشینیت کی آئینہ دار ہیں۔ دلنشین لہجہ ان نعتوں کی پہچان ہے۔

اکھن درد سہیا نہیں جاندا
بن ہادی رسیا سہیں جاندا
کر چھنڈ جدائی دل [illegible]
مدینے والا راہ دس دے

پنجابی نعت کے حوالے سے یہ بات قابل فخر ہے کہ اس وقت جھنگ میں پنجابی نعت کے سلسلے میں جو کام ہو رہا ہے اس سے ادب کو خاطر خواہ فائدہ پہنچے گا۔ جھنگ نے پنجابی ادب و حمدیہ شاعری کا بیش بہا خزانہ عطا کیا ہے۔ اس وقت جھنگ کے نمایاں پنجابی نعت گو شعرا میں احمد تنویر، عبدالستار نجم، مولوی محمد صدیق، صیف ہاد، حکمت ادیب، ممتاز بلوچ، عباس ہادی، پروفیسر ڈاکٹر اسلم ضیا، حسن انصاری، انور محمود، صادق کھوکھر، قیصر عباس بھٹی، محمد امین، محمد وارث صابر، انجم نواز انجم، زہیر عباس، پروفیسر یوسف ایوب نصیب، گل شیر احقر اور رانا غلام شبیر کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان شعرا کی نعتوں سے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

کل جگ دے مختار حضورؐ نبیاں دے سردار حضورؐ
(احمد تنویر)

جے مرن توں پہلاں خواباں وچ آقا دی زیارت ہو جاوے
سو عیداں مناواں ہر لحظہ ہر لحظہ عبادت ہو جاوے
(عبدالستار نجم)

سردار کتاباں، سرتاج نبیاں سانوں جیہڑے آیا
غریباں تے مسکیناں تائیں رحمت بن کے آیا
(مولوی محمد صدیق)

رونق سارے جگ دی روشن باغ بہاراں
تیں سوہنے دے اتوں جند اپنی میں واراں
(حکمت ادیب حکمت)

محمدؐ دے رتبے نوں پا کوئی نہیں سکدا
عرش معلیٰ تے جا کوئی نہیں سکدا
اوہ پتھر دی جھنے تے دیوے دعائیں
رحمت نوں انج تاں لٹا کوئی نہیں سکدا

(امتیاز بلوچ)

ساڈیاں عرضاں کرو کہ ساڈیاں لیکھاں وچ
سب توں اچیاں شاناں والا لکھیا اے
(انیس انصاری)

میں ہر ویلے منگاں دعا یا محمدؐ کدیں اپنا روضہ وکھا یا محمدؐ
(محمد شفیع منظر)

حرف نمانے ایہہ کیہہ جانن میرے دل دیاں تانگھاں
لفظ وچارے کیویں کر کجھن روح تک لگیاں سانگاں
(پروفیسر دیوان الیاس نصیب)

جھنگ میں پنجابی نعت گو شعرا نے نعت گوئی کے فروغ میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ جھنگ میں پنجابی نعت گوئی کے تناظر میں یہ بات بلا خوف تردید کی جا سکتی ہے کہ یہاں نعت کا جو حسین منظر نامہ مرتب ہو رہا ہے وہ ہر اعتبار سے لائق صد رشک ہے۔ توقع ہے کہ مستقبل قریب میں شعرا کے اور نعتیہ مجموعہ ہے کلام منظر عام پر آئیں گے۔ جھنگ میں پنجابی نعت گوئی کا ارتقائی سفر ایک توانا اور صحت مند روایت کا نام ہے اور یہ روایت یہاں کے شعرا کے لیے حد درجہ مانوس بھی ہے اور عزیز بھی۔ اس طرح یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ یہاں کے شعرا پنجابی نعت کی معنویت، حسن اور شعریت کے گرویدہ ہیں۔ یہاں کے سخن فہم اپنے شعرا کی پذیرائی کما حقہ کریں تو جوہر قابل کی کمی نہیں۔

جھنگ میں اردو نعت گوئی کی تاریخ پنجابی نعت گوئی کے برعکس قدیم نہیں ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ علاقہ تعلیمی اعتبار سے اتنا آگے نہ بڑھ سکا۔ مزید برآں اردو داں اور اردو خواں طبقہ یہاں بہت کم رہا ہے۔ یہاں کی اسی فیصد سے زائد آبادی دیہاتوں میں رہائش پذیر ہے اس کے لیے اردو ابلاغ کا موثر ذریعہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی جلسے جن میں نعت خوانوں کو خاص طور پر مدعو کیا جاتا ہے۔ ان میں پنجابی نعت ہی مقبول ہے۔ قیام پاکستان سے پہلے یہاں اردو نعت گوئی کے حوالے سے کئی معتبر نام سامنے آتے ہیں۔ ان میں شیر افضل جعفری، صاحبزادہ رفعت سلطان اور پروفیسر تقی الدین انجم (علیگ) بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

محمد شیر افضل جعفری کا نعتیہ اسلوب ان کی ذات قرار دیا جا سکتا ہے۔ وہ اپنے اسلوب کے موجد اور خاتم تھے۔ درویش صفت قلندر منش شیر افضل جعفری مقامی محاوروں کو شعر کے پیرائے میں استعمال کر کے قلب و نظر کی تسکین کا سامان فراہم کرتے تھے۔

وہ سوہنے سیتوں کا ساون صلی اللہ علیہ وسلم
اس کی ذات دلوں کا بھاگن صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت کا رانجھا کہلائے ہر اک کا سانجھا کہلائے
بیری کا بھی بیلی ساجن صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر سمیع اللہ قریشی اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں۔ علمی، ادبی، دینی، تنقیدی اور تعلیمی مسائل پر ان کی اصابت رائے کے سب معترف ہیں۔ اردو نعت گوئی میں ان کو ممتاز مقام حاصل ہے۔

تو رسالت کا آفتاب ہوا ــ دہر کا تجھ سے اکتساب ہوا
اے شہ دو جہاں نبوت کا ــ ختم تجھ پر ہر ایک باب ہوا
جب بھی آیا زباں پہ نام ترا ــ سانس کا ذائقہ گلاب ہوا
اس کی قسمت کا کیا ٹھکانہ ہے ــ جو ترے در پہ باریاب ہوا

پروفیسر سمیع اللہ قریشی کی نعتیں جذبے کی گہرائی، خلوص اور اثر آفرینی کی بدولت دل میں اتر جاتی ہیں۔ ان کی ہر نعت جذبہ عشق رسولؐ کی مظہر ہے۔ مزید براں اسلوب کی تازگی ان نعتوں کا امتیازی وصف ہے۔
سید جعفر طاہر کا شمار نعت کے ان شعرا میں ہوتا ہے جن کی شاعرانہ عظمت کا ایک عالم معترف ہے۔ انہوں نے جذب دروں کو اس انداز سے بروئے کار لا کر نعتیں کہی ہیں کہ اہل درد عقیدت و سرمستی میں جھوم اٹھتے ہیں۔

نہ جلوہ گاہ خطا میں نہ دل ختن میں لگے
ہمارا دل تو شہ دیں کی انجمن میں لگے

متاع باغ کرم وہ گل بہار تو ہے
مہک ہے اپنی جو ممتاز پنجتن میں لگے

ہزار داغ ترے عشق میں نصیب ہوئے
ہزار پھول تری نعت کے چمن میں لگے

صاحبزادہ رفعت سلطان نے حضرت سلطان باہوؒ کی نسبت سے نعت کا وہ فکر پرور اور پرنور انداز اپنایا ہے کہ قاری ان کی نعتیں پڑھ کر ایسا محسوس کرتا ہے کہ غموں کا تریاق نصیب ہو گیا ہے۔

عرش بریں تیری پیشانی صلی اللہ علیہ وسلم
دونوں جہاں میں تو لاثانی صلی اللہ علیہ وسلم

میں عاصی ہوں لیکن میرے دل کے لئے راحت افزا
تیری رحمت کی ارزانی صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا کے سب سلطانوں کے دل میں ہے یہ حسرت رفعت

کاش ملے تیری دربانی صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر تقی الدین انجم (علیگ) کی نعت گوئی جدید عصری رجحانات کی آئینہ دار ہے۔ علامتیں، تلمیحات اور جذبات کی گہرائی کی بدولت ان کے نعتیہ اشعار دل پذیر انداز سے مرصع ہیں۔

متاعِ دردِ دل ہے تری نظر کے طفیل / ترا غلام بنا شاہ تیرے گھر کے طفیل
میں پاشکستہ پڑا ہوں مجھے سہارا دے / جناب فاطمہ کے گوشۂ جگر کے طفیل
میں تشنہ لب ہی سہی بادہ دیدہ ہی ہوں مجھے / سہارا دیجئے عباسؓ نامور کے طفیل
خدا گواہ کہ تو رحمتِ دو عالم ہے / خدا گواہ یہ سب کچھ ہے تیرے در کے طفیل
وہ جس کو پیار تھا آغوشِ تربیت نے تری / خدا کا دین ہے قائم اسی کے سر کے طفیل

نعت کی مقبولیت کو کسی ایک خطے تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ نعت کی مقبولیت، ہمہ گیری اور وجدانی کیفیت کے یہ اعجاز پوری دنیا میں مقبول ہے۔ دنیا کے جس حصے میں بھی مسلمان موجود ہیں، وہاں نعت گوئی یقیناً" موجود ہے۔ حضور ختم المرسلینؐ سے والہانہ عقیدت اور قلبی تعلق مسلمان اہل قلم کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ شفیع المذنبین کی ذات اقدس سے اظہار عقیدت کا قرض ادا کریں۔ جھنگ کے شعراء نے عشق رسولؐ کے جذبات سے سرشار ہو کر عقیدت اور قلبی واردات کو نہایت حسین انداز میں الفاظ کے قالب میں ڈھالا ہے۔

رام ریاض (ریاض احمد) کی غزل گوئی کا خوب چرچا ہے۔ مرحوم کو نعت گوئی کا ملکہ بھی ودیعت کیا گیا تھا مگر افسوس کہ رام ریاض اپنی اپنی زندگی کے اسباب اہتمام کے باعث وہ نعت گوئی کی جانب مکمل توجہ نہ دے سکے۔ رام ریاض کی ایک نعت ملاحظہ ہو۔

جو بھی شیریں سخن ہے مرے کی مٹی / تیرے ہونٹوں کی چکھی ہے مرے کی مٹی
صنعتِ نعت میں الفاظ کے ہیروں کی تلاش / ہنر کان کنی ہے مرے کی مٹی
میں کہاں اور تیری مدح کہاں، یہ تو تمام / تیری رحمت گھنی ہے مرے کی مٹی
نسل در نسل تری ذات کے مقروض ہیں ہم / تو غنی ابن غنی ہے مرے کی مٹی
دستِ قدرت نے ترے بعد، پھر ایسی تصویر / نہ بنائی نہ بنی ہے مرے کی مٹی
تیرا چھپنا تو بہت ہے ترا قامت ہے بلند / تیری چھاؤں بھی گھنی ہے مرے کی مٹی
میرے مسلک میں تو جس دل میں تری چاہ نہ ہو / کشتنی، سوختنی ہے مرے کی مٹی

جھنگ میں نعت گوئی کے حوالے سے عبدالعزیز خالد کا نام بے حد اہم ہے۔ انہوں نے اردو نعت کے دامن میں نعت کے انمول جواہر پارے ڈال کر اردو نعت کی ثروت میں بے پناہ اضافہ کیا۔ وطن عزیز میں اردو نعت گوئی کو ارفع معیار عطا کرنے میں ان کا نمایاں حصہ ہے۔ عبدالعزیز خالد کی نعت گوئی کے بارے میں یہ بات بلا خوف و تردید کہی جا سکتی ہے کہ موجودہ عہد میں ان کا اس صنفِ سخن میں کوئی شریک نہیں۔ ان کے ہاں افکار کی بوقلمونی ہے، جدتِ تخیل ہے اور الفاظ ان کے سامنے ہاتھ

باندھے کھڑے ہوتے ہیں۔ تشبیہہ' استعارے کا استعمال اور زبان و بیان پر قدرت اس کا امتیازی وصف ہے۔

جب سے آئے ہست میں لوح و قلم اس وقت سے — لکھ رہے ہیں تیری تعریفیں کراماً کاتبین
ہر قدم تیرا ہے منزل ہر سخن تیرا کتاب — اے خطیب خیر و حکمت اے امام راستین

اس وقت جھنگ میں اردو نعت گوئی کا سلسلہ نہایت ذوق و شوق سے آگے بڑھ رہا ہے۔ بزرگوں اور نوجوان شاعروں نے یہاں اردو نعت کے فروغ اور ارتقا میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ ادبی مراکز سے دور ہونے کے باعث یہاں کے نعت گو شعراء کی کماحقہ پذیرائی نہیں ہو سکی اس کے باوجود یہاں کے مخلص شعرا ستائش اور صلے کی تمنا سے بے نیاز ہو کر گلستان نعت میں نت نئے پھول کھلاتے رہتے ہیں۔ کچھ اہم نعت گو شعرا کے نام حسب ذیل ہیں:

انیس انصاری' پروفیسر ڈاکٹر اسلم ضیا' افتخار انصاری' امیر اختر بھٹی' احمد تنویر' پروفیسر دیوان ایاس نصیب' بیدل پانی پتی' بشارت احمد انجم' جیلانی جعفری' حنیف باوا' فرخ گیلانی' خادم حسین خادم' خان محمد سرخوش' غلام محمد رنگین (مرحوم) سید جواد نقوی' حکمت ادیب' خواجہ شائق حسن' دوست محمد ساقی' پروفیسر شفیع ہمدم' حکیم شاد گیلانی' صفدر سلیم سیال' طاہر سردھنوی (مرحوم)' محمد خلیل حزیں' سید ظہیرالدین حیدر' سید ظفر ترمذی' ظفر احمد پوری' ظفر اللہ خاں ظفر' علی اکبر عباس' سید علی اکبر نقوی' علامہ عباس ساقی' عبدالستار نجم' سید علی کوثر جعفری' غلام عباس نجفی' فیض گوہر جعفری' قدیر قیس' قمر جیلانی' کبیر انور جعفری (مرحوم)' سید مظفر علی ظفر' مظہر اختر' مصدق خاور' محمود شام' معین تابش' حنیف ظفر خاں اور فرحت عباس شاہ قابل ذکر ہیں۔

جھنگ کے نعت گو شعرا کے ہاں جدت فکر اور عقیدت کی بوقلمونی اس بات پر اصرار کرتی ہے کہ قارئین کی خدمت میں ان شعرا کے نعتیہ کلام میں سے چند اشعار پیش کئے جائیں:

جو تیرے در پہ کھنچیں جا کے وہ راہیں دینا — مجھ کو محبوب مرے اپنی پناہیں دینا
صدقہ جشن ولادت اے رحمت صفت — بارہا جنہیں مل جائے وہ آہیں دینا
(انیس انصاری)

زمانہ جس کو بھی ساقی مقام کہتا ہے — وہ خود کو تیرا ادنیٰ غلام کہتا ہے
بصد خلوص و ادب' یہ ضیائے کم مایہ — دیار جھنگ سے تم کو سلام کہتا ہے
(پروفیسر ڈاکٹر اسلم ضیا)

آنکھوں میں ہے دیدار مدینہ کی تمنا — ہونٹوں پہ مچلتی سی صدا صل علیٰ ہے
(افتخار انصاری)

دعائیں مانگنے ہم آ گئے ہیں یارسول اللہ — دلوں کو جگمگانے آ گئے ہیں یارسول اللہ
(امیر اختر بھٹی)

سوئے فرش اس گلبدن کا سفر ہے

سوئے فرش اس گلبدن کا سفر ہے
گلستاں گلستاں ہر اک رہگذر ہے
نظام اس کا ہر دور میں مہرتاباں
کلام اس کا ہر دور میں معتبر ہے
(احمد تنویر)

محمدؐ صادق الوعد الامیں ہے
محمدؐ کی زباں کتنی حسیں ہے
محمدؐ کی غلامی پادشاہی
وہی میرے لئے دنیا و دیں ہے
(پروفیسر دیوان الیاس نصیب)

لالہ و گل کی کمی ہے نہ پرستاروں کی
داستاں پھر بھی انوکھی ہے ترے یاروں کی
تیری رحمت کے تصدق تیری رحمت کے نثار
تیرا در آخری منزل ہے گنہگاروں کی
(بیدل پانی پتی)

چمن دین حق کا سجایا ہے تو نے
دلوں میں خدا کو بسایا ہے تو نے
ہوئے بے نواؤں کے ارمان پورے
گلے بے کسوں کو لگایا ہے تو نے
(بشارت احمد انجم)

میرے خواجہ کی جس پہ نظر ہو گئی
دوجہاں کی اسے پھر خبر ہو گئی
عمر پل کی تھی خادم یا برسوں کی تھی
آپ کی جستجو میں بسر ہو گئی
(خادم حسین خادم)

یارب یہ آرزو ہے مری گر قبول ہو
مرنے کے وقت سامنے روئے رسولؐ ہو
روز حساب پشت پناہی کے واسطے
حسنؓ و حسینؓ مصطفےؐ حیدرؓ بتولؓ ہو
(خان محمد سرخوش)

اے کاش بلا لیں مجھے سرکار مدینہ
اللہ مقدر کرے دیدار مدینہ
(غلام محمد رنگین مرحوم)

تمہاری شان رسالت کی کوئی کیا سمجھے
علیؓ سے رہبر و ہادی کے پیشوا تم ہو
خدا نے دونوں کو عالم میں انتخاب کیا
کہ مرتضیٰ ہیں علیؓ اور مصطفیٰؐ تم ہو
(پروفیسر سید جواد نقوی)

بخشی ہے جو احمد مرسلؐ نے غلامی
اعزاز ملا ہے مجھے اعزاز ملا ہے
کونین کے والی کی وساطت سے خدا نے
حکمت کا خزانہ ہمیں قرآن دیا ہے
(حکمت ادیب)

تمہی مجبور و بے کس کا سہارا یارسول اللہ
تمہی نے دین فطرت کو سنوارا یارسول اللہ
(خواجہ شائق حسن)

عروج مصطفیٰ کیا پوچھتے ہو — کہ از فرش زمیں تا لامکاں ہے
وہی ہے باعثِ تخلیقِ انساں — وہی وجہ ظہورِ دوجہاں ہے
(دوست محمد ساقیؔ [illegible])

ہو ہم پہ نگاہِ کرم کملی والے — کہ امت میں تیری ہیں ہم کملی والے
وہ سرمہ ہے اکسیر آنکھوں میں ڈالوں — جہاں تم نے رکھا قدم کملی والے
(پروفیسر شفیع ہمدم)

نبیؐ کے کیا ہیں اوصاف حمیدہ — حضوری میں ہے عالم سر خمیدہ
بہارِ دینِ فطرت کی فضا میں — شمیمِ مشک و عنبر آرمیدہ
(تحسیم شاہ گیلانی)

کون سی خلق نہیں آپؐ کی ممنونِ کرم — کس پہ احساں نہیں سب پہ ہے احسانِ رسولؐ
(طاہر سروحسنوی مرحوم)

کیا پوچھتے ہو مجھ سے تم اس ذات کی عظمت — جس ذات پہ خود خالقِ کونین فدا ہے
(محمد طفیل حزیں)

وہ گل و گلزارِ وحدت ہیں محمد مصطفیٰ — ان پہ قرباں ہر چمن ہر پھول ہر گلشن نثار
(سید ظفر ترمذی)

نبی فخرِ دو جہاں رسولؐ ختمِ مرسلاں — یہاں ہیں ہادیٔ زماں وہاں شفیعِ عاصیاں
(غلام عباس ساقیؔ)

طوبیٰ پہ سرِ شاخ کھلا نامِ محمدؐ — کلیوں نے چٹک کر جو لیا نامِ محمدؐ
(غلام الستار انجم)

میرے خیال و فکر کی تنویر ہیں رسولؐ — ملت کی آن دین کی تقدیر ہیں رسولؐ
(سید علی کوثر جعفری)

جو بھی خوش بخت ترے بابِ کرم تک پہنچا — آبرو مند ہوا لوح و قلم تک پہنچا
(فیض گوہر جعفری)

سر پہ لئے ہوں میں نعلینِ مصطفیٰ — میرا ادب کرو کہ میں عالی جناب ہوں
(تقدیر قیس)

تیرے کرم کے سہارے میں جی رہا ہوں یہاں — تیرا کرم ہے مرے سر پہ سائباں کی طرح
(قمر چنیوٹی)

ہے ختم شان رسالت حضور اقدسؐ پر یہیں سے ہوتا ہے آغاز عظمت بشری
حبیب حق کا مقام جد کیا کہنا خدا سے جاری ہوئی "عقل کل" کی نامہ بری
(کبیر انور جعفری مرحوم)

اس سوچ میں ڈوبا ہوں ندامت میں گڑا ہوں ہر چند گنہ گار ہوں گستاخ بڑا ہوں
... تھی شانوں کی کہیں گر گئی سر سے دربار رسالت میں تہی دست کھڑا ہوں
(سید مظفر علی ظفر)

مرا مدعا ہیں مدینے کی گلیاں مرا آسرا ہیں مدینے کی گلیاں
... آ رہے ہیں فرشتوں کے جھرمٹ بڑی پر فضا ہیں مدینے کی گلیاں
(مظہر اختر)

... کو ملا ہے احمدؐ مرسل سا ناخدا طوفاں میں ڈگمگائے گا اس کا سفینہ کیا
(مصدق خاور)

... مشیت ہے تو کی مثلی ہے سدرہ سے بھی اونچی تری عالی نسبی ہے
تو ... کا شہر نبی پوش ہے بے شک اس شہر راز دیدہ کا دروازہ علیؓ ہے
(معین تابش)

نعت کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ اس میں حضور سرور کائناتؐ کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ بادی النظر میں یہ تصور غلط فہمی پر مبنی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اصناف ادب کے بارے میں ارتقائی تصور پر غور کرنا ضروری ہے۔ یاد رکھنا چاہیے عقیدت کے اظہار کے لئے اصناف کی کوئی اہمیت قطعی نہیں۔ نظم ہو یا نثر جس پیرائے میں بھی حضور ختم المرسلین کی مدح کی جائے گی اسے نعت ہی کا نام دیا جائے گا۔ موجودہ زمانے میں جب کہ اصناف ادب ہیئت کے انقلابی عمل سے گزر رہی ہیں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ نعت ہر پیرائے میں کہی جا سکتی ہے۔ نثری نظم کی موجودگی میں نثری نعت یقیناً" کہی جا سکتی ہے:

فریاد کی کوئی لے نہیں ہے
نالہ پابند نے نہیں ہے

ضرورت اس امر کی ہے کہ تخیل اور جذبے کی ہم آہنگی کو اس طرح بروئے کار لایا جائے کہ عقیدت کا حق ادا ہو سکے۔ اس سلسلے میں احترام اور عقیدت کو اس انداز میں پیش نظر رکھا جائے کہ حضور ختم المرسلین کے ارفع مقام کا احساس اجاگر ہو۔

جھنگ کے نعت گو شعرا نے مقام رسالت کے شایان شان نعت گوئی کو شعار بنایا۔ نعت رسولؐ کا موضوع بحر بیکراں کی مانند ہے صدیوں کی صداقت اور فکر کی جولانیوں سے اس میں غواصی کرنے والے گوہر نایاب حاصل کرتے ہیں۔ ہیئت میں

نئے تجربے موضوع کی نزاکت کے اعتبار سے قابل توجہ ہیں۔ یہاں کے نعت گو شعرا نے مروج انداز سے ہٹ کر بھی نعت گوئی کی ہے۔ اس میں زبان کی کوئی قید نہیں۔ اردو ہو یا پنجابی عقیدت کی کوئی زبان نہیں ہوا کرتی۔ حضور سرور کائنات سے عقیدت کا اعجاز ہے کہ نعت گو شعراء تخیل، فکر و فن اور جذبات کے لحاظ سے رحمدود و تصور رکھتے ہیں وجہ یہ ہے کہ حضورؐ کے سوہ حسنہ کو حرز جان بنانے والے نعت گوئی کے میدان میں عشق رسولؐ کا وہ ارفع مقام پیش کرتے ہیں جس میں ان کا قلبی تعلق، دلی جذبات اور حال دل واضح نظر آتا ہے۔ ۔

شیش محل کے رہنے والو
شیش محل سے نیچے اترو
دھرتی اوپر
دوجہاں کے بادشاہ کی کٹیا دیکھو
سندر سوہنی کٹیا
جس کا رشتہ دھرتی سے ہے
اونچے لوگو
اپنے محل میناروں کو تم
اس کٹیا سے نیچا کر لو
سوہنے سچے نبیؐ کے ساتھ تمہارا سچا
پیار یہی ہے
اس کے ساتھ اگر کچھ تمہارا رشتہ ہے تو
اس کا بس اظہار یہی ہے

(حنیف باوا)

حضور ختم المرسلینؐ کے ساتھ دلی وابستگی وہ حیات آفریں جذبہ ہے جس کی تازگی ہمیشہ برقرار رہتی ہے۔ آپ کی ذات کے اوصاف حمیدہ کا بیان ندرت اور تنوع کا آفاقی اور ابدی خزینہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نعت گو شعرا کا تخیل ہمیں سطح فائقہ پر نظر آتا ہے۔ غزل اور نظم جہاں بالعموم کلیشے کی شعری پامال راہوں کی نشاندہی کرتی ہے وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ نعت گو شعرا کے ہاں تخیل کی ندرت اور فکر و فن کی وسعت اور تازگی اپنی مثال آپ ہے۔ جھنگ کے نعت گو شعرا کے ہاں ادب اور اطاعت کا جو انداز موجود ہے اس میں تخیل اور جذبے کا اتصال نعت کو خزینہ عقیدت بنا دیتا ہے: ۔

تیری دہلیز پر
یونہی جھکا رہا، سر مرا اس قدر
تری دہلیز پر، تو ہے سائیں میرا

میں خطا [illegible] سے بجھتی مری
آپ رحم و کرم ہے
اے رسول خدا
سب کی آساں کر مشکلیں سب کی سب
[illegible] تو
سب [illegible] میں غم ہے خوشی و خوشی
روشنی روشنی
[illegible] خدا [illegible] رسول خدا
تجھ پہ قرباں ہے میرا تن میرا من
عالم دو جہاں کی ہی منتا ہے تو
اے رسول خدا
تو ہے سائیں مرا

(ظفر احمد چوہدری)

وطن عزیز میں اس وقت اردو اور پنجابی نعت کے میدان میں [illegible] شعرا [illegible] ہے [illegible] کسی [illegible] ہے [illegible] اس ارفع عمل میں شامل ہے [illegible] وسعت اور فکر [illegible] بول [illegible] میں مدحت [illegible] اور مدحت فکر کو [illegible] اہمیت حاصل ہے [illegible] اعتبار سے [illegible] لائق صد رشک و تحسین ہیں۔ فن کی [illegible] نعت گوئی کا میدان بھی [illegible] مختلف ہے [illegible] ہے کہ وہ [illegible] کی ایک صنف ادب میں اعلیٰ ترین مقام کا حامل ہے [illegible] نعت گو شعرا [illegible] مسلمہ ہے [illegible] نعت گوئی کے قائل ہونے پر [illegible] ہے وہ موصوف ہے [illegible] والے نوجوان [illegible] محسوس [illegible]

محمد! مرا [illegible] مجھے علم عطا کر | مجھ کو ابھی کہنے کا طریقہ نہیں آیا
تو دے ہی مجھے قدرت اظہار ہنر دے | مجھ کو تری مدحت کا سلیقہ نہیں آیا

(صفدر سلیم سیال)

[illegible] برعکس نعت گوئی سخت ریاضت، خلوص اور جذب دل کا تقاضا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عام [illegible] نعت [illegible] کٹھن مرحلہ ہے۔ اس کے لیے جس جگر کاوی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ عام شعرا کے ہاں [illegible] نعت گوئی کے میدان میں اس وقت جو پیش رفت ہو رہی ہے۔ وہ حد درجہ امید افزا ہے۔ جھنگ میں

نعتیہ شاعری ایک اہم روایت کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔ یہ کہنا بے حد مشکل ہے کہ اس وقت یہاں ہر نعت گو کون ہے اللہ تعالیٰ جس ہستی کی مدحت کرے عام انسان اس قرض سے کیسے عہدہ برا ہو سکتا ہے:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

نعت گوئی کے حوالے سے یہ امر ذہن میں رکھنا چاہیے کہ شاعری کی دیگر اصناف کے برعکس نعت گوئی کو خاص مقام حاصل ہے۔ اس وقت کہی جانے والی نعتیں اپنے اندر جذب و مستی کی خاص کیفیت رکھتی ہیں۔ جوں جوں انسانی شعور بیداری کے مراحل طے کرے گا نعت گوئی کو فروغ حاصل ہو گا۔ آج کے دور میں کہی جانے والی نعتیں [illegible] میں بھی اپنے مخصوص انداز کی بدولت خاص مقام پر فائز ہوں گی۔ مستقبل کا ادبی مورخ اس امر کو نظر انداز نہیں کر سکے گا۔ غزل اور نظم یا دیگر اصناف سخن کے برعکس ہر نعت اپنے دامن میں عقیدت و خلوص کا خاص رنگ لیے ہوتی ہے۔ ہر شاعر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے حرف مدحت اور آہ و زاری درگاہ رسالت میں شرف قبولیت حاصل کریں۔ جھنگ کے نعت گو شعرا نے نعت گوئی کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں حرف مدحت پیش کیے ہیں:

توحید کی پہچان ہے تو نقش خدا ہے
جو اس نے سنا تو نے وہی ہم سے کہا ہے
انسان کی توقیر بڑھائی سر صحرا
اس واسطے دنیا میں ترا نام بڑا ہے
(صفدر سلیم سیال)

جھنگ میں نعتیہ شاعری کا ایک اہم دبستان خواتین کا رہین منت ہے۔ اس علاقے میں مشرقی اقدار اور اسلامی شعائر سے وابستگی کا معاملہ [illegible] ہے۔ نعت خواں خواتین صرف خواتین کی محافل میں ہی ہدیہ عقیدت پیش کرتی ہیں۔ متعدد شاعرات نے نعت گوئی اور مدحت گوئی میں حصہ لیا مگر یہ تخلیقات محدود رہیں کیونکہ یہ کہیں چھپ نہیں سکیں لیکن یہ امر مسلمہ ہے کہ حضور ختمی مرتبت کی ذات اقدس سے [illegible] قلبی اور دلی عقیدت یہاں کی خواتین کا امتیازی وصف رہا ہے۔ مثال کے طور پر محترمہ [illegible] کی یہ نعت ملاحظہ ہو:

طلب ہے ہم [illegible] رسول اللہ
[illegible] روضہ اطہر دکھا دو یارسول اللہ
[illegible]
[illegible] یارسول اللہ
[illegible]
[illegible] یارسول اللہ
[illegible]
[illegible] یارسول اللہ
[illegible] مدینے میں
مجھے بھی اپنے قدموں میں بٹھا لو یارسول اللہ
[illegible] آب زمزم ہے
مبارک ہاتھ سے اپنے پلا دو یارسول اللہ
[illegible] مل جائے ذرا سا ٹکڑا کملی کا
کرم اتنا ذرا مجھ پہ [illegible] دو یارسول اللہ

جھنگ میں خواتین نعت گو اور نعت خواں کثیر تعداد میں ہیں لیکن ان تک رسائی اور ان کے کلام کا حصول آسان

ہیں۔ اب میں جس شاعرہ کا ذکر کرنے لگا ہوں اس کے بے ثمر زندگی اور اس کے لرزہ خیز اعصاب شکن حالات سے یہاں ہر شخص آگاہ ہے۔ ۱۰۰ سو سال سے زائد عمر کی یہ بالکل ان پڑھ خاتون بلا کے حافظے کی مالک ہے۔ اس کا کلام کہیں بھی لکھا نہیں گیا۔ وہ جو کچھ کہتی ہیں زبانی یاد رکھتی ہے۔ میری مراد :۔

جھنگ دیس میں ایک ملنگنی رو رو کر نعت سنائے
کمر خمیدہ' بال پریشاں' "فضل بانو" کہلائے

فضل بانو ایک وقت کش نغمہ ہے عشق رسولؐ اس کے دل کی آواز ہے۔ وہ مسلسل اپنا نعتیہ کلام سناتی رہتی ہے اس کی نمناک آنکھیں جذبوں کی صداقت کا مظہر ہوتی ہیں۔ اگرچہ وہ ان پڑھ ہے مگر روحانی علم اور وجدان اس کو حقائق کا ادراک عطا کرتے ہیں۔ شاید ایسے شاہؒ نے اسی لئے تو کہا تھا : "علموں بس کریں او یار"
فضل بانو کے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں :۔

در محمد مصطفیٰ تے جھنگ کے پوندا اے آونا — شوقیں مقصوداں تے چھوڑ دے انزاونا
اپنے نفس نپے دل تے پاک منی وجود توں — رحمت اللعالمیں دا تاں ہوسیں من بھاونا
پندھ دراڈا اپنے ونجنا خالق جی دا گھر نہیں — بابجھ نفسوں کویں نہیں اوکھا ہوسیں جاونا
سنت احمدؐ نبی دی کر عزت حسینؑ دی — پڑ کر لے سجدے وچوں سر نہ اتاں چاونا
اوکھا ویہاڑا موت دا ڈر وچ خدا دے خوف توں — مں نہ مں توں کم فضل دا آکھا سمجھاونا

"فضل بانو" جس کی نعتیہ شاعری کا سفر پچاس برس سے زائد عرصے پر محیط ہے ستائش اور صلے کی تمنا سے بے نیاز اپنی محرومیوں اور بے چارگی پر خود ہی نوحہ کناں ہے۔ اس عالم میں وہ نعت نبیؐ کو حرز جاں بنائے ہوئے ہے اور نعت میں بھی اس نے طبع آزمائی کی ہے اور خوب کی ہے :۔

محمدؐ کا جس نے لیا نام دل سے — خدا کی قسم با ایماں ہوں گیا
اسی کے تصدق فلک سب ستارے — اسی کے لئے کل جہاں ہو گیا
وہ جس دل میں چاہت نہیں آپؐ کی — اس کا سارا عمل رائیگاں ہو گیا

جھنگ کو اس اعتبار سے بھی امتیاز اور اعزاز حاصل ہے کہ یہاں نعت گوئی کا گلستان ہمیشہ مہکتا رہا ہے۔ ہر دور میں یہاں نعت گوئی کا سلسلہ چلتا رہا ہے۔ انگریزی زبان میں نعتوں کا مجموعہ "Peace be upon him" بھی ۱۹۹۲ء میں منظر عام پر آیا اور اس طرح جھنگ کے شاعر محمد اطہر جاوید نے انگریزی نعتوں کا ایک نعتیہ مجموعہ پیش کر کے اس شہر سدا رنگ کو وطن عزیز میں معزز و منفرد کر دیا۔
جھنگ کے نعت گو شعراء نے بلاشبہ نعت گوئی کے فروغ میں بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ سلطان باہوؒ' پیر عبدالرحمان' شاہ جیونہؒ' شاہ زندہؒ اور متعدد دیگر بزرگان دین کا یہ مسکن فقر و عرفان کا گہوارہ ہے اور یہاں نعت گوئی کا جو زمزم بہہ رہا ہے اس سے لگتا ہے یہاں عشق رسولؐ کا غلغلہ ہمیشہ بلند رہے گا۔

شعرائے سیالکوٹ اور اردو نعت

پروفیسر عادل صدیقی

کیا فکر کی جولانی کیا عرض ہنر مندی
توصیف پیمبر ہے توفیق خداوندی

حافظ محمد افضل فقیر کے اس لازوال نعتیہ شعر سے مضمون کا آغاز کرنے کا مقصد اعتراف فرومایگی اور اظہار بے بسی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ جس طرح نعت لکھنا توفیق خداوندی ہے اسی طرح موضوع نعت کا احاطہ کرنا بھی کار آساں نہیں بلکہ نہایت کٹھن اور دشوار مرحلہ ہے جو تائید ربی کے بغیر ناممکن ہے۔ بقول مرزا ادیب "اس لازوال شخصیت کے بارے میں اتنا کچھ کہا گیا ہے کہ اس کے ہزارویں حصے کا احاطہ کرنا بھی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔"

زندگی کے مختلف شعبوں میں سے جب ہم فنون لطیفہ کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو سب سے پہلے ہم جس چیز سے براہ راست متاثر ہوتے ہیں وہ شعر و ادب ہے۔ جہاں شعر و ادب کا بارہ ہے تو سیالکوٹ کی گود کئی ایک بین الاقوامی شہرت کی حامل شخصیات سے بھی دکھائی دیتی ہے۔ جن میں علامہ اقبال اور فیض احمد فیض اس دھرتی کے لئے وجہ افتخار اور سرمایہ افتخار ہیں۔ محولہ بالا ہر دو شخصیات کے علاوہ بھی سیالکوٹ نے بہت سے قابل ذکر اہل قلم کو جنم دیا ہے۔ جو اس زمین کی زرخیزی اور شادابی کی علامت بن کر سامنے آئے ہیں۔

جہاں تک اردو شاعری میں صنف نعت کا تعلق ہے۔ تو اس پہلو سے بھی سیالکوٹ اپنے مقدر پہ نازاں ہے' کہ یہاں پر ثنا خوان رسول ہاشمی کی ایک طویل فہرست سامنے آتی ہے۔ جن میں سے بعض تو ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں ہی نعت حضورؐ کے وقف کر رکھی ہے۔ ان کی صبحیں اور شامیں توصیف پیغمبر میں گزری ہیں یا گزر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے شعراء جن کا شمار ہر چند باقاعدہ نعت گو شعراء کی صف میں تو نہیں ہوتا مگر انہوں نے جب بھی نعت حبیبؐ کہی دل و جان سے کہی اور حق نعت گوئی بھی یہی ہے۔

اقبال

سیالکوٹ میں باقاعدہ نعت گوئی کی روایت تو عہد اقبال کے بعد ہی چلتی معلوم ہوتی ہے۔ تاہم اقبال کی شاعری چونکہ اسلامی فکر کی حامل شاعری ہے' جس کی مجموعی فضا فلسفہ توحید اور عشق نبیؐ سے معمور دکھائی دیتی ہے۔ ویسے تو ان کی شاعری میں جگہ جگہ پر تو حب رسولؐ کے جلوے فروزاں ہیں مگر ان کی وہ شاعری جو باقاعدہ نعت سے تعبیر کی جاتی ہے' بلاشبہ ایک سچا عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی اس معیار کے اشعار تخلیق کر سکتا ہے۔ بقول ڈاکٹر انور سدید "اردو کی نعتیہ شاعری میں اقبال کی حیثیت سب سے الگ ہے' یوں رسمی اور التزامی طور پر شاید انہوں نے اردو میں ایک نعت بھی نہیں لکھی لیکن نعت کے تمام جملہ اوصاف ان کے کلام میں ہر کہیں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے سینے میں عشق محمدؐ کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جذبات والہانہ پن اور طبع کا فطری سوز و گداز ان کو ہر شاعر سے جدا کر دیتا ہے۔"

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے — غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر — وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

حکیم شجر طہرانی

اقبال کے عہد میں نعت میں جو اہم نام اردو نعت کے حوالے سے سامنے آتا ہے وہ حکیم شجر طہرانی کا ہے۔ شجر طہرانی کا آبائی وطن کشمیر ہے۔ ان کے بزرگ ہمایوں کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے' مورث اعلیٰ کا نام مرزا اشرف محمود تھا' یہ خاندان بہادر شاہ ظفر کے عہد تک دہلی میں مقیم رہا اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد لاہور پہنچا اور جب گلاب سنگھ نے انگریزوں سے کشمیر کو خرید لیا ان کے بزرگ شاہی طبیب کی حیثیت سے گلاب سنگھ کے ہمراہ جموں آگئے۔ جہاں پر انہوں نے اکھنور کے قریب ایک بستی میرپور سدھڑ کو اپنا مسکن بنایا۔ یہاں پر ۱۸۷۲ء میں شجر طہرانی کی ولادت ہوئی۔ ان کے باپ میرزا امیر الدین امیر اور دادا میرزا امام دین امام فارسی کے کہنہ مشق شاعر تھے۔ یوں حکیم شجر طہرانی کو شاعری ورثہ میں ملی۔ وہ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ قبل ہی سیالکوٹ میں آکر قیام پذیر ہوگئے۔ اور یہیں پر ۴ نومبر ۱۹۶۸ء کو وفات پا کر آسودہ خاک ہوئے۔ انہوں نے نظم' غزل' رباعی' نعت' قطعات غرض ہر صنف شعر میں طبع آزمائی کی ہے۔ اردو کے علاوہ وہ فارسی میں بھی اچھے شعر کہہ لیتے تھے۔ "حمل گرہ" مجموعہ قطعات مطبوعہ کے علاوہ ان کا بے شمار غیر مطبوعہ کلام ان کے متعلقین کے پاس محفوظ ہے۔ اپنے مضمون کی ضرورت کے تحت ان کے کلام میں سے صرف نعتیہ اشعار ہی نذر قارئین کر رہا ہوں۔

دی نبوت کی منادی چاندؐ نے — فطرت خفتہ جگا دی چاندؐ نے

بخش دی مژدہ دلوں کو زندگی — اور سچائی دکھا دی چاندؐ نے

کفر اور الحاد کی دنیا میں اک — دین کی دنیا بسا دی چاندؐ نے

شب کی تاریکی تو کیا کفار کے — دل کی تاریکی مٹا دی چاندؐ نے

حکیم محمد لقمان ساجد

آپ کا اصل نام محمد لقمان اور قلمی نام ساجد تھا۔ پیشہ آباء چونکہ دس پشتوں سے حکمت و طب چلا آرہا تھا۔ لہٰذا نام کے ساتھ حکیم کا لاحقہ بھی لگنے لگا۔ اس طرح آپ کا مکمل نام حکیم محمد لقمان ساجد ٹھہرا۔ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق کشمیر سے تھا اور شاہی طبیب کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد آپ کے آباء ہجرت کر کے پسرور میں آباد ہوئے تھے۔ آپ کی پیدائش یہیں پر ۳ نومبر ۱۸۹۸ء کو ہوئی۔ ابھی آپ کی عمر تین چار ماہ کی تھی کہ آپ کے والد محمد صادق کا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا اب ایک پندرہ سالہ بیوہ کا واحد سہارا ان کا ننھا سا بچہ لقمان ہی تھا۔ والدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت میں دلچسپی رکھی ۱۹۱۳ء میں آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا تو مرکزی وزارت صحت میں ملازمت مل گئی۔ اس شعبے میں ۱۹۵۳ء میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ آپ طب کی سند بھی رکھتے تھے مگر حکمت کو بطور پیشہ نہ اپنایا بلکہ خدمت خلق کے جذبے سے لوگوں کی خدمت کرتے رہے۔ حکیم لقمان ساجد' اقبال کے ہم عصر اور دوست بھی تھے۔ لقمان

ساجد کے ننھیال علامہ اقبال کے آبائی گھر کے قریب ہی تھے۔ لہٰذا دونوں میں اکثر ملاقاتیں رہا کرتی تھیں۔ ساجد کی صرف بچپن سے ہی رجحان تصوف ہے بہت کچھ تحقیق کیا مگر گم آمیز ہونے کی وجہ نہ معروف رہے۔ آپ کا انتقال ۵ اگست ۱۹۹۳ء کو ہوا۔ اور لاہور میں دفن ہوئے۔ آپ کا مجموعہ کلام آپ کے انتقال کے بعد "داغ جبیں" کے نام سے ادبی سبھا پسرور کے زیر اہتمام اشاعت پذیر ہوا۔ آپ اردو، فارسی، عربی اور انگریزی پر کمال دسترس رکھتے تھے۔ "داغ جبیں" میں دیگر کلام کے ساتھ دس نعتیں بھی شامل ہیں۔

مدینے کے گلی کوچوں میں جو رحمت برستی ہے ۔۔۔ فلک پر مسند حق دیکھ کر اس کو ترستی ہے
زیارت جیتے جی کر لو کہ شاید وقت ہو نہ ہو ۔۔۔ مدینے کی زیارت باعث صد فخر ہستی ہے
مئے وحدت سے رندان حرم مخمور ہیں "ساجد" ۔۔۔ شماروں کو چشم مست ساقی ہی کی مستی ہے

محمد عباس اثر

محمد عباس اثر کا شمار بھی سیالکوٹ کے نامور شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کا اصل نام محمد عباس تھا اور اثر تخلص کرتے تھے۔ ۱۹۰۰ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ اور یہیں پر ۱۹۹۳ء میں انتقال ہوا۔ انہوں نے حمد، نعت، منقبت، غزل، نظم اور قطعات غرض ہر صنف شعری میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کا صرف ایک مجموعہ کلام "[illegible]" کے نام سے اشاعت پذیر ہوا۔ ۲۲۸ صفحات پر مشتمل اس مجموعہ میں ان کی شاعری کا "تقریباً" ہر نمونہ دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اثر صاحب کی ۲۵ نعتیں بھی شامل ہیں۔ جس سے نعت کے ساتھ ان کی وابستگی کا اندازہ ہوتا ہے۔

[illegible] ۔۔۔ سکون قلب [illegible] اس کی [illegible] ہے مجھے
[illegible] ۔۔۔ [illegible] مری قسمت نے [illegible] ہے مجھے
پڑھا کے کلمہ توحید اور معانی بھی ۔۔۔ رہائی خوب دلائی ہے ماسوا سے مجھے

اثر صہبائی

اثر صہبائی کا شمار نہ صرف سیالکوٹ بلکہ ملک کے صف اول کے شعراء میں ہوتا تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد کشمیر سے ہجرت کر کے سیالکوٹ میں آباد ہوئے تھے۔ اور آپ سیالکوٹ میں ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ بی۔اے تک سیالکوٹ میں تعلیم حاصل کی اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہو کر ایم۔اے فلسفہ کا امتحان پاس کیا۔ لاہور ہی سے انہوں نے وکالت کا امتحان بھی پاس کیا۔ وکالت کے پیشے سے منسلک ہو کر کافی عرصہ کشمیر میں آباد رہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ مستقل طور پر پاکستان میں ہی مقیم رہے۔ پاکستان میں انہوں نے سرکاری محکموں میں اچھے عہدوں پر خدمت کی۔ ۲۶ جون ۱۹۶۳ء کو سیالکوٹ میں ہی انتقال کیا اور یہیں پر دفن ہیں۔ اثر صہبائی پر گو اور خوب گو شاعر تھے۔ انہوں نے اردو زبان و ادب کو "جام طہور"، "نور نکہت"، "جام صہبائی"، "تمثال"، "راحت کدہ"، "روح صہبائی" اور "جام رفعت" کے نام سے مطبوعہ کلام اور بہت سا غیر مطبوعہ کلام دیا ہے۔

شاہی بھی اسی در سے فقیری بھی ملی ہے
تو نے نگہ لطف و کرم جس پہ بھی ڈالی

افکار گہر بار ہیں کردار پہ انوار
افکار مثالی ترا کردار مثالی

اے رحمتِ کونین وہ اسلوبِ محبت
دشمن نے بھی گالی کے عوض تجھ سے دعا لی

مضطر نظامی

آپ کا اصل نام خدا بخش اور تخلص مضطر تھا۔ ۸ اگست ۱۹۰۹ء کو پسرور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی امریکن مشن سکول سے حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان ۱۹۲۹ء میں گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج پسرور سے پاس کیا۔ ۱۹۳۷ء میں ملتان میں قیام کے دوران انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ منشی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات امتیاز کے ساتھ پاس کئے۔ ادیب عالم کا امتحان پنجاب بھر میں اول رہ کر پاس کیا۔ آپ کے والد میاں محمد دین عرف بھائی اور والدہ دونوں ہی پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ اس طرح آپ کو شروع سے ہی گھر میں مذہبی ماحول میسر ہوا۔ جس کا اثر آپ کی شخصیت پر بھی غیر معمولی حد تک پڑا۔ آپ نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی ہے۔ کئی ایک اصناف شعری میں طبع آزمائی کرتے رہے مگر نعت ان کا خاص موضوع تھا۔ آپ نے بچوں کے لئے منظوم سیرت پاک کی کتاب "پیارے نبی" لکھی جو ان کی زندگی میں فروری ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ "دانش کدہ" "انعام عشق" "نقش حیات" "گل کدہ" "کاروان حیات" اور "آب بقا" وغیرہ قلمی نسخوں کی شکل میں ان کے بیٹے [illegible] کے پاس محفوظ ہیں۔ آپ ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو انتقال کر گئے۔ میں صرف ان کی نعتیہ شاعری کی جھلک پیش کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

مدینے کی گلی خلد بریں معلوم ہوتی ہے
زمیں خلد بریں سے بھی حسیں معلوم ہوتی ہے

عزیز رب اکبر بھی شفیع روز محشر بھی
محمدؐ کی اطاعت بالیقیں معلوم ہوتی ہے

یہ کس کے نور سے ہے ریگ صحرائے عرب چمکی
کہ مہر و ماہ و پرویں سے حسیں معلوم ہوتی ہے

یہ کس کا حوصلہ ہے کھائے پتھر پھول برسائے
یہ شان رحمت للعالمیں معلوم ہوتی ہے

سید جعفر علی شاہ عشقی

آپ کا اصل نام جعفر علی تھا اور عشقی تخلص کرتے تھے۔ خاندان سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ اور فقہ جعفریہ کے پیروکار تھے۔ اس طرح مکمل نام سید جعفر علی شاہ عشقی لکھتے تھے۔ ادبی حلقوں میں عشقی الہاشمی کے نام سے بھی یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ ۱۹۰۹ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ پیشہ کے اعتبار سے طبیب تھے۔ تقریباً ۷۲ سال کی عمر میں ۱۹۸۱ء میں انتقال کیا اور سیالکوٹ میں دفن ہوئے۔ آپ بہت پُرگو شاعر تھے اور شاعری کی تقریباً ہر صنف میں طبع آزمائی کی مگر آپ کی شاعری میں نوحہ سلام اور مناقب کی کثرت ہے۔ زندگی کے آخری ایام میں دو مجموعے "سرشک بہار" اور "مطلع انوار" شائع ہوئے۔ "مطلع انوار" کے ابتدائی صفحات پر بیس پچیس کے لگ بھگ نعتیں بھی ملتی ہیں۔اس اعتبار سے نعت پاک کے ساتھ آپ کی رغبت کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے۔ آپ نے شاعری کے ساتھ ساتھ اردو میں تنقید نگاری کی طرف بھی دھیان دیا اور کچھ

مضامین بھی لکھے۔ یہاں صرف آپ کی نعتیہ شاعری سے منتخب کلام پیش کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

سر ہوتے نہ کیوں بدر و احد خندق و خیبر
جب دست خدا آپ ہو بازوئے محمدؐ
پایا ہے سوا عرش سے اس خاک نے پایہ
جنت سے فزوں رتبہ میں ہے کوئے محمدؐ
عشق ہے داغ اپنا بھی زلف ان کی بھی شاداب
گریز ہے کیا نکہت گیسوئے محمدؐ

حبیب کیفوی

حبیب کیفوی کا شمار اردو اور کشمیری کے ممتاز شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ کا اصل نام حبیب اللہ اور والد کا نام عمر دین ہے۔ ۱۹۱۰ء میں جموں میں پیدا ہوئے اور قیام پاکستان کے ساتھ ہی پاکستان میں سیالکوٹ کو اپنا مسکن بنایا۔ طویل عرصہ سیالکوٹ میں گزارنے کے بعد لاہور میں رہائش پذیر ہوگئے۔ دو سال قبل ۱۹۹۱ء میں انتقال کر گئے اور لاہور میں دفن ہوئے۔

ان کے کلام کا مجموعہ جو ۱۹۵۶ء میں "آتش چنار" کے نام سے اشاعت پذیر ہوا وہ بھی آزادی کشمیر کے حوالے سے کہی گئی نظموں پر مشتمل ہے۔ تنقید و تحقیق پر مبنی کتاب "کشمیر میں اردو" ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی۔ جو نہ صرف اردو زبان و ادب کی خدمت ہے بلکہ کشمیر کو خراج عقیدت بھی ہے۔ آپ نے نعت بہت کم کہی ہے۔ تاہم جو کچھ کہا ہے اس قدر معیاری ہے کہ تبرکاً قارئین کی نذر کرنا ضروری ہے۔

مالک و مولا حق کے مظہر صلی اللہ علیہ وسلم
وہ نبی جس کا کوئی نہ ہمسر صلی اللہ علیہ وسلم
سب شہنشاہوں کے شہنشاہ آپ کے قدموں میں ہیں دو عالم
قیصر و کسریٰ آپ کے چاکر صلی اللہ علیہ وسلم
آپؐ سراپا خلق و محبت آپ مجسم شرافت و رحمت
آپؐ کا رتبہ سب سے بڑھ کر صلی اللہ علیہ وسلم

قیس شروانی

اصل نام بشیر محمد خاں تھا اور قلمی نام قیس شروانی لکھا کرتے تھے۔ بیسویں صدی کے عشرے میں جموں میں پیدا ہوئے۔ اور قیام پاکستان کے وقت پاکستان آ کر سیالکوٹ میں آباد ہوگئے۔ پاکستان آنے سے قبل جموں کشمیر میں ان کے دم سے ادبی محفلوں میں خاص گہما گہمی رہا کرتی تھی۔ وہ بزم اردو جموں کشمیر کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد سیالکوٹ میں انہوں نے اردو زبان و ادب کے لئے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔ ان کی غزل میں بھی کشمیر کے حسن پرور اور کیف آور مناظر کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ اردو کا یہ قابل فخر شاعر ۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء کو اس دار فانی سے رخصت ہوگیا اور سیالکوٹ میں ہی آسودہ خاک ہوا۔ حبیب کیفوی نے "کشمیر میں اردو" میں قیس شروانی کا تھوڑا سا نعتیہ کلام بھی دیا ہے جو میں بھی قارئین کی نذر کر رہا ہوں۔

توحید کی ہے سینے میں تڑپ اور لب پہ نام محمدؐ کا
کس شان سے دیکھو عالم میں رہتا ہے غلام محمدؐ کا
مانند مہر درخشاں ہے عالم میں کام محمدؐ کا
یہ دنیا جب تک باقی ہے باقی ہے نام محمدؐ کا

چلتی اعرابی یوں سب کلمہ اسی کا پڑھتے ہیں ۔۔۔ جیوں سے لے کر عرش تک عالم ہے تمام محمدؐ کا
وہ ایک خدا سے ڈرتے ہیں اور موت کو کھیل سمجھتے ہیں ۔۔۔ خوش بختی ہے جن لوگوں کو پہنچا ہے پیغام محمدؐ کا

صاحبزادہ فیض الحسن

بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا نام ہی ان کا تعارف ہوتا ہے۔ انہی نابغہ روزگار لوگوں میں صاحبزادہ فیض الحسن شاہ توصدری کا شمار بھی ہوتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے گوشے گوشے میں آپ کا نام چھایا ہوا ہے۔ یہ نیک نسبت بھی ہے اور عطائے خداوندی بھی۔ جو عزو شرف آپ کو نصیب ہوا ہے وہ آپ کی وراثت بھی ہے اور آپ کا اکتساب بھی۔ آپ بیک وقت دو مشہور خصوصیت کے مالک تھے۔ ایک صوفی منش درویش بھی، اور عالم دین بھی، شعلہ بیان خطیب بھی اور باشعور سیاستدان بھی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کہنہ مشق شاعر بھی تھے۔ یہ وہ پہلو تھا جو ان کے بے شمار جاننے والوں سے بھی اوجھل تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے شاعری کو نمود و نمائش کا ذریعہ نہ بنایا۔ بس خاموشی سے مشق سخن کرتے رہے یہاں تک کہ اپنی زندگی میں کوئی مجموعہ کلام بھی شائع نہ کروایا۔ بس اتنا کیا کہ اپنی غزلوں کا انتخاب "ارمغان فیض" کے نام سے اپنے ایک ارادتمند پروفیسر محمد اکرم رضا کو سونپ دیا تھا۔ ترتیب و نظرثانی کا مرحلہ طے کرنے کے بعد اشاعت پذیر ہوئے۔ افسوس کہ ان کا شعری مجموعہ ان کی زندگی میں تو شائع نہ ہوسکا مگر ان کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد "ارمغان فیض" زیور طبع سے آراستہ ہوگیا۔ آپ کی روحانی، مذہبی، سماجی اور سیاسی زندگی سے تو سبھی لوگ آشنا ہیں۔ آیئے ان کے حقیقی مجموعہ "ارمغان فیض" سے کچھ قطعات مدحت خیر الانامؐ کی دیکھیں۔

جمشید کا تو جام تھا جام جہاں نما ۔۔۔ جام خدا نما ہے مگر جام مصطفےٰ
[illegible] ۔۔۔ انجام نزع سب پہ ہو مگر نام مصطفےٰ
فکر و فن تیرے لئے حسن بیاں تیرے لئے ۔۔۔ اشعار بزم ہے اے جان جہاں تیرے لئے
کارواں عشق کی تو منزل مقصود ہے ۔۔۔ ہے یہ سارا ذوق و شوق رہ رواں تیرے لئے

طفیل ہوشیارپوری

طفیل ہوشیارپوری کا نام دنیائے شعر و ادب میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اردو ادب کا ہر قاری ان کے نام سے آشنا ہے اور ان کی عظمت کا معترف بھی ہے۔ اصل نام محمد طفیل اور قلمی نام طفیل ہوشیارپوری تھا۔ آپ ۱۹۱۴ء کو رحمت علی کے گھر ہوشیارپور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے موقع پر پاکستان میں آکر سیالکوٹ کو اپنا مسکن بنایا اور ایک عرصہ تک یہیں مقیم رہے۔ پھر سب سے بڑے ادبی مرکز لاہور نے انہیں اپنی جانب کھینچ لیا اور اس شہر کے ہو کر رہ گئے۔ اور یہیں ۴ جنوری ۱۹۹۳ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ نے پیشے کے طور پر صحافت سے وابستگی کی اور طویل عرصہ تک "محفل" کے ایڈیٹر چیف رہے تھے۔ آپ نے اظہار کے لئے اردو کے ساتھ ساتھ ہندی اور پنجابی کو بھی اپنائے رکھا۔ ملی رنگ کے گیت آپ کا خاص حوالہ بنتے ہیں۔ آپ کچھ عرصہ فلم انڈسٹری سے بھی وابستہ رہے اور فلموں کو اردو کے علاوہ پنجابی میں بھی بڑے اہم گیت دیئے جو عوام میں بے حد مقبول ہوئے۔ آپ نے شاعری کی ہر صنف میں شعر کے

مگر آپ کی قومی شاعری اور گیتوں کو غیر معمولی شہرت نصیب ہوئی۔ آپ نے اپنے پیچھے بہت سے غیر مطبوعہ کلام کے علاوہ میرے "محبوب وطن" "جام مہتاب" اور "ساغر خورشید" جیسی اہم کتب مطبوعہ شکل میں بھی اردو ادب کے قارئین کے لئے چھوڑی ہیں۔

صرف ایک بار روضہ اقدس کو چوم لوں
صرف ایک لمحے کی مرے مولا خدائی دے
ہو دل کی سلطنت میں نہ سرکش کوئی امنگ
درویش کو بھی ہمت فرمانروائی دے
اس کربلا میں حضرت شبیر کے طفیل
میرے دلِ حزیں کو بھی کرب آشنائی دے

آثم کاشمیری

آپ کا اصل نام محمد شریف اور قلمی نام آثم کاشمیری تھا۔ ضلع سیالکوٹ کی تحصیل پسرور میں ۲۸ مارچ ۱۹۲۰ء کو پیدا ہوئے۔ والد کا نام اللہ رکھا تھا۔ ابھی بہت چھوٹے ہی تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس لئے چھٹی جماعت سے آگے تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ شاعری میں دلچسپی کے سبب فیض احمد فیض [illegible] سے لے کر سعادت حسن منٹو اور کرشن چندر تک کی تصانیف کا گہرا مطالعہ کیا۔ فارسی عربی صرف و نحو اور فقہ و حدیث کی کتب بھی پڑھیں۔ ایک عرصہ تک دنیا کی دلچسپیوں میں کھوئے رہے اور پھر اچانک ایک عجیب حادثہ کے بعد ایک نقشبندی بزرگ کی صحبت اختیار کی۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۱ء بڑی بھرپور عمر میں ہی آپ کا انتقال ہوگیا اور پسرور میں ہی دفن ہوئے۔ آپ غزل کے اعلیٰ پایہ کے شاعر تھے۔ غزل میں رومان پرور ماحول ان کے کلام کی خصوصیت تھی۔ آپ نعت کے باقاعدہ شاعر تو نہ تھے مگر ان کی شاعری میں چند نعتیں بھی شامل ہیں۔ آپ کی شاعری کے قلمی نسخے پسرور کے ایک منیر شاعر طاہر رضائی کے پاس محفوظ ہیں۔
چند نعتیہ اشعار ملاحظہ کریں۔

تیرا سراپا زینت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
صبحِ ازل اک تیرا تبسم صلی اللہ علیہ وسلم
لالہ و گل ہیں تیری بو ہے قلب و نظر ضو ہے
پیکر نکہت حسن مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
تو نے اجالا عالم سارا اے فاراں کے جلوہ آرا
نور کے مرکز نیر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
اول و آخر تیری نبوت ہی کا پرتو بزم جہاں میں
تو ہے تو عیسیٰ و مریم صلی اللہ علیہ وسلم

سید سبط علی صبا

اصل نام سید سبط علی تھا اور صبا تخلص کیا کرتے تھے۔ وہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۵ء کو کوٹلی لوہاراں (سیالکوٹ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم موضع رڑکی (بھارت) سے اور ثانوی تعلیم سیالکوٹ سے حاصل کی۔ عملی زندگی میں آئے تو پہلے ۱۹۵۳ء تا ۱۹۶۰ء سات سال تک پاک آرمی میں خدمات سرانجام دیں اور بعد میں ۱۹۶۰ء تا ۱۳ مئی ۱۹۸۰ء پاکستان آرڈیننس فیکٹریز واہ کینٹ میں تعینات رہے۔ یعنی ۱۳ مئی ۱۹۸۰ء ان کی زندگی کا آخری دن تھا۔
سبط علی صبا اردو کا ایک جواں فکر شاعر تھا جس نے اردو غزل کو مزید توانا بنانے کا خواب دیکھا تھا مگر عمر نے ساتھ نہ

رہا۔ ان کی غزلوں کا صرف ایک مجموعہ "طشت مراد" شائع ہوا ہے جسے ان کی وفات کے بعد ان کے ایک عقیدت مند قاضی عارف حسین نے مجلس تصنیف و تالیف واہ کینٹ کی جانب سے شائع کیا۔ کتاب کا سن اشاعت جنوری ۱۹۸۶ء ہے اور اس میں ایک نعت (سات شعر) ہیں اور چند متفرق اشعار شامل ہیں۔ کتاب میں مشمولہ نعت قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔

جاری ہے فیض شہر شریعت کے باب سے
لب خشک ہیں تو مانگ لے کوثر جناب سے

گنجینۂ علوم میں کوئی کمی نہیں
وابستگی ہے شرط رسالت مآب سے

اہل قلم کا اس پہ درود و سلام ہو
نوع بشر کو جس نے جگایا ہے خواب سے

در کھل گئے ہیں ذہن کے "سبط علی صبا"
مجھ کو متاع فکر ملی ہے جناب سے

ساغر جعفری

آپ کا اصل نام محمد حسین جعفری کنیت ابو الاعجاز ہے اور قلمی نام ساغر جعفری لکھتے ہیں۔ بعض اوقات ان کی کنیت بھی ان کے قلمی نام کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔ اس طرح آپ ابو الاعجاز ساغر جعفری کہلواتے ہیں۔ آپ یکم جنوری ۱۹۱۳ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ سے ہی حاصل کرنے کے بعد بی۔اے کا امتحان بھی مرے کالج سیالکوٹ سے پاس کیا۔ ۱۹۳۳ء میں بی۔اے کرنے کے بعد لاہور چلے گئے۔ وہاں پنجاب یونیورسٹی کالج سے ۱۹۳۵ء میں قانون کا امتحان پاس کیا اور وکیل بن کر سیالکوٹ لوٹے۔ آپ نے شاعری کا آغاز اپنے زمانہ طالب علمی میں ہی کر دیا تھا۔ مرے کالج سیالکوٹ میں فیض احمد فیض، صاحبزادہ فیض الحسن، تو صاروی اور ساغر جعفری کا زمانہ تعلیم ایک ہی بنتا ہے اس طرح انہیں شروع سے ہی اچھی صحبتیں میسر رہیں۔ آپ نے اردو کو اظہار کا وسیلہ بنایا اور شاعری کے ساتھ ساتھ افسانہ کی طرف بھی توجہ دیتے رہے۔ آپ نے تقریباً" ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ ابھی تک ان کی صرف ایک کتاب "ذوق ماتم" ہی شائع ہوئی۔ اور وہ نوحہ جات پر مشتمل ہے۔ جسے ادارہ پیام عمل لاہور نے ۱۹۶۳ء میں شائع کیا۔ علاوہ ازیں آج کل ان کے چار شعری مجموعے "بہارو نگار" (غزلیں، ماہیے، ہائیکو) "برگ گل" (نظمیں، غزلیں، گیت) "دائرے" (قطعات) "جام مودت" (نعتیں، منقبت، قصائد، سلام) زیر طبع ہیں۔ وہ بہت جلد منظر عام پر آنے والے ہیں۔ "جام مودت" زیر طبع سے ایک نعت پیش خدمت ہے۔

وجہ سکون قلب پریشاں ہے تیرا نام
مایوسیوں میں درد کا درماں ہے تیرا نام

تخلیق کائنات کا باعث ترا وجود
رونق فزائے عالم امکاں ہے تیرا نام

تاریکیوں میں نور کی قندیل تیری یاد
ظلمت کدے میں سرو چراغاں ہے تیرا نام

اک بندگی ہے تیرے فضائل کا تذکرہ
اک مرہم جراحت عصیاں ہے تیرا نام

شریف ظفر پسروری

آپ کا اصلی نام محمد شریف اور قلمی نام ظفر ہے۔ یوں مکمل قلمی نام شریف ظفر پسروری لکھتے ہیں۔ آپ ۱۹۱۵ء میں ظفر

وال ضلع سیالکوٹ موجودہ ضلع نارووال میں پیدا ہوئے۔ میٹرک سے آگے تعلیم حاصل نہ کر سکے ہاں البتہ آپ کو فنونِ لطیفہ' مصوری اور آرٹ سے خاصی دلچسپی تھی لہٰذا اس فن کی تربیت حاصل کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں آرٹ ٹیچر کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کیا۔ ۱۹۵۸ء میں پسرور کو مستقل طور پر مسکن بنا لیا۔ فنونِ لطیفہ میں شعر و ادب بھی شامل ہیں اور شریف ظفر مصوری کے علاوہ خطی تحریر کشی بھی کرتے رہے ہیں۔ شاعری میں نعت کی جانب آپ کی زیادہ دلچسپی رہی ہے۔ آپ کا ایک منظوم کتابچہ "غازی نامہ" شائع ہو چکا ہے۔ شاعری میں زیادہ نعت ہی کہی ہے۔ آپ کے پاس تین چار مجموعوں کا مسودہ پڑا ہوا ہے۔ جو وسائل کے نہ ملنے سے زیرِ طبع سے محروم ہے۔ آپ کا نعتیہ کلام کئی قابلِ ذکر رسائل و جرائد میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام میں سے ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

زمیں پہ کس طرح سایہ نظر آتا پیمبر کا
وہ جب دنیا میں آئے عکسِ ذاتِ کبریا بن کر

حقیقی روشنی چشمِ بشر کو ہو گئی حاصل
ہوئے تشریف فرما جب نبیٔ بدر الدجیٰ بن کر

بڑا سب سے کرشمہ ہے یہی خلقِ محمدؐ کا
جھکا ہر دشمنِ جاں ان کے آگے باوفا بن کر

سوالی بھر کے لے جاتے ہیں دامن طلب کا
"ظفر" پہ بھی عنایت ہو کہ آیا ہے گدا بن کر

طاہر شادانی

آپ کا شمار ضلع سیالکوٹ کی چند گنی چنی علمی و ادبی شخصیات میں ہوتا ہے اور جن لوگوں نے پسرور کے سر دستارِ فضیلت باندھی ہے ان میں طاہر شادانی کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ آپ کا اصل نام محمد صدیق اور قلمی نام طاہر شادانی ہے۔ استاد ادب افضل مدحت شادانی بٹالوی کے ارشد تلامذہ میں سے ایک ہیں۔ اسی نسبت سے آپ اپنے قلمی نام کے ساتھ شادانی لکھتے ہیں۔ اردو' فارسی اور عربی پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔ شاعری میں یوں تو آپ نے ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے مگر توصیفِ پیغمبراں کا پسندیدہ موضوع ہے۔ مترجم اور مولف کی حیثیت سے بھی آپ کا کام خاص اہمیت کے قابل ہے۔ ضیا محمد ضیا' آسی ضیائی رامپوری اور حفیظ الرحمان احسن کے اشتراک میں کئی کتابیں مرتب کر چکے ہیں۔ آپ کے نعتیہ کلام کے چند اشعار پیش کر رہا ہوں۔

اللہ نے توحید کی دولت ہمیں بخشی
شاہوں سے بھی افضل ہیں گدایانِ مدینہ

میں بندہ عاصی ہوں وہ ممدوحِ خدا ہیں
کس منہ سے کروں مدحتِ سلطانِ مدینہ

یہ حسنِ گل و لولہ یہ انوارِ بہاراں
ہے تابِ رخِ مہرِ درخشانِ مدینہ

مسکن ہے یہ محبوبِ خداوندِ جہاں کا
طاہر ہوں میں سو جان سے قربانِ مدینہ

عاصم صہبائی

عاصم صہبائی کا شمار سیالکوٹ کے چند معتبر تحقیق کاروں میں ہوتا ہے۔ ادب کے ساتھ ساتھ صحافت بھی آپ کی شناخت کا سبب بنی ہوئی ہے۔ آپ کا اصل نام انور خاں اور قلمی نام عاصم صہبائی ہے۔ آپ کا آبائی گاؤں ہمسکی پادل تحصیل ، ضلع

نوشہرہ صوبہ سرحد ہے۔ آپ کی پیدائش ۲۳ مارچ ۱۹۲۰ء کو راولپنڈی میں ہوئی۔ ابھی آپ دس سال کے تھے کہ ۱۹۳۰ء میں والدین کے ہمراہ سیالکوٹ میں آ گئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ انہوں نے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ ابھی تک کوئی شعری مجموعہ شائع نہیں ہوا۔ تقریباً پچاس کے قریب مجموعوں کا مسودہ ان کے پاس محفوظ ہے۔ جن میں دس کے لگ بھگ ان کے نعتیہ مجموعے ہیں۔ پانچ نعتیہ مجموعے تو انہوں نے ناموں کے ساتھ ترتیب دے کر رکھے ہوئے ہیں۔ جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ "سید المرسلین" "شفیع المحشر" "گنبد و مینار" "خیر الانام" اور "ساقی کوثر" فوج کی نوکری چھوڑنے کے بعد جولائی ۱۹۷۱ء [illegible] "[illegible] دار" جاری کر کے صحافت کے میدان میں قدم رکھا اور یہ سلسلہ آج کل بھی "رہگذر" ہفت روزہ کی صورت میں جاری ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے۔

نام رسولؐ جس نے لیا احترام سے / گزرا وہ مسکراتا ہوا ہر مقام سے
ہر اک بجھا رہا ہے نگاہوں کی تشنگی / اس میکدے میں آ کے محمدؐ کے جام سے
تابندہ عرش و فرش انہی کے ہیں نور سے / انسانیت ہے زندہ انہی کے پیام سے
"ناصر" گنہگار ہوں لیکن ہے یہ یقیں / دھل جائیں گے جو داغ ہیں میرے کلام سے

آسی ضیائی رامپوری

آپ کا اصل نام امان خان احمد اور قلمی نام آسی ضیائی رامپوری ہے۔ والد کا نام مولوی ضیاء اللہ ہے۔ یکم اگست ۱۹۲۰ء کو رامپور یو۔پی میں پیدا ہوئے۔ ایک اچھے ذہن کو اچھا تعلیمی ماحول بھی مل جائے تو سونے پہ سہاگے کا کام ہوتا ہے۔ آسی ضیائی صاحب کی شخصیت کی تشکیل بھی کچھ ایسے ہی علمی و ادبی ماحول میں ہوئی۔ انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم۔اے اور پھر ایل ایل بی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کی تعلیم و تربیت ہی چونکہ خالص اردو فضا میں ہوئی لہٰذا آپ کا اہل زبان اور صاحب اسلوب ہونا تو فطری امر تھا۔ خود پڑھے لکھے انسان تھے پیشہ بھی تدریس کا اختیار کیا۔ مختلف کالجوں میں اردو زبان و ادب کی روشنی تقسیم کرتے رہے اور اب ریٹائرمنٹ کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آسی ضیائی آزادی کے بعد یوپی سے ہجرت کر کے سیالکوٹ میں آباد ہو گئے اور آج کل بھی فتح گڑھ سیالکوٹ میں ہی مقیم ہیں۔ آپ نے اردو زبان و ادب کے لئے بہت سا تحقیقی اور تنقیدی کام [illegible] ہے۔ آپ کی تصانیف میں "کھوٹے سکے" ۱۹۵۰ء "درست اردو" ۱۹۵۲ء "کلام اقبال کا بے لاگ تجزیہ" ۱۹۵۷ء "نشت ناب چراغاں" (اردو شاعری کا اصنافی جائزہ) "تحسین اردو" (تالیف) "برناباس کی انجیل" ترجمہ انگریزی سے۔ شاعری میں تمام اصناف سخن پر دسترس رکھتے ہیں۔ حسرت نعت آپ کی طویل نعتیہ نظم ہے جس میں تقاضا ہائے نعت اور مقام ہائے نعت کا اظہار ہے۔ حسرت نعت میں سے ایک بند پیش کیا جا رہا ہے۔

اس کی محبت میں مجھے گالی ملے تب نعت ہو / فاقوں کے مارے پیٹ پر پتھر بندھے تب نعت ہو
طعنے کسیں کوڑے پڑیں اور دم گھٹے تب نعت ہو / ہاں سر کٹے، سینہ چھدے، گردن کٹے تب نعت ہو
آرام کرسی پر پڑا نعتیں اگر فرماؤں گا / اس بارگاہ پاک سے کیونکر نہ راندہ جاؤں گا

صاحبزادہ رضی شیرازی

آپ پیر جماعت علی شاہ [illegible] صاحب کے پوتے اور پیر فدا حسین شاہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا اصل نام سید [illegible] شاہ قطب الدین [illegible] ہے اور قلمی نام صاحبزادہ رضی شیرازی ہے۔ شیرازی سید اس حوالے سے ہیں کہ آپ کے جد اعلیٰ [illegible] کے ہمراہ شیراز سے ہندوستان پہنچے۔ رضی شیرازی صاحب ۳ دسمبر ۱۹۲۱ء کو علی پور سیداں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی اور ۱۹۳۸ء میں پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا اور پھر ۱۹۳۶ء میں میٹرک کا امتحان پرائیوٹ طور پر پاس کرنے کے بعد یکم فروری ۱۹۴۲ء کو محکمہ تعلیم میں درس و تدریس سے وابستہ ہوگئے۔ آپ ۱۹۸۰ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ گذشتہ کئی سالوں سے مریدکے ضلع شیخوپورہ میں رہائش پذیر ہیں۔ ملازمت کا زیادہ عرصہ پسرور میں گزارا لہٰذا پسرور کے ادبی حلقوں کی روح رواں رہے۔ آپ نے اظہار کے لئے فارسی کو ذریعہ بنایا اور ساتھ ساتھ اردو میں بھی طبع آزمائی کرتے رہے۔ تاریخ گوئی میں آپ کو سند کا درجہ حاصل ہے۔ نعت اور منقبت کہنے کا کافی رجحان رکھتے ہیں۔ آپ کی ایک اردو نعت پیش خدمت ہے۔

گر اشارہ [illegible] میں ہو جائے مجھ کو بخشش کا گماں کیا ہے یقیں ہو جائے
اے شہا بخشش دو عالم تری رحمت کے نثار چارہ درد دل و جان حزیں ہو جائے
جن کی آنکھوں میں سما جائے سواد طیبہ کم سما ان کے لئے خلد بریں ہو جائے
ہے "رضی" خادم خدام رسول عربی پھر بھلا کس لئے محزوں و غمیں ہو جائے

آثم مرزا

اردو افسانے کا ایک معتبر نام' شاید اظہار ذات کے لئے افسانے یا کہانی کو زیادہ موثر نہیں سمجھتا کہ وہ جذبوں کے اظہار کے لئے شاعری کا سہارا لیتا ہے۔ آثم مرزا ایک عرصہ تک صرف افسانہ نگار کے بھیس میں عوام میں رہے پھر اچانک ان کے اندر کا شاعر نمودار ہوا تو شاعری کا سوتا پھوٹ پڑا۔ کبھی کبھی جذبات و احساسات کی شدت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ہیئت [illegible] ثانوی حیثیت دینے لگتے ہیں اور خیال کو زیادہ مقدم اور مقدس تصور کرتے ہیں۔ ابھی آزاد نظم اپنی شناخت بنانے کی [illegible] آثم مرزا نے نعت کے لئے بھی آزاد نظم کی صنف کو اپنایا ہے۔ شاید وہ یہ سمجھتے ہوں کہ شاعری کے رموز و اوقاف عقیدت و جذبات کی راہ میں حائل نہ ہو جائیں اور انسان جو کہنا چاہتا ہے کہہ نہ سکے۔

ہمارے ہر اک سانس کو آپ کی ضرورت
ہمارے دن اور رات کا ایک ایک لمحہ ہے
آپکی رحمتوں کا طالب
ہمارے تاریک راستوں کو اجال دیجیو
ہمارے بگڑے نصیب کو بھی سنوار دیجیو

اصغر سودائی

آپ کا اصل نام محمد اصغر اور تخلص سودائی ہے۔ سیالکوٹ میں ۷، ستمبر ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۵۰ء میں ایم۔اے اقتصادیات کا امتحان پاس کیا اور محکمہ تعلیم میں تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہوگئے۔ آپ علامہ اقبال کالج کے بانی بھی ہیں۔ شاعری کا ذوق زمانہ طالب علمی سے ہی چلا آرہا ہے۔ آپ نے سید جعفری علی مشتاق کی شاگردی اختیار کی۔ شاعری کی ہر صنف میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ غزل اور نعت میں خاص شناخت رکھتے ہیں۔ شاعری کا پہلا مجموعہ "شہر دوسرا" آپ کی عقیدہ شاعری پر مشتمل ہے۔ ۱۶۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب بزم رومی و اقبال سیالکوٹ نے ۱۹۸۹ء میں بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کی۔ غزل اور نعت کے علاوہ اصغر سودائی نے قومی شاعری کی صورت میں بھی اردو زبان کو بہت کچھ دیا ہے۔ قارئین کے لئے آپ کی تصنیف "شہ دوسرا" میں ایک نعت پیش کی جا رہی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

نور و خوشبو تمام راہ مری — جا کے ٹھہری کہاں نگاہ مری
کوئی خطرہ نہیں بھٹکنے کا — ان کی رحمت ہے خضر راہ مری
وہ شفاعت کو آن پہنچے ہیں — اب کہاں پرسش گناہ مری
سامنے آگیا ہے روضہ پاک — جاگ اٹھی قسمت نگاہ مری
انتہا ہوگئی صداؤں کی — خامشی بن گئی گواہ مری

ان کے شایان شان ہو "اصغر"
رفعت شوق بے پناہ مری

ضیا محمد ضیا

شہر دانشوراں پسرور کو جن شخصیات پر ناز ہے ان میں سید محمد ضیا کا نام بھی شامل ہے۔ آپ نے فارسی اور اردو دونوں زبانوں کے لئے قابل ذکر خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ کا اصل نام ضیا محمد اور قلمی نام ضیا ہے۔ بلکہ گذشتہ آٹھ دس سال سے ضیا الہاشمی بھی لکھ رہے ہیں۔ آباؤ اجداد ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے جو تقریباً ڈیڑھ صدی قبل وہاں سے نقل مکانی کر کے ضلع گجرات میں کنجاہ کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں قاسم آباد میں آباد ہوئے۔ آپ وہیں پر ۱۲ فروری ۱۹۲۸ء کو حکیم عبدالرسول کے گھر پیدا ہوئے۔ اس طرح غنیمت کے شہر کنجاہ کے بعد قاسم آباد کو بھی قدرت نے ایک فارسی شاعر عطا کر دیا۔ آپ ایک طویل عرصہ سے اپنے آبائی گاؤں قاسم آباد گجرات کو خیرباد کہہ کر پسرور ضلع سیالکوٹ کو اپنا مسکن بنایا اور آج تک پسرور میں مقیم ہیں۔ اردو فارسی شاعری کے علاوہ آپ نے تالیف کا کام بھی خاصی دلچسپی کے ساتھ کیا ہے۔ آپ کی تصانیف میں "نوائے شوق" "ارمغان عشق" "رواں فارسی" اور "ذکر اسلاف" شامل ہیں۔ تالیف کے کام میں "موج صبا" (ذخیرہ نوی) "گلدستہ نعت" "گلدستہ سعدی" "نوادرات سخن" اور حمد و مناجات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کے بے شمار شعری فن پاروں میں سے صرف ایک نعت کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں۔

مولائے کل ہیں سرورِ دنیا و دیں ہیں آپ
پیغمبرِ خدا ہیں رسولِ امیں ہیں آپ
خورشید و ماہتاب میں پرتو ہے آپ کا
گلزارِ کن فکاں کی بہارِ حسیں ہیں آپ
کس سے دوا مرض کا مداوا نہیں جناب
کس دکھ کا علاج کا درماں نہیں ہیں آپ
ہم کو "شفیق" روزِ حشر کا خوف کیا
ہم بے نواؤں کے لئے حسنِ شفیع ہیں آپ

تاب اسلم

نام محمد اسلم اور قلمی نام تاب اسلم ہے۔ ۱۹۵۰ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت بھی سیالکوٹ میں ہی ہوئی۔ واپڈا میں ملازمت کرتے رہے گزشتہ پانچ برس سے ملازمت سے علیحدہ ہو کر لاہور رہ رہے ہیں۔ شاعری میں جعفر علی عشقی سے اصلاح لیتے رہے۔ تاب اسلم کا شمار جدید دور کے شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ کا کلام ملک کے ہر اہم ادبی جریدے میں شائع ہو چکا ہے۔ گزشتہ تین سال سے خود بھی "جدید" کے نام سے ادبی جریدہ شائع کر رہے ہیں۔ سیالکوٹ کے ادبی حلقوں میں ان کا نام بڑے احترام سے لیا جاتا ہے۔ آج کل وہ بزمِ ادب (سیالکوٹ) کے سیکرٹری بھی ہیں۔ "زخمِ وفا"، "نقشِ آب" اور "حرفِ جاں" آپ کی تصنیفات ہیں۔ بنیادی طور پر غزل گو ہیں مگر انہوں نے جب بھی نعت کہی ہے اسے بھی غزل کی طرح منفرد رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری کا رنگ کیسا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

ظلمتوں میں روشنی کا استعارہ ہیں آپ
ہر نظر کے واسطے حسنِ دل آرا آپ ہیں
عرش پر زندہ ابھی تک آپ کے قدموں کی چاپ
فرش پر پھولوں کے کھلنے کا اشارہ آپ ہیں
زندگی کربِ مسلسل کے سوا کچھ بھی نہیں
فکر کیا مجھ کو مرے زخموں کا چارہ آپ ہیں
لوگ ٹھکراتے ہیں جن کو سنگریزوں کی طرح
ان سبھی بے نواؤں کا سہارا آپ ہیں

حفیظ صدیقی

آپ کا اصل نام محمد حفیظ اور قلمی نام حفیظ صدیقی ہے۔ ۲۸ جون ۱۹۳۳ء کو چوہاں موضع برہان پور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں محمد یوسف علی صدیقی کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم موضع کرکی سے حاصل کی۔ مڈل اور میٹرک کے امتحانات گورنمنٹ ہائی سکول پسرور سے اعزاز کے ساتھ پاس کئے۔ اس کے بعد بی۔ ایس۔ سی کی ڈگری اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور سے حاصل کی۔ ایم۔اے اردو کا امتحان پرائیوٹ اور پنجاب یونیورسٹی سے پاس کرنے کے بعد ایچی سن کالج لاہور میں لیکچرار مقرر ہوگئے۔ مگر جلد ہی وہاں سے ملازمت ترک کر کے جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں اردو کے لیکچرار مقرر ہوگئے۔ ۱۹۷۳ء میں وہاں سے ایم۔اے۔او کالج لاہور میں آپ کا تبادلہ ہوگیا۔ اب تک اسی کالج میں تعینات ہیں اور شعبہ اردو کے صدر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء میں "تحریریں" کے نام سے اردو جریدہ (ماہنامہ) شروع کیا جو آج بھی شائع ہو رہا ہے۔ شاعری کا آغاز زمانہ طالب علمی سے ہوگیا تھا ملک کے تمام اہم رسائل و جرائد اور اخبارات کے ادبی ایڈیشنوں میں آپ کا کلام چھپتا رہتا ہے۔ "لمحوں کی آگ" "پہلی رات کا چاند" "درد کا راستہ" کے علاوہ "لازوال" کے نام سے آپ کا نعتیہ

کلام بھی اشاعت پذیر ہو چکا ہے۔ آپ نے نثری نظم، آزاد نظم، نثر، یک مصرعی نظمیں اور فردیات کی شکل میں اردو زبان و ادب کو بہت کچھ دیا ہے۔ گذشتہ ۲ برس سے مجلس ترقی ادب کی گورننگ باڈی کے ممبر بھی ہیں۔ تمام اصناف سخن میں سے نعت کی طرف آپ کی طبیعت زیادہ مائل ہے اور اور مرجا" بھی اس متبرک صنف ادب کے زیادہ قریب ہیں۔ ان کی نعت کا رنگ ملاحظہ ہو۔

یا نبیؐ مجھ پر کرم کیجئے کہ میرا کون ہے
لاکھ اپنے ہوں مگر دنیا میں سنتا کون ہے

اس دنیا کے سہاروں کی میں رکھوں کس لئے
سب سہارے عارضی ہیں سچا سہارا کون ہے

تو ہے رحمت کی وہ بارش جو برسنے کے لئے
یہ نہ دیکھے کون ہے اپنا پرایا کون ہے

جھوٹ سچ کے روپ میں چھپا ہوا ہے ہر طرف
اب ہمیں کوئی بتلائیں کہ سچا کون ہے

قاضی عطا اللہ

اصل نام قاضی عطا اللہ اور تخلص عطا کرتے ہیں۔ والد کا نام قاضی منظور احمد تھا۔ ۱۵ جون ۱۹۳۴ء کو پسرور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم پسرور سے حاصل کی اور منشی فاضل ۱۹۵۰ء میں سیالکوٹ سے پاس کیا۔ والد کے ساتھ کاروبار میں مشغول ہو جانے کے سبب مزید تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ خوش خطی کا بچپن سے ہی بہت زیادہ شوق تھا لہٰذا کاروبار کے ساتھ ساتھ تصاویر بنانے، کتابت کرنے اور شعر کہنے کا مشغلہ بھی جاری رہا۔ ۱۹۵۷ء میں کاروبار چھوڑ کر بحیثیت ڈرافٹسمین حکومت پنجاب میں ملازمت کا آغاز کیا۔ ملازمت کے سلسلہ میں پسرور سے باہر ہی رہے لہٰذا ایک عرصہ تک اہل پسرور کے لئے اجنبی رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد پسرور کو مستقل طور پر اپنا مسکن بنائے ہوئے ہیں۔ گذشتہ دنوں انہوں نے اپنا پہلا شعری مجموعہ "سوزِ سخن" کے نام سے شائع کیا ہے۔ کتاب میں مشمولہ نعتوں میں سے ایک نعت نذر قارئین ہے۔

سرچشمۂ حسن ازل ہے ذات اقدس آپ کی
باعث تخلیق کل ہے ذات اقدس آپ کی

اسوۂ کامل ہمارے سامنے ہے آپ کا
سراپا علم و عمل ہے ذات اقدس آپ کی

جس نے صحراؤں کو بخشا تمدنوں کا عروج
وہ ہی دانائے سبل ہے ذات اقدس آپ کی

حفیظ الرحمٰن احسن

اصل نام حفیظ الرحمٰن اور قلمی حفیظ الرحمٰن احسن ہے۔ عبدالعزیز بن محمد عبداللہ کے چشم و چراغ ہیں۔ ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو پسرور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں پسرور سے ہی میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ مرے کالج سیالکوٹ سے ۱۹۵۶ء میں بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۱۹۵۹ء میں ایم۔اے عربی کا امتحان پاس کیا۔ کچھ عرصہ بحیثیت لیکچرار تدریس کے شعبہ سے وابستہ رہے۔ اس دوران میں ایم۔اے اردو کا امتحان پرائیوٹ طور پر پاس کر لیا۔ ۱۹۶۶ء میں ملازمت کو کلی طور پر خیر باد کہہ کر اردو بازار لاہور میں "ایوان ادب" کے نام سے اشاعتی ادارہ قائم کر کے علم و ادب کی خدمت میں مشغول ہو گئے اور یہ سلسلہ آج تک جاری رہا۔ زمانہ طالب علمی سے ہی شعر و ادب کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔ اب تک کئی

کتابوں کی تالیف کا کام کر چکے ہیں۔ نعیم صدیقی کی ادارت میں شائع ہونے والے مجلّہ "سیارہ" کے معاون رکن بھی ہیں۔ آپ کا اولین شعری مجموعہ "فصل زیاں" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ ہر صنف سخن میں شعر لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ مگر فطری طور پر نعت کی طرف زیادہ رجحان رکھتے ہیں۔ آپ کے نعتیہ کلام میں سے ایک نعت کے چند شعر پیش کر رہا ہوں۔

چارہ ساز غم انساں ہیں رسولؐ عربی — سایہ رحمت یزداں ہیں رسولؐ عربی
صاحب خلق عظیم آپؐ کی ذات اقدس — وجہ صد عظمت انساں ہیں رسولؐ عربی
منحصر طاعت و الفت پہ ہے ایمان اپنا — مرکز روح و دل و جاں ہیں رسولؐ عربی
رزم ہو، بزم ہو، جلوت ہو کہ خلوت "احسن" — مظہر مرضیء یزداں ہیں رسولؐ عربی

اطہر صدیقی

محمد یسین صدیقی شعر و ادب کی دنیا میں اطہر صدیقی کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ زمانہ طالب علمی سے ہی شعر کہہ رہے ہیں۔ شاعری میں اصلاح سے بے نیاز رہے ہیں۔ ۱۹۵۸ء سے باقاعدہ ادبی رسائل و جرائد میں آپ کا کلام شائع ہو رہا ہے۔ شاعری میں غزل ان کی پسندیدہ صنف غزل ہے۔ کبھی کبھار آزاد نظم بھی کہہ لیتے ہیں۔ اردو شاعری میں وہ غزل کے علاوہ نعت کہنے کی سعادت بھی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ "کاکل غم" "آبروئے غم" اور "ذوق سفر" کے نام سے ان کے تین شعری مجموعے منصہ شہود پر آچکے ہیں۔ آپ نعت کیسی تخلیق کرتے ہیں یہ جاننے کے لئے ان کی یہ نعت پڑھتے ہیں۔

مرے ہونٹوں کی عظمت سب پہ نام مصطفےٰ آیا — خوشا نطق تکلم سب پہ ختم انبیاء آیا
مجھے انساں کے بس میں تری عظمت پر زباں کھولے — تری مدحت میں قرآں لے کے جب خدا آیا
وہ جس کے دم قدم سے ہوگئے ظلمت کدے روشن — وہ دنیا میں سراپا نور حق نور الہدیٰ آیا
مٹایا جس نے ہر ظلم و ستم اس بزم ہستی سے — شفیع المذنبیںؐ بن کر وہ محبوبؐ خدا آیا

قمر یزدانی

نعت حضورؐ جن شعراء کی پہچان بنی ہے انہی خوش بخت شاعروں میں قمر یزدانی کا نام شامل ہے۔ آپ کا قلم بڑے احترام اور اہتمام کے ساتھ مدح رسولؐ لکھنے میں مصروف ہے اور یہ بلاشبہ بہت بڑی سعادت ہے جسے خدا دے نصیب کرے۔ قمر یزدانی کا اصل نام غلام حسین اور والد کا نام مولانا عبدالعزیز ہے۔ ادبی دنیا میں انہیں قمر یزدانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء کو موضع چتوالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی اور جے۔وی کر کے محکمہ تعلیم میں درس و تدریس کے ساتھ وابستہ ہوگئے۔ پچیس سال ملازمت کر کے ریٹائرمنٹ حاصل کر لی اور علمی و ادبی کتب کی کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا اور یہ سلسلہ آج بھی ذریعہ معاش کی شکل میں جاری ہے۔ دین کے ساتھ خاصہ لگاؤ ہے اور مقامی مسجد میں خطیب کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ طویل عرصہ سے شعر و ادب سے ناتا ہے۔ انہوں نے اظہار کے لئے اردو کے ساتھ ساتھ پنجابی کو بھی ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ شروع شروع غزل اور نظم بھی کہتے تھے مگر

آہستہ آہستہ صرف نعت' منقبت اور قصیدہ کی شاعری کے لئے خود کو پابند کر لیا۔ اب تک ان کے چار نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جن کے نام کچھ یوں ہیں۔ "مہر درخشاں"' "خم خانہ محمد"' "بادہ عرفاں" اور "ساغر کوثر" اس کے علاوہ مراۃ الحقائق' عورت' معجزات خاتم المرسلین" ان کی اسلامی فکر کے حوالے کی کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ نعت کا ایک اور مجموعہ "ساقی کوثر" زیر طبع ہے۔ آئیے آپ کی نعت کے کچھ اشعار پڑھتے ہیں۔

سرور ہیں سب کے ساتھ ہر دوسرا ہیں آپ محبوب کائنات' حبیب خدا ہیں آپ
رہبر تمہیں بشری سے ثریا تلک ہیں سب جہاں شہنشاہ ارض و سما ہیں آپ
ہر ... آپ کا ہے چارۂ آلام زندگی تسکین کے درد دل بے نوا ہیں آپ
کھلو تو حساب دفتر اعمال کا "قمر" کچھ غم نہیں کہ شافع روز جزا ہیں آپ

رشید آفریں

نام محمد رشید اور قلمی نام رشید آفریں ہے۔ سیالکوٹ کے محلہ مجید پورہ میں چودھری محمد خورشید کے گھر ۲۴ مارچ ۱۹۳۸ء کو پیدا ہوئے۔ ایم۔اے اردو کیا اور ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس میں ملازمت کرتے رہے۔ ان دنوں ریٹائر ہو کر ذاتی کاروبار میں مصروف ہیں۔ شاعری کا شوق و ذوق اوائل عمری سے ہی چلا آرہا ہے۔ پہلے پہل بچوں کی نظمیں لکھا کرتے تھے جو بچوں کے مختلف رسائل میں شائع ہوتی رہیں۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ "رنگ آفریں" کے نام سے ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا تھا اور اب نقش ثانی کی ترتیب و تکمیل میں مصروف ہیں۔ شہر اقبال کے تمام ادبی حلقوں میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ بنیادی طور پر غزل گو ہیں۔ حسب توفیق نعت بھی کہتے رہتے ہیں۔ کیسی کہتے ہیں آئیے دیکھتے ہیں۔

وہ عالم میں شمس الضحیٰ بن کے آئے اندھیرے دلوں کی ضیا بن کے آئے
ہوا چاندنی کی گئی پھیل یکسر وہ بے مثل بدر الدجیٰ بن کے آئے
ہوئی بارش نور ایمان ہر سو زمانے میں ابر سخا بن کے آئے

راجا رشید محمود

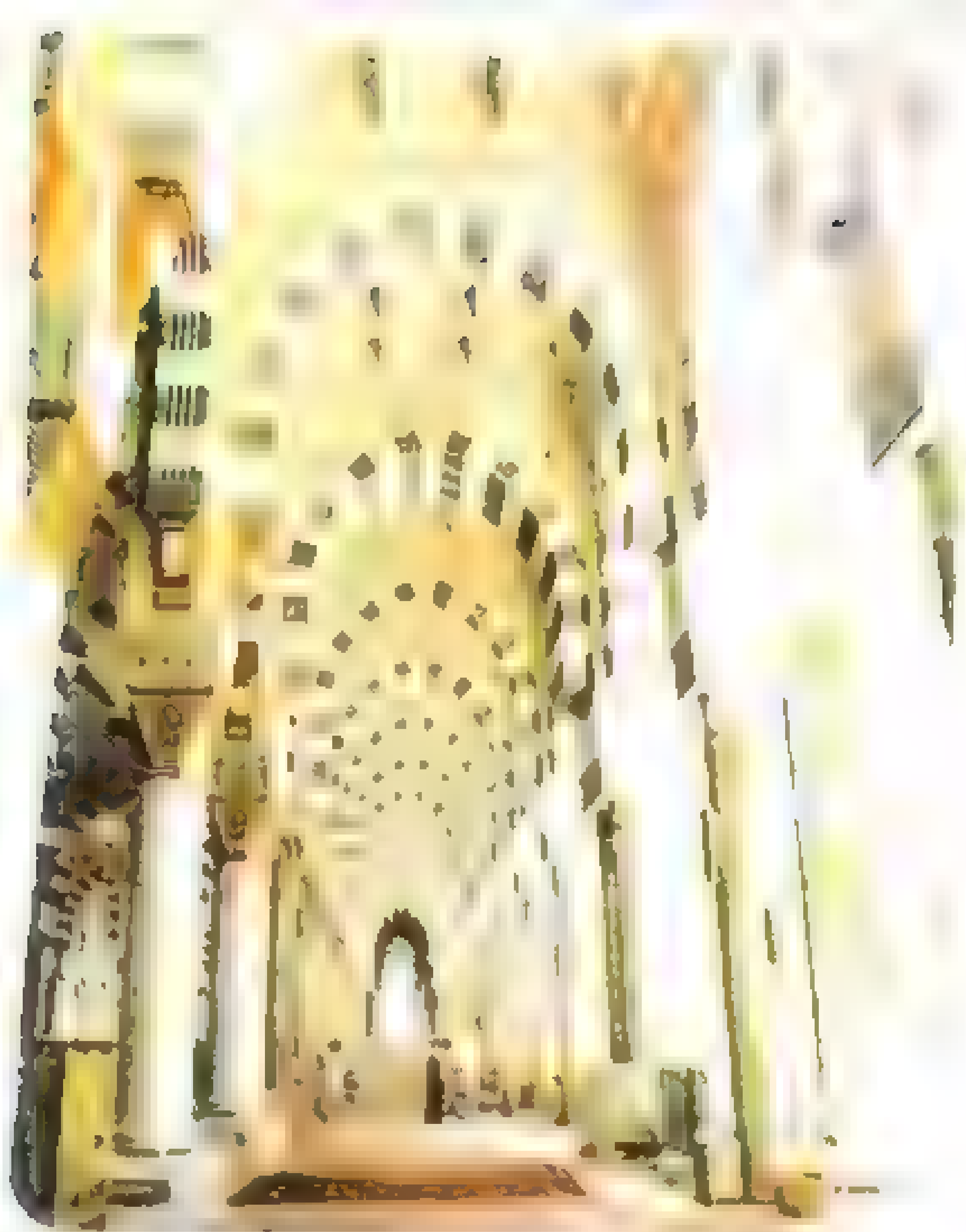
کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا تعریف لکھوں۔ نعت کے حوالے سے جو کام یہ کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں وہ کسی کو نصیب نہیں ہوتا یہ صرف توفیق خداوندی سے ہی ہو سکتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے خدا تعالیٰ نے انہیں پیدا ہی اس متبرک اور بامقصد کام کے لئے کیا ہے۔ اس ہمہ جہت شخصیت کا اصل نام راجا رشید محمود احمد اور قلمی نام راجا رشید محمود ہے۔ نعت یا موضوع نعت سے ان کی وابستگی کے بارے میں یہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ جب سے شعر کہہ رہے ہیں نعت کہہ رہے ہیں اور نعت پر تحقیقی اور تنقیدی کاوشوں میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ "ورفعنا لک ذکرک" ۱۹۷۷ء "حدیث شوق" ۱۹۸۲ء "نعتاں دی انی" پنجابی مجموعہ ہے۔ نعت اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ گزشتہ چھ سال سے بڑی باقاعدگی کے ساتھ ماہنامہ "نعت" شائع کر رہے ہیں جس کا ہر شمارہ خاص شمارہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ موضوع نعت سے متعلقہ اور اسلامی فکر کی حامل کئی ایک کتب کی



مسجد علی (تعمیر جدید)



مسجد جمعه (تعمیر نو)



مسجد نبوی ۔۔۔ محرابوں کا روح پرور اندرونی منظر



مسجد نبوی کی نئی تعمیر شدہ محرابیں

تالیف اور ترتیب کا کام بطریق احسن سرانجام دے چکے ہیں۔ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں نعت کہتے ہیں اور دل سے کہتے ہیں۔

لامکاں کی حد سے آگے ختم ہوتا تھا سفر ——— سدرہ سے آگے بھی جاتا عنصر ایسا نہ تھا
جا نہ سکتا جو تلاش رزق میں طیبہ تلک ——— طائر تخیل مرا خستہ پر ایسا نہ تھا
داغ انگلی کے اشارے کا ہے سینے پر عیاں ——— آپ کے اعجاز سے پہلے قمر ایسا نہ تھا
نعت کہتا ہوں تو اطمینان خاطر ہے نصیب ——— قبل ازیں ہر لمحہ شام و سحر ایسا نہ تھا

ریاض حسین چودھری

آج سے پندرہ سولہ برس قبل سیالکوٹ کا ایک جدید طرز احساس کا شاعر اپنی تر و تازہ غزلوں سے سننے والوں کو متاثر کرتا تھا اور جدید غزل کے نمائندہ شعراء کی صف میں گنا جاتا تھا۔ مگر دیکھتے ہی دیکھتے نہ جانے اس کے اندر کیا انقلاب برپا ہوا کہ اس کی باطنی کیفیات یکسر بدل کر رہ گئیں۔ اس کا ذہن اور قلم حسن باطن سے ہٹ کر حسن ازل کی طرف مائل ہو گیا۔ یعنی اب وہ خدا اور محبوب خدا کے نغمے الاپنے لگا۔ اس نے نعت حبیبؐ کو اپنا ایمان و ایقان بنا لیا جس نئے پن اور جدید فکر سے وہ غزل کی زلفیں سنوار رہا تھا اس سے کہیں بڑھ کر کومل لہجہ کے ساتھ وہ مدح رسولؐ میں اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال کرنے لگا۔ جی ہاں یہی وہ ریاض خوش بخت ہے جسے لوگ ریاض حسین چودھری کے نام سے پکارتے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری کے مداحوں کو ابھی تک ان کے نعتیہ مجموعہ کا انتظار ہے۔ نہ جانے ان کا مجموعہ کب آپ تک پہنچے ہم نے ان کے ریاض نعت سے چند کلیاں آپ کے لئے منتخب کی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

نورِ یقین و حاصل قرآں کہیں جسے ——— قدرت کا آفتاب درخشاں کہیں جسے
تصویر کائنات کا وہ مرکزی خیال ——— لوح جہاں پہ شانِ یزداں کہیں جسے
آدم کی پہلی سانس اسی سے تھی مستعار ——— اقلیم جاں کا آخری سلطاں کہیں جسے

نذر گیلانی

نام سید غضنفر حسین شاہ اور قلمی نام نذر گیلانی ہے۔ سید حسن شاہ کے گھر یکم جنوری ۱۹۴۳ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں شعر کہنا شروع کیا۔ ابتداء میں ان کا میلان طبع صرف غزل کی طرف رہا۔ پھر نہ جانے دل کی دنیا میں کیا انقلاب رونما ہوا کہ ہر صنف سخن بھول کر صرف اور صرف نعت ہی کو اپنا مدعا اور منشا بنا لیا۔ ۱۹۷۵ء کے بعد سے آج تک نعت ہی کہہ رہے ہیں۔

مجھے حرف دے مجھے لفظ دے مری سوچ کو بھی شعور دے
ملے مجھ کو اذن کلام تو مرے دل کو نعت حضورؐ دے
مری چاہتوں کے گلاب میں مری ساعتوں کا لہو ڈھلے

وہی قربتیں ہوں نصیب میں وہ تمام دل کو سرور دے
مجھے رتجگوں کے گداز میں وہی آہ نیم شبی ملے
انہیں بند آنکھوں سے دیکھ لوں مری بھیگی پلکوں کو نور دے

زاہدہ صدیقی

کل کا "چونڈا" اور سچ کی بات پوچھیں تو پسرور کا ایک چھوٹا سا موضع ہے اور پسرور کے پہلو میں ہی اس کے شمال مشرق میں ۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر آباد ہے مگر جو خصوصیات اس ننھے منے سے گاؤں کو حاصل ہیں وہ بعض اوقات بڑے بڑے شہروں کو بھی نصیب نہیں ہوتیں۔ پروفیسر حفیظ صدیقی اور اطہر صدیقی جہاں اس گاؤں کے لئے وجہ افتخار ہیں وہیں نئی نسل کی ممتاز شاعرہ زاہدہ صدیقی بھی اس کی نیک نامی کا سبب بنی ہوئی ہے۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں حفیظ صدیقی نے ماہنامہ "تحریریں" کا اجراء کیا تو اس کی ادارت نے زاہدہ صدیقی کو سونپ دی جس کو وہ ابھی تک بخیر و خوبی نبھا رہی ہیں۔ زاہدہ صدیقی نے غزل بھی لکھی ہے اور نظم کی تمام ہیئتوں میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں شعر تخلیق کرتی ہیں۔ ان کے دو شعری مجموعے "جاگتی آنکھوں کے خواب" اردو نظمیں اور "سویرے دی تانگھ" پنجابی نظمیں شائع ہو چکے ہیں۔ بقول عارف عبدالمتین "زاہدہ صدیقی نئی شاعری کے نئے امکانات کا دوسرا نام ہے۔" غزل اور نظم کے علاوہ انہوں نے نعتیں بھی کافی کہیں ہیں۔ ایک نعت آپ بھی ملاحظہ کریں۔

تو حسن عالم امکاں تو زندگی کا جمال — ترے وجود نے بخشا ہے آدمی کو کمال
ازل سے تا بہ ابد کون تیرا ہمسر ہے — زمانے بھر میں کہاں مل سکے گی تیری مثال
ترے ہی فیض تری ہی عطا کے طالب ہیں — تو نا خدا ہے ہمیں درد کے بھنور سے نکال
بھلے ہیں یا کہ برے تیرے ہی سوالی ہیں — نکال ہم کو مصائب کی آندھیوں سے نکال

طاہر نظامی

سرزمین پسرور کا یہ خوش فکر شاعر یکم مئی ۱۹۵۰ء کو مظفر نظامی کے گھر پیدا ہوا۔ ان کی پیدائش قلعہ سوبھا سنگھ تحصیل نارووال میں ہوئی اس لئے کہ ان دنوں ان کے والد گرامی مظفر نظامی قلعہ سوبھا سنگھ میں تدریسی فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ طاہر نظامی کا مکمل نام محمد طاہر نظامی ہے۔ ابتدائی تعلیم قلعہ سوبھا سنگھ میں ہی ہوئی۔ میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول پسرور سے پاس کیا اور پھر دو سال گورنمنٹ کالج سیالکوٹ میں گزارے۔ ۱۹۷۶ء سے محکمہ تعلیم میں تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان دنوں گورنمنٹ ہائی سکول پسرور میں اورینٹل ٹیچر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ شاعری کا رجحان زمانہ طالب علمی سے ہی چلا آ رہا ہے۔ شاعری میں غزل ان کی مرغوب صنف سخن ہے۔ کبھی کبھار نظم بھی کہہ لیتے ہیں۔ شاعری ان کو ورثے کی شکل میں عطا ہوئی ہے۔ ان کے والد گرامی بھی کہنہ مشق شاعر تھے۔ اردو اور فارسی پر یکساں دسترس رکھتے تھے۔ طاہر نظامی کی غزل کا نیا پن اور تازگی ان کی نعت میں بھی جلوہ گر ہے۔

نشاط روح شہ مرسلاں سے ملتی ہے
متاع نور اسی آستاں سے بٹتی ہے

بھٹک رہے ہو کہاں آؤ مصطفےٰ کے حضور
سکون قلب کی دولت یہاں سے بٹتی ہے

شجر حجر مہ و پروین سلام کرتے ہیں
کہ سرفرازی ترے آستاں سے ملتی ہے

وحید انجم

سیالکوٹ کے جواں سال شاعر ہیں۔ انھیں یہ کرنے کی عمر میں ہی سنجیدہ ذہن کے مالک بن گئے ہیں۔ شاعری ویسے بھی سنجیدگی کا عمل ہے۔ اور پختہ شعور کی دلیل ہے اور اگر کوئی شخص بھرپور جوانی کے عہد میں اپنے آپ کو متبرک اور مقدس صنف سخن یعنی نعت حضورؐ کو ہی اپنا مدعا اور منشا سمجھ لے تو اس سے بڑی سعادت اور نیک نامی کیا ہو سکتی ہے۔ ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

خانۂ مصطفےٰ سے رفعتوں پہ کہکشاں
چاند تارے کر رہے ہیں مدحت خیر الوریٰ

ان کی چاہت ہی ذریعہ جنت فردوس ہے
جن عالم ہے فدائے امت خیر الوریٰ

جاں تک اس پہ گر قرباں نہیں تو کچھ نہیں
برتر از فہم بشر ہے عزت خیر الوریٰ

زندگانی کی تمنا آخری "انجم" یہ ہے
حشر میں حاصل ہو مجھ کو قربت خیر الوریٰ

تحقیق کا کام کبھی بھی حتمی اور مکمل نہیں ہوتا اس میں ہمیشہ امکانات اور انکشافات کے دریچے وا رہتے ہیں۔ آنے والا ہر لمحہ گزرے ہوئے ہر پل کو کسی نہ کسی حد تک دہراتا بھی ہے اور نئی منزلوں کا سراغ بھی دیتا ہے۔ لہٰذا اگر میں یہ کہوں کہ میں نے اپنے موضوع "شعرائے سیالکوٹ اور اردو نعت" سے انصاف کر دیا ہے تو یہ درست نہ ہوگا۔ اس لئے کہ تحقیق کے شعبہ میں کوشش بسیار کے باوجود آپ اپنے کام سے مطمئن نہیں ہوسکتے۔ یہاں تو نت نئی دریافت کا انتظار رہتا ہے۔ میں نے کوشش تو کی ہے کہ ضلع سیالکوٹ کے تمام قابل ذکر شعراء کا احاطہ کر سکوں مگر بہت سی دشواریاں میرے رستے میں حائل رہیں اور کچھ اہم نام میرے مقالے میں شامل نہ ہوسکے تو وہ میں اپنے سر پر قرض سمجھتے ہوئے اظہار معذرت کر رہا ہوں۔ سیالکوٹ کی فضاؤں میں نعت کے حوالے سے بہت سے ایسے افراد بھی آتے ہیں جنھوں نے نعت اور فروغ نعت کے لئے اہم کام کئے لیکن وہ بسلسلہ ملازمت یہاں کی فضاؤں میں رہے اور پھر چلے گئے۔ ایسے افراد میں پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی (پنجابی نعت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا) پروفیسر محمد حسین آسی' پروفیسر انور جمال اور پروفیسر محمد یونس حسرت خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ایک قرض کو اپنے سر رکھتے ہوئے ایک فرض کی ادائیگی ضروری خیال کرتا ہوں۔ تحقیق کے کام میں انسان دوسروں کی معاونت اور مشوروں کا بھی محتاج ہوتا ہے تو اس امر میں کسی نہ کسی سطح پر کسی نہ کسی دست تعاون کی احتیاج مجھے بھی محسوس ہوئی۔ لہٰذا اس سلسلہ میں بھی کچھ احباب جناب پروفیسر یوسف نیر' جناب ساغر جعفری' جناب ریاست چودھری (لائبریرین علامہ اقبال لائبریری سیالکوٹ) جناب ضیا محمد ضیا' جناب حفیظ صدیقی اور جناب طاہر نظامی کا از حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے مفید مشوروں اور مسودے کی تیاری میں کتب کی فراہمی کی صورت میں مخلصانہ تعاون کیا۔ میں سب سے زیادہ ممنون ہوں جناب ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کا جن کی تحریک پر میں نعت جیسے مقدس و اطہر موضوع پر کام کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے قابل ہوا۔ موضوع نعت پر کیا گیا کوئی بھی کام بلا شبہ ایک اعزاز ہوتا ہے۔ اور الحمد للہ میں بھی یہ انعام حاصل کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہوگیا ہوں۔

فروغ نعت میں لاہور کا کردار

عمران نقوی

لاہور کے حوالے سے ایک جملہ [illegible] مشہور ہے" زبان زد خاص و عام ہے۔ اس مختصر جملہ میں فصاحت و بلاغت کے وہ تمام رنگ رواں دواں نظر آتے ہیں جن کا غور و فکر کرتے ہوئے امکان ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جملہ اپنے اندر لاہور کے حوالے سے تمام تر حقائق و امکانات کو اپنے دامن میں سجائے ہوئے ہے اور لاہور کی اس سے بہتر اور کوئی تعریف نہیں ہو سکتی۔ لاہور بلاشبہ ہماری ثقافت کا روح رواں اور ہماری تہذیب کا مرکز رہا ہے اور اب بھی ہے۔ متحدہ ہندوستان میں اس کی تاریخی حیثیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ جبکہ موجودہ پاکستان میں اس کی علمی ثقافتی اور تہذیبی برتری سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ اردو زبان ہو یا فارسی' پنجابی ہو یا پاکستان کی کوئی بھی علاقائی زبان۔ لاہور کے اثرات سے بیگانہ نہیں ہو سکتی۔ لاہور صدیوں سے علوم و فنون کا مرکز و محور رہا ہے جس نے ایک طرف تو پورے پنجاب میں علم و حکمت کی روشنی پھیلائی تو دوسری جانب اس کے اثرات برصغیر پر بڑے گہرے مرتب ہوتے ہیں۔

اسی تہذیب و ثقافت اور علم و فن کے حوالے سے لاہور کو یہ خصوصی مقام حاصل ہے کہ اس نے تبلیغ دین کے سلسلے میں خاص کام کیا ہے۔ دین کی اشاعت کا کام صوفیا کے حوالے سے ہو یا شعروں کی نعوت کے حوالے سے لاہور نے اپنا تشخص ہمیشہ قائم رکھا ہے۔ لاہور پنجاب کے مخصوص تمدنی ماحول کا عکس ہے جس میں تمام تر پنجابی روایات اپنے تاریخی شعور کے ساتھ در آئی ہیں جنھیں اسلام کی روشنی نے اسے تابندہ تر کر دیا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس خطے نے علم و ادب تہذیب و ثقافت اور سیاست و حرب میں ہمیشہ ہی لیڈنگ رول ادا کیا ہے۔ عشق رسالت مآب کا جذبہ پنجابی مسلمانوں کا شناختی نشان ہے اور اس سلسلے میں یہ خطہ ارضی کسی بھی علاقے کے مسلمانوں سے پیچھے نہیں ہے۔ غازی علم دین شہید کا واقعہ ہو یا کوئی ملی تحریک۔ اہل لاہور نے ہمیشہ ہی ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے سے گریز نہیں کیا۔ ظاہر ہے یہ پاکیزہ جذبے علم و ادب سے حاصل ہوتے ہیں۔ شاعری میں خاص طور پر حمد و نعت اور منقبت ایسے موضوعات ہیں جن سے ان جذبوں کی آبیاری ہوتی ہے۔ لاہور کا کون سا شاعر ہے جس نے حمد و نعت میں نوبہ نو گل بوٹے نہ کھلائے ہوں۔

ماضی بعید میں فارسی ادبیات کے حوالے سے لاہور کے شعراء نے نعت رسول میں عقیدت و محبت کے ایسے دلکش نغمے الاپے ہیں جن کی صدائے بازگشت آج بھی ہماری نعتیہ شاعری میں بخوبی محسوس کی جا سکتی ہے۔ مسعود سعد سلمان (وفات ۵۱۵ ھ) اور جمال الدین عرفی (وفات ۹۹۹ ھ) یہاں سے آئے اور پھر لاہور کے ہو کر رہ گئے۔ ان کے ہاں نعت کے نہایت دلنواز نمونے عام ملتے ہیں۔

مولانا محمود لاہوری (وفات ۱۰۰۸ ھ) کا یہ شعر کسے یاد نہیں ؎

اگر یوسف جمال او بدیدی   کف از حیرت ترنج آسا بریدی

یہ لاہور ہی کی سرزمین کی کشش تھی کہ فارسی کا نامور نعت گو جان محمد قدسی شہر چھوڑ کر لاہور آ بسا اور پھر یہیں ہمیشہ کی نیند کے مزے لے رہا ہے۔ اس کی مشہور نعت کسے یاد نہیں۔

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ابو البرکات منیر لاہوری' ملا شاہ بدخشانی' محمد پیر لاہوری' زیب النسا بیگم' آفرین لاہوری' شاہ مراد قریشی' مولوی نور احمد چشتی' مولانا فیض الحسن سہارنپوری' فضل شاہ نواں کوٹی' مولانا محمد بخش بلبل' غلام قادر چشتی' میاں فیروز الدین' وزیر علی حامی' مولانا سید دیدار علی شاہ' مولوی نبی بخش حلوائی' منشی محمد دین فوق' اختر شیرانی' تاجور نجیب آبادی' قلندر علی سہروردی' غنیمت علی ساحر' مولانا غلام محمد ترنم' اکرم امرتسری' علامہ اقبال' ظفر علی خاں' تاج محمد خیال' اثر صہبائی' عابد علی عابد' شیر محمد ناصر' ساغر صدیقی' شورش کاشمیری' قمر میرٹھی' رسا چغتائی چند نام ہیں جو فوری طور پر ذہن میں ابھرتے ہیں۔ یہ نام محض نام نہیں بلکہ صدیوں پر مشتمل لاہور میں نعت رسول مقبول کا سفر ہے۔ جس کے مسافروں میں علما بھی ہیں تو صوفیا بھی' شعری موشگافیوں میں زندگی بسر کرنے والے شاعر بھی ہیں تو ایسے عاشقان رسالت مآب بھی جنہوں نے نعت کے علاوہ کچھ بھی نہیں لکھا۔

۱۸۵۷ء کے بعد جس ملی شعور نے قوم کو جھنجوڑ کر رکھ دیا اس کا اثر جہاں ملت اسلامیہ ہند نے ہر جگہ محسوس کیا وہاں لاہور نے بھی جو پنجاب کے دل کی حیثیت رکھتا ہے محسوس کیا۔ چنانچہ فروغ نعت کے حوالے سے جدوجہد آزادی کا دور بڑا ہی اہم ہے۔ یہی وہ دور ہے جس میں کثرت سے نعت و سیرت لکھی گئی اور اس کی فیوض و برکات سے شعراء نے نہ صرف خود استفادہ کیا بلکہ اس کی مہک سے پورے پنجاب کو معطر کیا جس سے ایک طرف حب رسول کے جذبے پروان چڑھے تو دوسری جانب اس جذبے نے آزادی کے متوالوں کو اعتماد بخشا۔

قیام پاکستان کے بعد جہاں پورے پاکستان میں حمد و نعت کو فروغ ملا تھا وہاں لاہور کیسے پیچھے رہ سکتا تھا۔ چنانچہ یہاں کے شاعروں نے عشق رسالت مآب کے نوبہ نو گل بوٹے کھلائے جس کی تازگی نے محبت رسول کے جذبوں کو پروان چڑھایا۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور کی حیثیت کئی حوالوں سے اہم ہو گئی تھی۔ اب یہ محض ایک صوبے کا دارالحکومت ہی نہیں بلکہ ایک ایسے صوبے کا دارالحکومت تھا جو کبھی مغربی پاکستان کہلاتا تو کبھی مغربی پاکستان کی آبادی کے حوالے سے سب سے بڑا صوبہ۔

چنانچہ قیام پاکستان کے بعد سے موجودہ دور تک لاہور نے نہ صرف پنجاب کو بلکہ پورے پاکستان کو علم و ادب کے حوالے سے لیڈ (Lead) کیا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا لاہور کو بلاشبہ پاکستان کا دل بھی تو کہا جاتا ہے۔ نعت رسول کے حوالے سے اب بھی لاہور پاکستان بھر میں اپنا منفرد مقام رکھتا ہے۔ عبدالکریم ثمر' غلام جیلانی اصغر' محمد اعظم چشتی' یزدانی جالندھری' طفیل ہوشیار پوری' عبدالعزیز خالد' احمد ندیم قاسمی' حفیظ تائب' مظفر وارثی' سیف الغنی' ظہیر صدیقی' نعیم صدیقی' دلکش مظفر نگری' قیوم نظر' راجا رشید محمود' جعفر بلوچ' ذکی قریشی' ظہیر لدھیانوی' انور فیروز پوری' ہارون الرشید راشد' منیر قصوری' محمد علی ظہوری' عاصم گیلانی' خالد احمد' عارف عبدالمتین' حفیظ صدیقی' ساقی گجراتی اور دوسرے بہت ایسے شاعروں کے نام ہیں جن کے مجموعہ ہائے نعت طبع ہو چکے ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر تحسین فراقی' امجد الطاف' خالد بزمی' انجم رومانی' شہزاد احمد' افضل باقی' صابر گیلانی' ظہیر احمد ظہیر' سرور مجاز' عطاالحق قاسمی' حسن رضوی' اجمل نیازی' محمد خاں کلیم' ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی' خالد یزدانی' آغا زبیر' اقبال سرہندی' اشرف جاوید' اسلم کمال' رؤف شیخ' سلیم کاشر' خالد شفیق' علیم ناصری' انجم یوسفی' اقبال راہی' حسرت حسین حسرت' اصغر نثار قریشی' منظور وزیر آبادی' یونس احقر۔ اور دیگر ان گنت شاعر ہیں جو نعت رسول بڑی ہی محبت و

عقیدت سے لکھنے میں معروف ہیں۔

فروغ نعت کے حوالے سے لاہور کا کردار اس حوالے سے بھی نہایت روشن ہے کہ اس شہر سے نعت کے بے شمار مجموعے طبع ہوئے ہیں۔ جن میں لاہور کے شاعروں کے علاوہ پاکستان بھر کے نعت کے شاعر شامل ہیں۔ فروغ نعت کے حوالے سے پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام نعت کے موضوع پر تحقیق و تنقید کے حوالے سے ایم اے اور پی ایچ ڈی کے کئی ایک مقالے لکھے گئے ہیں جن میں ڈاکٹر ریاض مجید (اردو نعت) ڈاکٹر اسحاق قریشی (برصغیر میں عربی نعت) اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی (پنجابی نعت) خاص طور پر اہم ہیں۔ اول الذکر دونوں اصحاب کا تعلق فیصل آباد سے ہے جبکہ ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی مستقل طور پر لاہور میں رہ رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ کالج شاہدرہ میں استاد ہیں۔

فروغ نعت و سیرت کے حوالے سے شائع ہونے والے رسائل و اخبارات کے رسول نمبر اور میلاد نمبر جہاں بے پناہ اہمیت رکھتے ہیں وہاں لاہور کے ریڈیو اور ٹی وی کی خدمات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اعزاز بھی لاہور کو حاصل ہے کہ یہاں سے اسلام اور سیرت النبیؐ پر بے پناہ مواد شائع ہوا ہے۔اس سلسلے میں "نقوش" کے رسول نمبر کی افادیت سے کسے انکار ہوسکتا ہے جو دنیا بھر میں اپنی مثال آپ ہے۔ لاہور سے ماہنامہ "شام و سحر" نے چھ نعت نمبر مختلف سالوں میں شائع کر کے نعت کے حوالے سے بڑا بنیادی مواد فراہم کیا ہے جب کہ ماہنامہ "تحریریں" اور "الرشید" کے نعت نمبر بھی اپنی افادیت رکھتے ہیں۔ لاہور سے راجہ رشید محمود کی ادارت میں جنوری ۱۹۸۸ء سے ماہنامہ "نعت" باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے جو نعت کے حوالے سے اب تک شائع ہونے والے ماہناموں میں پیشکش اور مواد کے حوالے سے اپنا ثانی نہیں رکھتا۔

پنجابی زبان میں نعت کے حوالے سے جہاں ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے تحقیقی مقالہ لکھ کر پنجابی زبان میں نعت کے سرمائے کو نقد و نظر کی کسوٹی پر پرکھا ہے وہاں لاہور کے پنجابی زبان کے ممتاز ترین جریدے ماہنامہ "لکھاری" نے دو نعت نمبر بھی شائع کئے ہیں جو پنجابی ادبیت میں نعت کے حوالے سے نہایت بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

لاہور میں اشاعت نعت کے حوالے سے کئی ایک انجمنیں اور ادارے بھی فعال کردار ادا کر رہے ہیں جو عام طور پر نعتیہ مشاعرے اور نعتیہ محافل کا انعقاد کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں مجلس سیرت، مجلس سخن، ایوان حمد و نعت، مجلس محمدیہ، مجلس حسان، انجمن ریاض رسول خاص طور پر اہم ہیں جبکہ سکولوں، کالجوں اور مذہبی تعلیمی اداروں کی فروغ نعت کے لئے ایک اپنی الگ روایت ہے۔



فروغ نعت میں فیصل آباد کا کردار

پروفیسر شبیر قادری

نعت لکھنا، نعت پڑھنا، نعت سننا اور نعت سنانا کارہائے ثواب ہی نہیں ذریعہ نجات بھی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستودہ صفات کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جسے نعت کا موضوع نہ بنایا گیا ہو۔ حضورؐ کی صورت اور حضورؐ کی سیرت کے ہر پہلو پر لکھنے والوں نے جی بھر کر لکھا ہے اور لکھ رہے ہیں مگر حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہیں ہو رہا۔ ہر کوئی بہت کچھ کہنے کے باوجود سراپا عجز و نیاز دکھائی دیتا ہے۔ نعت نگاری کا عمل یوں بھی احتیاط طلب ہے۔

الحمد للہ فیصل آباد کے بیشتر شعراء کی نعتوں میں عقیدہ کے وہ تقاضے پورے ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں جن کا راقم نعت کا بہرکیف خیال رکھنا چاہیے۔ فیصل آباد میں بڑی تعداد میں شاعر ہیں جو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی عقیدتوں کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں۔ باقاعدہ نعتیہ مجموعوں کے ساتھ ساتھ اس شہر میں چھپنے والے غزلیہ و نظمیہ مجموعوں میں بھی نعتیں ملتی ہیں۔

منظور احمد منظور لیس آباد کے پختہ فکر شاعر گزرے ہیں۔ ۱۹۴۲ء میں ان کے دو شعری مجموعے (قیام پاکستان سے پہلے) شائع ہو چکے ہیں۔ "دیر و حرم" اور بعد ازاں "آہنگ نور" "آہنگ نور" میں بھی نعتیں شامل ہیں۔ پروفیسر محی الدین خلوت دیباچے میں لکھتے ہیں کہ

> "منظور احمد منظور کی نعتیں خالص اسلامی ذہنیت کا نتیجہ فکر ہیں۔ منظور کی نعتیں پھر یہ فوغا ہے کہ
> لاساقی شراب خانہ ساز پر لبیک کہتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔"

"شاخ طوبیٰ" کے نام سے نعتوں کا ایک مجموعہ ان کی اس صنف سخن کے ساتھ قلبی وابستگی کا مظہر اولین ہے۔ منظور احمد منظور عقیدت کے پھول دربار محمدؐ میں اشک ندامت کی صورت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

سلام اس پر نہیں ہمسر کوئی جس کا رسولوں میں — نہ ایسا چاند گردوں پر نہ ایسا پھول پھولوں میں
سلام اس پر ہوئی تخلیق جس کی ذات کی خاطر — بنا یہ سلسلہ جس فخر موجودات کی خاطر
سلام اس پر سنوارا جس نے آخر زلف گیتی کو — کیا شاداب جس کے فیض نے ہر دل کی کھیتی کو

منظور احمد منظور کے ایک اور ہم عصر شاعر خلیق قریشی تھے جن کا انتقال ۱۹۷۳ء میں ہوا۔ ان کی زندگی ہی میں دو تین مجموعے نظموں وغیرہ کے شائع ہو چکے تھے۔ مگر نعتوں کا پہلا باقاعدہ مجموعہ "برگ سدرہ" کے نام سے ۱۹۹۱ء میں منظر عام پر آیا۔ خلیق قریشی کے ہاں نعت کہنے کا ایک قرینہ اور سلیقہ موجود ہے۔ ان کی نعتیں تاثیر اور کیف کی دولت سے مالا مال ہیں اور ثنائے خواجہ کا یہ انداز بقول ریاض مجید عطائے خواجہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ استمدادیہ انداز کی اس نعت کے دو تین شعر ملاحظہ ہوں:

اشک بہتے ہوئے رخسار تک آ پہنچے ہیں — عرض لے کر تری سرکار تک آ پہنچے ہیں

رحم اے رحمت کونین دھائی تیری   دست تحریر گنہگار تک آ پہنچے ہیں
سبز گنبد کے مکیں، رحمت خلق کے امیں   تیرے شیدا، ترے دربار تک آ پہنچے ہیں

حافظ لدھیانوی گیارہ نعتیہ مجموعوں کے خالق نعت گو شاعر ہیں۔ ان کے ہاں بنیادی موضوع نعت سرور کونین ہی ہے مگر اس سلسلہ میں انہوں نے جو مختلف ہیئتیں اور متنوع موضوعات اپنائے ہیں ان سے ان کی قادر الکلامی کا پتہ چلتا ہے۔ حافظ لدھیانوی غزل سے نعت کی طرف آئے اس لئے ان کی نعتوں میں ایک خاص نوع کا تغزل پیدا ہو جاتا ہے۔ حافظ مظہر الدین گواہی دیتے ہیں کہ:

"نعت کہنے کے لیے جس گداز قلب کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ حافظ صاحب کے دامن میں موجود ہے۔
وہ ازل ہی سے یہ سرمایہ سمیٹ لائے تھے۔"

حافظ لدھیانوی کی نعتوں میں حضوری اور مہجوری دونوں کیفیتیں ملتی ہیں۔ حافظ لدھیانوی نے زیادہ نعتیں غزل ہی کی ہیئت میں لکھی ہیں مگر مثنوی کے ساتھ ساتھ قطعات اور رباعیات میں بھی بھرپور طبع آزمائی کی ہے۔ مدینے کے ترانے لکھ کر ایک منفرد اعزاز حاصل کیا۔ خود حافظ صاحب کو اپنی اس انفرادیت کا ادراک ہے۔ فرماتے ہیں:

ہزار رخ سے کیا ذکر شہر خوش ہتاں
عطا ہوئی ہیں مجھے خوش بیانیاں کیا کیا

حافظ لدھیانوی جن کے سینہ بے کینہ میں بقول حفیظ جالندھری نعت ہی نعت گونج رہی ہے۔ ایک نعت کے یہ تین خوبصورت شعر ملاحظہ ہوں:

اشک غم کا در اقدس پہ دعا ہو جانا   میں نے دیکھا ہے خموشی کا صدا ہو جانا
تو جو آئی ہے حضوری سے مشرف ہو کر   قریہ جاں سے بھی اے باد صبا ہو جانا
حادثہ ایسا دل و جاں پہ نہ گزرا تھا کبھی   اک قیامت ہے مدینے سے جدا ہو جانا

صائم چشتی دنیائے نعت میں ایک جانا پہچانا نام ہے۔ موصوف اردو اور پنجابی کی مقبول عام نعتوں کے ناعت ہیں۔ مساجد اور محافل میلاد میں نعت خواں اکثر و بیشتر ان کی نعتیں پڑھتے سنائی دیتے ہیں۔ بیسیوں نعتیہ مجموعے چھپ کر مقبول ہو چکے ہیں۔ ایک پنجابی نعت کے یہ شعر دیکھئے:

کملی والے میں صدقے تیری یاد توں   آکے جو بے قراراں دے کم آ گئی
انھی باغ مدینہ چوں ایسی مہک   کیویں دکھیاں لاچاراں دے کم آ گئی

ڈاکٹر ریاض مجید صاحب طرز نظم گو اور معروف غزل گو ہونے کے ساتھ ساتھ اردو میں نعت گوئی کے موضوع پر پی۔ ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ لکھنے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں۔ اپنے مقالے میں ریاض مجید نعت کے موضوع کے ضمن میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

"نعت ذات رسالت مآب کے محاسن، آنحضورؐ کی صفات و تعلیمات کے تذکار اور آپ سے محبت و

شیفتگی کی واردات و کیفیات کے اظہار تک ہی محدود نہ رہی بلکہ اس نے اپنے انداز تہذیبی و معاشرتی قومی و ملی اور سیاسی و تاریخی احوال و مناقب کو بھی سمویا۔"

خود ریاض مجید کی لکھی ہوئی نعتیں حضورؐ کے محبت و شیفتگی کے اظہار کے ساتھ ساتھ تہذیبی و معاشرتی' قومی و ملی اور سیاسی و تاریخی احوال و مناقب کا آئینہ ہیں۔ روضہ رسول کی کیفیات کو ایک نعت میں یوں رقم کرتے ہیں:

مشاہد میں شہ انوار کے جنت میں رہتے ہیں
خوشا وہ جو رسول اللہ کی صحبت میں رہتے ہیں

مواجہ کی فضا میں معتکف رہتے ہیں جن و انس
زہے قسمت حضور آیۂ رحمت میں رہتے ہیں

درود پاک اٹھتے بیٹھتے پڑھتے ہیں [illegible]
سکینت تشنہ جذب طمانیت میں رہتے ہیں

ایسی نسبتیں دوری میں بھی سرشار رکھتی ہیں
کہیں پہ بھی رہیں سرکار کی خدمت میں رہتے ہیں

"حی علی الفلاح" کے نام سے ریاض مجید کی پنجابی نعتیہ ھائیکو کا ایک مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس مجموعے کے توسل سے پنجابی نعت ہیتی سطح پر اک نئے ذائقے سے آشنا ہوئی۔

سید محمد امین علی نقوی کی نعتیں دیگر تمام شعراء کے مقابلے میں رنگ انفرادیت لئے ہوئے ہیں۔ غیر منقوط اور بغیر حرف الف کے نعتیں لکھنا اور کتابی صورت میں ان کی اشاعت انہیں نعت گو شعراء میں نمایاں اور منفرد مقام عطا کرتی ہیں۔ "محمد ہی محمد" (غیر منقوط مجموعہ اردو) "محمد رسول اللہ" (غیر منقوط عربی) یا محمد (منقوط عربی) "حسن محمد" (بغیر حرف الف) اور "عشق محمد" نامی مجموعہ ہائے نعت شائع ہو کر اہل فن سے داد حاصل کر چکے ہیں۔ ان مجموعوں میں اردو کے علاوہ پنجابی عربی اور فارسی کی نعتیں بھی موجود ہیں۔ گویا سید محمد امین علی نقوی کی نعتیہ شاعری چار واضح زبانوں کو محیط ہے۔ بقول ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی:

"حضرت نقوی صاحب نے وہ راستہ اپنایا ہے جو مشکل تر ہی نہیں مشکل ترین کی حدوں سے بھی بہت آگے ہے۔ عام شاعر حروف کو اپنی گرفت میں لے کر معانی کی گہرائیوں تک پہنچاتا ہے لیکن یہاں بہت سے حروف کو اپنی ابجد سے باہر نکالنا پڑا ہے۔ یہ کتنا کٹھن اور مشکل مرحلہ تھا۔"

سچی بات یہ ہے کہ سید امین علی نقوی اس کٹھن اور مشکل مرحلے کو آسانی سے طے کر گئے ہیں۔ غیر منقوط اردو نعت کے چند اشعار دیکھئے:

محمدؐ مصدر علم و عطا ہے
محمدؐ سرور ہر دوسرا ہے

محمدؐ والی و مولائے عالم
محمدؐ عالی مہر و ولا ہے

محمدؐ داعی امر الٰہی
محمدؐ سائی ہر اک گدا ہے

محمدؐ حاکم اولاد آدم
محمدؐ عالم راہ ہدیٰ ہے

"حسن محمد" سید محمد امین علی نقوی کا وہ نعتیہ مجموعہ ہے جس میں حرف الف استعمال نہیں ہوا۔ اس مجموعے میں شامل ایک نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں:

محمدؐ کی محبت مرد مومن کی ضرورت ہے
محمدؐ کی محبت دین و ملت کی حقیقت ہے
محمدؐ کی محبت رب کعبہ کی محبت ہے
محمدؐ کی محبت موجب تحصیل جنت ہے
محمدؐ کی محبت سے وصل حق کی شرط ہے عنوی
محمدؐ کی محبت ہی کلید گنج رحمت ہے

سید محمد وکیل جیبانی کا نعتیہ مجموعہ "مدحت رسول اللہ" کے نام سے ان کی وفات کے بعد شائع ہوا۔ مرحوم اس مجموعہ مدحت کو آخرت کے لئے زاد راہ قرار دیتے تھے:

نغمۂ مدحت رسول اللہ ہے مری عمر بھر کا سرمایہ
آخرت میں نجات کی خاطر اک یہی زاد راہ ہے میرا

سید محمد وکیل جیبانی کے کلام میں شعری محاسن و محامد کے ساتھ ساتھ تاثیر اور اثر انگیزی بھی ملتی ہے۔ اک کیف ہے جو کیف مسلسل کی صورت اختیار کرتا چلا جاتا ہے:

دیکھ کر در کو کھلا گھر پر تمہارے آگئے
داستاں غم سنانے غم کے مارے آ گئے
کون سنتا ہے بھلا ہم درد مندوں کی صدا
لے کے غم کا بوجھ ہم در پر تمہارے آ گئے
گرتے پڑتے لڑکھڑاتے ڈولتے اٹھتے ہوئے
منزل طیبہ میں آقا کے سہارے آ گئے

نادر جاجوی اردو اور پنجابی کے قادر الکلام شاعر ہیں۔ اردو میں "چشم نم" اور "اضطراب" نامی شعری مجموعے شائع ہوچکے ہیں۔ جبکہ "ہتھ نوں ہتھ نہیں وسدا" اور "رکڑ روڑے تندور" ان کے پنجابی شعری مجموعوں کے نام ہیں۔ "تکریم رسول" کے نام سے بھی ایک کتاب سیرت لکھ چکے ہیں۔ "نذرانے" ان کی پر کیف اور وجد آفریں نعتوں کا گلدستہ ہے اس میں مناقب بھی شامل ہیں۔ ایک نعت کے یہ شعر دیکھئے:

ہم تو سرکار سے امید کرم رکھتے ہیں
دل کو پر نور محبت کی قسم رکھتے ہیں
درد بن جاتے ہیں، اشکوں کی جھڑی ہوتی ہے
لوگ جب شہر مدینہ میں قدم رکھتے ہیں
کوئی داماں تہا تو پسارے "نادر"
مانگنے والوں کا سرکار بھرم رکھتے ہیں

سید مسرور بدایونی کے دو نعتیہ مجموعے چھپ چکے ہیں۔ "آیہ رحمت" ۱۹۸۳ء میں جب کہ "باب رحمت" ۱۹۹۱ء میں طبع ہوا۔ مسرور بدایونی نے مختصر اور طویل بحروں میں نہایت عمدہ اور شعری محاسن سے نعتیں کہی ہیں۔ طویل بحر کی ایک نعت کے تین شعر ملاحظہ ہوں:

ہوئے دین و دنیا کے سر سبز گلشن وہ اٹھ اٹھ کے رحمت کی برسی گھٹائیں
دل و جاں معطر ہوئے جا رہے ہیں مدینے سے وہ آرہی ہیں ہوائیں
وہ حسین صورت وہ واللیل گیسو وہ کردار قرآن کی آیتیں سب
وہ سیرت وہ عالم ہوئے جس پہ شیدا وہ نور علی نور ساری ادائیں

یہی ہے دل زار کی ایک حسرت یہی رہ گیا مدعا زندگی کا
کہ اب سبز گنبد کی جالی پکڑ کر جو نعتیں لکھی ہیں وہ ساری سنائیں

پروفیسر عارف رضا کے اولین نعتیہ مجموعے "عطا کی خوشبو" پر انہیں ۱۹۹۳ء میں صدر پاکستان غلام اسحاق خاں نے سیرت ایوارڈ عطا کیا۔ بقول حافظ لدھیانوی حضور کی تڑپ' مجبوری کا کرب' زیارت مدینہ منورہ کی آرزو' شفاعت طلبی' سفر طیبہ کی تمنا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کرم سے وابستگی' استمداد یہ اور التجائیہ انداز' عارف رضا کے نعتیہ مجموعے کا مرکز و محور ہیں۔ ان کو وہ مختلف کیفیات و واردات قلبی کے تحت اپنی نعتیہ شاعری میں سموتے ہیں۔ ایک نعت کے یہ شعر دیکھیے:

لوح دل پر آرزوئے مصطفےٰ لکھتے رہو ان کا ذکر خیر ہی صبح و مسا لکھتے رہو
ان کی یادیں مشکبو' ان کے فضائل بے شمار اپنے عکس جاں پہ روداد وفا لکھتے رہو
جس کے گنبد پر ہے ذکر خیر کی چادر تنی ان کی مدحت جان و دل اے "رضا" لکھتے رہو

عبدالستار نیازی خوش الحان نعت خواں ہی نہیں پختہ فکر نعت گو بھی ہیں۔ ان کے کئی نعتیہ مجموعے شائع ہو کر قبول عام کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ سید محمد ریاض الدین سہروردی کے بقول:

"عبدالستار نیازی کا کلام نہایت سادہ' سلیس اور عام فہم ہوتا ہے۔ جسے ہر شخص باسانی سمجھ لیتا ہے اور بے حد لطف اندوز ہوتا ہے۔"

"بدر الدجیٰ" نامی نعتیہ مجموعہ (مطبوعہ ۱۹۹۱ء) سے ایک نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں:

نبی کی یاد سے روشن میرے دل کا نگینہ ہے وہ میرے دل میں رہتے ہیں مرا دل ہی مدینہ ہے
نظر افروز ہیں رنگینیاں فردوس کی لیکن جو تسکین دل و جاں ہے وہ آقا کا مدینہ ہے

سرور بجنوری مرحوم بچوں کی شاعری کے حوالے سے ایک معتبر اور معروف نام ہے۔ بچوں کے لئے دیگر موضوعات پر لکھنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے حمد و نعت اور منقبت کے مجموعے بھی شائع کروائے جن میں اس امر کا خاص خیال رکھا کہ انہیں پڑھ کر بچوں کے دلوں میں خدا اور رسول کی محبت پیدا ہو اور وہ ذات رسول کو اپنے لئے اسوہ کامل بنا لیں۔ حفیظ جالندھری کے بقول:

"سرور بجنوری نے معصوم فرزندان ملت کے لئے حضور سرور کائنات رحمت للعالمین کی نعت سادہ اور ایسی پیاری زبان میں پیش کی ہے جو خود ان کے قلب کے نور کا ظہور ہے۔"

ان کے ایک مجموعہ شاعری "حمد و نعت" کے یہ شعر ملاحظہ ہوں۔

ہمارے نبی کا مقام اللہ اللہ
خدا بھیجتا ہے سلام اللہ اللہ
انہیں خالق دو جہاں نے بنایا
تمام انبیاء کا امام اللہ اللہ
کلام اس میں کیا ہے کلام خدا ہے
رسول خدا کا کلام اللہ اللہ
نہ محروم ہو کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ
شریعت کا ہے وہ نظام اللہ اللہ
بدی سے بچو اور نیکی کرو تم
یہ قرآن کا ہے پیام اللہ اللہ
سکوں بخشتا ہے مصیبت میں دل کو
محمد کا محبوب نام اللہ اللہ
"سرور" ان کی تعظیم کا ہے تقاضا
کئے جاؤ تم صبح و شام اللہ اللہ

علاوہ ازیں [illegible] (بتہ اللہ [illegible]) محمد افضل کوٹلوی (حرف تمنا) نعمت بشیر چشتی (رنگ عقیدت) محمد فاروق [illegible] (... فاروقی) رئیس بدنی رامپوری (رحمت کے پھول' وحدت کے پھول) قتیل شیدا (حرم نعت) صفدر حسین (دیوان صفدر) محمد [illegible] (صاحب خلق عظیم) امیر سوہدی' صدف جالندھری' سید [illegible] علی کاوش زیدی' عبدالقیوم حسان' وارث [illegible] وارثی کے حمدیہ مجموعے بھی شائع ہو کر اہل قلب و نظر سے داد پا چکے ہیں۔

[illegible] نظموں کا ... ان کا آغاز عموماً حمد و نعت ہی سے ہوتا ہے۔ ان مجموعوں کے خالق اگرچہ باقاعدہ نعت گو نہیں مگر ان کی تخلیقیں بھی عشق و محبت اور عقیدت رسول سے معمور ہوتی ہیں۔ حضور سرور دارین صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت اور قلبی وابستگی اور تعلق خاطر کا اظہار بے ساختہ ہوتا ہے۔

انجم رومانی' ساجد قدوائی' نصرت صدیقی' یعقوب مظہر گل' سہیل عباس' شفقت حسین شفقت' زاہد فخری' مسعود ایاز' سید [illegible] صدیقی' حامد عباس [illegible] امین راہی' عارف بخاری' سید زیارت حسین جمیل' اسحاق حیدر آبادی' سعید [illegible] صدیقی' [illegible] شوق صاحب کتب شعرا ہیں۔ جن کے مجموعوں کا آغاز حمد و نعت سے ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں سید [illegible] محمد افضل خاکسار' [illegible] انور محمود خالد' حکیم شریف احسن' ڈاکٹر [illegible] حسین [illegible] ظہیر' انجم سلیمی' پروفیسر خالد شبیر' احمد شہباز خاور' حمید شاکر' کاشف نعمانی' حکیم محمد رمضان اطہر [illegible] شعرا ہیں جن سے مستقبل کی نعت کے امکانات روشن اور واضح ہیں۔

فیصل آباد میں تخلیق نعت کے ساتھ ساتھ تحقیق نعت کے سلسلہ میں بھی گرانقدر کام ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فیصل آباد کا گلشن نعت اور بھی سرسبز و شاداب دکھائی دیتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید "اردو میں نعت گوئی" کے موضوع پر پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ لکھ چکے ہیں۔ یہ مقالہ ۱۹۹۰ء میں اقبال اکادمی لاہور کے زیر اہتمام چھپ چکا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے "برصغیر پاک و ہند میں عربی نعت گوئی" کے موضوع پر پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ لکھا ہے۔ جبکہ پروفیسر مظفر عالم جاوید نے "اردو میں میلاد نامے" کے موضوع پر پی۔ایچ۔ڈی کے لئے ملتان یونیورسٹی کے زیر اہتمام مقالہ لکھا ہے۔ بشیر احمد قادری "مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی نعتیہ شاعری" کے موضوع پر ایم۔اے اردو کا تحقیقی مقالہ لکھ چکے ہیں۔ جبکہ اس شہر کے [illegible] ایک اور محقق صاحب طرز شاعر سعادت علی ثاقب نے "فیصل آباد کے پنجابی نعت گو شاعر" کے موضوع پر مقالہ لکھا تھا۔

یہ سب کام بہت وقیع اور اہم ہیں کہ ان میں سے ہر ایک الگ مضمون کا متقاضی ہے۔

نعت نگاروں کے ساتھ ساتھ فیصل آباد کے نعت خوانوں نے بھی فروغ نعت کے سلسلہ میں بیش قیمت خدمات انجام دی ہیں۔ عبدالستار نیازی' محمود احمد مفتی' زاہد نیازی' محمد خان چشتی' تجمل حسین' محمد علی ظہوری' اس شہر کے معروف نعت خوان ہیں۔

ریڈیو پاکستان فیصل آباد کا قیام ۱۹۸۲ء میں عمل میں آیا۔ ریڈیو پاکستان نے بھی فروغ نعت کے سلسلہ میں اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے بھی بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ نعتیہ مشاعروں' مذاکروں' فیچروں کے ساتھ ساتھ اپنی معمول کی نشریات میں بھی نعتوں کی پیشکش سے ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں۔

روٹری کلب' کوہ نور ملز کلب' ستارہ ٹیکسٹائل ملز کے نعتیہ مشاعرے اور ان مشاعروں کے حوالے سے بروشروں اور کتابچوں کی اشاعت بھی فیصل آباد کے شہریوں کی صنف نعت سے محبت کا بیّن ثبوت ہے۔

فیصل آباد میں متعدد اشاعتی و طباعتی ادارے ہیں جو نعتیہ مجموعوں کی اشاعت کے ذریعے اشاعت نعت کے اس کار خیر کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ ان میں سے نعت اکادمی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے کئی معروف شعراء کے نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سرور بجنوری مرحوم' عبدالعزیز خالد' عبدالقیوم حسن' سید سرور بدایونی' شیخ فضل جعفری مرحوم' خلیق قریشی مرحوم' حافظ صوفی محمد افضل فقیر کے نعتیہ دواوین بھی شامل ہیں۔ نعت اکادمی کا افتتاح ۱۹۸۷ء میں ممتاز عالم دین علامہ سید ابوالحسن ندوی نے اپنے دست مبارک سے فرمایا تھا۔

باب السلام' فیض آباد' فیصل آباد جناب سید محمد امین علی نقوی کا روحانی اور اشاعتی ادارہ ہے۔ اس ادارے کے ذریعے جہاں عوام الناس کو سلوک کی منازل طے کرائی جاتی ہیں وہاں اشاعتی سطح پر خاصا کام ہوا ہے۔ سید محمد امین علی نقوی کی تمام تر نعتیہ کتب "محمد ہی محمد" "محمد رسول اللہ" "نامی بجدی" "عشق محمد" اور "حسن محمد" اسی اشاعتی ادارے کے زیر اہتمام شائع ہو چکی ہیں۔

"بیت الادب" حافظ سراج الحق حافظ مدھیانوی کا اپنا اشاعتی ادارہ ہے۔ جس کے زیر اہتمام وہ اپنی تصانیف شائع کرتے ہیں۔ چشتی کتب خانہ الحاج صابر چشتی کا اشاعتی ادارہ ہے جہاں سے اب تک بیسیوں نعتیہ مجموعے چھپ کر قبول عام کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں نوری بک ڈپو' فیض بک ڈپو' شمع کمرشل' کتاب مرکز' ملک برادرز' جامعہ فاروقیہ' مکتبہ ہجویریہ' نامی ادارے بھی کئی نعتیہ مجموعے شائع کر چکے ہیں۔

مقامی اخبارات و جرائد جن میں روزنامہ "عوام" اور روزنامہ "سعادت" پیش پیش ہیں۔ اپنے ادبی صفحوں اور معمول کی اشاعتوں میں جدید نعتوں کی اشاعت کی صورت میں فروغ نعت کے لئے اہم کام کر رہے ہیں۔

جڑانوالہ کی پنجابی نعت

محمد ریاض شاہد

جہاں جڑانوالہ کے اردو شعراء نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے اپنی بے پناہ وابستگی کا اظہار کیا ہے۔ وہاں پنجابی شعراء بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ یہاں ہم نے اس گلشن سے چند کلیاں منتخب کی ہیں۔

جڑانوالہ کے شعراء میں ایک معتبر نام میاں نظام الدین (١٩٠١ ـ ١٩٩٠ء) کا ہے۔ جن کی تصانیف میں نعتیہ رنگ خاصا جھلکتا ہے۔ ان کی تین کتب "معرفت سسی پنوں" "گلشن حسین" اور "قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام" شائع ہو چکی ہیں۔ ان تمام کتب کے آغاز میں نعت بحضور سرور کائنات پیش کی گئی ہیں۔ "معرفت سسی پنوں" میں نعت کا رنگ ملاحظہ کیجئے:

نبی نعت رسول مقبول والی لولاک اندر اوہدے شان میاں
اوہ سردار ہے ساریاں انبیاں دا فخر ہے کل جہان میاں
ایسی شان شہ کے نے پائی اگے جیہڑی پاگیا نبیؐ سلطان میاں
عرشیں جاں والا رحمت پنن والا ساری خلق دا ہووے نگہبان میاں

میاں نظام الدین کی ایک اہم کتاب "گلشن رسول" ہے جو تاحال شائع نہیں ہو سکی۔ ٢٥٥ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور سیرت و کردار کو شعروں کی تسبیح میں پرونے کی سعادت کی گئی ہے۔ میاں نظام دین کی یہ کتاب خاصی اہمیت کی حامل ہے۔

علی محمد راز (١٩٠٢ ـ ١٩٩٩ء) کی پیدائش کو لاہور میں ہوئی لیکن آپ نوجوانی ہی میں لاہور کو خیرباد کہہ کر قصبہ روڈالہ تحصیل جڑانوالہ میں سکونت اختیار کر لی۔ یہاں انہوں نے اپنا مطب قائم کیا۔

علی محمد راز نے پنجابی میں بہت کچھ لکھا ہے۔ تاحال ان کی ایک تصنیف مجموعۃ العاشقین عرف شاہنامہ مصر (حصہ اول) ١٩٥٣ء میں شائع ہوئی۔ ویسے تو اس کتاب میں حسن و عشق کی مشہور داستان یوسف زلیخا رقم ہے لیکن کتاب کے آغاز میں حمد رب جلیل کے بعد سرکار دو عالم کی شان میں مدح سرائی کی گئی ہے۔

شب اسریٰ دی رات رسول سوہنا ملک اپنے تے جا کے خوش ہویا
رب سدیا بھیج براق اوہنوں یارؐ کول بٹھا کے خوش ہویا
موسیٰ لاہ جوڑا آنویں طور اتے خالق حکم سنا کے خوش ہویا
گیا عرش تے جوڑے سمیت سوہنا رب ناز ادا تے خوش ہویا
سوہنی چال چلے سوہنا عرش اتے عرش ناز اٹھا کے خوش ہویا
عرش پاک نعلین دے لوے بوسے اوہوں سر جھکا کے خوش ہویا
ہے صاف حدیث دلدار تائیں دلبر جھجیاں پا کے خوش ہویا
تیتھے علی محمدا فکر ساڈے سوہنا امت بخشا کے خوش ہویا

غلام محمد طاہر قادری (پیدائش ۱۹۳۱ء) خاندان نے نصیرے وال کپور تھلہ ضلع جالندھر سے ہجرت کر کے چک نمبر ۵۹ گ ب تحصیل جڑانوالہ میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ پنجابی میں شاعری کرتے ہیں۔ کلام میں صوفیانہ رنگ غالب ہے۔ طاہر صاحب کی ایک کتاب "ہجر نامہ عارف" کچھ سال پہلے شائع ہوئی تھی۔ آپ اپنا نعتیہ کلام شائع کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

نام محمدؐ حمد کیہ باقی سب حمداں وچ آئیاں — اللہ احمد سرورؐ تائیں بخشیاں کل وڈائیاں
ایہو نام مبارک عارف جس وچ رحمتاں بھریاں — جس دے فضل کرم تھیں ہوئیاں سکیاں کھیتیاں ہریاں
اس دے فیض خزانے وچوں بھدے خیر فقیراں — اس دی نظر کرم تھیں بنیا کوئی داتا کوئی میراں

امجد علی شاہ ماجد (پیدائش ۱۹۲۸ء) چک ۵۸ کوٹلی کمبوہ تن تحصیل جڑانوالہ میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے آباء واجداد تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کے گاؤں میاں کوٹ سے ہجرت کر کے ۱۹۴۷ء میں یہاں آباد ہوئے۔ کلام تاحال شائع نہیں ہو سکا۔ نظم، مرثیہ، دوہڑا اور سی حرفی لکھتے ہیں۔ نعت میں دربار رسالت سے عقیدت کا رنگ ملاحظہ ہو۔

میں ویکھاں شہر مدینے نوں — ہر ویلے میرا جی کردا
دے دے کے بوسے جالی نوں — کر آگے جھولی خالی آواں
وچ قدماں اکھ سوالی نوں — ہر ویلے میرا جی کردا

عبدالحمید فانی ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء کو ملک سردار علی کے گھر تھوں والی تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آزادی کے بعد آپ کا خاندان چک نمبر ۷۷ ر۔ ب (مہلکے) تحصیل جڑانوالہ میں مستقل آباد ہو گیا۔ آپ نعت لکھتے بھی ہیں اور پڑھتے بھی خود ہیں۔ ایک تعلیمی ادارے میں استاد ہیں۔ ان کا ایک واقعاتی قصہ شائع ہو چکا ہے۔ حال ہی میں ان کی کتاب "رمضان المبارک دی شان" چھپی ہے۔ اس میں کچھ نعتیں اور نظمیں موجود ہیں۔

عبدالحمید فانی کی لکھی ہوئی نعتیہ سی حرفی جو ابھی زیر ترتیب ہے اس میں سے نعت رنگ کا ایک بند پیش خدمت ہے۔

رنگ گئے جنھوں سجنے دے جیہڑے کچ سی گوہر تے لعل ہو گئے
جیہڑے ڈبے سی وچ جہالتاں دے رہبے وچ اوہ عجب کمال ہو گئے
سنگ لگا حضور دے نال جدوں جیہڑے حبشی سی حضرت بلال ہو گئے
ڈر کیہ فانی اوہنوں دوزخاں دا سوہنے سجنے دے جیہڑے نال ہو گئے

سردار حسین سردار ۱۹۲۹ء کو موضع ڈھائے والا تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ برصغیر کی تقسیم ہوئی تو آپ کا خاندان چک نمبر ۶۵ گ۔ ب تحصیل جڑانوالہ میں آباد ہوا۔ آپ بہت زور دار کلام لکھتے ہیں۔ پڑھنے کا انداز منفرد ہے جس سے سننے والوں پر رقعت طاری ہو جاتی ہے۔ سردار صاحب کا کمال یہ ہے کہ یہ لکھتے ہی نعت ہیں۔ ان کی نعت کی دو کتابیں "نوری کرناں" اور "نوری سفینہ" شائع ہو چکی ہیں۔ چو مصرعے لکھنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔

دیس عرب دا شان سبحان اللہ جتھے مرسلاں دا تاجدار آیا
رحمت عالماں دی داتا بےکسیاں دا شافعی حشر دا رب دا یار آیا
کمبل اوڑھ مزمل طٰہٰ یٰسین سوہنی زلف واللیل سنوار آیا
ہوئیاں ختم سردار سرداریاں سبھ کائنات دا جدوں سردار آیا

سرور کائنات کا مقام و مرتبہ ہماری سوچوں اور فکروں سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ سردار حسین سردار کا ایک اور چو مصرعہ دیکھیے۔

اوہناں کھڑیاں نوں دتیاں لکھ ٹھنڈاں ذرا طیبہ دا ٹھنڈاں تے وردا وسدا
ضیا طور دی شان عظیم آکھی مینوں طور اوس درے دا ادھ وسدا
گنبد خضرا دے نال مینار بیرا گناہ گاراں نوں ماردا سد وسدا
ساہنیہ حد سردار عروج دی نہیں ساڈا نبیؐ عروج دی حد وسدا

رفاقت حسین ممتاز کی جدید شاعری میں نعت ایک خاص حوالے سے آتی ہے۔ نئی جہتوں اور سمتوں کا تعین کرتی ہوئی یہ آواز محسن انسانیت کے حضور اپنی وارفتگی کا اظہار یوں کرتی ہے۔

میں بردہ ہاں کالی کملی والے دا میری مٹھی وچ نشاناں جاگن دیہاں
ایہہ وی اک اعجاز اے اوہدے مڑھکے دا سکے پھلاں چوں خوشبوواں جاگن دیہاں

نوجوان شاعر محمد اعظم چوہان نے آزاد نظم میں شاعری کی ہے۔ انہوں نے چھوٹی بحر میں خوبصورت شاعری کی ہے۔ اپنی کتاب "پانی اتے ریت" کے آغاز میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سلام پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

اوہ میرا آقا رسولؐ میرا
حضور ہنجوواں والے کے آیا ہاں
سلام کر لو قبول میرا

شعراء جو نعت رسول مقبول لکھنے کو باعث سعادت گردانتے ہیں ان میں خاقان حیدر غازی' عبدالصمد' ڈاکٹر رشید احمد گورایہ' میاں محمد شفیق' محمد ریاض شاہد' بشیر حامد' سید وقار حیدر' عاشق علی فیصل' منظور حسین مرزا' منظور عباس ازمر' سلیم قادری' محمد انور صادق' اعجاز احسن' حاجی عباد علی شاد' منیر عمرانی' ظہور خواجہ اور نواب چشتی کے نام شامل ہیں۔ یہ سب احباب اپنی اپنی بساط کے مطابق ثنائے رسول میں مصروف ہیں۔

شیخوپورہ کے نعت گو

میاں ظفر مقبول

"نعت" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی تعریف و توصیف کے ہیں۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ لفظ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے استعمال کیا تھا۔ انہوں نے بھی رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کے لئے ہی استعمال کیا تھا اور آج بھی یہ لفظ آپؐ کی تعریف و توصیف کے لئے مخصوص ہے۔

اگر نعت کہنے کے متعلق بات کریں تو نعت کہنا بڑا مشکل بھی ہے اور آسان بھی۔ مشکل اس حوالے سے ہے کہ عروض وزن اور ردیف و قافیہ کی قید کی وجہ سے بعض اوقات اصل مفہوم معنی کے رکھ دیتے ہیں جس سے عقیدہ میں فرق آنے کا خدشہ رہتا ہے اور آسان اس لئے کہ جب کوئی عاشق رسول آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتا ہے تو ہر حرف تسبیح کے دانوں کی طرح لڑی کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے دکھائی دیتے ہیں اور بارگاہ نبی میں دعاگو ہوتے ہیں کہ مدح و ثنا لکھنے والا شخص حضورؐ کی شان بیان کرنے کے لئے ہمیں استعمال کرے۔ مگر اس وقت لکھنے والے پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوتی ہے وہ قلم سیاہی سے نہیں بلکہ خون جگر سے لکھ رہا ہوتا ہے۔ اس سعادت مندی سے جذب اور حیاء کی پاکیزگی از حد ضروری ہوتی ہے اور جذبے کا اندازہ اسی وقت لگایا جا سکتا ہے جب نعت لکھنے والا خود محفل میں سنا رہا ہوتا ہے۔ اس کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس پر رقت طاری ہوتی ہے اسے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں کھڑا ہے اور اس کے منہ سے کیا الفاظ نکل رہے ہیں۔ اس نے لکھا کیا تھا اور وہ بول کیا رہا ہے۔

اس وقت میرا موضوع بات محدود ہے مجھے تو صرف ان شعراء کا تعارف کرانا ہے جن کا تعلق ضلع شیخوپورہ سے ہے اور وہ نعت بھی کہتے ہوں۔ مغل شہنشاہ کا آباد کیا ہوا یہ شہر جس کو شیخوپورہ کہا جاتا ہے' مختلف وقتوں میں مختلف اضلاع سے منسلک رہا ہے۔ جیسے شرقپور شریف ضلع لاہور سے ایک عرصہ تک متعلق رہا ملکہ شیخوپورہ خود ۱۹۲۲ء تک ضلع گوجرانوالہ سے منسلک رہا ہے۔ ۱۹۲۲ء میں شیخوپورہ کو ضلع کا درجہ دیا گیا ۱۹۸۱ء تک اس کی آبادی 21 لاکھ تھی۔ ضلعی حدود کے حوالے سے اس کے شمال میں گوجرانوالہ' جنوب مغرب میں فیصل آباد اور جنوب مشرق میں دریائے راوی لاہور اوکاڑہ اور قصور کو اس سے الگ کرتا ہے۔ مشرق کا کچھ حصہ سیالکوٹ سے جا ملتا ہے۔ اس کی تین تحصیلیں شیخوپورہ' ننکانہ صاحب اور فیروزوالہ ہیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ شیخوپورہ کے خوش بخت ہونے کے اور بھی حوالے ہوں گے مگر اس سے بڑا حوالہ اور کوئی نہیں کہ اس علاقے کے مکینوں کو رسول مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص نسبت رہی ہے۔ سکھوں اور مسلمانوں کی ہر دلعزیز شخصیت گورو نانک کا گوردوارہ اسی ضلع شیخوپورہ کے شہر ننکانہ صاحب میں ہے۔ ان کا دور ۱۴۶۹ء ۱۵۳۸ء تک ہے۔ انہوں نے نعت کہی ہے اور حج نامہ بھی لکھا ہے۔ ان کا یہ نعتیہ شعر تو بہت مشہور ہے۔

م محمد من توں من کتاباں چار — من خدا رسول نوں سچا ای دربار

حضرت وارث شاہؒ کا تعلق بھی اسی ضلع سے ہے۔ وارث شاہ کا مسکن و مدفن جنڈیالہ شیر خان شیخوپورہ سے شمال کی طرف حافظ آباد روڈ پر ۹ میل کے فاصلے پر موجود ہے۔ جہاں وارث شاہؒ کا مزار ہے ہیر وارث کے شروع میں وارث شاہ کے

نعت کے یہ شعر کسے یاد نہیں۔

دوجی نعت رسول مقبول والی جیہڑا موجب ہے کل اڈ جیراں دا
کائنات دا سوہجہ تے فخر عالم سلطان ہے دھر تے انبراں دا
جنہاں بندیاں دا مرشد پیر کامل' سردار ہے کل پیغمبراں دا
ہادی مسیتاں تے آتش خانیاں دا ٹھاکر دواریاں گرجیاں مندراں دا

صائم چشتی بھی ایک حوالے سے شیخوپوری ہیں۔ آپ کا اصل نام شیخ ابراہیم ہے۔ آپ ۱۹۳۳ء میں امرتسر میں شیخ اسماعیل کے ہاں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد رسول پور جنڈاں ضلع شیخوپورہ میں قیام کیا۔ تقریباً ۱۹۶۳ء تک یہیں آباد رہے بعد ازاں فیصل آباد تشریف لے گئے۔ اردو اور پنجابی میں نعت کہی۔ ان گنت کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کی ایک پنجابی نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

چھائی اے دو جہاناں تے رحمت حضور دی ہر وقت رحم و کرم ہے عادت حضور دی
ہے تھلے تیرے سلطنت رب کریم دی پہدی اے اوتھوں تیک حکومت حضور دی
اک اک سطر قرآن دی ہے صاف دسدی شان کرم تے عزت و عظمت حضور دی

نعت گوئی کے حوالے سے شیخوپورہ اس لئے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ "پنجابی نعت" پر مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی سند پانے والی شخصیت کا تعلق بھی اسی ضلع سے ہے۔ میری مراد "اوج" نعت نمبر کے مدیر جناب پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی سے ہے آپ ۱۹۵۰ء میں چک نمبر ۱۱۱ ضلع شیخوپورہ میں جناب سید یعقوب احمد نقوی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ساہیوال کالج سے ایف اے کیا۔ ایم اے اردو پنجابی اور ایل ایل بی کی ڈگریاں پنجاب یونیورسٹی سے پائیں آج کل شاہدرہ لاہور میں قیام پذیر ہیں ؛ اور گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور میں شعبہ اردو کے صدر کی حیثیت سے تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ امر اور بھی باعث صد مسرت ہے کہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ کے ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی جنہوں نے نعت نمبر ترتیب دیا ہے کا آبائی تعلق بھی ضلع شیخوپورہ سے ہے جبکہ اس ادارے کے سربراہ جن کی زیر نگرانی یہ ضخیم نمبر شائع ہوا ہے ان کا تعلق بھی شیخوپورہ سے ہے۔میری مراد میاں مقبول احمد پرنسپل گورنمنٹ کالج شاہدرہ سے ہے۔ اس طرح یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ پنجاب بھر کے کالجز میں نمایاں ترین نعت نمبر شائع کرنے والے یہ دونوں افراد یعنی پرنسپل اور مدیر اعلیٰ شیخوپوری ہیں۔ میں نے اس مختصر مضمون میں شیخوپورہ کے نعت گو شعراء کا تذکرہ ان کی تاریخ پیدائش کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔

مولوی عبدالستار موضع کھڈیوں والا کے رہنے والے تھے۔ قوم کے ورک جٹ تھے۔ آپ ۱۸۲۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۳ء میں وفات پائی۔ پنجابی زبان کے شاعر تھے۔ ان کی مشہور کتابوں میں قصہ یوسف زلیخا' اکرام محمدی' چرخہ رنگ رنگیلا' باراں ماہ' سی حرفیں' مدح نبی کریم' مدح جہان پیر شامل ہیں۔ اکرام محمدی اور مدح نبی کریم کے علاوہ بھی مولوی صاحب کی ہر کتاب میں ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم عام ملتا ہے۔

میاں احمد دین ۱۸۸۸ء میں ککی ضلع شیخوپورہ میں برہان الدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ تدریس کے پیشے کو اپنایا ۱۹۴۳ء کو فوت ہوئے اور یہیں دفن ہیں۔ آپ پنجابی ادب میں ایک اہم شخصیت ہیں۔ مطبوعہ کتب میں مجموعہ نعت محمدی' نماز' رحمانی منظوم پنجابی' شمع ایمان منظوم پنجابی چراغ نماز' کامن بے نمازاں' بارہ ماہ نصیحت' صوک محمدی' ڈولی نامہ' سی حرفی نصیحت' وچھوڑا موت نمایاں ہیں۔ آپ کی کتب میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دیتا ہے۔

شیخ سناوی کا اصل نام محمد علی تھا۔ آپ ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۸۵ء میں وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد محمد اکرم شاہد' برکت علی غیور اور ظفر اقبال نے ان کا مجموعہ کلام "برق تپاں" کے نام سے شائع کروایا۔ شاعر کو مدینہ طیبہ کے نظارہ کا کتنا اشتیاق ہے اور وہ اپنے ہر مرض کا مداوا اس نظارہ کو سمجھتے ہیں:

اک بار جو اپنی قسمت میں طیبہ کا نظارہ ہو جائے　　ہر شوق کو منزل مل جائے' ہر درد کا چارا ہو جائے
ڈوبنے والے کے لب پر آ جائے نام محمد کا　　ہر موج میں ساحل آ جائے' ہر ہر کنارا ہو جائے
ایک جام عطا جو ہو جائے' میخانہ یثرب سے اس کو　　اے ساقی کوثر! رندوں کا اتنے میں گزارا ہو جائے

سید بہر حسین شاہ صاحب کا قلمی نام جلیس ترمذی ہے۔ آپ ۱۹۱۸ء میں فیروز پور انڈیا میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد جنڈیالہ شیر خاں میں آباد ہوئے۔ مقامی سکول میں معلم کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام پا کر ۱۹۷۵ء میں ریٹائر ہوئے۔ وارث شاہؒ کی دھرتی کا شاعر جلیس ترمذی زبان اور فن کے آئینہ میں ایک استاد کا درجہ رکھتا ہے۔ نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

قدموں سے تیرے عرش کو عزت ہوئی نصیب　　گلشن بہشت کا ہے گل افشاں تیرے طفیل
تفریق نسل و رنگ مٹی' مٹ گیا غرور　　صد شکر آدمی ہوا انساں تیرے طفیل
ہے "ترمذی" اگرچہ گناہگار و غمزدہ　　لیکن رہے گا حشر میں شاداں تیرے طفیل

نقش ہاشمی صاحب کا اصل نام غلام محمد ہے۔ آپ ۲ مئی ۱۹۱۹ء کو مند کلاں ضلع امرتسر میں نبی بخش ہاشمی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۸ء فوج میں رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۰ء تا ۱۹۸۱ء مریدکے میں سکول ٹیچر رہے۔ آج کل بھی مریدکے میں رہائش پذیر ہیں۔ غزل' نظم' قطعہ' رباعی' مخمس' مسدس' مرثیہ' قصیدہ وغیرہ سب کچھ لکھا۔ سات کتب شائع ہو چکی ہیں۔ نعت کے شعر ملاحظہ ہوں:

بشراں وچوں بشر جناب تے نوریاں وچوں نور حضور　　خیر البشر انساناں اندر نوریاں توں وی افضل نور
چن حرا دا مہر صفا دا مظہر ایس خدائی دا　　خود یٰسین مزمل طٰہٰ آکھے اوہنوں رب غفور
ایس جہان دا ذرہ ذرہ اوہدیاں نعتاں پڑھدا اے　　میں وی اوہدیاں نعتاں لکھاں جے مل جاوے فکر شعور

شیخوپورہ شہر کی نامور دینی اور سیاسی شخصیت امین گیلانی کا تعلق سادات خاندان سے ہے۔ آپ ۱۹۲۰ء میں امرتسر کے سید نصیر الدین گیلانی کے ہاں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد شیخوپورہ آباد ہوئے۔ آپ انقلابی شاعر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قلم کے

ساتھ ساتھ انہیں حق دوستی سے بھی واسطہ ہے۔ سیاسی تحریکوں میں حصہ لینے کی وجہ سے کئی بار جیل کاٹ چکے ہیں۔ کئی ایک کتب شائع ہو چکی ہیں نعت لکھتے ہیں اور ذوب کر لکھتے ہیں۔

نہ کوئی تخت ہے اس کا نہ کوئی تاج ہے اس کا
مگر سب اہل ایمان کے دلوں پر راج ہے ان کا

تو پڑھ کر دیکھ لے قرآن میں توصیف کی آیت
کہ اس میں کتنا روشن نقطہ معراج ہے ان کا

کوئی مخلوق میں ہے جس کو یہ اعزاز حاصل ہوں
رسالت تخت ہے ان کا' شفاعت تاج ہے ان کا

ماں محمد حسن اصل ۱۹۳۰ء کو جنڈو۔ شیر خاں میں پیدا ہوئے۔ فوج میں ملازمت کی۔ کچھ دیگر پرائیویٹ اداروں میں بھی ملازمت کی۔ آج کل شیخوپورہ شہر میں رہائش پذیر ہیں اور اردو اور پنجابی میں نعت کہتے ہیں۔ آپ حضورؐ سے الفت کے حروف سیکھنے کے لئے کس قدر بیتاب ہیں اس کا اندازہ آپ کی اس نعت سے لگایا جا سکتا ہے۔

میں عکس بن کے ہوا تے سوار ہو جاواں
بنے توں میں تے ہیرے توں پار ہو جاواں

زمیں دا نور دی توں عرش دا وی توں چانن
زماں میں وچ نہ تیتوں غبار ہو جاواں

سکھ دے میتوں وی او حرف اپنی نعت دے
تے میں وی پیار دی راہ دا نکھار ہو جاواں

پروفیسر صدیق شاہد مرزا کا اصل نام صدیق علی مرزا ہے۔ آپ ۱۹۳۳ء میں مرزا اللہ دتہ کے ہاں فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ مختلف کالجوں میں تدریس اردو کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۲۳ مئی ۱۹۹۳ء کو گورنمنٹ اسلامیہ کالج سانگلہ ہل سے بحیثیت پرنسپل ریٹائر ہوئے ہیں۔ آپ کا اصل میدان اردو غزل ہے۔ دو مجموعے "صحرا میں سمندر" اور "رنج سفر" شائع ہو چکے ہیں۔ پروفیسر صاحب اردو کے استاد ہیں ان کا ایک ایک لفظ اپنی زبان سے اپنے معنے بتاتا نظر آتا ہے۔

گل ہی سے زباں عرض حال کی خاطر
نسیم صبح کا لہجہ تلاش کرتی ہے

ملے جو لہجہ تو بس کیسے سامنا ان کا
کہ رو سیاہی مری سامنے سے ڈرتی ہے

وہ تمکنت ہے رسالت مآب کی شاہد
شہوں کی شاہی جہاں آ کے پانی بھرتی ہے

بشیر باوا کا اصل نام بشیر احمد ہے۔ آپ ۱۹۳۳ء میں کڑیال کلاں ضلع گوجرانوالہ میں محمد عبداللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ ۱۹۸۷ء تک بطور حمد کے مقابلہ میں بی اے پاگل کے نام سے لکھتے رہے آج کل بشیر باوا کے نام سے لکھ رہے ہیں۔ طویل غزلیں اور نعتیں لکھنا پسند کرتے ہیں۔ ردیف' قافیے میں بڑا تردد کرتے ہیں۔ مشکل سے مشکل لفظ استعمال کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ شہر میں رہائش پذیر ہیں۔ کاروبار ٹھیکیداری ہے۔ ایک طویل نعت کے چند اشعار۔

تساں ورگا خدا نے ہور گھلیا ای نہیں جگ تے
تسی دو جگ دے او سردار بڑی اے رہجھ و یکھن دی

سبے وروں نت آ کے وحی ورگے مقرب دی
وصی نے آپ دے حیدر بڑی اے رہجھ و یکھن دی

میرا اے علم ناقص ایہہ کرو احسان باوے تے
دیو حسان وانگر کر بڑی اے رہجھ و یکھن دی

نجم نعمانی بیز واری کا اصل نام سید محمد یسین ہے۔ آپ ۱۹۳۳ء میں مالیر کوٹلہ بھارت میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ ہائی

سکول شیخوپورہ اور مرید کے ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر رہ چکے ہیں۔ آج کل بھی شیخوپورہ میں رہائش پذیر ہیں ۱۹۵۰ء سے لکھ رہے ہیں۔ نعت ان کا اصل میدان ہے۔ قندیل حرم ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی تھی اس کے علاوہ عربی ماہی، مدنی ماہی اور حقائق اسلام (نثر) بھی شائع ہو چکی ہیں۔ آپ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں کے شاعر ہیں۔ نمونہ کلام درج ذیل ہے

حبیب خدا دونوں عالم کے والی — نرالی ہے سب سے تیری شان عالی
تیرے در پہ آیا ہوں بن کے سوالی — سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
تیرا آستاں ہے پناہ دو عالم — تو لاریب ہے بادشاہ دو عالم
نہ جاؤں گا در سے تیرے ہاتھ خالی — سلامت رہے تیرے روضے کی جالی

عارف رضا گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں پروفیسر ہیں۔ آپ ۱۹۳۵ء میں سانگلہ ہل کے قریبی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محترم بڑے دیندار آدمی تھے۔ پروفیسر صاحب کو نعت کی طرف مائل کرنے کا سہرا انہی کے سر ہے۔ ان کا نعتیہ مجموعہ "عطا کی خوشبو" قرطاس پبلشرز نے شائع کیا ہے۔ چند شعر نعت کے ملاحظہ ہوں

فضائے نعت کی خوشبو کے روحانی تصور میں — مہک اٹھی ہے دل کی سرزمین آہستہ آہستہ
معراج نیم شب بھی آنسوؤں میں ڈھل گئی اکثر — عبادت ہو گئی ہے یہ جبین آہستہ آہستہ
"رضا" نعت محمد میں غزل کا رنگ ہے قائم — بھایا ہے یہ طرز دلنشیں آہستہ آہستہ

الحاج مولوی حبیب اللہ ہمؔی ورکاں میں ۱۹۳۶ء کو مولوی احمد علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل میدان نعت ہے اب تک ان کی یہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ گلشن حبیب، قربان حبیب، نعت حبیب کبریا اور سی حرفی حبیب، مولوی صاحب اردو اور پنجابی میں بھی نعت کہتے ہیں۔

حکیم نذیر احمد نذیر ۱۹۳۶ء میں ساندل بار کے گاؤں کوٹ دینا میں پیدا ہوئے۔ ان کی سورہ یوسف کی تفسیر شائع ہوئی ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

کدی عرش اتے کدی طور اتے، ید بیضا وچ نظر چمکار آیا
قطب تارے وچ مار دا رہیا ڈلکاں جبرائیل نوں نظر انوار آیا
پردے ظلمت دے اوس نے چاک کیتے سی فاران دا بن شنگار آیا
اوہ تے مجسم سرکار دا سی چانن لاؤن لئی جلوہ بازار آیا
اوسے نور دا چانناں ہر جاگے مشرقین اندر مغربین اندر
عاشقاں صادقاں دے پاک دلاں اندر ہے "نذیر" دے سکھ چین اندر

محمد اشرف پال یکم جنوری ۱۹۳۹ء کو جالندھر میں جی ایم عبداللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد شیخوپورہ میں آباد ہوئے۔ ان کے اردو اور پنجابی کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے دنیا میں جو بہار

آئی اس کا ذکر اشرف پال کے اشعار میں ملاحظہ ہو۔

تیرے باجھ سی
رت اداسیاں دی
آیوں توں تے
آئی بہار جگ تے
سماں بیتیا اے سیالیاں دا
رونق آگئی
فیر اکوار جگ تے
جگ تے

مقصود ناصر چودھری کا اصل نام محمد مقصود عالم ہے۔ آپ گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ پنجابی میں ان کا اصل میدان نوک ور ہے۔ آپ اردو بھی لکھتے ہیں ان کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ تاریخ شیخوپورہ پر کئی بار انعام پا چکے ہیں۔ ان کی ایک نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

آیا کملی والا آیا   مولا دا پیغام لیایا
انھیاں اکھاں نوں لو دتی   نھیری دنیا نوں رشنایا
چڑھیا چن کے وچ جس نے   چار چفیرے چانن لایا
بے گتی سی کوراہے دنیا   سدھا راہ اس آن دکھایا
ظلم جبر دا نام مٹا کے   انساناں دا مان ودھایا
"ناصر" اس توں صدقے جایئے   جس ساتوں انسان بنایا

اثر انصاری ۱۹۳۱ء میں فیض پور خورد تحصیل فیروزوالا ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ پنجابی ادب میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انہوں نے منظوم قصہ حاتم طائی لکھ کر پرانی روایات کو پھر سے زندہ کیا ہے۔ آپ نے تقریباً ہر صنف میں شعر کہے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش پر جانے والے واقعہ کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔

سنے جوڑیاں عرش تے جا کے تے نال حقدے کر گفتار آئے
غم امت دا ایڈا حضور نوں سی بخشش واسطے ہتھ کھلار آئے
اچی شان حضور دے خادماں دی تک جہان دی پار اتار آئے
ماراں کھادیاں تے تتی ریت اتے مل پاوندے نت کفار آئے
چشمے فیض دے اج دی تیں جاری فیض لین لئی کل سنسار آئے
اوتھے تھوڑ نہ کدی محسوس ہوئی جھولی بھرن بھاویں بار بار آئے

محمد ظفر علی اقبال ۱۹۴۳ء کو چودھری علی اکبر کے ہاں گورداسپور کے شہر سوجان پور میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے وہ ظفر سوجانپوری کہلاتے ہیں۔ آپ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں کے شاعر ہیں۔ آپ نعت گوئی کے ساتھ ساتھ نعت خوانی کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔

مل گیا بھٹکے ہوؤں کو اپنی منزل کا سراغ　　میرے آقا آپ ساروں کے سہارے ہو گئے
نام احمدؐ لے کے جن کے بادباں کھولے گئے　　ان سفینوں کے لئے طوفاں کنارے ہو گئے
جب کہی نعت محمدؐ بن گئی بگڑی ظفر　　حسن میری بھر گئی وارے نیارے ہو گئے

محمد اکرم سعید ۱۹۳۹ء کو محمد علی کے ہاں رسول پور جٹاں ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ سکول ٹیچر کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ ایم اے اردو اور پنجابی کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج شیخوپورہ میں [illegible] مقرر ہوئے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی کتنی طلب ہے اس کا اندازہ اس نعت سے ہو سکتا ہے

میرے دل دے سمندر وچ نیں سدھراں دے ہزاراں چھل
مدینے آون نہیں دیندی غریبی یا رسول اللہ
جدوں محشر دی گل چھڑ دی پکار اٹھدے نیں سبھ عاشق
حبیبی یا رسول اللہ حبیبی یا رسول اللہ
میں "اکرم" نام جد آقا دا الفت نال لیندا ہاں
شفا روگاں نوں مل جاندی طبیبی یا رسول اللہ

پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی سانگلہ ہل کے قریب موضع ممدوالی میں حضرت مولانا علامہ سید یعقوب احمد نقوی کے گھر ۹ ستمبر ۱۹۵۱ء کو پیدا ہوئے۔ گھریلو ماحول عشق رسالتمآب میں رچا بسا ہوا تھا۔ والد ماجد سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ڈھور اور سانگلہ ہل سے تعلیم مکمل کی اردو اور پنجابی میں ایم اے کرنے کے ساتھ ساتھ ایل ایل بی کی ڈگری بھی حاصل کی جبکہ پنجابی نعت کے موضوع پر مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ بے شمار تحقیقی و تنقیدی مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ سیرت نگاری کے حوالے سے ایک مختصر کتاب بھی طبع ہو چکی ہے۔ جبکہ کتابیات کے حوالے سے نیشنل بک کونسل سے ایک کتب تفسیر و حدیث اور اسلامیات (دو حصص) بھی شائع کی ہیں۔ درسیات کے حوالے سے بھی کتب طبع ہوئی ہیں۔ گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ کا ہجری نمبر گورنمنٹ کالج وزیر آباد کا ظفر علی نمبر اور گورنمنٹ کالج شاہدرہ کا قرار داد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر مرتب کر کے کالج میگزینوں کی تاریخ میں اپنا منفرد مقام بنا چکے ہیں۔ آپ کے ہاتھوں میں موجود نعت نمبر اسی فرد کے علم و فضل کا شاہکار ہے۔ نعت لکھتے ہیں اور ڈوب کر لکھتے ہیں۔ عشق رسالتمآب نے ان کے مزاج میں سادگی اور انکساری کی دولت عطا کی ہے۔ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں نعت لکھ رہے ہیں۔ اردو نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

قرآں کے حرف حرف میں ان ہی کی نعت ہے

قرآں کے حرف حرف میں ان ہی کی نعت ہے — یزداں اسے کلام میں مدح سبھی کہے
پڑھتے ہیں آسماں پہ فرشتے بھی جب درود — ان پر سلام کیسے نہ پھر یہ زمیں کہے
خالق کے بعد خلق میں اکرم ہے ان کی ذات — ایماں یہی ہے اور یہی میرا دیں کہے
"عتوی" کو ایسا شیوہ گفتار ہو عطا — جس وقت بھی وہ نعت کہے دلنشیں کہے

صدیق تاثیر کا نام محمد صدیق ہے۔ آپ ۱۹۵۱ء میں شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ ان کو عروض پر پورا عبور حاصل ہے۔ ان کا اصل میدان غزل ہے۔ آپ اردو پنجابی اور فارسی کے بلند پایہ شاعر ہیں۔ کتاب "سیدی یا رسول اللہ" میں سے ان کی ایک نعت کے کچھ اشعار:

کراں اس رات میں ایہو دعاواں یا رسول اللہ — میرے خواباں دی دنیا وچ تسیں کدھرے بے آ جاؤ
بس اواری تیرے روضے تے آواں یا رسول اللہ — میں اپنے ستے لیکھاں نوں جگاواں یا رسول اللہ

تیرا عاشق ترا منگتا تیرا "تاثیر" بردا رہے
کرے دن رات تیریاں ای ثناواں یا رسول اللہ

صابر نوید شیخوپورہ شہر کے رہنے والے ہیں۔ آج کل یہیں درزی کا کام کرتے ہیں۔ غزل کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کا یہ سلام بڑا مقبول ہوا ہے۔ یہاں تک کہ ہر مجلس میں فرمائش کر کے یہ سلام سنا جاتا ہے

میں روز سردار انبیاء نوں مدینے جا کے سلام آکھاں
بڑے ادب تھیں میں ہتھ بنھ کے سر جھکا کے سلام آکھاں
میں حضرت دی دید کارن ہزاراں میلاں دا سفر کراں
میں روز بطحا دی پاک مٹی نوں سر تے پا کے سلام آکھاں
میں چپ کر کے خوش ہو کے حضور اتے درود پڑھاں
تے دو جہاناں دے بادشاہ نوں میں گنگنا کے سلام آکھاں
نوید اوہناں دے پاک روضے دا نت جا کے طواف کراں
میں نت اوہناں دے گھر دے بوہے کھٹکھٹا کے سلام آکھاں

۱۹۵۳ء کو راقم (میاں ظفر مقبول) کی پیدائش کڑیال کلاں ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ والد صاحب (پروفیسر میاں مقبول احمد) سروس کے سلسلے میں ۱۹۶۱ء میں شیخوپورہ میں آئے اور پھر یہیں کے ہو کے رہ گئے۔ پنجابی کی طرف رجحان ہوا۔ شاعری بھی کی اور نثر بھی لکھی پنجابی میں ایم اے کیا۔ ۱۹۸۸ء میں مجموعہ کلام "تونہاں" شائع ہوا جس میں غزلوں اور کافیوں کے علاوہ میری ۲۳ نعتیں بھی ہیں۔ "تونہاں" کے علاوہ تیرہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں

جس دا نہیں سی سایا جگ تے ‏ ‏ ‏ رحمت بن کے آیا جگ تے
سوہنے خاطر جگ دے والی ‏ ‏ ‏ سوہنا جگ وسایا جگ تے
آمنہ دے چن پتر ورگا ‏ ‏ ‏ ہور نہ کوئی آیا جگ تے
عبداللہ دے لخت جگر نے ‏ ‏ ‏ کیڈا نام کمایا جگ تے

ناصر آغا صاحب کا اصل نام نصراللہ خاں ہے۔ آپ آغا نثار خاں کے ہاں ۱۹۵۵ء میں تحصیل ننکانہ کے گاؤں بڑا گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم بی اے ہے۔ نعت کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

جنے وی چن دنیا تے وچارے یا رسول اللہ
تسیں اوہ اوہناں دے سارے یا رسول اللہ

کرو نظر کرم ایہناں غریباں تے لاچاراں تے
تساڈے اتیاں تے دن نیں بھارے یا رسول اللہ

تساڈے حکم تیں کنکر وی کلمہ پڑھدے سی آقا
ہوئے مٹھے اوہ پانی سی جو کھارے یا رسول اللہ

عاشق حسین جعفری ۱۹۵۶ء میں منڈی کاموکی ضلع گوجرانوالہ میں محمد صدیق کے ہاں پیدا ہوئے۔ تعلیم شیخوپورہ شہر میں پائی۔ گورنمنٹ ہائی سکول ۔۔۔ ضلع شیخوپورہ میں ہیڈ ماسٹر ہیں۔ نعت گوئی کے علاوہ نعت خوانی کا بھی شغف رکھتے ہیں۔ ماں اللہ خاں اجمل جنڈوی کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ کی ایک نعت:

ملی آنکھوں کو ٹھنڈک، ہوا دل کو قرار حاصل ‏ ‏ ‏ مدینے حاضری کا طیبہ سے جب پیغام آیا
کرو پوری دعا دل کی اے والئ بطحا ‏ ‏ ‏ خطائیں معاف کروانے جب آپ کا غلام آیا
خدا کے بعد جو عظیم تر ہے سارے عالم میں ‏ ‏ ‏ ہے جس کی ذات پر خود ذات حق کا سلام آیا

وہاں پہنچے احمد مرسل بوقت شب معراج عاشق
سردار ملائکہ بھی جہاں رک جائے سفر میں وہ مقام وہ آیا

انور اداس مریدکے ضلع شیخوپورہ کے رہائش پذیر ہیں۔ اتحاد کیمیکلز میں ملازم ہیں۔ ایک عرصہ تک اقبال رحمی صاحب کے ساتھ مل کر ماہنامہ لکھاری کی اشاعت کا اہتمام کرتے رہے۔ آج کل اپنا رسالہ نکال رہے ہیں۔ ان کا اصل میدان غزل ہے۔ نعت بھی لکھتے ہیں۔

نیکی تے بھلیائی والا درس پڑھایا لوکاں نوں ‏ ‏ ‏ کھچ لیندے سی جو تلواراں نکیاں نکیاں گلاں تے
تیری ذات نے سیدھے رستے اتے پایا لوکاں نوں ‏ ‏ ‏ اک مک ہو گئے سارے ایسا پیار سکھایا لوکاں نوں

توں رب دا محبوبؐ تے تاج ایں دوواں عالم دا　　　توں در اتوں خالی کدے وی نہیں پرتایا لوکاں نوں

عمران نقوی سید یعقوب احمد نقوی کے گھر ۳ جون ۱۹۶۵ء کو محمد والی ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ گھریلو ماحول مذہبی تھا۔ والد عابد عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔ بی اے بی ایڈ تک تعلیم حاصل کی۔ علم و ادب سے شغف ورثے میں ملا۔ آپ پروفیسر ڈاکٹر ثاقب محمد نقوی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اردو اور پنجابی میں نظم و نثر لکھتے ہیں۔ آج کل روزنامہ نوائے وقت کے مذہبی اور دینی ایڈیشن ترتیب دے رہے ہیں۔ نعت بھی لکھتے ہیں۔ دو شعر ملاحظہ ہوں۔

در اقدس پہ جانا چاہتا ہوں　　　مقدر آزمانا چاہتا ہوں
ملے مجھے غلامی اپنے در کی　　　کہ بے گھر ہوں ٹھکانہ چاہتا ہوں

ارتضیٰ حسن کاظم ۶ جون ۱۹۶۶ء کو سید کاظم علی کے ہاں پرانا شہر شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ آج کل طبابت سے منسلک ہیں۔ آپ اردو پنجابی دونوں زبانوں کے شاعر ہیں۔

امامت کا حاصل نبوت کا مژدہ　　　مشیت حق کی حقیقت ہیں احمدؐ
درخشاں ہوئی ان سے بزم گلستاں　　　جہاں ہستی کی عظمت ہیں احمدؐ



امرتسر کے چند نعت گو

پروفیسر محمد سلیم چوہدری

برصغیر کے ہر خطہ زمین کے شعراء نے گلشن نعت میں نو بہ نو گل بوٹے سجائے ہیں۔ امرت سر کے شعراء پیچھے رہ جاتے یہ کیسے ممکن تھا۔ اس مضمون میں ایسے نعت گو شعراء کا تذکرہ مقصود ہے۔ جن کی علمی اور ادبی زندگی یا اس کا کوئی پہلو امرت سر سے متعلق ہے۔ امرت سر نے ان سے فیض اٹھایا اور وہ امرت سر کے علمی ماحول سے متاثر ہوئے ہوں۔ ظاہر ہے اس میں وہ شاعر بھی شامل ہیں جن کا وطن ہی امرتسر تھا۔ کچھ شاعر ایسے بھی ہیں کہ ملازمت کے سلسلے میں ان کی تعیناتی امرتسر میں ہوئی ہو اور دوران ملازمت انہوں نے امرت سر میں قیام کیا اور یہاں کی محافل کو اپنی شاعری سے گرمایا۔ ان کا ذکر بھی امرت سر کے حوالے سے آئے گا۔ ایسے لوگ کچھ عرصہ امرت سر میں رہ کر چلے گئے لیکن امرت سر کا سینہ ان کی یادوں کا خزینہ ہے اور انہوں نے بھی امرت سر کو کبھی فراموش نہ کیا اور اپنی تحریروں میں بھی محبت سے بھی حسرت سے امرت سر کا ذکر کرتے رہے۔ تقسیم ہند کے بعد اگرچہ امرتسر علم و ادب کا گہوارہ نہیں رہا لیکن آج بھی امرتسری شعراء امرتسر سے اپنے تعلق کی یادوں سے دلوں میں سے ہوئے ہیں۔ اس مضمون کی تیاری میں امرتسر کی ایک ایسی ہی شخصیت حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے بے پناہ تعاون کیا۔

شمس مینائی

۱۸۸۶ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے بہت بڑے شاعر تھے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان (لاہور) کو اپنا مسکن بنایا۔ "جام مینائی" ان کا مجموعہ کلام امرتسر میں چھپا تھا۔ یکم ستمبر ۱۹۵۳ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔ نعت کے تین شعر ملاحظہ ہوں۔

کروں کس طرح میں ثنائے محمدؐ   وہ آقا ہیں میں ہوں گدائے محمدؐ
ہوئی ظلمت کفر کافور ساری   جب عالم میں تشریف لائے محمدؐ
اگر کعبہ دل خدا کا ہے مسکن   تو آنکھوں میں ہے "شمس" جائے محمدؐ

ابو محمد حسن شعری کاشمیری

آپ ۱۸۸۱ء میں کشمیر میں پیدا ہوئے۔ خواجہ صدر الدین بچھ کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے امرت سر نقل مکانی کی تھی۔ آپ کے فرزند میرزا غلام احمد نے "مراۃ الخیال" کے نام سے آپ کا کلام ۱۳۵۴ھ میں مطبع ریاض ہند امرت سر سے طبع کروایا۔ "زبدۃ الخیر" اور "گلزار خلیل" آپ کی تصانیف ہیں۔ امرتسر میں دفن ہوئے۔ نمونہ کلام دیکھئے۔

تولّی کہ بہر خودت از جہاں گزیدہ خدا   لباس ناز بقد تو خود بریدہ خدا
بحیرتم کہ تو در آئینہ چہ می دیدی   کہ در زمانہ مثالت نیافریدہ خدا

محوِ حیرت شدہ شاغل ز محبت "شعری" — کہ آفریدہ اش از سیرت حمیدہ خدا

فیروز الدین فیروز طغرائی

۱۸۹۲ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ بہت سے اخبارات اور جرائد کے ایڈیٹر رہے۔ کلیات طغرائی کے نام سے آپ کا مجموعہ کلام چھپ چکا ہے۔ آپ کے تلامذہ میں بہت سی مشہور شخصیات شامل ہیں۔ آپ ۸ فروری ۱۹۳۱ء کو امرتسر میں انتقال کر گئے۔ نعت میں عقیدت کا رنگ ملاحظہ کیجئے۔

سوئے یثرب جب غم احمد میں روتا جاؤں گا — اپنے شوق رہنما کے پاؤں دھوتا جاؤں گا
اے فلک انصاف آخر عاشق بیدل ہوں میں ! — دوری سرور میں کب تک جان کھوتا جاؤں گا
میں وہ عاصی ہوں کہ اے "فیروز" اشک شرم سے — نامہ اعمال کو محشر میں دھوتا جاؤں گا

منشی غلام قادر فرخ

آپ ۱۰ ... ۱۸۹۲ء کو پیدا ہوئے۔ بہت سے اخبارات اور رسائل کے ایڈیٹر رہے۔ آپ کی تصانیف میں "خنجر ہلال" "... ... ..." "محترمہ ... ..." "ازدواجی ..." "مسافر خوب" "حق ..." "سبز باغ" "بام ترقی" "خون کی ..." "... ..." اور "بچوں کی سوانح عمریاں" شامل ہیں۔ تقسیم ہند تک آپ کا امرتسر میں قیام رہا بعد میں ۲۰ نومبر ۱۹۵۸ء میں لاہور میں انتقال ہوا۔

اے سرور امت بے کس کو بچالے — آزاد گرفتار ہوئے ورم ہوس میں
نازل وہ مصیبت ہے کہ ٹلتی نہیں ٹالے — شاہیں تیرے سرور ہیں سونے کے قفس میں
نائب ترے سوئے ہیں پڑے ان کو جگا لے — دانے کے لئے پڑھ گئے صیاد کے دانے

اے سرور دیں — اے سرور دیں

سید عطا اللہ شاہ بخاری

آپ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۱ء کو پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند سے پہلے امرتسر میں قیام رہا۔ آپ مجلس احرار کے ... تحفظ ختم نبوت کے روح رواں اور بہترین مقرر تھے۔ آپ کا انتقال ملتان میں ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء میں ہوا۔ فارسی نعت کے ... ۔

... ذرہ ز جہان محمد است — سبحان من براہ چہ شان محمد است
... کلام الٰہی خدا گواہ — آن ہم عبارتے ز زبان محمد است
... پاک محمد کلام پاک — نازم بان کلام کہ جان محمد است

توحید را کہ نقطہ پر کار دین است   دانی؟ کہ نکتہ ز عیان محمد است

علامہ محمد حسین عرشی

علامہ عرشی ۱۸۹۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں "ملت ابراہیم" "تحقیق قربانی" "قبال کی پیشگوئیاں" "براہین وحی" "ترجمہ مقدمہ زندگانی محمد" "علوم اسلام اور افکار" "حجیت حدیث" اور "سبکت کی سرگوش میں" شامل ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور بعد میں راولپنڈی میں مستقل رہائش اختیار کر لی اور راولپنڈی میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا اردو شعری مجموعہ "رسوا کیا مجھے" اور فارسی کلام "نقش ہائے رنگارنگ" چھپ چکا ہے۔ نعت میں عاجزی کا پہلو ملاحظہ ہو۔

رہبر راہ رواں نقش کف پا تیرا   شرف کون و مکاں نقش کف پا تیرا
اولیا اور ائمہ متعلم تیرے   جاوداں درس بداں نقش کف پا تیرا
میں ہوں عجز و مقصود اور سراپائے نیاز   میں کہاں اور کہاں نقش کف پا تیرا

محمد بخش فرشی

آپ ۱۸۹۳ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ نعتیہ شاعری میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ نعتیہ کلام میں "محمدی حوکس" بہت مشہور ہے۔ "قصہ علم دین شہید" بھی آپ نے تحریر کیا۔

اج رات برات محمد دی عرشاں اتے جاوے گی   میں صدقے عربی لاڑے توں جنج خوب سہاوے گی
ساری امت دا سردار بن کے لاڑا ہویا تیار   اکھ اج احمد مختار دی اسواری آوے گی
اج رات برات محمد دی عرشاں اتے جاوے گی   میں صدقے عربی لاڑے توں جنج خوب سہاوے گی

مولا بخش کشتہ

جولائی ۱۸۷۶ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں اردو میں شعر کہتے تھے بعد میں پنجابی شاعری میں بڑا نام پیدا کیا۔ "پنجابی شاعراں دا تذکرہ" اور "دیوان کشتہ" آپ ہی کی تصنیف ہیں۔ اتوار ۱۹ جون ۱۹۵۵ء کو لاہور میں آپ کا انتقال ہوا۔

مکہ جناب دا ہے مدینہ حضورؐ دا   ہر دم نزول اوتھاں تے اللہ دے نور دا
صلی علیٰ پکاریاں حوراں جو ویکھیا   روشن ودھیک چند توں چہرہ حضور دا
طالب رسولؐ پاک دا کشتہ ہے زاہدو   چاہواں ہے پری دا نہ غلماں نہ حور دا

محمد دین غریب

مولوی محمد دین نام تخلص غریب۔ آپ ۱۸۸۳ء پنڈ فتح آباد ضلع گجرات امرتسر میں پیدا ہوئے۔ "نظارہ عالم" آپ کی

تصنیف ہے۔ آپ کا انتقال ۱۹۳۱ء میں امرتسر میں ہوا۔

نیم احمد سست نام اس کا عالی | عرب ہیں بلا میں یثرب کے والی
ہیں در یتیم آپ یکتا مدنی | ہے تابع ہر اک شے جہاں' جلالی

مولانا غلام محمد ترنم

آپ ۱۹۵۵ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور آگئے اور لاہور میں ۲۳ جولائی ۱۹۵۹ء کو انتقال کیا۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم دین تھے۔ نمونہ نعت ملاحظہ کیجئے۔

چلو دیار حبیب خدا کو دیکھ آئیں ! | ستارہ بار' مقدس فضا کو دیکھ آئیں
سنا ہے ذرے وہاں کے بقا کے جوہر ہیں | حیات بخش موج ہوا کو دیکھ آئیں
انمو بھی اب تو "ترنم" صفائے دل کے لئے | مقام مظہر حق تشنا کو دیکھ آئیں

برکت علی شاہ ٹھٹھیانویؒ

آپ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ بروز دوشنبہ کو ٹھٹھیاں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ صاحب کرامات بزرگ تھے۔ آپ کا انتقال ٹھٹھیاں ضلع امرتسر میں ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ کو ہوا۔ نعت میں عقیدت کا رنگ دیکھئے۔

دیدنی خواب میں گر شکل دکھائی ہوتی | درد فرقت کی گھٹا مجھ پہ نہ چھائی ہوتی
میں سمجھتا ہوں کہ مولیٰ مجھ کو ہے جنت حاصل | تیرے دربار میں گر میری رسائی ہوتی
بیٹھا رہتا جو دربار پہ میں بن کے فقیر | تو شہنشاہی سے بہتر یہ گدائی ہوتی !

خدا بخش اظہر امرتسری

خدا بخش اظہر امرتسر میں پیدا ہوئے۔ روزنامہ زمیندار کے ایڈیٹر رہے۔ اچھے شاعر اور کامیاب مصنف تھے۔ آپ کی تصنیف میں "انوکھی تحریکیں" نامی کتاب شامل ہے۔ آپ ۹ دسمبر ۱۹۵۰ء کو لاہور میں حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔

ہے صلی علیٰ نسبت سلطان مدینہ | شاہوں سے بھی افضل گدایان مدینہ
وہ خاک کہ اکسیر ہے جسے کہتی ہے دنیا | ہے خاک کف پائے گدایان مدینہ

حافظ مظہر الدین

آپ ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے تعلیم کے سلسلہ میں مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں حضرت علامہ محمد عالم آسی سے پڑھتے رہے۔ آپ ۲۲ مئی ۱۹۸۱ء میں راولپنڈی میں فوت ہوئے اور قبرستان عیدگاہ میں دفن ہوئے بعد میں چھتر (مری) میں دفن کیا گیا۔

حافظ صاحب کے مندرجہ ذیل مجموعہ کلام چھپ چکے ہیں۔ "شمشیر و سناں" "حرب و ضرب" "تجلیات" "جلوہ گاہ" "باب جبریل" "نشان راہ" پاکستان میں نعت کے حوالے سے آپ کی خدمات سے کون انکار کر سکتا ہے۔ ان کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کرم نما ہے تری ذات یا رسول اللہ — ملے فقیر کو خیرات یا رسول اللہ
بسر ہوں کیف میں دن رات یا رسول اللہ — رہے زباں پہ تری بات یا رسول اللہ
نجوم کے ہیں طلبگار تیرے "مظہر" سے — نئے منات' نئے رات یا رسول اللہ

صوفی معراج الدین معراج

آپ موضع چیمہ باٹھ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ تقسیم ہند سے لائل پور آباد میں رہائش اختیار کر لی تھی اور تقریباً ۷۵ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ "تجلیات برکت" کے نام سے آپ کا کلام شائع ہو چکا ہے۔

ہشیاروں کا رہبر ہے' دیوانہ محمدؐ کا — داناؤں کا ہادی ہے' مستانہ محمدؐ کا
دیرینہ تمنا ہے ہو جاؤں تصدق میں — ہو سامنے آنکھوں کے' کاشانہ محمدؐ کا
ہم نعت جو پڑھتے ہیں تصنیف یہ جس کی ہے — "معراج" بھی ہے کوئی' پروانہ محمدؐ کا

آغا شورش کاشمیری

آغا شورش ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ زیادہ عرصہ لاہور میں گذارا۔ آپ بہت بڑے ادیب' صحافی' مقرر تھے۔ آپ کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ آپ کا ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔

نثار اپنے دل و جاں ہیں یا رسول اللہ — کہ آپؐ حاصل ایماں ہیں یا رسول اللہ
ہمیں یہ ناز کہ ہم آپ کے غلام ہوئے — زہے شرف! کہ مسلماں ہیں یا رسول اللہ
بہ فیض رومی و جامی و قدسی و خسرو — ہم ایسے لوگ غزل خواں ہیں یا رسول اللہ

محمد اسماعیل عیسیٰ

آپ ۱۸۹۹ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ پنجابی اور اردو زبان کے بہت بڑے شاعر تھے۔ دوران فسادات امرتسر میں شہید ہوگئے۔ انہیں نعت گوئی اور نعت خوانی میں خاص مہارت حاصل تھی۔

صبا! مدینے اگر تو جائے نبیؐ سے میرا سلام کہنا — سلام منظور ہو تو پھر تو یہ بیکسوں سے سلام کہنا
رسولؐ برحق! شفیع عالم سراپا رحمت خدا کے پیارے — ہوا نہ تم سا نہ ہوگا کوئی نہیں ہے اس میں کلام کہنا
حضور "عیسیٰ" کی التجا ہے کہ کاش میرے نصیب بھی ہو — تمہارے روضہ پہ دست بستہ درود پڑھنا سلام کہنا

مسلم اویسی

مسلم اویسی امرتسر میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور میں آ گئے اور ۱۴ جنوری ۱۹۶۷ء کو لاہور میں انتقال کیا۔ نعتیہ شاعری میں آپ کا بہت بڑا مقام ہے۔ آپ کی نعتیں بے پناہ مقبول ہوئیں۔

اک وکھری چھبدا چال ڈھٹھا　　مست وچ اوہ اپنے حال ڈھٹھا
ایدا کوئی نا نہ ڈٹھیا یار بیلی　　سایہ ایدا اوہدے نال ڈھٹھا
نعت نبی کریم دی لکھن والا　　"مسلم" شاعر با کمال ڈھٹھا

مہر ولی وارثی

مہر ولی وارثی امرتسر میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور میں منتقل ہو گئے۔ ۱۹۹۰ء میں انتقال کیا۔ "بہار جاوداں" آپ کا نعتیہ مجموعہ کلام ہے۔

اے محمدؐ! اے علمدار اصول جہاں!　　اے محمدؐ! اے بہار گلشن کون و مکاں!
اے عدو باطل! اے حق آشکار کائنات!　　اے پرستار خدا! اے دشمن لات و منات!
تیری موج ریت ساحل سے لپٹ کر رہ گئی　　اک شعاع طور چمکی تھی سمٹ کر رہ گئی

قمر امرتسری

آپ ۱۹۱۰ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور آ گئے اور ریلوے روڈ پر پرچون کی دوکان کرتے ہیں۔ آپ کا کلام اکثر "فیض الاسلام" راولپنڈی میں چھپتا رہا ہے۔

قائم ہے جس سے عظمت انساں وہ آپؐ ہیں　　نازاں ہے جس پہ عالم امکاں وہ آپؐ ہیں
انسان کو دے کے آخری دستور زندگی　　بخشا ہے جس نے زیست کا ساماں وہ آپؐ ہیں
حق کر مجھ فقیر سیاہ کار کو "قمر"　　دے دی ہے جس نے دولت ایماں وہ آپؐ ہیں

مولانا ابو الکلام آزاد

آپ ۱۸۷۹ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ امرتسر میں اخبار "وکیل" کے ایڈیٹر رہے۔ تقسیم ہند کے بعد ہندوستان میں رہے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ ہندوستان میں ۱۹۶۸ء میں انتقال ہوا۔

آزاد اور قمر پڑے گی کہاں　　الفت ہے دل میں شاہ زمن کی بھری ہوئی
چپکے در سرکار پہ چاہا تو یہی ہے　　آگے میرے تقدیر تمنا تو یہی ہے

یہ اس کی رسالت سب مجھے کھینچیں مجھے روئیں — واپس میں نہیں آؤں گا سوچا تو یہی ہے

مولانا غلام احمد اخگر امرتسری

آپ ۱۹۶۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اخبار "اہلحدیث" جاری کیا۔ آپ کو نعتیہ شاعری کا بھی شوق تھا۔ آپ ۱۵ اگست ۱۹۴۴ء کو امرتسر میں فوت ہوئے۔ نمونہ نعت ملاحظہ ہو۔

تصور میں رسولِ پاک کی ضبطِ فغاں کیوں ہو — نہیں [illegible] راز [illegible] تو سینے میں نہاں کیوں ہو
تصور ہے [illegible] عشق میں گلزارِ طیبہ کا — تو ان چھوٹے بچھے گلشن میں اسیرِ قفس کیوں ہو
نہیں تاریکیِ مرقد کا کھٹکا مجھ کو اے "اخگر" — دہکتی آگ ہے سینے میں پھر پیدا دھواں کیوں ہو

غلام نبی حکیم امرتسری

آپ ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ تقسیم کے بعد راولپنڈی چلے گئے۔ آج کل لندن میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ کا [illegible] "نقش [illegible]" راولپنڈی میں چھپتا رہتا ہے۔

حلقہ [illegible] دور [illegible] شام و سحر سے گزرے — مرقد کی [illegible] شمس و قمر سے گزرے
منزلِ ہمت سادات کے سر سے گزرے — کس طرح نور [illegible] سے گزرے
اے "حکیم" [illegible] چاہا — آپ کے نقشِ قدم راہگذر سے گزرے

شفاعت احمد تسنیم امرتسری

آپ [illegible] میں پیدا ہوئے۔ بعد میں امرتسر میں آ گئے اور ۲۶ دسمبر ۱۹۲۰ء کو امرتسر میں [illegible]۔ آپ کا کلام (اخبار اہل حدیث روپڑ) میں شائع ہوتا رہا۔

رسولِ ہاشمی آیا جہاں میں راہنما ہو کر — اجالا کر دیا آفاق میں بدرالدجیٰ ہو کر
جو تھے رسوائے عالم مدتوں سے بدگماں میں — وہی مشہورِ دوراں ہوگئے [illegible] میں

غلام محمد بیدل امرتسری

آپ امرتسر میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور آ گئے اور لاہور میں ہی ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء بروز جمعہ انتقال فرمایا۔ آپ کا نعتیہ شاعری میں بڑا مقام ہے۔ بزم بیدل آپ ہی نے قائم کی تھی۔

جو تڑپاتی ہے دل میرا فرقت محمدؐ کی — ہے پیشِ نظر ہر دم وہ صورت محمدؐ کی
میسر خواب میں ہو دیکھ صورت محمدؐ کی — الٰہی کب تک تڑپائے گی فرقت محمدؐ کی

عذاب قبر کا ڈر مجھ کو ہے "بیدل" ۔ محشر کا　　　کہ ہے میرا وسیلہ ہر دو جا مدحت محمدؐ کا

حکیم عبدالرشید

آپ یکم جنوری ۱۹۲۸ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند پر لاہور آگئے۔ آجکل عبدالکریم روڈ قلعہ گوجر سنگھ میں رہائش پذیر ہیں اور مطلب کرتے ہیں۔

بزم جہاں کے آقا و مولا تمہی تو ہو　　　انسان کے غموں کا مداوا تمہی تو ہو
عرشوں پہ خود خدا نے بلایا حضورؐ کو　　　جس کا مقام سب سے ہے اعلیٰ تمہی تو ہو
اب تیرے در کو چھوڑ کر جائے کہاں "رشید"　　　اس کی شفاعتوں کا وسیلہ تمہی تو ہو

خان صابر خلیلی

آپ کا تعلق بھی امرتسر سے ہے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان چلے آئے اور ملتان میں رہائش اختیار کر لی اور ملتان میں ہی فوت ہوئے۔ نعتیہ شاعری میں آپ کا مقام بلند ہے۔ "بہار جاوداں" آپ کا مجموعہ کلام ہے۔

عطر بیز و مشک ساماں ہے مدینہ کی ہوا　　　روح پرور راحت جاں ہے مدینے کی ہوا
ناز سے چلتی ہے اس گلزار میں باد شمال　　　نکہت افشاں ہر گل رنگیں ہے نافے کی مثال

حافظ امرتسری

آپ کی پیدائش بھی امرتسر کی ہے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے آئے۔ غزل کے اچھے شاعر تھے جب کہ نعت میں عقیدت و محبت بھی دیدنی تھی۔

رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم　　　عظمت آدم، ہادی اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم
نائب داور خلق کا رہبر، فرش کی رونق، عرش کا نیر　　　شافع محشر، مالک پرچم، صلی اللہ علیہ وسلم
حافظ کمتر ان کا گداگر، شان میں جس کی ہے لاتحصر　　　نعت داور دیتے ہیں جھم جھم صلی اللہ علیہ وسلم

عارف عبدالمتین

نامور نقاد، اردو و پنجابی کے معروف شاعر، عارف عبدالمتین کا تعلق بھی امرتسر سے ہے۔ کئی ایک کتب شائع ہو چکی ہیں۔ "بے مثال" اردو مجموعہ نعت کا نام ہے۔

نقش ہو دل پہ نقشہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم
لب پہ جاری ہو، نغمہ احمد، صلی اللہ علیہ وسلم

کب سے پنہاں دل میں یہ ارماں رحمت یزداں سے ہو نمایاں
صورت تاباں' جلوہ احمد' صلی اللہ علیہ وسلم
صاحب عظمت' مالک سطوت' نور ہدایت' شمع صداقت
مظہر رحمت' دیدہ احمد' صلی اللہ علیہ وسلم

امرتسری شعراء کا یہ انتخاب نعت' نامکمل رہے گا جب تک کہ پروفیسر خالد بزمی اور علامہ ریاض الدین سہروردی کا ذکر نہ کیا جائے جو بدشبہ نعت اور فروغ نعت کے حوالے سے اہم ترین شخصیات ہیں۔ خالد بزمی نے نعت کے حوالے سے بہت سی منظومات تحریر کیں ہیں جبکہ نعت پر کئی ایک مضامین بھی تحریر کئے ہیں جبکہ ریاض سہروردی کے فروغ نعت اور نعت خوانی کے حوالے سے خدمات سے کون انکار کر سکتا ہے۔

"جب میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسم گرامی پر درود
پڑھتا ہوں تو میرا وجود ندامت کے باعث پانی پانی ہو جاتا ہے۔
عشق مجھے کہتا ہے کہ اے غیر کے محکوم! تیرا سینہ
تو بتخانے کی طرح آستانِ صنم سے بھرا ہوا ہے۔
جب تک تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رنگ و بو
اختیار نہیں کر لیتا، اپنے درود سے ان کے نام گرامی کو آلودہ نہ کر۔

[illegible]
[illegible]

پنجابی نعت

(انتخاب)

نعتیہ کافی

سید بلھے شاہ

سیو بن میں ساجن پایوئی — ہر ہر دے وچ سمایوئی
انا احمد دا گیت سنایو — انا احمد ہوں پھر فرمایو
انا عرب بے عین بتایو — پھر نام رسول دہرایوئی!
سیو بن میں ساجن پایوئی — ہر ہر دے وچ سمایوئی
ثم وجہ اللہ نور تیرا — ہر ہر کے بیچ ظہور تیرا
ہے الانسان مذکور تیرا — اتھے اپنا سر لوکایوئی!
سیو بن میں ساجن پایوئی — ہر ہر دے وچ سمایوئی
تو آئیو تے میں = سئی — گنج مخفی دی تیں مرلی بجائی
آکھ الست گراجی چوئی — اوتھے قالو ا بلی سنایوئی!
سیو بن میں ساجن پایوئی — ہر ہر دے وچ سمایوئی
پ گت ہو کر نور سدائیو — احمدؐ توں موجود کرائیو
نابودوں کر بود دکھائیو — فنفخت فیہ سنایوئی
سیو بن میں ساجن پایوئی — ہر ہر دے وچ سمایوئی
نحن اقرب لکھ دتوئی — ہو معلم سبق دتوئی
و فی انفسکم حکم کیتوئی — پھر کیہا گھنگھٹ پایوئی
سیو بن میں ساجن پایوئی — ہر ہر دے وچ سمایوئی
بھر کے وحدت جام پلائیو — منصورے نوں مست کرائیو
اس توں انا الحق آپ کہائیو — پھر سولی پکڑ چڑھایوئی
سیو بن میں ساجن پایوئی — ہر ہر دے وچ سمایوئی
گھنگھٹ کھول جمال دکھایا — شیخ جنید کمال سدایا
لیس فی جبتی حال بتایا — اشرف انسان بنایوئی
سیو بن میں ساجن پایوئی — ہر ہر دے وچ سمایوئی
ولقد کرمنا یاد کرائیو — لا الہ دا پردہ لائیو
الا اللہ کہو جھاتی پائیو — پھر بھلا نام دہرایوئی
سیو بن میں ساجن پایوئی — ہر ہر دے وچ سمایوئی

رسول خدا دے

علی حیدر

اللہ دے دربار میں کوئی نہ رسولؐ خدا دے — سبھ سلام صلاتاں تینڈے بجا رسولؐ خدا دے
شوق تینڈے دا ویلا گیا وہا رسولؐ خدا دے — سوہنا مکھ مبارک آوکھا رسولؐ خدا دے
نوشہ رشی دربیوں دا آمن رسولؐ خدا دے — لڑھ دی وہندی بیڑی بنے لا رسولؐ خدا دے
اللہ مولی کوون خیر دوا رسولؐ خدا دے — تکس گیاں تیتاں خیر کرا رسولؐ خدا دے
چھپیر دے سر پہروں وسا رسولؐ خدا دے — جیہیوں جھگڑیوں ساہوں خوشی وکھا رسولؐ خدا دے
نارک ویلا دو دل سکے آ رسولؐ خدا دے — ہو اسوار گھوڑا وچ دگا رسولؐ خدا دے
وجیا مارو لچو توں پھڑا رسولؐ خدا دے — بھڑکی آتش اتے پانی پا رسولؐ خدا دے
پربت کیونکر والے آ ولا رسولؐ خدا دے — ذمہ "حیدر" عاجز دا توں چا رسولؐ خدا دے

نعت رسول

سید وارث شاہؒ

دوجی نعت رسول مقبول والی جیہڑا موجب ہے کل از نبراں دا
کائنات دا سوہنا تے فخر عالم سلطان وحدت تے انبراں دا
جناں بندیاں دا مرشد پیر کامل سردار ہے کل پیغمبراں دا
ہادی مسجداں تے آتش خانیاں دا ٹھاکر دواریاں گرجیں مندراں دا
نور نار سندی خبر دین والا جھنگیڈراں کالیاں اندراں دا
کنجی خلق عظیم دی گت بھیجے توڑن والڑا کفر دے جندراں دا
پھڑ کے لاڈی تیز تلوار جنہیں بھن چھڈیا ہت مچھندراں دا
وڈے زور والے ہوئے آن حاضر ہرنے مار دے بل سکندراں دا
جناں کفر کیتا اوہدے نال اونہاں مزہ چکھیا رچھ تے بندراں دا
جناں صدق دے نال ایمان آندا لیا مرتبہ اچیاں نبراں دا
اوہلے بیٹھ کے کملی پوش ماہی لیا بھیت جو کھندراں کھندراں دا
وتا ونڈ چوپاتیاں جام ساقی نشہ بھیا کل قلندراں دا
جتھے کفر سندی بدبو آ ہی اوتھے ڈھیر توحید دیاں عنبراں دا
ہلیا آن حکیم محبوب وارث گیا روگ ناسور بھگندراں دا

نعت

مولوی غلام رسول عالمپوری

جو ہر عرض وجود خلائق اصل اصول کمالی — امت خیر امم دا والی نام محمدؐ عالی
نبی صفی دا سید سرور تے کوثر دا ساقی — جیس حق خاص شفاعت کبریٰ ختم رسل اتفاقی
وچہ اشارے انگل جیدی شق قمر افلاکی — خیر الناس عرب دا افصح خواص لب تریاقی
ثاقب نجم قمر تے شمسوں انور گوہر خاکی — جیں تے پاک قدم دی برکت فخر کرے وچہ تاکی
مظہر فیض اتم یگانہ مطلع صبح ظہوری — اوہ شاہ بیت قصائد عالم جیس وچہ خوبی نوری
فتح مبیں کمال فترضی شان نبی دی عالی — تے محمود مقام معلّی خاص عطا نرالی
سینہ پاک منور نشرح نور اکھیں مازاغوں — انور اکھیں مہر نبوت روشن نور چراغوں
شاہ صفیاں پیرولیاں خاص امام نبیاں — فاتح باب بہشت معلی اتقی وچہ تقیاں
لے جبرئیل ملائک نوری دروازے پر آیا — حاضر براق رکابے چلیا اقصیٰ وچہ پہنچایا
ایہ امامت بعد نبیاں گزر لنگے افلاکوں — زمیوں شب فلک تے وجا براقوں چالاکوں
فوج فرشتیاں نال سدھائی شوقاں واگ چلائی — جبرائیل نقیب پکارے پاک سواری آئی
کھڑے گئے در افلاکوں ملک مقرب دھائے — سن سن کے پیغمبراں خبراں قفلیاں نوں آئے
لشکریاں وچہ موسیٰ عیسیٰ کر کر فخر سدھائے — کھول درے وچہ جنت حوراں شوق زیارت پائے
جبرائیل رہیا وچہ سدرہ قوت پروں سدھائی — تن تنہا چلن دی سرور جاں دستوری پائی
کرسی عرش قدم دھر گزرے ملے قرار آراموں — ہو پکیاں چھ طرفاں آخر جاگہ پاک مقاموں
تیز قدم دھر قربت چلے بے بالا لوں زیروں — پون ندائیں ودھ محبوبا بے طرفوں چھ پھیروں
جو ڈٹھا سوڈٹھا آخر جو پایا سو پایا — ہوراں نوں اتھ دخل نہ موسلے مڑ پیغمبر آیا
گم گیاں نوں راہ وکھائے روگ کٹے بیماراں — تاریکی وچہ جلدیاں تائیں ملیاں شمع ہزاراں
منزل مقصد چھوڑ وگیبیاں وچہ شب نادانی — روشن راہ صفا دا پایا پائی دل نورانی
اصل بھلا گم گیا خودی تھیں اندر سرگردانی — نفسوں ذات گواہی بھریاں گوہر توڑ انسانی
واگاں ول مقصود چلایاں موڑ کوراہوں اوتویں — واہ سید ثقلین محمدؐ تر گئے عالم دونویں
سب جہاں اکو دی برکت نور و نور دسکا — فیض منداں دا دل آئینہ فرشوں عرش چمکیا
پیش قدم وچہ عالم ہویا جس نے اوہ رخ تکا — اپنے لیکھ دھروں جس آہے اوہ خود دیکھ نہ سکیا
باؤں باریاں سب کچھ پایا منکر گئے ایذائیں — احمد بابجھ نہ ہوندے پیدا جنت راز کداہیں
بہت صلوٰۃ سلام نبی تے آل نے اصحاباں — خاص خواص عزیزاں یاراں یار کبار احباباں
نور ہدایت کریں عنایت خوف رجا وچہ رکھیں — عشقوں کریں منور سینہ روشن دل دیاں اکھیں

امت دا والی

میاں محمد بخش جہلمی

واہ کریم امت دا والی مہر شفاعت کردا — جبرائیل جیہے جس چاکر نبیاں دا سر کردا
اوہ محبوب حبیبؐ ربانا حامی روز حشر دا — آپ یتیم یتیماں تائیں ہتھ سرے پر دھردا
جے لکھ واریں عطر گلابوں دھوئیے نت زباناں — نام انہاں دے لائق ناہیں کی قلمے دا کاناں
نعت انہاں دی لائق ناہیں کداساں ناداناں — میں پلیت ندی وچ وڑیا پاک کرے تن جاناں
حسن بازار اوہدے سے یوسف بردے ہووکاندے — ذوالقرنین سلیمانؑ جیہے خدمت گار کہاندے
عیسیٰؑ خاک انہاں دے در دی تھمن تیمم کردا — تائیں دست مبارک اس دا شافی ہر ضرر دا
خال غلامی اس دی والا پاک لایا خلیلؑ — جانی نوں قربانی کیتا ہترا اسماعیلؑ
موسیٰؑ خضر نقیب انہاندے اگے بھجن راہی — اوہ سلطان محمدؐ والی مرسل ہور سپاہی
وہ کی سرجناں نوں ہویا نیڑے آپارا — الفت انہاں دی کیہ کجھ لکھے شاعر اوگنہارا

نعت

خواجہ غلام فریدؒ

اج ڈوری سک دیدار دی ہے — متاں آئی گھڑی دلدار دی ہے
ارض مقدس ملک عرب دی — ہر ہر وادی فرح طرب دی
منزل منزل طرح عجب دی — ساری وضع سنگار دی ہے
ہر ہر قطرہ آب ہے کوثر — گرد غبار ہے مشک تے عنبر
کرڑ کنڈا شمشاد صنوبر — خار دی شکل بہار دی ہے
عرب شریف ہے سوہنی ساری — نازک نازو تے متواری
تھیواں واری لکھ لکھ واری — وار نبیؐ مختار دی ہے
آئے حج عمرے دے وارے — سبھ رل مل لبیک پکارے
جنہیں ڈیکھاں رب نہ مارے — وسری حب گھر بار دی ہے
آنگن نہ بھاوے تے گھر کھاوے — سارے تول نمانی تاوے
کئی شے اصلوں مخض نہ بھاوے — سک ہک سانول یار دی ہے
عشق "فرید" خرید کیتو سے — کل کاروں آزاد تھیو سے
سرخی سیندھ سہاگ گیو سے — نا کل کھلے دھار دی ہے

نعت

پیر مہر علی شاہ

اج سک متراں دی ودھیری اے — کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے — اج نیناں نے لایاں کیوں جھڑیاں
الطیف سریٰ من طلعتہ — والشذ و بدیٰ من و فرتہ
فسکرت ھنا من نظرتہ — نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں
مکھ چند بدر شعشانی اے — متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے — مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
دو ابرو قوس مثال دسن — جیں توں نوک مژہ دے تیر چھٹن
لباں سرخ آکھاں کہ لعل یمن — چٹے دند موتی دیان ہن لڑیاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں — جاناں کہ جان جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں — جس شان توں شاناں سب بنیاں
ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں — بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دے اس مورت تھیں — وچ وحدت پھٹیاں جد کلیاں
دے صورت راہ بے صورت دا — توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سو جھت دا — کوئی ورلیاں موتی لے تریاں
ایہا صورت شالا پیش نظر — رہے وقت نزع تے روز حشر
وچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گزر — سب کھوٹیاں تھیسن تد کھریاں
یعطیک ربک داس تساں — فترضیٰ تھیں پوری آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں — والشفع تشفع صحیح پڑھیاں
لاہو مکھ تھیں مخطط بردیمن — من بھانوری جھلک دکھاؤ سجن
اوہا مٹھیاں گالیں الاؤ مٹھن — جو حمرا وادی سن کریاں
حجرے توں مسجد آؤ ڈھولن — نوری جھات دے کارن سارے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دا فرش کرن — سب انس و ملک حوراں پریاں
ایہناں سکدیاں تے کرلاندیاں تے — لکھ واری صدقے جاندیاں تے
ایہناں بردیاں مفت وکاندیاں تے — شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں
سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک — کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

ہدیہ نعت

امام الدین راقب قصوری

میریاں ہتھ نبیؐ دے باہیاں نیں ‏ ‏ لو لگیاں اوس جاہیاں نیں
چھڈ جان سیاں میرا جیوے پی ‏ ‏ سج واگیاں چھڈیاں ہویا کیہ
کد سمس گھراں ترا ہیاں نیں ‏ ‏ میریاں ہتھ نبیؐ دے باہیاں نیں
محبوب خدا احمدؐ پیارا ‏ ‏ اک میں کیہ جانے جگ سارا
ہے چتر دین گواہیاں نیں ‏ ‏ میریاں ہتھ نبی دے باہیاں نیں
من وچ تاں دنیا آوسی ‏ ‏ تن وچ تاں حرص ہوا دسی
میں سٹ لئی رل مل راہیاں نیں ‏ ‏ میریاں ہتھ نبیؐ دے باہیاں نیں



نعت رسول

دپنذیر بھیروی

رب اشرح لی صدری موسیٰ رب تھیں کرے دعائیں ‏ ‏ تے نشرح لک صدرک انعام محمد تائیں
دسیا ابر ہدایت والا رنج لگا جگ سارے ‏ ‏ مخفی گنج علوم کھلارے ظاہر وچہ سینسارے
اچھیو درد کرم دا لگی ٹھنڈھ جتاہوں ‏ ‏ اجڑی وہرت وسائی اللہ سٹیں فضل حسابوں
چوداں طبق منور ہوئے خاطر جس دے دم دی ‏ ‏ لکھے اس دی مدح پذیرا کیا توفیق قلم دی

نام تیرا

مولا بخش کشتہ

مردہ دلاں نوں زندگی بخش دائے ایسا مژدہ جان ہے نام تیرا
جلوہ رب دا ہووے نصیب اوہنوں ہووے جنہوں دیدار جانان تیرا
ویکھن والیاں اکھیاں ہون جیکر اتے دل دل وچ پریم ہووے
حضرتؐ آپ توں آپ پھر نظر آوے ہے زمین تیری آسمان تیرا
تیرے عشق دی ہے داستان حضرت لوکاں لکھیا ہے قرآن جس نوں
جا کے عرش تے نہیں توں نظر آیا درجہ بہت اچا عالی شان تیرا
پھدوں نال نہیں بلبل پیار کر دی کاغذ جان کے گلاں دی پتیاں نوں
اپنی چشم دی قلم دے نال ویکھں نقشہ کھچدی پھرے خوباں تیرا
تیرے خلق دیاں دھماں ہیں تھاں تھاں تیرے پریم دا جگ وچ ہے چرچا
تیری نعت کیہ لکھے ناچیز کشتہ ثنا خوان ہے آپ یزداں تیرا

مقام محمدؐ دا

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر

ہے میریاں حمداں نعتاں توں بہت اتا نہ مقام محمدؐ دا
پا اپنے شعر سجاناں میں وچ لکھ کے نام محمدؐ دا

تھیاں دے واندے ہتھاں نوں کیہ ویکھے نظر بخیلاں دی
امبر تے چڑھدے سورج نوں تھیں ہندی لوڑ دلیلاں دی

بت لعل کے دا جوہری نوں دے بے قدر روڑا کیہ
دے ٹر تیز براق دیاں توراں کوئی لنگا گھوڑا کیہ

کیہڑی دریا وچ اتر کے کیہ ویکھے پار کنارے نوں
راگی بے قدری کیہ جانے پربت دے کھل کھلارے نوں

دے کیہ منکر لوکاں نوں بہت موسیٰ دا فرعون کوئی
رہندے کے پا زمیناں تے عرشاں دیاں گلاں کون کوئی

کنڈا کوئی کویں بیان کرے پھلاں دی مہک سہانی دا
مالی بیدرد کویں جانے جا بلبل درد رنجانی دا

ہے میریاں حمداں نعتاں توں بہت اتا نہ مقام محمدؐ دا
پا اپنے شعر سجاناں میں وچ لکھ کے نام محمدؐ دا

محمدؐ مصطفےٰ اک معجزہ اے

مولینا محمد حسین عرشی

محمد مصطفیٰ اک معجزہ اے
جدھی ہر ہر ادا اک معجزہ اے

جگایا جس نے ستی زندگی نوں
او آواز درا اک معجزہ اے

نہیں پائی کتوں تعلیم اس نے
او سب دا رہنما اک معجزہ اے

[illegible] نازل کتاب اللہ اس تے
نزول اس وحی دا اک معجزہ اے

اندھیرا ہی اندھیرا سی عرب وچ
محمدؐ دی ضیا اک معجزہ اے

صدائے قم باذن اللہ اس دی
دل و جاں دی شفا اک معجزہ اے

بنائے اولیا لکھاں کروڑاں
نبی دا نقش پا اک معجزہ اے

کلام خیر فانیؐ جاودانی
لب جاں بخش دا اک معجزہ اے

دلاں دے روگیاں نے پائی صحت
ترا دست شفا اک معجزہ اے

فدائی بن گئے جو ویری آئے
نگاہ دل ربا اک معجزہ اے

ترا خنجر جہاد کام رانی
صفایا کفر دا اک معجزہ اے

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پار گئے
ترا صدق و صفا اک معجزہ اے

[illegible]" [illegible] دے موہنوں جو نکلی
ہوئی پوری دعا اک معجزہ اے

[illegible] اس مریم دی بشارت
نظر آئی بجا اک معجزہ اے

[illegible] [illegible] ملے شاہی خزانے
ترا جود و عطا اک معجزہ اے

[illegible] دی [illegible] دی [illegible] بچائی
کمال ناخدا اک معجزہ اے

[illegible] [illegible] [illegible] قیامت روشنی بخش
ترا دیوا سدا اک معجزہ اے



میری جنابؐ

پیر فضل حسین فضل

جیہڑے بجلی وچ جگ دے ہین سوہنے، سوہنے نئیں پر میری جناب ورگے
او جدھے پسینڑاں وچ بلے رکھے گئے ہین عطر گلاب ورگے
چہرہ مہ کنعان دا ویکھ کے تے ماہ وشاں نے انگلاں چیر لیاں
اوہدی اک انگشت دا ویکھ جلوہ سینے چاک کر لین مہتاب ورگے
بالو ریت تتی تتی ہیٹھ کنڈاں، گرم گرم پتھر اپر چھاتیاں دے
اودے عشق وچ عاشقاں صادقاں نے ساڑ لئے جثے کباب ورگے
چھپ کے کئی واری اوہدی بزم اندر ہتھاں پے جاندا چناں ورگیاں نوں
جا کے کئی واری اوہدی بارگاہے دیوے پے پالن آفتاب ورگے
روندے کول درخت جو پے جھولن، توں نہ سمجھیں ہوا سنگ جھول دے نیں
او بے تاب نیں لیلیٰ دے وچ جیہے ہجرت پان لئی قیس بے تاب ورگے
ای نہ کوئی پارس دا سنگ پارہ نہ کوئی چڑی اکسیر دی مٹھتے آں
تیرے عشق وچ چاہنے آں شہ خوباں ساڈے دل ہو جان سیماب ورگے
اجے ہین کئی ہجر دے سال باقی، اجے دور نیں ساعتاں وصل دیاں
اجے فضل تیرے کجے اتھرو نیں، اجے ہوئے نہیں سرخ عناب ورگے

چمن مدینے دا

صحرائی گورداسپوری

جنے جگ وچ چانن لایا اے اوہ سوہنا چمن مدینے دا
جنے کفر دا مان گوایا اے اوہ سوہنا چمن مدینے دا
کیہ دساں یاد مدینے دی اوتھوں دیاں راتاں دن وانگوں
جنے راتاں نوں چمکایا اے اوہ سوہنا چمن مدینے دا
حد موسیٰ دی کوہ طور تئیں رہیا چوتھے فلک تے عیسیٰ دی
جنھوں رب نے کول بلایا اے اوہ سوہنا چمن مدینے دا
آقا دے ہتھ وچ رسی اے اتے اوتھے دے خادم بیٹھا اے
جنے اسے اسلام سکھایا اے اوہ سوہنا چمن مدینے دا
کیہ تیری اوقات اے صحرائی توں اوہدی صفت بیان کریں
جہدی شان چ قرآن آیا اے اوہ سوہنا چمن مدینے دا

تاہنگ رسول دی

شیر افضل جعفری

میری ذات کریم نوں بھندی اے
میتوں تانگ رسولؐ دی رہندی اے

میں رقیب خدا تے ابوذرؓ دا
میتوں عشق دی گانی ٹھندی اے

میری بدھری جندڑی سجھ اج
نت اندری بھندی رہندی اے

اج اکھیاں ساون لایا ہے
بجھی دوزخ دی اگ جھندی اے

کائی ڈھاک فراق دی لگڑی ہس
دل تمن جھوٹریں رہندی اے

سائیںؐ دی راہ اج تکیارن
ودی ٹروی ڈھندی جھندی اے

مولاؐ دی سدھراں دی راوی
میری رگ رگ اج پئی وہندی اے

تیری پنگی چاک سیانیاں توں
ودی ہرنیاں آر تر ہندی اے

میری جان ولا دی مستی اج
ہجراں دے جھورے سہندی اے

اتھے نور محل اسرار دا ہے
جتھے حسن دی نکلی ڈھندی اے

تیریؐ دید

ڈاکٹر رشید انور

تیری دید نوں ترسن آقاؐ میرے نین پیاسے
بن درشن اینہہ اکھیاں بھیگن پانی وچ پتاسے

روضے دے گنبد تے ویکھے وچ خیال کبوتر
ہجراں ماری روح دے پنچھی ہو گئے ہور اداسے

اینہہ ہجراں دی چتا میتوں چنگا براہ آقاؐ
اگ دے وٹگن اندر میں آں جتیا بلد خراسے

رج کے ویکھن جوگے کتھے میرے نین نمانے
اک جھلک وچ بھر جاون گے دو نیناں دے کاسے

جے آقاؐ میں قدماں دے وچ بیٹھن لائق ناہیں
کرم کرو تے رکھ لو کدھرے اپنے آسے پاسے

آس دیاں سسیاں بے وسیاں سڑیاں وچ تھلاں دے
بھخدی ریت نے لوہیاں تکیاں سر تے تخت جھاسے

سکدیاں سدھراں نوں اتھرے ویلے کھنجے کر دے
چڑیاں موت گنواراں دے لئی آقاؐ بن گئی ہاسے

گن دیاں گن دیاں دن ہجراں دے گنتی دے ساہ رہ گئے
رب داتاں ای بن تے چک جا لیکھاں ہیٹھے آسے

لمی رات ہجر دی "انور" کیہ وساں کنج گزرے
آس دا اک ٹٹہنا دل نوں ویندا رہوے دلاسے

نعت شریف

احمد راہی (لاہور)

میں اتھے تے دل اوتھے، جتھے مرے نبی دا روضہ آے
جیہڑا وی اوتھے وسدا اے، اوہ بڑا نصیباں والا اے

بھانویں اوہ سبھ نبیاں مگروں، سبھ توں آخیرے آئے سن
پر اوہناں دا رتبہ سبھ نبیاں توں اچا اعلیٰ اے

یثرب نگری ولے جاندے ہوئے پاندھی جاندے نیں
رستہ جیہڑا مدینے دا اے، اوہ جنت دا رستہ اے

بدعملاں توں وی سنیا اے مرے آقا گل لائیندے نیں
اپنیاں عیباں کارن فیر وی تکیاں رہندا دھڑکا اے

میں سرکار دا اک عاجز جیہا، اک ادنیٰ جیہا امتی آں
ایہو مری پچھان اے ہن تے ایہو مرا حوالہ اے

جی کردا اے ہن باقی عمرے اوتھے ای جھگی پا بیٹھاں
ہر ویلے رب دی رحمت دا جتھے رہندا سایہ اے

مدینے والڑیا

رؤف شیخ (لاہور)

دو جگ دے مختار، مدینے والڑیا
ساڈی وی لے سار، مدینے والڑیا

گھمن گھیر چ جھسیاں ہویاں مدتاں دا
لادے بیڑا پار، مدینے والڑیا

تیرے باجھ غریباں تے مسکیناں دا
کیہڑا اے غم خوار، مدینے والا والڑیا

تیری ذات سہارا حشر دہاڑے دا
توں ساڈا اجار، مدینے والڑیا

ای تیرا لقب ، خزانہ عماں دا
خلق تیرا کردار، مدینے والڑیا

تیری صورت پہلا درس محبت دا
تیری سیرت پیار، مدینے والڑیا

اک دوجے دی غیبت پیشہ لوکاں دا
کون کسے دا یار، مدینے والڑیا

تیرا روپ سویرا کالیاں راتاں دا
تیری ذات بہار، مدینے والڑیا

تیرے لڑ تیں تے سونا بنیا اے
"رؤف" جیہا بیکار، مدینے والڑیا

نعت

انور مسعود (اسلام آباد)

تیرے نور خزانے توں ہر عالم چانن منگے
سورج تیرے مکھڑے دی رشنائی کولوں منگے

ایہہ بے مثل سخاوت پونجی ایویں نئیں ہتھ آوندی
تیرا عشق عنایت ہووے بخت جے ہوون چنگے

تیرے توں منہ پھیر کے تے میں ہور کسے ول جاواں
رستہ میریاں جیہاں توں پاپاں دکھوں ڈنگے

کدی تے وی نیناں والا مست ہوا دا بلا
تیرے شہراں ہو کے آوے میرے ولیوں لنگھے

اے حاتم دی بخشی تیری چادر بخشن والے
اکھیں ناسے روح ہوئے ڈاڈے تنگ مسکے

دل دیاں کلیاں دے وچ "انور" اکو رنگ سمایا
باقی سارے چھٹے پے گئے جنھے رنگ برنگے



ہدیہ نعت

امین خیال (گوجرانوالہ)

مڑ اوہناں دیاں یاداں میتھوں نعت لکھاون آئیاں
جے ہووے عشق نوں حرفاں نال جگاون آئیاں

آ سکدے تے پرچھاویاں دی تول وہم دے کانبو ہوئے
فیر شفاعت دیاں گھڑیاں سکھ ورتاون آئیاں

جڑی چڑھی دی نگری ای پیکی لاڈاں پھیرے
پاک درود دیاں گھٹاواں جھک وساون آئیاں

جدے عشق نے میرے توں جیون دی دولت بخشی
اوہدے عشق دیاں ای لاٹاں سچ مچاون آئیاں

مڑ محشر دے گوڑھے پینڈے نوں چیت سیں نیں پھتاں
مڑ اوہناں دیاں سچ محبتاں آس بنھاون آئیاں

ہن وی ریکھ تنانی کدھرے جیوندیا چار دھگوڑا
تے ہنگاں مدنی ماہی دے نت سوہنے گاون آئیاں

آ ہے یار خیال اوہناں دیاں مٹھیاں باتاں
آتش اتے صدقاں میرا جی پرچاون آئیاں

نعت

محمد دین عاصی

چمن خوشیاں دا کھڑ یوندا اے، جاں گھنداں ناں مدینے دا
نظارہ سامنے ہوندا اے، نبیؐ دے گھر دے زینے دا

اوندی ذات مقدس سی، مجسم نور یزدانی
ڈٹھا جاں جوہری مل پا سکا نہ ایں نگینے دا

بھنور دی خونی لہراں تے، زمانے کوں چا بکڑا ہا
اوہ رحمت بن کے آیا ناخدا ساڈے سفینے دا

ہوا یثرب دی خوشبو گھن کے ساڈے کول آندی ہے
مہک اٹھدا ہے دل گلشن اساڈے دل تے سینے دا

فرشتے وی جیں دے پیراں دی آ کے خاک ہندے ہن
ایسا مالک ہے دنیا تے خدا دے کل خزینے دا

کھلا رحمت دا در عاصی محمدؐ مصطفیٰ آئے
وڈیرا شان کیتا چا خدا نے ہے مدینے دا



نعت

ماجد صدیقی (راولپنڈی)

اچیاں تھائیں اکھیاں لائیاں اوہناںؐ نے
ویکھاں عرشاں تیک جھلائیاں اوہناںؐ نے

ہر تھیویں نوں اج وی راہ بھاون لئی
ٹبے کر کر وسیاں کھائیاں اوہناںؐ نے

دور ہٹا کے نیرے جہل جہالت دے
روشنیاں تھاں تھاں ورتائیاں اوہناںؐ نے

اٹھیں پہریں رب دا نام چتارن لئی
دا واں ہتھ دتیاں شتائیاں اوہناںؐ نے

امت دے لئی سکھ خریدے اگوں دے
پیار دیاں دے دے کے سائیاں اوہناںؐ نے

جو تکلوقاں وی نیں ویڑے صدیاں دے
سکھاں توں دکھ عزتاں پائیاں اوہناںؐ نے

ماجد ورگے ذرے تیک وی پیار دیاں
رشماں سورج وانگ پچائیاں اوہناںؐ نے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مقصود ناصر چودھری (شیخوپورہ)

میں ہر ویلے کریندا ہاں دماداں یا رسول اللہ
بلا لو جے مدینے، میں وی آواں یا رسول اللہ

نہ جھاکاں میں کدے وی غیر دے ولے حیاتی بھر
محبت آپ دی ہر دم ہنڈاواں یا رسول اللہ

تسا تھوں دور ہو کے، ہو گئی اے زندگی اوکھی
جیہڑا گھیر کھڑیاں نیں، بلاواں یا رسول اللہ

تساڈے در توں نہ منگاں تے منگاں ہور میں کتھوں
گدا آں میں، کیوں خالی پرت جاواں، یا رسول اللہ

بجز نہ حال میرے تے تسیں کجھ رحم فرماؤ
میں دکھاں توں کیویں پلا چھڑاواں یا رسول اللہ

عطا رحمت دی چادر ہووے جے حسان دے وانگوں
بصیری وانگراں مقصود پاواں یا رسول اللہ



نعت

میاں محمد اسمٰعیل منظر (کڑیال کلاں)

کملی والے نبیؐ دی مثال کوئی نہ
مائی آمنہؓ دے لال جیہا لال کوئی نہ

پھول ویکھیاں کتاباں نیں جہان والیاں
وچ عاشقاں دے ویکھیا بلالؓ کوئی نہ

جیہدے سر اتے بدلاں نے چھاںواں کیتیاں
دو جہاناں وچ ہور باکمال کوئی نہ

لیکے ناں جیہڑا سوہنے تے درود نہ پڑھے
کھانا پینا اوہدے واسطے حلال کوئی نہ

لکھ روز روز نعتاں مناجاتاں "منظر"
نام لیواں توں گھاٹا تے زوال کوئی نہ

صلواۃ مٹھی علیؐ نبیؐ

محمد سلیم احسن

صباحیں آکھاں تے شام آکھاں ۔۔۔ درود آکھاں سلام آکھاں
سلام دل دل مدام آکھاں ۔۔۔ صلواۃ مٹھی علیؐ نبیؐ
میں تسبی دل دل کے ناں دی رولاں ۔۔۔ سدا بہشتاں دے بوہے کھولاں
سرور مدم٘ سرور گولاں ۔۔۔ صلواۃ مٹھی علیؐ نبیؐ
میں کالی کملی دی ٹیک منگاں ۔۔۔ میں بھاگ منگاں میں لیکھ منگاں
میں سُرخے جذباں دا سیک منگاں ۔۔۔ صلواۃ مٹھی علیؐ نبیؐ
مدینہ طیبہ دی دھوڑ پھکاں ۔۔۔ میں ساوے گنبد کوں روز تکاں
میں . روز تکاں نہ ' مول اکاں ۔۔۔ صلواۃ ' مٹھی علیؐ نبیؐ
میکوں خوشی دا خزانہ ڈسدے ۔۔۔ زمین نالے زمانہ ڈسدے
ایہہ جنتاں دا بہانہ ڈسدے ۔۔۔ صلواۃ مٹھی علیؐ نبیؐ
پہاڑ٘ دریا٘ فلک تے تارے ۔۔۔ بدل دے موسم٘ حسین نظارے
درود دل مل کے پڑھدے سارے ۔۔۔ صلواۃ مٹھی علیؐ نبیؐ
تیڈے قدم نال نور جاگے ۔۔۔ محبتاں دے سرور جاگے
نگاہ جاگی٘ شعور جاگے ۔۔۔ صلواۃ مٹھی علیؐ نبیؐ
خوشی دا کوئی نہ در ڈسیوے ۔۔۔ اجاڑ گھر تے نگر ڈسیوے
خفا خفا ہر نظر ڈسیوے ۔۔۔ صلواۃ مٹھی علیؐ نبیؐ
دکھا ڈسے میکوں توں چندر مکھڑا ۔۔۔ کے حیاتی دا سارا دکھڑا
ایہہ اکھ ہے ترہی تے دل ہے بکھرا ۔۔۔ صلواۃ مٹھی علیؐ نبیؐ
ہجر دا سائیاں کھپانا کے ۔۔۔ دکھاں دا وسدا ٹھکانا کے
نشاں اے "احسن" ٹمانا کے ۔۔۔ صلواۃ مٹھی علیؐ نبیؐ

میں منگتا ہاں تیرے در دا

مشتاق چغتائی (لاہور)

ککھ تیری گلیاں دے چم اکھیاں نوں لاواں میں
اک واری مدینے جاواں جا کے کدی نہ آواں میں
میں منگتا ہاں تیرے در دا خیر وی تیتھوں ایں منگاں
پر منہ میرا اس قابل نئیں ایس گلوں وی سنگاں
تیرے بغیر نہ مونس کوئی کس نوں حال سناواں میں

ککھ تیری گلیاں دے چم اکھیاں نوں لاواں میں
اک واری مدینے جاواں جا کے کدی نہ آواں میں

گنبد تیرا ہرا بھریا ایہوں ویکھ ویکھ نہ رجاں میں
توں ایں داتا سب دا ایں کیوں ایدھر اودھر بھجاں میں
تیرے ای در توں سب نوں ملدا ایتھوں ایں ٹکڑا کھاواں میں

ککھ تیری گلیاں دے چم اکھیاں نوں لاواں میں
اک واری مدینے جاواں جا کے کدی نہ آواں میں

قسمت جیکر جاگے میری میں طرف مدینے جاواں
میں روضے اتے جا کے ہر دم سجدہ شکر بجاواں
تیرے در دی خاک نوں آقا سرمہ چشم بناواں میں

ککھ تیری گلیاں دے چم اکھیاں نوں لاواں میں
ایک واری مدینے جاواں جا کے کدی نہ آواں میں

تیریاں نعتاں لکھ لکھ آقا تینوں ہر دم پیا پکاراں
نظر کرم تیری کدوں ہو سی ایسیں کدوں توں ساراں
مشتاق نوں ہن کول بلا لو ویکھاں کد تک راہواں میں

ککھ تیری گلیاں دے چم اکھیاں نوں لاواں میں
اک واری مدینے جاواں جا کے کدی نہ آواں میں

تاہنگ مدینے دی

سید ایوب جیلانی (شیخوپورہ)

رہندی اے ہر ویلے سانوں تانگھ مدینے دی
دِلے وچ مدینے دے اِہو حسرت جینے دی

شاناں والے اوہ جیہڑے روضے پاک تے جاندے نیں
دل اپنے دا اوہ رو رو حال سناندے نیں
کُنجی لبھدی اوہناں نوں خوشیاں دے خزینے دی

کیہ دساں اصحابہ نے کنے رتبے پائے نیں
اوہ صدیقؓ غنیؓ حیدرؓ فاروقؓ کہائے نیں
سارے جگ وچ ہے رشنائی اج اوس نگینے دی

سچ آکھاں مدینے دیاں کجھ عجب بہاراں نیں
اوہ نسیاں والے جتھاں ملیاں اوتھے ٹھہراں نیں
باغاں وچ کھلری اے سوہنی مہک پسینے دی

طیبہ دے راہیاں نوں نال سینے دے لاندے آں
جد اپنی اوہناں توں اسیں گھول گھماندے آں
راہ تکی اوہناں نے عرشاں دے زینے دی

میں صدقے شہیداں توں دیدار دکھا آقا
اک ہجر وچھوڑے دی اک وار بجھا آقا
تیرے عشق بناں سوہنے نہیں حسرت جینے دی

ناں لے کے محمدؐ دا جد سفر نوں کوئی جاوے
پندھ کر کے منزل نوں پل وچ اوہ پاوے
رب راکھی کر دا اے "ایوب" آپ سفینے دی

نعت رسول

سید اختر حسین اختر (لاہور)

رنگ رنگی اس دنیا وچ رنگ کدی نہ بھریا جاندا
جیکر ازلوں لولاک دا دم کدی نہ بھریا جاندا

ون سونی اس دنیا دے رنگ برنگے رنگ نہ ہوندے
رب رسولؐ دے پیاراں والے جیکر ازلی انگ نہ ہوندے

جیکر شان مزمل والا بول دھروں نہ بولیا جاندا
گونگی بولی دنیا دا فر بھیت کدی نہ کھولیا جاندا

جیکر احد تے احمدؐ والا روز ازل تھیں جوڑ نہ ہوندا
ظلم تے کفار دا اصلوں جگ وچ کوئی توڑ نہ ہوندا

جیکر آپؐ دی ذات مبارک دنیا وچ نہ آئی ہوندی
جھوٹھ' فریب' دغے دی یارو جگ دے وچ کمائی ہوندی

جے ہتھ رکھ کے کملیؐ والا ظلم تھیڑے سیدھ نہ جاندا
کوئی یتیم' غریب' نتھاواں جگ وچ جیوندا رہندا نہ جاندا

جیکر آپؐ اصولوں پکے' اخلاقوں نہ سچے ہوندے
اج اصولاں' اخلاقاں دے اوہ کیہ پرچے ہوندے

جیکر آپؐ اسلام دی خاطر تن' من تے دھن وار نہ جاندے
دین اسلام دے جانی ویری' جت جت بازی ہار نہ جاندے

جے نہ حضرتؐ امت دے لئی بن نمونہ ڈٹ گئے ہوندے
شرم حیا دے پردے' دنیا دے موتہ اتوں ہٹ گئے ہوندے

جیکر آپؐ دی آل مبارک وچ کربل قربان نہ ہوندی
اج اسلام دے جسے اندر ایہو جیہی جند جان نہ ہوندی

سوہنے پاک رسولؐ دی یارو' اتھے اوتھے برکت ساری
اللہ دے مقبولؐ دی ویکھو کل جہاناں وچ سرداری

کدی گل ایہہ جگ کھلارا سارا آپؐ دی خاطر بنیا
آپؐ دی عظمت نوں رب آپے اختر وچ قرآن دے منیا

کملی والاؐ

آثم میرزا (سیالکوٹ)

روح دے سارے روگ ـ مٹاندا کملیؐ والا — ڈبدے بیڑے بنّے لاندا ـ کملیؐ والا
اوہدے تابع سارے موسم سارے ویلے — چن وی ٹوٹے کر وکھاندا ـ کملیؐ والا
انساناں دے سُتے بھاگ جگاوندا آیا — غیراں نوں وی سینے لاندا ـ کملیؐ والا
سارے مسلے ہتھیاراں نیں حل نہ کیتے — زخماں نوں گلزار بناندا ـ کملیؐ والا
عقلاں والے ہر تھاں ٹھیڈے کھاندے پھردے — عشق چمن دا مان ودھاندا ـ کملیؐ والا
رہبر بن کے جنہاں اپنا آپ گنوایا — اونہاں سچی راہ وکھاندا ـ کملیؐ والا
ککھوں ہولے لوکاں نوں پیا لکھ بنائے — بندی واناں تخت بٹھاندا ـ کملیؐ والا
آثم جھوٹھے لارے بھل کے اوہدا ہو جا — اوگن ہاراں نوں بخشاندا ـ کملیؐ والا

نبیؐ دی مالن

بشریٰ رحمٰن (لاہور)

نبیؐ دے در دی بن کے مالن' میں دل پرو کے چڑھان چلی آں
اے پتہ کیہ کرو گے پچھ کے' نبیؐ دی جوگن' نبیؐ دی جھلی آں
ہزار کوہاں تے عشق پینڈے' جیہناں نے ٹُریاں اوہ ٹر ای پینڈے
بلاوا بھیجیو حضورؐ میتوں' میں کل دی کلی ساں' اج دی کلی آں
مدینے جاندے نصیب والے' نصیب بندے مدینے جا کے
نصیب میتوں وی لے کے چلیا اے' میں اپنی قسمت بنان چلی آں
اوہناں دی چوکھٹ توں جاواں صدقے کہ ترے بندی نوں سد بلایا اے
مبارکاں میتوں دین سیاں' مبارکاں لے کے میں وی چلی آں
ہجوم ویکھاں تے دھوم ویکھاں' پھیر اپنا مقسوم ویکھاں
بڑے بڑے بادشاہ وی چلے' فقیرنی بن کے میں وی چلی آں

رحمت دیاں چھاواں

جسٹس محمد الیاس (لاہور)

وسّے راتیں میں تیرے گیت گاواں' یا رسول اللہ
میں چم چم تاں تیرا اکھیاں نوں لاواں' یا رسول اللہ

جیہناں توں ہو کے توں عرشاں تے جا کے سیر کیتی سی
اوہ تارے بن کے تکّن اج وی راہواں' یا رسول اللہ

مڑے سورج تے چن ٹٹ جاوندا تیرے اشارے تے
خدا توں تیریاں بھاون اداواں' یا رسول اللہ

جے توں چاہویں تے رب قبلے دا رخ موڑ دیندا اے
اوہ من لئے توں کریں جس دم دعاواں' یا رسول اللہ

گیا بس طور تے موسیٰ تے اوہ وی غشیاں پیریں
توں عرشاں تے گیا پا کے کھڑاواں' یا رسول اللہ

جدوں طائف دے سبے در واں نے تیری رت وگائی سی
ایہناں نوں دتیاں سی توں دعاواں' یا رسول اللہ

توں پاویں مہر دی جھاتی تے مرضاں دور ہو جاون
جتھے بیکار ہو جاون دواواں' یا رسول اللہ

خزانے نشہ اللہ تیرے ہتھوں ونڈاں دا اے
تیری خیرات دے ٹکڑے میں کھاواں' یا رسول اللہ

میں وڈی عدل دی کرسی توں بھل جاواں تے لکھ لیویں
غلاماں اپنیاں وچ میرا ناواں' یا رسول اللہ

شفاعت میری فرمانا حشر دا روز جد آوے
مرے توں ہو گیاں بڑیاں خطاواں' یا رسول اللہ

کچا' بے سمجھ "الیاس" کیویں نعت لکھے دا
جدوں رب تیریاں کردا ثناواں' یا رسول اللہ



نعت

حسین شاد (لاہور)

محمد مصطفیٰؐ دی میں جدوں دی گفتگو کیتی
میرے شعراں دے حرفاں آپ میری آبرو کیتی

دکھی انسانیت نے ڈھونڈیا صدیاں محمدؐ نوں
اڈیکاں کیتیاں سمیاں زمانے آرزو کیتی

مجسم نور اگے نھیریاں دی پیش کیہ جاندی
جے کیتی روشنی تے روشنی دی چار سو کیتی

گواہی دے رہی اے کہکشاں دی راہ چمکیلی
فلک نے کس طرح دھرتی جنن دی آرزو کیتی

خدا قرآن دے حرفاں دے اندر بولدا جاپے
میرے سوہنے نبیؐ نے لب کشائی ہوبہو کیتی

نعت

بشیر حسین ناظم (اسلام آباد)

پاک محمدؐ سرور آیا جس دن دنیا اندر
مینوں اپنے کول بلا کے رکھو وچ پناہواں
پڑھے درود تساڈے اتے جد کونین دا والی
رہدا ذکر مسخر کردا اے خیبر ہر مشکل دا
اوہدی او اوئی توں اگے مولا شان ودہائی
اوہدے نوروں روشن ہووے دنیا دا ہر گوشہ
شاہاں راتھاں سیتھاں کولوں چنگا اے اوہدا بردا

بجھی اک ضلالت والی مویا شرک سمندر
بدل ہجر فراقاں والے گرجن واگر تندر
کیوں نہ ہر دم صل علیٰ دی پان دھمال قلندر
نام محمدؐ جد وی لیئے تتن غم دے جندر
اوہدا رتبہ کسراں سمجھے، عاجز عقل چھندر
اوہدے نوروں چانن منگن اساناں دے چندر
اوہدے ہر منگتے دا "ناظم" پانی بھرن سکندر

سلام آکھاواں

تنویر بخاری (کڑیال کلاں)

محبت، ادب، شوق، الفت، عقیدت تہیں سر نوں جھکا کے سلام آکھاواں!
تصور چ ڈوب کے ترے پیار دی دل تے رنگن چڑھا کے سلام آکھداں!
میں مٹی دا ذرہ توں قدرت دا جلوہ، کراں تے میں کیویں کراں صفت تیری؛
دلیلاں دی دلکش توں ٹپ کے تے عشقے دی نگری چ آ کے سلام آکھداں
محبت دا تینوں خدا کہہ رہیا واں؛ خدا دی قسم ہے بجا کہہ رہیا واں
کہ وحدت دی نیں چوں وضو کر کے، دوئی توں گوا کے سلام آکھداں
جدھے واسطے کن الایا گیا سی، جدھے کارنے جگ بنایا گیا سی
جدھے [illegible] حد دے، میں ہتھ اپنے اوہنوں پھڑا کے سلام آکھداں
مرا جسم ایتھے، مری جان اوتھے، مری اکھ ایتھے، مرا دھیان اوتھے
"قادری"! میں ہر روز فجری تے شامیں، مدینے چ جا کے سلام آکھداں

نعت شریف

ملک محمد اشرف (راولپنڈی)

دل کر دا مدینے ٹر جاواں دلدار محمدؐ ویکھاں میں
سب ولیاں نبیاں قطباں دا سردار محمدؐ ویکھا میں

ایس غم تھیں دل چور میرا ہے روضہ سجناں دور تیرا
کجھ ایسا کرم سجے ہو جاوے اک وار محمدؐ ویکھاں میں

نت سکاں روضہ وے ملن نوں نیں زر لپے دکھیاری وے
بجے ہوواں بلبل اڈ جاواں گلزار محمدؐ ویکھاں میں

اوہ باغ جناں دا مالی اے جیدے موہنڈے کملیؐ کالی اے
اوہ تاں سب امتاں دا والی اے مختار محمدؐ ویکھا میں

اوہ نگری میری سرکار دی اے جتھے رحمت ٹھاٹھاں مار دی اے
نت سکے اشرف پیا مختار محمدؐ ویکھاں میں

دل کر دا مدینے ٹر جاواں دلدار محمدؐ ویکھاں میں
سب ولیاں نبیاں قطباں دا سردار محمدؐ ویکھاں میں



نعت نبیؐ

سجاد مرزا (گوجرانوالہ)

تری رحمت دیاں برسن گھٹاواں یا رسول اللہ
تے میں وی نعت دے بوٹے اگاواں یا رسول اللہ

ترے گلزار دی خشبو جے پاواں یا رسول اللہ
میں اپنے دل نوں گلدستہ بناواں یا رسول اللہ

تری راہواں دی سجے مٹی میں پاواں یا رسول اللہ
میں اکھاں دا اوہنوں سرمہ بناواں یا رسول اللہ

ترے باجھوں مرا دل شمع دی مانند بلدا اے
کویں سینے دی میں آتش بجھاواں یا رسول اللہ

تری رحمت دے رکھ تھلے ملے تھاں غم دی ماری نوں
ملن تری دیاں سجے بلاواں یا رسول اللہ

تری الفت دی بس مینوں ایہو پہچان کافی اے
دو عالم وچ ترا بردہ سداواں یا رسول اللہ

بڑا مجبور ہاں پر شوق دل وچ ہے مرے آقا
ترے روضے تے میں اک بار آواں یا رسول اللہ

خدا سجے میتھوں پچھے دس توں کیہ کھٹیا زمانے وچ
میں تیری نعت اس ویلے سناواں یا رسول اللہ

کریں کملی دا سایہ حشر وچ "سجاد مرزا" تے
کرے "سجاد مرزا" التجاواں یا رسول اللہ

نعت شریف

قمر حجازی (اداکارہ)

جد میں تیری نعت آکھاں گا — تینوں اپنی ذات آکھاں گا
پھلاں دی خوشبو نوں تیرے — مڑھکے دی خیرات آکھاں گا
تیری سیرت دے چانن نوں — انمل سوغات آکھاں گا
جس شب تیری صورت ڈٹھی — اسریٰ والی رات آکھاں گا
تیرے ناں توں خالی دل نوں — میں بحر ظلمات آکھاں گا
قمر دی قلموں نعت تری نوں — رحمت دی برسات آکھاں گا



نعت

بیراجی (لاہور)

ایس دنیا دے حشر سفر وچ اکو اوٹھ اسوار — بیڑا آچھتے وچوں ڈگیاں بوٹاں دا غزار
اوتھوں تک نئیں اپڑ سکیا اجے وی سائنسی دور — جیہڑے عرشاں اتے اوہدے پیراں دی چمکار
اوہناں دے احسان دا بدلا دیوے کہراں قوم — جنہاں نے حشراں تک چکنائیں ایس امت دا بھار
چن سورج وی ویکھ کے اوہنوں اکھیاں لیندے نوٹ — بندیا تیری اکھ نئیں جھلدی شیشے دا لشکار
عرشوں ہو کے پرتے بستر نگھا وچ اڑیک — نور وی تکیا رب دا نالے کیتے قول قرار
ماں مڑاں نوں سینے لاتا اوہناں دا اخلاق — کیہاں دے نال رل کے ٹرنا اوہناں دا کردار
اوہناں دا اپنا ورتارا تکیا ویری نال — سر تے کوڑا سٹن والی جد ہوئی بیمار
بندے جن جنور پکھیرو پر جا اوہناں کول — امبر دھرتی پہاڑ سمندر اوہ سبھدے سردار
صفتاں نئیں مکیاں مکے نیں پر چودہ سو سال — بیراجی اپنے لہجے وچ کر دے نیں اظہار

یا محمد مصطفیٰؐ

غلام مصطفیٰ بسمل (گوجرانوالہ)

ہون جے کر فضل تیرے یا محمدؐ مصطفیٰ
سور جاگن بخت میرے یا محمدؐ مصطفیٰ

ناں تساڈا جد وی میرے ہوٹھاں اتے آوندا
پاوندا جبریل پھیرے یا محمدؐ مصطفیٰ

ہٹدے نیں آپ دے ہوٹھاں توں کوہڑے نیر وچ
مسکراہٹ دے سویرے یا محمدؐ مصطفیٰ

مدتاں توں جو تیری امت تے آکا چھائے نیں
دور کر دے اوہ ہنیرے یا محمدؐ مصطفیٰ

جے بھلا دتا اساں جد دا تیرے قرآن توں
لا لئے درداں نے ڈیرے یا محمدؐ مصطفیٰ

حشر دے دن بن کے رحمت دے پیاری چھان گے
لطف دے بدل گھنیرے یا محمدؐ مصطفیٰ

بن کبوتر ورد کردا رہاں دروداں دا سدا
پاک روضے دے چفیرے یا محمدؐ مصطفیٰ



نعت

ساقی گجراتی (لاہور)

نور وسیا حضورؐ دے آیاں
نیر لسیا حضورؐ دے آیاں

راہ ناپن توں' کفر نے اپنا
ساز کسیا حضورؐ دے آیاں

توڑ ستویں زمین دے اندر
شرک دھسیا حضورؐ دے آیاں

دھون تکڑے دی نیوں گئی آپے
ماڑا ہسیا حضورؐ دے آیاں

ساہ سکھ دا معاشرے نے لیا
جگ وسیا حضورؐ دے آیاں

راہوں کسنجیاں نے بن کے خود آگو
رستہ دسیا حضورؐ دے آیاں

رب دیاں رحمتاں دا مینہ "ساقی"
کھل کے وسیاں حضورؐ دے آیاں

ذی شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ریاض شاہد (لاہور)

دھرتی اتے کفر شرک دا پہرہ زوراں اتے سی
بندے بھل کے غفلت والی نیندر ستے سی
ظلم جبر مظلوماں تے قہر کماندے رہندے سن
رب دے بندے چپ چپیتے ہر آئی نوں سہندے سن
دنیا اتے ہر اک پاسے وڈیاں دی سرداری سی
اپنا حق کھس جاون اتے روندی خلقت ساری سی
ایس اوکھیرے موسم اندر چنؐ اک عربوں چڑھیا سی
جس دیاں کرناں دے نال کفر شرک دا بیڑہ سڑیا سی
نور نبی دا ظاہر ہویا رب نے کرم کمایا سی
کی مکی ماہی آیا کر کملی دا سایا سی
اوہ ذی شان محمدؐ سرور عالی وچ جہاناں نیں
اوہدے ناں دا ورد وظیفہ کر دیاں ارب زباناں نیں

تیری یاد

عادل صدیقی (پسرور)

تیری یاد اج راحت اے
تیرا ذکر عبادت اے
رب نوں چاہت اوسے دی
جس نوں تیری چاہت اے
دنیا محض افسانہ اے
تیرا نام حقیقت اے
رہبر ملیاں ہویاں لکھ
بس اک تیری سیرت اے
نیویاں نوں وی چاہنا ایں
ایہ وی تیری رفعت اے
میں ہاں تیری امت چوں
میری وی تاں قیمت اے
اوہ نہیں ماڑا کول جہدے
تیرے پیار دی دولت اے
توں ہیں وردی سمتاں دا
سب تے تیری رحمت اے
پیریں تھاں دے "عادل" نوں
ایہدی ایہو حاجت اے

نعت

احسان رانا (کاموکی)

جدھر جاواں جدھر ویکھاں — تینوں ہر تھاں رہبر ویکھاں
تیری جھلک دل دل اندر — تیری خوشبو گھر گھر ویکھاں
تیری مٹی دیوچ کتب — کلمہ پڑھدے کنکر ویکھاں
کمبلیاں والے دیس دے شاہ! — دھرا چند برابر ویکھاں
دوری دا دکھ جرنا اوکھا — ایہہ دکھ میں کد تیکر ویکھاں
تیرے پاک دوارے اگے — جھکیا جھکیا امبر ویکھاں
غاراں اندر کس دا چانن — اکثر سوچاں اکثر ویکھاں
دید دی حسرت لے کے سوں جاں — تیرے چہرہ انور ویکھاں
میریاں سوچاں میریاں راتاں — ہوون کدوں منور ویکھاں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبدالغنی تائب (حافظ آباد)

نعت کہواں تے تھرتھر کنبے جندڑی او گنہاری! — فکر نمانا پوے نتانا، سوچ دی سوچوں ہاری
بھریاں بھریاں جے مل جاوے عشق کرم دا قطرہ — لکھاں اتے مان کراں میں ہر ویلے لکھ واری
ایہہ گھڑیاں، ایہہ پنجھ سویرے، ایہہ نویں پرانے — سوہنے کارن سب کجھ بنیا خاکی، نوری، ناری
سادے روضے دلوں واہ دی جنت ورگی آوے — خوشبو ٹھنڈی مٹی جتھے تھاں تھاں آن کھلاری
دل دے حجرے نوں چمکایا سوہنے شیشے واگوں — جھات کرم دی پا کے ساری میل کچیل اتاری
غم دیاں کیہراں چھلاں دیوچ ساڈے دل دی بیڑی — پاک نبیؐ دیاں یاداں آ کے ڈبدی ڈبدی تاری
فکراں دی معراج میں جاناں جد میں نعتاں لکھاں — میری سوچ دا پنچھی مارے طیبہ ول اڈاری
اوہدی صورت سیرت دا تے باب نہ ہویا پورا — روز ازل توں لکھدے لکھدے تھکے ہین لکھاری
انا اعطینک الکوثر دا اوہ سوہنا والی — جد اوہدے دل حشر دہاڑے تکے خلقت ساری
ہو جاون ایہہ بھاگ سولے سننے وچ جے آون — سک ولاندی اتھرو بن بن کر دی گریہ زاری
"تائب" سب مخلوق خدا دی منگدی اوہدے در تے — جبرائیل فرشتے ورگے جہدے نیں درباری

صل علیٰ صل علیٰ

میاں ظفر مقبول (لاہور)

.. آپ آکھدا اے خدا صل علیٰ صل علیٰ
دنیا دی ہر اک چیز منگدی خیر اوہدی اے سدا
ہو کے بڑے ہی خوش میرے آقا مدینے والے نے
یتی امامت سی جدوں بیت المقدس وچ حضورؐ
اک وار روضے تے فقط مینوں "ظفر" بلوان اوہ

آکھو تسی دی بھر ملا صل علیٰ صل علیٰ
لیندا جو نام اے آپ دا صل علیٰ صل علیٰ
بخشش ہو سی نوں روا صل علیٰ صل علیٰ
نبیاں نے مل کے آکھیا صل علیٰ صل علیٰ
نعتاں دا چاہاں آسرا صل علیٰ صل علیٰ



رحمت دا سہارا

رانا غلام شبیر (جھنگ)

کملی والے تیری رحمت دا سہارا ہووے
میں تساں نوں ای پکاراں گا مدد لئی جس دم
ایس دنیا نوں تسیں ڈونگھا سمندر سمجھو
غم زمانے دے مینوں گھیر لین جس ویلے
جد میری روح میرے جسم نوں چھوڑے "شبیر"

ساڈے دل تے تیری چاہت دا اجارہ ہووے
ناؤ منجدھار دے وچ' دور کنارا ہووے
اوس دی رحمت سجے طے پار اتارا ہووے
سکھ دی چھاں دا چھپر اوہ سوہارا ہووے
میری نظراں چ اوہدے روضے دا نظارہ ہووے

نعت گو شعرا سے

قلمی مذاکرہ

نعت گو شعراء سے چند سوالات

☆ ———— قلمی مذاکرہ

اول اول نعت سرور کے سلسلے میں جو خاکہ بنایا گیا' اس میں نعت سے متعلق شعراء اور نعت خوانوں کے انٹرویوز بھی شامل تھے۔ ظاہر ہے کہ انٹرویو دور جدید کا ایک ایسا اسلوب ہے جس کے ذریعے انٹرویو لینے والا کسی فرد کے جذبات اور خیالات وا پنے سوالات کی مدد سے ظاہر کرانے میں کامیاب ہو جاتا ہے لیکن اس سلسلے میں اپنی دقتیں اور مشکلات بھی پیش نظر تھیں چنانچہ انٹرویو کا نعم البدل قلمی مذاکرے کو قرار دیا گیا ---- اگرچہ قلمی مذاکرہ انٹرویو کا متبادل تو نہیں ہو سکتا لیکن اس کی سرحدوں اپنی اہمیت ضرور ہوتی ہے ---- دوسرے اس کے چند اپنے فوائد بھی ہیں ---- چنانچہ سولہ سوالات پر مشتمل سوالنامہ تیار کیا گیا جس میں نعت' نعت گوئی' تاثرات' بحث' مطالعہ' تنقید و تحقیق' موضوعات' شاعر کی سوچ' کام' اشاعت و فروغ نعت کے حوالے سے سوالات ترتیب دیئے گئے تھے ---- سوالنامے کی ترتیب میں وطن عزیز کے نامور نعت گو شاعر جناب حفیظ تائب سے بھی مشورہ کیا گیا ---- چنانچہ جو ان پڑ ---- وہ سوالنامے کی شکل میں تیار کر لیا گیا

---- مقصود یہی تھا کہ :

۱۔ تمام نعت گو شعراء کے فکر و فن پر تفصیلی مضامین کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ یوں تو نعت گو کی کہانی' ان کی اپنی زبانی سنی جائے۔

۲۔ یہ سوال ان کے اندر کی بھی ہو گی (جو وہ خود ہی بیان کر سکتے ہیں) اور باہر کی بھی

۳۔ اس میں نعت گو کے فن کی بھی حد تک رسائی ہو سکے گی اور شخصیت بھی۔

چنانچہ سوالنامے کی تیاری کے بعد یہ سوال زیر بحث آیا کہ آخر نعت گو کسے کہا جائے ---- یہ بڑا مشکل کام تھا۔ اور یہ بھی زیر غور تھا کہ آخر پاکستان میں کون سا شاعر ہے جو نعت گو نہیں ہے۔ یہاں تو ایسے شعراء بھی شامل ہیں جنہوں نے اسلام کو قبول نہیں کیا لیکن رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرور قبول کیا ---- اور یہ بات کچھ پاکستان تک ہی محدود نہیں بلکہ ہر ملک اور ہر قوم میں ایسا ہوا ہے۔ ہندو سکھ اور عیسائی شاعروں کا نعتیہ کلام اس امر کی گواہی کے لئے آج بھی کافی ہے۔

چنانچہ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے ایک عبوری فارمولا یوں بنایا کہ ان نعت گو شعراء کو سوالنامہ ارسال کیا جائے۔

۱۔ جن کی نعت کے حوالے سے کتب طبع ہو چکی ہیں۔

۲۔ ایسے نعت گو جنہیں نعت کہتے ہوئے ایک عمر گذر چکی ہے لیکن ان کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔

۳۔ ایسے افراد جن کا بہت سا نعتیہ کلام اخبارات و رسائل کی زینت بنتا رہتا ہے۔

۴۔ حمد و نعت کے موضوع پر کام کرنے والے وہ افراد جو نعت بھی لکھتے ہیں۔

چنانچہ اس طے شدہ فارمولے کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل قلم کی ڈائرکٹریوں' اصحاب فکر و دانش' ادبی جرائد کے مدیران اور نامور نعت گو شعراء سے افراد کے نام اور ایڈریس حاصل کئے اور سوالنامہ بھجوانا شروع کر دیا گیا۔ سوالنامہ پاکستان میں ہی نہیں بلکہ بھارت' نیپال' بنگلہ دیش' ایران' کینیڈا' متحدہ عرب امارات' سعودی عرب' ترکی' فرانس' جرمنی' انگلستان' ناروے' امریکہ اور دیگر ممالک میں بھی بھجوایا گیا ---- اس سلسلے میں نعت کہنے کے لئے کسی زبان و مذہب کی تمیز بھی روا

نہیں رکھی گئی چنانچہ آپ اس نعتیہ تذکرے میں اردو' فارسی' سندھی' پنجابی' عربی' انگریزی' ہندکو' [illegible] پشتو' [illegible] دیگر زبانوں میں نعت کہنے والوں کو شامل شریک پائیں گے وہاں آپ [illegible] (ہندو) [illegible] نذیر قیصر (عیسائی) ایسے شعراء بھی پڑھنے کو ملیں گے۔ یہاں یہ حیرت انگیز انکشاف کرنے میں بھی کوئی باک محسوس نہیں ہوتا کہ جہاں بہت سے اہم [illegible] نعت گو شعراء نے ہمیں جواب دینے کا تردد نہیں کیا۔ (ممکن ہے ان میں [illegible] ہو سکتی ہیں) وہاں بیرون ملک سے [illegible] جواب [illegible] فرانسیسی ترجمہ [illegible] اور جواب نامہ بھجوانے کا وعدہ بھی کیا (اگرچہ یہ جواب نامہ ہم تک نہیں پہنچ سکا کیونکہ ان کی طرف سے ارسال کردہ کتب کا بنڈل بھی ہمارے یا بھارت کے محکمہ ڈاک کی نذر ہو گیا ہے۔

اس سوالنامہ کے ضمن میں کئی ایک نئے تجربات بھی سامنے آئے [illegible] سمجھتے ہوئے درخور اعتناء سمجھا [illegible] نعت گوئی پر [illegible] [illegible] جوابات [illegible] [illegible] ---- جوابات کے سلسلے میں [illegible] ---- خالد محمود نقشبندی کے ساتھ بھی یہی صورت حال پیش آئی ------ بہرحال ایسے تمام خطوط کے جواب میں یہی عرض کیا گیا کہ آپ کے جواب کا ہر ممکن احترام ملحوظ رکھتے ہوئے ضرور شائع کیا جائے گا اس لئے جلد بھجوائیے۔

سوالنامہ کے سلسلے میں بعض احباب نے جواب نامہ بھجواتے ہوئے یہ شرط بھی لگا دی کہ اگر گنجائش ہو تو ضرور شائع کریں بصورت دیگر ہمیں گلہ نہ ہو گا۔ بقول ان کے جواب اس لئے لکھ دیے ہیں کہ کہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خفا نہ ہو جائیں۔

قصہ مختصر' محنتوں کا یہ سفیر سوالنامہ اپنے جوابات کے ساتھ حاضر ہے۔ ہم کہاں تک اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے' اس کا فیصلہ تو آپ کریں گے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ہم نے نعت گو شعراء کے حوالے سے چند باتیں آپ تک پہنچا دی ضرور ہیں۔

ہمارے یہ محترم نعت گو محض شاعر ہی نہیں بلکہ دردِ دل رکھنے والے عشاقِ رسول ہیں۔ ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو صرف نعت لکھتے ہیں' بہت سے ایسے بھی جو نعت میں بستے ہیں جبکہ ایسے بھی ہیں جو علم و ادب کے دوسرے پہلوؤں پر بھی اپنی خدمات جلیلہ کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں' ان میں شاعر تو خیر ہیں ہی' ادیب بھی ہیں تو نقاد بھی' محقق بھی ہیں تو صحافی بھی' سکول کے استاد بھی ہیں تو کالج اور یونیورسٹی کے پروفیسر بھی' انجینئر بھی ہیں تو ڈاکٹر بھی' وکیل بھی ہیں تو مسند انصاف پر فائز حضرات بھی' پولیس سے متعلق بھی ہیں تو محکمہ برقیات سے وابستہ بھی' پڑھے لکھے بھی ہیں تو ان پڑھ بھی (ان پڑھ معروف معنوں میں لکھ رہا ہوں ورنہ نعت گو کیسے ان پڑھ ہو سکتا ہے) پاکستانی بھی ہیں تو غیر پاکستانی بھی بلکہ اور تو اور' مسلم بھی ہیں تو غیر مسلم بھی۔ اس طرح یہ جوابات نعت گو شعراء کے حوالے سے مختلف النوع جغرافیائی' لسانی' طبقاتی اور معاشرتی حد بندیوں سے وابستہ افراد کے جوابات ہیں ----- لیکن فکر کی اکائی اور محبت رسول کی یکتائی میں سب اسی ممدوح عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والہ و شیدا ہیں۔

ان جوابات میں آپ کو یقیناً Duplication بھی محسوس ہو گی جو ایک فطری عمل ہے کیونکہ ہمارے سوالات صرف سولہ تھے اور ظاہر ہے ایک ہی ذات اور ایک ہی صنف علم و ادب "نعت" سے متعلق تھے ------ بہر حال آپ کو جوابات میں اختلاف بھی نظر آئے گا اور یہ اختلاف بھی ہم بہر حال سامنے لانا چاہتے تھے تاکہ آنے والی نسلوں اور نعت کے شائقین کو ان افراد کے خیالات اور محسوسات سے آگاہی ہو۔ تاکہ آئندہ تاریخ نعت گوئی کی تدوین میں مدد بھی مل سکے اور نعت کے اس عہد کو جو چند سالوں بعد ایک صدی ختم کرنے والا ہے جہاں تک ممکن ہو سکے محفوظ بھی کیا جا سکے۔

میں اس موقع پر اپنے ان تمام محسنین کا شکریہ ضرور ادا کروں گا جنہوں نے "اوج" کے نعت نمبر کے سلسلے میں ہمارے سوالات کے جوابات ارسال کئے -- --- ایسا کیوں نہ کروں---- انہوں نے ہمارے لئے وقت نکالا۔ ڈاک کے اخراجات برداشت کئے' اپنے قیمتی خیالات سے ہمیں نوازا' کالج تشریف لائے یا دیگر ذرائع سے ہماری حوصلہ افزائی کی۔ اس موقع پر مجھے مرحوم الطاف پرواز بہت یاد آ رہے ہیں جنہوں نے جوابات بھجوانے کا وعدہ کیا لیکن زندگی نے انہیں مہلت نہ دی۔ مرحوم اعظم چشتی اور مرحوم طفیل ہوشیار پوری کے جوابات بھی اگرچہ شائع ہو رہے ہیں لیکن "اوج" کا یہ نعت نمبر وہ اب ہماری (دنیاوی) آنکھوں سے نہیں دیکھ سکیں گے ----- کیا معلوم نعت نمبر کے شائع ہونے تک کون ہو گا اور کون نہیں؟ اللہ رب العزت کے حضور ان محسنین کے اعلیٰ مقام اور جنت الفردوس کی دعا کیساتھ اجازت چاہوں گا۔

لیکن یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ہمارا سوالنامہ کیا تھا اور کیا نہیں تھا----- اس پر بحث کا تو اب شاید فائدہ نہ ہو لیکن میں نے سنت صحابہ کرام کے ان وارثوں کی اپنے طور پر مختلف ذرائع سے حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں تعارف لکھنے کی ضرور سعی کی ہے' نعت کے حوالے سے بھی کچھ کہا ہے۔ یہ میرے ان محسنوں کو کیسا لگا؟ اس حوالے سے میں فی الحال تو کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں' تاہم اگر یہ چند سطور ان کے شایان شان نہ ہوں تو معذرت خواہ ہوں کیونکہ اتنے مختصر وقت میں اس سے زیادہ لکھنا میری صلاحیتوں سے بالاتر ہے۔

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

مرتب و مدیر اعلیٰ "اوج"

سوالنامہ برائے نعت گو شعراء

۱۔ آپ نعت گوئی کی طرف کیسے مائل ہوئے' بنیادی محرکات کیا تھے۔ اولین نعت کے چند اشعار اگر یاد ہوں؟
۲۔ آپ نعت کے کن شعراء سے متاثر ہیں؟
۳۔ نعت کے حوالے سے آپ کی سوچ یا نظریہ کیا ہے؟ تفصیل سے ارشاد فرمائیں۔
۴۔ آپ کے خیال میں نعت گو کو بطور خاص کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟
۵۔ "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے" اس مقولے کی روشنی میں آپ اپنی نعتیہ شاعری کو کس طرح پرکھتے ہیں؟
۶۔ نعت کے سلسلے میں جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات سے آپ کہاں تک اتفاق کرتے ہیں۔ آپ کے نزدیک جدید نعت کیا ہے؟
۷۔ عام شاعری کی طرح نعت میں بھی معریٰ نظم' آزاد نظم' نثری نظم' ہائیکو وغیرہ کی صورت میں نئے شعری تجربے ہو رہے ہیں۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟
۸۔ دور حاضر کو نعت کا دور بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو زیادہ فروغ حاصل ہوا ہے۔ آپ ان آراء سے کہاں تک اتفاق کرتے ہیں؟
۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے جو کام ہوا ہے آپ کے خیال میں اس کی حیثیت و افادیت کیا ہے؟
۱۰۔ نعت لکھتے ہوئے آپ کے دل میں روضہ رسول پر حاضری کی تمنا کب پیدا ہوئی۔ آپ مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت کن حالات میں شدت سے محسوس کرتے ہیں۔
۱۱۔ کیا آپ کو حرمین شریفین اور روضہ رسول پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ کیا مدینہ منورہ میں حاضری کے موقع پر آپ نے نعت لکھی یا پیش کی؟ اپنے اس لمحہ خاص کے محسوسات سے مستفید فرمائیں۔
۱۲۔ نعت میں جمال مصطفیٰ اور سیرت رسول دو اہم ترین موضوع ہی نہیں بلکہ دو مختلف رویے بھی رہے ہیں۔ آپ دونوں میں کس کے حق میں ہیں یا اعتدال کو کیسے محسوس کرتے ہیں؟
۱۳۔ آپ نے نعت میں موضوع یا فن کے حوالے سے جو نیا کام کیا۔ وضاحت سے بیان فرمائیں۔
۱۴۔ آپ نعت خوانی اور نعت گوئی میں کیا فرق محسوس کرتے ہیں۔ کیا آپ کو نعت خوانی (ترنم سے) کی سعادت بھی حاصل ہے۔ اگر ایسا نہیں تو اس کمی کو آپ کیسے محسوس کرتے ہیں؟
۱۵۔ فروغ نعت کے حوالے سے آپ نے ذاتی یا اجتماعی سطح پر کیا خدمات سرانجام دیں؟
۱۶۔ آپ کو قدرت نے ثناء خوان رسول بنایا ہے۔ نسل نو کے لئے اپنے پیغام سے نوازیں۔

یحییٰ رجپوری (لاہور)

[illegible] ہیں۔ [illegible] کے ساتھ [illegible] دل شاد [illegible] عالم میں تہذیب و ثقافت کے مرکز [illegible] حرم" کے نام سے مجموعہ نعت طبع ہو چکا ہے۔ [illegible] نعت کو نعت میں بڑے سلیقے کے ساتھ [illegible] ہیں۔ مشکل الفاظ، نادر تراکیب اور جاندار استعارات آپ کے ہاں عام ملتے ہیں۔ نعت میں قدیم شعراء کے تصور نعت پر گامزن ہیں لیکن [illegible] رسول کے موضوع کو بھی نعت میں عام بیان کرتے ہیں۔ آپ [illegible] شاعرانہ فنی پختگی نعت کے میدان میں اپنے پورے بانکپن کے [illegible] جلوہ فگن ہے۔

۱۔ [illegible] ہیں کہ [illegible] حضور سرور کونین [illegible] سب سے ممتاز ترین [illegible] عظیم [illegible] حقیقت کے [illegible] دور حاضرہ میں ہر طرف کرد اور کے خیمے نصب ہیں ان کے قلع قمع کر [illegible] جدوجہد میں نعت کے حوالے سے خود اپنے آپ کو اور دوسروں کو برانگیختہ کرنا مقصود ہے [illegible] نعت و مدحت سے دل و جاں کو حقیقی مسرت حاصل ہوتی ہے جس کی [illegible] ممکن ہے۔

۲۔ حضرت خواجہ گیسو دراز، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا الطاف حسین حالی، مولانا ظفر علی خاں، علامہ اقبال۔ ان کے علاوہ اور بھی [illegible] تو جواب نامے میں یہ تحریر موجب تطویل ہوگی۔ فارسی [illegible] حکیم سنائی، حضرت فرید الدین عطار، حضرت شیخ سعدی، حضرت مولانا جامی، امیر خسرو وغیرہم ہیں ان صاحبان نے ایسی نعتیں کہی ہیں کہ ان کو پڑھ کر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کیا کہنا سبحان اللہ!

۳۔ نعت کے حوالے سے میرا [illegible] میں جو [illegible] کاروبار میں میل [illegible] پیدا ہو گئی ہیں [illegible] اور قرآن و حدیث کے مطابق [illegible] اور دیانتداری عموماً قائم ہو۔

۴۔ نعت و نعت گوئی میں ان امور کا خیال رکھنا [illegible] ہے اول یہ کہ حضور سراپا نور کے اوصاف حمیدہ سب سے ممتاز ترین ہیں [illegible] طرہ امتیاز کی صراحت نعت میں [illegible] دوم یہ کہ رکیک الفاظ کا استعمال نہ ہو غیر مانوس اور [illegible] الفاظ سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے سوم یہ کہ حضورؐ کے ظاہری و باطنی کمالات کے اظہار کے ساتھ ساتھ کوئی تبلیغی پہلو ضرور ہو [illegible] ایسا نہیں تو نعت تو بہر حال نعت ہے لیکن نعت کا جو صحیح مقصد ہے اس کے فقدان سے فوت ہو جائے گا اور نعت کا پورا حق ادا نہ ہوگا۔ نعتوں میں ایسی صراحت ہونی چاہیے کہ دیانت و امانت اور وفا و صدق کا احساس پیدا ہو۔

۵۔ [illegible] کا میرا معیار یہ ہے کہ نعت کے بعد یہ دیکھتا ہوں کہ حضور پر نور کی توصیف میں آپ کی شان امتیازی

ـــ برخلاف کوئی [illegible] نہیں [illegible]

[illegible]

پر بلحاظ فوائد فائق تر ہے۔

[illegible] نعت ارباب [illegible]

اقدامات پر فوقیت ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۸۔ جو صاحبان [illegible] دور میں [illegible] کے آپاد معرضِ وجود میں آتے رہے ہیں اور آتے رہیں گے۔

۹۔ نعت کے باب میں [illegible]

۱۰۔ [illegible] ہوں۔

[illegible] مفلس الحال و تہی دست ہوں۔

۱۲۔ [illegible] احادیث کے مفسرین سے کرتا ہوں۔

۱۳۔ میں نے نعت کا موضوع [illegible] "بیت حرم" بھی ہے جو شائع ہو چکا ہے [illegible] بندشیں قائم کر کے نعتیں [illegible] من صلف لقد استهدف کے پیش نظر کوئی اثر نہیں کوئی پروا نہیں۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی کا فرق مثلِ روز روشن ظاہر و باہر ہے [illegible] نعت خواں کسی ناعت کی نعت کا [illegible] اور نعت گوئی یہ ہے کہ حضور [illegible] اوصاف حمیدہ و عادات ظاہری و باطنی اور آپ کی بلند [illegible] بصورت نظم نعت [illegible] میں عروض کے ارکانی مدوجزر کے تحت نعت کا مترنم ہوا کرتا تھا۔ قوالوں کی طرح نہیں لیکن اب چونکہ میری عمر ۸۲ سال ہے [illegible] سے بھی محروم ہوں۔ [illegible] گنگنا کر اپنی [illegible] ہوں [illegible] نہیں۔

طفیل ہوشیار پوری (لاہور)

طفیل ہوشیار پوری (۱۹۱۴ء تا ۱۹۹۱ء) برصغیر کے معروف شاعر ہیں۔ مجموعہ نعت رحمت "یزداں" شائع ہو چکا ہے۔ "میرے محبوب وطن" "تجدید شکوہ" "جام مہتاب" "شعلہ جام" "سلام ورثا" اور "سوچ مالا" اردو کے دیگر مجموعہ ہائے کلام ہیں جن میں نظم، غزل، سلام، مرثیہ اور ہندی اسلوب میں لکھی ہوئی غزلیں شامل ہیں۔ آپ کے غیر مطبوعہ کلام میں پنجابی نعت و غزل اور کافی بھی شامل ہے۔ آپ نے بچوں کے لئے شاعری کی جبکہ فلمی گیت بھی لکھے۔ عمر عزیز فروغ ادب کے حوالے سے "محفل" اور "صاف گو" کی ادارت میں بسر ہوئی۔ مرحوم ترنم سے پڑھتے تھے۔ نعت میں ذوق و شوق عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا رہا۔ آپ کا نعتیہ کلام "تا حضور" سے عشق و محبت کی داستان پر مشتمل ہے۔ جس میں ادب و احترام کے ساتھ ساتھ تغزل کی چاشنی اپنی بھرپور فکری پاکیزگی کے ساتھ در آئی ہے۔ نعت کے مروج مضامین آپ کے ہاں عام ملتے ہیں۔ مرحوم نے رحمت یزداں کی اشاعت کے سلسلے میں خاصے ذوق و شوق کا مظاہرہ کیا ہے۔ نعت سے متعلق مرسلہ سوالنامے کے جوابات بطور خاص جناب محمد خان کلیم کو لکھوائے۔

۱۔ ہمارے گھر کی فضا خدا کے فضل و کرم سے مذہبی تھی۔ ماحول میں حمد و نعت کے پر کیف لمحے اکثر محسوس ہوتے تھے۔ میلاد کی مختصر محفلیں دیہاتی سادہ زندگی کو پر کیف بنا دیتی تھیں۔

۲۔ مجھے آغاز ہی سے مولانا حالی اور مولانا ظفر علی خان کی نعتیں پڑھنے کا موقعہ ملا۔ یہ اشعار ذہن میں اتنا رچ بس گئے کہ ان سے بچپن کی معصوم خلوتیں، جوانی کے تند و تیز لمحے اور بڑھاپے میں خشیت کے شب و روز کی مخصوص کیفیتیں محسوس کرتے چلے گئے۔ میں اردو زبان کے علاوہ فارسی شعراء کے کلام سے بھی متاثر ہوا۔

۳۔ نعت گوئی میں میری سوچ قطعاً ذاتی ہے اور وہ یہ کہ نعت گوئی حمد سے زیادہ نازک ہے۔

۴۔ میرے خیال میں نعت گو کو بطور خاص یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار۔ میں اس نازک فضا کی تشریح کر نہیں سکتا۔

۵۔ میں اپنی نعت گوئی کو حضورؐ کی بارگاہ اقدس میں ایک حقیر نذرانہ سمجھتا ہوں۔ مجھ سے نعت گوئی کے آداب بھی پورے نہیں ہوتے۔ میں اپنے آپ کو نعت گو کہتے ہوئے بھی لرز جاتا ہوں۔ میں کیا اور میری نعت گوئی کیا۔ میں تو اپنے نعتیہ اشعار کو اپنے لئے توشہ آخرت سمجھتا ہوں۔ اگرچہ مجھ سے حضورؐ کی نعت کا حق کبھی ادا ہوا ہی نہیں۔

۶۔ میں ہر نعت کو صرف نعت سمجھتا ہوں۔ اس صنف کے زمانے مخصوص کرنا میرے بس سے باہر ہے۔ نعت ہمیشہ نعت ہی رہے گی۔ جدید یا قدیم نہیں۔

۷۔ میں نعت گو کو اپنے ذوق کے مطابق حضورؐ کی بارگاہ میں کچھ پیش کرتے دیکھتا ہوں۔ اصناف کی طرف کبھی دھیان نہیں دیا۔

۸۔ صدر ضیاء الحق کے زمانے میں نعت کو سرکاری طور پر اہمیت حاصل ہوئی اور نعت کو عظیم شاعری تسلیم کیا گیا۔

۹۔ نعت کے حوالے سے تنقید و تحقیق میں بڑی قابل قدر تبدیلیاں اور لائق تحسین ترقیاں رونما ہوئی ہیں۔

۱۰۔ میرے دل میں ہوش سنبھالتے ہی یہ آرزو پیدا ہوئی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے یہ آرزو عمرے کی صورت میں

پوری کر دی۔ عمرہ کی کیفیات میرے لئے بیان سے باہر ہیں۔ خدایا ایں کرم بار دگر کن۔

۱۱۔ الحمدللہ مجھے حضورؐ کی بارگاہ اقدس میں اور خانہ کعبہ میں حاضری کی سعادتیں حاصل ہوئیں۔ ان لمحوں کی کیفیت میرے لئے بیان سے باہر ہیں۔ میں نے چند اشعار بلکہ نظمیں کہہ کر بھی ان کیفیات کا اظہار کامیابی سے نہیں کیا۔ ان محسوسات کا ذکر بھی میں نے اپنی زندگی کے لئے توشہ آخرت سمجھا ہے۔

۱۲۔ حبِ مصطفیٰؐ اور سیرت رسولؐ میرے نزدیک دونوں موضوعات بہت نازک ہیں۔ میں اس باب میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔

۱۳۔ موضوع یا فن کے حوالے سے میری ناچیز کاوش اہل نظر کی خدمت میں پیش ہیں۔ اسی سلسلے میں وہی رائے دے سکتے ہیں۔ میری وضاحت کوئی اہمیت نہ رکھے گی۔

۱۴۔ میرے نزدیک نعت گو اپنی کیفیت سے سرشار ہوتا ہے اور نعت خواں اپنی عقیدت میں غرق۔ دونوں کے اپنے اپنے احوال ہیں۔ میں اس نازک بحث میں پڑتا ہی نہیں۔ میں نعت ہمیشہ ترنم سے عرض کرتا ہوں۔ میں یہاں بھی نعت گو ہی ہوتا ہوں۔ نعت خوان نہیں۔ نعت خوان کی کیفیتیں کیا عرض کروں اور کیسے۔

۱۵۔ میں اور فروغ نعت ـــــ۔ میرا اس سلسلے میں کوئی حصہ نہیں میں نے نعت اپنی سعادت کے لئے کہی ہے۔ فروغ کے لئے میرا کوئی مقام نہیں۔

۱۶۔ نسل نو اگر میرے پیغام کو اہمیت دے تو زہے شرف۔ میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا۔

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ است   اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

اثر فاضلی (کراچی)

محمد علی خاں اثر فاضلی (پ ۲۱ مارچ ۱۹۳۱ء) کراچی کے بزرگ اہل قلم میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی علمی' ادبی اور دینی موضوعات پر گرانقدر تالیفات و تصنیفات رقم کی ہیں۔ "تاجدار حرم" سیرت النبی کے حوالے سے کتاب ہے۔ قرآن اور جمالیات' باقیات غالب' حیات قائداعظم' عبادت اسلام' سندھ کے تین صوفی شاعر' سکون قلب' بچی کہانیاں لکھنے کے ساتھ ساتھ دیوان غالب اور کلام اقبال (منتخب نظمیں) بھی ترتیب دی ہیں۔

"تجلیات حرم" مجموعہ نعت ہے جس میں زندگی بھر میں لکھی ہوئی نعتیں شائع ہوئی ہیں۔ اثر فاضلی کی نعت میں سوز عشق اور والہانہ پن ایک ایک لفظ سے عیاں ہوتا ہے۔ سیرت پاک کا بیان انتہائی ادب و عقیدت سے کرتے ہیں۔ مدینہ منورہ کا ذکر کرتے ہوئے وارفتگی و شفتگی کے جذبات دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ملت اسلامیہ کی زبوں حالی پر درد انگیز لہجے میں نعت میں بات کرتے ہیں۔

۱۔ ۱۹۶۷ء میں بہ سلسلہ ملازمت میں کویت چلا گیا تھا۔ وہاں میری ملاقات ظہور احمد صاحب سے ہوئی جو حکومت کے ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے کے باوجود ایک درویش صفت بزرگ تھے۔ ہر جمعرات کو بعد نماز عشاء ان کے آستانے پر حاضری اور ذکر یا ہر کی محفل میں شرکت میرا معمول بن گیا۔ ذکر کے اختتام پر نعتیہ مشاعرہ ہوتا اور میں بھی نعت

لکھتا اور سناتا رہا۔

۲۔ [illegible] سے استفادہ کیا ہے۔

۳۔ [illegible] نعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نماز، روزہ اور تمام عبادات بھی حضورؐ سے محبت کا ایک ذریعہ ہیں۔

عشق نبیؐ نہیں تو عبادت فضول ہے

۴۔ "نعت" [illegible] تعریف [illegible] لیکن یہ تعریف حدود شریعت [illegible] رہتے ہوئے [illegible] حضورؐ نے [illegible] فرمایا ہے۔ "مجھے میری حد سے آگے مت بڑھانا۔ میں خدا کا بندہ اور رسول ہوں۔ مجھ پر جو [illegible] کرتا ہوں اور بس!" اس لئے حضورؐ کی تعریف میں [illegible] قدر [illegible] عبد اور معبود کا فرق باقی نہ رہے نعت گوئی نہیں ہے۔ نعت لکھنے کے لئے ضروری ہے کہ سوز عشق [illegible] حضورؐ کے ساتھ [illegible] محبت کا اظہار ہو۔ آپؐ کی سیرت مبارکہ کے مستند واقعات کا ذکر ہو اور مدینہ طیبہ سے دلی وابستگی کا اظہار ہو۔

۵۔ فی الواقع "نعت گوئی" تلوار کی تیز دھار پر چلنے کا نام ہے۔ عرفی کا [illegible] ملاحظہ ہو:

عرفی مشتاب این رہ نعت است نہ صحراست   آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

۶۔ [illegible] ثواب ایک طرف رہا [illegible] کا اندیشہ [illegible] تو سخت گستاخی اور توہین رسالت کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔

۶-۷۔ یہ جدید [illegible] محبت کے [illegible] ہیں۔ صنف نعت میں بھی اگر نئے اسلوب اور نئے طریقوں [illegible] شرط یہ ہے کہ حب رسولؐ اور اتباع رسولؐ کے آداب ملحوظ خاطر رہیں۔

۸۔ [illegible] اور اس [illegible] شمیم کا کردار واضح ہے ورنہ اس سے پہلے ادارے ذرائع ابلاغ اس صنف کو اتنی اہمیت کب دیتے تھے۔

۹۔ [illegible] تحقیق [illegible] شعور اور ذہنی ارتقا [illegible] رہے گی امت مسلمہ کے زوال کے اسباب میں سب سے قوی عنصر یہ ہے کہ ہم اپنی تاریخ سے بیگانہ ہو گئے ہیں ورنہ اسلام تمام ادیان عالم پر غالب ہونے کو آیا ہے اور مسلمان قوم دنیا کی امامت کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

۱۰۔ [illegible] میں روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا پیدا ہوئی اور پھر اسی سال اللہ بزرگ و برتر نے دعا قبول کی اور روضہ مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

۱۱۔ روضہ پاک پر جو سکون قلب میسر آتا ہے اس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔ بڑی مشکل سے دل واپسی پر تیار ہوتا ہے۔ حالت یہ ہوتی ہے۔

مدینہ سے جب کوچ کا وقت آیا کلیجہ ہر اک شخص کا منہ کو آیا
نبیؐ مکرم سے رخصت کا عالم قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

۱۳۔ جمالِ مصطفیؐ اور سیرت رسولؐ ایک ہی موضوع کے دو نام ہیں۔ جس طرح گلاب اپنی خوشبو اور نازک پتیوں سے مل کر گلاب بنتا ہے اسی طرح نعت، جمالِ مصطفیؐ اور سیرت رسولؐ سے مل کر بنتی ہے۔

۳۔ میں ترنم کی سعادت سے محروم ہوں لیکن میں نے کبھی اس کمی کو محسوس نہیں کیا اور اب تو مشاعروں میں شرکت بھی میرے لئے دشوار ہو چکی ہے۔

۱۴۔ نئی نسل کے شعراء حب رسولؐ میں ڈوب کر اور اتباع رسولؐ کا مظہر بن کر نعت کہیں تو کامرانیاں ان کے قدم چومیں گی۔

سید حسین شاہ فدا (اسلام آباد)

پروفیسر سید حسین شاہ فدا (پ ۲۲ فروری ۱۹۱۰ء) محکمہ تعلیم سے وابستہ رہے۔ "توحید و شرک" "غیر محدود قوت" "شاعری کا استاد کامل" اور "پاکستان کے اس روشن ستارے" نثری کتب ہیں، جو شائع ہو چکی ہیں۔ "خطاب بہ امت مسلمہ" قومی شاعری پر مشتمل مجموعہ کلام ہے۔ "قندیل سخن" کے نام سے کلیات طبع ہوئی جس میں نظم، غزل، رباعیات و قطعات شامل ہیں۔ "ارمغان عقیدت" کے نام سے مجموعہ نعت طبع ہو چکا ہے نعت کے لئے نظم، غزل، مسدس، مخمس کی ہیئتوں کو عام طور پر استعمال میں لاتے ہیں جبکہ کتاب میں کئی ایک تضمینیں بھی ہیں۔ آپ کی عقیدہ شاعری سادہ اور عام زبان میں ہے۔ عقیدت و محبت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نعت میں نمایاں ہے۔ ذاتی اور قومی مسائل کو بھی نعت کا موضوع بناتے ہیں۔ نعت میں مروج مضامین آپ کے ہاں عام طور پر ملتے ہیں۔

۱۔ میرے استاد مرحوم مولانا عبدالحکیم میر کے جذبہ شعر گوئی کو دیکھ کر مجھے نعت گوئی کی طرف مائل کرنے میں میرے ممد ثابت ہوئے۔ جن کا ذکر خیر "ارمغان عقیدت" کے شروع میں موجود ہے۔

۲۔ نعت کہنے والے جن شعراء سے میں متاثر ہوں، ان کے اسمائے گرامی پوری تفصیل سے میری کتاب کے دیباچہ میں درج ہے۔

۳۔ نعت کے حوالے سے عقیدت میں خلوص قلبی ہی میرا اصل نظریہ ہے۔ خدا اسے سلامت رکھے۔

۴۔ نعت گو کو اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ نعت گوئی میں حد اعتدال کو مدنظر رکھے تاکہ شرک کا شائبہ نہ پیدا ہو۔

۵۔ نعت گوئی واقعی تلوار کی تیز دھار ہے۔ میں نے اپنی نعت گوئی کو ہمیشہ اسی اصول پر پرکھنے کی کوشش کی ہے۔

۶۔ میں قدیم نعت گوئی کا زیادہ دلدادہ ہوں، موجودہ اور جدید نعت گوئی میں کچھ مبالغے شامل کر لئے جاتے ہیں۔

۷۔ عام شاعری کی تقلید میں معریٰ نظم، آزاد نظم، نثری نظم، ہائیکو وغیرہ کی صورت میں نئے نئے شعری تجربے ایک ناقص روش ہے۔ میں اس رفتار کو فن شعر گوئی سے راہ فرار اختیار کرنے والوں کی "ایجاد بندہ وہ بھی گندہ" کے مترادف

اور کیا کہہ سکتا ہوں۔

۸۔ دورِ حاضر واقعی نعت کا دور ہے اور ارتقائی منازل طے کر رہا ہے۔ اس میں ذرا بھر شک نہیں کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو زیادہ ہی فروغ حاصل ہوا تھا۔ ضیاء الحق سیاسی طور پر چاہے کچھ بھی تھے لیکن اسلامی عقائد کی پختگی میں وہ بے مثال تھے اور ان کی حکومت کی طوالت کا باعث بھی ان کا یہی نظریہ تھا۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے جتنا کام اب تک ہو چکا ہے اس کی حیثیت و افادیت مسلمہ ہے۔ اس سے انکار ممکن ہی نہیں' بلکہ اس میدان میں مزید کام کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

۱۰۔ روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا ہمیشہ ہی موجود رہی ہے۔ مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت ہر لمحہ شدت سے محسوس کرتا رہا ہوں۔ مالی حالات اور جسمانی عوارض ہر لمحہ آڑے آتے رہے۔

۱۱۔ اس کا جواب مذکورہ بالا جواب نمبر ۱۰ میں موجود ہے۔

۱۲۔ جمالِ مصطفےٰؐ اور سیرتِ رسولؐ دونوں ہی میری نعتیہ شاعری کا موضوع رہے ہیں۔ میں نے ہمیشہ ہی میانہ روی اختیار کی۔ البتہ سیرتِ رسولؐ کا موضوع زیادہ ہی مدِ نظر رہا ہے۔

۱۳۔ نعت کے موضوع میں نیا کام: "ارمغانِ عقیدت" کے مطالعہ سے اس کا جواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ایک بات بخوبی واضح ہو سکے گی کہ میں نے تمام نعتیں حروفِ تہجی کی ترتیب کو مدِ نظر رکھ کر لکھی ہیں۔ ممکن ہے کسی اور نعت گو شاعر نے بھی ایسا ہی کیا ہو لیکن ایسا کوئی مجموعہ میری نظر سے آج تک نہیں گزرا کیونکہ ایسا کرنا بھی کوئی آسان کام نہ تھا جس کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ شکر ہے خدا کا' ازحد خوش ہوں۔

۱۴۔ نعت گوئی میں مجھے ترنم کی نعمت حاصل نہیں اسی لئے مترنم نعت خواں نہیں ہوں۔ تحت اللفظ پڑھتا ہوں۔

۱۵۔ فروغِ نعت و ادب کے حوالے سے میں نے جتنی بھی کتابیں طبع کرائیں اکثر کو نصف قیمت پر اور کثیر تعداد میں نعت کی کتابیں مفت "بلا قیمت" بھی تقسیم کیں۔ ذاتی یا اجتماعی سطح پر مساعی سے غافل نہیں رہا۔ نعتیہ مجالس اور مشاعرے زندگی بھر میرا معمول رہا۔

۱۶۔ نسلِ نو کے لئے میرا یہی پیغام ہے کہ الحب للہ و البغض للہ کے بعد حبِ رسالت کو ملحوظ رکھیں یہی جذبہ کامیابی دارین کا وسیلہ ہے۔

شوکت الٰہ آبادی (کراچی)

محمد زبیر فاروقی شوکت الٰہ آبادی (پ دسمبر ۱۹۱۳ء) ہمارے ان شعراء میں شامل ہیں جنہوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ اصلاحِ زبان کے سلسلے میں بھی خاصا کام کیا ہے۔ "عمدہ اردو عروض" ان کی پہلی کتاب تھی جس میں انہوں نے اردو میں رائج تمام بحروں کا احاطہ بڑے دلکش اسلوب سے کیا ہے جو آج کے قاری کے لئے بھی عام فہم ہے۔ محاسنِ کلام میں نظم و نثر کے حسن و قبح سے بحث کی گئی ہے جبکہ معاونِ تاریخ میں تاریخ گوئی اور تاریخ نویسی کے سے مشکل ترین فنِ شعر کی تاریخ اور اصول بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ایک سے دو ہزار کے اعداد تک ان الفاظ اور فقروں کی فہرست بھی دے دی ہے جو موقع کی مناسبت سے تاریخ گوئی میں استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ شوکت صاحب نے ان کتب سے اگرچہ مالی طور پر کوئی منفعت تو حاصل

نہیں کی لیکن جب تک اردو زبان زندہ ہے، یہ کتابیں بھی زندہ رہیں گی اور مولف کے نام اور کام کو بھی بلاشبہ زندہ رکھیں گی۔ شوکت الہ آبادی شاعر بھی ہیں اور خوب لکھتے ہیں۔ بہت سا نعتیہ کلام لکھ چکے ہیں۔ جو "چراغ حرا" کے نام سے ترتیب دے چکے ہیں۔ یقیناً ان کا نعتیہ کلام زبان و بیان کے اعتبار سے بہت سی خوبیوں پر مشتمل ہے۔ ان کے ہاں مروج فضا میں نعت دلکش پیرائے میں اظہار پاتے ہیں۔

ا۔ اپنے گھر کے مذہبی، علمی اور ادبی ماحول سے متاثر ہو کر ۱۹۳۳ء میں مصرعے موزوں کرنے لگا تھا۔ مشاعرے میں پہلی غزل ۱۹۳۵ء میں پڑھی۔ غزل لکھنے کے دوران حمد و نعت کے دو ایک شعر موزوں ہو گئے غالباً" ۱۹۳۶ء میں عرض کیا تھا:

آؤ شوکت چلیں سوئے نبی لو لگائیں وہیں کس سے ہم

۲۔ میرے پسندیدہ چند گرامی قدر نعت گو شعرا کے نام حسب ذیل ہیں۔ امیر مینائی۔ الطاف حسین حالی۔ احمد رضا خاں فاضل بریلوی بہزاد لکھنوی۔ زائر حرم حمید صدیقی۔ ماہر القادری وغیرہ۔

۳۔ میرے خیال میں اصناف نظم میں سب سے مشکل صنف نعت گوئی ہے یہ انتہائی احترام اور احتیاط کی متقاضی ہے۔ نعت گو اگر اپنی بے احتیاطی سے ہوش کے بجائے جوش سے کام لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محبوبیت اور رسالت سے ذرا گھٹا کر پیش کرے تو "نیکی برباد' گنہ لازم" کے مصداق گنہ گار اور مستوجب سزا اور اگر شان عبدیت سے بڑھا کر پیش کرے تو شرک لازم۔ "با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار" کے مشہور مقولے میں بین السطور یہی مفہوم مضمر ہے۔

۴۔ نعت گو شعراء کے لئے ضروری ہے کہ نعت گوئی سے قبل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہوں۔ اوامر کی سختی سے پابندی کریں اور نواہی سے اجتناب برتیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جزو ایمان ہے اور حضور کی تعریف و توصیف کرنا عبادت۔ اس لئے نعت گو اوامر و نواہی پر عمل پیرا نہیں ہے تو وہ نہ خوشنودی رسولؐ حاصل کر سکتا ہے اور نہ اس کے کلام میں وہ سوز و تڑپ اور اثر پیدا ہو سکتی ہے جو نعت میں ہونا چاہیے۔ اس کی مثال اس نوکر کی سی ہے جو ہر وقت اپنے مالک کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہے اور اس کی تعریف و توصیف اور خوشامد کرتا رہے لیکن اس کے حکم کی تعمیل نہ کرے تو مالک یقیناً اس نوکر سے خوش نہ ہو گا۔

نعت لکھنے کا فائدہ کیا ہے گر نہ ہو ان کی سنتوں پہ عمل
فرض و سنت کی بھی ہو پابندی کار دنیا میں بھی نہ آئے خلل
حب سرکارؐ کا تقاضہ ہے جان و دل سے ہو سنتوں پہ عمل

۵۔ مقام رسالت بڑا نازک ہے اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیے اسی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے راقم الحروف نے عرض کیا ہے:۔

ادب شرط ہے نعت لکھنے میں شوکت کہ نازک بہت ہے مقام محمدؐ

مندرجہ بالا معروضات کی روشنی میں، میں نعت کم ہی لکھتا ہوں اور جب لکھتا ہوں تو نہایت خشوع و خضوع سے ایک ایک

[illegible] نہیں کوئی [illegible] [illegible] شعر

[illegible] خشوں [illegible]

میں نعت گوئی میں حتی الامکان مضمون آفرینی اور خیال آرائی سے گریز کرتا ہوں۔

۶۔ [illegible] نہیں ہے اس لئے [illegible]

۷۔ [illegible] (نظم معریٰ، آزاد [illegible]) میں حمد و نعت مجھے

[illegible] گوارا ہو جا سکتے [illegible] اور حدیث

[illegible] مختصر [illegible] شاعری و اصناف

شاعری میں شمار ہی نہیں کرتا۔

۸۔ [illegible] نعت گوئی کی طرف خصوصیت سے توجہ [illegible] دوران بلا مبالغہ

[illegible] مسلسل [illegible] نعتیہ مجموعہ شائع کرنا ایک

[illegible] شعراء میں [illegible] ''نورا'' ایک نعتیہ مجموعہ

[illegible] رسالتؐ کے شایانِ

شان نہیں۔ اچھے مجموعے شاذ ہی نظر آتے ہیں۔

۹۔ [illegible] میری

[illegible]

میں [illegible] تنقید کی ضرورت ہے۔

۱۰۔ [illegible]

۱۱۔ مجھے ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد ۱۹۸۴ء میں حج بیت اللہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کا شرف حاصل ہو چکا

[illegible] ایک نعت [illegible]

[illegible] شکر ہے روشنی میں [illegible]
[illegible] عالم بے خودی میں آ [illegible]
نور ہی نور ہے جدھر دیکھو منزلِ دیدنی میں آ [illegible]
[illegible] اک نئی زندگی میں آ [illegible] ہوں
[illegible] آگہی میں آیا ہوں

۱۲۔ [illegible] خصوصیات نعت [illegible]

[illegible] قرآن پاک [illegible]

[illegible] غیر مستند روایات سے احتراز کیا جائے۔

[illegible] مستند [illegible] اندار [illegible]

غزل ہی کی زمین میں لکھی جاتی ہیں لہٰذا غزل ہی کی طرح نعت میں بھی عامیانہ اور عاشقانہ الفاظ، محاورے، تشبیہات اور استعارے در آئے ہیں۔ یہ رویہ آج کل کے نو مشق اور عام نعت گو شعراء ہی میں نہیں بلکہ اس سے قبل محسن کاکوروی [illegible] نے بھی اسی رویہ کو اپنایا ہے۔ میرے خیال میں نعت گوئی میں اس طرح کی مضامین آرائی اور خیال بندی درست نہیں۔ ایک شخص کو اپنے ماں باپ سے محبت ہوتی ہے، اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے مگر ہر ایک کے اظہار کے طریقے اور طرز بیان مختلف ہوتے ہیں۔ بیوی سے اظہار محبت کے لئے جو الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں وہ الفاظ ماں باپ کے سلسلے میں استعمال نہیں کئے جاتے تو پھر اس قسم کا عامیانہ اور عاشقانہ انداز نعت مصطفےٰ کے بیان میں کیونکر مستحسن قرار دیا جا سکتا ہے۔

۳۔ نعت گوئی (یعنی نعت شریف کہنا) نعت گو شعرا کا کام ہے اور نعت خوانی ان خوش گلو حضرات کا کام ہے جو دوسرے شعراء کی اچھی نعتیں خوش گلوئی کے ساتھ والہانہ انداز میں پڑھتے ہیں۔ میں جس دور سے تعلق رکھتا ہوں جب شعراء اپنی منظومات تحت اللفظ پڑھتے تھے [illegible] یہ بھی حقیقت ہے اس وقت [illegible] تھے اور ترنم سے پڑھنے والے شعراء (جگر مراد آبادی، ساغر نظامی وغیرہ) کی بڑی پذیرائی ہونے لگی تھی۔ یہ بہرحال ترنم کا اعجاز تھا۔ حضرت نوح ناروی نے ایسے ہی کسی موقع پر کہا تھا:

جناب نوح تم کو حضرت داؤد ہونا تھا

ذاتی طور پر میں محسوس کرتا ہوں اور آپ یقیناً مجھ سے اتفاق کریں گے کہ کلام میں اگر کوئی عروضی سقم ہو، کوئی حرف دبتا ہو، بحر سے خارج ہو تو یہ سقم ترنم کے سحر میں گم ہو جاتا ہے اور سامعین کی اس طرف توجہ نہیں رہتی [illegible] نعت تحت اللفظ پڑھنے میں کسی سقم کے چھپنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں غزل اور نعت تحت لفظ پڑھنے میں کسی قسم کا احساس کمتری محسوس نہیں کرتا۔

۴۔ افسوس کہ فروغ نعت گوئی کے سلسلے میں کوئی قابل ذکر کام نہیں کر سکا ہوں البتہ نو مشق نعت گو شعراء کو اپنی اہلیت کے مطابق مشورے دیتا رہتا ہوں۔ اب میں عمر کے اس دور سے گزر رہا ہوں جب بڑھاپا کسی کام کے کرنے کی ہمت جواب دے دیتی ہے۔

۵۔ نسل نو کے نعت گو حضرات سے میری گذارش ہے کہ نعت گوئی عبادت کا درجہ رکھتی ہے اس لئے نعت گوئی میں بھی اسی خشوع و خضوع کا مظاہرہ ہونا چاہیے جیسا کہ دیگر عبادات میں ہوتا ہے۔ نعت گوئی سے قبل خود کو اوامر کا پابند اور نواہی سے محترز بنایا جائے۔ روایات و حکایات کے بیان میں قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے تجاوز نہ کیا جائے۔ سنی سنائی روایات اور واقعات کے اظہار سے احتراز برتا جائے اور اس کی تصحیح کے لئے کسی ذی علم شخص سے رجوع کیا جائے۔ حب رسولؐ کے اظہار کے لئے وہ الفاظ استعمال کئے جائیں جو مقام رسالتؐ کے شایان شان ہوں۔

جمیل نقوی (کراچی)

سید جمیل احمد نقوی (پ ۱۹۱۳ء) کا تعلق ہمارے عہد کے ان اہل قلم سے ہے جنہوں نے شعر و ادب کے ساتھ ساتھ قرآن، حدیث، تصوف، نعت، کتابیات اور دیگر علوم و فنون پر بہت کچھ لکھا ہے۔ موصوف اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کے

ماہر ہیں اور اس وقت تک چالیس کے قریب کتب لکھ چکے ہیں۔ جن میں سے بہت سی شائع ہو کر اہل علم کو ورطہ حیرت میں ڈال چکی ہیں۔ ادب میں ان کی خدمات محض شاعری تک ہی محدود نہیں بلکہ انہوں نے تراجم کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ معروف شعراء کے انتخاب بھی کئے ہیں۔ قومی شاعری' مرثیہ اور مناقب کے باب میں "پرچم کا ہلال جگمگایا" "روداد ہو رنگ" اور "کف خاکستر" کو پیش کیا جا سکتا ہے جبکہ نعت کے حوالے سے "ارمغان جمیل" ان کا اردو نعت میں ایک اہم ترین مجموعہ ہے جو اپنے موضوعات کے تنوع خلوص اور عقیدت احوال فقر' مقامات و سلام جیسے ذیلی عنوانات کے تحت سجایا گیا ہے نعت کے حوالے سے جمیل نقوی کا دوسرا اہم ترین کارنامہ انگریزی مجموعہ نعت LYRIC HOMAGE ہے جس کے دیباچہ نگار ڈاکٹر جاوید اقبال نے اسے انگریزی ادب میں گرانقدر اضافہ قرار دینے کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان میں اولین مجموعہ نعت بھی قرار دیا ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی جس درجہ احترام' عقیدت اور محبت کا تقاضا کرتی ہے شاعری میں اس کا التزام ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں لیکن جمیل نقوی کی نعتیہ شاعری کے مطالعہ سے شاعر کی تخلیقی صلاحیتوں اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے ان کی والہانہ محبت' شیفتگی' خلوص اور عقیدت کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔

۱۔ بنیادی محرکات کیا تھے؟ یاد نہیں۔ ایک نجی شعری نشست میں فی البدیہہ ایک نعتیہ نظم کہی (غالباً ۱۹۵۲ء کا واقعہ ہے) مطلع ہے:

رحمت حق کا ہے در باز مدینہ کو چلو ہے ابھی طاقت پرواز مدینہ کو چلو

پھر اپنے ایک دوست کے اصرار پر ارادۃً ایک نعت کہی۔ جو کئی رسالوں میں شائع ہوئی۔ غالباً ۱۹۵۶ء کا واقعہ ہے۔

صفت احمد مرسل پہ ہاں کہنا ہی پڑتا ہے یہ نکتہ داستاں در داستاں کہنا ہی پڑتا ہے

۲۔ کسی سے نہیں۔ جب ادھر کا اشارہ ہوتا ہے۔ نعت "آنا" فانا" ہو جاتی ہے۔ گو میں نے قدیم و جدید نعت گو شعراء کو باستیعاب پڑھا ہے لیکن کسی کا اثر قبول نہیں کیا۔ نہ کسی کے مصرع پر طبع آزمائی کی۔

۳۔ نعت' میرے نزدیک' حضور روحی فداک سے عقیدت' محبت' احترام (خلوص قلب کے ساتھ) کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ اس سلسلہ میں نظریہ یا تتبع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سرکارؐ کا کرم ہے کہ اس گنہگار کو مبداء فیاض سے نعت گوئی کا ملکہ عطا ہو گیا ہے۔ اور میری نعت گوئی ان کی حضوری کی داستاں ہے اور بس۔

میں بھی منجملہ ارباب حضوری ہوں جمیل میری خدام محمدؐ سے شناسائی ہے

یہ شاعری نہیں بلکہ حقیقت ہے:

۴۔ بقول ایک نقاد میں نے اپنے علم' اپنے عشق' اپنے ورثہ ایمان' ان سب کو گوندھ کر نعت گوئی کی ہے۔ میری نعت کے خمیر میں انؐ کی ذات' انؐ کا تصور' انؐ کا ورثہ سب کچھ خوشبو بن کر شامل ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذات مبارک کے مہر درخشاں کے حضور' انسان ایک قطرہ شبنم کی طرح اپنے آپ کو یوں رکھ دے کہ یہ قطرہ ناچیز اپنا وجود کھو بیٹھے۔ یہی عشرت قطرہ ہو۔ اپنی ذات کو گم کئے بغیر نعت نہیں کی جا سکتی۔

۵۔ اس سوال کا جواب وہی ہے جو اوپر (نمبر ۴ کے تحت) عرض کیا ہے۔

۶۔ نعت نہ جدید ہوتی ہے نہ قدیم بس نعت ہوتی ہے۔ ایک سعادت' جسے مل جائے۔ رہا اصطلاحات کا مسئلہ یہ نعت گو کے مبلغ علم' وسعت مطالعہ' جذب دروں' اختصار و ایجاز' شعور اوراک پر منحصر ہے۔ بعض نعت گو شعراء کے ہاں تعلی اور اپنے شاعرانہ مرتبہ کا (بالواسطہ یا بلاواسطہ' غیر شعوری طور پر) اظہار نظر آتا ہے۔ جو میرے نزدیک محمود و مستحسن نہیں (اور شاید آپ کے نزدیک بھی)۔ شاعر (نعت گو) اور حضور کے درمیان بہرحال غلام اور آقا کا رشتہ رکھے بغیر نعت گوئی کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ یہاں تنگ ظرفی منصور کی گنجائش نہیں۔

۷۔ نعت گوئی کا اپنا ایک مزاج ہے جو حضرت ابوطالب سے شروع ہو کر حسان بن ثابتؓ اور کعب بن زہیرؓ سے ہوتا ہوا اس گنہگار تک پہنچا ہے۔ ہم اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہیں (بشرطیکہ خلوص کے ساتھ ہو) تو بات نعت تک پہنچ جاتی ہے۔ (جو بحر' آہنگ' قافیہ' ردیف کی پابندیوں سے آزاد ہے) کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت' اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس کا اظہار بڑی احتیاط چاہتا ہے کہیں حسن ادا سے شکر' شکوہ نہ بن جائے۔ عرفی کا یہ شعر تو زبان زد عام ہے :۔

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا است   آہستہ کہ رہ بردم تیغ است قدم را

یہ استعارہ بھی ہے اور عریاں حقیقت بھی۔ حرف و بیان کے اس پل صراط سے (جسے نعت کا نام دیا جاتا ہے) گذرنا' اتنا آسان نہیں جتنا کہ آج کل کے نعت گویوں اور نعت خوانوں نے سمجھ رکھا ہے۔ لوگوں نے نعتیہ انجمنیں بنا کر سادہ لوح غلامان رسول اکرمؐ کو بے وقوف بنانے اور سستی شہرت حاصل کرنے کا جو کاروبار اختیار کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور انہیں نیک ہدایت دے۔ آمین۔

۸۔ آپ نے سوال کیا ہے کہ "دور حاضر کو نعت کا دور بھی کہا جاتا ہے۔" اس کا سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ اگر آپ فیضان رسولؐ انام کو زمان و مکان کے دائرے میں محدود کرنا چاہیں تو آپ کو کون روک سکتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ضیاء الحق مرحوم سچے عاشق رسولؐ تھے۔ روضہ اقدس کے اندر ان کی جو کیفیت ہوتی تھیں وہ دیکھنے والوں کے لئے ایک مثال تھی۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے آمین۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضورؐ کے مبارک زمانہ سے ہر دور میں صلوۃ و سلام کی محفلیں گرم ہوتی رہی ہیں۔ خود حضورؐ کے حکم سے حضرت حسان بن ثابتؓ جب حضور کی مدح فرماتے (بالمشافہ) تو ان کے لئے تخت بچھایا جاتا تھا۔ حضور سے عقیدت کا والہانہ اظہار تو ایک ایسا سلسلہ ہے جو ازل سے ابد تک جاری رہے گا۔ بس انداز بدلتے رہتے ہیں۔

ایک مثل بزرگوں سے سنتے چلے آ رہے ہیں کہ "بگڑا شاعر مرثیہ گو" لیکن آج کل "مرثیہ گو" کے بجائے "نعت گو" کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ نعت خوانوں کو تو چھوڑ دیجئے۔ وہ تو پیشہ ور ہیں۔ آج کل کے نعت گو اپنی آواز کے زیر و بم سے نہ صرف عروضی غلطیوں کو چھپانے میں کامیاب ہیں بلکہ سننے والے کے حواس پر بھی اثر انداز ہو جاتے ہیں اور

خوب داد وصول کرتے ہیں۔

[illegible] صد حیثیت [illegible] شاعر زندہ رہنے کے لیے [illegible] اور دولت کی (بغیر محنت) [illegible] بالخصوص نعتوں کے گردپوش پر تنقید لکھ کر شہرت [illegible] نعت گوئی [illegible] یہ تک بعض نعتیہ شاعر خود اپنے خرچ سے اپنے نعتیہ مجموعے چھپواتے ہیں۔ [illegible] نعتیہ مجموعہ [illegible] شائع کیا ہو!! اللہ ہم پر رحم کرے۔ اللہ نے چاہا تو یہ دور بھی دیکھیے اور [illegible] میں نا امید نہیں ہوں۔ [illegible]

[illegible] نعت گوئی کے ارتقا کی تاریخ پر اردو میں چند کتابیں [illegible] ہیں۔ [illegible] بمشکل چھ سات کتابیں [illegible] مختلف کتابوں سے مستعار [illegible] ان کتابوں میں نعتیہ مجموعوں کی فہرست نگاری زیادہ اور نفس مضمون پر تنقید و [illegible] فارسی زبان میں نعت گوئی [illegible] حال میں البتہ تھوڑا بہت کام کیا گیا ہے [illegible] حضرت حسان رضی اللہ عنہ [illegible] ایک بہ مشکل کتاب تلاش ہوئی تھی۔ [illegible] اردو [illegible]

[illegible] رسول مقبول کی ذات [illegible] حقیقت [illegible] نعت اور مقام محمدی کے عرفان [illegible] مفقود ہے۔ روضہ رسول ﷺ پر حاضری کی تمنا۔ مدینہ منورہ سے دوری وغیرہ کی [illegible] کے وارد ہونے کا اس میں دخل ہی نہیں۔ پچھلے زمانہ سے قطع نظر جب کشتیوں میں سفر ہوتا تھا [illegible] تیس سال پہلے تک (جب ہم جیسے گناہگار بھی حج زیارت کی سعادت حاصل کرنے کی [illegible] میں تھے) زیادہ سے زیادہ سات سو آٹھ سو روپے میں [illegible] ساری مدت [illegible] اور اس کے حبیب کے در تک رسائی حاصل کرنے سے خود کو مالی طور پر معذور پاتے ہیں۔ [illegible] تک ادھر کا اشارہ نہ ہو۔ نتیجہ سامنے ہے۔ آج کل کی نعت گوئی جذب دروں سے عاری اور مقام محمدی کے [illegible] تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ ویسے دلوں کا حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

۱۱۔ الحمد للہ حرمین شریفین اور دربار رسول میں حاضری کی سعادت اس گنہگار کو (دو مرتبہ [illegible]) کئی مرتبہ حاصل ہو چکی ہے۔ ہر وقت اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی طرف سے بلاوے کا انتظار رہتا ہے۔ میرے مجموعہ نعت (ارمغان نعیم) کی اکثر نعتیں مدینہ منورہ کے قیام کے دوران فیضان حضوری کے صدقہ میں عطا ہوئی ہیں۔ ویسے "ارمغان نعیم" میں شامل ساری کی ساری نعتیں مواجہ شریف پر حاضری کے دوران ایک بڑے مجمعے کی موجودگی میں پیش کرنے کی سعادت بھی اس گنہگار کو حاصل ہو چکی ہے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔ بس ان کا کرم ہے۔ باب جبریل کے کتب خانہ خاص میں بھی "ارمغان نعیم" کے کئی نسخے موجود ہیں۔ رہا محسوسات کا سوال میں کیا حضور ﷺ کا کوئی عاشق، خادم اور امتی اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا۔ میرا ایک شعر ہے:۔

نہ مبالغہ ہے نہ شاعری، یہ خلوص عشق کا مسئلہ مجھے نعت گوئی پہ ناز ہے کہ عروج حسن کلام ہے

۲۔ آپ نے یہ کس سے کہہ دیا کہ نعت گوئی میں جمال سمجھے اور سیرت سمجھے دو الگ موضوع یا رویے ہیں۔

۳۔ میں نے نعت میں موضوع و فن کے حوالے سے کیا نیا کام کیا ہے۔ اس سوال کا جواب میرے مجموعۂ نعت (ارمغان جمیل) کے مطالعہ سے پڑھنے والے خود حاصل کر سکتے ہیں۔

۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی۔ دونوں الگ الگ موضوع ہیں۔ نعت گوئی ایک جذبہ ہے اگر مبداء فیض سے عطا ہو جائے۔ اس لئے کہ اس کا تعلق عشق محمد سے ہے بقول اقبال "در دو تو دیم ہر کجا" رہی نعت خوانی تو مجھے یہ کہنے کی جرأت دیجئے کہ فی زمانہ یہ صرف "گلے بازی" ہو کر رہ گئی ہے۔ (ویسے دوسوں کا نقد ہی جاتا ہے) عشق رسول و دین کا ڈھونگ رچا کر لوگوں سے بھاری رقمیں بٹورتے ہیں اور سستی شہرت حاصل کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اللہ ہم سب پر رحم فرمائے۔ (مجھے تو لوگ نعت گو ہی تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ میری داڑھی نہیں ہے)۔ میں نعت خوانی کو فی زمانہ ایک پیشہ تصور کرتا ہوں۔

۵۔ پیشہ "ثنا خوان رسول" اور "ارمغان حبیب کبریا" کا اعزاز روحانی طور پر مجھے حاصل ہے۔ نعت گوئی کی حیثیت میرے نزدیک "نوائے سینہ تاب" کی ہے۔

۶۔ اس سوال کے جواب میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ اذان و نماز کی طرف صمیم قلب سے متوجہ ہونے کی کوشش کریں۔ "اذان" اللہ کی وحدت اور محمد کی رسالت کی گواہی صلوٰۃ و فلاح کی طرف شوق کی دعوت ہے اور نماز اللہ اور اس کے حبیب کے حضور عبدیت اور وفا کی تجدید ہے۔ اگر خلوص سے ان دونوں ارکان دین کی طرف توجہ کی جائے تو "اللہ اور محبوب کے عشق کو گرمانے" اور "روح کو تڑپانے" کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔

باوا کرشن گوپال مغموم (نیو جرسی امریکہ)

باوا کرشن گوپال مغموم (۱۸ دسمبر ۱۹۱۶ء) کا تعلق اردو نعت کے ان شعراء سے ہے جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و سیرت کے تابناک نقوش کو ایک غیر مسلم کی آنکھوں سے دیکھا اور محسوس کیا ہے۔ مغموم ایک شخصیت ہی کا نام نہیں بلکہ وہ ایک عہد کا نام ہے۔ لاہور میں ایک عرصہ تک قیام رہا۔ بھارت کے مختلف شہروں میں قیام پذیر رہے۔ ۱۹۷۳ء میں بھارتی حکومت کی ملازمت سے پنشن پانے کے بعد امریکہ میں اپنے بیٹوں کے پاس رہائش پذیر ہیں۔ شاعری ورثے میں ملی۔ حکیم تلسی داس جو اردو کے ایک بڑے شاعر ہوئے ہیں کے پوتے ہیں۔ نظم، غزل، رباعی، قطعہ، مرثیہ کے ساتھ ساتھ نثر بھی لکھی۔ مطبوعہ کتب میں "بیداری وطن"، "نقوش حسن"، "رباعیات مغموم"، "بزم ماتم"، "آرزوں کے خواب"، "آرزوں کے جزیرے"، "نقوش خیال"، "جہاں نما" اور "جادہ شوق" شعری مجموعے ہیں۔ بھارتی حکومت کی طرف سے مختلف کتابوں پر متعدد انعامات و اعزازات بھی حاصل کر چکے ہیں۔ برصغیر کے نامور نقادوں نے آپ کی فکر و فن کو موضوع بحث بنایا ہے۔ آپ کی خدمات کے حوالے سے آپ پر ایک کتاب بھی شائع ہوئی ہے۔ آپ نے نعتیہ کلام اور سلام بھی لکھے ہیں۔

۱۔ ہندو مسلم اتحاد و یگانگت کے پاک جذبے کے تحت میں نے نعتیں کہیں' جن سے میں مطمئن نہیں۔
۳۔ نعت نام ہے رسول اکرمؐ کی صورت و سیرت کے منظوم آئینے کا۔ یہ دماغی ورزش نہیں' نہ ہی استادی دکھانے کی چیز ہے' مجھ ناچیز کے خیال میں اسے پر خلوص اور دل گداختہ کی صدا ہونا چاہیے۔
۵۔ اس مقولے سے مراد ہے کہ کوئی شاعر نبی مکرم سے کھلواڑ نہ کرے۔ میری نعت سراپا نقش احترام ہے اور میرے خلوص دل کی آئینہ دار بھی۔
(میری نظر میں ہر مذہب کے ہادی و عظام کا احترام یکساں طور پر کرنا ہیں انسانیت ہے اور یہی نظریہ آشتی و وفاق کی فضا کو قائم رکھ سکتا ہے۔)
۷۔ نعت کسی بھی شکل (FORM) میں ہو اپنے مضمون (TFXT) سے پہچانی جائے گی۔ اس کی قدر و قیمت کا اندازہ وقت ہی کرے گا۔ آخر کار وہی شعری تجربہ کامیاب ہو گا جو قبول عام کی سند حاصل کرے گا۔
۸۔ میں ایسا نہیں سمجھتا۔
۹۔ روضہ رسولؐ پر حاضری دینے کی تمنا سے کیا ہوتا ہے جب کسی بھی غیر مسلم کو حرمین کی زیارت کرنے کی اجازت ہی نہیں۔
۱۱۔ ایسی قسمت تھی کہاں میری۔
۱۲۔ میں دونوں کی یکجائی کے حق میں ہوں ----- در پیرایہ غزل۔
۱۳۔ میں تو اپنی کہی ہوئی نعت سے مطمئن ہی نہیں۔ یہ ظاہر کرنے کی اہمیت کس سے لوں؟
۱۴۔ جو شعراء اپنا کلام ترنم سے پڑھتے ہیں' وہ اپنی نعت بھی ترنم ہی میں پیش کریں گے۔ تحت اللفظ پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں۔
۱۵۔ میں نے تیرہ کی نعتیں کہی ہیں لہٰذا "فروغ نعت" کی مجھے سعادت نصیب نہ ہوئی۔ میں نے رسول مقبول پر ایک نظم بھی کہی تھی جو میرے آٹھویں مجموعہ کلام کی زینت ہے۔
۱۶۔ مسلمین کی نسل نو ارشادات و تعلیمات نبی اکرم اور قرآن مجید سے حتی الامکان روشنی حاصل کر کے بہزار خلوص دل نعت کی طرف توجہ کرے اور ثواب اپنی حیات عزیز ہی کے دوران حاصل کرنے کی سعی جمیل کرے۔

سید نظر زیدی (لاہور)

سید نظر زیدی (پ اندازاً ۱۹۱۷ء) ان اہل قلم میں سے ہیں جنہوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ اپنی محنت اور لگن سے حاصل کیا۔ آباو اجداد ضلع بجنور کے رہنے والے تھے۔ جبکہ آپ کی زندگی کا بڑا حصہ لاہور میں گزرا۔ لاہور میں ۱۹۴۵ء میں ہفت روزہ "پارس" کے نائب مدیر کی حیثیت میں صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔ متعدد پرچوں کی ادارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ بچوں کے لئے زیادہ لکھا۔ کتب کی تعداد ۸۰ سے زائد ہے۔ رائٹرز گلڈ' نیشنل بک کونسل اور قومی سیرت کانفرنس کی طرف سے متعدد انعامات اور اعزازات حاصل کر چکے ہیں۔ پاکستان میں بچوں کے ادب کے حوالے سے اہم مقام رکھتے ہیں۔ با مقصد شاعری ان کی فنی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے۔ غزل اور نظم بھی لکھی۔ نعت لکھتے ہیں اور عشق رسالتمآب میں ڈوب کر لکھتے ہیں۔

۱۔ میرے لڑکپن کا کچھ حصہ میرٹھ میں گزرا اور وہاں یہ سعادت نصیب ہوئی کہ حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمتہ اللہ علیہ (مولانا نورانی کے والد) مجھے اور دو اور لڑکوں کو جو میرے ہم درس تھے اپنے مواعظ میں نعتیں پڑھوانے کے لئے ساتھ لے جاتے تھے۔ یہ نعت سے میری پہلی شناسائی تھی۔ پھر جب اللہ نے شعر کہنے کی توفیق بخشی تو اس قلبی تعلق کے تقاضے سے نعتیں لکھیں۔ یہ بات ذہن میں محفوظ نہیں کہ سب سے پہلی نعت کب لکھی اور وہ کونسی ہے۔ میری شاعری کی عمر چالیس پینتالیس برس کے قریب ہے۔

۲۔ ہم مولانا احمد رضا خاں بریلوی صاحب کی نعتیں پڑھا کرتے تھے اور وہ اب بھی بلند پایہ لگتی ہیں۔ تاہم اب اقبال اور مولانا ظفر علی خاں کی نعتیں دل میں گداز پیدا کرتی ہیں۔

۳۔ میرے نزدیک نعت حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار ہے اور میں اسے ایمان کا تقاضا خیال کرتا ہوں۔

۴۔ میرے نزدیک سب سے زیادہ اہتمام یہ ہونا چاہیے کہ شرک کا شائبہ بھی پیدا نہ ہونے پائے۔ علاوہ ازیں سراپا نگاری کے مقابلے میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بیان کی جائے۔

۵۔ یہ مقولہ درست ہے۔ توصیف میں مبالغہ نعت گو کو نہ صرف ثواب سے محروم کر دیتا ہے' بلکہ عذاب کا حقدار بنا دیتا ہے۔ الہامی ادیان میں بھی بگاڑ اسی بے احتیاطی کے نتیجے میں آیا۔ جو انبیاء بندوں کا رشتہ اللہ سے جوڑنے کے لئے آئے تھے۔ ان کی محبت کے دعویداروں نے انہیں اللہ کے اختیارات کا حامل قرار دے کر ان کی تعلیمات کی تکذیب کی اور اسے نجات کا ذریعہ خیال کیا۔ یہ رجحان کسی نہ کسی حد تک ہمارے ہاں بھی پیدا ہو چلا ہے۔ میں نے بچپن میں قوالوں کی زبانی ایک شعر سنا تھا۔

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے　　جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا محمدؐ سے

یقیناً" شاعر صاحب نے حب رسول سے سرشار ہو کر ہی یہ شعر تصنیف فرمایا ہو گا لیکن "با محمدؐ ہوشیار" سے جاہل رہنے کے باعث شرک جیسے گناہ کے مرتکب ہو گئے۔

۶۔ میرا مطالعہ زیادہ نہیں ہے جتنا کچھ ہے اس کی روشنی میں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے قدیم نعت گو رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی صورت کے حوالے سے سیرت کی بات کرتے تھے۔ اب سیرت کے مضامین زیادہ نظم کئے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی محاسن نبوی کی بات بھی ہو جاتی ہے اور یہ اسلوب یقیناً" بہتر ہے۔ البتہ اس میں یہ کمی ضرور معلوم ہوتی ہے کہ نعت کو خاص کا رنگ دینے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اسلوب کچھ ایسا ہے کہ اگر عنوان نعت نہ ہو تو اکثر اشعار کو مجازی محبوب سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ میرے نزدیک یہ بات ضروری ہے کہ نعت بہر رنگ اور بہرحال نعت نظر آئے۔

۷۔ نثری نظم کو میں ذاتی طور پر شاعری سے باہر کی چیز خیال کرتا ہوں۔ نظم معرا اور ہائیکو وغیرہ میں نعتیں بھی لکھی جا سکتی ہیں۔

۸۔ یہ بات درست ہے اس دور میں تو سکہ بند ترقی پسند تک نعت لکھ رہے ہیں اور یہ مرحوم ضیاء الحق کے رجحان ہی کا پرتو ہے۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

۹۔ مجھے افسوس ہے کہ میں ایسے مضامین پڑھنے سے محروم رہا۔

۱۰۔ میں نے ایک غریبانہ زندگی گزاری ہے کہ سفرِ حج کی شرائط پوری کرنے سے قاصر رہا اور یہ بات میرے علم میں ہے کہ یہ عبادت آسودہ حال لوگوں ہی پر فرض ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ خواہش بھی دل میں پیدا نہیں ہوئی شدت کا کیا ذکر۔ ویسے خواب میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف مجھے حاصل ہوا اور یہ نظارہ دیکھا تو بلند آواز سے درود پڑھتے ہوئے مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

۱۱۔ یہ سعادت مجھے حاصل نہیں ہوئی۔

۱۲۔ میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعت کا جوہر خیال کرتا ہوں۔ ویسے جس نسبت سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت ہی ہے۔ احترام قائم رکھنے والے شعرا خوش قسمت ہیں۔

۱۳۔ کوئی بھی کام نہیں ہے۔

۱۴۔ نعت گوئی اور نعت خوانی دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ نعت گوئی کے لیے طبع موزوں شرط لازم ہے جبکہ نعت خواں غیر شاعر بھی ہو سکتا ہے۔ بچپن میں مجھے ترنم سے نعتیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا اور وہ بھی حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کے جلسوں میں۔ میں بہت خوش آواز تھا۔ ایک بار مولانا محترم نے میری تعریف فرمائی تھی۔ بعد کی زندگی میں یہ جلسے یہیں پہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ مشاعروں میں شرکت مقدر رہی اور یہ عجیب بات ہوئی کہ ترنم سے بھی کلام نہیں سنایا گیا یہ بات ہو نہ پائی کہ میری آواز بہت اچھی ہے تو شاید ان شاعروں سے بھی آگے ہوتا جنھوں نے اپنے ترنم کے باعث شہرت حاصل کی۔

۱۵۔ دیگر مشاغل کے باعث ایسی کوئی خدمت انجام دینے کی توفیق نہیں ملی۔

۱۶۔ نسل نو کے سامنے یہ بات واضح کی جائے تاکہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشعل راہ بنایا جائے۔ یہ ہمارا تہذیبی بقا، آزادی اور ترقی کے لیے بھی ضروری ہے۔ ہم نسلی مسلمان ہیں یعنی مسلمان گھرانوں میں پیدا ہونے کے باعث مسلمان ہیں۔ اصلی مسلمان بننے کے لئے اسلام کے اصولوں کو سمجھنا اور ان کے مطابق زندگی گزارنا ضروری ہے۔ اسی صورت میں ہمیں وہ برکات حاصل ہوں گی جو ہمارے اجداد کو حاصل ہوئی تھیں۔ بصورت دیگر اس ذلت سے نکلنا دشوار ہے۔

ہارون الرشید ارشد (امریکہ)

محمد ہارون الرشید ارشد (پ ۱۸ جنوری ۱۹۴۷ء) پاکستان بننے پر ہجرت کر کے لاہور آئے۔ تعلیم و تدریس کے پیشے کو اختیار کیا اور کئی ایک سکولوں میں پڑھاتے رہے۔ ۲۳ درسی کتب لکھنے کے علاوہ "تعبیر الرویا" کا اردو میں ترجمہ کیا۔ قدرت نے شاعری کی صلاحیتوں سے بھی سرفراز کیا ہے۔ "آبشار غزل" غزلوں کا مجموعہ ہے جو شائع ہو چکا ہے جبکہ "آبشار کرم" مطبوعہ مجموعہ نعت ہے۔ "آبشار عقیدت" زیر ترتیب نعتیہ مجموعہ ہے۔ ان دنوں اپنے بیٹے کے پاس امریکہ میں قیام پذیر ہیں۔ دو بار حج کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ ہارون الرشید ارشد نے عربی اور فارسی کے طالب علم کی حیثیت میں بہت سارا دینی علم پڑھا ہے۔ اس لئے ان کی نظر اسلامی تعلیمات پر گہری ہے۔ وہ ایک خطیب کی حیثیت میں تبلیغ دین بھی کرتے رہے ہیں۔ اس لئے

ان کی نعتیہ شاعری میں دینی علوم پر گہری نظر کا احساس ملتا ہے۔ سادگی، سلاست و عقیدت ان کی نعتیہ شاعری کا نمایاں پہلو ہے۔

۱۔ الحمدللہ میں ایک دین دار گھرانے کا فرد ہوں اور یہ کہ میرے خاندان میں فارسی کا بھی چرچا تھا۔ اس حوالے سے حضرت سعدیؒ، حضرت قدسیؒ اور حضرت جامیؒ کا نعتیہ کلام بڑے شوق سے پڑھا [illegible] (پینسٹھ ستر سال قبل کا زمانہ) مسدس حالیؒ اور مولانا ظفر علی خان کی نعتوں کا [illegible] (بھارت) کے اکثر مسلم گھرانوں میں پوربی (سن بلوغت) سے [illegible] آبادی کے معراج نامے کی دھوم ہوئی تھی۔ ایک شعر [illegible]

من من کرت سوار ہوا ہے گھوڑ اسوار [illegible] تن کو [illegible] کائے کی [illegible] کو اسوار

(سوار من سات ہو نظروں سے اس طرح اوجھل ہو گیا کہ کوئی یہ بھی [illegible])

ان خارجی عوامل کے علاوہ ابا جان، حاجی حافظ محمد شفیع مرحوم، جو [illegible] اور دوہا کے شاعر تھے مگر کبھی کبھی نعت بھی ترتیب دیتے تھے۔ یہ تمام پاکیزہ ماحول میرے ذہن و فکر پر اثر انداز ہوا اور [illegible] گیا تو وہاں مدرسے میں مختلف شعراء سے ملاقات ہوئی اور میں نے بھی نعت لکھنے کا [illegible] تقسیم ہند سے قبل چونکہ روشن [illegible] دہلی میں قیام تھا۔ اس لئے وہاں سے اپنے [illegible] صرف قرآن مجید لا سکا تھا۔ لاہور میں ایک پرانے ساتھی سے ملاقات ہوئی [illegible] عنایت فرمائی، جو اس سوالنامے کے جوابات کے ساتھ منسلک کر رہا ہوں۔

۲۔ آپ نے شعرا کی قید کیوں لگائی۔ میں تو خالق کائنات کی حمد گوئی، بصورت قرآن مجید، رسول [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت گوئی بہ صورت احادیث فضائل و خصائل ذات قدسی صفات اور مقدس [illegible] کی نعت گوئی بہ صورت پیش گوئی [illegible] سے [illegible] متاثر ہوں۔ عربی شعراء میں [illegible] جھوم جھوم گیا۔ سیدنا زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ کا کلام پڑھتا [illegible]

([illegible])

مولانا حالیؒ، مولانا ظفر علی خان، علامہ اقبالؒ [illegible]

موجودہ دور میں جناب احمد ندیم قاسمی [illegible]

الہ آبادی اور ابا جان حاجی حافظ محمد شفیع [illegible]

سے روحانی طور پر متاثر ہوتا [illegible]

متاثر کر کے چھوڑتی ہے۔

۳۔ عبادات الٰہی کے بعد میرے قلب و روح کے لئے مجھ [illegible]

ہیں۔

۴۔ (i)۔ اللہ تعالیٰ کی توہین سے بچنا چاہیے۔ مثلاً"

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے ۔۔۔ جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے

پہلے مصرعے سے توہین کا پہلو نمایاں ہے۔

(ii)۔ شرک اور حدود شرک کو چھونے سے بھی بچنا چاہیے۔

(iii)۔ تقابل انبیاء میں ادب و آداب کا دامن ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے۔

(iv)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو 'تو اور تم' لکھنے سے بھی جہاں تک ممکن ہو پرہیز کرنا ضروری ہے۔

(v)۔ نعت کے حوالے سے اپنے مرشد یا پیر کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس صفات کو ہرگز نہیں سمونا چاہیے۔

(vi)۔ نعت باوضو ترتیب دینی چاہیے۔

(vii)۔ غیر مسلم ہونے کی صورت میں سرحال پاک صاف ہونا چاہیے۔

(viii)۔ زبان سلیس' سادہ اور عام فہم ہونی چاہیے۔

۵۔ نعت گوئی کے ادب آداب کو مقدور بھر پیش نظر رکھا ہے اور حد درجہ احتیاط سے کام لینے کی کوشش کی ہے۔

۶۔ بالکل اتفاق نہیں کرتا۔ نعت ہر صورت میں نعت ہے۔ قدیم انداز میں ترتیب دی جائے یا جدید رنگ میں۔ تمام اصناف سخن کی طرح نعت کو بھی ترقی کا حق پہنچتا ہے۔ پہلے کالی کملی پر زور دیا جاتا تھا اور اب نعت گو شعراء ذات قدسی صفات کے حوالے سے وسیع تر مناظر میں نعت ترتیب دیتے ہیں۔

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقوام عالم' تمام دنیا اور قیامت تک کے لئے پیغمبر بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ اس لئے نعت ہر زبان اور ہر صنف سخن میں ہونی چاہیے۔

۸۔ بے شک موجودہ دور نعت کا دور ہے۔ قیام پاکستان سے آج کی تاریخ تک صدر ضیاء الحق کے علاوہ سرکاری طور پر کسی نے نعت گوئی کی سرپرستی نہیں کی۔ ان کے دور صدارت میں نعت کو یقیناً" بہت فروغ حاصل ہوا۔

۹۔ جتنا بھی کام ہوا ہے اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۱۰۔ نعت گوئی سے بھی بہت پہلے حج اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تڑپ دل میں انگڑائیاں لینے لگی تھی اور اب تو (۷۶ سال کی عمر میں) مدینہ شریف سے دوری اور بھی شدت سے محسوس کرتا ہوں اور وہ بھی قریب قریب ہر وقت۔

۱۱۔ الحمد للہ حمداً" کثیرا' حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت دو بار حاصل ہوئی ہے۔ ان مخصوص لمحات کے محسوسات' محسوسات ہونے کے باوجود حیطۂ تحریر میں نہیں لائے جا سکتے۔ میں حیران ہوں کہ کیا لکھوں۔ بس اتنا سمجھ لیجئے کہ زائر سراپا ادب و احترام ہوتا ہے۔ دل دھڑکتا ہے مگر ترتیب کے ساتھ' آنکھیں روتی ہیں نہایت خوشی کے ساتھ' زبان' دل اور روح بڑے ذوق و شوق اور جوش و خروش کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کے نغمے الاپتے ہیں مگر نہایت نرم اور دھیمے لہجے میں۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ زائر مدہوش و بے خود ہونے کے باوجود ہوش میں رہتا ہے' بے قرار ہونے

کے بوصف انتہائی پرسکون رہتا ہے اور خاکسار ہونے کے باوجود نعت حضوری کے باعث دل میں انتہائی آسودگی اور حد درجہ بالیدگی محسوس کرتا ہے۔ اللھم صل وسلم علیہ۔

۱۲۔ نعت کے وسیع تناظر میں دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ میں ان کو الگ الگ موضوع یا رویہ قرار دینے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

۱۳۔ میں نے بعض اشعار میں احادیث کا ترجمہ پیش کیا ہے۔

۱۴۔ فرق تو بالکل ظاہر ہے۔ نعت خواں' نعت پڑھنے والا اور نعت گو نعت کہنے اور لکھنے والا۔ نعت گو شعرا اکثر ترنم سے پڑھتے ہیں اس لئے نعت خوانی کو بطور پیشہ اختیار کر سکتے ہیں' جبکہ نعت خواں خال خال ہی نعت گو ہوتے ہیں۔

جی ہاں! ترنم سے پڑھنے کی سعادت تا امروز عمر ۷۶ سال بھی حاصل ہے۔

۱۵۔ جو بن پڑا کیا ہے۔

۱۶۔ پیغام یہی ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں جو کچھ (حکم) دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے باز رہو۔ (القرآن)

سکندر لکھنوی کراچی

مرزا محمد سکندر بیگ المعروف سکندر لکھنوی (پ۔ ۱۹۱۸ء) معروف نعت نگار ہیں۔ کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔ نعت گوئی کے ساتھ ساتھ قدرت نے نعت خوانی کی سعادت سے بھی سرفراز کیا ہے مطبوعہ مجموعوں میں "تسکین روح" ' "حرم" "سفینہ دل" "سراج منیرا" "امام القبلتین" "ممدوح کائنات" "سید المرسلین" "تاجدار حقیقت" "نعت حبیب کریم" "گلستان ثنا" اور "نعت تاجدار کونین" شامل ہیں۔ آپ کی لکھی ہوئی نعتیہ شاعری میں نعت خوانی کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے آسان زبان استعمال کی گئی ہے جبکہ ذکر رسالتمآب کے نوبہ نوگل بوٹے مضامین کی رنگارنگی کے ساتھ آپ کے نعتیہ کلام میں جابجا ملتے ہیں فروغ نعت کے حوالے سے سکندر لکھنوی کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

۱۔ لکھنؤ میں محافل میلاد شریف میں لوگوں کی نعت شریف پڑھتے دیکھ کر جن میں اکثر لڑکے بھی نعت پڑھتے اور کہتے تھے میرے بھی دل میں نعت پڑھنے اور پھر نعت کہنے کا شوق پیدا ہوگیا۔ نعت گو کی حیثیت سے میری ابتدائی نعتوں کے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

ان کو دل میں بسا لیا ہم نے دل مدینہ بنا لیا ہم نے
مل گئے وہ تو پھر کمی کیا ہے دو تو عالم کو پا لیا ہم نے

ان کے دربار اقدس میں جب بھی کوئی غمزدہ آگیا تشنہ کام آگیا
غم غلط ہوگئے معصیت دھل گئی مغفرت عافیت کا پیام آگیا
کشتی نوح میں نار نمرود میں بطن ماہی میں یونس کی فریاد پر
آپ کا نام نامی اے صلی علیٰ ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آگیا

[illegible] سے کلیم اور محبوب میں

[illegible] طور پہ ان کے گھر خود خدا کا کلام آگیا

[illegible] ور مولانا ظفر الدین مظفر وغیرہ سے متاثر ہوں

[illegible] ب اور ذریعہ محبت ہے ہم اس کو اللہ کی سنت اور اس کی خوشنودی اور

[illegible]

[illegible] اور حدیث کی روشنی میں لکھنا چاہیے اور ہر حال میں ادب

[illegible]

[illegible] محبوب کو عطا کیا ہے اس میں کمی کرنا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں ہے۔

۸۔ بادشاہ دور حاضر میں نعت کو فروغ حاصل ہوا ایک حد تک درست ہے۔

[illegible] کام ہوا ہے وہ بہت مفید ہے اور اسکی ضرورت بھی تھی۔

[illegible] پیدا نہیں ہوتی

[illegible]

[illegible] حاضری کی سعادت نصیب ہو چکی ہے (سات مرتبہ حج اور تین مرتبہ

عمرہ) [illegible] خیرمت پیش کیں۔ کبھی گنبد کے سامنے مسجد نبوی (صلی اللہ

[illegible] گنبد خضرا اور روضہ مطہرہ کی جالیاں سامنے ہوتی تھیں اور کبھی اصحاب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ور نعت گوئی اپنی عقیدت اور سلطان مدینہ کے کرم

[illegible]

۳۔ فروغ نعت و منقبت کے سلسلے میں اب تک چودہ سے زائد مجموعہ ہائے نعت و مناقب لکھ چکا ہوں جو سب کے سب شائع ہوچکے ہیں "تسکین روح"۔ "سحاب رحمت"۔ "میخانۂ عرفاں"۔ "قاسم خلد"۔ "ارمغان حرم"۔ "حبیب دل"۔ "سراجاً منیرا" "امام القبلتین" "ممدوح کائنات"۔ "سید المرسلین"۔ "تاجدار طریقت"۔ "نعت حبیب کریم"۔ "گلستان ثنا"۔ "نعت تاجدار کونین"

۴۔ نعت شریف خلوص و محبت کے ساتھ ایک عبادت سمجھ کر خوشنودی خالق کے لئے پڑھنی اور لکھنی چاہیے اور اس کا مقصد نام و نمود اور دنیاوی مفاد نہیں ہونا چاہیے بلکہ توشۂ آخرت سمجھنا چاہیے۔

حنیف اسعدی کراچی

حنیف احمد اسعدی (پ [illegible] جنوری ۱۹۱۹) معروف شاعر اسعد شاہ جہاں پوری کے بیٹے اور شاگرد ہیں۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے بی اے تک تعلیم پائی۔ [illegible] سے وابستہ رہے اور اب [illegible] کے بعد [illegible] کلینک چلا رہے ہیں۔ "ذکر خیرالانام" کے نام سے نعتیہ مجموعہ شائع ہوچکا ہے۔ [illegible] نعت کے حوالے سے بزرگ شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ شاعری ورثے میں ملی ہے۔ غزل گو بھی ہیں [illegible]۔ نعت میں عقیدت و محبت کے اظہار کے ساتھ ساتھ افادی پہلو بھی ہمیشہ پیش نظر رہا ہے۔ آپ کے خیال میں نعت [illegible] کے لئے بالعموم اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص صراط مستقیم کا [illegible] وسیلہ بنانے کے لئے لکھنی چاہیے تاکہ دین کے مقاصد اور تعمیر سیرت [illegible] واضح طور پر ابھر کر سامنے آئے۔

۱۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا گھر میں شاعری کا چرچا دیکھا۔ حضرت اسعد شاہ جہان پوری میرے والد [illegible] کے معروف و مستند شاعر تھے۔ [illegible] شام ان کی بیٹھک میں اہل علم و شعراء کا مجمع رہتا تھا۔ [illegible] مجھے بھی شعر گوئی کا شوق ہوا اور میں نے [illegible] ایک مسدس مشاعرے میں ایک [illegible]۔ اس کے بعد برسا برس تک خاموشی کا دور رہا [illegible] مسلم یونیورسٹی علی گڑھ [illegible] مجھے حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے [illegible] سے وابستگی کا شرف بخشا اور [illegible] نعت کے صرف پانچ اشعار موزوں کئے۔ اس کے بعد پاکستان بنے اور کراچی تک آتے تک غزلیں تو ہوتی رہیں مگر نعت کہنے کا نہ حوصلہ ہوا نہ جرأت۔ ۱۹۸۱ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی وہاں سے واپسی پر [illegible] کی ایک نعت ہوئی۔ [illegible] سے مجھ نعت کا شاعر بنا دیا [illegible] ہیں۔

بار [illegible] [illegible]
کتنے درماندہ مسافر [illegible] کارواں [illegible]
ہم جہاں دار و جہاں بان و جہاں [illegible] [illegible]

۲۔ میں ہر اس شاعر سے جو خلوص دل سے نعت کہتا ہے اور [illegible]

ہے متاثر ہوں۔

۳- اس سلسلے میں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ نعت مدحِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ اس لئے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے متعلق کا شعور یعنی سیرتِ پاک کا مطالعہ دوسرا مرحلہ ہے۔ حضور کو غزل کا محبوب نہیں محبوبِ کبریا سمجھنا اور کہنا چاہیے۔ وہ اسالیب و علائم نہیں استعمال کرنے چاہئیں جو ذاتِ اقدس کے شایانِ شان نہ ہوں۔ خدا اور بندے، خالق و مخلوق اور خدا اور اس کے رسول کے فرق کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔ حمد اور نعت کے فرق کو بھی سمجھنا ضروری ہے۔

- [illegible] صرف نعت ہوتی ہے۔ صنف ہیئت (Format) کی ہو سکتی ہے نظریات (Diction) کی۔ جس طرح نعت ہر [illegible] میں کہی جاتی ہے اسی طرح وہ ہر فارم میں کہی جا سکتی ہے لیکن صرف زورِ قلم [illegible] ہیئت کے تجربے [illegible] بے معنی ہے ویسے جب نثر تک میں نعت موجود ہے [illegible] نظم، نثری نظم، نظمِ معرا سب ہی میں کہی جا سکتی ہے اور کہی [illegible] ہے لیکن چونکہ اردو شاعری میں [illegible] اور ہیئت کے اعتبار سے سب سے زیادہ مقبول و معتبر صنف ہے اس لئے غزل کے فارم میں نعتیں زیادہ کہی گئیں۔ اس کے بعد نظم کا نمبر ہے۔ ویسے لوگ تو زورِ بیان کے اظہار کے لئے اور جدت پسندی کی رو میں بہہ کر جاپان کی مشہور صنف "ہائیکو" میں بھی نعت کہہ رہے ہیں۔ میرے خیال میں جس طرح ہر مضمون کے اظہار کے لئے نہ ہر [illegible] موزوں ہوتی ہے اور نہ ہر ہیئت۔ اسی طرح "ہائیکو" جیسی اجنبی صنف میں کوئی بات تو پیدا نہیں ہو پاتی البتہ تماشا سا ہو کر رہ جاتا ہے۔

۸- یہ صحیح ہے کہ پاکستان بننے کے بعد شعرائے کرام کی توجہ نعت گوئی کی طرف زیادہ مبذول ہوئی اور ادھر چند برسوں میں جتنے دواوین نعت کے منظرِ عام پر آئے اس کا جواب پچھلی کئی صدیاں نہیں دے سکتیں۔

۹- نعت بھی لکھی جا رہی ہے۔ نعت پر تنقید بھی لکھی جا رہی ہے۔ تحقیق کا کام بھی جاری ہے اور یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ رہ گئی حیثیت و افادیت کا معاملہ تو اس سلسلے میں دو آراء نہیں ہو سکتیں۔ نعت حضورِ اقدس کا "ذکر" ہے۔ "ذکر" حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے وابستگی میں اضافہ کرتا ہے جو امتِ مسلمہ کی تقدیر کا حصہ ہے۔ تنقید و تحقیق کا کام جاری ہے، جاری رہے گا۔ اس لئے کہ "ذکرِ محمدی" نہ ختم ہونے والی سعادت ہے۔ یہ جاری ہے تو نعت جاری ہے۔ نعت جاری ہے تو تنقید و تحقیق کیسے ختم ہو سکیں گی۔

۱۰- روضۂ رسول پر حاضری کی تمنا اوائلِ عمری سے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور مجھے ۱۹۷۱ء میں حج کی سعادت نصیب ہوگئی۔ مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت اب میں آپ کو کیسے بتاؤں۔

۱۱- ہاں جیسا کہ میں نے اوپر تحریر کیا ہے کہ حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہو چکی ہے۔ میں نے وہاں کوئی نعت نہیں لکھی۔ وہاں مجھے اپنے تن بدن کا تو ہوش تھا نہیں، شاعری کیا کرتا۔

۱۲- جمالِ مصطفیٰ سے اگر آپ کی مراد "نورِ محمدی" سے ہے تو وہ ایک الگ موضوع ہے۔ لیکن اگر اس سے آپ کا مطلب شکل و شباہت، حسن و جمال سے ہے تو جناب والا میں نے تو اپنے بزرگوں اور والدین تک کے عارض و گیسو

کے ذکر کو خلاف احترام سمجھا ہے میں اس ذات اقدس کے سلسلے میں ایسی جرات کس طرح کرتا۔

۱۳۔ اس سلسلے میں بھی وضاحت سے معذور ہوں۔ صرف نعت کہی اور ایک مجموعہ "ذکر خیرالانام" کے نام سے مرتب اور شائع کیا اور بس۔

۱۴۔ نعت خوانی نعت کے ابلاغ کا ذریعہ ہے۔ اصل شے نعت ہے۔ مجھے کبھی اس محرومی کا احساس نہیں ہوا کہ میں گا کر نعت نہ پڑھ سکا۔

۱۵۔ نسل نو کے لئے میرے پاس ایک ہی پیغام ہے کہ ہر مسلمان بچے کو قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنا چاہیے اور قرآن پر عمل کے طریقے ذات اقدس کی سیرت سے سیکھنا چاہئیں۔ صرف اور صرف اسی صورت ہی میں مسلمان کو کلمہ نصیب ہوسکتا ہے۔ حب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور پیروی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اصل دین ہے' ورنہ ایمان تو مسلمان گھر میں پیدا ہونے ہی سے حاصل ہوجاتا ہے۔ دین درکار ہے تو دامن رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے وابستگی ضروری ہے۔

محمد اعظم چشتی لاہور

محمد اعظم چشتی کو قدرت نے بیک وقت نعت گوئی اور نعت خوانی کی صلاحیتوں سے متصف کیا ہے۔ نعت خوانی کے حوالے سے انہیں جو بے پناہ شہرت حاصل ہوئی' دور حاضر میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ فروغ نعت کے سلسلے میں ان کی نعت خوانی کو بھی بڑا اہم مقام حاصل ہے۔ بطور نعت گو شاعر بھی وہ خاصے اہم ہیں اور بیک وقت فارسی' اردو اور پنجابی میں بہت سا نعتیہ کلام لکھا ہے' "غذائے روح' رنگ و بو" "نیر اعظم اور انیندرے" ان کے مجموعہ ہائے کلام ہیں جن میں زیادہ تر نعتیہ کلام و مناقب موجود ہیں۔ نظم' غزل کافی' دوہڑے کے ساتھ ساتھ فارسی کی مقبول نعتوں کے تراجم بھی کئے۔ ان کی نعتیہ شاعری میں عشق بھی نظر آتا ہے اور علم بھی۔ وہ بے تکلف قرآنی آیات' دینی اصطلاحات اور تصوف کے اشارات و کنایات کو استعمال کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود شعریت کو قطعاً" دھچکا نہیں لگتا۔ وہ غزل کے مزاج سے آشنا ہیں' لیکن نعت کہتے ہوئے غزل کی رو میں بہہ جانے سے بچ نکلتے ہیں۔

۱۔ چونکہ گھر کا ماحول دینی اور مذہبی تھا' اس لئے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات والا سے عقیدت و محبت ورثے میں ملی' سکول کے زمانے میں نعت' ترنم سے پڑھا کرتا تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد نعتیہ اشعار بھی کہنا شروع کر دیئے۔ سب سے پہلی نعت' جو مجھے یاد آتی ہے اس کا مطلع یہ ہے۔

بگڑے ہوؤں کو کس نے سنوارا ترے بغیر   ڈوبے ہوؤں کو کس نے ابھارا ترے بغیر

۲۔ میں' محسن کاکوروی' احمد ندیم قاسمی اور حفیظ تائب کے انداز نعت گوئی سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت گوئی دراصل عشق مجازی اور عشق حقیقی کا خوبصورت اور بے مثال امتزاج ہے۔ کیونکہ حضور رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صورت میں خدا نے اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے اور ان کی وساطت کے بغیر عرفان حق کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ نعت گوئی میرے نزدیک عین عبادت بھی ہے اور سرمایہ حیات بھی۔

[illegible] حضور (صلی اللہ
[illegible]

[illegible]

"نقوش" کا رسول (صلی
[illegible] نعت کو
[illegible]
[illegible] نقوش اور آفتاب احمد نقوی کی خدمات
[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کا
[illegible]

[illegible] نعت کہنے والوں کو اس طرف

[illegible] سکا۔

۱۴۔ نعت [illegible] ہیں اور بحمداللہ میں ان دونوں نعمتوں سے مالا مال ہوں۔ میں ان دونوں [illegible]

۱۵۔ [illegible] ہے۔ رہی یہ بات کہ میں نے نعت کی خدمت کیا کی ہے؟ تو میں یہ سمجھتا ہوں [illegible] اس قابل نہیں کہ نعت کی کوئی خدمت کر سکتا البتہ نعت سے [illegible] روایت ہے۔

۱۶۔ [illegible] عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ [illegible] عشق محمد صلی [illegible] ہے۔

نعیم صدیقی

نعیم صدیقی [illegible] کو اسلامی اور فلاحی ادب کے احیاء اور فروغ کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔ نظم میں [illegible] میں سیرت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) [illegible] گوشوں پر آپ نے بھرپور لکھا ہے۔ "سیارہ" کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت میں [illegible] اسلوب اور موضوعات کی ایک رنگارنگی دور حاضر میں شاید ہی [illegible] شاعری میں نعت کا حوالہ کبھی بھی الگ نہیں رہا تاہم "نور کی ندیاں رواں" [illegible] ایک [illegible] مجموعوں میں [illegible] جا سکتا ہے۔ آپ [illegible] نعت کا تصور [illegible] آتی ہے۔

۱۔ میں [illegible] "فریاد امت" [illegible] شائع ہونے والی نعتیں [illegible] جذبہ ایمان و محبت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) [illegible] نعت کے راستے [illegible] ۱۹۳۴ [illegible] اقبال کے [illegible] نعت [illegible] (صلی اللہ علیہ [illegible]) خدمت میں [illegible] خطاب [illegible] مگر حقیقت میں [illegible] حیثیت جمیع مسلمانان ہندوپاکستان کی طرف سے اس کا ایک [illegible] تبدیلیوں کی تلافی میں نے کر دی ہے۔

مردان زنا کار و ربوا خوار مسلمان ہیں قاتل و عیار و ستمگار مسلمان
اندان زباں کیش و زبوں تر مسلمان ہر کوئے ملامت میں پھریں خوار مسلمان

یہ کھیت ہے' یہ فصل ہے' محنت کا ثمر دیکھ!
ہاں! ایک نظر دیکھ! ادھر دیکھ' ادھر دیکھ!

۲۔ پہلے نعت کے ذوق کی آبیاری مسدس حالی' مولانا گرامی' اور فارسی شعراء کے علاوہ اردو اساتذہ کے مطالعہ سے ہوئی' اور اب تو ادب میں ایک مستقل صنف کی حیثیت سے نعت کا دور آچکا ہے۔ ہر چہار طرف نسیم نعت کے جھونکے سرسرا رہے ہیں اور یہاں وہاں نئی کونپلیں پھوٹ رہی ہیں' اور نئے غنچے چٹک رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے "محسن انسانیت" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھتے ہوئے (۶۳۔۶۲) مجھے عربی شعرائے دور اولین اسلام کی نعت گوئی سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملا۔

۳۔ میں نعت کو محض حمدیہ یا ثنائیہ رنگ تک محدود رکھنا درست نہیں سمجھتا' بلکہ اس میں سیرت و خلق محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بیان اور اپنی پستی احوال اور دشمنوں کی چیرہ دستیوں کا دکھڑا بھی رویا جا سکتا ہے۔ مگر میں اپنی پکار کا رخ خدا کی طرف گھما دیتا ہوں۔ یا اگر کہیں خطاب براہ راست رہتا بھی ہے تو ایسے جیسے عالم روح و تصور کی دنیا میں حضور کا جو پیکر سامنے ہوتا ہے دل اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے (اس نیت کے ساتھ کہ معاملات کا فیصلہ کرنے والا اللہ وحدہٗ لاشریک) خطاب کی اور بھی قسمیں ہیں۔ مثلاً "اے ہمالہ!" یا آسمان آفتاب یا مہتاب سے خطاب کرنا۔ اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ مخاطب کو حی و قیوم و حاضر ناظر سمجھ کر پکارا جا رہا ہے۔ بلکہ یہ عموماً" ایک طرح کی قسم شہادت' یا انسانی طاقتوں کو چیلنج بالواسطہ ہوتا ہے۔

اس تفصیل طلب موضوع پر میں اور کچھ نہیں لکھنا چاہتا' کیونکہ دینی اور ادبی دونوں حیثیتوں سے دائرہ بحث بڑا وسیع ہو جائے گا اور میں تو یہ خط بھی اوقات کار کے کچھ ٹکڑے کاٹ کر لکھ رہا ہوں۔

۵۔ تلوار کی دھار پر نعت میں چلنا یہ معنی رکھتا ہے کہ آدمی اگر محبت میں ازخود رفتہ ہو تو پیغمبر کا مرتبہ اصل سے بہت زیادہ قرار دے دیتا ہے اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بشریت کی نفی کر کے گویا یہ ثابت کرتا ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کام کرنے آئے تھے اور جو پیغام دے کے گئے اور نظام قائم کر کے رخصت ہوئے وہ انسانوں کے کرنے کا کام نہیں ہے۔ کسی فوق البشر کا کام ہے۔ اس خیال کے اثر سے دین کا پورا تصور ہی دعوتی نہیں رہتا۔

دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ شاعری میں مبالغہ اور تضاد گوئی وغیرہ کی جو صنعتیں پائی جاتی ہیں وہ اگر نعت میں گھس آئیں تو اس کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔ اس طرح یہاں مفروضات اور تصوراتی اور تخیلاتی قسم کے من گھڑت اجزائے زیب و زینت نہیں داخل کئے جا سکتے۔ اس طرح نعت گو شاعری کی عام پابندیوں کے علاوہ مزید ایمانی پابندیوں میں گھر کر بڑے نازک مقام پر آجاتا ہے۔

۶۔ قدیم نعت وہ تھی جس میں پہلے تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک محبوب فرض کر کے اظہار عشق فدائیت کیا جاتا تھا۔ دوسرے زیادہ توجہ چشم روبرو' زلف و رخسار' لب و دندان' سینہ و گردن اور دست و پا وغیرہ پر رہتی ہے

اور اسی پہلو سے شاعرانہ انداز میں حسن کا اظہار کیا جاتا۔ جسے سراپا نگاری کہتے ہیں۔ جب تک نعت ان بندھنوں میں گھری رہی اسے ہم قدیم نعت کہتے ہیں۔ جدید نعت وہ ہے جس میں ایک طرف تعلق حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ہوتا ہے اور دوسری طرف زندگی سے۔ جب زندگی کے حقائق و مسائل' تلخیاں اور مجبوریاں' عقیدہ و اعمال کی اپنی پستیاں' نعت میں راستہ پانے لگیں تو جدید نعت کا دور شروع ہوا۔ اس میں بڑا کام حالی نے کیا' پھر رہی سہی کسر علامہ اقبال نے نکال دی۔ اس نے بھی تو "طرابلس" کے بیان سے اشعار میں درد بھر کر اس کا خاتمہ اس شعر پر کیا کہ: "جھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں' طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں۔" اور کہیں ذوق و شوق کے وسیع کینوس پر نعت کے نقوش بنائے۔ کہیں فریاد امت میں لاجواب اشعار بیان احوال کے بھی کہے اور نعتیہ کلام میں ایک ایسے شعر کا اضافہ کیا جس کی دوسری مثال میرے سامنے نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:

خاک ہو کر یہ ملا اوج تری الفت میں — کہ فرشتوں نے لیا بہر تیمم مجھ کو

کوئی جواب ہے اس کا؟

جدید دور میں نعت کے آنے پر بھی بعض خیالات اور اظہار خیال کی صورتیں نہ صرف مختلف شعرا میں تھوڑی بہت ادل بدل کے ساتھ بار بار ہوتی ہیں' بلکہ خود ایک ہی شاعر اور اس کے ایک ہی مجموعے میں یہ تکرار بہت کثرت سے ہوتی ہے۔ مثلاً" مدینے جانے کا شوق۔ مدینے کی گلیوں کے لیے وارفتگی حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روضے کے لئے زیارت کا یکساں اظہار۔ اپنے گناہوں کا اعتراف اور زاری' حضور سے شفاعت و دعا کی طلب' مدینہ کے کسی کوچے میں خاک ہو جاؤں۔ مدینہ میں موت آجائے۔ وغیرہ۔ یہ باتیں کہنے کی ہیں' ضرور کہی جائیں' مگر ہر بار ان کے لئے نیا سانچہ لائیے۔ کم سے کم لفظوں کو بدلئے' استعاروں اور تشبیہوں کو بدلئے۔

۷- مجھے اپنے دور کے خاص نامور بزرگوں اور محبوں سے بھی یہ گلہ ہے کہ بعض امور میں سب کے ریکارڈ کی سوئیاں کسی ایک ہی چکر میں پھنس گئی ہیں۔ جی ہاں! نعت میں مختلف اسالیب و اصناف سخن کو برتا جا سکتا ہے۔ مگر سلیقہ چاہیے "نور کی ندیاں رواں ہیں" آپ کو ایک نظم آزاد ملے گی۔ علاوہ ازیں مسدسوں اور بحروں کے کئی تجربے۔ ہر جگہ نیا اسلوب و انداز"۔

۸- دور نعت کے آغاز کا سہرا میں اپنے سر باندھتا ہوں کہ سب سے پہلے ہم نے ادبی رسالے میں نعت کی اشاعت شروع کی۔ لوگ ہمیں "کچھ اگلے وقتوں کے لوگ" کہہ کر نظرانداز کر دیتے تھے۔ ایک ادبی رسالے کے دفتر سے تو کسی صاحب کی نعت کی پیشکش پر کہا گیا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم بھجن بھی لکھا کریں۔

۹- ہم نے سیارہ میں بہت نعتیں شائع کیں' پھر یہ دیکھا کہ آہستہ آہستہ دوسرے رسائل میں بھی نعتیں آرہی ہیں' حتیٰ کہ کمیونسٹ جرائد بھی نہ بچ سکے۔ میرا خیال ہے کہ نعتیہ مشاعروں نے بھی زور پیدا کیا۔ پھر ضیاء الحق شہید کا دور بھی خاص اس پہلو سے اہم ہے کہ ان کی مجالس میں تلاوت قرآن اور نعت نبیؐ کا ہونا لازم تھا۔ حتیٰ کہ یہ کام وہ یو۔ این۔ او بھی لے کر آئے۔ "کہاں کہاں تیرا عاشق تجھے پکار آیا۔" مجھے مرحوم کی سیاست وغیرہ سے یہاں بحث نہیں' یہاں صرف یہ اعتراف ریکارڈ کرنا ہے کہ کوئی بھی حکمران جس طرح کے رجحانات و میلانات لے کے آتا ہے اس کا اثر

معاشرے پر پڑتا ہے میں یہ چشم دید گواہی دیتا ہوں کہ ضیاء الحق کے دور میں مساجد اور پلاٹوں پارکوں میں بہت زیادہ لوگ نماز پڑھنے لگ گئے تھے اور اب تک وہ اثر کسی قدر کم سہی' باقی ہے۔

۱۰۔ میرے دل میں حرمین کی حاضری کا شوق اور رسول پاکؐ سے خصوصی گہری عقیدت و محبت "محسن انسانیت" کے لکھنے سے پیدا ہوئی اور اس زمانے میں میں نے کچھ ایسے خواب بھی دیکھے جن کی شدت جذبہ انگیز ہو گئی۔ خصوصاً" میں نے بڑے ہی درد و کرب کے عالم میں وہ نعت لکھی "میں ایک نعت کہوں" اس میں گویا اشارۃً" حضورؐ کا خیال دل میں رکھتے ہوئے میں نے یہ فریاد کی کہ ہم پاکستان میں اسلامی نظام عدل و حریت کو احسن کے آرزو مند تھے اور ہم پر ایوبی مارشل لاء ٹوٹ پڑا ہے۔ اس وقت بھی میرے دل میں نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے بڑا گہرا جذبہ محبت کار فرما تھا اور خواہش بھی تھی کہ میں حرمین جا سکوں اور دل گواہی دیتا تھا کہ ایسا ہو جائے گا۔ چنانچہ ایوب صاحب کا دور تھا۔ ۱۹۶۹ء میں سعودی عرب سے ایک سرکاری وفد کا صدر بن کر مکہ اور مدینہ کی ساری تجلیات سے بہرہ مند ہوا۔ اس نے مجھے ایک حج اور غالباً" چار عمرے کرنے کی توفیق دی اور میں ہر بار مدینہ حاضری دیتا رہا۔

وہاں تو مصروفیات کے حالت میں کچھ اشعار یا مصرعے دل میں رہے اور کچھ میں نے نوٹ کر لئے۔ مگر باقاعدہ تفصیل سے نعت [illegible] میں کچھ نوٹس رکھے ہیں جن پر کام کرنے کا وقت نہیں مل رہا۔

میں حضورؐ کی سیرت اور سوانح کے پہلو [illegible] اخلاقی وجہ سے زیادہ بڑا پیرایہ جانتا سمجھتا ہوں' کلام میں [illegible] مدحت کرتے ہوئے ہیں۔ ان چیزوں کے ساتھ جمال ظاہر بھی مل سکے۔ اصل حال تو یہی ہے سیرت اور صورت دونوں میں ہو۔ ورنہ اصول یہ ہے کہ سیرت کے ہم [illegible] تو یہ دونوں تو جنت میں بھی جمال تھا اور روح میں بھی ——— اس سے برتر جمال

۲۔ [illegible] کی وضاحت کر سکوں۔

میری کوشش یہ رہی ہے کہ:

۱۔ نعت میں [illegible] اور [illegible] میں ہوں!

۲۔ میں نے نعت میں حضورؐ کی عظمت مقام کو زیادہ تر اخلاق و کردار اور سیرت کے واقعات کی روشنی میں دکھایا ہے۔

۳۔ میری کوشش یہ رہی ہے کہ حضورؐ کی اوصاف بیانی اور محاسن نگاری کے بالمقابل عوام کو اس بات پر توجہ دلاؤں کہ حضورؐ سے تعلق محبت کے دعووں کے ساتھ ہماری پریشانی افکار اور پراگندگی کردار کا حال زبوں کیا ہے۔ اس سارے قصے کو علامہ کا یہ مصرع انتہائی زور تخیل سے بیان کرتا ہے۔

کہ ما [illegible] شان تو نہ بودیم

۴۔ میں نے [illegible] بڑے بڑے [illegible] واقعات [illegible] حضورؐ سے پرسوز انداز میں بیان کیا ہے۔ اصل مخاطب متعلق انسان ہیں۔ لیکن خطاب کی صورت کے علاوہ دوسرے طریقے بھی میں نے استعمال کئے ہیں۔ مثلاً" "میں ایک نعت کہوں' جدھ [illegible] دو یک نعد









یہ تیرے عشق کے دعوے' یہ جذبہ بیمار   یہ اپنی گرمئ گفتار' پستی کردار
رواں زبانوں پہ اشعار' کھو گئی تکرار   حسین لفظوں کے انبار' اڑ گیا مضموں
میں ایک نعت کہوں' سوچتا ہوں کیسے کہوں؟
چمن کے تاج بھی' غیروں کے ہم غلام رہے   فلک پہ اڑ کے بھی شاہین اسیر دام رہے
بنے تھے ساقی' مگر پھر شکستہ جام رہے   دل و نگاہ پہ طاری فرنگیوں کا جنوں
میں ایک نعت کہوں' سوچتاہوں کیسے کہوں؟

("میں ایک نعت کہوں"۔ "نور کی ندیاں رواں" کی ایک نعت۔)

دوسرا نمونہ:

اے میری نبیؐ صدق و صفا! جب دل پہ شب غم چھاتی ہے
اور دل کی شب غم میں کوئی' جب برق بلا لہراتی ہے
اور برق بلا جب بن کے گھٹا' باران شور برساتی ہے
ایسے میں تڑپ اٹھتا ہے یہ دل' ایسے میں تری یاد آتی ہے!
جب سر خم سے کھلتی ہے' اور اندر بہکنے لگتے ہیں
جب صندل کے ترشے ہوئے بت محفل میں تھرکنے لگتے ہیں
ہر شمع سسک کر ہے آہوں کا دھواں پھیلاتی ہے
ایسے میں تڑپ اٹھتا ہے یہ دل' ایسے میں تیری یاد آتی ہے؟

("اے میری نبیؐ صدق و صفا۔" "نور کی ندیاں رواں" کی ایک نعت)

۵۔ پھر میں نے غزل کے سانچے میں بھی نعتوں کو ڈھالا ہے۔ مگر حضورؐ کے اسم گرامی اور دوسرے اشارات و تلمیحات سے یہ واضح کر دیا ہے کہ یہ غزل نہیں ہے۔

۶۔ میں نے بہت جگہ نعتوں میں خود اپنا دکھ درد بھی بیان کیا ہے۔

کنار رہ کھڑا ہوا
خموش دیکھتا ہوں میں
مرے عزیز اعتقاد!
مرور صبح و شام میں سبھی کچل کچل گئے
مرے حسین نقوش یاد
بہ پائے راہوار وقت سب مسل مسل گئے
مری وہ منزل مراد

معاد کونسی وادی میں ہم کہاں حیران [illegible]
میں ایک مسافر تشنہ وہ چشمہ شیریں [illegible]

[illegible]

[illegible] اوصوں ان [illegible]

۴۔ [illegible]

[illegible]

۵۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

۶۔ [illegible]

[illegible]

سید امین گیلانی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نعت میں سیرت طیبہ کے مضامین [illegible] انداز اور اسلوب سے لکھتے ہیں۔ قدرت سے نعت گوئی کے ساتھ ساتھ نعت خوانی کی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور کیا ہے۔

۱۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ [illegible] بزرگ تھے انہی کی صحبت میں [illegible] "ختم نبوت" کی اہمیت کو سمجھ کہ یہی وہ مقصود ہے [illegible] قدرت کا تحفہ ہے اگر یہ کھسک گیا تو ساری [illegible] تحفظ ختم نبوت کی حفاظت اور رد اجرائے نبوت کے موضوع پر لکھنے [illegible] ورثہ میں غزل کا شاعر تھا اور اب بھی غزل کہتا ہوں۔

۳۔ اللہ وحدہ لاشریک تمام صفات حسنہ کے حامل ہیں اور وہ صفات دو قسم کی ہیں ایک قسم تو فقط ان کی اپنی ذات کے لئے مختص ہے۔ دوسری قسم وہ اپنے بندوں میں بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ جیسے ۔ عفو۔ حلم۔ سخاوت۔ محبت۔ وغیرہ اور دوسری قسم جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ ہے۔ خالقیت۔ معبودیت۔ حمدیت۔ کبریت وغیرہ۔ پس نعت میں جن صفات کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں دیکھنا چاہتے ہیں وہ صفات سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بدرجہ نہایت و کمال ہیں ان کا اظہار و ابدغ عین عبادت ہے اور وہ صفات جو ذات واحد کے لئے ہی مختص ہیں ان میں کسی بندے کو شریک نہیں کرنا چاہیے وہ سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کیوں نہ ہوں۔ ضلالت ہے۔ نعت کہتے وقت جذبات کے طوفان کو شریعت کے کناروں سے باہر نہیں آنے دینا چاہئے یہی وہ کٹھن مرحلہ ہے جس میں قدم محبت میں لغزش نہیں آنی چاہیے۔ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" یہ لافانی مصرع اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔

" ہاں ۱۹۵۷ء میں خشکی کے راستے۔ ایران۔ عراق۔ کویت کی سیاحت کرتا ہوا حجاز مقدس پہنچ واپسی پر جب آخری بار گنبد خضریٰ کو دیکھا تو جدائی کے صدمہ سے آبدیدہ و دل گرفتہ ہو کر کچھ اشعار ہوگئے۔ مطلع تھا۔

ہم آپ کے حضور میں جو پھر دور چلے ہیں　　حالات سے مجبور ہیں' مجبور چلے ہیں

۱۲۔ حسن سیرت اور حسن صورت دونوں کا اظہار باعث اجرو ثواب ہے مگر حسن سیرت میں پیغام ہے جو مقصود رسالت ہے لہٰذا ترجیح ظاہر ہے۔ اگر دونوں پہلوؤں کو سمو دیا جائے تو کیا ہی بات ہے۔ ہاں سوز محبت دونوں صورتوں میں لازمی ہے ورنہ الفاظ بے تاثیر رہتے ہیں۔

۱۳۔ نعت گو بھی ہوں نعت خواں بھی! الحمدللہ ترنم سے پڑھتا ہوں مگر شاعرانہ انداز سے۔

۱۶۔ سیرت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل ہی سے ہم دین و دنیا میں سرفراز و سرخرو ہوسکتے ہیں۔ ورنہ ---- "تمام بولہبیست"

ہلال جعفری (ملتان)

سید ہلال جعفری ملتان کے بزرگ نعت گو شاعر ہیں انہوں نے بزم حسان کے ذریعے ملتان میں فروغ نعت کے حوالے سے خاصا کام کیا۔ آپ نعت گوئی کے ساتھ ساتھ نعت خوانی کی دولت سے بھی مالا مال ہیں۔ زندگی نعت گوئی اور نعت خوانی سے عبارت ہے۔ "ہلال حرم" ان کا مطبوعہ نعتیہ مجموعہ ہے۔ ہلال جعفری نے بہت سے شعراء کے نعتیہ کلام پر خوبصورت تضمینیں بھی کہی ہیں جن میں سے کئی ایک شائع بھی ہوچکی ہیں۔ آپ کی نعت میں نعت گوئی کے جملہ اوصاف و مضامین عام ملتے ہیں۔ عقیدت' سوز وگداز' جذب و شوق اور سرمستی اظہار کے خوبصورت اور دلنواز نمونے آپ کی لکھی ہوئی نعت میں بطور خاص نمایاں ہیں۔ سیرت و کمال کے نو بہ نو گل بوٹے کھلانے میں آپ کو کمال حاصل ہے۔

۱۔ نعت خوانی کا شوق مجھے بچپن سے ہی تھا۔ میرے آبائی وطن میں گھر گھر میلاد پاک کی محفلیں برپا ہوتی رہتی تھیں میرے والد محترم سید اوصاف علی جعفری بڑے عاشق رسول تھے اپنی رہائش گاہ پر سالانہ محفل میلاد بڑے اہتمام سے

سجایا کرتے تھے جس میں دور دور سے ثنا خوان رسول شریک محفل ہوتے تھے۔ وہ نورانی محفلیں آج بھی میرے ذہن میں جلوہ گر ہیں۔ میرے بڑے بھائی سید شرافت علی جعفری اپنے دور کے بہت مشہور نعت خواں تھے۔ گھر کا یہی ماحول تھا جو مجھے نعت خوانی اور پھر نعت گوئی کی طرف لے آیا۔

۲۔ حضرت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ۔ جناب حمید صدیقی لکھنوی زائر حرم۔ جناب عزیز حاصل پوری اور پروفیسر عاصی کرنالی۔

۳۔ نعت کا پڑھنا بھی ثواب' کہنا بھی ثواب اور نعت سننا بھی باعث ثواب۔ دراصل نعت سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ علیہ وسلم) سے تعلق کا ایک آسان سا ذریعہ ہے۔ قرآن کریم سرکار(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تعلق کا ایک آسان سا ذریعہ ہے۔ علاوہ ازیں نعت کہنا سنت ربانی ہے۔ قرآن کریم سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نعت کا سراپا ہے۔

۴۔ دل و نگاہ کی پاکیزگی آقا و مولا سے والہانہ محبت و وابستگی اور پختہ عقیدہ۔ بے حد ادب و احترام کثرت سے درود و سلام اس کے بغیر نعت' نعت نہیں ہوتی۔ اگر پلکیں بھی درود پڑھتی رہیں تو سبحان اللہ۔ راقم الحروف نے سن شعور سے تادم تحریر بغیر وضو کبھی نعت نہیں پڑھی۔ یہ توفیق بھی سرکار کی عطا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ یہاں بڑائی مقصود نہیں ہے۔۔ بلکہ خواہش یہ ہے کہ یہ نیکی عام ہو اور لوگ اس پر عمل کریں

۵۔ یہ مقولہ حضرت عرفی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ میری ناقص رائے میں اگر نعت "کہنا" کی جائے تو یقیناً" تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ لیکن جب نعت ممدوح اول رب کائنات اور خود نعت والے سے نعت کی درخواست کی جائے تو پھر نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف نہیں ہے۔ نعت قدرت کا عطیہ ہے۔ نعت قلب و نظر کو پاکیزگی بخشتی ہے اور فکر کو تابندہ کرتی ہے جب نعت خود نعت والے کی عطا ہو تو پھر کوئی افراط و تفریط کا احتمال نہیں رہتا۔ میں جب فکر نعت میں محو ہوتا ہوں تو ان کی رحمت کے صدقہ میری پلکیں درود پڑھتی رہتی ہیں۔ اور سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کرم بے پایاں کے صدقہ میری فکر کے جلوہ گاہ میں نعت کے اشعار برسنے لگتے ہیں۔ آپ یقین کریں۔ بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ ایسے ایسے شعر ہوتے ہیں کہ میں خود بھی بعض دفعہ حیران رہ جاتا ہوں کہ یہ شعر کیسے ہو گیا۔ قصہ مختصر نعت کہنا توفیق رب کریم ہے اور عطائے سرکار دو عالم ہے۔ اس کے بغیر نعت نہیں ہوتی۔

۶۔ میرے نزدیک قدیم اور جدید نعت کا کوئی تصور نہیں ہے۔

۷۔ میری ناقص رائے میں مقفیٰ شاعری کی حدود سے باہر رہ کر شاعری کرنا شاعرانہ خوبیوں اور لطافتوں سے عاری ہونے کا نام ہے۔ ردیف اور قوافی شاعری کا حسن ہیں۔ یہ چیزیں شاعر کی علمی اور شعری قابلیت کا پتہ دیتی ہیں۔

۸۔ نعت و منقبت کو جناب جنرل ضیاء الحق رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں فروغ ملا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرحوم کے دور میں نعت گو اور نعت خواں کی حوصلہ افزائی ہوتی رہی۔ ظاہر ہے کہ اس وجہ سے متعلقہ حضرات آگے بڑھتے رہے اور انعام و اکرام پاتے رہے۔ یہاں ایک بات عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا اور یہ بات بڑے کرب کے

...ہے کہ اس دور میں حرف وقت کے نقش شناس آگے آئے اور صاحب حق پیچھے چلے
...آگے نکل گیا ہمارے ملک میں اچھے اچھے نعت سرا ہیں مگر وہ لوگ ان

...ہے۔ جب نعت

بھی نوازا ہے [illegible] ایک شعر ملاحظہ فرمائیے۔

کا تذکرہ تو کافی کیا۔ فیصل آباد میں ضیاء الحق مرحوم تشریف لائے۔ ان کی موجودگی میں میں نے نعت پڑھی تو انہوں نے مجھے حج کا ٹکٹ دیا اس طرح میں نے اللہ کے گھر اور اللہ کے محبوب کے دربار پر حاضری دی۔

۱۱۔ میں نے روضہ رسول پر تین دفعہ حاضری دی ہے مدینہ پاک میں اتنی فرصت ہی نہیں ملی کہ میں وہاں کچھ لکھ سکوں۔

۱۴۔ میں نعت کہتا بھی ہوں اور پڑھتا بھی ہوں ترنم کے ساتھ۔ بلکہ نعت گوئی کے لئے کہ جب کوئی اچھا خیال آتا ہے تو لطف آتا ہے لیکن جب میں اس کو ترنم کے ساتھ پڑھتا ہوں تو پھر اتنا مزا آتا ہے کہ

رحمتوں والے نبی کے گیت جب گاتا ہوں میں گنبد خضریٰ کے نظاروں میں کھو جاتا ہوں میں

۱۶۔ اللہ تعالیٰ نے جس محبوب کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے اس کے گیت ہی گانے چاہئیں کہ اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

سید ضمیر جعفری (اسلام آباد)

سید ضمیر جعفری کا نام اب بلاشبہ اردو ادب و صحافت کا حوالہ بن چکا ہے۔ آپ نے اردو اور پنجابی کے حوالے سے جو تحقیق اور ترجمہ کی صورت میں کام پیش کیا ہے اس سے کون ناواقف ہے۔ شاعری اور نثر میں طنز و مزاح کے جو عمدہ نمونے آپ کے ہاں ملتے ہیں اس کی مثال خال خال ہی نظر آتی ہے۔ آپ نے نعتیں بھی کہی ہیں اور خوب کہی ہیں۔ نعت کی حوالے سے آپ نے پنجابی زبان کے قادر الکلام شاعر میاں محمد بخش کے اسلوب اور بحور کو خاص طور پر پیش نظر رکھا ہے جس سے کلام میں اگرچہ سید ضمیر جعفری کی انفرادیت بھی قائم و دائم رہتی ہے لیکن میاں صاحب کے مزاج کی چاشنی بھی ضمیر جعفری کی نعت میں خاص طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔ اس حوالے سے آپ کی اردو نعت درحقیقت پنجابی زبان سے اپنے رابطے مضبوط کر رہی ہے اور ظاہر ہے کہ وطن عزیز کے استحکام کے سلسلے میں اردو اور پنجابی دونوں زبانوں کو قریب تر کرنے کے سلسلے میں سید ضمیر جعفری کا کردار بھلائے جانے کے قابل نہیں رہا۔

۱۔ اپنے ماحول سے نعت کہنے کو جی تو چاہتا تھا مگر مدتوں نعت کہنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ معاملہ میری تاب سے زیادہ تھا۔ پہلی نعت کا پہلا شعر یہ ہے۔

وہ اک امی کہ ہر دانش کو چمکاتا ہوا آیا وہ ایک بندہ کہ سلطانوں کو ٹھکراتا ہوا آیا

۲۔ عشق مصطفیٰ۔

۳۔ مجھے معلوم نہیں۔

۵۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

۶۔ اسلوب کے پیرائے تبدیل ہو رہے ہیں۔ جدید نعت میں جذبے اور فکر کی آمیزش ایک نئی معنویت کو صورت پذیر کر رہی ہے۔

۷۔ ذاتی طور پر مجھے نعت کے لئے یہ سانچے بھلے نہیں لگتے۔ لیکن بنیادی چیز تو معنویت اور تاثر ہے۔ اصولی طور پر تجربات کا دریچہ کھلا رہنا چاہیے۔

۸۔ میرا خیال ہے کہ یہ تاثر درست ہے۔

۹۔ افسوس کہ میرا مطالعہ بہت محدود ہے۔

۱۰۔ روضۂ رسول پر حاضری کی تمنا میرے دل میں اس وقت پیدا ہوئی جب ۱۹۳۳ء میں میرے قبلہ والد صاحب نے عزم حج فرمایا۔ اس وقت تک میں نے کوئی نعت نہیں لکھی تھی۔ روضۂ رسول پر حاضری کی آرزو سے دل کو کبھی خالی نہ پایا۔

۱۱۔ جی ہاں۔ کئی مرتبہ۔ چند نعتیں مدینہ منورہ بلکہ بعض تو حرم نبوی کی اندر وارد ہوئیں۔

۱۲۔ اصل چیز میرے نزدیک حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات سے وابستگی اور حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صفات کا ادراک ہے۔ مگریوں کہ دماغ کے اندر بھی دل کی دھڑکن ضرور سنائی دے۔

۱۳۔ کوئی کام نہیں کر سکے۔

۱۴۔ کبھی غور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

۱۵۔ اپنی نعت سے مجھے روح کی طمانیت نصیب ہوتی ہے۔

۱۶۔ تیرے در پر زمانہ ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا

بشیر ساجد (لاہور)

بشیر ساجد (۲۰ جنوری ۱۹۱۸ء) بنیادی طور پر ترجمہ نگار ہیں۔ انہوں نے کئی ایک ناولوں اور انگریزی کتب کے ترجمے کئے ہیں جو "بوڑھا اور سمندر" "امید پرست موسم کی کہانی" "المتوکل اور انسان کی پہچان" شائع ہو چکے ہیں "عشرہ عشرہ" ان کی تالیف ہے۔ نظمیں اور غزلیں بھی کہیں۔ نعت کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ اگرچہ نعت کی کوئی کتب شائع نہیں ہوئی لیکن خاصہ نعتیہ کلام لکھا ہے نعت میں آشوب عصر کو تاجدار یثرب و بطحا کے حضور پیش کرتے ہیں اور اس کا حل بھی آپ کی ہی اطاعت اور سیرت طیبہ پر عمل میں سمجھتے ہیں۔

۱۔ میں نے پہلی نعت ۱۹۳۲ء میں لکھی، جب میں بھائی پھیرو مڈل سکول میں ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ وہاں متعصب آریہ سماجیوں نے اپنا تبلیغی جلسہ منعقد کیا اور اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراضات کئے۔ آریہ سماج کے بانی دیانند سرسوتی کی تعریف میں کچھ اشعار بھی پڑھے۔ بھائی پھیرو میں ہندو سکھ آبادی کی اکثریت تھی۔ مذہبی معلومات کی کمی کی وجہ سے وہاں کے عام مسلمانوں میں سے تو کسی کو جواب دینے کی توفیق نہ ہوئی لیکن ہمارے سکول میں ایک قادیانی ٹیچر تھے (ان دنوں قادیانی مسلمانوں میں شمار ہوتے تھے) انہوں نے اٹھ کر آریہ سماجیوں کو مناظرے کے لئے چیلنج دیا۔ مناظرے کے لئے اگلا دن مقرر ہوا۔ لیکن آریہ سماجی راتوں رات بھاگ گئے۔ مجھے اس قادیانی ٹیچر کی یہ اسلامی غیرت پسند آئی۔ اس دن میں نے پہلی بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایک بہت معمولی سی طالب علمانہ نعت کہی جس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں:

محمد [illegible] چلوں گا

محمد [illegible] چلوں گا

محمد [illegible] چلوں گا

[illegible] اسی موڑوں سے ہٹاتا چلوں گا

2- نعت گوئی [illegible] نہیں۔ البتہ مجھے نعت میں سادگی، سلاست، خلوص و عقیدت کا اظہار اور [illegible] سیرت کی روشنی میں ملت کے مسائل حاضرہ اور ان کے امکانی حل پر سارے شعر [illegible]

3- [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اسلامی تاریخ سے اچھی طرح آگاہ ہونا چاہیے [illegible] اور ملت کو درپیش مسائل سے واقف ہونا چاہیے [illegible] روحانی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی [illegible] ہونا چاہیے اور موقع و محل کے مطابق نعت میں حوالہ آنا چاہیے۔ [illegible] کے مطابق ہونی چاہیے ورنہ اشعار میں [illegible] ہونا چاہیے۔ جس طرح گزشتہ [illegible]

5- [illegible]

6- [illegible] وغیرہ کا ذکر اور اعادہ [illegible] نعت گوئی کی۔ جدید نعت گو [illegible]

7- [illegible] کی فارم نعت کے لئے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ [illegible] اور شوق پیدا کرنا شاعر کی ان صلاحیتوں پر منحصر ہے۔ فارم [illegible] قارئین نعت گویوں کی غنائیت اور [illegible] سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ [illegible] نعت خواں نعتیں پڑھتے پڑھتے خود نعت گو بن چکے ہیں۔

8- دکنی شعراء [illegible] اردو نعت گوئی بے شمار مراحل طے کر کے عروج کو پہنچ گئی ہے اور فارسی نعت گوئی سے کمتر نہیں رہی۔ [illegible] کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی ہوئی ہے

[illegible] نعت کا دور شروع ہو چکا ہے۔ نعت [illegible]

[illegible]

سید محمد ریاض الدین سہروردی

[illegible] قدرت نے [illegible]

[illegible]

[illegible] آپ کے بیٹے ہیں۔ ریاض الدین سہروردی نے فروغ نعت [illegible]

حوالے سے امرتسر میں بزم روش اور بزم جلال کے زیرِ اہتمام اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ کام کیا۔ ہجرت کے بعد لاہور میں۔ مرکزی جمعیت حسان کی بنیادی رکھی اور نعتیہ محافل کے انعقاد کی روایت ڈالی۔ کراچی منتقل ہونے کے بعد مرکزی انجمن عندلیبان ریاض رسول کی بنیاد رکھی جس کی شاخیں پاکستان بھر میں قائم ہوچکی ہیں۔ اس انجمن کی طرف سے بہت سے نعت خوانوں کو عروج پر پہنچا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں انجمن کے زیرِ اہتمام نعت کالج قائم کیا گیا ریاض الدین سہروردی کے نعتیہ کلام پر مشتمل ان کی کئی کتب شائع ہوچکی ہیں جبکہ انہوں نے بعض دینی موضوعات پر نثر میں بھی لکھا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے نعت خوانی اور نعت گوئی ورثہ میں ملی ہے۔ میں جب بفضل رب کریم نعت خوانی کے ساتھ نعت گوئی کی طرف مائل ہوا تو شروع شروع میں میرے والد محترم رحمتہ اللہ علیہ میرے لکھے ہوئے اشعار کی اصلاح فرماتے رہے۔ بعد ازں میں نے اپنے اسکول (اسلامیہ ہائی سکول امرتسر) کے ایک استاد حضرت ماسٹر روشن دین روشن رحمتہ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی اور ان سے اصلاح لیتا رہا۔

۲۔ ہر وہ نعت گو شاعر جس کا کلام مجھے متاثر کرے میں اس سے متاثر ہوتا ہوں

۳۔ نعت کے حوالے سے میری سوچ اور نظریہ یہ ہے جو مولانا جامی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے

نہ تنہا است جامی نعت خوانش　　　　غدائے ماشا خوان محمد

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس کی ایک صفت ہے اور اس کی ہر صفت بھی ایسی ہی قدیم ہے جیسی کہ اس کی ذات۔ لہٰذا یہ کہنا بھی درست ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت سرائی کا سلسلہ قدیم ہے اس لئے کہ آپؐ کا سب سے پہلا مدح سرا خود رب العزت ہے

۴۔ میرے خیال میں نعت گو کو بطور خاص جن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے وہ مندرجہ ذیل ہیں

نعت قرآن حکیم کی روشنی میں ہو۔ نعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان فضائل و کمالات کی روشنی میں ہو جن کو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود بیان فرمایا ہے۔ نعت لکھتے وقت حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعظیم و تکریم اور آپ کے ادب و احترام کا پورا پورا خیال ہو۔ نعت عبادت سمجھ کر لکھے اور عبادت سمجھ کر پڑھے۔

۵۔ "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے" اس مقولے کا مقصد یہ ہے کہ نعت لکھتے وقت اپنی طرف سے آپؐ کی شان اقدس میں کوئی ایسی بات نہ لکھے جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو کیونکہ وہ حضور کی صحیح تعریف نہیں ہوگی ایسا کرنے سے ثواب کی بجائے گناہ ہوگا' نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے پیش نظر ایسے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں جن سے معاذ اللہ بے ادبی کا کوئی پہلو نکلتا ہو کیونکہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان اقدس میں بال برابر بے ادبی بھی اپنے آپ کو جہنم میں دھکیلنے کے مترادف ہوگی۔

۶۔ جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات سے میں متفق نہیں ہوں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ خود اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدح سرا ہے' اس نے اپنے کلام کے ذریعے اپنے محبوب کی مدح سرائی کی ہے۔ اس کا کلام اس کی ایک صفت ہے جو اس کی ذات کی طرح قدیم ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کا سلسلہ قدیم ہے اور ابد تک (ہمیشہ) رہے گا۔ "جدید نعت" کی اصطلاح درست نہیں۔

۷۔ عام شاعری کی طرح نعت میں معری نظم اور نثری نظم تو درست ہے' آزاد نظم اور ہائیکو وغیرہ کی صورت نعت کے لئے درست نہیں۔

۸۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔

۱۱۔ یہ خواہش سن شعور تک پہنچتے ہی پیدا ہو چکی تھی۔ الحمداللہ اس سعادت سے بہرہ ور ہو چکا ہوں لیکن یہ خواہش اب بھی موجود ہے۔

۱۲۔ نعت کا موضوع جمال مصطفیٰ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)ہو' یا سیرت رسول(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ اہل محبت کے لئے دونوں برابر ہیں اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ بھی اتنی خوبصورت اور حسین ہے کہ اسے بھی جمال مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ایک اہم ترین حصہ قرار دیا جائے گا۔

۱۳۔ نعت خواں ترنم سے نعت پڑھتا ہے اور نعت گو کبھی ترنم اور کبھی بغیر ترنم کے ایک عجیب انداز میں نعت خوانی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے تاہم نعت خوان اور نعت گو کے ترنم میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ ایک نعت گو کے ترنم کے مقابلہ میں ایک نعت خوان کا ترنم سامعین کو نعت گو سے زیادہ متاثر کرتا ہے۔ الحمد للہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل نعت خوانی میں جو سب و لہجہ اور ترنم عطا ہوا ہے وہ دوسروں سے بہت مختلف اور متاثر کن ہے۔

۱۵۔ فروغ نعت کے لئے میری اور میرے ساتھیوں کی ۲۳ سال سے مسلسل کوششیں ہیں انجمن عطلبان ریاض رسول کے زیر اہتمام جو کچھ کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

۱۶۔ نسل نو کو چاہیے کہ وہ سیرت پاک کو اپنی زندگی کی رہنما بنائے اس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

اصغر نثار قریشی (لاہور)

اصغر نثار قریشی (پ ۲۰ جون ۱۹۲۰) لاہور کے رہنے والے ہیں۔ بی۔ اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد محکمہ ریل میں ملازمت کی۔ کالج کی فضا شاعری کی محرک ٹھہری۔ سیماب اکبر آبادی کے شاگرد ہیں۔ غزل نظم اور دیگر اصناف میں طبع آزمائی کی۔ نعت بھی لکھی اور خوب لکھی۔ آپ کی نعت میں مروجہ تمام مضامین عام ملتے ہیں۔ احترام و عقیدت آپ کی نعتیہ شاعری کے نمایاں اوصاف ہیں۔ نعت کہتے ہیں تو ڈوب کر کہتے ہیں۔ قدرت نے عشق رسالت مآب کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ تاحال کوئی مجموعہ کلام طبع نہیں ہوا۔

۱۔ ہمارے ماموں محمد حسن قریشی ہر ماہ نعت خوانی کی محفل منعقد کیا کرتے تھے۔ جس میں محمد یونس جیسے بڑے بڑے نامور نعت خواں شرکت کرتے تھے۔ میں باقاعدگی سے اس پاکیزہ محفل میں شریک ہوتا تھا۔ شاعری سے چونکہ لگاؤ تھا۔ اس لئے اس محفل سے متاثر ہو کر میں نے بھی نعت کہنا شروع کی۔ غالباً ۱۹۴۲ء میں پہلی نعت کہی جو "حقیقت اسلام" میں شائع ہوئی۔ چند اشعار۔

برا ہوں یا بھلا ہوں یا محمدؐ   میں جیسا ہوں ترا ہوں یا محمدؐ

[illegible]

[illegible] ضروری ہے کہ خدا اور رسولؐ کے [illegible] واضح فرق ہونا چاہئے۔

[illegible]

۱۲۔ [illegible] میں دونوں سے فیض لیتا ہوں۔

۱۳۔ میں نے نعت کے علاوہ نعتیہ قطعات، سہرے اور نعتیہ نظمیں بھی کہی ہیں۔

۱۴۔ نعت گوئی اور نعت خوانی دو الگ الگ فن ہیں۔ میں صرف نعت گو ہوں اور نعت [illegible] پڑھتا ہوں۔ اور کوئی کمی محسوس نہیں [illegible]

۱۶۔ [illegible] کو حضورؐ کے نقشِ قدم پر پابندی سے چلنے کی تاکید کرتا ہوں۔

لالہ صحرائی (جہانیاں)

محمد صادق (پ ۱۹۲۰) جن کا قلمی نام لالہ صحرائی ہے کا مجموعہ نعت [illegible] "[illegible] نعت" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ انہیں یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے نعت کے علاوہ شاعری میں کچھ نہیں [illegible] نعت گوئی کا [illegible]

پہلے ہی مجموعے سے نعت کے باب میں [illegible] تین شائع [illegible]
رانی [illegible] شائع ہو چکی ہیں۔ [illegible]
[illegible] مشتمل ہے۔ [illegible] مشتمل ہے۔

میں [illegible] چاہتا ہوں [illegible] ایک
نعت گو [illegible] "فرض" ادا [illegible] محروم
ہوں [illegible] مجھے حتمی
[illegible] ساتھ [illegible] نعت [illegible] ہو جاتا اور
[illegible] اشعار [illegible] ہے [illegible] نے اپنے
[illegible] مجھے [illegible] نے دوسری
[illegible] مجھے [illegible] ۱۹۸۲ میں
نعت گوئی کی خواہش اور اس سے توفیق بھی [illegible] اللہ تعالیٰ کے بے
پایاں فضل و کرم کا کرشمہ ملاحظہ ہو کہ [illegible] ۱۹۹۸ [illegible] ایک [illegible] ہو گیا۔ اور
میں نے بے اختیاری کے عالم میں ایک ہی نشست میں تین نعتیں کہہ ڈالیں [illegible] خوشگوار
حیرت کا موجب ہوئیں [illegible] قبولیت کی بنا
پر آیا میری یہ نعتیں شاعری میں شمار ہو سکیں گی؟ اگلے روز میں چار دو "نعتیں [illegible] نشست میں کہنے پر "مجبور"
ہو گیا۔ اسی دن میں نے سعودی عرب کے [illegible] بسلسلہ روزگار مقیم اپنے [illegible] کے ایک
[illegible] مجھے [illegible]
[illegible] نعت کو
مبارک ثابت کرے۔ چند یوم بعد [illegible]
اطلاع بھی درج تھی کہ اس کے نام میرا خط [illegible] معمول کے [illegible]
ڈاک کی مہروں کے مطابق پہلے مدینہ منورہ گیا اور پھر طائف پہنچا! [illegible]
کے تاروں کو اپنے اعجاز آفریں مضراب سے چھو کر اس طرح چھیڑا کہ ان میں سے [illegible] ایک سیل کی
صورت پھوٹنے لگے۔ یہ سیل مبارک اب تک [illegible] نہیں تھما اور مجھے بھی تو کیونکر [illegible] نعت [illegible] طغیانی کے
آگے بھی کوئی بند باندھا جا سکتا ہے؟

اپنی اولین نعت کے بعد گزشتہ سوا دو سال کے عرصے کے دوران میں [illegible] ۱۰۰ سے
زائد حمدیں کہہ چکا ہوں ایک ہی دن کے اندر میں نے آٹھ [illegible] نعتیں [illegible]
اشعار پر مشتمل ہوتی ہے میری اولین نعت کا [illegible] شعر [illegible]

نعت کہنے کا مجھے کاش کہ فن آجائے میرے الفاظ کی خلعت میں کرن آجائے

میرے نزدیک نعت گوئی کو مختلف اصناف شاعری میں ایک صنف قرار دینا ایک سطحی سی بات ہے' نعت گوئی کے لئے روایتی شاعر ہونا ضروری نہیں (اس حقیقت کا ایک ثبوت خود میں ہوں) نعت گوئی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سچی محبت' ان کی صداقت پر حقیقی ایمان' اور ان کی خوش دلانہ اطاعت کا بھرپور جذبہ ہی اصل لوازم ہیں' حسن بیان' خیال کی رعنائی یا الفاظ کی مینا کاری ضمنی باتیں ہیں "نعت خیال آرائی کی بجائے جذبے کی گہرائی سے پھوٹتی ہے۔ قوس قزح کے رنگ خواہ کتنے ہی خوبصورت اور دلکش ہوں' وہ بہرحال لمحاتی زندگی لے کر آتے ہیں' اس کے برعکس جو گہر سمندر کے عمق سے برآمد ہوتا ہے' اس کی تابشوں میں کبھی کمی نہیں آتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا عرصہ قیامت تک محیط ہے' اسی نسبت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا جذبہ بھی اہل ایمان میں تاقیامت جاری رہے گی' اور اس مبارک جذبے کا اظہار نثر میں بھی' اور نعتیہ شاعری کے پیرایے میں بھی انشاء اللہ اس دنیا کے لمحہ آخر تک ہوتا رہے گا' ادھر گردش ایام اور زمانے کے انقلابات ۔ ساتھ عام

شاعری کے پیرایے میں بھی انشاء اللہ اس دنیا کے لمحہ آخر تک ہوتا رہے گا' ادھر گردش ایام اور زمانے کے انقلابات کے ساتھ عام شاعری میں خیال اور معانی کے احوال و ظروف میں تبدیلی اور کہنگی آتی رہے گی۔ حتی کہ ایک وقت' حال کی زندہ و توانا شاعری بھی فرسودہ ہو کر صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی' لیکن صرف نعتیہ شاعری ہی کو یہ منفرد وصف حاصل ہے' کہ حب نبوی کے لازوال جذبے سے منسوب ہونے کی وجہ سے یہ ہمیشہ زندہ و توانا رہے گی' اس میں نہ کبھی کہنگی آئے گی' نہ فرسودگی' یہ رفتار زمانہ کی دستبرد سے سدا محفوظ رہے گی' اور گردش وقت کی اڑائی ہوئی گرد خواہ کتنی ہی دبیز ہو جائے' وہ نعتیہ شاعری کی جاودانی تابش کو نہ چھو سکے گی' دوسرے جب یہ ایک واضح حقیقت ہے' کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو قیامت تک سربلند رکھنے کا وعدہ فرما رکھا ہے' تو اس ذکر جمیل پر مشتمل جو نعت لکھی گئی ہے' یا لکھی جائے گی' وہ قیامت تک لوح زمانہ سے محو نہیں ہو سکتی' اس اعتبار سے نعت گو حضرات قابل صد مبارکباد ہیں کہ وہ اپنی اس سعادت عظمیٰ کی بدولت تاقیامت زندہ جاوید رہیں گے اور انشاء اللہ بقائے دوام پائیں گے۔

4۔ میرے خیال میں نعت گو کے لئے جس بات کا بطور خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔ وہ (خود اپنے ممدوح گرامی کے ارشاد ہی کی تعمیل میں) سرحد توحید سے دور رہنا ہے' محبت میں شدت آجائے' تو آدمی وارفتہ ہو جاتا ہے' لیکن وارفتگی کو مدہوشی بہرحال نہیں بننا چاہیے' دوسری اہم بات نعت گو کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ محض اپنے جذبہ حب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو دوسروں تک نہ پہنچائے' بلکہ اس کے ساتھ ہی وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنے فکر و عمل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع اختیار کرے' اور اپنی نعتوں کے ذریعہ اسی اتباع و اطاعت و فرمانبرداری کا ولولہ اپنے قارئین کے دلوں میں بھی ابھارے' جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کا عین تقاضا بھی ہے' اور اس کا ثبوت بھی ——— باقی' نعت کے اعتقادی یا اس کے افادی پہلو پر نقد و نظر سے کام تو لیا جا سکتا ہے۔ لیکن نعت کو نہ تو نقد کے ترازو پر تولنا چاہیے' اور نہ اسے شریعت کے پیمانے سے ماپنا چاہیے' شاعری کی طرح' نعت گو بھی اگر لطف بیان کی خاطر نثر کی عام نہج سے گریز کرے' یا کسی شاعر کے برعکس اگر وہ رمزو ایما یا آرائش الفاظ کی بجائے' اپنے جذبوں کو سادہ اور فطری پیرہن میں ملبوس کرے' تو اس پر تنقید ناواجب ہوگی'

کیونکہ نعت گو نہ تو بال کی کھال اتارنے والا کوئی منطقی بن سکتا ہے' اور نہ محض الفاظ کا مینا کار شاعر۔ وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی پاک محبت کے مطہر جذبوں کا ایک عکاس ہے' اور بس۔ نعت گو صاحب دیوان ہو یا نہ' اسے ایک گداز دل کا مالک ضرور ہونا چاہیے' ایسا گداز دل' جو نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلے والہانہ دھڑکتا ہے' پھر اس دھڑکن کو آنکھ کے آنسوؤں میں پروتا ہے اور بالآخر اسے لفظ و بیان میں ڈھال کر مدحت کے ورق پر منقوش کر دیتا ہے۔

۵- یہ مقولہ کہ "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے" اس حد تک تو صحیح ہے' کہ جوش عقیدت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں غلو نہ کیا جائے' یعنی ثنائے خدائے بزرگ و برتر اور مدحت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرق ملحوظ رکھا جائے' اور حفظ مراتب پیش نظر رہے' تاہم میرے نزدیک محض اس مقولہ کو بنیاد بنا کر نعت گوئی پر خواہ مخواہ کوئی قدغن بھی نہیں لگانی چاہیے' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت کی ندی کو بے کنار ہو کر وادی توحید میں جا کر تو واقعی نہیں اچھلنا چاہیے۔ لیکن اپنے کناروں کے اندر رہتے ہوئے اس کے ٹھاٹھیں مارنے پر کوئی حد نہیں لگائی جا سکتی۔

۶- میرے نزدیک نعت کے سلسلے میں جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات کے مابین کوئی فرق نہیں پایا جاتا' نعت' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت و توصیف کے جذبے کا نام ہے اور جذبہ اپنے اظہار کے لئے اصطلاحات کا محتاج نہیں ہوتا' اس لحاظ سے نعت خواہ جدید ہو یا قدیم' اس میں پیرایہ بیان کا تو اختلاف ہو سکتا ہے' اصطلاحات کا نہیں' البتہ جدید نعت کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی حسن و جمال سے زیادہ ان کی دعوت و سیرت کے محاسن کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ رہ گئی آپ کی یہ فرمائش کہ اس مقولہ کی روشنی میں اپنی نعتیہ شاعری کو میں پرکھوں اور جانچوں تو ظاہر ہے کہ یہ کام دوسرے حضرات ہی کے لئے رہا ہے۔

۷- نعت گوئی میں ہیئت کے اعتبار سے جو نئے تجربات ہو رہے ہیں وہ خوش آئند ہیں البتہ نعت گوئی میں خواہ غزل کا اسلوب اختیار کیا جائے یا آزاد نظم یا ہائیکو وغیرہ کا' اسے نعت کے حقیقی مزاج سے بہرحال ہمکنار ہونا چاہیے یعنی نعت کا اصل آہنگ برقرار رکھتے ہوئے نوائے تازہ سے کام لیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح نعت کے لئے کسی نئی ہیئت یا اسلوب اظہار کی تشکیل میں ابہام کو اس طرح غالب آ جانے کا موقع نہیں دینا چاہیے کہ یہ جذبات کے لحاظ سے سپاٹ نظر آئے اور اسے نعتیہ کلام کے طور پر منوانے کے لئے اس پر "نعت" کا عنوان لگا دیا جائے۔ اور بس--- اظہار کی ہیئت خواہ کچھ بھی ہو' نعت اس کاوش کو کہا جائے گا' جس کے الفاظ پڑھ کر یا سن کر بے اختیار دلوں کے تار جھنجھنا اٹھیں اور ان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت کے نغمے پھوٹنے لگیں۔

۸- صدر ضیاء الحق کے دور حکومت میں واقعی نعت کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا' جس کی وجہ شہید کی اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پرخلوص محبت تھی' اس لحاظ سے ان کا دور بجا طور پر نعت کا دور کہلایا' ٹی وی اور ریڈیو پر وقتاً فوقتاً نعتیہ مشاعرے' نعت خوانی کی محفلیں' ہر سرکاری اجتماع یا جلسہ سے قبل تلاوت قرآن کے بعد باقاعدگی کے ساتھ نعت خوانی' دنیا بھر کے علماء اور فضلاء کی شرکت کے ساتھ سالانہ سیرت کانفرنسوں کا انعقاد'

کتب سیرت پر متعدد انعامات کی تقسیم اور اسی قسم کے کئی دیگر امور کے اہتمام کا یہ نتیجہ تھا کہ غیر سرکاری اور عوامی حلقوں میں بھی ملک بھر میں نعت کے چرچے تسلسل کے ساتھ جاری ہو گئے' بڑے بڑے اخبارات و رسائل میں نعتوں کے مستقل کالم قائم ہو گئے اور عید میلاد النبی کے موقع پر ہر ادبی پرچے میں' اس کے مکتب فکر کی نوعیت سے قطع نظر' حمدوں اور نعتوں کی اشاعت ایک مستقل روایت بن گئی --- تاہم یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ ضیاء شہید کے بعد نعتوں کے فروغ میں بتدریج کمی واقع ہوتی جا رہی ہے اور ماہ ربیع الاول کے علاوہ کثیر الاشاعت اخبارات و رسائل میں نعتیں کم ہی دیکھنے میں آتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ذرائع ابلاغ پر متمکن حضرات' شعوری یا غیر شعوری طور پر ملکی و غیر ملکی لادینی عناصر کے اس خفیہ منصوبے کے دام میں پھنستے چلے جا رہے ہیں کہ اسلام کو ایک انقلابی قوت کی بجائے محض ایک تقریباتی مذہب بنا کر رکھ دیا جائے' کس قدر عجیب بات ہے کہ جس امت کو خداوند تعالیٰ نے اپنی پنجوقتہ نمازوں میں تقریباً" پچاس مرتبہ روزانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ وہ نعتوں کے منظوم درود کے ساتھ سال میں صرف ایک مرتبہ تعلق جوڑنے کو کافی خیال کرنا شروع کر دے۔

۱۱۔ الحمد اللہ مجھے حرمین شریفین اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کی سعادت حج اور عمروں کے سفر کے دوران کئی مرتبہ حاصل ہو چکی ہے' البتہ نعت گوئی کی نعمت پانے کے بعد مجھے ایک ہی عمرے کا شرف عطا ہوا ہے۔ اس دوران مدینہ منورہ حاضر ہونے پر میں نے بقصد نعتیں کہیں' نیز وہاں ایک سلام بھی لکھا' جسے مواجہ مبارک کے روبرو خود پیش کرنے کی عظیم سعادت بھی میسر آئی' ان لمحات خاص کی ناقابل بیان کیفیت کا ہلکا سا احساس میرے اس شعر میں عیاں ہے۔

نکل کر مرے کالبد خاک سے روح نغمہ سرا ہے مرے سامنے

۱۲۔ نعت گوئی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی جمال مبارک اور ان کا حسن سیرت دونوں موضوعات کا دخل رہا ہے اور میرے خیال میں یہ دخل برابر جاری رہنا چاہیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دلکش حسن و جمال محض جذبات عقیدت کی تخیلاتی کرشمہ کاری نہیں' بلکہ ایک مشہور حدیث کے مطابق ایک مستند حقیقت ہے۔ متذکرہ حدیث کے مطابق ایک شب جب چودھویں کا چاند آسمان کے صاف مطلع پر روشن تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھلے مقام پر تشریف فرما تھے' تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پہلو نشین صحابیؓ کا یہ بیان ہے کہ انہوں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ مبارک کا آسمان پر چمکتے ہوئے بدر کامل سے موازنہ کیا' ہر مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ روشن کو چودھویں کے چاند سے زیادہ حسین پایا۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سراجاً" منیرا (یا ہدایت کے نور) سے موسوم کیا۔ لہٰذا وہ رخ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چودھویں کے چاند کو شرما دینے والا حسن و جمال ہو یا سفر حیات کے لئے صراط مستقیم روشن کر دینے والی ان کی سیرت انور' دونوں کا مساوی امتزاج نعت کی رعنائی میں اضافہ کرتا ہے۔

۱۳۔ میری استعداد اور علمیت دونوں محدود ہیں۔ لہٰذا میں نعت کے باب میں موضوع یا فن کے لحاظ سے کوئی نیا کام سرانجام دینے کی صلاحیت تو نہیں رکھتا' البتہ میں نے یہ کوشش ضرور کی ہے کہ اپنی ہر نعت میں حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی مدحت کے ساتھ ان کے اسوہ حسنہ کا کوئی وصف' ان کی اطاعت کی اہمیت اور ان کی خدمت میں اپنی طرف سے شفاعت طلبی کی درخواست پر مشتمل ایک ایک شعر ضرور آ جائے۔

۱۴۔ نعت اگر ترنم سے پڑھی جائے تو اس کی تاثیر میں یقیناً" اضافہ ہو جاتا ہے۔ تاہم اتنا جانتا ہوں کہ نعت خواہ تحت اللفظ ہی پڑھی جائے اگر یہ دل سے ابھرے گی تو قانون قدرت کے مطابق وہ جا کر دل ہی پر نازل ہو گی۔

۱۵۔ فروغ نعت کے ضمن میں کوئی دقیع خدمت میں انجام نہیں دے سکا' مجھے نعت گوئی کی نعمت اللہ تعالیٰ نے پیرانہ سالی کے دور میں عطا فرمائی ہے' جب قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں۔ اس حالت اضمحلال کے ساتھ' سوا دو سال کی قلیل مدت کے دوران میں نے جو تقریباً ۵ ہزار نعتیہ اور ایک ہزار حمدیہ اشعار کہنے کی توفیق پائی ہے وہ سراسر فیضان خداوندی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ بخدا' اس میں میری کسی کاریگری کا ذرہ برابر دخل نہیں ہے اور نہ بحمداللہ مجھے کبھی اس پر فخر و ناز کا احساس ہوا' میں سوچتا ہوں کہ اگر خداوند تعالیٰ اپنے کلام کے مطابق اپنی ایک معمولی مخلوق' شہد کی مکھی پر وحی نازل کر سکتا ہے تو میں جو کہ بحمداللہ اشرف المخلوقات یعنی ایک انسان ہوں' نیز ثم الحمد اللہ' افضل المخلوقات یعنی امت محمدیہ کا ایک فرد ہوں ...... نعتوں کی صورت اس کی وحی کا میں سزاوار نہیں ہو سکتا' چنانچہ اسی خیال کے تحت میں نے یہ شعر کہا تھا۔

نعت کا مجھ پر نزول اس نے کیا ۔۔۔ شہد کی مکھی پہ کی جس نے وحی

۱۶۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نہایت ناچیز مدح خواں ہونے کے ناتے سے میں مسلمان نوجوانوں سے یہی درخواست کروں گا کہ عزیزو! آقائے دو جہاں اور محبوب رب ذوالجلال صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا جو خزینہ ہم نے چودہ صدیوں کے ہاتھوں ورثے میں پایا تھا' اب اس کے وارث تم ہو' دیکھنا کہیں حب دنیا کے جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری پر مفتون نہ ہو جانا' خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کے آبدار موتیوں ہی سے اپنے کردار کی قبا سجانا' ان موتیوں کی تابانی کبھی ماند نہ پڑے گی' کہ ان پر خود خالق کائنات کی رحمت اور خوشنودی کا جاودانی نور تجلی ریز ہے۔ عزیزو! یاد رکھو' کہ یہ تمہاری طرح کے نوجوان ہی تھے' جنہوں نے مصلحت اندیش اور عافیت کوش ہمعصر بزرگوں سے بہت پہلے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق پر شیفتگی کے ساتھ لبیک کہا اور پھر اس دعوت کے فروغ کے لئے میدان عمل اور رزم گاہ جہاد میں والہانہ کود پڑے' اور پھر یہ نوجوانوں کا زرخیز خون ہی تھا' جو بدر و حنین کی سرزمین پر حب محمدی کی رو کی صورت چلا' اور اس بے آب و گیاہ بلد عرب میں نیکی اور فلاح دارین کے ایسے سدا بہار گل بوٹے کھلائے کہ اطراف و اکناف عالم ان کی عطر بیزیوں سے مہک اٹھے!..... عزیزو! اس جانفزا مہک کے اب تمہی امین ہو اور مجھ سے کہن سال اہل امت سے برعکس اس مہک اور اس نکہت کو ماشاء اللہ قریہ قریہ بلکہ ملکوں ملکوں پھیلانے اور عام کرنے کی تاب و تواں سے بھی مالا مال ہو' پھر اے متاع محمدی کے پرعزم وارثو' اے نکہت محمدی کے باہمت تقسیم کارو' اور اے حب محمدی کی برق وش دھڑکنوں سے معمور دل' اور غیرت محمدی سے جگمگاتا گرم گرم خون رکھنے والے نوجوانو! کیا سابقون الاولون کی روایت کے مطابق تم دعوت محمدی پر لبیک کہنے میں سبقت نہیں کرو گے؟ کیا تم امت محمدیہ کے مبلغ اور مجاہد نہیں

ہو گے؟ ـــــ ہاں "تو" اے (عزیزانِ ملت)!

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر "دو" دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر "دو"!

حسرت حسین حسرت (لاہور)

حسرت حسین حسرت (پ ۲ فروری ۱۹۲۵ء) احسان دانش کے شاگرد رشید ہیں۔ ریلوے کے محکمے سے وابستہ رہے۔ بھارت کے مردم خیز صوبے بہار سے تعلق ہے۔ پاکستان بننے پر ہجرت کر کے لاہور چلے آئے۔ غزل اور نعت کہتے ہیں۔ کوئی مجموعہ طبع نہیں ہوا۔ روزنامہ جنگ لاہور نے نعت گو شاعر کی حیثیت میں نعت ایوارڈ سے نوازا۔ خلوص محبت اور سچائی آپ کی شاعری کے نمایاں اوصاف ہیں۔ نعت نہایت ہی محبت اور عقیدت کے ساتھ لکھتے ہیں۔ فنی پختگی اور محبت رسول کا امتزاج آپ کی نعت کا دلآویز امتزاج پیش کرتا ہے۔ اگرچہ انٹر تک تعلیم پائی لیکن قدرت نے انگریزی زباں میں نعت کہنے کی صلاحیتوں سے بھی سرفراز کیا ہے۔

۱۔ نعت گوئی کی طرف درویش استاد حضرت احسان دانش کی صحبت کی بدولت مائل ہوا۔ خاص طور پر انکی نعت "بصد نیاز و بصد احترام دیدہ وری" سے متاثر ہوا۔ استاد محترم کی یہ خواہش تھی کہ میں نعت ضرور لکھوں۔ پہلی نعت کا مطلع یوں ہے جو غالباً ۱۹۵۰ء میں لکھی۔

تو تاجدار حرم ہے تو عزتِ آدم تیرے وجود سے ظاہر وجود دو عالم

۲۔ میں اپنے ہر پیش رو اور ہر معاصر سے متاثر ہوں اور ان سے استفادہ بھی کرتا ہوں۔

۳۔ نعت کے بارے میں میرا نظریہ ہے کہ آنحضورؐ کی سیرت طیبہ کو بیان کیا جائے۔

۴۔ نعت میں مقام مصطفےٰ اور توحید کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے۔

۶۔ نعت میں جدید و قدیم کوئی چیز نہیں البتہ اسلوب جدید ہو سکتا ہے اور یہ ہونا بھی چاہیے۔

۷۔ کوئی حرج نہیں۔

۸۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔

۹۔ نعت کے متعلق تنقید و تحقیق کا جو کام ہوا ہے وہ ہر لحاظ سے قابل قدر ہے یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔

۱۰۔ ابتداء میں روضۂ رسول پر حاضری کی تڑپ اس وقت پیدا ہوئی جب طالب علمی کے زمانے میں میں اکثر میلاد پڑھتا تھا اور میلاد کی محفل میں شریک ہوتا تھا۔

۱۱۔ یہ سعادت حاصل ہونے کی تمنا ہے۔

حسرت کی نہ کیوں ہو گی تیرے در پہ حضوری توفیق یقیں ہے اسے امکاں سے زیادہ

۱۲۔ دونوں پہلو اہم ہیں۔

۱۳۔ انگریزی میں چند نعتیں لکھی ہیں

۱۴۔ اچھی آواز براہِ راست دل پر اثر کرتی ہے میں ترنم کے اثرات کا قائل ہوں لیکن ضروری ہے کلام بھی معیاری ہو۔

۱۵۔ خدا کرے اس سلسلے میں خدمات انجام دے سکوں۔

۱۶۔

مصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست　　اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

جعفر شیرازی (ساہیوال)

جعفر شیرازی (پ یکم جنوری ۱۹۳۰ء) ساہیوال کے رہنے والے ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ایک ادبی رسالہ "محراب" شائع کیا۔ "ہوائے رنگ" اور "حروف دریا" کے بعد ۱۹۹۰ء میں کلیات "یہ حساب ہیں مہ و سال کے" شائع ہوئی۔ ابتدائی دور میں اردو کے علاوہ فارسی زبان میں بھی شعر کہے۔ جعفر شیرازی اردو کے بزرگ شعراء میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ شاعری میں جدید رویوں سے بھی بخوبی آشنا ہیں۔ نعت کا کوئی مجموعہ تو شائع نہیں ہوا لیکن خاصا نعتیہ کلام تحریر کیا ہے۔ نعت میں اپنا ایک الگ رویہ اور سوچ رکھتے ہیں جس کا اظہار ان کے جوابات میں بھی بطور خاص نظر آئے گا۔

۱۔ میرے نعت گوئی کی طرف مائل ہونے کے کوئی خاص محرکات نہ تھے۔ بلکہ میں نے پہلی نعتیں اسی انداز میں کہیں جیسے شاعری کے لئے دوسری اصناف سخن میری شاعری کا حصہ تھیں۔ نظم' غزل' نعت' سلام' منقبت میں نے بطور ایک شاعر کے کہے اور وہی میری شاعری اور کتابوں کا اہم حصہ بنے۔ اس کے لئے میں نے بطور خاص کسی ایک صنف سخن کی طرف توجہ نہ دی تھی بلکہ جس طرح میرے شعور میں آمد کے ذریعہ کوئی چیز آئی میں نے صفحہ قرطاس پر منتقل کر دی۔ میری سب سے پہلی نعت کے چند شعر یہ ہیں۔

کبھی کوچے' کبھی گلیاں' کبھی روضہ دیکھوں　　کاش اے کاش میں وہ شہر تمنا دیکھوں
خواب ہی میں سہی آقا کبھی دیدار تو ہو　　جذب ہو جاؤں نظر میں تجھے اتنا دیکھوں
تیرہ و تار ہوئی جاتی ہے دنیا آقا　　فیض ہو فیض کہ ہر سمت اجالا دیکھوں
کس لئے' کس لئے محروم ہو جعفر سا غلام　　ہو کرم مجھ پہ کہ سرکار مدینہ دیکھوں

۲۔ میں یہ بات اپنے دل کی گہرائیوں سے کہہ رہا ہوں کہ نعت کے تمام شعراء کو قابل صد تحسین سمجھتا ہوں جو بھی نعت لکھ رہے ہیں۔

۳۔ اس حوالے سے میری سوچ اور نظریہ یہ ہے کہ جو شخص شعر کہتا ہے اسے صرف نعت کہنی چاہیے۔ باقی جو کہا وہ زیاں ہے لیکن یہ بات جانتے ہوئے بھی کہ شاعری صرف نعت کے تابع ہے' لوگ غزل اور دوسری اصناف میں شعر کہتے ہیں۔ نعت کے ساتھ سلام بھی اسی ثواب کا حصہ ہے لیکن شعراء یہ جانتے ہوئے بھی دوسری اصناف میں شعر اس

لئے کہتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں ابھی شاعری کو وہ حیثیت نصیب نہیں ہوئی جس کے لئے صنف شاعری تخلیق ہوئی۔ ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ شاعری صرف نعت کے لئے کی جائے باقی جو کہا جائے گا اس کا حاصل کچھ نہیں۔

۴۔ میرے خیال میں نعت گو شعراء کو نہایت محتاط انداز میں شعر کہنا چاہیے۔ نعت لکھتے وقت تمام ذومعنی الفاظ سے گریز کیا جائے۔ نعت کہنا اتنا آسان کام نہیں جتنا شعراء سمجھتے ہیں۔ ایک ایک لفظ ماپ تول کر نگینوں کی طرح جڑنا چاہیے تاکہ اس کی تابداری میں کوئی فرق نہ آئے۔

۵۔ میں اس چیز میں یقین رکھتا ہوں کہ واقعی نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے۔ میرا یہ بھی تجربہ ہے کہ نعت گوئی کے لئے کچھ الفاظ وقف ہیں اور جب کوئی ثقہ شاعر نعت کہتا ہے تو وہ الفاظ خودبخود ہاتھ باندھے سامنے آ جاتے ہیں۔ یہ نعت گوئی کی برکت ہے۔ میں نے جب بھی نعت کہی ایسے الفاظ آسمانوں سے نازل ہوئے۔

ابتدائی نعتوں میں، میں نے بھی دوسروں کی طرح ایک شعر میں حضور کو "تجھے" کے لفظ سے مخاطب کیا۔ جس کا بعد میں مجھے اتنا قلق ہوا کہ میری روح کانپ گئی۔ میں نے اپنی نعتوں میں استعمال شدہ ایسے الفاظ کے لئے حضور سے معافی مانگی اور اپنی نعتوں سے تو' تم' تجھے جیسے الفاظ سے ہمیشہ کے لئے گریز کا وعدہ کیا۔ اب میں پرسکون ہوں۔ نعت کہتے وقت میں مکمل طور پر محتاط رہتا ہوں اور پورے جذبات' نیک خیالات اور مقدس فضا کو اپنے اوپر طاری رکھتا اور پاتا ہوں۔ حضورؐ کو لحظہ بہ لحظہ اس وقت تک یاد کرتا رہتا ہوں جب تک نعت مکمل نہ ہو جائے۔ میں یقیناً ایسا محسوس کرتا ہوں کہ نعت گوئی واقعی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے اور میں اپنے دوسرے نعت گو شعراء کو بھی یہی تاکید کرتا ہوں کہ نعت گوئی کو آسان نہ سمجھیں۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے جب میرا کوئی ساتھی شاعر اس التزام کو قائم نہیں رکھ سکتا تو میں اس سے الجھ جاتا ہوں۔ انشاء اللہ میری شاعری میں ایک بھی ایسا لفظ اور شعر ایسا نہیں ہو گا جو نعت کے مزاج کے مطابق نہ ہو۔ کئی دفعہ نعت کہتے وقت میری آنکھیں بھر آتی ہیں۔ اکثر اوقات میں حضور کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ حضور میری نعت مکمل کروائیں۔ اور وہ ہو جاتی ہے۔

۶۔ جدید نعت اور قدیم نعت میں اس طرح فرق آ گیا ہے جس طرح جدید غزل اور قدیم غزل میں ہے۔ دراصل شاعری کی قدریں وقت کے ساتھ بدل گئی ہیں۔ قدیم نعت میں حضور کو تو' تم' تجھے سے مخاطب کیا گیا ہے اور یہ رویہ جدید نعت کے تعارف تک قائم رہا۔ نعت جدید میں قدیم سے زیادہ تقدس اور شعری بلندی ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ قدیم عہد میں زیادہ نعت نہیں کہی گئی۔ اس دور میں جس سرعت سے نعت کہی گئی ہے۔ اس میں شاعری کی نئی اقدار شامل ہیں۔ آج کی نعت روایتی نہیں بلکہ نعت کے پورے التزام کو ملحوظ خاطر رکھ کر لکھی جا رہی ہے۔ میں جدید نعت اور قدیم نعت میں بہت فرق محسوس کرتا ہوں۔ یہ ہر شاعر کا اپنا اپنا نظریہ ہے۔ میرے نزدیک جدید نعت میں جس طرح قدیم نعت کے کچھ الفاظ متروک ہوتے ہیں اسی طرح سمبلزم بھی متعارف ہوا ہے۔ جو شعر کی خوبصورتی اور تقدس میں اضافہ کرتے ہیں۔ ذومعنی الفاظ کا استعمال بھی متروک ہو گیا ہے جس کی نعت میں کوئی اجازت نہیں بلکہ ان کے استعمال سے گناہ لازم ہو جاتا ہے۔ میں جدید نعت میں زیادہ تاثر محسوس کرتا ہوں۔

۷۔ نعت میں عام شاعری کی طرح معریٰ نظم، نثری نظم، نظم اور ہائیکو میں شعری تجربے ہو رہے ہیں۔ نعتیہ شعر جس صنف میں بھی کہے جائیں اس سے نعت کے تقدس میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ شعر کا حصہ ہوتے ہیں اور شعر میں حضور نبی کریمؐ کی تعریف کرنا نعت ہی کہلاتی ہے۔ نظم اور ہائیکو میں آج کل نعت عام کہی جا رہی ہے۔ یہ اس قدیم روایت کو بدلنے کا ایک اقدام ہے کہ نعت کو اس طرح محدود نہیں کیا جا سکتا اور وہ پہلے اگر غزل کی صورت میں کہی جا رہی تھی تو اب نظم کی صورت میں بھی کہی جا رہی ہے۔ بعض اوقات اس کا کینوس نظم میں زیادہ وسیع ہو جاتا ہے کیونکہ زیادہ آسانی سے اظہار خیال کیا جا سکتا ہے۔

۸۔ بے شک دور حاضر کو نعت کا دور کہا جاتا ہے اور واقعی یہ دور نعت کا دور ہے۔ میں نے پہلے جوابات میں بھی یہی ظاہر کیا ہے کہ اس دور میں دوسرے سارے شاعری کے ادوار سے زیادہ نعت کی شاعری ہے۔ پہلے کوئی کوئی شاعر ایک آدھ نعت کہتا تھا لیکن اس دور میں شعراء نے نہ صرف نعت کو شاعری کا اہم حصہ بنایا بلکہ ان کے نعتیہ مجموعے بھی شائع ہوئے اور ایک ایک شاعر کے کئی کئی مجموعے شائع ہوئے۔ نعت کے لئے بڑی بلند پایہ اور منجھی ہوئی شاعری ہوئی۔ یہ دور خاص طور پر ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت کا دور ہے۔ میں نے خود اس دور میں نعت کی بھرپور شاعری کی۔ نعتیہ مشاعروں کو جتنا فروغ مرحوم ضیاء الحق کے دور میں ملا وہ اس سے قبل کبھی نہ ملا تھا۔ نعت لکھنے والوں کی مناسب حوصلہ افزائی بھی ہوئی اور جب شاعر اس طرف مائل ہوئے تو ان کے دلوں میں حضور رسول کریمؐ کی محبت نے جوش مارا اور انہوں نے اظہار عقیدت کے لئے ذریعہ اظہار صرف نعت کو سمجھا بعض لوگوں نے غزل کی شاعری کو یکسر فراموش کر کے صرف نعت کی طرف رجوع کیا کیونکہ انہوں نے نعت کو ہی سفر آخرت کے لئے موجب نجات سمجھا۔ مرحوم ضیاء الحق نے نعت لکھنے والوں کی کماحقہ حوصلہ افزائی کی۔ نعتوں کے مجموعوں پر کثیر رقم کے انعامات عطا کئے گئے۔ ملک کی لائبریریوں میں نعتیہ کتب رکھوائی گئیں اور اس طرح یہ دور نعت کا دور کہلایا۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے جو کام ہوا ہے وہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ اس کام کی افادیت سے تو انکار نہیں ہو سکتا لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس بارے میں تنقید و تحقیق بھرپور انداز سے کی جائے۔ گو اب رسائل کے نعتیہ نمبر اور اسی طرح نعتیہ کتب بھی شائع ہو رہی ہیں۔ اس لئے اس میں کوئی شک نہیں کہ کام کا آغاز ہو چکا ہے لیکن نعت کے بارے میں تحقیق و تنقید کے لئے دنیا میں اتنا مواد ہے کہ حضور کے زمانہ سے اب تک اس کا احاطہ کیا جائے تو دنیائے اسلام میں نور ہی نور پھیل جائے اور فضائیں معطر ہو جائیں۔

۱۰۔ نعت لکھتے ہوئے میرے دل میں ہمیشہ روضہ رسول پر حاضری کی تمنا رہی۔ میں نے اپنی سب سے پہلی نعت میں جو شعر کہے وہ اسی تمنا کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً:

کبھی کوچے، کبھی گلیاں، کبھی روضہ دیکھوں
کاش اے کاش میں وہ شہر تمنا دیکھوں

خواب ہی میں سہی آقا کبھی دیدار تو ہو
جذب ہو جاؤں نظر میں تجھے اتنا دیکھوں

تیرہ و تار ہوئی جاتی ہے دنیا آقا
فیض ہو فیض کہ ہر سمت اجالا دیکھوں

کس لئے، کس لئے محروم ہو "جعفر" سا غلام
ہو کرم مجھ پہ کہ سرکار مدینہ دیکھوں

اسی طرح میں نے جب بھی نعت کہی روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا شدت سے میرے دل میں موجزن رہی۔ اس سلسلے میں میری نعت پڑھیں۔ جس میں کچھ اشعار تمنا کی انتہا پر ہیں۔ مثلاً"۔

حضور آئے بلاوا کوئی مدینے سے ۔۔۔ نکل رہی ہے میری جان اک صدا کے لئے

(اسی طرح دوسری نعتیں پڑھیں)

سرحال یہ کیفیت ہمیشہ میں نے شدت سے محسوس کی ہے۔ اس میں حالات کی کوئی خاص نوعیت نہیں بلکہ میں تو ہمیشہ حضور سے نعت لکھتے ہوئے ملتجی رہتا ہوں کہ مجھے یہ سعادت عطا فرمائیں۔ مثلاً"۔

عطا کریں آقا کبھی خدا کے لئے ۔۔۔ تڑپ رہا ہوں مدینے کی جس فضا کے لئے

میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بہت سے نعت گو شعراء اس سعادت سے نصیب ہو چکے ہیں اور جب بھی کوئی حج بیت اللہ سے واپس آتا ہے تو میرے دل میں یہ جذبہ اور تمنا زیادہ شدت سے موجزن ہوتے ہیں کہ میں ان سے پیچھے کیوں رہ گیا۔ میں نے حضور سے اس معاملے میں بھی نعت کی زبان میں گفتگو کی ہے۔

۱۱۔ افسوس کہ مجھے ابھی تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔

۱۲۔ نعت میں جمال مصطفیٰ اور سیرت رسولؐ میں' میں دونوں رویوں کے حق میں ہوں کیونکہ ان دونوں رویوں کا تعلق حضورؐ کی ذات سے ہے ان کو جدا کیسے کیا جا سکتا ہے۔ دونوں موضوعات کا نعت سے گہرا تعلق ہے اور ان کے بغیر نعت مکمل ہو ہی نہیں سکتی۔ نجانے اس سوال سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ حضور کی شخصیت میں حسن اور سیرت دونوں انتہا کی حد تک محصور تھے اور نعت گوؤں نے ان دونوں موضوعات کو نعت کا حصہ بنایا اور انہی دونوں رویوں سے صنف نعت کی تکمیل ہوئی۔

۱۳۔ میں نے نعت میں اسی موضوع کو مدنظر رکھا ہے جو نعت کی ضرورت ہے۔ یہ فیصلہ کرنا قاری کا کام ہے کہ میں نے اس میں کیا نیا کام کیا۔ میں نے بہرحال یہ کوشش ضرور کی کہ اسے جدید سانچوں میں ڈھالا جائے۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں واضح فرق ہے۔ نعت خوانی صرف ترنم سے ہوتی ہے۔ اور نعت خواں حضرات دوسروں (نعت گوؤں) کی نعتیں ترنم سے پیش کرتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ وہ شاعر بھی ہوں اور یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ نعت خوانوں نے دوسروں کی نعتیں ترنم سے تقریبات اور جلسوں میں پیش کیں۔ نعت گو صرف اس شاعر کو کہتے ہیں جو خود نعت لکھے۔ میں نے نعت کبھی ترنم سے نہیں پڑھی بلکہ تحت اللفظ پڑھی ہیں اسے ہرگز کمی نہیں خیال کرتا کیونکہ جو تاثر تحت اللفظ نعت پڑھنے میں ہے اس کا ایک الگ مقام ہے۔ نعت خواں صرف چند اشخاص ہوتے ہیں جو صرف ترنم کا سہارا لیتے ہیں۔ چند نعت گو بھی ترنم سے پڑھتے ہیں لیکن وہ صرف معدودے چند ہی ہیں۔ مثلاً" کلیم عثمانی' مظفر وارثی اور طفیل ہوشیار پوری ـــــ لیکن ان کا انداز بھی نعت خوانوں سے مختلف ہوتا ہے۔ اس لئے میرے نزدیک نعت خوان اور نعت گوئی بالکل دو مختلف حیثیتیں ہیں۔ نعت خواں نعت گو نہیں ہو سکتے ـــــ اور نہ انہیں ان القاب سے پہچانا چاہیے۔

۱۵۔ فروغِ نعت کے حوالے سے میں نے حتی المقدور خدمات سرانجام دیں۔ مثلاً ساہیوال میں میں نے چار کل پاکستان نعتیہ مشاعرے منعقد کروائے اور ان کا انتظام کیا جس میں پاکستان بھر سے شعرا نے شرکت کی اور یہ محافلِ نعت ساری ساری رات برپا رہیں۔ ملک بھر سے نکلنے والے تمام رسائل کے نعت نمبروں کے لئے میں نے بطور خاص نعتیں کہیں۔ اپنے رسالے "محراب" (جس کا میں چیف ایڈیٹر ہوں) کے ابتدائی چند اوراق ہمیشہ نعتوں کے لئے وقف کرتا ہوں۔ دوسرے بلند پایہ رسائل کے لئے بھی نعتیں برائے اشاعت بھیجتا ہوں۔ نعت کے فروغ کے لئے اپنے شہر میں شہری سطح پر بھی نعتیہ مشاعرے ترتیب دیتا ہوں اور پڑھتا ہوں۔ اپنے شاگردوں کو نعت گوئی کے لئے اکساتا ہوں اور اس طرف راغب کرتا ہوں۔

۱۶۔ نسلِ نو کے لئے میرا مخلصانہ پیغام یہ ہے کہ حضور کی محبت کے بغیر یہ دنیا ہیچ ہے۔ زندگی کا سارا لطف اور آخرت کی نجات کے لئے رسولِ کریم کی محبت ہر انسان کے لئے ضروری ہے اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر انسان اس طرف رجوع کرے تو پھر کسی اور شے میں لطف نہیں ملتا۔ بس حضور کی ذات انسانیت کا ملجاو ماوا نظر آتی ہے اور اسی سے لطفِ حیات حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے نسلِ نو کے لئے ضروری ہے کہ اس بے راہ روی کی زندگی کی بجائے اس راہِ مستقیم پر گامزن ہو کر دنیا و عقبیٰ سنواریں۔

مشتاق چغتائی (لاہور)

مشتاق حسین مشتاق چغتائی (پ ۱۹۲۰ء) اردو اور پنجابی کے پرانے لکھنے والے شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ "مشتاق چغتائی کے دوہے" آپ کی اردو شاعری پر مشتمل کتاب ہے۔ جبکہ "میں شاعر آں" پنجابی شاعری پر مشتمل کتاب ہے۔ آپ جھنگ کے رہنے والے ہیں۔ کاروبار کے سلسلے میں ایک عرصے تک کراچی میں رہے۔ آج کل لاہور میں مستقل طور پر قیام پذیر ہیں۔ "مشتاقِ رسولؐ" کے نام سے مجموعہ نعت ترتیب دے چکے ہیں جو بہت جلد شائع ہو رہا ہے۔ نعت میں عشقِ رسالت مآبؐ کے نوبہ نو گل بوٹے کھلا رہے ہیں۔ پنجابی نعت کے مروجہ اسلوب کے زیرِ اثر نعت کے متعارف مضامین آپ کے ہاں عام ملتے ہیں۔

۱۔ میرے والدین کی تربیت مجھے اس اعزاز سے سرفراز کر گئی ہے۔ جس پر جتنا شکر کروں کم ہے۔

۲۔ نعت گوئی میں، میں حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی سے متاثر ہوں۔ ان کی نعت میں سوز بہت ہے اور سوز ہی نعت کی جان ہے۔

۳۔ جناب نعت لکھنا اور پڑھنا عین عبادت ہے اور رب تعالیٰ جل شانہ کو راضی کرنے کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے۔ جو اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوصِ دل سے نعت گوئی کرے یا نعت خوانی کرے، تو اللہ کریم جل شانہٗ اسے دنیا اور عقبیٰ کی نعمتوں سے مالا مال فرما دیتا ہے اور جنت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے۔

۴۔ میرے خیال میں نعت گو حضرات کو حفظِ مراتب کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

۵۔ اس میں تو کلام نہیں کہ نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے۔ یہ مقولہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحبؒ کا ہے۔ یہ مقولہ بالکل درست ہے جس کا مختصراً جواب میں دے چکا ہوں۔ جہاں تک میری نعت گوئی کا تعلق ہے میں

نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ ایسے اظہار سے بچوں۔

۶۔ نعت تو نعت ہے' چاہے اسے قدیم لہجے میں لکھا جائے یا جدید کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مگر اس دور میں جسے جدید نعت کا نام دیا جاتا ہے اس میں نعت کی اصل روح ذرا مشکل سے ہی ملتی ہے۔

۷۔ جناب نعت تو نثر میں بھی لکھی جاتی ہے۔ نثر میں حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت پاک یعنی جمال اور سیرت پاک کو موضوع بنا کر اگر عشق و محبت میں ڈوب کر نثر بھی لکھی جائے تو نعت ہے۔ نعت کا اصل مفہوم تو حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی مدحت و ثناء اور تعریف و توصیف ہے۔ مگر یہ معریٰ نظم یا آزاد نظم ہائیکو وغیرہ میرے خیال میں نعت گوئی سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

۸۔ جناب یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ یہ دور نعت کا دور ہے۔ جیسے کہ آپ بھی جانتے ہیں ضیاء الحق کے دور میں نعت کی پذیرائی اس قدر ہوئی کہ ہر شاعر نعت لکھنے کی جانب متوجہ ہو گیا اور اسی وجہ سے جدید نعت سے منسوب شعر لکھے جانے لگے۔ یہ بھی غنیمت ہی جانئے کہ جن شعراء کرام نے بھی نعت نہیں لکھی تھی وہ بھی کچھ نہ کچھ لکھنے لگے۔ میں تو قدیم زمانے سے کراچی میں مقیم تھا۔ وہاں بڑے بڑے پنجابی اردو مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ جن کا اہتمام اکثر اوقات ہمارے ہی ذمے ہوتا تھا۔ چند سالوں کی بات ہے میں نے ایک بڑے ہوٹل میں نعتیہ مشاعرے کا اہتمام کیا۔ اب وہاں کے ہمارے سب دوست شعراء حضرات کو جب دعوت نامے ملے تو پریشان ہو گئے کیونکہ مشاعرے میں آنا بھی ضروری تھا۔ بمشکل کوئی دو شعر لکھ کر لے آئے کوئی تین شعر لکھ لائے۔ یہ ضیاء الحق کا ہی دور تھا۔ اس کے بعد نعت لکھی جانے لگی اور اب تو نعت خاصی لکھے جانے لگی ہے۔

۱۰۔ جناب یہ سوال بہت ہی پیارا اور اہم سوال ہے۔ اردو کی ایک نعت کا میرا یہ ایک شعر ملاحظہ فرمایئے ۔

تیری نعت لکھتے لکھتے میری عمر بیت جائے مجھے موت بھی آئے روضے پہ تیرے آئے

میری روضہ اقدس پر حاضری کی تمنا جب حد سے بڑھ گئی اور میں حاضری نہ دے سکا اور اپنی نعتوں میں' میں دیوانوں کی طرح فریاد کرتا رہا۔ کئی بار تیاری کی مگر حاضری کا حکم نہ ہوا۔ میں تملا کر رہ جاتا اور آنکھوں سے آنسو چھلک چھلک جاتے۔ میری کتاب "مشتاق رسول" میں یہ کیفیات میری نعتوں میں موجود ہیں۔ (اللہ کرے میں جلد از جلد یہ کتاب آپ جیسے سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر سکوں) میں فریاد کرتا رہا اور تئی کا دروازہ مسلسل کھٹکھٹاتا رہا آخر کار میرے آقا و مولا کو مجھ پر ترس آ ہی گیا اور ۱۹۷۹ء میں مجھے اپنے قدموں میں بلا کر میری تشنہ لبی کو گنبد پاک اور پیاری پیاری جالیوں کے دیدار کے شربت شیریں سے مجھے نوازا گیا۔ وہ شربت شیریں میں نے پیالے سے نہیں بلکہ اوک سے پیا۔ اس لذت سے وہی آشنا ہے جس نے وہ جام شیریں پیا ہو۔ میری آنکھوں' میری روح' میرے دل کو جو سرور ملا اس کی کیفیت کو بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

۱۱۔ جناب آپ کے اس سوال کا جواب میں نے سوال نمبر ۱۰ میں تقریباً عرض کر دیا ہے۔ مگر آپ کے اس سوال میں جو بڑی ہی پیاری بات دریافت کی گئی ہے وہ تو حد درجہ کمال کی بات ہے۔ اس کا جواب دینا بڑا ہی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ کیا عرض کروں کہ پیارے "آقا و مولا' حضور اکرم" نور مجسم' فخر کون و مکاں' رحمت عالم' رحمت کل' ختم المرسلین' خاتم

النبیین' امام انبیاء' سید الانبیاء' رحمت اللعالمین' سرور کونین' وجہ تخلیق کائنات' حضور پرنور' نبی آخر الزماں' سبز گنبد کے مکیں' عرش نشین' محبوب رب العزت رب العالمین' نبی محترم و مکرم کے در اقدس پر حاضری کے لئے جب رات کے وقت مدینہ طیبہ سے تقریباً" دس پندرہ کلو میٹر دور سے مسجد نبویؐ کے پیارے پیارے مینار نظر آئے تو دل کی کیفیت کا کیا حال عرض کیا جائے بیان کرنا بے حد مشکل ہے پھر جب مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہوئے تو ہر شخص جو بس میں سوار تھا دیوانہ وار بلند آواز میں درود شریف پڑھ رہا تھا اور دنیا و مافیہا سے بالکل بے نیاز ہو کر صرف اللہ جل شانہ کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں محو تھا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر ادا کرتے کرتے زبان نہیں تھکتی تھی۔ ہوٹل کہ جس میں ہمارے قیام کا انتظام کیا گیا تھا وہاں پہنچ کر غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے پہن کر اپنے قافلے والوں کے ساتھ حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ تو ان لمحات کی منظر کشی کرنا امر محال بلکہ ناممکن ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ دل کی دنیا میں عجب سرور و وجد کا ایک سماں تھا۔ ایک رنگ تھا جسے صفحہ قرطاس پر لانے کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ آخر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر باب جبرائیل سے ہم اندر داخل ہوئے۔ تو اس وقت عصر کی نماز کے لئے صف بندی ہو رہی تھی۔ ہم بھی جلدی سے اس میں شامل ہو گئے بعد میں جب جالی مبارک پر پہنچنے کے لئے ہم نے بھی تیز تیز قدموں کے ساتھ چلنا شروع کیا۔ تو وہاں پہنچتے پہنچتے کافی رش ہو چکا تھا۔ ہم دیوانوں کی طرح ادھر ادھر بھٹک رہے تھے اور بھیڑ میں تو سب دیوانے اور پروانے جالی مبارک کو بوسہ دینے کی فکر میں تھے مگر وائے قسمت کہ وہاں پر پہرے دار اتنے سخت کہ جالی مبارک سے بہت دور دھکیل دیئے جاتے۔ یقین مانئے محترم اس بھیڑ میں بالکل ہی شمع کے پروانوں کی کیفیت سب پر طاری تھی اور ہم سب جالی مبارک پر قربان ہونے کے لئے بے چین تھے۔ اس بھیڑ میں جو کیف ملا وہ کبھی بھلایا نہیں جا سکتا پھر ہر روز حاضری اسی طرح ہوتی رہی۔ میں اپنی کچھ نعتیں ایک چھوٹی سی کاپی میں نوٹ کر کے لے گیا تھا۔ اکثر جالی مبارک سے دور ہٹ کر ہلکی آواز میں اپنی نعتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا کرتا تھا۔ یہ عمل بہت پیارا عمل تھا۔ مجھے یقین کامل تھا کہ مری نعتیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گوش مبارک سے سن رہے ہیں اور پسند فرما رہے ہیں۔

۱۲۔ جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت پاک دونوں رویوں کے حق میں ہوں بلکہ دونوں رویے الگ الگ ہونے کے باوجود دونوں کا آپس میں گہرا رابطہ ہے۔ جمال پاک اور سیرت پاک دونوں رویے سبحان اللہ۔

۱۳۔ میں نے نعت کو مختلف موضوعات میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔ فنی اعتبار سے اس میں نئی راہیں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری یہ بھی کوشش رہی ہے کہ نعت میں حد درجہ کا سوز و گداز سمو سکوں تاکہ پڑھنے اور سننے والوں کو نعت کا حقیقی لطف مل سکے۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں بڑا فرق ہے۔ نعت گوئی رب تعالیٰ جل شانہ کا ایک بہت بڑا انعام ہے۔ نعت گوئی ہو گی تو نعت خوانی ہو گی اور نعت خوانی پر سوز لہجے میں کرنا یہ بھی خداوند قدوس جل شانہ کا بہت بڑا عطیہ ہے۔ اگر دونوں ہی کسی خوش نصیب کو نصیب ہوں تو پھر تو کیا ہی کہنا۔ میں نعت اکثر تحت اللفظ میں پڑھتا ہوں۔ مگر کبھی کبھار گلا جب ساتھ دے تو نعت شریف ترنم سے بھی پڑھ لیتا ہوں۔ کچھ نعت خواں حضرات باوجود خوش الحان ہونے کے بھی سوز و گداز کی کیفیت سے عاری ہوتے ہیں اور جن کو سوز کی دولت ملی ہے پھر تو ان کی نعت پڑھنا سونے پر سہاگے کا

کام رہتا ہے۔

۱۶۔ نسل نو کے لئے اس گنہگار کا تو صرف یہ پیغام ہے کہ دامن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو کر اپنی تمام تر صلاحیتیں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ضم کر دیں اور اگر آپ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہیں تب بھی اور اگر آپ ان پڑھ ہیں تو بھی نعت پاک کو سرمایہ جاں بناییں۔ نعت سنیں اور نعت پڑھیں اور دل میں گداز پیدا کریں۔ اسی نعت پاک نے ہی کام آنا ہے۔ سب کچھ یہیں رہ جاتا ہے۔ حمد رب تعالیٰ جل شانہ اور نعت پاک نے ہی ساتھ جانا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

ذوقی مظفر نگری (لاہور)

ذوقی مظفر نگری (پ ۱۵ فروری ۱۹۲۱ء) نے مظفر نگر (یوپی) میں دینی تعلیم پائی۔ حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ قرات و تجوید سے بھی آگاہ ہیں۔ چالیس سال تک تدریسی فرائض سرانجام دینے کے بعد تصنیف و تالیف کی طرف راغب ہوئے۔ "نور فن" اور "توقیر ادب" غزلیات کے مطبوعہ مجموعے ہیں جبکہ "نجم سحر" اور "نسیم فردوس" حمد و نعت کے مناقب پر مشتمل مجموعہ ہائے کلام ہیں۔ آپ کہنہ مشق شاعر ہیں۔ علم عروض پر دسترس کلیہ رکھتے ہیں۔ بہت سے معروف اور سینئر شعراء آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے آپ کی نعتیہ شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "ذوقی مظفر نگری جملہ محاسن شعری کے ساتھ نعت کے حوالے سے عصر جدید کے تقاضوں' فلاح اسلام اور اتحاد عالم اسلام کی ضرورت و اہمیت نمایاں کرنے میں کامیاب ہیں۔" پہلے نعتیہ مجموعے "نجم سحر" پر ۱۹۸۰ء میں سیرت ایوارڈ کے مستحق قرار دیئے گئے جبکہ کئی ایک ادبی اور علمی تنظیموں نے آپ کی خدمات جلیلہ کے اعتراف میں مختلف خطابات سے نوازا ہے۔ ادبی سفرنامہ کے عنوان سے آپ کی مختصر خود نوشت بھی شائع ہو چکی ہے۔

۱۔ میری تعلیم و تربیت قرآن و سنت کی روشنی میں ہوئی۔ زمانہ طالب علمی میں ہر قسم کی ادبی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا شوق بیدار ہوا۔ جب نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اوراق نظر نواز ہوئے تو دل میں عشق رسولؐ کی حرارت محسوس کرنے لگا اور غیر ارادی طور پر نعتیہ اشعار کی خوشبو لبوں پر مہکنے لگی۔ رفتہ رفتہ رسولؐ کی کھیتی پر بہار آئی اور تخیلات میں شعوری طور پر مدحت سرور کائنات کی جمالیاتی شاخیں مہکنے لگیں۔ میری پہلی نعت کے دو شعر۔

اللہ اللہ سرور عالم کا یہ فیض نظر — جو کسی قابل نہ تھے وہ جوہر قابل بنے
جن پہ "ذوقی" عرش کے راہی نے فرمایا کرم — ان کو بینائی ملی وہ رہبر کامل بنے

۲۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور شاعر مزدور حضرت احسان دانش کے نعتیہ کلام سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت کہنے کے لئے عشق رسولؐ بنیادی چیز ہے۔ میں جمالیات رسول اکرمؐ کے ساتھ ساتھ سیرت رسولؐ کے حوالے سے عالم اسلام کو اتحاد و ارتباط اور اخلاق حسنہ کی افادیت سے روشناس کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

۴۔ قدیم زمانے میں نعت صرف جمالیات رسولؐ کے افکار تک محدود تھی لیکن عہد حاضر میں نعت باقاعدہ فن کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ حمد' سلام' منقبت' نوحہ اور مرثیہ کی تخلیق میں جس طرح افکار کی تدریج متعین ہے اسی

طرح نعت کی انفرادیت اپنا ایک تدریجی مقام رکھتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نعت کے تدریجی مقام سے گزرنا نہایت مشکل اور صاحب فن نعت گو ہی کا کام ہے۔

۵۔ نعت میں ادب کے اعلیٰ و ارفع مقام اور مقام رسولؐ کا لحاظ رکھتا ہوں۔ اگر نعت' حمد یا منقبت کی حدود میں داخل ہونے لگے تو وہ نعت نہیں رہتی۔

۶۔ قدیم نعت میں بعض شعراء بظاہر عشق رسولؐ سے سرشار ہو کر' ادب کے دائرے سے نکل کر' بے ادبی کی سرحدوں پر گامزن نظر آتے ہیں۔ جدید نعت جمالیات رسولؐ کی تعریف کے ساتھ ساتھ سیرت مبارکہ سے آراستہ نظر آتی ہے۔ بنا بریں اگر نعت میں قدیم و جدید کی اصطلاحات مقرر ہوئی ہیں تو میرے نزدیک مناسب ہیں۔

۷۔ میں ان تجربات کو وقت ضائع کرنے کے مترادف سمجھتا ہوں۔

۸۔ دور حاضر کو واقعی نعت کا دور کہا جا سکتا ہے اور جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور میں درحقیقت نعت کو فروغ حاصل ہوا ہے۔

۹۔ نعت کے باب میں جو تنقیدی اور تحقیقی کام ہوا ہے یا ہو رہا ہے اس کی افادیت مسلم ہے۔

۱۰۔ روضہ رسول اکرمؐ کی تمنا تو نعت کی تخلیق سے پہلے بھی تھی اور اب بھی ہے۔ جب اپنی قوم کو بے عملی کی طرف مائل دیکھتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے روضہ اقدس کا خادم بن جاؤں اور سبز گنبد کی پرنور دیواروں کے سائے میں باقی زندگی گزار دوں۔

۱۱۔ ناحال مجھ کم نصیب کے دل میں روضہ محبوب خدا پر حاضر ہونے کی تمنا کروٹیں لے رہی ہے۔

۱۲۔ جمالیات رسولؐ اور سیرت رسولؐ دو رویے رہے ہی نہیں بلکہ آج بھی ہیں۔ میں ان دونوں رویوں کے معاملے میں اعتدال پسندی کو ترجیح دیتا ہوں۔

۱۳۔ میں نے نعت میں موضوع کے حوالے سے عالم اسلام کو اتحاد و ارتباط کی طرف مائل کرنے اور اطاعت رسول اکرم کے ذریعے محبت و مروت کا درس دینے کی کوشش کی ہے اور نعتیہ اشعار میں تدریجی اعتبار سے ادب و احترام رسولؐ کا معیار پیش نظر رکھا ہے۔

۱۴۔ میں نعت کہتے وقت بھی موسیقیت کا لحاظ رکھتا ہوں اور اکثر ترنم ہی سے نعت پڑھنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے حوالے سے نعتیہ مجموعہ "نجم سحر" اور "نسیم فردوس" لکھ کر ذکر سرکارؐ دو عالم کی سعادت سے فیض یاب ہوا ہوں اور اجتماعی سطح پر نعتیہ مشاعروں کا انعقاد' حلقہ ارباب دانش لاہور' کے زیر اہتمام کرتا رہتا ہوں۔

۱۶۔ نئی نسل کو اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے عرض کروں گا کیونکہ اسی میں دنیا و آخرت کی فلاح و بہتری ہے۔

اسرار احمد سہاوری (گوجرانوالہ)

پروفیسر اسرار احمد سہاوری (پ ۱۹۲۱ء) نے علی گڑھ سے فارسی زبان میں ماسٹر کی سند حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو اور اسلامیات کیا۔ پہلے کچھ عرصہ وکالت کی پھر ریلوے اکاؤنٹس میں رہے۔ ادھر ادھر دیگر ملازمتوں کے بعد ۲۱ سال

تک اسلامیہ کالج گوجرانوالہ میں پروفیسر کی حیثیت سے ۱۹۸۱ء میں سبکدوش ہوئے مطبوعہ تصانیف میں زندگی (ناول)' ادب اور اسلامی قدریں (تنقید)' امتیاز راہ (تنقید)' اعجاز بیاں (شاعری)' گلشن اقبال (اقبالیات)' فکر و نظر (مضامین)' روداد زندگی (افسانے) اور سرمایہ حیات (خود نوشت) شائع ہو چکی ہیں۔ "جذب دل" غیر مطبوعہ نعتیہ کلام ہے۔ "اعجاز بیاں" میں بھی ایک قابل ذکر حصہ نعتیہ کلام پر مشتمل ہے۔ پروفیسر صاحب کی نعتیہ شاعری میں براہ راست تخاطب نہیں ہے بلکہ دیگر حوالوں سے ذکر رسالتماب کا شرف حاصل کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا بیان آپ کی نعت کا نمایاں ترین موضوع ہے۔ نعت کے حوالے سے اگرچہ زیادہ نہیں لکھا لیکن جتنا لکھا اس میں سرکار دو عالمؐ کے حوالے سے انسانی سیرت و کردار کی اصلاح اور تشکیل پر زیادہ زور ملتا ہے۔

۱۔ میرے نعت گوئی کی طرف متوجہ ہونے کا ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ میرے ایک بہت عزیز نعت گو شاگرد راز کاشمیری ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں "صلی اللہ علیہ وسلم" کی ردیف میں نعتوں کا ایک مجموعہ شائع کر رہا ہوں اور میں آپ کی نعت ضرور شامل کروں گا۔ میں نے حیران ہو کر کہا کہ میں نے کبھی نعت نہیں کہی اور مجھے نعت کہنے میں گستاخی ہو جانے کا ڈر لگتا ہے۔ مرحوم راز میرے سر ہو گئے کہ آپ کوشش تو کریں حضور کے نام کی برکت سے خوف دور ہو جائے گا اور آپ آئندہ بھی نعت کہتے رہیں گے چنانچہ میں نے ہمت کر کے نعت کہہ کر انہیں دیدی اور واقعی مرحوم نے جو کچھ کہا تھا وہی ہوا۔ پہلی نعت کے چند اشعار یہ ہیں۔

نازش علم و فخر تکلم' صلی اللہ علیہ وسلم
مصدر شفقت جاں ترحم' صلی اللہ علیہ وسلم
ایک نظر ہو ان کی طرف بھی تیرے صدقے جانے والے
کر بیٹھے ہیں برگ و نوا گم' صلی اللہ علیہ وسلم
امت تیری خوار و زبوں ہے صدق و صفا کو کھو بیٹھی ہے
کفر اور ایماں میں ہے تصادم' صلی اللہ علیہ وسلم
مدح کرے اسرار نبی کی' ایسی کیا اہلیت ہے اس کی
کر بیٹھا ہے ہوش و خرد گم' صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ نعت گوئی میں میں صرف علامہ اقبال مرحوم سے متاثر ہوا ہوں خصوصاً" ان کی بالواسطہ نعت نگاری اور عشق رسول میں وابستگی و سپردگی سے۔ ہم عصروں میں میرے پسندیدہ نعت گو حافظ لدھیانوی ہیں۔ انہیں میں سرفہرست رکھتا ہوں۔

۳۔ نعت کے بارے میں میرا نظریہ مختصراً" یہ ہے کہ نعت اصطلاحاً" رسول کی مدح کو کہتے ہیں۔ خدا نے بھی رسول کی تعریف کی ہے اور درود و سلام کا حکم بھی دیا ہے۔ اس لئے نعت کو ایک قسم کی عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ نعت میں وصف نگاری' محبت' احترام اور حفظ مراتب کا امتزاج ضروری ہے۔ مقام خداوندی اور درجہ رسالت میں فرق قائم رکھنا چاہیے ہر چیز اپنے صحیح مقام پر ہی بھلی لگتی ہے۔

۶۔ میں نعت میں قدیم اور جدید کا اس لئے قائل نہیں کہ قدیم شعراء نے نعت کے عنوان سے باقاعدہ نعت کو ایک مستقل صنف سخن نہیں بنایا۔ نعت نے جدید دور میں ہی ایک مستقل صنف کلام کی اہمیت حاصل کی ہے۔ میری معلومات کی حد تک یہ اصطلاح عربی اور فارسی میں بھی استعمال نہیں ہوئی۔ نعتیہ قصائد البتہ موجود ہیں اور انہیں قصیدہ ہی کہا جاتا ہے۔

۷۔ میں آزاد نظم کو نظم ہی نہیں سمجھتا۔ نثر کی ایک قسم خیال کرتا ہوں۔ مقفیٰ و مسجع نثر کہہ لیں البتہ ہائیکو میں نعت کہی جا سکتی ہے اور اس کے بہت سے نعتیہ دیوان پاک و ہند میں شائع ہوئے ہیں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلے میں، میں نے خود نعتیں لکھیں اور تقریباً" دس چوٹی کے نعت نگاروں کے نعتیہ دیوانوں اور انفرادی نعتوں پر رسالوں میں تبصرے شائع کرائے ہیں۔ اپنے رسالے "پندرھویں صدی" میں گوشہ نعت پر تبصرے شائع کراتا ہوں۔ جہاں تک ہو سکتا ہے مبتدیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہوں۔

۱۶۔ ثنا خوان رسول کے حوالے سے نسل کے لئے میرے پاس ایک ہی پیغام ہے کہ وہ اسوہ رسولؐ پر سچے دل سے عمل پیرا ہوں اور ان کی محبت و احترام حرز جان بنالیں تاکہ دین و دنیا میں سرخروئی حاصل کر سکیں۔

لیث قریشی (کراچی)

لیث قریشی (پ ۶ مئی ۱۹۲۲ء) عہد حاضر کے معروف شعراء میں سے ہیں۔ "لمس گریزاں" اور "عکس لرزاں" کے ناموں سے نظم و غزل پر مشتمل دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ "تاباں تاباں" مجموعہ حمد و نعت و منقبت ہے جس کے آخر میں قرآنی دعاؤں کے منظوم تراجم بھی ہیں۔ نعت میں فن کی پختگی اور تغزل کا احترام انگیز التزام قریشی صاحب کی نعت کے نمایاں وصف ہیں۔ عقیدت و محبت اور ذوق و شوق جہاں کلام میں بطور خاص محسوس کئے جا سکتے ہیں وہاں مجموعہ نعت کی طباعت کے سلسلے میں بھی اس کا بطور خاص خیال رکھا گیا ہے۔ سیرت پاک کا پیغام بالخصوص عہد حاضر کے نام لیث قریشی کے نمایاں مضامین نعت میں سے ایک ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت عام اور انسانی شعور کی بیداری میں اس کا کردار لیث قریشی کی نعت میں عام ملتے ہیں۔

۱۔ اولین نعت کے اشعار تو حافظے میں نہیں ہیں، تاہم ابتدائی دور کے ایک نعت کا مطلع حاضر ہے۔ ۔

نام سرکارؐ کا آتا ہے تو کیا کہتے ہیں مرحبا کہتے ہیں یا صل علیٰ کہتے ہیں

۲۔ نعت گوئی ایک سعادت عظیم ہے۔ اس اعتبار سے میرے نزدیک ہر وہ شاعر جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو موضوع سخن بنایا ہے وہ لائق تحسین و ستائش ہی نہیں، قابل تعظیم و تکریم بھی ہے۔ محسن کاکوروی، امیر مینائی، مولانا حالی، مولانا ظفر علی خاں، حمید صدیقی، اقبال سہیل، اعظم گڑھی، بہزاد لکھنوی، حافظ لدھیانوی، حفیظ تائب اور عبدالعزیز خالد جیسی محترم شخصیتوں کو اس باب میں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ میرے مشاہدہ میں اکثر یہ بات آئی ہے کہ بعض نعت گو حضرات غلو، اغراق اور مبالغہ سے اس قدر کام لیتے ہیں کہ مدحت رسول پاکؐ میں اللہ جل جلالہ کے اوصاف بھی شامل کر دیتے ہیں، جو درست نہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی شان

ربوبیت، صمدیت اور احدیت پر حرف آتا ہے۔ اسی طور پر تو سورہ اخلاص کی نعوذ باللہ نفی ہو جاتی ہے۔ اس سے احتراز بہت ضروری ہے۔

۵۔ "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنے" یا چلنے کے مترادف ہے۔ اس اظہار خیال میں صداقت ہی صداقت ہے۔ تشریح کے لئے سوال نمبر ۴ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

۶۔ میرے یہاں قدیم و جدید کی ایسی کوئی تفریق نہیں ہے۔ بقول علامہ اقبال :۔

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک دلیلِ کم نظری قصۂ قدیم و جدید

۷۔ پھر نثر ہی کیوں نہ لکھی جائے اور اپنے آقائے نامدار، سرور کائنات، فخر موجودات کی سیرت طیبہ پر محققین و مورخین نے جو کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں ان کو ان اصناف شعری پر ترجیح دی جائے۔ ویسے یہ متنازعہ مسئلہ ہے۔ "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست" ایسی صورت میں مجھ ناچیز کی رائے حرف آخر کا درجہ کیسے حاصل کر سکتی ہے۔ کم سے کم ان اسالیب فکر سے گریز کرتا ہوں۔

۸۔ میں بلا خوف تردید یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ضیاء الحق بے شک ایک خدا ترس سربراہ مملکت تھے۔ ویسے تو کسی کے کردار میں کسی خامی اور کمزوری کا پہلو نہیں ہوتا۔ لوگ کیڑے نکالنے پر آ جائیں تو اچھے اچھوں کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیں، بات ساری نیت کی ہے۔ انہوں نے بلاشبہ مذہبی معاملات میں ماضی کے تمام حکمراوں سے زیادہ دلچسپی لی اور نعت گو اور نعت خواں دونوں ہی کی ہمت افزائی کی۔

۱۲۔ رسول پاکؐ کی ذات با برکات کو موضوع سخن بنانا ہی نعت گوئی ہے۔ اپنی عام زندگی میں جب کوئی مداح اپنے کسی ممدوح کی تعریف میں قصیدہ لکھتا ہے تو جہاں وہ اس کا سراپا بیان کرتا ہے، یعنی اس کے ظاہری حسن کی تعریف کرتا ہے وہاں وہ اس کے داخلی یا باطنی محاسن پر بھی حسن اظہار خیال سے کام لیتا ہے۔ ہم جیسے خاکساروں اور غلط کاروں کے حسن ظاہر کو باطن سے مناسبت نہیں کے برابر ہوتی ہے۔ برعکس اس کے رسول پاکؐ کے ظاہری حسن کو بیان کرنا اور پھر انؐ کے ظاہری اور باطنی محاسن کا احاطہ نعتیہ اشعار میں کرنا ممکن ہی نہیں، "ایں است و محال است و جنوں" تاہم کچھ شعراء نے بیک وقت آپؐ کے ظاہری اور باطنی محاسن کو اپنے احاطہ فکر میں لینے کی کوشش کی ہے، یہ سعی جمیلہ یقیناً قابل ستائش ہے۔ سوچیں تو! اللہ جل شانہ، جس کا خود مداح ہو اس ممدوح کے اوصاف حمیدہ کو بشری فکر کیسے اور کہاں تک اپنے دامن تخیل میں سمیٹ سکتی ہے۔ بلاشبہ یہ دونوں پہلو اپنا الگ الگ مقام رکھتے ہیں۔ کچھ شعراء ان دونوں پہلوؤں کو ایک ساتھ لے کر چلتے ہیں اور کچھ نے ایک کو دوسرے سے الگ کر کے نعتیں کہی ہیں ---- میری عمر جب دس سال کی تھی اور میں ہائی اسکول میں پانچویں جماعت کا طالب علم تھا تو والد محترم نے مجھے کسی شاعر کی ایک نعت یاد کرائی تھی جس کے صرف دو مقطع ہی مجھے یاد ہیں، جنہیں ذیل میں درج کر رہا ہوں۔ میں نے اپنی تازہ ترین نعت میں بھی، جو اس خط کے ساتھ منسلک ہے، حضورؐ کے سراپا کی تھوڑی سی تصویر کشی کی ہے۔ ان اشعار میں آپ کو دونوں پہلو ملیں گے۔

جس نے اے سلطانِ خوباں تجھ کو پہچانا نہیں — اس نے ذاتِ کبریا کو مطلقاً جانا نہیں

نشہ الفت کا تیرےؐ کون مستانہ نہیں — کون زلفِ عنبریں کا تیرے دیوانہ نہیں

۱۳۔ آج کل کے نعت خواں حضرات نے نعت خوانی میں موسیقی کو داخل کر کے نعت شریف کی حرمت و پاکیزگی کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا ہے۔ مجھے اب تک جن کی نعت خوانی پسند آئی' ان میں معروف نعت گو شاعر جناب مظفر وارثی' جناب قاری وحید ظفر قاسمی اور وہ نعت خواں جن کا نام نہیں یاد آ رہا ہے' وہ جو نعت اکثر و بیشتر پڑھتے ہیں اس کا زبان زد خاص و عام مصرعہ "یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے"۔ اس کے علاوہ زیادہ تر پیشہ ور نعت خواں ہیں جنہوں نے اپنے خاص طرز نعت خوانی کی بدولت عوام میں مقبولیت حاصل کر رکھی ہے [illegible] ہاں! میں ترنم سے پڑھتا ہوں' کبھی میں اپنے ترنم پر خود فریفتہ تھا مگر [illegible] اب وہ بات کہاں؟

۱۴۔ نعت گوئی کے لیے شرط اول تو یہ ہے کہ شاعر پابند صوم و صلوٰۃ ہو' اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام پر سختی سے عمل پیرا ہو۔ [illegible] جب تک شاعر کے ذہن و قلب کے جزو لاینفک نہ بن جائیں وہ اس صنف معتبر کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتا۔

امید ملتانی (ملتان)

محمد نور [illegible] انصاری کا قلمی نام امید ملتانی (ب ۱۹۲۲ء) ہے۔ [illegible] نعت کے اہم [illegible] شاعر ہیں۔ کاروبار حیات کے [illegible] ان کا تعلق تجارت سے [illegible] فروغ نعت کے سلسلے میں [illegible] جو انہوں نے ملتان میں [illegible] انہوں نے اگرچہ ایک طویل عرصے تک اردو اور سرائیکی میں غزل بھی کہی لیکن اب ایک طویل عرصے سے صرف نعت ہی کہہ رہے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری میں ملتانی لہجے کی مٹھاس خاص طور قابل ذکر ہے۔ [illegible] انتخاب میں حد ادب ان کے ہمیشہ پیش نظر رہا ہے۔ نعت میں اگرچہ ان کا مجموعی تعلق قدیم اسلوب نعت سے ہے [illegible] معراج' اسوۂ رسولؐ کو اختیار کرنے اور سنت رسولؐ پر عمل کرنے میں [illegible] خیال کرتے ہیں اور یہ چیز ان کی نعتیہ کتاب "مدنی مٹھی سلطان" میں عام طور پر ملتی ہے۔

۱۔ راقم ملتان کے ایک مذہبی اور علمی گھرانے میں پیدا ہوا۔ میرے والد صاحب مشرقی اور دینی علوم سے گہرا شغف رکھتے تھے۔ فارسی اور اردو ادب سے [illegible] ذوق تھا۔ میرے بچپن میں مجموعی طور پر ملتان کی فضا میں نعت خوانی اور مولود خوانی کا چرچا تھا۔ جس نے میرے دل و دماغ پر بہت گہرے اثرات مرتب کیے۔ میں والد صاحب قبلہ کے دینی رجحان' گھر کے ماحول اور گرد و پیش کی فضا کے باعث دین کی تعلیم کی طرف راغب ہوا۔

عزیز و اقارب اور احباب بھی دین سے بہت دلچسپی رکھتے تھے چنانچہ مجھے بچپن سے رسالت مآب سے گہری محبت اور عقیدت تھی۔ ملتان میں لوگ عام طور پر محفلوں میں نعتیں پڑھتے تھے۔ ہمارے اپنے گھر میں معراج شریف کے موقعہ پر محفلیں منعقد ہوا کرتی تھیں۔

۲۔ اردو نعت گوئی کے حوالہ سے میں مولانا حالی' علامہ اقبال' مولانا ظفر علی خاں' حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی اور حفیظ جالندھری سے متاثر ہوں۔ عصر حاضر کے نعت گو شعراء میں حافظ لدھیانوی' حفیظ تائب کا بھی بے حد مداح ہوں۔ سرائیکی نعت گو شعراء میں مفتی غلام حسن شہیدؒ جو اردو فارسی اور سرائیکی کے شاعر تھے۔ اردو' فارسی میں حسن تخلص اور سرائیکی میں کافی تخلص رکھتے تھے۔ ان سے میں بہت متاثر ہوں۔ ان کے علاوہ خلیفہ محمد یار' مولوی کرم

[illegible] کی [illegible] اور [illegible] سے [illegible] متاثر ہوں۔ [illegible] نعت گو شعراء میرے بچپن اور عنفوان شباب کے معروف نعت گو شاعر تھے۔

[illegible] وسلم سے گہری عقیدت رکھتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان شاعر کو بھی [illegible] محبت ہوتی ہے اور اسی محبت سے سرشار ہو [illegible] آنحضورؐ کی خدمت اقدس میں نذرانہ [illegible] بے شمار [illegible] پہلو [illegible] توشہ [illegible] کی [illegible] و [illegible] حق [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] ہیں۔

۴۔ [illegible] گوئی [illegible] اختیار [illegible] ہے [illegible] تشبیہ اور استعارہ [illegible] صورت میں بلکہ [illegible] ساری صلاحیتیں بلاغت اور قوت بیان ختم ہو جاتی ہے۔

۵۔ اس میدان میں بڑے سے بڑا قادر [illegible] شاعر اور بڑا فصیح بیان شاعر بھی اپنے جذبات بیان کرنے سے قاصر ہے تاہم چونکہ محبت اور عقیدت کے جذبہ کو روکا نہیں جا سکتا۔ نعت تحریر کرتے وقت فن کی نزاکتوں کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے اس لئے ہمیشہ نعت بہت سنبھل کر لکھتا ہوں۔ مبادا کہیں سوئے ادب کا شائبہ نہ ہو۔

۶۔ نعت کے سلسلے میں راقم قدیم و جدید کی اصطلاح سے چنداں اتفاق نہیں کرتا کیونکہ اس صنف سخن میں ہر شاعر رسالت مآب سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتا ہے۔ زمانہ قدیم میں جو نعتیں لکھی گئی ہیں وہ آج تک مستند مانی جاتی ہیں۔ [illegible] پڑھ کر [illegible] و سرور [illegible] شاہکار نعتیں ہیں۔ جدید شعراء بھی اچھی نعتیں کہہ رہے ہیں۔ فرق صرف اسلوب کا ہے۔ قدیم شعراء کی کوششیں اور کاوشیں بھی اچھی ہیں۔ جدید شعراء بھی بلاشبہ بہت خوبصورت نعتیں کہہ رہے ہیں کیونکہ فن اور علم کبھی ایک جگہ نہیں ٹھہرتے بلکہ ارتقائی منازل طے کرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے قدیم و جدید نعت گوئی میں کچھ قدرتی امتیازات نمایاں ہیں۔ ماضی قریب کی نعت میں عقیدت کا اظہار جمال محمدی سے [illegible] نعت گوئی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور ان کی تعلیمات کو خراج عقیدت [illegible] ہیں۔ قدیم نعت میں تعلیمات کا تذکرہ کم ہے اور جدید نعت میں جمال مصطفےٰ سے [illegible] جذبات [illegible] ہیں۔

۷۔ یوں تو ہر صنف سخن میں شاعر [illegible]
میں نہیں۔ جب گائیک غزل کے اشعار گاتا ہے تو سامعین جھوم [illegible]
شکل ہے۔ نعت کے مطالب کی اہمیت اپنی جگہ لیکن قوالی کی بندش کا ایک فائدہ
پڑھتے ہیں تو سامعین پر وجد طاری ہو جاتا ہے لیکن نعت گو شاعر خواہ کسی بھی صنف میں طبع آزمائی کرے وہ ہمارے
[illegible] اور قابل قدر ہیں۔ اس
[illegible]

۸۔ [illegible]
اس دور میں کثرت [illegible]
اس جذبہ سے خالی نہیں [illegible]
[illegible]

۹۔ [illegible]
ہے۔ [illegible] کام جاری رہنا چاہیے اور
[illegible] اردو تنقید کا گرانقدر سرمایہ ہے تاہم اس میدان میں مزید کام
[illegible]
ہو سکیں۔

۱۰۔ روضہ رسول پر حاضری [illegible] اس وقت سے [illegible] سے روضہ
رسول پر حاضری کی تمنا میرے دل میں [illegible] زندگی کے ہر مرحلے پر مجھے دیارِ رسول سے دوری کا احساس تڑپاتا
رہا ہے۔ البتہ زندگی کے بعض مشکل مراحل میں یہ عقیدت و محبت [illegible] روضہ رسول سے دوری و
مجبوری کا احساس بہت شدید ہو جاتا ہے۔ میں [illegible] شعر میں یوں [illegible]

پر ڈیندے شہر مدینہ میں روواں اروار [illegible] ہے وچھ تے ناہڑی ہے دریا ڈسدم تر

۱۱۔ راقم حروف روضہ رسول پر حاضری کی سعادت سے ابھی تک بہرہ یاب نہیں ہوا۔

۱۲۔ ہر اچھا نعت گو شاعر کوشش کرتا ہے کہ اس کی نعت میں یہ دونوں پہلو یعنی ہوں۔ میرے ہر ایک نعت رسول میں
[illegible] اور سیرت رسول دونوں [illegible] اگرچہ بیشتر نعتیں [illegible] اردو میں لکھی گئیں یا علاقائی زبانوں
میں تحریر کی گئی ہیں اس میں اگرچہ [illegible] سیرت کی تشریح سے وہ بھی خالی نہیں۔
میرے نزدیک ایک کامیاب اور موثر نعت [illegible] وجود میں آتی ہے۔ [illegible] عقیدت و
شیفتگی کا مظہر ہے اور سیرت رسول ہر مسلمان کے لئے [illegible] دعوت عمل ہے۔ اس سے میرے نزدیک نعت میں

اعتدال کے ساتھ دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

۱۳۔ میں اپنے بارے میں خود کیا عرض کروں۔ سرائیکی زبان کے معروف محقق دانشور سفنی ڈاکٹر مہر عبدالحق نے میرے فن کے بارے میں یوں لکھا ہے۔ "امید ملتانی سرائیکی شاعری کو ارتقائی مراحل سے لیکر عروج تک پہنچانے والوں میں سے ہیں۔ یہ ان بزرگ شاعروں میں سے ہیں جن کی بے لوث خدمت کا اعتراف سرائیکی زبان و ادب کے ہر دور کے مورخ کو کرنا پڑے گا۔ جو بھی ان کی خدمات کا اعتراف کرے گا۔ امید ملتانی قدیم اور جدید شاعری کے سنگم پر نظر آتے ہیں۔ انہوں نے نعت میں احتیاط کا دامن نہیں چھوڑا۔ قدیم روایات کو جدید اسلوب کے ساتھ روایت کے ساتھ بڑھایا ہے۔ ساتھ ہی سرائیکی شاعری کے مخصوص مزاج کو بھی برقرار رکھا ہے۔ جو امید ملتانی جیسا پختہ کار شاعر ہی اس کارنامہ کو انجام دے سکتا تھا۔" (سرائیکی سے ترجمہ)

۱۴۔ میرے نزدیک نعت خوانی اور نعت گوئی میں اگرچہ زیادہ فاصلہ نہیں تاہم یہ بات واضح ہے کہ ایک نعت خوان دوسرے شاعر کے کلام کے ذریعہ اپنے جذبات عقیدت کا اظہار کرتا ہے۔ جبکہ نعت گو خود اپنے کلام کے ذریعے اپنے جذبات و احساسات کو بیان کرتا ہے۔ اچھا ترنم یا دلکش لحن نعت کے اثر کو بڑھاتی ضرور ہے لیکن یہ صرف نعت کے مجلسی پہلو سے متعلق ہے۔

۱۵۔ جدید سرائیکی شاعری سے اس تعاون کا کیا کہنا ہے۔ جدید سرائیکی نعت گوئی کو فروغ دینے میں میری ناچیز کاوشوں کو بہت دخل ہے۔ میں نے مجلسی سطح پر سرائیکی ادب اور نعت گوئی کو آگے بڑھانے میں خاصا وقت صرف کیا ہے جدوجہد کی ہے۔ میری اس جدوجہد کے نتیجے میں ملتان میں نعت گوئی بالعموم اور سرائیکی نعت گوئی بالخصوص کے ذوق و شوق اور چاہ کی فضا پیدا ہوئی۔ اس سلسلے میں سرائیکی مجلس ادب نے (جس کا میں صدر ہوں) بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ میری ان کاوشوں کا ایک ثمر صدارتی ایوارڈ ہے جو مجھے ۱۹۸۹ء میں دیا گیا۔

۱۶۔ نئی نسل کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ عزیزان گرامی! زندگی کے تمام خزانے سرکار مدینہ ؐ کے قدموں میں ہیں۔ آپ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیجیے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی اور عظمت کا راستہ یہی ہے۔ آپ نے مادی اور روحانی ہر قسم کی چمک دمک سے ہماری نظروں کو خیرہ کر دیا ہے لیکن یہ چمک بقول اقبال محض نگاہوں کی ریزہ کاری ہے۔ انسان کی اصل سربلندی اخلاقی اور ایمانی سربلندی اور اصل سعادت روحانی سعادت ہے۔ اخلاق و کردار کی یہ بلندی دین و دنیا کی تمام سعادتیں اسوہ رسول مقبول کی پیروی سے حاصل ہوتی ہیں اور اسوہ حسنہ کی پیروی عشق رسول کے بغیر ناممکن ہے۔ نعت گوئی اور نعت خوانی دلوں میں عشق رسول کی شمع کو روشن کرتی اور روشن رکھتی ہیں۔ اس لئے اگر نوجوان ذکر رسول اور نعت رسول مقبول سے تعلق رکھیں گے تو یہ ان کی دین اور دنیا کی بھلائی کا ضامن ہو گا۔ علامہ اقبال کے ان الفاظ میں اس پیغام کا خلاصہ کیا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　　اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

محمد خان کلیم (لاہور)

محمد خان کلیم (پ ۲۳ فروری ۱۹۲۳ء) فارسی اور اردو میں ایم اے کی ڈگریاں رکھتے ہیں۔ سکول اور کالج میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ نظم اور غزل لکھتے ہیں۔ حفیظ ہوشیارپوری کے برادر خورد ہیں اور ان کی زندگی میں ہی "محفل" سے بطور مدیر وابستہ ہو چکے تھے۔ قدرت نے ذہن رسا سے نوازا ہے۔ ادب میں پاکیزہ قدروں کے فروغ کے حوالے سے واضح سوچ اور فکر رکھتے ہیں اس لئے حمد و نعت سے شغف فطری ہے۔ نعت میں عقیدت و احترام کے ساتھ ساتھ تبلیغ دین کے تقاضوں کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔ نثر میں بھی تنقیدی اور معلوماتی مضامین لکھتے ہیں جبکہ تاریخ و سوانح پر مشتمل مضامین بھی تحریر کیے ہیں جنہیں ترتیب دے کر کئی کتب مرتب ہو سکتی ہیں۔

۱۔ میں نے مولانا حالی کی نظمیں پڑھیں اور مسدس کے کئی بند مجھے بچپن ہی میں ازبر ہو گئے۔ میں نے ۱۹۳۹ء میں پہلا شعر نعت میں کہا۔

تخلیق کائنات کا منشا تمہیں تو ہو خالق کے دل کی پہلی تمنا تمہیں تو ہو

۲۔ میں شروع ہی سے مولانا احمد رضا بریلوی، حسرت موہانی اور بیدم وارثی سے متاثر ہوں۔

۳۔ میں نعت کے بارے میں کیا نظریہ پیش کروں میں تو نعت گوئی کے تقاضوں ہی سے بہرہ ور نہیں۔

۴۔ میرے نزدیک نعت گو کو حضورؐ کی بارگاہ اقدس کے ادب و احترام کے تقاضوں کو سمجھنا چاہیے۔

۵۔ میرا یہ ایمان ہے کہ با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار۔ میں ایک شعر بھی جو نعت کے آداب کے تقاضے پورے کرے آج تک نہیں کہہ سکا۔ یہ کوئی انکساری نہیں اظہار حق ہے۔

۶۔ جدید و قدیم کی نعتوں میں ہمارے مذہبی فرقے ظاہر ہوتے ہیں اور بعض اوقات مخفی اور ذاتی اظہار کے پہلو کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ جدید نعت میں قدیم کے مقابلے میں بڑے اضافے ہوئے ہیں۔

۷۔ نعت گوئی میں نئی تجربے خوب ہوتے ہیں۔ بعض شعراء نے نعت کی فنی اور صوری صورتوں میں بڑی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔

۸۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں نعت پر کتب انعام پانے لگیں۔ نعت کے مشاعرے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر آئے۔ صلہ و ستائش کے ان نئے حالات سے نعت گوئی اور نعت خوانی میں قابل داد اضافے ہوئے۔ یہ کیفیت میرے دل میں بھی بارہا مسلسل پیدا ہوتی ہے، لیکن اللہ کی بارگاہ میں دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے

۹۔ نعت پر تنقید و تحقیق کا ہر دور میں اپنا مقام رہا ہے۔ بعض اوقات تنقید کے زاویے سیاست اور فرقہ بندی کی نذر ہوتے نظر آتے ہیں۔

۱۱۔ مجھ پر یہ کرم ابھی تک نہیں ہوا۔

۱۲۔ میں اس بحث میں حصہ نہیں لے سکوں گا۔ یہ "احوال" ہیں۔ جن پر گفتگو میرے بس سے باہر ہے۔

۱۳۔ میں نے اس سلسلے میں کوئی نمایاں خدمت سرانجام نہیں دی۔

۱۴۔ یہ دونوں مقامات ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ ان کے تقاضے اور فیوض بھی جدا ہیں۔

۱۵۔ میرے لئے نعت کا شعر کہہ لینا ہی شرف ہے اور میں نے کچھ نہیں کیا۔

[illegible] میں حضورؐ سے محبت کی کیفیتیں ہر لحظہ فروغ پاتی چلی جائیں ۔۔

[illegible]

دل [illegible] تمہیں تو ہو ٭ ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہیں تو ہو

علامہ رسول ازہر (لاہور)

[illegible] ۱۵ ستمبر ۱۹۲۳ء) [illegible] نعتیہ کلام میں عربی اور فارسی الفاظ و ترکیب استعمال [illegible]

[illegible]

ازہر اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں جبکہ محبت و عقیدت کے اظہار میں ان کا لہجہ اپنا ہے۔

[illegible]

ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما

[illegible] ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو! پھر ارشاد ہوا: انک لعلیٰ خلق عظیم [illegible] ارشاد ہوا: و رفعنا لک ذکرک [illegible] یہاں تک کہ آپ پوری انسانیت کے لئے بہترین نمونہ ہیں: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ آپ کے اخلاق کیا تھے تو [illegible] کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے؟ کان خلقہ القرآن: آپ کا اخلاق قرآن ہے۔ بس یہی اور اسی قسم کے بہت سے محرکات تھے۔ جن سے یہ فقیر نعت کی طرف مائل ہوا۔ اوپر چند اشعار از راہ احسن پیش خدمت ہیں

[illegible]

امی و صاحب کتاب ہدیٰ　　گفت یزداں ثنائے [illegible]
غایت کائنات و لوح و قلم　　شمع نور صاحبان [illegible]
نوع انساں کا محسن اعظم　　مظہر ذات ربی الاعلیٰ
پیکر نور و رحمت عالم　　آیہ [illegible]
نجم و شمس و قمر لقد اخفت　　[illegible] انجلی لقد شاء
زندگی جس کی سربسر قرآں　　خلق جس کا ہے شرح ما یوحیٰ
حامل انہ لقول کریم　　صاحب ہوش دیدہ ور دانا
محرم ذات و صاحب معراج　　اسم احمد لقد جاء
منعم و متقی و جواد و کریم　　حامل وحی و قاری اقرا
شاہد اویس مجنوں کا　　مظہر قول حق : [illegible]
وارث کنز لا الہ ازہر　　لامکاں کا مکین بے ہمتا
محرم روح الامین کا شاہد　　قاب قوسین صاحب اسریٰ
صاحب عصر و نجم و شمس و قمر　　حافظ رمز علم
ن و ق و قلم کا پردہ سرا　　حسن لیس کا امیں طہٰ
سر مسلم کا عارف　　رمز حم ص کا رونما
جس کا منشور عظمت آدم　　حسن معیار آدمیت کا
جو مری آرزو کا مسکن ہے　　جو مرے دل کا ملجا و ماویٰ
جس پہ قرباں ہوں مرے ماں باپ　　جس پہ قرباں ہو "ازہر" خستہ

وہ رسالت مآب کا شاعر
شاعر صاحبِ کتاب ہدیٰ

۲۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدح اور [illegible] ہاتھوں سے [illegible]
آپ کی مدح کا شرف حاصل ہے اور [illegible] ہاتھوں سے بچا ہیں۔ آپ نے
ارشاد فرمایا:

اذا اجتمعت یوماً قریش لمفخر　　فعبد مناف سرہا و صمیمہا
و ان فخرت یوماً فان محمداً　　ہو المصطفیٰ من سرہا و کریمہا

جب قریش کسی روز فخر و مباہات کے لئے اکٹھے ہوتے تو [illegible] عبد مناف ہی قریش کی جڑ اور اصل ہے۔ اور (آنحضرت کی تشریف آوری کے بعد) جب قریش مکہ فخر و مباہات کے لئے جمع ہوتے تو کہتے:
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان میں پسندیدہ اور برگزیدہ ہیں جو عزت و افتخار میں اولیت اور بزرگی کا تاج پہنے ہوئے ہیں۔

آنحضورؐ کے دوسرے اہم مداح جاہلیت کے نامور شعراء اعشیٰ بن قیس اور کعب بن زہیر ہیں۔ کعب بن زہیر نے جب اپنا قصیدہ: "بانت سعاد" آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پیش کیا تو آپ اتنے خوش ہوئے کہ آپ نے اپنی چادر مبارک اتار کر ان کو بطور انعام مرحمت فرما دی اور اسی لئے اس قصیدہ کا نام قصیدہ بردہ پڑ گیا کہ بردہ عربی زبان میں چادر کو کہتے ہیں۔ واقعہ سے متاثر ہو کر ایک نعت میں اس فقیر بے مایہ اور درویش بے نوا نے بھی یہ شعر کہا:

واہ کیا مقبول تا پہنچا ہے "ارشد" یہ فقیر　　جب سے شعروں پہ ملا سرکار سے چادر ہوئی

ہجرت کے بعد جب قریش مکہ نے ہجو گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شدت اختیار کی تو ان کا مسکت جواب دینے کے لئے آنحضورؐ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا: **اهجهم و معک روح القدس** اے حسان! ان کی ہجو کرو اور روح القدس تمہارے ساتھ ہے۔

حضرت حسانؓ مطبوع شاعر تھے۔ آپ نے بعد اپنی تمام عمر خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقف کر دی۔ یہ فقیر ان کے نعتیہ شعروں سے بھی عقیدت و رجوع کرتا ہے۔ وہ ایک مقام پر نعت گوئی کا حق یوں ادا کرتے ہیں:

و احسن منک لم تر قط عینی　　و اجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرا من کل عیب　　کانک قد خلقت کما تشاء

"اور میری آنکھ نے ہرگز ہرگز کبھی آپ سے زیادہ خوبصورت اور خوش سیرت نہ دیکھا اور کسی صنف نازک نے کبھی آپ سے زیادہ کسی صاحب جمال کو سعادت ولادت دی۔

اے حبیب آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا آپ ویسے ہی پیدا کئے گئے جیسا کہ آپ خود چاہتے تھے۔"

عربی کی طرح فارسی اور اردو میں بھی نعت کی بڑی قدیم اور پختہ روایت ہے۔ ہر شاعر اپنا دیوان مرتب کرتے وقت سعادت کے طور پر اس کی ابتداء ہمیشہ حمد اور نعت سے کرتا ہے۔ جوں جوں ان شعراء کا مطالعہ کیا ان کا یہ گلدستہ عقیدت و محبت کی وسعت ملی۔ بعض شعراء نے اپنے کلام کے دوران ایمانی محبت میں بے مثال نعتیں کہیں جن میں سعدی، جامی، امیر خسرو، غالب، محمد جان قدسی، محسن کاکوروی، حالی، ظفر علی خاں اور اقبال پیش پیش ہیں۔ سعدی فرماتے ہیں:

بلغ العلیٰ بکمالہ　　کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ　　صلوا علیہ و آلہ

"حبیب آپؐ منصب اعلیٰ کمال پر فائز ہیں۔ آپ نے پیکر نور میں سے ظلمت و تیرگی کا پردہ چاک ہو گیا۔ آپؐ مجمع حسن و خوبی ہیں۔ جاں کی زبان سے کہ تم سب (خدائے بزرگ و برتر اور اس کے فرشتوں کے تتبع میں) درود و سلام کی سوغات بھیجو اور ہمہ تن دم بدم بھیجتے رہو۔

محمد جان قدسی کی یہ نعت:

مرحبا سید مکی مدنی العربی　　دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی　　آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

اور مولانا جامی کی یہ نعت:

نبی حبیب عربی مدنی قرشی   کہ بود درد و غمش مایہ شادی و خوشی

در

نسیما جانب بطحا گزر کن   ز احوالم بہ محمد را خبر کن

اور شاہ عبدالعزیز کے یہ لازوال چار مصرعے:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر   من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور امیر خسرو کی یہ نعت:

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہ ہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

یہ سب کے سب ایک خاص کیفیت کا پرتو بن کر دیدہ و دل پر مرتسم ہیں کہ یہ عشق رسول اور اس کی سوختہ جانی، گہرائی اور پہنائی کے آئینہ دار ہیں۔

حافظ شیرازی نے کوئی مستقل نعت نہیں کہی مگر غالب کی طرح گاہ گاہ لازوال نعتیہ شعر کہے:۔

نگار من کہ بہ مکتب نرفت و خط ننوشت   بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد
اگرچہ عرض ہنر پیش یار بے ادبیست   زبان خموش ولیکن دہاں پر از عربست

غالب کی یہ نعت جس کا مقطع لازوال ہے:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ داں محمد است

اس کی بخشش کا پروانہ نظر آتی ہے۔

اردو شعراء، فارسی شعراء سے متاثر ہوئے لہٰذا نعت گوئی ان کے ہاں بھی کسی نہ کسی صورت میں موضوع سخن ہے اور انشاء اللہ خاں انشا ایسے ظاہرداری شاعر کا دامن بھی اس سے خالی نظر نہیں آتا:

آپ خدا نے جب کہا، صل علی محمد   کیوں نہ کہیں پھر انبیاء صل علی محمد
عرش سے آتی ہے صدا، صل علی محمد   نور جمال مصطفےٰ صلی علی محمد

[illegible] باعث تخلیق [illegible] فخر جمیع مرسلین، رہبر و ہادی رسل
ہے جس کے ہو گئی آتش [illegible] گل — بعد نماز تھا یہی ورد و وظیفہ رسل

[illegible] صلی علی محمد

[illegible] تک نہیں جاتے مگر جہاں کہیں رسالت مآب صلی اللہ [illegible] پہونچ گئے ہیں اور ان کے کلام میں علو خیال، [illegible] پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ملکوتی فضاؤں میں شہپر جبریل پر پرواز کرتے ہوئے

[illegible] عصر حاضر میں مسیحائی کا کام کیا اور بت خانہ ہند میں [illegible] فقیر اقبال سے اس [illegible]

[illegible] اور آپ کی بعثت کی جو اہمیت نوع [illegible] صورت میں ممکن ہے کہ آنحضور سے صرف [illegible] صوری محاسن سے نگاہ سے ماوری بطور رسول کائنات اور محسن اعظم [illegible] عظمت کا [illegible] شعر میں عکس ہو

[illegible] اپنے ظرف کے مطابق اپ [illegible] سے سراپا و موضوع [illegible] سے علیحدہ ہیں کہ [illegible] کہتا ہے۔ کوئی [illegible] کا ایک ہے۔ کوئی راہ مدینہ میں غبار راہ ہے کا [illegible] کے شہر کی گلیوں میں چلنے پھرنے کی سعادت سے [illegible] میں چلنے پھرنے کی سعادت کے حصول کا تمنائی ہے۔ کوئی آپ کے روضہ اقدس [illegible] کوئی آپ کی رحمۃ للعالمینی کو دل میں بسا کر اور آپ کی تعلیمات اور [illegible] کی آواز بن جاتا ہے۔ یہی ظرف کے فرق سے محبت نہیں مگر محبت کی آوازیں بدلتی رہی ہیں:

[illegible] ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

[illegible] کے مضامین جو پیکر نبوت کے صوری و معنوی حسن سے متعلق [illegible] اپنے اپنے محیط میں عقیدت و محبت کے پھول کھلاتا اور عرض ہنر [illegible] کا حسن واقعی ہے اور جو پرت در پرت ظاہر و باطن پر مشتمل ہے

اور دامن کش [illegible] ہے۔ [illegible] یہ امر اپنی جگہ ایک حقیقت کبریٰ ہے کہ آپ حق تعالیٰ اور اس [illegible] ہیں اور [illegible] میں [illegible] کے حوالے سے ایک مثالی عملی نمونہ ہیں۔ اس سے آپ کی سیرت مبارکہ کے گوناگوں زندگی [illegible] کرتا ہے۔ [illegible] ہے کہ آپ کی ذات اقدس سے محبت [illegible] تعبیر و تکمیل اور تہذیب و تزکیہ میں [illegible] کے محسن اعظم ہیں اور آپ کی ذات [illegible]

[illegible]

[illegible]

کہہ دیا لا تقنطوا [illegible] کسی نے کان میں

اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

[illegible]

اور دل کو سر بسر محو تمنا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

[illegible] رسالت مآب صلی اللہ علیہ [illegible] کی محبت [illegible] حق ہے مگر یہ محبت بھی [illegible] تقاضا [illegible] ہے۔ [illegible] اور [illegible] محبت [illegible] ادب کی [illegible] ہے۔ فی الحقیقت [illegible] شدید [illegible] گوئی کی بجائے [illegible] خاموشی اور سکوت [illegible]

خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

اور جہاں نفس کا گم کر دینا ہی کمال ادب اور ادائے حق محبت ہے :۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

یہ تو ممکن ہے کوئی رند مے الست حق تعالیٰ کی جناب میں وفور جذب و مستی میں شوخی اظہار کا مرتکب ہو جائے مگر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں یہ جسارت کسی طور پر مباح نہیں :۔

با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

پس یہی وہ مشکل مقام ہے جو پل صراط کی طرح تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے۔ [illegible] ہر دلی

[illegible] ادب [illegible] ۔ کمال ہوشیاری و ہوش مندی گزرنا لازم ہے۔ عرفی اس حقیقت کا کماحقہ' ادراک رکھتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ:۔

[illegible] شتاب [illegible] رہ نعت است ۔ صحرا است   ہشدار کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

[illegible] تبریزی ایسے صوفی شاعر نے اس صورت حال کی نزاکت کا ایک نئی جہت سے اس درجہ احساس کیا کہ انہوں [illegible] نام پاک و زبان پر لانے کے لئے طور قرینہ محبت اس حسن اہتمام کو عبادت جان کر اپنایا:۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب   ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

[illegible] نعت کے باب میں بشرطیکہ جذبہ صادق ہو' نہ کوئی نعت قدیم ہے اور نہ جدید۔ البتہ نعتیہ کلام کی قدر و قیمت کا [illegible] جذبہ کی سچائی اور اس کے نفس مضمون پر ہے۔ اگر کوئی نعت محض صوری محاسن سے لگاؤ کا نتیجہ ہو تو اس کی [illegible] محدود اور جذباتی ہے لیکن اگر مقصد نبوت سے وابستگی کا ثمر ہو اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بطور رحمتہ للعالمین حقیقی عظمت کو واضح کرنا مقصود ہو تو اس کی [illegible] غیر محدود اور آفاقی ہے۔ حضور کا سراپا بھی یقیناً" نعت کا [illegible] منظر حصہ ہے لیکن اگر کسی نعت گو کی توجہ صرف آپ کے حسن و جمال ظاہری ہی پر رک جائے تو یہ ایک داخلی [illegible] محبت تو ہو سکتی ہے مگر کائنات گیر اور عالم پناہ نہیں کہ آپ نہ صرف حسین و جمیل تھے بلکہ دکھی انسانیت کے [illegible] اور [illegible] کے لئے رسول رحمت بھی ہیں۔ نعت محض جذباتی عاشقانہ شاعری نہیں بلکہ مقصد بعثت اور وہ ار سلناک [illegible] رحمتہ للعالمین کے مقصد نبوت سے [illegible] ہمارے بہت سے قدیم شعراء یا بہت سے جدید شعراء بھی اس [illegible] فرق کو پیش نظر نہیں رکھتے اور لغزیدہ پا ہو جاتے ہیں اور اس اعتبار سے نعت بہت حد تک جذباتی صوری محاسن اور [illegible] شاعری کے مترادف ہو کر رہ جاتی ہے اور ہمارے بہت سے میلاد نامے اور معراج نامے اس کی مثال ہیں:

معراج کی رینا دھوم مچی' اک راج دلارا آوت ہے

یا

[illegible] آج تو اے گیسوؤں والے آ جا   کملی والے مجھے کملی میں چھپا لے آ جا

یا

اچھا نہ کبھی ہوں گا   میں بیمار نبی ہوں

[illegible] اس ذات گرامی کے بارے میں کہا گیا ہے جو کائنات میں اکمل و افضل اور جسم و روح کی بالیدگی اور توانائی کا سرچشمہ اور [illegible] قلم اور عظمت نوع آدم ہے۔ تاہم یہ امر خوش آئند ہے کہ عصر حاضر کی جدید نعت میں اس حقیقت [illegible] سے زیادہ [illegible] جانے لگا ہے اور نعت محض پیکر نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری نقوش حسن اور خدوخال کو نمایاں کرنے ہی پر منحصر نہیں بلکہ بطور انسانیت کامل آپ کی سیرت طیبہ کے ہمہ جہت اخلاق و شمائل کے اظہار

کا ذریعہ بھی ہے کہ کرب زدہ انسانیت کے لئے آپ کے زندگی بخش پیغام سے جڑے رہنا ہی اور ہمہ گیر حیثیت اختیار نہیں کر سکی پیغام زندگی کے وہ بے مثال نقوش کرب سے نجات کا واحد انسانیت نے جادہ شیریں نعت سے حاصل کی معنی میں وہ نعت جو آپ کی سیرت کے ایسے آفاقی پہلوؤں کی عکاس ہو جدید نعت کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔ عشق کی ...

ازل گیرد، ابد گیرد، قضا گیرد، قدر گیرد   رکابش را، عنانش را، عنانش را، رکابش را

نغمہ پابند نے نہیں ہے   فریاد کی کوئی لے نہیں ہے

شرط صرف جذبہ محرک کی صداقت اور عاشقیت ہے اور حضور کی ذات سے غیر مشروط قلبی تعلق اور محبت ہونی چاہئے اس سے نعت کی نوعیت میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ البتہ اس کی قدر و قیمت کا دارومدار اس کے حسن مضمون اور ... پر ہے۔ عربی زبان میں نعت، مدح یا تعریف کرنے اور وصف بیان کرنے کو کہتے ہیں چاہے وہ کسی کی بھی ہو۔ قرآن مجید میں ... پر بھی نعت کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے۔ یہ لفظ آپ کے لئے خصوصی طور پر ... اس وقت خصوصی قدر کا حامل بنا جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و محاسن بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے اوصاف واصف یا وصاف کے 'ناعت' کا لفظ استعمال فرمایا:

"یقول ناعتہ: لم ار قبلہ' ولا بعدہ' مثلہ' صلی اللہ علیہ وسلم۔"

"آپ کا ناعت (وصف بیان کرنے والا علیؓ) کہتا ہے کہ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد اس نے کوئی آپ جیسا نہیں دیکھا۔" حضرت علیؓ کا یہ قول ایسی مکمل نعت ہے کہ آپ بے مثال ہیں۔ اس فقیر کی بات ہے کہ آپ بے مثال ہیں ... کی نعت کا ایک شعر یوں ہے: ۔

ترے کئی باب میں مثل خدا موجد ہوں   کہ میرے ... میں انتظار ... چھ رہے

۸۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دور حاضر میں صنف نعت بہت مقبول ہوئی ہے اور چند شعراء نے محض اس صنف کو خصوصی طور پر اپنایا اور اسے اپنے شعری تشخص کی بنیاد بنایا۔ موجودہ دور میں حفیظ جالندھری، عبدالعزیز خالد، صاحبزادہ نصیر الدین نصیر، ... قادری، حافظ لدھیانوی، محمد امین نقوی، افضل فقیر اور حفیظ تائب اور دیگر بہت سے نام بخود ذہن میں ابھرتے ہیں۔

عصر حاضر میں نعت کا موضوع اس سے بھی بہت مقبول ہوا ہے یہ قدیم روایت سے بنیادی طور پر شعوری طور ہم آہنگ ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مسائل کا حل مرحمت فرماتے ہیں وہ رنگ، نسل اور نسب سے قاطع اور شرف آدم کے علمبردار اور عالم انسانیت کے لئے عملی طور پر اپنی ذات گرامی کو پیش فرماتے ہیں۔ پہلے دور میں محض عقیدت اور محبت کا غلبہ زیادہ رہا۔ اب منشور آدم موضوع سخن ہے۔ اخوت، حریت اور مساوات کے تذکار حسنہ کا ذکر جمیل ہے تاکہ دکھی انسانیت طمانیت قلب اور سکون و آسودگی سے بہرہ مند ہو جو آپ کی سیرت مطہرہ اور اخلاق کریمانہ کا لازمی نتیجہ ہے۔

[illegible] دور میں نعت کو بطور صنف سخن [illegible] "زیادہ فروغ ملا۔ کہ وہ خود کو اسلام کے [illegible]" زیادہ داعی [illegible] ... اشاعت دین ہوگیا۔ لوگ بادشاہوں کی راہ کو [illegible] حضرات بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر متاثر ہوئے۔ [illegible] صرف مسرت کا اظہار کیا بلکہ اس کی خصوصی تقریب میں ذوق و شوق [illegible] یہاں تک [illegible] نعت گوئی [illegible] طبقہ [illegible] سخن [illegible] فروغ ملا اور بعض نعت خواں حضرات نعت گو شاعرین [illegible] عقیدگی [illegible] اور دانشور طبقے میں قسم دہریت کا [illegible]

[illegible] باعث خیر و برکت ہے۔ شعر میں "نسبت" زیادہ تاثیر [illegible] لہٰذا نعت کا عمدہ شعر آپ ہی آپ روح میں حلول [illegible] اور تہذیبی طور پر انسان کو [illegible] خوش نفس اور رفیق [illegible] آشوب کے مصداق سامان سکون و آسودگی فراہم کرتا ہے۔

[illegible] محبت میں بھر [illegible] محبت کا شدید جذبہ اپنی گرفت میں لیتا ہے تو [illegible] دوری سے [illegible] کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ پھر خیال ہی خیال میں [illegible] اور [illegible] لگتی ہیں

گرچہ دوریم بیاد تو قدح می نوشیم بعد منزل نہ شود در سفر روحانی

کچھ ایسی ہی کیفیت اس فقیر کی بھی ہو جاتی ہے اور ایک دور افتادہ ہجر زدہ مسافر [illegible] کی صورت میں وہاں پہنچ جاتا ہے:-

حبذا شہر پیمبر میں ملا [illegible] طواف [illegible] رقص میں ہے جان گرامی ازہر

"[illegible] ابھی تک [illegible] سعادت سے محروم ہوں۔ [illegible] ہجر زدہ ہوں اور چشم کرم کا امیدوار ہوں اور یوں خواب میں بھی خیال کو ان سے معاملہ رہتا ہے:-

اب تو [illegible] روشن سے روشن تر ہوئی میرے غم خانے پہ بھی ان کی نظر "ازہر" ہوئی
[illegible] چشم [illegible] فریاد [illegible] نیم خوابی میں یہ کیا دستک در دل پہ ہوئی

[illegible] موضوع یا دو مختلف رویے نہیں بلکہ بقدر ظرف محبت ہی کے دو پرت ہیں اور یوں

ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کا حسنِ ذات ہر دور محیط [illegible] ہی کل [illegible]

۱۳۔ اس باب میں میری بساط بہت فروایہ ہے البتہ ایک قصیدہ [illegible] ط ہے۔

۱۴۔ اگر نعت کو شاعر نعت خوانی کا حق [illegible]) تو [illegible]
تاثیر میں دو چند ہو جاتی ہے [illegible]
کی محفلوں میں جب عاشقِ رسول [illegible] نہیں ہے
کی کیفیت وجد آفرینی بر [illegible] امیر [illegible]
اقبال نہیں۔ یہ فقیہ [illegible]

۱۵۔ بس کبھی کبھار مشاعروں میں شرکت کی سعادت تک ہی بہرہ مند ہوں۔

۱ - مصطفی [illegible] است

بدر فاروقی (کراچی)

[illegible] ۱۹۲۲ء [illegible]
عقیدہ مسلمان ہیں اور مشرقی تہذیب کا [illegible]
نعتیہ شاعری کے نمایاں اوصاف ہیں' آپ کی نعتیہ شاعری میں عقیدت [illegible]
انسانی زندگی کو ضرورت ہے اس کی بھی صدائے بازگشت عام ملتی ہے۔ [illegible]
[illegible] خصوصی طور پر [illegible] بدر فاروقی کی شاعری سے خاص طور [illegible]
نعت میں محبت رسول کے دلاویز نمونوں کے ساتھ ساتھ شعری محاسن کا بھی خاص طور پر خیال کیا گیا ہے۔

۳۔ میں نے پہلی نعت ۱۹۲۶ء میں کہی اس کے تین شعر پیش کر رہا ہوں۔

تو پیکرِ نشاط خدائے بلند تر — ترا وجود باعثِ تخلیقِ [illegible]
تو نے محبتوں کے خزانے لٹا دیے — انسان تھا حیات کے معنی سے بے خبر
تو منزلِ حیات کا رہ اور راہبر — تو راہِ زندگی کا چمکتا ہوا گہر

اس میں شک نہیں نعت کہنا ایک سعادت ہے اگر اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت اور توفیق [illegible]
سکے تو ایسی صلاحیت رکھنے والے ہر مسلمان کے دل میں اس سعادت کے حصول [illegible]
کہ وہ اس سعادت سے بہرہ اندوز ہو۔ رہا میرا معاملہ تو نعت کہنے کی توفیق مجھے پیدا ہوئی [illegible]
ذکر اوپر کیا گیا اور دوسری وجہ جس نے مجھے نعت لکھنے کی طرف راغب کیا [illegible]
سننے یا پڑھنے کا موقع میسر آیا اس میں مجھے محبت و عقیدت تو پورے طور [illegible]
جبکہ ثنا خواں [illegible] مدحت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن آپ کی سیرت مبارکہ امت محمدیہ کی ایسی ضرورت ہے جس کی رہنمائی میں جادہ پیما ہو کر ہم دونوں جہاں کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں۔

۵۔ شاعری کی جتنی بھی اصناف ہیں ان میں صنف نعت ایک ایسی صنف ہے جس میں بڑی نزاکتیں ہیں اور اس میں احتیاط ضروری ہے۔ اس عاجز نے اپنے طور پر اس کا پورا دھیان رکھا ہے اور رکھنے کی کوشش کی ہے اس کے باوجود یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میری نعتوں میں کہیں کوئی کمی موجود نہیں ہے۔ اگر کہیں کوئی کمی موجود ہو گی تو وہ سہواً ہو گی یا میری فکری معذرت۔ بہرحال نعت کہتے وقت شاعر کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ وہ عامیانہ اور سوقیانہ الفاظ سے بچے نیز یہ کہ عبد و معبود کے فرق کو پورے طور پر ملحوظ رکھے عقیدت و محبت میں نعت گو شعراء بعض اوقات ایسے مضامین نظم کر جاتے ہیں جس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اشعار ذیل کو دیکھیے جس میں اس احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔

(۱) اللہ کے پیچ میں وحدت کے سوا کیا ہے	جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے
(۲) نار نمرود میں آپ کے نور سے	سب نے دیکھا شراروں کو نیند آ گئی
(۳) سوئے گلشن کوئی دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر	سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

۶۔ دور قدیم کے شعراء نے نعت میں اوصاف ہوئی فضائل ہوئی نیز شمائل شریفہ کو زیادہ پیش کیا ہے۔ کم شعراء ایسے ہیں جنہوں نے سیرت طیبہ کی طرف توجہ دی۔ موجودہ دور کے شعراء کی توجہ ادھر بھی رہتی ہیں۔ بس اسلوب اور وقت کے فرق کے ساتھ اور یہ فرق کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہے جس کی بنیاد پر آج کی نعت کو جدید نعت کہا جائے۔

۷۔ نعت کی ہیئت کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ ہر ہیئت میں ہو یا ہائیکو میں ہو آزاد نظم میں یا نثری نظم میں یا کسی اور صورت میں۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس میں نعت کے جو حدود و لوازمات ہیں وہ موجود ہوں۔

۸۔ یہ حقیقت ہے کہ اس دور میں نعتیں زیادہ کہی گئیں اور اس کے مجموعے بھی بڑی تعداد میں سامنے آئے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ جنرل سید ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت شریف کو زیادہ فروغ ملا۔

۱۱۔ حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت ابھی تک تو نہیں حاصل ہوئی لیکن خواہش ضرور ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن آئے روضہ اطہر پر حاضری کی سعادت حاصل ہو۔

۱۲۔ حسن صورت اور حسن سیرت مل کر حسن کی تکمیل کرتے ہیں اگر حسن صورت ہو اور حسن سیرت معدوم تو اسے حسن نہیں کہا جا سکتا۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذات مبارکہ ہر دو صفت سے ان کے اکمل ترین درجہ پر فائز تھی لیکن اہم چیز آپ کی سیرت طیبہ ہے جس کا تعلق آپ کی نعت سے ہے جس کا اظہار اس آیہ شریفہ سے ہوتا ہے (ترجمہ) وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔

۱۳۔ نعت گوئی میں شاعری کی قدر اہم ہوتی ہے اور نعت خوانی میں لہجہ اور ترنم کو زیادہ دخل ہے۔ مجھے نعت خوانی کا شرف حاصل نہیں ہے۔

۱۶۔ اس وقت جن حالات سے مسلمانان عالم گزر رہے ہیں انہیں دیکھتے ہوئے یہی بات کہی جا سکتی ہے کہ اس امت کے ہر فرد کو یہ سوچنا چاہئے کہ ایسا کیوں ہے جبکہ اللہ رب العزت کا فرمان تو یہ ہے کہ تم ہی ارفع و بالا رہو گے اگر تم مومن ہو۔ ہم خود کو مسلمان کہتے ہیں پھر یہ صورت کیوں ہے۔ جہاں تک اس عاجز نے غور کیا اس کی وجہ یہ ملی کہ ہم نے غیروں کی نقل اور اپنی دینی اختراعی راہوں کو اصل دین بنا لیا ہے جبکہ اصل دین قرآن و سنت کی ناقابل تبدیل راہیں ہیں انہیں پر سختی سے عمل پیرا ہو کر موجودہ صورت حال سے نمٹا جا سکتا ہے۔ ہم سب کو عموماً" اور نوجوانوں کو خصوصاً" چاہئے کہ قرآن اور سنت نبوی کو اپنا شعار بنائیں تاکہ فلاح و کامرانی ان کے قدم چومے۔

تابش دہلوی (کراچی)

تابش دہلوی اردو کے شعراء میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ غزل و نظم کے ساتھ ساتھ نعت بھی لکھتے ہیں۔ خلوص سادگی اور محبت آپ کی نعت کے نمایاں ترین اوصاف ہیں۔ زبان پر دسترس اور قادر الکلامی کے عمدہ نمونے آپ کے ہاں عام ملتے ہیں۔

۱۔ ایک دن خیال آیا کہ مسلمان ہوں، شعر کہتا ہوں، نعت کیوں نہیں کہتا۔ اسی روز سے ذہن و دل نعت گوئی کی طرف رجوع ہوئے اور ایک نعت کہی جس کے چند شعر درج ذیل ہیں۔ یہ نعت ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا ریڈیو سے نشر ہو چکی ہے اور اس مشاعرے کے پروڈیوسر ن۔ م۔ راشد تھے۔

اگر بار عصیاں ہمارا بہت ہے — محمدؐ کا لیکن سہارا بہت ہے
ہر اک خاک کو کیمیا کرنے والے — تری اک نظر کا اشارہ بہت ہے
مدینے کی گلیوں سے ہرگز نہ لوٹیں — زمانے نے یوں تو پکارا بہت ہے

۲۔ اردو اور فارسی کے بعض نعت گو شعراء کے یہاں افراط و تفریط سے مملو نعتیں ملتی ہیں۔ میں صرف محسن کاکوروی، مولانا ظفر علی خاں اور علامہ اقبال اور فارسی میں سعدی، عرفی اور انوری کو پسند کرتا ہوں۔

۳۔ جب اللہ اور اس کے فرشتے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و صلوۃ بھیجتے ہیں تو مسلمانوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ بھی صلوۃ و سلام بھیجیں اور نعت بھی ایک طرح سے صلوۃ و سلام ہی تو ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے جو نجات اخروی کا وسیلہ بھی۔ بہ نعت گوئی سے نہ صرف مدح رسولؐ کا منصب پورا ہوتا ہے بلکہ شاعر کا اپنا بھی تزکیہ نفس ہوتا ہے۔

۴۔ آج کل ساری دنیا میں احیائے اسلام کی چھوٹی بڑی تحریکیں جاری ہیں، نعت بھی احیائے اسلام کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ عبادات اور معاملات کا سارا نظام اسوہ رسولؐ کا عملی نمونہ ہے اور چونکہ نعت بھی اسوہ رسولؐ و تعلیمات رسولؐ کے اظہار و بیان کا وسیلہ ہے اس لئے اگر نعت گو شعراء اسوہ رسولؐ اور آپؐ کی تعلیمات کو اپنا موضوع بنائیں تو یقین ہے کہ ہماری نئی نسل پوری طرح بہرہ مند ہو سکے گی اور اس طرح کم از کم برصغیر کی حد تک دس بیس قرنوں میں یقیناً" وہی عروج پھر حاصل کر سکے گی جس کی درخشاں مثالیں تاریخ کی زینت ہیں۔

۵۔ [illegible] "با محمدؐ ہوشیار" یہ مراحل نہایت مشکل ہیں اور نعت کہنا دشوار سے دشوار [illegible] کی طرف شرع اور محبت رسولؐ کی کشاکش اور پھر توحید خاص کے قیود کا [illegible] اور گستاخی معاف بڑے بڑے اس راہ میں بھٹک گئے ہیں۔ میں اپنی [illegible] اسوہ اور تعلیمات کو مدنظر رکھتا ہوں۔ معلوم نہیں کہاں تک کامیاب ہوں۔

۶۔ [illegible] شمائل رسولؐ کو [illegible] زندگی کے جدید محرکات و تصورات کی [illegible] کوشش خاصی کامیاب ہے اس کی مثالیں علامہ اقبال کے یہاں بہت ملتی ہیں۔

۷۔ [illegible] ان ہیئتوں کی [illegible]

۸۔ دور حاضر بے شک نعت کا دور ہے [illegible] جو ساری دنیا میں رو بعمل ہیں۔ [illegible] مشاعرے ہیں [illegible] کی محروی کی بنا پر [illegible] ہوں ۔ ابھی نعتیں کہیں اور پھر یہ سلسلہ چل [illegible]

۹۔ نعت کے باب میں تنقید او[illegible] جو کام ہوا وہ بڑا مستحسن ہے مگر یہ کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے' دوسری اصناف کی طرح اس پر مزید تو[illegible] ضرورت ہے اور اس صنف کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے امت [illegible] اخلاقی اصلاح [illegible]

۱۰۔ [illegible] میں پیدا ہوتی [illegible] بحمداللہ دو مرتبہ پوری ہو چکی ہے مزید کا آرزو مند ہوں۔

[illegible] حضورؐ کا [illegible] رہا جو آپ نے ایک عہد ساز اور تاریخ ساز مصلح کی حیثیت سے عالم بشریت [illegible] کی تصویر میں امت مسلمہ کے عروج و زوال کی پوری کہانی [illegible]

۱۲۔ [illegible]

۱۳۔ [illegible] دوسرے چہروں کی توہین نہ ہو اس کے حوالے سے میں نے کوئی نیا کام نہیں کیا۔

۱۴۔ نعت گوئی میں شاعر کی اپنی ذات تمام تر تابانیوں کے ساتھ شامل ہوتی ہے اور روح کی بالیدگی کو جو لذت دیتی ہے وہ نعت خواں کو میسر نہیں۔ میں نعت [illegible] پڑھتا ہوں اور لوگ کہتے ہیں کہ اچھا پڑھتا ہوں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے [illegible] خدمت [illegible] نعت [illegible] اپنا فرض سمجھتا ہوں اور یہی ترغیب دوسرے شعراء کو دیتا ہوں۔

۱۶۔ [illegible] پرسکون بنائیں۔

ع۔ س۔ مسلم (کراچی)

[illegible] ہیں۔ [illegible] مستقل [illegible] میں مطبوعہ [illegible] "حمد و نعت" "کاروانِ حرم" (نعت) [illegible] "مدح و طیبہ" [illegible] شامل ہیں۔ [illegible] کے ناموں سے واضح ہے کہ زیادہ تر کتب عقیدتی شاعری پر مشتمل ہیں [illegible] انگریزی نثر میں بھی طبع ہو چکی ہے۔ [illegible] سے نعت کہتے ہیں [illegible] قرآن و حدیث کے اثر [illegible] آپ کی عقیدتی شاعری [illegible] مطہرہ کو نعت کا موضوع بنانا نہایت ضروری [illegible] آپ اپنے تقاضوں سے بھی بخوبی آگاہ ہیں۔ قدرت نے نعت گوئی [illegible] ہے اور دین سے بھی۔

۱۔ ابتدا میں نظم اور غزل کی طرف ہی طبیعت کا میلان رہا [illegible] میں شدید [illegible] حضوری کے [illegible]

ایک ساعت جو ملی دربار رحمت میں مجھے
عمر بھر وہ باعث تسکین جاں ہوتی گئی

شاید کی ایک [illegible]
خوف کا [illegible] نعت گو [illegible]
تاہم کچھ مخلص احباب نے [illegible] نعت کہئے آپ کی طبیعت اس کے زیادہ

موزوں ہے کیوں دوسری اصناف سخن یا غیر اہم مضامین میں اپنی صلاحیتوں کا زیاں کرتے ہیں۔ چنانچہ نعت کہنی شروع کی، یک بار یہ سلسلہ شروع ہوا تو طبیعت نے دوسری طرف لوٹنے سے انکار کر دیا، الحمد اللہ، اب صرف حمد، مناجات، نعت اور درود و سلام لکھتا ہوں۔ اردو کے علاوہ پنجابی زبان کو بھی، جو میری مادری زبان ہے، ذریعہ اظہار بنایا ہے۔ پہلی نعت کے دو اشعار ملاحظہ ہوں

یا محمد مصطفےٰ یا رحمت للعالمین   تو پناہ عاصیاں ہے یا شفیع المذنبیں
تو سراپا نور ہے تیرا کوئی سایہ نہیں   کس کے سر پہ سایہ رحمت مگر تیرا نہیں

۲۔ میں نے بھی بقدر ظرف علامہ اقبال، حسرت موہانی، حفیظ جالندھری، دیگر اساتذہ اور اپنے ہم عصر شعراء سے فطرتاً اثر لیا ہے، لیکن اس کا بہتر تعین تو صاحب نظر قاری اور تجزیہ نگاری کر سکتا ہے۔

۳۔ نعت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ صفات میں ان آپ کی محبت اور عقیدت کا عکاس ہونا چاہیے۔

۴۔ میرے خیال میں اکثر نعت گو حضرات رسمی یا وقتی فکر کی بنا پر افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں، اور اظہار جذباتیت میں آسان راستے ڈھونڈتے ہیں، اس سے اجتناب لازم ہے۔

۵۔ نعت گوئی واقعی تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے، صحیح نعتیہ شاعری وہ ہے جس میں نہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان صفات خاص سے متصف کیا جائے جو صرف ذات باری تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں، اس لئے کہ وہ ذات پاک وحدہٗ لا شریک ہے، اور خود رسول پاک کی خالق اور فرستادہ بھی اللہ تعالیٰ کو خالق کے ساتھ ملا دینا حد سے تجاوز کرنے اور شرک کے مترادف ہے اور نہ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) ایک عام انسان کی سطح پر گھسیٹ لانا چاہیے، اس لئے کہ وہ مرسل حق اور اپنے پیدا کرنے والے کے پیامبر تھے، اسلئے ہر مسلمان کے لئے بالعموم اور نعت گو کے لئے بالخصوص ان حدود کے درمیان آپ کی ذات مبارک کے صحیح عرفان کی سعی و کاوش ہر وقت لازم ہے، اور اسی کا اظہار تعبیر عقیدت اور اسلوب نعت میں ہونا چاہیے۔

۶۔ دور جدید میں بعض شعراء نے اپنی ذات کے حوالے سے بھی نعت لکھی ہے۔ اور بعض اوقات ایسے مضامین بھی نعت میں نظم کئے گئے ہیں، جن کا آپ کی ذات، تعلیمات اور سیرت طیبہ سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ بلکہ بعض اوقات تو ایسے مسائل کا تذکرہ بھی کر دیا جاتا ہے، جس کا آپ سے تعلق تو دور کی بات ہے اسلام سے بھی کوئی واسطہ نہیں "ایسی نعتوں" کو بعض لوگوں نے جدید نعت کا نام دیا ہے۔ میرے خیال میں اپنی ذات کے حوالے سے اگر صرف عقیدت و محبت کا اظہار ہو تو یہ درست ہے، لیکن نعت اگر اپنی ذات کے ابلاغ یا اظہار انا کا ذریعہ بن جائے تو یہ پھر نعت نہیں رہی، بلکہ اس کی ضد بن جاتی ہے۔ اور ایک بہت بڑی جسارت بن جاتی، اسے نعت کے بجائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اپنا ہی قصیدہ کہنا درست ہو گا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ اسی طرح سے جدیدیت کے نام پر اگر غیر متعلق مضامین اور نام نعت میں آئیں گے، تو اسے بھی نعت میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ نعت کے لئے ضروری ہے، کہ حق و صداقت کی طرح کھری، خالص، اور بے عیب ہو، اور اس کا مقصد و محور صرف اور صرف ذات رسالت مآب ہو۔

۷ نظم معریٰ' آزاد نظم یا کوئی اور صنف ہو' شاعر اگر ابلاغ میں کامیاب ہے' تو کوئی حرج نہیں' تاہم ایسی اصناف ادبی شہ پارہ تو ہو سکتی ہیں' عوام الناس پر ان کا اثر نہ ہونے کے برابر ہو گا' اس طرح نعت گوئی کا ایک مقصد فوت ہو جائے گا' مزید برآں نعت' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے ساختہ عقیدت اور اس کے اظہار سے عبارت ہے' یہ درود کی طرح ایک عبادت کا درجہ رکھتی ہے' شعر اس کی منظم' مترنم اور فطری صورت ہے' اس کے برعکس نثر میں تصنع کا عنصر شامل ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہ شاعر کی اپنی اپج اور افتاد طبع ہے' جہاں تک نثری نظم کا تعلق ہے' تو یہ عام شاعری میں بھی متنازعہ ہے' نعت میں اس کے بارے میں کیا عرض کیا جائے' آدمی نثر لکھے یا نظم' یہ نثری نظم (یا شعری نثر) کیا شے ہوئی۔ تاہم اصل مسئلہ کیف و جذب کا ہے' اور اگر شاعر اپنے اظہار سے مطمئن ہے' تو وہ جو چاہے' اختیار کر لے۔ لوگ اسے قبول کریں یا نہ کریں' یہ الگ مسئلہ ہے اور غیر اہم بھی

۸- یہ درست ہے کہ دور حاضر میں نعت کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے' اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ میاں ... مرحوم بڑے محب رسولؐ تھے اور انہوں نے بہت سے نعت گو شعراء کی حوصلہ افزائی کی' ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی نعت کو فروغ ہوا' لیکن میرے خیال میں نعت گو بنیادی طور پر اپنی عقیدت' محبت اور سرمدی اور حصول برکت کے لئے نعت لکھتا ہے' نہ کہ صلہ و ستائش کی تمنا کے لئے' ہاں اگر اس کی حوصلہ افزائی ہو تو یہ فطری طور پر اس کے لئے باعث طمانیت قلب بھی ہے' اور حوصلہ افزائی کا سبب بھی' اس میں تحدیث نعمت بھی ہے اور تبلیغ دین بھی' حصول ثواب بھی ہے اور مثال ذکر و اذکار بھی' تاہم یہ نشر و اشاعت مقصود بالذات نہیں ہونی چاہیے۔

۹ نعت پر تحقیق و تنقید بنیادی اہمیت اور افادیت کی حامل ہے' بدقسمتی سے میں چونکہ وطن سے باہر ہوں' کے بذات خود ایسے کام سے کم واقف ہوں جو اس سمت میں ہوا ہے' لیکن اس کی افادیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۱۰ حاضری کی تمنا تو ہمیشہ سے رہی' نعت لکھتے ہوئے بھی اور بعد نعت کے بھی' یہ امر تو میرے تصور کے لئے بھی محال ہے کہ انسان نعت لکھے' اور اس کے دل میں تمنائے دیدار نہ ہو۔

۱۱- اللہ تعالیٰ کے فضل خاص سے مجھے ان گنت بار روضہ رسولؐ پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی' ایک تو میرے کاروبار کی نوعیت ایسی رہی ہے' کہ مجھے اکثر سفر حجاز درپیش رہا' جس سے یہ سلسلہ عمرہ و زیارت رسول مقبولؐ استفادہ نہ کرنا انتہائی بدبختی ہوتی۔ مزید برآں حج اور عمرے کے لئے یہ توفیق بار بار مطلق کی خصوصی سفر بھی کئے۔ جن میں وقت کی تنگی داماں کی شکایت نہ ہوتی تھی۔

۱۲- میری کوشش یہی رہی ہے کہ ظاہری حسن و جمال اور حلیہ مبارک کے تذکرہ میں بھی آپ کے اوصاف حمیدہ اور صفات عالیہ کا عکس ہی نمایاں رہے۔ نعت میں سیرت اور حسن کردار کا اظہار ہی حضورؐ کے اصل شایان شان ہے' ورنہ شاید اس ظاہری صفات کی توصیف میں لکھی ہوئی غزل اور حضور سرور عالمؐ کی شان میں لکھی ہوئی نعت میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔

۱۳- میں نے نعت میں موضوع یا فن کے حوالے سے تنقید و تحقیق کا کوئی کام نہیں کیا' میں نعت کو صرف اپنی عقیدت' محبت اور سعی اطاعت کے حوالے سے جانتا' دیکھتا اور ذریعہ اظہار سمجھتا ہوں' اور میری کوشش ہوتی ہے کہ

پی اس ذاتی عقیدت میں حتی الوسع پوری امت مسلمہ کی اللہ کی محبت و عقیدت نیز اس کے مسائل و مشکلات کی نمایندگی کروں۔

۱۳۔ نعت خوش نصیبی سے ہی کہی جاتی ہے اور دوسرے شاعر کی لکھی ہوئی نعت کی بھی، مبارک ہیں وہ لوگ جن کو یہ توفیق ہے کہ نعت کہہ کر دونوں جہان سے ... اور جو شاعر خوش رسول کی بن کر دین و دنیا کی دولت لوٹ رہے ہیں۔ لیکن نعت سے نیم ... مصلحتاً نعت گوئی تو خود اپنے دل کی گہرائیوں سے خون جگر میں ڈھل کر نکلی ہوئی عقیدت کا نام ہے، ان لوگوں کا کیا کہنا جو دونوں قسم کا شعر رکھتے ہیں، تاہم ترنم سماعت کی جمالی ضرورت تو ضرور پوری کرتا ہے، لیکن اس کی طوالت اور یکسانیت کے تقاضے اکثر اوقات اسماء کی ہیئت اور ان کی معانی بھی بدل دیتے ہیں، اس لئے نعت خوانی کی یکسانیت سے دو کسی حد تک صاحب ... رہنا ہے۔

۱۵۔ دور غزل کے سلسلہ میں مجھے ... ہاتھ ... قبول (رباعی)

بمصطفیٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ اوست　　اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

حیرت الہ آبادی (کراچی)

سید مہدی حسن حیرت الہ آبادی (پیدائش ۱۹۲۹ء) الہ آباد کے رہنے والے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی چلے آئے ... اور ... سلسلہ ... قطعات و غزل پر مشتمل مجموعہ کلام ہیں۔ نیز "منارۂ نور" مطبوعہ نعتیہ مجموعہ ہے جس میں روحانیت اور ... عشق نبی کا ... ملتا ہے۔ جس سے ان کی شگفتہ بیانی اور قادر الکلامی کا مکمل اظہار ہوتا ہے۔ بقول افسر ماہ پوری "انہوں نے حب رسول کا اظہار حسن والہانہ اور بے اختیارانہ طور پر کیا ہے اس سے ان کی نعتوں میں بے انتہا دلکشی اور دلکشی پیدا ہو گئی ہے۔ حیرت کا یہ حسین و جمیل اور دل افروز ایمان افزا مجموعہ نعت نہ صرف بارگاہ نبوت میں مقبول ہو گا بلکہ عاشقان رسول کے لئے بھی ایک نعت غیر مترقبہ ثابت ہو گا۔"

۱۔ نعت گوئی مجھے ورثہ میں ملی۔ والد جناب قبلہ محترم سید ظفر حسن ہجرت الہ آبادی (مرحوم) اسلامیہ انٹر کالج اٹاوہ میں اردو عربی اور فارسی کے استاد تھے اور ہیڈ مولوی کی حیثیت سے کام کرتے تھے اور بحیثیت شاعر آپ کا اساتذہ میں شمار ہوتا تھا۔ اللہ اللہ کیا ماحول تھا اور کیا دور تھا۔ بڑے بڑے مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ جس میں حضرت جگر، حضرت دلی بدایونی، حضرت سیماب اکبر آبادی، حضرت بیدم وارثی جیسے شعرائے کرام حصہ لیتے تھے۔ ایسے ماحول میں میرا شاعر بن جانا اور رجحان طبع بھی ہو جانا کوئی عجیب نہ تھا۔ اگرچہ وہاں نعت کہنے کا رواج بہت کم تھا لیکن مولوی خاندان کے ماحول نے نعت شریف کی طرف بھی رجحان پیدا کر دیا تھا۔ جسے میں اللہ پاک کی فیض ہی سمجھتا ہوں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

غالباً ۱۹۳۵ء یا ۱۹۳۶ء کی ایک نعت کے دو شعر تحریر کر رہا ہوں۔

آپ کا ذکر ہے ہر آن مدینے والے — اپنی بخشش کا ہے ساماں مدینے والے
دونوں عالم کا ہے خالق وہ خداوند کریم — دونوں عالم کے ہیں سلطاں مدینے والے

۲۔ اس ضمن میں حضرت محسن کاکوروی، حضرت امیر مینائی [illegible] حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلوی، حضرت بہزاد لکھنوی موجودہ دور میں مظفر وارثی، حفیظ تائب اور عاصی کرنالی [illegible] سے متاثر ہوں۔

۳۔

یا رب ہو اپنے ملک میں دستور مصطفےٰ — یا رب ہوائے صبح مدینہ یہاں تک
ہم پاک سرور و چاہتوں کے گلشن میں — ڈال ڈال نعتوں کا پات پات مضموں کا

۵۔ حفظ مراتب کا خیال رکھا کہ نعت میں کہیں حمد نہ ہو جائے اور نعت منقبت سے دور رہے۔ [illegible] حد ادب سے متجاوز نہ ہوں۔ علامات کے انتخاب میں بھی محتاط رہنا چاہیے۔

۶۔ نعت بہر صورت نعت ہوتی ہے اگر نعت کی اصطلاح صنف شعری کی پابند نہ ہوتی تو نثر میں بھی حضورؐ کی تعریف نعت کے زمرے میں آ جاتی۔ جدید نعت کی اصطلاح کا قائل نہیں لیکن وقت کے ساتھ جدت کا ضرور قائل ہوں۔

۷۔ جس طرح ہر زبان میں نعت لکھی جا سکتی ہے اسی طرح ہر صنف شاعری میں بھی نعت کہی جا سکتی ہے بشرطیکہ خیالات ستھرے اور پاکیزہ ہوں۔ حسب مرتبہ ہوں اور الفاظ کے استعمال میں بھی محتاط رہا جائے۔

۸۔ یوں رسائل کا رجحان رعایا پر ضرور اثر انداز ہوتا ہے۔ یقیناً ضیاء الحق کے دور میں نعت نے ترقی کی ہے۔

۹۔ اس ضمن میں آپ کے ادارے نے جو کام کیا ہے۔ اللہ پاک حضورؐ کے صدقے میں اس کا اجر دے اور آپ حضرات سے یہ کام ہوتا رہے یہی میری دعا ہے۔ حقیقتاً آپ حضرات قابل مبارک باد ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کی افادیت میں کوئی کلام نہیں اس لئے کہ حضورؐ کی تعریف و توصیف تنقید و تحقیق کے حوالے سے اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت ہے جس سے روگردانی نہیں کی جا سکتی۔

۱۰۔ بس حضورؐ کے بلانے کی بات ہے۔ بقول

غربت کی نہیں بات امارت پہ نہ جائیں — جاتا ہے وہاں وہ جسے سرکارؐ بلائیں

۱۱۔ اللہ کے کرم نے سہارا دیا اور حضورؐ نے روضہ کی زیارت سے سرفراز فرمایا۔ اللہ کے فضل سے حج اکبر سے نوازا۔ جذبات کے تلاطم کا مت پوچھئے۔ وہاں جو نعت شریف ہوئی اس کے چند شعر ملاحظہ فرمائیں۔

منزل مقصود پہ اپنا سفینہ آ گیا — جس کو آنکھیں ڈھونڈتی تھیں وہ مدینہ آ گیا
اللہ اللہ بن گئی قسمت دیار پاک میں — زندگی کو جیسے جینے کا قرینہ آ گیا
کیا کہوں کیا کیا نہیں ملتا ان کے شہر میں — بحر کے دامن سے گویا جو بھی مدینہ آ گیا
گوندھ کر جب اوڑھ لی چادر درود پاک کی — جسم کے باہر گناہوں کا پسینہ آ گیا

کیا مری اوقات کیا مرضی بھلا کیا کوششیں   آپ نے بلوا لیا "حیرت" مدینہ آ گیا

۱۱- جمال مصطفےؐ اور سیرت پاک میرے لئے دونوں اہم ہیں۔ جمال مصطفےؐ کی توصیف بیان کرنا اور سیرت پاک کی پیروی کرنا یوں کہہ لیجئے کہ نعت شریف میں دونوں باتوں کو اجاگر کرنا میرا ایمان ہے۔

۱۲- جناب والا میں صرف اور صرف ثنا خوان رسول ہوں اور بس محبت رسولؐ ہی میرا فن ہے۔

۱۳- نعت گوئی بالکل الگ چیز ہے۔ یہ کام ایک شاعر' ایک عاشق رسول ہی کر سکتا ہے۔ نعت خوانی کے لئے شاعر ہونے کی شرط نہیں۔ بس لحن اور عشق رسول چاہیے لیکن وہ نعت خوانی جو محض پیسوں کے حصول کے لئے کی جائے پیشہ بن جاتی ہے۔ میں نعتیں ترنم سے پڑھتا ہوں۔

۱۵- این سعادت بزور بازو نیست پھر لکھنا پڑا اس لئے کہ اگر آپؐ چاہیں تو بلال حبشیؓ کو سیدی کہلا دیں اور نہ چاہیں تو سگے چچا محروم رہ جائیں۔ نعت کی محفلیں سجاتا رہتا ہوں۔

۱۶- اللہ پاک کا شکر اور حضورؐ کا احسان ہے کہ ثنا خوان رسول ہوں اور اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ نئی نسل کے لئے یہ میرا پیغام ہے۔

سلام بھیجو کہ دور خزاں پلٹ جائے   پڑھو درود کہ پھر یاد نو بہار چلے

نذیر احمد علوی (لاہور)

ڈاکٹر نذیر احمدؐ علوی (پ ۹ دسمبر ۱۹۲۹ء) ضلع جالندھر سے ہجرت کرکے' پاکستان آئے اور اب لاہور میں مقیم ہیں۔ ریلوے اکاؤنٹ میں ملازمت کی۔ آج کل ریٹائرمنٹ کے بعد طب سے وابستہ ہیں۔ "حدیث عشق" مطبوعہ مجموعہ نعت ہے۔ بڑے بھائی جو ایم بی بی ایس ڈاکٹر تھے بھی نعت کہتے تھے اس طرح گھریلو ماحول نعت گوئی کی طرف لے آیا۔ نذیر احمدؐ علوی کی نعتیہ شاعری سیدھے سادھے الفاظ میں سیدھے سادھے جذبوں کی شاعری ہے۔ انہوں نے نعت کے علاوہ کچھ نہیں لکھا۔ عقیدت و احترام اور ادب رسالت مآب کا خیال ان کے ہاں عام دکھائی دیتا ہے۔ خلوص اور سادگی ان کے نعتیہ کلام کا خاص جوہر ہے۔

۲- میں علامہ اقبالؒ' مولانا ظفر علی خانؒ' اعلیحضرت مولانا احمد رضا خانؒ' احسان دانشؒ' اصغر نثار قریشیؒ' حسرت حسین حسرت صاحب اور حضرت جامیؒ کے فارسی کلام سے زیادہ متاثر ہوا ہوں۔

۳'۴- نعت کے حوالے سے میری سوچ اور نظریہ یہ ہے کہ شاعر اپنے نعتیہ کلام میں حمدیہ موضوعات اور عشق مجازی کا رنگ نہ آنے دے۔

۵- نعت گوئی میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ نعت کا کوئی شعر حمد کی سرحد کو نہ چھونے پائے۔ جس میں شرک کا پہلو نکلے اور نہ ہی عشق مجازی کی شکل میں نظر آئے۔ اسی لئے نعت گوئی کو تلوار کی تیز دھار پر چلنا کہا گیا ہے۔

۶- جدید نعت گوئی میں غزل کا رنگ ہے جو میرے خیال میں انقلابی حیثیت رکھتا ہے۔

۷- میں اس نظریہ کا قائل نہیں ہوں کیونکہ یہ انگریزی لٹریچر کا تصور ہے۔ میں اسے پسند نہیں کرتا۔

۸۔ دور حاضر کو نعت کا دور بھی کہا جاتا ہے وہ اس لئے کہ اس میں نعت گو شاعر پہلے کی نسبت زیادہ ہیں اس میں شک نہیں کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت میں نعت کو زیادہ فروغ حاصل ہوا ہے کیونکہ اس نے اپنے دور حکومت میں نعتیہ کتب پر انعامات دیئے۔

۹۔ نعت کے باب میں جو تنقید اور تحقیق ہو رہی ہے وہ آئندہ دور کی نعتیہ شاعری کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

۱۰۔ مجھ ناچیز کو نعت گوئی سے پہلے ہی روضہ رسول کی حاضری کی تمنا تھی۔ اللہ کے فضل و کرم سے مجھے مدینہ منورہ جانے کی سعادت جون ۱۹۸۶ء میں ہوئی اس کا تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ میرے دن رات ایسے گزرے کہ مجھے اس عرصہ میں اونگھ تک نہ آئی۔

۱۲۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نعت گو کو دونوں پہلو ہی مدنظر رکھنے ضروری ہیں مگر جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو نعت گوئی کی اصل ہے کیونکہ نعت گو شاعر عشق رسول میں ڈوب کر ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا رنگ بھر سکتا ہے اور اسی میں لذت محسوس کرتا ہے زائر مدینہ وہاں پہنچ کر اپنی قسمت پر ناز کرتا ہے۔

۱۴۔ نعت خوانی مجھے جوانی ہی سے میسر تھی بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ اس سعادت عظمیٰ کی وجہ سے میں نعت گو شاعر بننے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

حافظ لدھیانوی (فیصل آباد)

حافظ سراج الحق حافظ لدھیانوی (پ ۷ جولائی ۱۹۲۰ء) نے حمد و نعت کے میدان میں گرانقدر خدمت سرانجام دی ہیں۔ آپ کے اس وقت تک ۸ نعتیہ اور تین حمدیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی شعری خدمت قریب قریب نصف صدی پر محیط ہیں۔ آپ کی ادبی اور علمی کارکردگی پر آپ کو متعدد انعامات اور اعزازات حاصل ہو چکے ہیں۔ دس بار روضہ رسول پر حاضری کا شرف بھی حاصل ہو چکا ہے۔ نعتیہ مجموعوں میں "ثنائے خواجہ" "کیف مسلسل" "نعتیہ حضوری" "عطائے رسول" "یا صاحب الجمال" "معراج سخن" "نعتیہ قطعات" "جذب حسان" "تائید جبریل" "سلام بحضور سرور کائنات" "صلی علی النبی" شائع ہو چکے ہیں۔ حمدیہ مجموعے "ذوالجلال و الاکرام" "سبحان اللہ و بحمدہ" اور "سبحان اللہ العظیم" ہیں۔ "سفر سعادت" اور "جمال حرمین" حج کے سفرنامے ہیں۔ سوانحی حالات پر مشتمل کتاب یادوں کے انمول خزانے شائع ہو چکی ہے۔ "متاع بے بہا صد" "متاع گم گشتہ" شخصی خاکے ہیں۔ "خار مژگاں" غزلوں کا مجموعہ ہے۔ کئی ایک کتب زیر اشاعت ہیں۔

۱۔ بنیادی محرک تو دین دار گھرانا تھا۔ میرے والد محترم لدھیانہ کے جید حفاظ میں سے تھے۔ انہی سے میں نے قرآن پاک ۱۹۳۵ء میں حفظ کیا اور باون (۵۲) سال مسلسل تراویح میں سنایا' والد محترم حافظ محمد عظیم رحمتہ اللہ شاعر تھے۔ "احقر" تخلص تھا۔ دینداری اور شاعری موروثی ہے۔

۲۔ نعت گوئی میں میرا اپنا اسلوب اور راستہ ہے۔

۳۔ نعت سراپا سیرت سے الگ ایک جذبہ کا نام ہے۔ جو حتی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کرم سے تعلق ظاہر کرتا ہے۔ سراپا اور سیرت پر نثر میں جید علماء نے بہت خوبصورت لکھا ہر نعت جذبے کا اظہار ہے میں اسے دربار اقدس کی خیرات کہا کرتا ہوں۔

۴۔ نعت میں قرآن و احادیث مبارکہ کا دھیان رکھنا چاہیے اگر قرآن اور حدیث کی تعلیمات سامنے ہوں تو نعت نگار افراط و تفریط سے بچ رہتا ہے۔ بعض شعراء اس قدر مبالغہ سے کام لیتے ہیں کہ الوہیت تک ذات گرامی کو پہنچا دیتے ہیں۔ بظاہر عشق و مستی کا سہارا لے کر وہ باتیں کر جاتے ہیں جو گرفت کا موجب ہو سکتی ہیں۔ نعت گوئی کے سلسلے میں جوش کے ساتھ ہوش کی اشد ضرورت ہے۔

۵۔ نعت گوئی دراصل تلوار کی دھار پہ چلنا ہے۔ اس کے لئے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہر لفظ سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہیے غزل میں کوئی قید نہیں انتہا کا مبالغہ ادب ہوتا ہے۔ کھلا میدان ہے جس طرف چاہے نکل جائے مگر نعت کے اپنے حدود متعین ہیں اگر ان حدود سے آگے نکل جاتا ہے تو گمراہی کا خطرہ ہے۔ نعت کہتے وقت ڈر لگا رہتا ہے کہ کوئی ایسا لفظ استعمال نہ ہو جائے جو ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف یا ان کی ذات گرامی کے سلسلے میں ادب سے گرا ہوا ہو اس لئے متقدمین نعت گو شعراء اور دور حاضر کے نعت نگاروں نے عجز ہی کا سہارا لیا ہے۔ ہم ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کما حقہ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

۶۔ قدیم نعت قصیدے کا رنگ لئے ہوئے تھی اس میں شعراء متقدمین نے بہت خوبصورت اشعار کہے ہیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کے حامل ہیں۔ محسن کاکوروی اور دوسرے شعراء کے قصائد آج بھی عجیب کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ تیس پینتیس برس سے دور حاضر کے شعراء نے نعت کی طرف خاص توجہ دی چونکہ ان میں اکثر شعراء غزل کے راستے سے نعت کے گلستاں میں داخل ہوئے تھے۔ اس لئے ان میں جذبے کا رچاؤ اظہار کا خوبصورت انداز اور فنی لوازمات جلوہ گر ہیں۔ جس نے نعت کو ایک نیا خوبصورت انداز دیا۔ اس دور میں نعت غزل پر حاوی ہے۔ علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں نے نعت کو جدید رنگ دیا۔ اسلوب کا حسن اور فن کی خوبصورتی نے ہی جدید نعت قدیم نعت سے یکسر مختلف ہے۔

دور حاضر میں نعت کے سلسلے میں کئی نئے تجربے ہوئے۔ غزلیہ نعت کے علاوہ ہائیکو میں نعتیں کہی گئیں۔ غیر منقوط نعتیں کہی گئیں۔ آزاد نظم کو موضوع بنایا گیا۔ نعتیہ قطعات اور نعتیہ رباعیات تحریر ہوئی مستزاد میں نعتیں کہی گئیں۔ غرضیکہ مختلف اصناف شاعری کو نعت کا پیراہن دیا گیا۔ دیوان غالب کی ہر غزل اس قافیہ ادب میں نعتیں ہوئیں غرضیکہ نعت کا دامن اور دائرہ دور حاضر میں بہت وسیع ہوا۔

۷۔ اگر جذبہ سلامت ہے تو ہر نعت میں نعت کے شعر ہو سکتے ہیں جیسا کہ سوال نمبر ۵ میں کہا ہے' یہ تجربات ضرور ہونے چاہئیں مگر نعت کا مزاج نعت کے لوازمات' احترام اور جذبے کی صداقت ضرور ہونا چاہیے۔

۸۔ نعت کے حوالے سے تنقید و تحقیق میں جو کام ہوا ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ نعت حضرات نے اس طرف کم ہی توجہ دی ہے۔ نعت میں جو نئی اصناف داخل ہوئی ہیں ان کے بارے میں بھرپور اظہار کی ضرورت ہے۔

۹۔ ہر نعت گو کی سب سے بڑی خواہش روضہ اکبر پر حاضری ہوتی ہے۔ نعت کا دل شعر ہی اس جذبے کا ترجمان ہو جاتا ہے کب اور کیوں کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مجبوری اور حضوری کی شاعری میں نمایاں فرق ہے۔ حاضری سے قبل اشعار میں حاضری کی تمنا' آرزو ہوتی ہے جس کو شاعر مختلف پیرایوں میں بیان کرتا ہے۔ حاضری کے لئے حالات میں شدت کی کیفیت تو متواتر اور مسلسل عمل ہے' اس میں حادثت کا دخل نہیں۔ ایک بے نوا بھی اسی شدت سے

حاضری کی تمنا کرتا ہے جتنا صاحبِ ثروت۔

۱۲۔ بحمد اللہ اس بار روضہ مبارک پر حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوا ہوں۔ میرا ہمیشہ یہ انداز رہا ہے کہ میں دامن پھیلا کر مواجہ شریف پر نعت کی بھیک مانگا کرتا ہوں اور کہا کرتا ہوں کہ حضور! آپ شفاعت [illegible] بے بضاعت اور بے ہنر ہوں۔ نعت کی خیرات مانگتا ہوں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرماتے ہیں۔ دامن میں نعت کا دیوان ڈال دیتے ہیں۔ میں اسے شائع کر کے عشاق میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ مدینہ منورہ میں بہت سی نعتیں کہی ہیں مدینے کی فضا نعت کی [illegible] ہے۔ روزانہ ایک نعت تو کہتا ہی ہوں۔ مدینہ نعت کی [illegible] ہے فیض کا سرچشمہ ہے [illegible] نعت کی کثرت [illegible] نعت کا دیوان [illegible] ہے۔

۱۳۔ بحمد اللہ مجھے نعت میں [illegible] ہوا۔ اس کا عنوان ہے "نعتیہ قطعات" ہے۔ [illegible] نعت گو شاعر کے اس نعتیہ دیوان نہیں۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے [illegible] نعتیہ [illegible] شائع ہو چکے ہیں۔ مدینہ منورہ کے [illegible] نہیں لکھے۔ یہ میری کاوش ہے۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی دونوں ہی باعث سعادت اور شرف ہیں۔ [illegible] شعر میں وہی کیفیت پیدا کر سکتا ہے جو نعت خواں پیدا کرتا ہے۔ نعت خواں بننے یا ہونے کا مجھی خیال ہی نہیں آیا۔

۱۵۔ فروغ نعت کے لیے میرا یہی کام بہت ہے کہ میں نے فیصل آباد کے دیگر شہروں کے شاعروں کو نعت گوئی کی طرف راغب کیا۔ بحمد اللہ انہوں نے بہت خوب نعتیں کہی ہیں۔

۱۶۔ عشق رسول سرمایہ ہستی ہے۔ آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔ یہ سرمایہ جس طرح ہو حاصل کرنا چاہئے۔ نعتیہ شعر خلوت میں روشنی پیدا کرتے ہیں۔ دھڑکنوں کو نعت کا آہنگ عطا کرتی ہیں۔ رقت اور سوز پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے نسل نو کو نعت کا مطالعہ کرنا چاہئے اور اس محبت کی توجہ سے اپنے خلوت کدے روشن کرنے چاہئیں۔ اگر قدرت نے ملکہ ودیعت کیا ہے تو نعت کہنی چاہئے۔ اگر نہیں تو دور حاضر اور متقدمین کے نعتیہ دواوین کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

احسان قادری (ڈیرہ غازی خان)

حاجی عبدالسلام احسان قادری (پ ۱۹۲۷ء) نے میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان میں ملازمت کی۔ آپ سید علی احمد گیلانی سے بیعت ہیں۔ سید علی احمد گیلانی معروف شاعر سید علی سید بتحق کے پوتے ہیں جن کا کلام "دیوان سید" کے نام سے پروفیسر خورشید حسین بخاری نے ترتیب دیا ہے۔ احسان قادری نے بہت سا نعتیہ کلام لکھا ہے جو تا حال کتابی صورت میں طبع نہیں ہوا۔ "گلدستہ عقیدت" کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں احسان قادری صاحب نے اپنے پیر و مرشد کے حالات و کمالات کو نظم میں بیان کیا ہے۔

۱۔ جہاں تک نعت گوئی کی طرف مائل ہونے کا تعلق ہے' میں اس کی طرف خود مائل نہیں ہوا بلکہ یہ دولت عظمیٰ پیرو مرشد حضرت سید علی احمد شاہ گیلانی علیہ الرحمتہ اللہ کے فیضان نظر کے سبب حاصل ہوئی۔

نے بخشی ہے اسے عشق نبیؐ کی دولت　　اس کو ہر دم دل احسان دعا دیتا ہے

[illegible] نعت شعر [illegible] میرے پاس قدیم اور جدید نعت گو شعراء کے دیوان ہیں مثلاً" حضرت [illegible] بیدم وارثی صاحب، حضرت [illegible] وغیرہ وغیرہ کا بے تمام کے دیوان پڑھتا رہتا ہوں۔ خصوصی طور پر پیرو مرشد [illegible] حضرت [illegible] مرحوم و مغفور کے کلام سے زیادہ استفادہ کیا ہے کیونکہ ان کا کلام قوی بھی [illegible] ہیں۔

[illegible] نصرت　　شان رسول پاکؐ میں جو نعت ہو گی

[illegible] امید　　اٹھے تھے ہاتھ نہ میرے ابھی دعا کے لئے

[illegible] نعت گو [illegible] عشق حقیقی و حقیقتہً اپنے سینے میں سانا ضروری ہے اور عشق حقیقی کا حصول بھی مرد کامل کے سوا حاصل نہیں ہو سکتا۔

اس میں شک نہیں [illegible] تلوار سے تیز [illegible] راہ میں شاعر کو بڑے ہی احتیاط سے قدم رکھنا [illegible] کیونکہ اللہ تعالیٰ [illegible] میرے محبوب کی [illegible] کرے گا وہ مقرب ہو گا اور جو محبوبؐ میں [illegible] کرے گا وہ [illegible] ہو گا یعنی اگر نعت گو شاعر تمام نعت میں ایک لفظ بھی خلاف شان محبوبؐ استعمال کرے گا تو وہ [illegible] ہو گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ گویا محبوبؐ کی تعریف اللہ کی تعریف تصور ہوتی ہے اور محبوبؐ کی [illegible] بھی [illegible] ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر تم میرا قرب چاہتے ہو تو محبوب کا قرب حاصل کرو اگر ایسا [illegible] قرب بھی حاصل نہیں کر سکو گے [illegible] نعت گو شاعر کے لئے ضروری ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ [illegible] کہ نعت میں ایسی کوئی بات شامل نہ ہو جو خلاف شان محبوبؐ ہو یا جو اللہ تعالیٰ کو ناگوار و ناپسند ہو۔

۸۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ [illegible] صاحب مرحوم و مغفور کے دور میں نعت کو اچھا مقام حاصل تھا اس کی صرف [illegible] تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو عشق محبوبؐ سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ وہ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات اچھی طرح سمجھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کو جب کبھی بھی کوئی مشکل پیش آئی تو بارگاہ محبوبؐ میں جا سر بسجود ہو گئے اور مراد دل پا کر لوٹے۔

۱۰-۱۱ [illegible] کا تعلق ہے وہ اسی دن سے ہے جس دن سے پیرو مرشد نے عشق حقیقی سے عاجز کا سینہ روشن کیا [illegible] جیسے نعت گوئی کا شوق بڑھتا گیا ساتھ ساتھ حاضری کا شوق بھی شدت اختیار کرتا چلا گیا۔ الحمد اللہ مرشد کامل کے [illegible] سے ۱۹۸۸ء میں حج کی سعادت سے مستفید فرمایا۔

۱۔ نسل نو کے لئے میرا صرف اتنا ہی پیغام ہے کہ نسل نو عشق حقیقی کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دے کیونکہ اس سے دنیاوی منفعت بھی ہے اور عقبیٰ کی بھی۔

عاصی کرنالی (ملتان)

پروفیسر عاصی کرنالی (پ ۱۹۲۷ء) کا تعلق پانی پت ضلع کرنال سے ہے۔ پاکستان بننے پر ملتان چلے آئے۔ [illegible] حصہ کالج کے ایک استاد کی حیثیت سے نسل نو کی تربیت میں مصروف رہے۔ نظم و نثر دونوں میں لکھا۔ "[illegible] غزال" اور "چمن" نظم و غزل پر مشتمل کتب ہیں۔ "چہرہ بہ چہرہ یک بہ یک" انشائیوں کا مجموعہ ہے۔ "[illegible] مشتمل ہے۔ "اپنی منزل کی طرف" سفرنامہ حجاز ہے۔ "چراغ حرم" [illegible] میں [illegible] مضامین پر مشتمل [illegible] نعت' منقبت اور سلام پر مشتمل تین مجموعے "مدحت" "نعتوں کے گلاب" اور [illegible] ہیں۔ "اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر" کے عنوان سے پی ایچ ڈی کے لئے مقالہ [illegible] صاحب نے بھرپور ادبی زندگی بسر کی ہے۔

نعت کے حوالے سے آپ کی کتب کے مطالعہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوتی ہے [illegible] کا یہاں بھی بھرپور اظہار کیا ہے۔ محبت رسول آپ کی لکھی ہوئی نعت کا ایک بنیادی [illegible] نعتیہ شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "آپ کے کلام کی پختگی' چستی [illegible] کی دلکشی نے مجھے ہمیشہ مسحور کیا ہے۔ میں آپ کے خداداد جوہر کا دل سے معترف ہوں۔ [illegible] پراسرار واردات کا پتہ ملتا ہے جو صرف خاصان راہ حق ہی کو عطا ہوتی ہے۔"

۱۔ شاعر ہونا اور شاعری کو ذہن کی سعادت اور قلم کو توفیق [illegible] بنانے کا احساس۔ پہلی نعت [illegible] میں [illegible]

۲۔ اسم شماری سے گریز مناسب ہے۔

۳۔ محسن انسانیت اور ہادی کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی تبلیغ۔

۴۔ جتنا ممکن ہو سکے فنی اور معنوی محاسن سے اپنے نذرانہ نعت و ثنا کو مزین کرنا چاہیے۔

۵۔ خیال سے اظہار تک عقیدت میں ملفوف شائستگی۔

۶۔ قدیم نعت توصیف جمال محمدیؐ' جدید نعت توصیف کمال محمدیؐ۔ تاہم یہ حد بندی قائم نہیں رہ سکی۔

۷۔ ہر آئینۂ اظہار سے تجلیات محمدیؐ کا ظہور ہونا چاہیے۔

۸۔ رفعت فکر کی ہم' کوئی زمانی حد بندی نہیں کر سکتے۔ موجودہ دور میں فروغ نعت کا ایک سبب وسائل ابلاغ کی کثرت بھی ہے۔

۹۔ تنقید و تحقیق کا کام اگرچہ ابھی کم ہوا ہے تاہم اس کی اہمیت مسلم ہے۔ جو چراغ روشن ہوئے ہیں یقیناً ان کی ضو سے نئے نئے چراغ فروزاں ہوں گے۔

۱۰۔ پہلی نعت کے پہلے شعر سے --- تاہم اس میں شدت ۱۹۸۹ء میں ہوئی جبکہ مجھے نعت پر صدارتی ایوارڈ ملا اور [illegible] کے ساتھ کچھ رقم بھی' جو عمرے کے مصارف کے لئے کفایت کرتی تھی۔ سو اسی سال خدا کے گھر اور [illegible] حاضری کی سعادت ہاتھ آئی --- رہی مدینے سے دوری کی کیفیت میں شدت' سو یہ حج کے دنوں میں ہوتی ہے۔

[illegible] میں چھپ کے الفت میں خودبخود آنکھیں [illegible] ملی ہو آتا ہے طیبہ سے ہو کر آقا

۲۔ میری [illegible] کی طرف میں نے بیعت کا [illegible] تفصیل سے درج کر چکا ہوں۔

۳۔ بیعت [illegible] توصیف تھی [illegible] حیثیت ادب سے حضور پر [illegible]

۴۔ [illegible] کتاب قاری کے سامنے ہیں وہی جواب دے سکتے ہیں۔

۵۔ [illegible] میں [illegible] سے چل کر [illegible] کی سطح پر طلوع ہوتی ہے۔ نعت خوانی میں [illegible] سے چل [illegible] کی طرح [illegible] کرتی ہے ۔۔۔۔۔ میں ترنم سے نعت نہیں پڑھتا۔

۶۔ [illegible] نہیں [illegible] وہ چھپیں، مشاعروں اور نعتیہ محافل میں پڑھتا رہتا ہوں۔ حمد و نعت کے موضوع [illegible] ہوں۔ دعا کیجئے اس عبادت فکر و اظہار سے عہدہ برآ ہو سکوں۔

۷۔ [illegible] ۔ بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست۔

سرور کیفی (کراچی)

سرور کیفی (پ ۲۸ فروری ۱۹۲۸ء) معروف ترین نعت گو شاعر ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں ادبی سفر کا آغاز کیا۔ شروع میں بچوں کے لئے نظمیں لکھیں۔ پھر غزل کی طرف آئے۔ اردو کے علاوہ سندھی زبان میں بھی [illegible] کی۔ ۱۹۷۶ء میں روضہ رسول پر [illegible] کا شرف حاصل ہوا۔ یہ اسی سفر کی برکات ہیں کہ سرور کیفی ہمہ تن نعت کی طرف مستقل طور پر [illegible] "[illegible]" "[illegible]" "[illegible]" "مولائے کل" "نور یزداں" "میزاب رحمت" "سید الکونین" "سجدہ حرف" اور "حرف عطا" مطبوعہ مجموعہ ہائے نعت ہیں۔ "انتخاب نعت" سرور کی نعتیہ شاعری کا انتخاب ہے جسے ڈاکٹر ابوالخیر کشفی نے ترتیب دیا ہے۔ سرور کیفی نعت [illegible] ہیں جب کہ نعت نگار کے عنوان سے وہ ایک نعت گو کے بارے میں ایک شعر پر مشتمل [illegible] تخلیق کے مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ نعت کے لیے حسن عاجزی، انکساری اور محبت کی ضرورت بطور خاص ہوتی ہے۔ قدرت نے سرور [illegible] بطور خاص نوازا ہے۔ چنانچہ اس عطائے خداوندی کا اظہار ان کے نعتیہ کلام میں بھی بطور خاص محسوس کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ نعت عطائے رب [illegible] سعادت توفیق [illegible] کے حصول مجھے نصیب ہوئی۔ پہلا شعر جو عطا ہوا وہ یہ ہے۔

اپنی رحمت کا سہارا دیجئے ریت کی دیوار ہوں خیر البشر

۲۔ [illegible] مجھے متاثر کرتا ہے لیکن محسن کاکوروی، امیر مینائی، حالی، مولانا احمد رضا خاں، علامہ اقبال اور ظفر علی خان کے نام کون نظر انداز کر سکتا ہے۔

۳۔ [illegible] نعت تو ایک معمول [illegible] ہے جو شعر عطا ہوتا ہے وہ اسے کاغذ پر اتار دیتا ہے اور بس۔

۴۔ نعت گو یہ شعر ہمیشہ ذہن میں رکھے۔

[illegible] نقش گم کردہ کی آید جدید و یزید ایں جا

۵۔ نعت گوئی یقیناً "تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے" اس راہ میں رحمت کا سہارا بہت بڑا سہارا ہوتا ہے۔ رہا سوال پرکھنے کا تو یہ کام پڑھنے والوں کا ہے یا نقادانِ فن کا۔

۶۔ نعت نہ قدیم ہوتی ہے نہ جدید یہ ضرور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، صفات اور اذکار کے علاوہ نعت گو اپنے دور کے تقاضوں اور مسلمانوں کے معاشرے کا ذکر نعت میں بھی کرتا ہے یہ رجحان [illegible] اور آج کے نعت گو کے ہاں بھی عام ہے۔

۷۔ نعت کسی بھی صنفِ سخن میں کہی جا سکتی ہے۔ اردو میں نعتیہ قصائد اور نعتیہ مثنویاں موجود ہیں زیادہ تر شاعروں نے غزل کی ہیئت میں نعت [illegible] اور معرا نعتیہ نظمیں بھی موجود ہیں۔ اب نعتیہ ہائیکو بھی لکھے گئے ہیں مگر ہائیکو کو اردو کی صنف بننے میں ابھی وقت لگے گا۔

۸۔ [illegible] اور حقیقت تو یہ ہے کہ [illegible] نعت گوئی [illegible] تحقیقی نعت گو [illegible] میں ڈھلتے دیکھتے ہیں۔

۹۔ ابھی نعت گوئی پر تنقیدی و تحقیقی کام ہونا باقی ہے میں نعت کے ایک ایسے انتخاب کی ضرورت محسوس کرتا ہوں جس میں [illegible] کی ایک دو نعتیں شامل [illegible] نعت گو شعراء کا تفصیلی انتخاب ہو۔

۱۰۔ [illegible] نعت گوئی کے لیے منتخب [illegible] کیسے محروم [illegible] تو ہر مسلمان کی طرح میرے ضمیر میں موجود تھی مگر نعت گوئی نے اسے شدید کر دیا۔

۱۱۔ الحمد للہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] سے شرف ہو چکا ہوں اور [illegible] آقا و مولا کی خدمت میں ایک دو [illegible] نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضوری کے لمحات میں تو [illegible] اس مقدس سرزمین پر بھی عطا کا سلسلہ کبھی ٹوٹا نہیں۔

۱۲۔ نعت میں شمائل، سیرت، حضورؐ کا اخلاق، [illegible] میں آپؐ کا جمال، ہر چیز شامل ہے۔ سرکار ختمی مرتبت کی حیات اور سیرت جس پر جتنی اور جیسی روشن ہوئی وہ اسے موضوع بنا کر پیش کرے گا۔

۱۳۔ اس سوال کا کیا جواب دوں؟ بس نعیم صدیقی کا ایک مصرعہ دہرا دوں گا۔

"میں ایک نعت کہوں سوچتا ہوں کیسے کہوں"

اور پھر بات جب عطا کی ہو تو دعویٰ کیسا؟ یوں ان دنوں ایک نظم عطا ہو رہی ہے جس کا عنوان ہے "نعت نگار" [illegible] نظم کے ہر شعر میں ایک نعت گو کا نام نامی اسم گرامی نظم ہو رہا ہے۔ اب تک تقریباً ڈھائی سو اشعار نظم ہو چکے ہیں آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

۱۴۔ نعت گوئی اور نعت خوانی دو الگ الگ سعادتیں ہیں۔ پہلی سعادت کا شرف الحمدللہ مجھے حاصل ہے دوسری کا نہیں۔ میں تو پہلی سعادت پر ہی اتنا سرمست و بے خود ہوں کہ دوسری کی کا کبھی احساس ہی نہیں ہوا۔

۱۵۔ ؎ "عطائے خاص کی باتوں کو عام کیا کرنا"

۱۶۔

۔ بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

عرفان رضوی (راولپنڈی)

محمد عرفان رضوی (پ ۲۰ جون ۱۹۲۸ء) ہزارہ کے رہنے والے ہیں۔ عمر بھر ایک استاد کی حیثیت میں نئی نسل کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتے رہے۔ ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر راولپنڈی کی حیثیت میں ریٹائر ہوئے حمد نعت منقبت پر مشتمل کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ نثر میں سیرت انبیائے کرام پر ایک ضخیم کتاب انہی سے شائع ہوئی ہے۔ "تمثیل فطرت" کے نام سے ایک کتاب عرفان رضوی کے فن اور شخصیت کے بارے میں شائع ہوئی ہے۔ راجہ رشید محمود نے عرفان رضوی کی نعت پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "ان کی نعت میں محبت، خلوص، بخشش، ندرت فکر و نظر اور شوکت الفاظ و تراکیب کی خصوصیت پائی جاتی ہیں۔" عرفان رضوی نے نہایت ہی خاموشی کے ساتھ علم و ادب کی خدمت کی ہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ بزم نعت کے نام سے فروغ نعت کے لیے ایک تنظیم بنا رکھی ہے جس کا ہر ماہ راولپنڈی میں اجلاس ہوتا ہے اور نعتیہ مشاعرہ بھی ہوتا ہے۔

۱۔ [illegible] میں پل کر جوان ہوا کچھ مختصر سا علم بھی اپنی ہی تگ و دو سے وہیں حاصل کیا۔ لاہور کے نعت خوان حضرات سے نعت سنا کرتا تھا شوق پیدا ہو گیا۔ کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ جوڑنا شروع کر دیئے رام گلی لاہور میں ایک نابینا شاعر (استاد) رہا کرتے تھے۔ جناب شمس چغتائی مرحوم۔ ابتداء کی چند نعتیں انہیں دکھائی تھیں۔ پھر کسی کو نہیں دکھائیں۔ چند کتابوں سے جو سامنے ہیں واقف ہوں پیچیدہ بحروں سے بھی واقف نہیں ہوں۔ ابتدائی نعت کے چند اشعار:۔

سرکار مدینہ کے جلوے آنکھوں میں سمائے جاتے ہیں
دل ان سے بسائے جاتے ہیں وہ دل میں بسائے جاتے ہیں
اس رحمت عالم کے در پر ابر کرم کا یہ عالم
قطروں سے سمندر بنتے ہیں دریا بھی بہائے جاتے ہیں
مجروح الم "عرفان" حزیں چل در پہ طبیب بطحا کے
اس در پہ سنا ہے دکھیوں کے دکھ درد مٹائے جاتے ہیں

۔ حقیقت یہ ہے کہ نعت لکھنے والا کوئی بھی شاعر ہو میں اس کی داد دیتا ہوں اور اس سے متاثر ہوتا ہوں کیونکہ مخصوصاً آج کل کے دور میں نعتیہ شاعری کی طرف مائل ہونا ہی ایک عظیم سعادت ہے۔

نعت کے حوالے سے میری سوچ بس اتنی ہی ہے کہ مجازی شاعری کی بجائے حقیقی شاعری کی جائے چاہے معیار کچھ

بھی ہو۔

۴۔ نعت گو شاعر کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکرِ نور اور اسوۂ حسنہ دونوں کو مدِنظر رکھ کر اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہیے۔

۵۔ یہ محاورہ بالکل درست ہے۔ اس لئے کہ "ادب" کے دائرہ میں رہ کر شاعری خصوصاً "نعت گوئی نہایت مشکل کام ہے۔

۶۔ نعت جدید ہو یا قدیم اگر "کملی والے" سے محبت کا درس دیتی ہے تو سونا ہے اور اگر شاعر باعمل بھی ہو تو سونے پر سہاگہ ہے۔

۷۔ نعت کسی صنف میں بھی ہو لائق مدح ہے۔

۸۔ یہ دور نعت کا تو ضرور ہے مگر نعت اسلوب تک محصور ہو کر رہ گئی ہے۔ عمل کے اعتبار سے میں بھی کورا ہوں اور بڑے شعراء بھی ایسے ہوتے ہیں۔ ہر وہ نعت کہنے کا ثواب ضرور ملتا ہے۔ جناب صدر ضیاء الحق صاحب نے نعت کی کافی [illegible] ہے۔ [illegible] نعت [illegible] میں [illegible] گئے۔

۹۔ نعت میں تنقید و تحقیق کی ضرورت ہے۔ [illegible] نعت گو شاعر کو استفادہ کرنا چاہیے۔

۱۰۔ مومن کوئی بھی ہو روضہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دینے کی تمنا ضرور رکھتا ہے۔ ایک بے عمل اور کمزور مومن ہونے کے باوجود یہ شوق میرے دل میں بھی ہے۔ یقیناً "منظوری بارگاہ ایزدی و مصطفویؐ سے ملتی ہے۔ اپنے بس کی بات نہیں۔

[illegible] میں ہیں رواں قافلے قوم   اے کاش مجھ کو بھی یہ سعادت نصیب ہو

۱۱۔ ابھی تک میرے نصیب میں یہ سعادت نہیں آئی۔

۱۲۔ دونوں پہلو اہم ہیں۔ نعت گو شاعر کو دونوں پہلوؤں کو مدِنظر رکھنا چاہیے۔

۱۳۔ میں فن سے تو آشنا نہیں ہوں۔ البتہ ٹوٹے پھوٹے جذبات کا اظہار ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کرنے کے بعد اب تک اس موضوع پر تین کتابیں شائع کر چکا ہوں۔ ۱۔ گہر ہائے فروزاں ۲۔ مشعل عشق ۳۔ راہِ حجاز

۱۴۔ نعت گوئی سونا ہے اور نعت خوانی اس پر سہاگہ۔ کسی زمانہ میں ترنم سے خوب پڑھ لیا کرتا تھا۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلہ میں وضاحت کر چکا ہوں کہ ہم نے "بزم نعت" قائم کر رکھی ہے۔ اس میں ہر ماہ نعتیہ مشاعرہ ہوتا ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ بہت سے شعراء اب نعت کہنے لگے ہیں۔

۱۶۔ ثنا خوانِ رسولؐ ہونا بہت مشکل ہے۔ جب تک برائیوں سے اجتناب نہ کیا جائے محبت کا دعویٰ جھوٹا ہوتا ہے۔ نئی نسل کے لئے پیغام یہی ہے کہ نئی روش کو چھوڑ کر کملی والے کا دامن تھام لیں۔ اسی میں فلاح دارین ہے۔ ورنہ ہمارا حشر اس وقت جو دنیا میں ہو رہا ہے اس سے بھی برا ہونے کی توقع ہے۔

حنیف اخگر ملیح آبادی (نیویارک امریکہ)

سید محمد حنیف اخگر ملیح آبادی (پ ۱۹۲۸ء) کا مجموعہ غزلیات "چراغاں" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ آپ کو عالمی اردو کانفرنس دہلی نے خواجہ میر درد ایوارڈ سے بھی نوازا ہے۔ عمر کا ایک طویل عرصہ اقوام متحدہ میں ڈائریکٹر اور پرنسپل ٹیکنل ایڈوائزر کی حیثیت میں ملازمت کرتے بسر کیا۔ نعتیہ مجموعہ ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ نعت ترنم سے پڑھتے ہیں۔ نعت میں خلوص و محبت کے ساتھ ساتھ عصری تقاضوں سے بھی آگاہ ہیں اور جانتے ہیں کہ نئے دور میں نعت نگار کو کس طرح اپنے سامعین اور پڑھنے والوں کی رہنمائی کرنی چاہیے جس سے ان کی دنیا و آخرت سنور جائے۔

۱۔ نعت خوانی نے نعت گوئی کی طرف مائل کیا۔ نعت خوانی کی سعادت اس حوصلہ افزائی کے طفیل حاصل ہوئی جو میری والدہ مرحومہ کے ان موتیوں کی شکل میں انعام ہوتی تھی جو ان کی آنکھوں سے سرکار دو عالم کی شان میں میری نعت خوانی کے وقت ان کے دل میں سرکارؐ کی بے حد محبت کی وجہ سے ان کے دامن میں آجاتے تھے۔ سب سے پہلی نعت ۱۹۴۰ء میں امی مرحومہ کے انتقال سے دو سال قبل کہی جسکے چند اشعار حاضر ہیں۔ میں اس وقت آٹھویں درجہ کا طالب علم تھا۔

مدار دو عالم دیار مدینہ ۔۔۔ شہر دو جہاں تاجدار مدینہ
مرے ذہن میں کیف خلد بریں ہے ۔۔۔ تصور میں لیل و نہار مدینہ
بصیرت کے چشمے ہیں اشک مسرت ۔۔۔ ہے آنکھوں میں میری غبار مدینہ
میں ہوں بلبل نعت خواں میری منزل ۔۔۔ گلستان مکہ بہار مدینہ

۲۔ امیر مینائی، محسن کاکوروی اور حمید صدیقی سے متاثر ہونیکی سعادت نصیب ہوئی۔

۳۔ نعت گوئی کے متعلق میرا نظریہ یہ ہے کہ اگر خالصتاً" حب رسول کے جذبے کے تحت لکھی جائے تو انشاء اللہ وہ ہمارے اعمال کو صالح بنائے گی اور حصول جنت میں یقیناً کامیابی کی ضامن ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ نعت گوئی کی توفیق کا معاملہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اعمال صالح کی توفیق۔ اور یہ توفیق بجائے خود بھی ایک انعام الٰہی ہے۔

۴۔ نعت گوئی بڑی احتیاط طلب ہوتی ہے۔ نعت گو کو بطور خاص مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

جذبات محبت کی رو میں بندگی اور معبودیت کے فرق کو کبھی فراموش نہ کر بیٹھے، ورنہ گنہ گار ہو گا۔ سرکارؐ کی ذات سے کسی ایسی بات کو منسوب نہ کر بیٹھے جو شریعت محمدیہ کے تحت ممنوع ہو اور جسکی تصدیق قرآن و حدیث سے نہ ہو سکے۔

۵۔ "نعت گوئی تلوار کی دھار پر چلنا ہے" یہ مقولہ جب صحیح ہے کہ نعت گوئی میں اللہ کی وحدانیت کو اور صرف اللہ کی ذات سے جو خوبیاں مختص ہیں ان کو اور اللہ کے محبوب آخری رسول کی صفات کو خلط ملط کرنے کے جرم کا ارتکاب بحد شرک ہو جائے۔ ورنہ سرکار کی نعت کہنا تو پھولوں کی سیج پر سکون پرور لمحات کا حصول ہے۔ جہاں تک میری اپنی

نعتیہ شاعری کا تعلق ہے تو ایک تو میں "نعت گو شاعر" کے اعزاز کا مستحق نہیں ہوں لیکن متمنی ضرور ہوں اور دوسری بات یہ کہ میں نعت خوانی کو نفلی عبادت کی طرح ادا کرنے کی سعی کرتا ہوں اور اس میں بڑا سکون پاتا ہوں۔ بہر حال جو کچھ نعتیہ کلام اپنا ہے اس پر نظر ثانی کرتا رہتا ہوں اور اکثر خود ہی ردو بدل کرتا ہوں۔ بہر حال میرے اندر کا ناقد مجھ کو الحمد اللہ آواز دیدیتا ہے کہ دیکھو یہاں حب رسول بالکل بارڈر لائن پر آگیا ہے وحدانیت کو مد نظر رکھ کر اس بارڈر لائن سے ذرا دور ہی رہو کہ غار شرک میں نہ گر پڑو۔

۶۔ جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات سے میں اسی حد تک اتفاق کرتا ہوں جس حد تک جدید غزل اور قدیم غزل کی اصطلاحات سے کیا جا سکتا ہے۔ بنیادی طور پر نعت نعت ہوتی ہے۔ جدید نعت میرے خیال میں وہ نعت ہے جس میں ہم حضور کی صفات کو موجودہ دور کے مسائل اور مشاہدات کی روشنی میں پیش کریں۔

۷۔ نثری نظم کی اصطلاح کو میں مہمل سمجھتا ہوں۔ بقیہ دوسری اصناف جن کا آپ کے سوال میں ذکر ہے اسمیں نعت کہی جا سکتی ہے بات یہ ہے کہ ان اصناف میں شاعری ذرا آسان ہو جاتی ہے اور جو لوگ قواعد و ضوابط شاعری اور عروض کی پابندیوں اور حشوو زوائد وغیرہ کی وجہ سے عرق ریزی نہیں کرنا چاہتے۔ بہر حال سرکار کی نعت کا تو ان کو بھی لطف و ثواب حاصل کرنے کا اتنا حق ہے جتنا فن شاعری کے ماہروں کو۔ ماہروں کو لطف نہ آئے مگر سہولت پسند شاعر خو تو اپنے حب رسول کے جذبہ کو تسکین دے سکے گا۔ سو ہونے دیجئے یہ تجربے' کوئی حرج نہیں۔

۱۰۔ روضہ رسول پر حاضری کی تمنا نعت لکھنے کی استطاعت سے بہت پہلے نعت خوانی کے ساتھ اپنی امی مرحومہ کی ہی تمنا کے سائے میں پروان چڑھی۔ میں مدینہ منورہ سے دوری تو ہر حال ہی میں شدت سے ہی محسوس کرتا ہوں لیکن اس شدت میں اضافہ ہر خوشی اور غم کے موقع پر ہوتا ہے یا پھر جب کئی سال ہو جائیں اور حاضری نصیب نہ ہو تو بھی یہی ہر سانس میں کہتا ہوں کہ سرکار "ز روئے لطف سوئے من نظر کن"

۱۱۔ الحمد للہ حرمین شریفین یعنی حرم کعبہ اور حرم نبوی اور روضہ رسول پر حاضری کی سعادت رب العزت کے کرم بے حساب سے متعدد بار نصیب ہوئی۔ اکیلے بھی اور والد مرحوم کے ساتھ بھی۔ بیوی بچوں کے ساتھ بھی۔ دوستوں کے ساتھ بھی جس "لمحہ خاص" کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ یقیناً ہر حاضر ہونے والے کی طرح مجھ پر بھی ہر بار پچھلی بار سے زیادہ شدت کے ساتھ گذرا مگر ان محسوسات کو میں وہیں دوران حاضری شعری صورت میں نہ لکھ سکا نہ بیان کر سکا بس میں شاید اپنے آپ ہی میں نہیں رہتا ہوں گا۔ اپنی فرد عمل پر ندامت اعزاز حاضری کی نصیب ہونے پر رب العزت کے شکر اور سرکار کی نوازش پر مسرت اور یہ احساس کہ اپنے والدین کے ساتھ آتا تو کیسا اچھا ہوتا والدین جو رحلت فرما چکے ہیں۔ یہ احساس کہ کہیں یہ آخری حاضری نہ ہو تو اس خیال سے مایوسی کا ایک پہلو مگر ساتھ ہی یہ حرص کہ جس قدر مانگ سکو اس بار تو مانگ لو معافی مانگ لو۔ دنیا و عقبیٰ کی بہبودی مانگ لو۔ اپنے لئے مانگ لو اپنوں کے لئے مانگ لو۔ سرکار کی امت کے لئے مانگ لو۔ پھر یہ کہ اے بھکاری تیری مانگنے کی یہ ہمت اور تیرے کرتوت یہ؟ میں کیسے وہاں دوران حاضری نعت کہتا۔ مواجہ شریف کے سامنے جانا بڑے جگر گردہ والے کا کام ہے۔ سرکار کی رحمت اور فضل ربی ایک طرف اور اپنے اعمال پر ندامت و خجالت دوسری طرف۔ غرض کہ میں نے دوران قیام مدینہ منورہ کوئی نعت نہیں لکھی۔ ہاں نعت کے پسندیدہ اشعار پیش ضرور کئے اور وہ بھی اپنے پرائے کے فرق کے بغیر۔ سعدی کی

مشہور عالمِ ربانی سے لیکر اپنی بے حد معمولی عقیدت منظوم تک۔ میرے احساس کی ترجمانی اور ہر لمحہ خاص کا منظر مجھ کو اپنے جعفری دوست اور مشفق خاص حضرت شاعر لکھنوی کے ان دو اشعار میں ملتی ہے۔

نبی کے در پہ پہنچ کے خود کو شاد کرتی ہیں میری آنکھیں — کمالِ رحمت کو دیکھتی ہیں کمال کرتی ہیں میری آنکھیں
وہ روئے پاک سامنے ہے تو اشک جاری ہیں یوں مسلسل — بقدرِ دیدار دیکھنا بھی محال کرتی ہیں میری آنکھیں

۱۲ نعت میں حسنِ مصطفیٰ اور سیرتِ رسول دونوں اہم ترین موضوع اور رویے ہیں۔ نعت میں ہر دو جزو لازمی ہیں۔ سیرتِ رسول قرآنِ حکیم کے بعد سب سے زیادہ مفید چیز مسلمانوں کے پاس ہے۔ حسنِ مصطفیٰ کے بیان کو عینِ سعادت اور سیرت کے بیان کو نسخہ کیمیا کی ترکیبِ استعمال کی طرح سمجھنا چاہیے۔ اجتماعی بہبودی اور عوام الناس کی اصلاح سمجھنا چاہیے۔ اجتماعی بہبودی اور عوام الناس کی اصلاح کے لئے بھی سیرتِ نبویؐ کا بیان قرآنِ حکیم کی تفسیر کی افادیت کے لئے میرے خیال میں ضروری ہے۔

۱۳ میں نے نعت میں موضوع یا فن کے حوالے سے کوئی کام نہیں کیا۔ اظہارِ شرمندگی اور اظہارِ بے مائگی ہی کر سکتا ہوں۔

۱۴ نعت خوانی یعنی نعت پڑھنا خواہ اپنی کہی ہوئی ہو یا کسی اور خوش نصیب کی کہی ہوئی ہو۔ جی ہاں مجھ کو نعت خوانی (ترنم سے) کی سعادت بھی حاصل ہے۔ میں تو اپنا سارا کلام ترنم ہی سے پڑھتا ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ سامعین سے زیادہ میں خود لطف اندوز ہوتا ہوں اپنے پڑھنے سے۔ ترنم اللہ کی عطا کی ہوئی نعمت ہے اس میں ذاتی کاوش کو برائے نام ہی دخل ہے۔

۱۵۔ فروغِ نعت کے حوالے سے میں نے یہاں نعتیہ مشاعرے کئے ہیں۔

۱۶۔ نسلِ نو کے لئے میرا پیغام بلکہ التجا ہے کہ اپنا آئیڈیل اپنا محبوب کردار اپنے لئے تقلید کا نمونہ اپنے نبیؐ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کو بنا لو۔

بشیر رحمانی (لاہور)

بشیر رحمانی (پ ۸ مارچ ۱۹۳۱ء) ہوشیار پور کے رہنے والے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد اپنے بزرگوں کے ہمراہ لاہور چلے آئے۔ مقامی اکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔ شعر و سخن سے پرانا رابطہ ہے۔ غزل بھی کہتے ہیں اور نعت بھی۔ نعتیہ مجموعہ "بشارتیں" کے نام سے ترتیب دے چکے ہیں زیادہ تر غزلیہ انداز میں نعت کہتے ہیں۔ نعت کے مروجہ مضامین آپ کے ہاں عام ملتے ہیں۔

۱ میں شعر و سخن کا طالب علم ہوں۔ کیونکہ علم و ادب کا مطالعہ فکر کو جلا بخشتا ہے اس لئے جہاں دیگر اصنافِ سخن کا مطالعہ کیا وہاں حمد و نعت اور سلام و منقبت کا مطالعہ بھی کرتا رہا ہوں۔ یہی مطالعہ نعت گوئی کی طرف لے آیا۔ پہلی نعت کے دو شعر حاضر ہیں۔

آفتاب آپ سے ہے، تابِ سحر آپ سے ہے — حسنِ تخلیق کا پُر نور شجر آپ سے ہے

میرے دامن میں ابھی کچھ ہے مگر آپ سے ہے　　لعل و گل بھی نہیں انجم بھی نہیں گوہر بھی "بشیر"

۲۔ ذوقی مظفر نگری' مولانا ظفر علی خاں اور حافظ مظہرالدین کے نعتیہ کلام سے متاثر ہوں

۴ نعت معراج سخن کی علامت ہے۔ اور میں اوصاف رسول اکرمؐ کے ساتھ ساتھ سیرت رسولؐ کے ذریعے مسلمانوں کو نشاط رفتہ کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔

۵۔ نعت کہنا واقعی ایک دشوار کام ہے خالق و مخلوق کے فرق کا خیال رکھنا ضروری سمجھتا ہوں اکثر نعت گو نعت کہتے وقت رسولؐ اکرم کی ذات مقدسہ کو اللہ تعالٰی سے بھی بڑھا دیتے ہیں جو بعد شان رسالت کے منافی ہے اور اس طرح شاعر شرک کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔

۶۔ قدیم نعت صرف مدحیات رسولؐ کے اظہار تک محدود نظر آتی ہے اور جدید نعت مدحیات کے ساتھ کمالات رسول بھی پیش کرتی ہے۔ تاہم میں نعت میں قدیم و جدید کا امتزاج بہتر سمجھتا ہوں۔

۷۔ نعت گوئی میں جو مختلف تجربات کئے جا رہے ہیں وہ بیشتر فضول ہیں مگر نعت کا مقدس مزاج انہیں برداشت نہیں کرتا۔

۸ دور حاضر میں واقعی شعراء نے نعت کی مقدس تخلیقات پر توجہ دی ہے اور میں بلاشبہ اس مرد مومن جنرل محمد ضیاء الحق کی ذات گرامی کو فروغ نعت کا ایک سبب سمجھتا ہوں۔

۹۔ نعت کے باب میں جو تنقید و تحقیق کی گئی ہے اس سلسلے میں ڈاکٹر ریاض مجید' ڈاکٹر اسحاق قریشی اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کی کوششیں لائق تحسین ہیں۔

۱۰ روضہ رسول پر حاضری کی تمنا تو عنفوان شباب ہی سے ہے تاہم نعت کہتے وقت اکثر روضہ رسول پر حاضری کی تمنا بے چین کر دیتی ہے۔ جب سیرت رسول کا مطالعہ کرتا ہوں تو مدینہ منورہ سے دوری کا خیال دل میں تڑپ اٹھتا ہے

۱۱۔ تاحال زیارت بیت اللہ اور روضہ رسول پر حاضری کی تمنا ہے۔

۱۲۔ میں نعت گوئی کو تخلیق اور نعت خوانی کو تنقید سمجھتا ہوں۔ الحمد للہ میں نعت کو ترنم کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔

ابرار کرتپوری (دہلی بھارت)

قاضی ابرار حسین ابرار کرتپوری (پ ۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء) بھارت کے معروف شاعر ہیں۔ دیال سنگھ کالج (دہلی یونیورسٹی) سے وابستہ ہیں۔ "دلکش نظمیں" "خوشبو خیال کی" (غزلیات) "دھنک دھنک" (نعت) "مدحت" (غالب کی زمینوں میں نعتیہ کلام) مطبوعہ مجموعے ہیں۔ جبکہ کئی ایک مجموعے زیر ترتیب و زیر طبع ہیں۔ بھارت کی کئی ایک ادبی و علمی تنظیموں سے وابستہ ہیں۔ علم و فن کے اعتراف میں متعدد ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت نعت کی طرف لے آئی۔ نعت میں جدید سوچ کے حامل ہیں اور سیرت رسول کو دل کی گہرائیوں سے عقیدت و احترام کے ساتھ پیش کرتے ہیں کیونکہ آج کے انسان کے غم و آلام کا واحد حل سیرت رسول میں ڈھونڈتے ہیں ابرار کا نعتیہ کلام شاعر کے دل کی آواز اور جذبے کا دلکش ساز ہے۔ ادبی حوالے سے ان کی نعت میں چاشنی بھی ہے اور وہ نئی زمینوں کے انتخاب

میں بھی اعلیٰ ذوق کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

۴/۴۔ مجھے شعر و سخن سے پرانا لگاؤ ہے۔ ہمارے یہاں کا ماحول مذہبی ہے اس لئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے نعتیہ کلام سننے کا شوق بخشا۔ میں نے اپنے بچپن میں ذکر رسول کریم گھروں میں عام طریقہ سے ہوتے ہوئے دیکھا' میلاد شریف کی محافل انعقاد پذیر ہوتی دیکھیں۔ خواتین کا میلاد شریف گھر گھر میں ہوتا تھا۔ میلاد اکبر کی منظومات اور نعتیں سامعین کو ازبر ہو جاتی تھیں۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں" حالی' محسن کاکوروی' احسن مارہروی اور بہزاد لکھنوی' جیسے محترم شعراء کا نعتیہ کلام اس احقر نے بھی سنا اور استفادہ کیا۔ برصغیر کے معروف شاعر مظفر وارثی صاحب کے نعتیہ کلام نے تو اس قدر متاثر کیا کہ میں نے نعت شریف کہنا شروع کر دی۔ میں نے مطالعہ کیا کہ نعت کے لغوی معنی تو تعریف و توصیف کرنا ہیں لیکن اردو شاعری کی اصطلاح میں نعت وہ صنف سخن ہے جسکے ذریعہ یا جسکے اشعار میں شاعر حضور سرور کائنات کی تعریف و توصیف اور مدح و ثناء کرتا ہے۔ یہ ایک محترم اور پاکیزہ صنف سخن ہے رسول اکرمؐ کی مدح و ثناء کوئی معمولی کام نہیں۔ خدائے واحد جس ذات اقدس کی خود تعریف کرتا ہو ایک انسان کی کیا مجال کہ اس آفتاب رسالت کی مدح کا حق ادا کر سکے۔۔

خدا ثنا جس کی خود کرے ہے وہ ذات ان کی   بیاں کوئی کر سکے گا کیسے صفات ان کی

لیکن رسول اکرمؐ کی تعریف اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو بے حد پسند ہے اس لئے مجھ جیسا حقیر ذرہ بھی حسب توفیق و استطاعت آفتاب رسالت کی بارگاہ بے کس پناہ میں خراج نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ اردو شاعری کی تمام اصناف سخن میں حمد اور نعت محترم ترین اصناف ہیں۔ الوہیت اور رسالت دونوں الگ الگ مراتب اور مدارج ہیں اسی طرح حمد اور نعت کے درجے بھی الگ الگ ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ تمام عالمین میں افضل' بڑا اور برتر ہے اور رسول کریم کے بارے میں بھی یہ کلیہ ہے کہ: "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

۵/۴۔ نعت گوئی کے لئے یہ ضروری ہے کہ شاعر اس صنف سخن میں طبع آزمائی کرتے ہوئے مقررہ حدود میں رہے۔ نعتیہ اشعار تمام معائب شعری سے پاک اور محاسن شعری سے مزین ہوں۔ ان تمام آداب کو ملحوظ رکھنے والا شاعر صحیح معنوں میں نعت کہہ سکتا ہے اور اس پل صراط کو پار کر سکتا ہے۔ نعت گوئی کو "تلوار کی تیز دھار پر چلنا" بھی کہا گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ صراط مستقیم سے ذرا سی لغزش بھی شاعر کو قعر مذلت میں گرا سکتی ہے۔ جس کا کوئی بھی تدارک ممکن نہیں۔ میں نے اپنے نعتیہ کلام میں اس بات کا خیال رکھنے کی حتی' لامکاں کوشش کی ہے۔ پھر بھی بشریت غالب آسکتی ہے سہوا" ہوئی غلطیوں کو اللہ معاف فرمائے۔ آمین۔

۶۔ اردو شاعری میں غزل وہ صنف سخن ہے جس کو ہر دور میں اہمیت اور مقبولیت حاصل رہی ہے۔ ہماری روایتی غزل میں حسن و عشق' گل و بلبل' شمع و پروانہ' جام و مینا اور متعلقات حسن و عشق کا اظہار عموماً ملتا ہے۔ یہ ایک فطری امر ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ شعر و ادب میں نمایاں تبدیلی آتی ہے۔ انسان کی فطرت ہے کہ وہ تبدیلی پسند کرتا ہے۔ غزل کی طرح نعت میں بھی یہ تبدیلی آئی ہے۔ ہم نعت کو بھی اسی پیمانے پر پرکھ سکتے ہیں۔

۷۔ نعت اردو شاعری کی ایک صنف سخن ہونے کے ساتھ ساتھ عقیدت کے پاکیزہ جذبات سے بھی وابستہ ہے۔ ہر

شخص کے لئے جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت رکھتا ہے' یہ صنف سخن نہایت محترم اور پاکیزہ ہے۔ قدیم نعت اور جدید نعت کی اصطلاحات صحیح ہیں۔ ہم روایتی اور جدید لہجے کی نعت کا تقابلی مطالعہ کریں تو ہمیں یہ واضح فرق محسوس ہو گا۔ آج نعت کہنے کا انداز بدلا ہے۔ اردو شاعری کی طرح نعت میں بھی معریٰ نظم' آزاد نظم اور ہائیکو جیسی جدید اقسام نظم کے ذریعہ نئے شعری تجربے ہو رہے ہیں اور جدید ذہنوں کے مطابق امید افزا پیش قدمیاں ہو رہی ہیں۔ ہمیں ماننا ہو گا کہ اردو شاعری میں مذکورہ اصناف یا اقسام نظم میں شعرا کے ذریعہ طبع آزمائی کرنے سے نعتیہ ادب میں جدید اضافہ ہوا ہے اس سلسلے میں پاکستان میں بہت کام ہوا ہے اور یہ صنف سخن روز افزوں ارتقا پذیر ہے۔ آج بھی نعت پاکستان میں اسی عقیدت اور احترام سے کہی جارہی ہے۔

۸۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے بعد اردو شاعری (نعتیہ شاعری) میں اس قسم کا انقلاب آنا نہ تو غیر متوقع ہے اور نہ ہی اسکو کسی فرد واحد کا کارنامہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس دور میں بھی پاکستان میں نعت گوئی کو فروغ نہ ملتا تو یہ نہایت تعجب کی بات ہوتی اور ہم اسے بدقسمتی متصور کرنے میں یقیناً حق بجانب ہوتے۔ ضیاء الحق مرحوم (سابق صدر) پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے بعد سربراہ مملکت تھے وہ رسول اللہ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ اور نعتیہ کلام بھی پسند کرتے تھے۔ شعراء اور نعتیہ تقاریب منعقد کرنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی کرتے تھے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نعت کے فروغ میں ان کا بھی حصہ تھا۔ ویسے اسلامی نظام حکومت کا کوئی بھی سربراہ ہوتا وہ اس صنف سخن نعت گوئی کو نہ تو رد کر سکتا تھا اور نہ ہی اسکی مخالفت کی جرات کر سکتا تھا۔ آج بھی نعت پاکستان میں اسی عقیدت و احترام سے کہی جارہی ہے۔ یہ مشاہدہ ہوا ہے کہ گذشتہ پندرہ سال سے عالمی سطح پر ہر جگہ اہل اسلام کو ظلم و جبر کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے نوعیت و حالات کچھ بھی ہو سکتے ہیں طریقے جدا ہو سکتے ہیں لیکن باعتبار مجموعی مسلمان تمام عالم میں پریشان حال ہے۔ ہندوستان میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے حالات شاہد ہیں برصغیر ہند و پاک اور بالخصوص ہندوستان میں عام مسلمان کا رجحان مذہب کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ان حالات میں یہاں نعت گوئی کو فروغ ملنا کوئی غیر متوقع بات نہیں ہے۔ یہاں بھی یہ رجحان بڑھا ہے۔ اس کو عملی طور پر یہاں منعقد ہونے والے نعتیہ مشاعروں' ریڈیو' ٹیلی ویژن' رسائل' اخبارات وغیرہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ماہ ربیع الاول تو خاص طور پر سیرت النبی کے جلسوں اور نعتیہ مشاعروں کا مخصوص اور مبارک مہینہ ہے۔ دور حاضر پر ہم نعت کا دور ہونے کا حکم تو نہیں لگا سکتے البتہ یہ حقیقت ہے کہ اس دور میں نعت گوئی کو فروغ ضرور ملا ہے۔ بلکہ اغلب گمان ہے کہ مستقبل میں نعت گوئی کو مزید فروغ اور استحکام ملے گا۔

۱۰/۱۱۔ حضور سرور کائنات سے محبت کا یہ تقاضہ ہے کہ محب رسول روضہ اقدس پر حاضری کی تمنا' آرزو یا حسرت اپنے دل میں رکھے۔ جہاں تک میرے دل میں روضہ مبارک پر حاضری کی تمنا پیدا ہونے کا سوال ہے تو وہ ہر وقت دل میں شدت کے ساتھ موجود ہے اور رہے گی یہ وہ تمنا ہے جو حاضری کا شرف حاصل ہونے کے بعد تو اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ ایسا میں نے دوسرے حضرات سے سنا ہے۔ صحیح کیفیات کا اظہار تو در اقدس پر حاضری کی بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔

۱۲۔ شاعر نعت میں دو طرح کے رویے اپناتا ہے۔ جمال مصطفیٰ اور سیرت رسولؐ۔ جمال مصطفیٰ کو ہم عشق رسولؐ سے تعبیر کر سکتے ہیں صوفیائے کرام کا طبقہ جمال مصطفیٰ کی نعت کو پسند کرتا ہے۔ صوفیا رسول کریم سے عشق کرتے ہیں۔

اس کیفیت کا حامل جب نعت کہتا ہے تو ہم عشق رسولؐ کی واردات قلبی کا شعری اظہار نعتیہ غزل کے روپ میں دیکھتے ہیں۔ عشق رسولؐ کریم اگر حقیقی ہو تو اشعار پر تاثیر ہوتے ہیں اور یہ طرز سخن ہمیں اللہ کی قدرت پر یقین محکم عطا کرتی ہے اور روحانی کیفیت کو پاکیزہ کرتی ہے۔ جبکہ سیرت رسولؐ کی شاعری (نعت کی شکل میں) اعمال صالحہ کا آئینہ دکھاتی ہے۔ آج اہل اسلام جس حالت سے دو چار ہیں۔ اس سلسلے میں میری رائے کے مطابق سیرت رسولؐ کی عکاس نعت وقت کی اہم ضرورت ہے ایسی شاعری کی افادیت بہت زیادہ ہے۔ بے عملی کے دور میں سیرت رسولؐ کی شمع ہی مشعل راہ بن سکتی ہے۔ چونکہ بالآخر نجات کی راہیں اس بارگاہ میں آکر ہی مل سکتی ہیں بشر کاملؐ کی سیرت اقدس دنیا اور آخرت میں ہماری کامیابی کی ضامن ہے۔

۳۔ نعت رسول کریم پر کام کرنا سعادت ہے۔ میں نے اپنی پہلی کتاب "درخو بک ذکر ک" کے پیش لفظ میں لکھا تھا کہ نعت گوئی حضور سرور کائنات کی حیات طیبہ ہی میں شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ میں نے حضرت ابو طالب اور دیگر صحابہ کرام اجمعین کا نعتیہ کلام اس کتاب کے پیش لفظ میں پیش کیا تھا۔ نعت گوئی کا یہ سلسلہ آج بھی قائم و دائم ہے اور شعراء بصد احترام بارگاہ رسالت مآب میں خراج نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اسی سلسلہ کی دوسری کڑی میرے نعتیہ کلام کا دوسرا مجموعہ "مدحت" ہے۔ اس کتاب میں اس عاجز نے غالب کی زمینوں میں ۹۳ نعتیں کہہ کر یہ سعادت حاصل کی کہ اسکو کتابی شکل دی جا سکے۔ اس کتاب کے لئے احقر نے ایک مضمون میں رسول کریم سے متعلق قرآن کریم کی ۲۹ آیات شامل کی ہیں جو کہ پاروں میں موجود ہیں اس کے حوالہ جات بھی دیے گئے ہیں، اسکے ساتھ ہی شجرہ مبارک اسمائے مبارک، ارشادات عالیہ، چالیس احادیث اور شاعری اور رسول اکرمؐ کے عنوان سے صحابہ کرام کی روایات اور چند عربی کے شعرا کا کلام پیش کیا ہے۔ تیسرا مجموعہ کلام (نعتیہ) تقریباً تیار ہے جسکا نام "شہر علم" رکھا ہے نعتیہ کلام کے مجموعوں کے بعد فوری طور پر شائع ہونے والی کتاب "خالق ذوالجلال" حمد کا مجموعہ ہے یہ کتاب کتابت کے مراحل طے کر چکی ہے انشاءاللہ جلد شائع ہو گی۔

۴۔ نعت گوئی کے بعد نعت خوانی کی بھی بڑی اہمیت ہے حالانکہ دونوں مختلف چیزیں ہیں یہ ضروری نہیں کہ نعت گو شاعر نعت خوان بھی ہو یا نعت خواں شاعر بھی ہو۔ ویسے نعت خواں حضرات میں شاعر کم ہوتے ہیں لحن نعمت خداوندی ہے۔ یہ وصف ہر کسی کو عطا نہیں ہوتا۔ نعت کو جب اچھے ترنم سے پڑھا جاتا ہے تو اس کا اثر دوبالا ہو جاتا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مجھے ترنم پسند ہے اور میں نعتیہ کلام ہمیشہ ترنم سے پڑھتا ہوں۔ یہ سچ ہے خوبصورت پیش کش سماعت کو روشن کر دیتی ہے اور سامع نہایت پاکیزہ کیفیات کا احساس کرتا ہے۔

۵۔ فروغ نعت کے سلسلہ میں، میں نے پہلی بار ۱۹۷۹ء میں خواجہ ہال بستی حضرت نظام الدین میں پہلا نعتیہ مشاعرہ منعقد کیا۔ اس کے بعد دہلی میں نعتیہ مشاعرے شروع ہو گئے۔ نعتیہ مشاعروں میں شرکت اب میرا شعار بن گیا ہے۔ میں نے اپنی ادبی انجمن "مرکز علم و دانش" کے زیر اہتمام بہت سے نعتیہ مشاعرے منعقد کئے۔ اب مرکز علم و دانش نئی دہلی کے زیر اہتمام "نعت اکیڈمی" کا قیام زیر غور ہے عنقریب انشاءاللہ اس اکیڈمی کا قیام عمل میں آئے گا۔ اس

اکیڈمی کے اغراض و مقاصد میں نعت کا فروغ، نعت گو شعرا کی حوصلہ افزائی، نعت گو شعرا کے بارے میں تحقیق کرنا، ایک نعت لائبریری کا قیام، اور اس میں نعتیہ کلام اور سیرت مقدسہ سے متعلق کتابیں اور لٹریچر جمع کرنا، سیرت اور نعت سے متعلق منظوم یا منثور کتب کو دوسری زبانوں میں شائع کرنا اور معیاری نعتیہ کلام کو شائع کرنے میں غریب شعرا کو مالی تعاون دینا وغیرہ شامل ہے۔

۱۲۔ نوجوانوں کے لئے اس سے بہتر کوئی پیغام نہیں ہو سکتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا گہرا مطالعہ کیا جائے اور اس پر عمل بھی کیا جائے کیوں کہ یہی تمام عالم انسانیت کے لئے فلاح دارین کا سبب اور توشۂ آخرت بن سکتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی کہیں بھی ہو اسے کامیابی کی منزل کے حصول کی خاطر حضور رحمۃ اللعالمین کی بارگاہ بیکس پناہ میں آنا ہو گا۔

علیم ناصری (لاہور)

علیم الدین علیم ناصری سرکاری ملازمت سے پنشن حاصل کر کے ہفت روزہ "مقصود" کی ادارت کے فرائض سرانجام دے رہے۔ شعر و ادب سے ہر طرح کا تعلق ہے۔ اگرچہ ابھی تک کوئی مجموعہ کلام شائع نہیں ہوا۔ مثنوی کی شکل میں شاہنامہ بالاکوٹ کی پہلی جلد شائع ہوئی ہے۔ دوسری جلد لکھ رہے ہیں۔ مجموعہ نعت "[illegible]" کے نام سے زیر ترتیب ہے۔ نعت لکھتے ہوئے احترام رسالت کے ساتھ ساتھ احترام خداوندی پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ شریعت کا مطالعہ نعت کے لئے بے حد ضروری خیال کرتے ہیں اس لئے ان کی نعتیہ شاعری میں شریعت کی پاسداری بطور خاص محسوس کی جا سکتی ہے۔ غزل اور قصیدے کے انداز میں نعت لکھی ہے۔

۱۔ ایک مسلمان شاعر سے یہ سوال کہ نعت گوئی کی طرف کیسے مائل ہوئے بڑا عجیب ہے۔ مسلمان شاعر تو حمد و نعت اپنے اوائل شعری شعور سے ہی لکھتا ہے۔ میں اس کا تعین نہیں کر سکتا کہ کون سی اولین نعت تھی۔ چند اشعار پہلے نعتیہ کلام کے غالباً یہ ہیں۔

اے حبیب کبریا تجھ پہ سلام — اے امام انبیاء تجھ پہ سلام
تیری امت میں ہے مجھ سا بے نوا — بے نواؤں کی نوا تجھ پہ سلام
نعت گوئی کا مری ہے کیا مقام — بھیجتا ہے خود خدا تجھ پہ سلام

۲۔ تمام نعت گو شعراء میرے لئے واجب الاحترام ہیں البتہ اقبال کا رنگ مجھے بہت متاثر کرتا ہے۔

۳۔ نعت کے حوالے سے سوچ یا نظریہ؟ وہ عرفی والی بات۔

عرفی مشتاب این رہ نعت است نہ صحرا ست — آہستہ کہ رہ بر سر تیغ است قدم را

۴۔ نعت گوئی میں محض خیال رکھنا ہی کافی نہیں بلکہ اس خاردار راستے پر کپڑے سمیٹ کر چلنا چاہیے۔

۵۔ نعت کی پرکھ تو قرآن و حدیث اور آثار صحابہؓ ہے اور بس!

۶۔ نعت میں جدید قدیم کا فرق صرف انداز بیان ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و محامد کو جدید و قدیم

میں تقسیم کرنے والے ملحد تو ہو سکتے ہیں مومن نہیں!

۷۔ نعت میں ہیئت کے جتنے بھی تجربے ہو رہے ہیں یہ محض شاعر کی اپنی ذہنی کاوش ہے۔ وہ جس ہیئت میں آسانی سے چل سکتا ہے چلے ـــــ ثواب ہی ہو گا اور کار صواب بھی!

۸۔ یہ دور واقعی نعت کا دور ہے مگر ہم پاکستانیوں کے لئے۔ ورنہ گزشتہ صدیوں میں ہر دور اور ہر زبان میں نعت کہی گئی ہے۔ البتہ اہل پاکستان کو اس بات پر فخر ہے کہ نعت میں ہر طرح کے گھوڑے دوڑائے جا رہے ہیں کوئی روکنے والا نہیں ---- جو تنقید کرے وہ کافر ---!! عہد صحابہؓ میں نعت کے اندر عقائد کا بیان نہیں تھا جو اہل ایران و پاکستان نے اختیار کر لیا ہے۔

۹۔ نعت میں تنقیدی کام یا تحقیقی کام سے میں زیادہ واقف نہیں البتہ مجھے یہ معلوم ہے کہ کام کرنے والے اپنے اپنے مسلکی نظریات کو سامنے رکھتے ہیں۔ قرآن و سنت کو بنیاد بنا کر شاید ہی کسی نے نعت پر کچھ لکھا ہو۔ میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ محقق جن بڑے بڑے نعت گوؤں کے نمونے پیش کرتے ہیں میں نے انہیں قرآن و حدیث سے بہت ہٹے ہوئے پایا ہے۔

۱۰۔ روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا تو ہمیشہ سے ہے۔ نعت گوئی کے وقت کی کیا تخصیص ہے۔ البتہ یہ عقیدہ سامنے رہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین مساجد کے لئے رخت سفر باندھنے کی تاکید فرمائی ہے ---- مسجد الحرام (مکہ مکرمہ) مسجد نبوی (مدینہ منورہ) اور مسجد اقصیٰ (فلسطین)۔ اب ہمارے لئے تو پہلے دو ہی مقامات ہیں اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے لئے اختیار سفر باندھنا خود روضہ رسول کی حاضری پہ محیط ہے۔

۱۱۔ حاضری کی سعادت ابھی حاصل نہیں ہوئی۔ جب اللہ چاہے گا یہ سعادت میسر آ جائے گی۔

۱۲۔ جمالِ مصطفیٰؐ کی جو حدیں ہیں وہ ملحوظ رکھتا ہوں۔ سیرت کے سلسلے میں کتاب و سنت کے دائرے میں پرواز کرتا ہوں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک!

۱۳۔ مجھے نعت گوئی میں کسی خاص موضوع یا خاص فن کا کوئی دعویٰ نہیں۔

۱۴۔ نعت کو خوش الحانی سے پڑھا جائے تو نعت خوانی ہو جاتی ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ نعت گو نعت خواں بھی ہو یا نعت خواں نعت گو بھی ہو ـــــ مگر میں تو نعت خواں تو کجا ٹھیک طرح سے نعت گوئی کا بھی دعویدار نہیں ہوں۔

۱۵۔ اپنی نعت گوئی کے علاوہ فروغ نعت کے لئے اس عاجز نے کوئی الگ کام نہیں کیا۔ میرے خیال میں فروغ نعت سے بھی زیادہ فروغ سیرت رسولؐ کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کا بھی یہی فرمان ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

۱۶۔ نسل نو کو قرآن مجید کے ساتھ ساتھ سیرت رسولؐ پر کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے اور خود کو ان کے فرامین پر عمل کرنے کے لئے آمادہ رکھنا چاہیے۔ فقط نعروں سے نہیں، عمل سے "خدام رسولؐ" بنیں!

مسرور بدایونی ڈاکٹر (فیصل آباد)

مسرور الحسن مسرور بدایونی ہمارے عہد کے بزرگ نعت گو شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ نعت کی دو کتب شائع ہو چکی ہیں۔ نعت میں فکری اعتبار سے مولانا احمد رضا بریلوی سے متاثر ہیں۔ مولانا ضیا القادری مرحوم سے اکتساب فیض بھی کیا ہے۔ اس

لئے ان علمائے دین کا رنگ نعت ان کے ہاں عام ملتا ہے۔ جذبہ اور خلوص ان کی نعتیہ شاعری کا نمایاں وصف ہے۔ عقیدت و احترام رسالتمآب کو ایمان کا جزو خاص خیال کرتے ہیں نعت میں اس حوالے کو زیادہ زور دیتے محسوس ہوتے ہیں' نعت کے حمد مضامین ان کے ہاں ملتے ہیں۔

۱۔ ۱۹۳۵ء کی بات ہے مڈل تک پڑھنے کے بعد میں نے فارسی اور عربی کو ذریعہ تعلیم بنایا اور اس کے لئے دارالعلوم عالیہ قادریہ بدایوں میں داخلہ لیا وہاں ہر صبح مدرسہ لگنے سے پہلے (مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام) مولانا احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ کا سلام پڑھا جاتا تھا لہٰذا سب سے پہلے میں اس سلام سے متاثر ہوا اس کے علاوہ جب میں مدرسہ سے باہر گھومنے باہر جاتا تھا تو راہ میں حضرت علامہ مولانا ضیاء القادری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مکان تھا جس میں بدایوں کے چیدہ چیدہ شعرائے کرام بیٹھے ہوتے تھے جو نعت پر بالخصوص گفتگو کرتے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کی نعتوں اور سلام کا بڑا چرچا ہوتا اس پر گفتگو ہوتی لہٰذا میں اور میرے ایک دو ساتھی بھی صرف ان کی باتیں سننے کی خاطر بیٹھ جاتے ادب کی وجہ سے بولنے کی تو کوئی گنجائش نہیں تھی۔

ایک دن اسی دوران میں نے لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حروف م۔ ح۔ م۔ د پر چند قطعات کہے اور مولانا ضیاء القادری مرحوم کو دکھائے انہوں نے پڑھے اور پڑھ کر حوصلہ افزائی کی اور ان کی اصلاح بھی کی۔ یہ قطعات میری کتاب "آئینہ رحمت" میں سب سے پہلے لکھے گئے ہیں یہ پیدائش سے موت تک کے لئے قطعات کہے ہیں۔ جو م۔ ح۔ م۔ د سے بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے دو قطعے پہلا اور آخر کا پیش ہے۔ م۔ ح۔ م۔ د = م سے محبت' ح سے حمیت' م سے محنت' د سے دیانت

سبق ہم کو دیا ہے میم اول نے محبت کا
ملا جذبہ محمد کی ہمیں ح سے حمیت کا
ہے محنت فرض ہم پر دوسری میم محمد سے
ہے دال آخر جو دیتی ہے سبق ہم کو دیانت کا

دوسرا اور آخری

م سے میلادات' ح سے حیات' میم سے موت' دال سے وصیت

میم میلادات کا مقصد ہے طاعت محنت سے
ح سے جب تک ہے حیات اچھے عمل ہوں دمبدم
میم سے ہے موت جو آئے خدا کی راہ پر
دال سے ہے وصیت پر نفس کا شہ محترم

۲۔ میں نعت کے چار شاعروں حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ' حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب' مولانا حامد رضا خاں صاحب مرحوم اور حضرت مولانا امیر مینائی مرحوم سے متاثر ہوں۔

۳۔ سوچ تو کتابوں میں موجود ہے۔ نظریہ یہ ہے کہ نعت شریف لکھنا عبادت سمجھتا ہوں۔

۴۔ نعت شریف میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو (بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر) سامنے رکھ کر نعت تحریر کی جائے۔

۵۔ میرا خیال ہے کہ جو شاعر اپنے دل میں حب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل چاشنی رکھتا ہے اس کے لئے نعت شریف تلوار کی تیز دھار نہیں بلکہ روح کی بڑی لذیذ غذا ہے میں ہمیشہ نعت شریف کو اسی نظریے سے تحریر کرتا

[illegible] ریڈیو [illegible] ٹیلی ویژن اور نہ ان کا معاوضہ میں جب لکھنے بیٹھتا ہوں تو ایک کیف اور [illegible] سکتا ہوں کہ ایک وجد طاری ہوتا ہے۔

[illegible] اپنے وقت کا جدید ہے لہٰذا اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔

[illegible] نہ مخالف جو جس طرح کہتا ہے بہتر ہی کہتا ہے۔

[illegible] شاعروں سے نعت لکھوائی ہے جنہوں نے ضیاء [illegible] ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر معاوضہ کی صورت میں نعت [illegible]

[illegible] قائل نہیں ہوں اس لئے کہ نعت ہر شخص کا ایمانی جذبہ ہوتا ہے اس میں تنقید کی [illegible] تحقیق اور وہ بھی تعصب سے خالی اگر ہو تو سونے پر سہاگہ کا کام ہے۔

[illegible] کی تمنا ہر وقت رہتی ہے۔ جب بھی نعت شریف لکھتا ہوں یہ تمنا سب [illegible] میرے سامنے آجاتی ہے۔ یہ شعر ملاحظہ فرمائیں۔

[illegible] ہر وقت یہی رہتی ہے اب تک میرے پاس

[illegible] تک حاضری سے محروم ہوں۔

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو نعت میں اور کیا ہو گا اس لئے دونوں ہی لازم و ملزوم [illegible] رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں دونوں صورتوں کے حق میں ہوں [illegible] منحصر ہے کہ وہ ان دونوں صورتوں کو کس طرح لکھتا ہے۔

[illegible] کی حرف میری کاوش فکر کا نتیجہ ہے اور اب میں نے حرف' حروف' [illegible] ردیف بنا کر نعت میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔

[illegible] گوئی اور نعت خوانی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

[illegible] پر تو کوئی کام نہیں کیا ہاں ذاتی طور پر دو کتابیں اپنی جیب خاص سے [illegible]

[illegible] کی طرح ہے اس کو اساتذہ اور ماں باپ دونوں مل کر جس طرف [illegible] چاہیے کہ وہ سیاست سے کنارہ کش ہو کر صرف تعلیم پڑھے وہ جو کام سیکھے [illegible] اور اپنی زندگی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے [illegible]

[illegible]

[illegible] تنقید و شاعری میں ایک حوالے کا نام ہے۔ آپ نے بہت کچھ نہیں لکھا لیکن جو کچھ لکھا ہے [illegible] اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آپ تحریک اسلامی سے وابستہ اہل قلم ہیں۔

شعبہ تدریس سے وابستہ رہے ہیں۔ نعت کے حوالے سے تب سے آ[illegible]چہ بہت پہلے سے تھا لیکن [illegible] کی مختصر [illegible]
"حسرت نعت" اردو نعت کے باب میں ایک منفرد اضافہ ہے جس میں شاعر نے آج کے مسلمانوں کو سیرت رسول [illegible]
ہونے اور محبت کے دعووں کی بجائے سیرت و سنت پر عمل کی دعوت دی ہے تاکہ دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل
ہو۔

۱۔ ایک غزل میں ایک شعر اتفاق سے نعتیہ نظم کا ہو گیا تھا، جو پیش خدمت ہے۔

اے شمع، تری مانند جلا پروانہ مگر بے نور رہا
جو نور ہدیٰ کا درس بھی دے، قائل ہیں اسی استاد کے ہم

۳ تا ۵۔ اس طرح کے سوالات کے متعلق میں اپنی متعدد نظموں میں [illegible] خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ [illegible]
حسب ذیل ہیں:۔

[illegible]، خلوص کا [illegible] اگر دعویٰ ہے الفت کا
خوشامد، بے اطاعت، نعت گوئی ہو نہیں سکتی
ان کی محبت میں مجھے گالی ملے تب نعت ہو
مشقیں کسیں کوڑے پڑیں اور دم گھٹے تب نعت ہو
آرام کرسی پر پڑا نعتیں اگر "فردوس" کا
نعت گو کے لیے لازم ہے محبت [illegible]

یہ [illegible] عاشق [illegible]
عمل [illegible] رسالت
فاقوں کے مارے پیٹ پر پتھر بندھے [illegible]
ہاں، سر کٹے، سینہ چھدے، گردن [illegible]
[illegible] بارگاہ [illegible] میں [illegible]
اور معیار محبت ہے اطاعت [illegible]

۶۔ ظاہر ہے کہ قدیم دور میں جب غزل گوئی کا طوطی بولتا تھا، نعت بھی اسی تاثرات سے زیر بار ہوتی تھی [illegible]
سراپائے محبوب، رخ روشن، لب شیریں، رفتار وغیرہ جیسی باتوں ہی کا تذکرہ ہوتا تھا۔ آج جب عمل اور فکر میں [illegible]
کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ نعت کے مضامین میں بھی یہی نقطہ نظر حاوی رہتا ہے۔

۷۔ قدماء کے ضوابط کے تحت نظم عاری، نظم آزاد، نثری نظم جیسی چیزیں "نظم" کی تعریف ہی میں نہیں آتیں۔ [illegible]
کے لیے "نثر مرجز" کی اصطلاح استعمال کی جا سکتی ہے اور "جدید" اصناف نظم کے حامیوں اور علمبرداروں نے اس [illegible]
(بزعم خود) "شعری" ادب کے لیے کوئی قاعدہ وضع نہیں کیے پھر کس اعتبار سے ہم ان نمونوں کو نظم میں شمار کریں۔

۸۔ نعت گو حضرات اگر مجھے معاف فرمائیں تو عرض کروں کہ اس دور میں نعت گوئی "کمرشیلائز" ہو گئی ہے۔ شاید
"بازار" میں اس کی "مانگ" بڑھ گئی ہے تو ان لوگوں نے بھی اس میدان میں جولانیاں دکھانی شروع کر دی ہیں جو [illegible]
باتوں کے قائل ہی نہ تھے:۔

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

۱۰-۱۱۔ میں اس کا تصور ہی نہ کر سکا کہ کبھی یہ سعادت مجھے حاصل ہو گی۔ پھر جب "فضل ایزدی سے" یہ (بظاہر) [illegible]

بھی ہو ہی گئی تو اس کے تاثرات ایک نظم میں اس طرح ظاہر ہوئے (صرف متعلقہ حصہ):۔

کس منہ سے ہو شکر خدایا تیرا کرم ہے حد و نہایہ
ذرے کو خورشید بنایا اختر کا اعزاز بڑھایا
مجرم کو مہمان بنایا دور سے اپنے در پہ بلایا
راحت و امن کی جا ٹھہرایا اپنے محل کے گرد پھرایا
اپنے حبیبؐ کے ہاں پہنچایا جلوہ رحمت یہ دکھایا
از سر نو پیدا فرمایا! مجھ پر اور یہ لطف کا سایہ!

کیوں نہ ہو جشن و مسرت کا دن، چار ستمبر سن چوراسی
نص نبیؐ کی رو سے یہ ہے یوم باز ولادت اسی!

۱۲۔ دونوں ہی رویے اگر خلوص دل سے شعر میں ادا ہو جائیں تو موثر ثابت ہوں گے۔ اس کا حقیقی جواب خود نعت گو کے جذبات ہی دے سکتے ہیں۔

مظفر وارثی (لاہور)

مظفر وارثی کا نام نعت کے حوالے سے انتہائی معتبر اور اہم ہے۔ اس کی وجہ جہاں مظفر وارثی کی شاعری ہے وہاں ان کا وہ منفرد انداز بھی ہے جو قدرت نے انہیں نعت پڑھنے کے لئے بطور خاص عطا کیا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مظفر نعت کہتے ہیں لیکن شاعری کی دیگر اصناف سے منہ نہیں موڑا۔ تاہم ان کے مجموعے "برف کی ناؤ" "لہجہ" "حصار" "لہو کی ہریالی" "ستاروں کی آبجو" اور "کھلے دریچے بند ہوئے" ان کی غزل نظم گیت اور قطعات پر مشتمل کتابیں ہیں جبکہ باب حرم' نور ازل اور کعبہ عشق مجموعہ ہائے نعت ہیں۔ "الحمد" ان کا حمدیہ شاعری پر مشتمل نعتیہ مجموعہ ہے۔ وہ ایک صاحب دل' حساس اور درد مند شاعر ہیں۔ قدرت نے انہیں یہ بھی توفیق عطا کی ہے کہ وہ اپنی شخصیت کے ان خوبصورت اور دلنواز پہلوؤں کو شاعری میں سمونے پر بھی قادر واقع ہوئے ہیں۔ نعت میں نئے اسالیب کا اضافہ اور جدید دور کی مجموعی کیفیت کو انہوں نے جس منفرد انداز سے نعت کا حصہ بنایا ہے اس کے لئے وہ بلاشبہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

۱۔ یہ فن مجھے خون میں تیرتا ہوا ملا۔
۲۔ کسی سے نہیں۔
۳۔ محبت رسولؐ
۴۔ توحید و رسالت کے فرق اور ادب کو۔
۵۔ چل تو رہا ہوں۔
۶۔ نعت' نعت ہوتی ہے۔ قدیم و جدید صرف لہجہ ہوتا ہے۔
۷۔ ہونے چاہئیں۔

۸۔ مکمل اتفاق ہے۔

۹۔ جس نے کیا اس نے اپنی دنیا بھی چمکائی اور عاقبت بھی سنواری۔

۱۰۔ روز اول سے ہر سانس پر۔

۱۱۔ بحمد اللہ حاضر ہو چکا ہوں۔ لکھی "نور ازل" میں موجود ہے۔

۱۲۔ یہ ایک شعر کے دو مصرعے ہیں۔

۱۳۔ یہ بات تو قاری سے پوچھیے۔

۱۴۔ ترنم سے پڑھتا ہوں۔ نعت خوانی نہیں کرتا۔ نعت خواں غیر شاعر ہوتا ہے۔ نعت گو شاعر' فرق آپ خود محسوس کر لیں۔

۱۵۔ جو بن پڑا۔

۱۶۔ اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

وحید الحسن ہاشمی (لاہور)

وحید الحسن ہاشمی مرثیے کے شاعر ہیں۔ چھوٹی موٹی سترہ کتب شائع ہو چکی ہیں۔ طویل مرثیے پر مشتمل کتاب "العطش" بھی شائع ہوئی ہے۔ مجموعہ نعت تا حال شائع نہیں ہوا البتہ کتب و رسائل میں اکثر و بیشتر نعتیہ کلام شائع ہوا ہے۔ آپ نعت لکھتے ہیں تو ڈوب کر نعت لکھتے ہیں۔ سرکار رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و سیرت کے ساتھ ساتھ جمال مصطفوی کے چراغ بھی آپ کی نعتیہ شاعری میں بھرپور لو دیتے ہیں۔

۱۔ سرکار دو عالم اور ان کے خانوادے کی مدح آباؤ اجداد کرتے آتے ہیں۔ دادا پردادا فارسی میں شعر کہتے تھے۔ والد مرحوم فارسی اردو اور ہندی زبان میں طبع آزمائی کرتے ہوئے بھائی علامہ آرزو لکھنوی کے شاگرد تھے اور حبیب جون پوری کے نام سے مشہور تھے۔ والد مرحوم صفا الہ آبادی تخلص فرماتے تھے ایسے ماحول میں خود بخود شعری ذوق پیدا ہو گیا اور میں بھی شعر کہنے لگا۔ پہلی نعت ۱۹۳۶ء میں کہی دو شعر کچھ یوں تھے۔

عالم تمام خلق ہوا آپ کے لئے　　جو کچھ بنا دراصل بنا آپ کے لئے
پیغمبروں نے کی ہے دعا آپ کے لئے　　پیغمبروں کے حق میں دعا کر رہے ہیں ہم

۲۔ مجھے بہزاد' حافظ مظہرالدین اور نجم آفندی بہت پسند ہیں۔

۳۔ نعت کا فن بہت مشکل ہے اگر نعت میں مقصد تخلیق رسالت مآب کا تذکرہ ہو تو حق نعت گوئی ادا ہو گیا۔ فقط حضور کے حسن و جمال کی ان دیکھی کہانی سنانے کا کوئی فائدہ نہیں درحقیقت اسلامی غزل کا دوسرا نام نعت ہے۔ اس لئے اس میں وہی ایجاز و اختصار ہونا ضروری ہے جو غزل کی روح ہے۔ میری نعتوں میں سیرت مصطفےٰ کے نقوش صاف نظر آتے ہیں۔

۴۔ نعت گو تاریخ اسلام سے واقف ہو۔ فن شاعری پر دسترس رکھتا ہو۔ جدید دور کے تقاضوں سے واقف ہو اسے علم ہونا چاہیے کہ سیرت پیغمبر کے کون کون سے پہلوؤں کو اجاگر کرنے سے معاشرے کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ حضور نے اپنی

ساری زندگی نہالِ قدس کے لئے وقف کر دی تھی ان کی کوششوں کا تذکرہ کرنا نعت گو کے لئے ضروری ہے۔

۶۔ ایک زمانہ تھا کہ صرف قرآن کی معرفت ضروری تھی پھر محدثین کا دور آیا، امام ابو حنیفہ اور امام جعفر صادق کے زمانے میں فقہ کا مسئلہ تیزی پر تھا پھر علم کلام کا زور ہوا آخر میں تاریخ اور تفسیر نمایاں ہو گئے۔ آج کا دور ٹیکنالوجی کا دور ہے جو شاعر یا نعت گو اپنے دور کا نمائندہ ہوتا ہے اس کی شاعری میں جدید زمانے کی جھلک ضرور ہوتی ہے یہی جھلک اسے جدید بناتی ہے اور اگر وہ پرانی روایتی باتیں کرتا ہے یا قدیم زمانے کی نقل کرتا ہے تو وہ شاعر قدیم ہے۔

۷۔ شاعری کی کوئی عمر نہیں ہوتی ہے نہ لے۔ جذبہ شاعری عطیہ خداوندی ہے ناکس ہے کوئی شخص کسب سے شعر نہیں کہہ سکتا ہے یہ جزو پیغمبری کہا گیا ہے۔ اسی سے اس امر کا بھی استدلال ہوتا ہے کہ جب سب سے ایک اچھا شعر نہیں ہو سکتا تو نبیوں کو کر کے پیغمبر کیسے ہو سکتا ہے۔ نثر اور شعر دو الگ الگ درخت ہیں ان کی نشوونما میں مٹی پانی اور ہوا مشترک ہیں لیکن اجسام کے ساتھ ساتھ ان کے پھل جداگانہ ہیں اگر نعت شاعری ہے تو اسے فن شاعری کے سانچوں میں ڈھلنا اور نکلنا پڑے گا لیکن سانچے خدا ساختہ نہیں ہیں نہ یہ آسمان سے اترے ہیں اس لئے فارم کوئی بھی ہو سانچہ شعری کا ہونا چاہیے مثلاً خچر گھوڑے اور گدھے کے ملاپ سے پیدا ہونے والا خچر ہے جس سے بار برداری کا کام تو لیا جا سکتا ہے جنگ کے میدان جیتے نہیں جا سکتے۔

۹۔ پاکستان میں معتبر شعراء نعت کہہ رہے ہیں ہر رسالے میں نعتیں شائع ہو رہی ہیں۔ متعدد رسالوں کے نعت نمبر نکل چکے ہیں۔ یونیورسٹی میں نعت اور نعت گو شعراء پر تحقیقی مقالے لکھے جا رہے ہیں جس سے یقیناً فائدہ پہنچے گا۔

۱۰۔ محبوب کے ساتھ محبوب کی گلی بھی پیاری ہوتی ہے بلکہ محبوب کی راہ میں گلی کا کتا بھی پیارا لگتا ہے۔ زبردستی جلا وطن کرنے والے کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے وطن واپس پہنچے۔ ہم سادات ہیں مدینے کے رہنے والے ہیں آباؤ اجداد کے مقبرے وہیں ہیں ہم معاشی و معاشرتی الجھنوں سے مجبور ہو کر مدینے سے نہیں گئے بلکہ ہمیں نکالا گیا ہے یہ احساس کہ پھر مدینے جائیں نعت گوئی سے قبل موجود تھا نعت میں یہی احساس حسرت اور تمنا بن کر اجاگر ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ میں روضہ رسول پر حاضری تو نہ دے سکا البتہ خواب میں حاضری دیتا رہتا ہوں مگر خواب میں وہ لطف کہاں جو حقیقت میں ہے اسی جذبے کو ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

خواب ہو کہ بیداری ان کی یاد میں گم ہوں   دوری مسافت نے دی ہیں ندامتیں کتنی

۱۲۔ رسول تو رسول محبت میں انسان اپنے خالق سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔ ہم رسول کے حسن و جمال کو بھی پسند کرتے ہیں اور ان کے کارناموں کا بھی تذکرہ کرنا چاہتے ہیں اس لئے میرے خیال میں پچھتر فیصد افکار و کردار اور پچیس فیصد حسن و جمال کے اشعار مزین ہونے چاہئیں۔

۱۳۔ نعت نگاری ساز ہے اور نعت خوانی سر اگر نعت ہی نہ ہو تو نعت خواں پڑھے گے کیا؟ اس لئے نعت گوئی کا مرتبہ نعت خوانی سے بلند ہے لیکن دونوں الگ الگ فنون ہیں اگر نعت اچھا نعت خواں ادا کر دے تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔
ہم لوگ نعت ترنم سے پڑھتے ہیں اس لئے دونوں مزے حاصل کرتے ہیں۔

۱۵۔ میں نعت لکھتا ہوں حمد و نعت و سلام کا ایک حلقہ بنایا ہے جس کے تحت نعتیہ مشاعرے منعقد ہوتے ہیں۔

۱۶۔ حضور کی نعت کہنے والے حضور کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن رہیں۔ حضور نے ہماری ہدایت کے لیے قرآن اور اپنی عترت چھوڑی ہے دونوں سے تمسک ضروری ہے ایک کو اپنانا اور دوسرے کو ٹھکرانا در حقیقت صحرا کا پانا ہے جس میں پانی ہی نہیں۔

سید عاصم گیلانی (لاہور)

سید عاصم گیلانی [illegible] نعت کہتے رہے۔ شاعری بھی کی لیکن طبعی رجحان نعت کی طرف ہی زیادہ رہا۔ "وسیلہ" [illegible] مطبوعہ مجموعہ نعت [illegible] دوسرا مجموعہ نعت زیر طبع ہے۔ عاصم گیلانی صوفیانہ مکتب فکر کے نعت نگار ہیں۔ وہ شریعت و طریقت [illegible] ہیں۔ وہ ادب و احترام رسول پر ہمہ وقت نظر رکھتے ہیں۔ ان کے مجموعہ کلام میں [illegible] کی صورت میں حقیقی کلام میں استعمال ہیں [illegible] نعت میں کہتے ہیں [illegible] ان کے نعتیہ کلام سے [illegible] ہیں۔

۱۔ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم بے پایاں۔

زائر عرش کو اعزاز ملے ہیں کیا کیا   چھپ کے سدرہ سے پرے راز کھلے ہیں کیا کیا

۲۔ نعت کا ہر اچھا شعر دل میں اتر جاتا ہے۔ [illegible] اس عہد کا سب سے بڑا نعت گو ہے

۳۔ [illegible] خاطر [illegible]

۴،۵۔ حضور کا [illegible] ہے۔

۶۔ جدت اور قدامت تو اسلوب کی حد تک ہوتی ہے۔ "[illegible] ہوتی ہے۔"

۷۔ [illegible]

۸۔ [illegible]

۹۔ نعت سرور کونین [illegible] نہیں ہو سکتی۔ تحقیق بہرحال سودمند ہوتی ہے۔

۱۰۔ شاید یہ شعر اس سوال کا جواب ہو۔

یاد سرکار میں ترے قرباں   زندگی وصل ہے فراق نہیں

۱۱۔ جی ہاں ۳ مرتبہ آستان بوسی کا شرف نصیب ہوا۔ وہاں کوئی نعت نہیں لکھ سکا۔

اللہ اللہ وقت رخصت زائروں کی کیفیت   دو قدم چلنا ٹھہرنا اور مڑ کر دیکھنا

۱۲۔ حضور کی ذات بابرکات کو جس زاویہ سے بھی دیکھئے حسن ہی حسن نظر آتا ہے۔ حضور کی صورت اور سیرت دونوں حسن اتم کی حامل ہیں۔

۱۳۔ قرآن مجید کے مطالعہ کے دوران مطالعہ [illegible] سورہ نور آیت ۳۵ میں [illegible]" اللہ

تعالیٰ کی توفیق سے میں نے تعمیل ارشاد خداوندی میں حضورؐ کے ذاتی یا صفاتی اسمائے گرامی سے انھیں مخاطب کرنے سے قطعاً گریز کیا ہے۔ میرے نزدیک نعت کا ہر شعر حضور سے خطاب ہی تو ہوتا ہے اس لئے ادب کا خیال بے حد ضروری ہے۔

۱۴۔ میں تحت اللفظ پڑھتا ہوں اور حضور کی عنایت سے مجھے کبھی ترنم کے سہارے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

۱۵۔ میری نعتوں کا مجموعہ "وسیلہ" شائع ہو چکا ہے۔ دیگر ادبی رسائل میں نعتیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

۱۶۔ نعت رقم کرنے سے پہلے حضورؐ کی حیات مبارکہ کا تفصیلی مطالعہ بے حد ضروری ہے۔

صابر براری (کراچی)

صابر براری (پ ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء) محکمہ تعلیم سے بحیثیت معلم وابستہ رہے۔ نعت، منقبت اور غزل لکھی۔ "فردوس عقیدت" اور "جام طہور" نعتیہ مجموعے طبع ہو چکے ہیں۔ جبکہ "انوار پنجتن" اور "بہشت مناقب" سلام و مناقب کے مجموعے ہیں۔ "چشم شوق" مجموعہ غزل ہے۔ عالم تاریخ رفتگاں "مشاہیر پاکستان کے حالات و کمالات پر نظم و نثر میں اظہار خیال ہے۔ برصغیر کے معروف عالم دین اور نعت گو شاعر ضیا القادری مرحوم کے شاگرد رشید ہیں۔ اس لئے نعت کے حوالے سے اسی مدرسہ فکر سے وابستہ ہیں۔ تاریخ گوئی کے فن سے آشنا ہیں۔ اس لئے بعض نعتیہ منظومات میں مصرعے کے مصرعے تاریخی کہہ گئے ہیں۔ آپ کی شخصیت اور تعارف کتب کے حوالے سے نور احمد میرٹھی کی کتاب "صابر براری کی تخلیقات" شائع ہو چکی ہے۔

۱۔ میرا ذہن بچپن سے اسلامی تھا اسی ماحول میں میری تربیت ہوئی ذرا ہوش سنبھالا تو علماء کرام کی تقاریر سننے، جلسہ میلاد النبیؐ اور سیرت النبیؐ کے جلسوں میں شرکت کا ذوق پیدا ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ نعت گوئی کے لئے اسلامی ذہن اور دینی شعور ضروری ہے۔ کراچی میں مولانا ضیاء القادری بدیوانی کی سرپرستی میں مجلس شیدائیان نبیؐ کے زیر اہتمام طرحی اور غیر طرحی نعتیہ مشاعرے اور بندگان دین کے اعراس اور منقبت کے مشاعرے کثرت سے ہوتے تھے جس میں علما و مشائخ اور دانشور شرکت فرماتے تھے۔ مولانا ضیاء القادری سچے عاشق رسول اور ممتاز نعت گو تھے ان کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی ان کے تلامذہ کا حلقہ وسیع تھا۔ میں بھی ۱۹۵۷ء میں مولانا کے تلامذہ میں شریک ہو گیا اور یہیں سے مجھے نعت گوئی کی دولت حاصل ہوئی۔ اس زمانے میں کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ سے مولانا محمد بشیر صاحب کی زیر ادارت رسالہ "ماہ طیبہ" نکلتا تھا۔ اس میں ماہانہ طرحی نعتیہ مشاعرہ کا سلسلہ جاری تھا۔ ۱۹۵۷ء میں میری پہلی نعت اس کے مجوزہ مصرع "خدا چاہتا ہے رضائے محمد" پر شائع ہوئی جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

بیاں کیا ہو مجھ سے ثنائے محمد — ہے قبلہ نما نقش پائے محمد
محمد ہیں تخلیق عالم کا باعث — بنے ہیں دو عالم برائے محمد
گنہگارو آؤ میرے پاس آؤ — یہ محشر میں ہوگی ندائے محمد
مدینہ میں مرنے کا ارماں ہے دل میں — مدینہ ہے دولت سرائے محمد

دل و جاں میں صابر کروں کس پہ قرباں
نہیں کوئی میرا سوائے محمدؐ

۲۔ میں ہر نعت گو سے متاثر ہوں لیکن بزرگ شعراء میں جن کے کلام نے مجھے بے حد متاثر کیا ان میں اعلیٰ حضرت رضا بریلوی' حسن بریلوی' محسن کاکوروی' امیر مینائی' حسرت موہانی' حفیظ جالندھری' مولانا ظفر علی خاں اور بہزاد لکھنوی قابل ذکر ہیں۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مدار ایمان اور آپ کا ذکر نثر میں ہو یا نظم میں ایمان کی جان ہے۔ بقول علامہ اقبال ---۔ محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے ---۔ محبت کا تقاضا ہے کہ آپ کی سیرت مبارکہ کا بیان کیا جائے جس طرح نثر میں حضورؐ کا ذکر ایمان میں تازگی پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح نعت سے بھی ایمان میں جلا حاصل ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ حضور کے اور صحابہ کرام کے دور سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا دنیائے اسلام کا کوئی شہر اس سے خالی نہیں ہے اور یہ خود ہمارے لئے باعث سعادت اور باعث نجات ہے پھر ہم اس سے کیوں محروم رہیں۔

۴۔ نعت گو کو احترام رسول اور آداب نعت کا دھیان رکھنا چاہیے۔ افراط و تفریط سے گریز کرنا چاہیے۔ حضورؐ کی مدح ان کی شایان شان ہو عام انسانوں جیسی نہیں۔ کیوں کہ حضور خدا ہرگز نہیں لیکن "بعد از خدا بزرگ توئی" صرف ان کی ذات مقدسہ ہے۔ اگر نعت گو اپنی صورت اور سیرت کو بھی اسلامی سانچے میں ڈھالے تو زیادہ بہتر ہے۔

۵۔ عرفی کے اس قول کا مطلب بھی یہی ہے کہ نعت گوئی میں آداب کو ملحوظ رکھیں۔ کوئی بات شان رسالت کے خلاف نہ ہو۔

۶۔ میں قدیم نعت اور جدید نعت میں یہ فرق سمجھتا ہوں کہ قدیم اور جدید شعراء کا کلام۔ قدیم شعراء نے جو کچھ لکھا ہے۔ ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے بلکہ ہم تو اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ جدید نعت گو کو اللہ تعالیٰ نے نئے انداز سے کہنے کی توفیق دی ہو اور یہ سلسلہ تو ہمیشہ جاری رہے گا۔

۷۔ عام شاعری کی طرح نعت میں معریٰ نظم' نثری نظم اور ہائیکو کی صورت میں جو نئے تجربے ہو رہے ہیں اس کے بارے میں آنے والی نسلیں صحیح رائے قائم کریں گی۔ فی الحال تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی مداح رسولؐ کسی بھی زبان میں اور کسی بھی مناسب طریقے سے مدحت کرتا ہے' تو اس میں یہ ہرج ہے۔ لیکن اتنا ضروری ہے کہ وزن' بحر' قوافی اور ردیف کے قیود سے آزاد ہو کر جو شاعری کی جائے گی وہ فن اور شعر و سخن پر سبقت حاصل نہیں کر سکتی۔

۸۔ جی ہاں مجھے بھی اس سے اتفاق ہے کہ جنرل ضیاء الحق صاحب کے دور میں نعت کو فروغ حاصل ہوا جنرل صاحب سچے عاشق رسولؐ اور پکے مسلمان تھے انہوں نے سرکاری جلسوں میں تلاوت کلام پاک کے بعد نعت کا نذرانہ پیش کرنے کا سلسلہ جاری کیا۔ اس کے علاوہ نعت گو شعراء بالخصوص نعت خواں حضرات کو انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ غرض ان کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ لہٰذا کچھ لوگ تو واقعی عشق رسالت میں اس طرف راغب ہوئے اور کچھ انعام و اکرام کے لالچ میں۔ اس دور میں ٹی وی سے بھی نعتیہ مشاعروں کی کثرت رہی۔ اس سے نام و نمود اور ذاتی مفاد کی خاطر ایسے شعراء بھی نعت کہنے لگے جو پہلے کسی نعت گو کو شاعر تو کیا انسان بھی نہیں سمجھتے تھے اور ان کی ساری زندگی

لہو و لعب میں گزری۔ نہ وہ صورت و سیرت سے عاشق رسول نظر آتے تھے۔ اب اس میں پہلے جیسی گرمی نہیں رہی۔ دوسری طرف نعت خواں حضرات نے اسے باقاعدہ پیشہ بنا لیا۔ اب نعت کالج بھی کھل گئے۔ نعت خوانی کی ترقی کی یہی رفتار رہی تو ۲۰۔۱۰ سال بعد قاری' حافظ' مفسر' محدث اور عالم دین ڈھونڈنے سے نہیں ملیں گے اور ان کی جگہ نعت خواں حضرات کی خدمات حاصل کرنی پڑیں گی۔

۹۔ نعت کے حوالے سے دانشوروں نے کام کیا ہے بالخصوص چند سال سے لاہور سے راجا رشید محمود کی زیر ادارت "ماہنامہ نعت" شائع ہو رہا ہے۔ وہ قابل قدر خدمات انجام دینے میں سرفہرست ہے۔ اس کی افادیت مسلم ہے۔ آپ کا کالج اور اس کے اراکین جس اہتمام کے ساتھ نعت نمبر شائع کر رہے ہیں وہ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

۱۰۔ یوں تو ہر مسلمان کے دل میں روضہ رسول اور حرمین شریفین کی حاضری کی تمنا ہوتی ہے اور اس کے لئے نعت گو ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ بحیثیت مسلمان میرے دل میں یہ تمنا تھی اور اکثر اشعار میں' میں نے اس کا اظہار کیا تھا اس سلسلے میں میری نعت کے چند اشعار یہ ہیں۔

روضے پہ وہ بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی
بخت میرا جگائیں گے آج نہیں تو کل سہی

ان کی سنہری جالیاں فرط ادب سے چوم کر
آنکھوں سے ہم لگائیں گے آج نہیں تو کل سہی

ان کے فراق و ہجر میں دل پہ جو داغ آئے ہیں
چارہ انہیں دکھائیں گے آج نہیں تو کل سہی

زاد سفر نہیں ہے پاس دل میں نہیں ذرا ہراس
ہے آس وہ بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی

روضہ پہ ان کے با ادب صابر خستہ بالیقیں
نعتیں کئی سنائیں گے آج نہیں تو کل سہی

۱۱۔ الحمد للہ اپریل ۱۹۹۵ء میں حرمین شریفین اور روضہ رسول کی حاضری کا غیب سے انتظام ہو گیا۔ میرے ایک عزیز نے بقول اس کے' میرے کلام سے متاثر ہو کر یہ پیش کش کی اور اسی کے اصرار پر میں نے عجلت میں تیاری کی اور اس سعادت سے بہرہ ور ہوا۔ اس موقع پر مقامات مقدسہ اور زیارت روضہ پاک میں اتنا مصروف رہا کہ کوئی نعت نہ کہہ سکا۔ اس ماضی کے احساسات کو کاغذ پر بیان کرنا مشکل ہے۔

۱۲۔ میں تعریف رسول اور سیرت رسول دونوں موضوع کے حق میں ہوں۔ نعت گو پورے اخلاص کے ساتھ اپنے کلام میں اس کا اظہار کرتا ہے بعض شعراء نے جمال رسول یعنی رسول پاک کے سراپا پر الگ الگ قصائد بھی لکھے ہیں۔ حضور کے سراپا کا بیان ان کے معجزات' کمالات' اختیارات اور سیرۃ مبارکہ کے مختلف گوشوں کا اظہار نعت میں کیا ہی جاتا ہے۔

۱۳۔ میں نے نعت [illegible] 1956 — ۱۹۵۶ء سے نعت کہہ رہا ہوں۔ میرا کلام پاکستان اور بھارت [illegible] میں نے جن بزرگوں کے کلام پر تضمین کی ہے ان میں علامہ قدسی' امیر [illegible] مولانا نعیم الدین' مولانا ضیاء القادری اور امجد حیدر آبادی کے کلام شامل ہیں۔

۱۴۔ نعت گو اصناف سخن اور فن سے واقف ہوتا ہے۔ مگر نعت خواں فن اور فن شاعری سے واقف نہیں ہوتا۔ جی ہاں! میں ترنم سے پڑھتا ہوں مگر میرا ترنم شاعرانہ ہے نعت خوانی کا نہیں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے حوالے سے میں نے جو خدمات انجام دی ہیں اس کا تذکرہ سوال نمبر ۱۳ کے جواب میں ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے استاد محترم مولانا ضیاء القادری کے نام سے قائم بزم ضیاء اور دیگر انجمنوں میں کام کیا ہے۔ کئی شعراء کو نعت گوئی کی طرف راغب کیا۔

۱۶۔ نئی نسل کے لئے میرا یہی پیغام ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کریں، علم حاصل کریں اس کے بعد دوسری خدمات انجام دیں۔ اسلامی شعار کو اپنائیں۔

اکرم علی اختر (لاہور)

چوہدری اکرم علی اختر (پ ۲۱ نومبر ۱۹۲۸ء) نے فارسی اور معاشیات میں ایم اے کی اسناد حاصل کی۔ ادا وتمس کی بھی سند حاصل کی۔ ۲۷ سال تک اے جی پنجاب لاہور میں خدمات سر انجام دیں۔ دوبار زیارت حرمین سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ ان دنوں مختلف مذہبی اداروں کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں مصروف ہیں۔ "کیف و سرور" کے نام سے دیوان نعت شائع ہو چکا ہے جبکہ دوسرے مجموعہ نعت "سیل نور" کے عنوان سے زیر طبع ہے۔ نعتیہ کلام اردو کے ساتھ ساتھ فارسی زبان میں بھی کہہ رہے ہیں۔

۱۔ نعت گوئی کی طرف مائل ہونا صرف اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ طبع موزوں تھی۔ سکول کے زمانے میں ہی شعر کہنا شروع کر دیئے تھے۔ بعد میں الحمد اللہ دین کی طرف رغبت نصیب ہوئی۔ تو ادھر زیادہ توجہ ہو گئی۔

۲۔ مولانا ظفر علی خاں مرحوم سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت گوئی ایک مسلمان کا اپنے آقا و مولیٰ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار عقیدت ہے۔ یہ ذریعہ نجات اور ذخیرہ آخرت بھی ہے لیکن میرے نزدیک اس کا اہم ترین مقصد رسالت مآب کی سیرت مبارکہ کے مختلف گوشے واضح کر کے امت مسلمہ کو اتباع رسول کی طرف راغب کرنا ہے۔

۴۔ نعت گو کو افراط و تفریط سے بچنا چاہیے اور اپنے اشعار کو قرآن و حدیث کی حدود و رہنمائی کے اندر رکھنا لازم ہے۔ ورنہ ثواب کے بجائے عذاب کا سامان پیدا ہو سکتا ہے۔

۵۔ "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔" کیونکہ ذرا سی چوک اور کوتاہی سے اعمال صالحہ کے ضائع ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اس مقولہ کی روشنی میں اپنی نعتیہ شاعری کو پرکھنے کا میرے پاس ایک ہی معیار ہے یعنی قرآن و حدیث کی رو سے آپؐ کا مقام بیان کیا جائے۔

۷۔ نعت میں معریٰ نظم، آزاد نظم، نثری نظم، ہائیکو وغیرہ دراصل شاعری سے فرار ہے۔ یہ وہی کریں گے جو شعر کہنے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ بہتر ہو گا کہ وہ حضرات اپنا اظہار نثر میں کر لیا کریں۔

۸۔ دور حاضر میں بڑے اچھے اچھے نعت گو شعراء دریافت ہوئے ہیں۔ اس لئے اسے بجا طور پر نعت کا دور کہا جا سکتا ہے لیکن ضیاء الحق مرحوم کا نعت کے فروغ کے سلسلہ میں کوئی غیر معمولی کردار نہیں۔ کسی قدر حوصلہ افزائی ضرور اس

کے دور میں ہوئی ہے۔

۱۰۔ نعت لکھتے ہوئے میرے دل میں حاضری روضہ رسولؐ کی تمنا پہلی بار ۱۹۶۷ء میں پیدا ہوئی۔ مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت اکثر نماز کی ادائیگی کے دوران شدت سے محسوس کرتا ہوں کیونکہ نماز کی حالت میں غیر ارادی طور پر خانہ کعبہ اور روضہ رسولؐ کی متبرک عمارتیں میرے تصور میں گھومتی نظر آتی ہیں۔

۱۱۔ الحمد اللہ حرمین شریفین (کعبۃ اللہ و روضہ رسول) پر حاضری کی سعادت اس گنہگار کو دوبار نصیب ہو چکی ہے۔ پہلی بار ۱۹۶۷ء میں اور دوسری بار ۱۹۶۹ء میں روضہ رسولؐ پر نعت لکھنے کا وقعہ میری زندگی کا حسین ترین واقعہ ہے۔ وہ یوں کہ ایم اے (فارسی) ہونے کے باوجود میں نے فارسی میں شاعری نہیں کی تھی۔ جالیوں کے پاس کھڑا تھا کہ فارسی زبان میں نعتیہ اشعار کی آمد شروع ہو گئی۔ یقین جانیے قلم برداشتہ فی البدیہہ وہیں سات فارسی نعتیں لکھیں۔ واپس قیام گاہ پر گیا تو میرے ساتھ والے کمرہ میں مقیم افغانستان کا قافلہ حجاج جو کہ عالم فاضل حضرات پر مشتمل تھا۔ انہیں وہ نعتیں سنائیں۔ وہ بے حد خوش ہوئے اور حیران تھے کہ ایک پاکستانی فارسی زبان میں ایسی پیاری نعتیں کیسے لکھ سکتا ہے۔ یہ میرے حضورؐ کا کرم تھا۔ انہوں نے وہ نعتیں نقل کیں اور مجھے ہدیہ کے طور پر بڑی مقدار میں بادام کی گریاں اور صندر خانی کشمش پیش کی۔

۱۲۔ میرے نزدیک جمال مصطفےٰ اور سیرت رسولؐ دو اہم ترین موضوع تو ہو سکتے ہیں لیکن ان کے درمیان کوئی واضح حد فاصل قائم کرنا بڑا مشکل ہے۔ آپؐ کے جمال کی ہر کرن سیرت کا پہلو لئے ہوئے ہے اور سیرت مبارکہ کا ہر گوشہ جمال مصطفےٰ سے منور ہے۔

۱۳۔ نعت خوانی نعت سنانے کو کہتے ہیں۔ اس کے لئے شاعر ہونا ضروری نہیں ہے۔ کسی کا کلام سنا دیں۔ مجھے ترنم کی سعادت حاصل نہیں۔ میں اسے کمی نہیں سمجھتا کیونکہ نعت گوئی سے میرا مقصود خوشنودی آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم اور اظہار سیرت مبارکہ ہے۔ لوگوں سے داد وصول کرنا نہیں۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ مجھ ناچیز کو ثنا گوئے رسولؐ بنایا ہے۔ نسل نو سے میری اپیل ہے کہ اس مادیت کے دور میں حضورؐ کے اسوہ حسنہ کو مشعل راہ بنائیں اور رسولؐ مقبول کی پیروی کو اپنی زندگی کا اعلیٰ ترین مقصد بنائیں۔ اسی میں ہماری دنیا اور آخرت کی فلاح ہے۔

ضیا محمد ضیا (پسرور)

ضیا محمد ضیا (پ ۱۹۲۸ء) ہمارے کہنہ مشق شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ زندگی کا طویل حصہ سکول کے استاد کی حیثیت میں بسر کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد تصنیف و تالیف میں مصروف ہیں۔ فارسی زبان سے خصوصی شغف ہے۔ "ارمغان عشق" کے نام سے فارسی نعتیہ کلام کا مجموعہ دوبار شائع ہو چکا ہے۔ حمد و نعت کے عنوان سے اردو مجموعہ نعت زیر طبع ہے۔ حمد و نعت کے حوالے سے "گلدستہ نعت" اور "حمد و مناجات" ایسے وقیع مجموعے ہیں جن میں شریک مرتب کے طور پر ضیا محمد ضیا شامل رہے ہیں۔ "موج صبا" "نوادرات سخن" "کلام نفس" "اقبال ایران" "اقبال عرفانی" اور "خزینہ معارف" بھی آپ کی مرتبہ کتب ہیں۔

۱۔ میرا تعلق ایک علمی اور مذہبی خاندان سے ہے۔ خاندانی ماحول کے زیر اثر میں نے بہت چھوٹی عمر میں نعت کہنا شروع کر دیا تھا۔ زمانہ نو مشقی کا بیشتر نعتیہ کلام ضائع ہو چکا ہے۔ اس دور کا ایک قطعہ نذر قارئین ہے :۔

زباں خاموش ہے، دل بجھی ہے	غضب کی بے دلی ہے، بے کلی ہے
کوئی جا کے شہ بطحا سے کہہ دے	جدائی جان لیوا ہو چلی ہے

۲۔ دور حاضر کے نعت گو شعراء میں حافظ مظہر الدین، عبدالعزیز خالد اور نعیم صدیقی نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔

۳۔ نعت نگاری کے لئے بنیادی طور پر علم سے زیادہ عشق و عقیدت کی اور فکر و خیال سے زیدہ جذبہ بے اختیار شوق کی ضرورت ہے، تاہم معیاری نعت وہی ہو گی جس میں فکر اور جذبے کا حسین امتزاج پایا جائے۔ نعت محض لفظوں کا کھیل نہیں جو فن کے زور پر کھیلا جا سکتا ہو، یہ سراسر ایک ایمانی، روحانی اور وجدانی داعیہ ہے۔ یہ نام ہے دل کی گہرائیوں میں پرورش پانے والے جذبات عشق و ارادت کے والہانہ اظہار کا نہ کہ مصنوعی اور کھوکھلے خیالات کو رسمی طور پر شعر کے سانچے میں ڈھال دینے کا، نعت اپنے لکھنے والے سے "قال را بگذار مرد حال شو" کا تقاضا کرتی ہے، اس میں بے روح لفظی، سطحی قافیہ پیمائی اور بے مقصد سخن طرازی کی کوئی گنجائش نہیں، یہاں اپنی علمیت کی نمائش بھی میرے نزدیک سوء ادب کے ذیل میں آتی ہے۔

حقیقی نعت وہ ہے جسے سن کر دل جھوم اٹھے، روح وجد میں آ جائے، سننے والے پر سرور و مستی کا عالم طاری ہو جائے، اک حلاوت سی اس کے رگ و پے میں اتر جائے، کیف و سرور میں ڈوب کر لکھی ہوئی ایسی نعت ہر خور کا نصیب نہیں، اگر دل میں عشق رسولؐ کی شمع روشن نہ ہو، زبان ذکر رسولؐ کی لذت سے آشنا نہ ہو اور طبیعت کو ذکر رسولؐ کے موضوع سے فطری مناسبت نہ ہو نعت کا حق ادا نہیں ہو سکتا، راقم نے ایک موقع پر عرض کیا تھا :۔

ملی ہو جن کو آگاہی کی دولت	جنہیں حاصل ہو عرفان حقیقت
عطا جن کو ہوا ہو عشق کا سوز	ودیعت ہو جنہیں جذب محبت
ازل کے روز سے جن کو خدا نے	گداز قلب کی بخشی ہو نعمت
وہی لکھتے ہیں نعت شاہ کونین	وہی سرکار کی کرتے ہیں مدحت
نہ ہر انسان کو ملتا ہے یہ اعزاز	نہ ہر شاعر کو ملتی ہے یہ عظمت

۴۔ نعت گو "پہلے دل گداختہ پیدا کرے کوئی" کا مصداق بن جائے کہ اس کے بغیر سخن میں سوز و سرور کی کیفیت نہیں آ سکتی، نعت نگار کو مقام رسالت کا پورا شعور حاصل ہونا چاہیے تاکہ الوہیت اور رسالت کے درمیان حد فاصل قائم رکھ سکے، نعت کہتے ہوئے یہ حقیقت اس کے ذہن میں پوری طرح مستحضر رہنی چاہیے کہ وہ نہ تو کسی صاحب تخت و تاج کی قصیدہ خوانی کر رہا ہے اور نہ غزل کے روایتی محبوب کے قد و گیسو کی حکایت سنا رہا ہے بلکہ ایک ایسی ادب گاہ میں اپنا نذرانہ عقیدت پیش کرنے آیا ہے جہاں جنید و بایزید بھی اونچا سانس لیتے ہوئے ڈرتے ہیں۔

۵۔ اس باب میں اپنا ہی ایک شعر بے اختیار زبان قلم پر آگیا۔

کہیں ہم نعت سلطان امم کیا ہماری شاعری کیا اور ہم کیا

۸۔ میرے نزدیک دونوں آراء درست ہیں۔

۱۰-۱۱۔ یہ ابھی نصیب نہیں ہوئی، روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا رہ رہ کر تڑپتی ہے، اپنی اردو اور فارسی نعتوں میں شروع ہی سے اس تمنا کا اظہار کرتا چلا آرہا ہوں۔

۱۳۔ نعت میں دونوں موضوعات اعتدال کے ساتھ پیش نظر رکھے جائیں یعنی مشتاقان جمال کو سیرت مطہرہ کی جھلکیاں بھی دکھائی جائیں اور مقام مصطفےٰ کے ساتھ ساتھ پیام مصطفےٰ کی بات بھی کی جائے تاکہ سرکارؐ کے نام لیواؤں کو حسن عمل کی ترغیب بھی ملے مگر اسلوب اور انداز ایسا ہو کہ نعت اپنی اصل میں نعت ہی رہے منظوم وعظ نہ بن جائے۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی کا فرق بالکل واضح ہے، ضروری نہیں کہ کوئی نعت گو شاعر نعت خواں بھی ہو، جس طرح موزونی طبع ایک وہبی چیز ہے اسی طرح ترنم آواز بھی خداداد وصف ہے جو اختیاری یا اکتسابی نہیں، البتہ وہ شخص یقیناً خوش نصیب ہے جسے قدرت نے دونوں اوصاف عطا کئے ہوں، مجھے ترنم سے پڑھنے کی سعادت حاصل نہیں اور یہ کمی کچھ زیادہ شدت سے اس لئے محسوس نہیں ہوتی کہ ایسے اور بھی نعت گو شعراء کافی تعداد میں موجود ہیں جو میری طرح خوش الحانی کی نعمت سے بہرہ یاب نہیں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلے میں راقم ناچیز کوئی قابل ذکر خدمت سرانجام نہیں دے سکا بجز اس کے کہ اپنا فارسی نعتیہ کلام دوبار شائع کیا ہے۔

۱۶۔ ایک بے عمل شخص دوسروں کو کیا پیغام دے سکتا ہے، بس اتنا کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ حضورؐ کے اتباع ہی میں ہماری نجات ہے، آیئے ہم سب اپنے آقاؐ کے سچے فرماں بردار غلام بن جائیں اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔

اجمل جنڈیالوی (شیخوپورہ)

امان اللہ خاں اجمل جنڈیالوی (۵ اکتوبر ۱۹۳۰ء) وارث شاہ کی بستی جنڈیالہ شیر خاں کے رہنے والے ہیں۔ اردو کالج کراچی سے ایم اے کیا۔ پاکستان آرمی میں ایک عرصے تک ملازمت کی۔ ازاں بعد بعض پرائیویٹ فرموں میں ملازمت کی۔ "کشکول ادراک" کے نام سے نعتیہ مجموعہ کلام زیر طباعت ہے نعت میں جناب حفیظ تائب سے شاگردی کے مدعی ہیں۔ نعت کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ لیکن ان شعراء میں سے نہیں جو اپنے آپ کو نعت کے بڑے شاعر سمجھ بیٹھے ہیں۔ بلکہ آج بھی اجمل اپنے آپ کو نعت کا طفل مکتب خیال کرتے ہیں۔ عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ احترام رسالت مآب کو نعت کے لئے ضروری خیال کرتے ہیں۔ عشق رسالتمآب کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آپ کی شخصیت میں موجزن ہے۔ قدرت نے نعت گوئی کے ساتھ ساتھ نعت خوانی کی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور کیا ہے۔

۱۔ بچپن ہی سے مترنم اشعار ہیر وارث شاہؒ سننے کو ملے اور مترنم اشعار پڑھنے کو دل چاہا اور اسکول کی اسمبلی کے وقت

دعا لکھنے پر مامور کر دیا گیا۔ ایم اے اردو کے کورس کی تکمیل کے دوران فن شعر گوئی کی طرف (۱۹۵۳ء) میں مائل ہوا۔ فوج کی ملازمت کی وجہ سے مصروفیات چونکہ اس طرح کی تھیں کہ اپنا شوق دل میں ہی رہا۔ عساکر پاکستان کے رسائل "زمزمہ" اور "ہلال" میں مضامین، افسانے اور منظومات بھی کبھار شائع ہوتے رہے مگر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران مورچہ میں بیٹھے ہوئے زندگی کی پہلی نعت کہی جس کے چند ایک اشعار مجھے یاد ہیں جو درج ذیل ہیں۔

رستہ جو میرے گھر کا ترے در سے جا ملا — میرا نصیب بخت سکندر سے جا ملا
جس جام کی تلاش مجھے عمر بھر رہی — وہ جام مجھ کو ساقی کوثر سے جا ملا
کچھ کم نہیں ہیں مجھ پہ عنایات مصطفیٰ — گمنام نام آپ کے دفتر سے جا ملا
میں بھی تو ہوں غلام غلامان مصطفیٰ — ہر لفظ نعت گنبدِ اخضر سے جا ملا
"اجمل" تو مشت خاک تھا اک قبر میں نہاں — دل اس کا آستانِ پیمبرؐ سے جا ملا

۲۔ جن نعت گو شعراء سے میں متاثر ہوں میرے نزدیک ہر ایک نعت گو تو میرے من میں بسا ہوا ہے۔ بیدم وارثی ہو یا حفیظ تائب۔ مگر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو عشق حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کے کلام میں فقیر کو نظر آیا شاید کسی اور شاعر نعت میں نہیں ملتا مگر یہ میدان بڑا وسیع ہے۔ ہر شاعر پھول ہے اور ہر پھول کی خوشبو الگ الگ ہے اور ان تمام خوشبوؤں کو اکٹھا کیا جائے تو حضور کی نعت بصورت نعت قصیدہ عشق، مجھے حضرت احمد رضا خانؒ بریلوی میں ملتی ہے۔

۳۔ میرا نظریہ بالکل صاف ہے اللہ "رب العالمین" ہے اور حضورؐ "رحمۃ اللعالمین" ہیں۔ اللہ کے نام کے ساتھ جب تک حضورؐ کا نام نہ لیا جائے تو مسلمانی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔ میرا ہی ایک نعتیہ شعر ہے :۔

شامل ہے الکتاب میں، شامل اذاں میں — تو مرکز صلوٰۃ اے سردار شش جہت

۴۔ حضور پاکؐ کی شان میں وہی کچھ لکھا جائے جو حضورؐ کی شان کے شایان ہو، حضورؐ باعث تخلیق انسان و انسانیت تھے، ہیں اور رہیں گے۔

۵۔ "نعت گوئی واقعی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے۔" حضورؐ کی شان اس طرح بیان کی جائے جو قرآن و حدیث میں مرقوم ہے ان سے باہر جانے والا شاعر یا کم رہنے والا شاعر نہ صرف حضورؐ کی نظروں سے گر جانے کا مستحق ہے بلکہ قارئین کی نظروں میں بھی گر جائے گا اور خدا کی نظروں سے تو گر ہی جائے گا۔

۶۔ قدیم و جدید نعت کی بات بہت سننے میں آتی ہیں اور آ رہی ہے۔ نعت قدیم ہو یا جدید : نعت، نعت ہے۔

۷۔ اسلام پابندی، تنظیم اور اخوت کا درس دیتا ہے۔ منظوم شاعری ہی شاعری ہوتی ہے خصوصاً "حمد و نعت"، آزاد نظم کو میں نظم نہیں کہتا وہ نظم میں بد نظمی کے مترادف ہے۔ ہاں، نثری نظم کی بجائے لوگ نثر میں طبع آزمائی کریں اور سیرت پاک لکھیں۔ ہائیکو میں آج کل جناب ڈاکٹر ریاض مجید مدظلہ تعالیٰ پیش پیش ہیں جنہوں نے نعتیہ ہائیکو اردو کہہ کر نعت کی بے پناہ خدمت کی ہے ایک اور شاعر گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کا اسم گرامی محمد اقبال بھی ہے

جنھوں نے نعتیہ ہائیکو لکھ کر نعت کی خدمت کی ہے ان کی کتب کا نام بالترتیب "حی علی اشاء" اور "نعتیہ ہائیکو" ہے۔

۸۔ موجودہ دور واقعی نعت کا دور ہے اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جنرل ضیاء الحقؒ کے دور میں میں نے بھی کہیں ایک شعر میں کہا تھا:۔

اجمل تو خوش نصیب ہے قسمت کا ہے دھنی   تجھ کو ملا وہ دور جو نائب کا دور ہے

ایسے ہی ایک بات بر سبیل تذکرہ ذہن میں آگئی ہے کہ سوال نمبر ۸ میں جنرل ضیاء الحق کا نام آگیا اس سوال کے حوالے سے انگلش میں ZIAULHAQ آٹھ حروف۔ جس دن آپ کی وفات ہوئی ۱۷ اگست یعنی تاریخ کے عدد بھی آٹھ اور اگست بھی آٹھواں مہینہ اور سال ۱۹۸۸ء اس کے عدد بھی آٹھ۔ جس جہاز پر سوار تھے اس کا نام تھا HERCULES اس کے بھی آٹھ حروف اور مدحت رسولؐ کے بھی آٹھ حروف: ذات باری اپنے حبیبؐ کے طفیل مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

۹۔ نعت کی تحقیق کے بارے میں جو کام ہوا اور ہو رہا ہے اس عمل سے آنے والی نسلیں شاداب ہوں گی۔

۱۰۔ میں مدینہ سے دوری اور حضور کے روضہ پر حاضری کو کس درجہ اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں اس سلسلہ میں میری ایک پنجابی نعت کا آخری شعر ملاحظہ ہوں۔

میں خیر منگدا رہواں پھر کے تیریؐ گلیاں وچ   خدا کرے تیرا منگتا شمار ہو جاواں
میں تیری میم نوں دل وچ اتار لاں "اجمل"   مدینے جا کے اجل دا شکار ہو جاواں

۱۱۔ ابھی تک ترس رہا ہوں۔

۱۲۔ دراصل نعت ہی جمال مصطفیٰؐ کا نام ہے اور سیرت اس کا دوسرا نام ہے ان ہر دو اوصاف کا نام نعت ہے۔

۱۳۔ میں نے ابھی تک صرف نعت کہی ہے اور میری کتاب "کشکول ادراک" نعت اکیڈیمی فیصل آباد میں زیر طباعت ہے۔ خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا ویسے تو ہر روز ہوتا ہوں مگر نعت کی کتاب طبع ہونے پر سجدہ شکر دل کروں گا۔

۱۴۔ اللہ کا شکر ہے کہ میں ایک چھوٹے درجہ کا نعت گو ہوں مگر الحمد اللہ نعت خواں بھی ہوں نعت مترنم آواز سے پڑھ بھی لیتا ہوں۔ ذات ذیرال نے اپنے حبیبؐ کے صدقے مجھ کو یہ وصف بھی عطا فرمایا ہے۔ نعت کہنا سننا اور پڑھنا (ترنم سے) سونے پر سہاگہ۔

۱۶۔ قدرت نے الحمدللہ مجھے ثنا خوان رسولؐ بنایا مگر میں اپنی اس حد سے کچھ مزید آگے بڑھنے کا متمنی ہوں جی چاہتا ہے کہ در رسولؐ ہو اور میں وہاں نعتیں لکھوں اور وہی مٹی میرے جسد خاکی کو نصیب ہو۔ نسل نو کے لئے میرا پیغام یہ ہے:

رقم جو مدحت عالی جناب کرتے ہیں
وہ زندگی کی مزین کتاب کرتے ہیں
در رسولؐ سے مانگو تو رحمتیں مانگو
کرم بہت ہی رسالت مآبؐ کرتے ہیں
سخنوروں میں جو نعت رسولؐ کہتا ہے
وہؐ ایسے شخص کا خود انتخاب کرتے ہیں
غلامؐ ان کا گُمرا ہو جو رہگزاروں میں
وہؐ اس پہ جودو کرم کا سحاب کرتے ہیں
دعا جو انؐ کے وسیلے سے مانگ لے "اجمل"
خدائے پاک اسے مستجاب کرتے ہیں

سیدہ رابعہ نہاں (راولپنڈی)

سیدہ رابعہ نہاں (پ ۱۹۳۰ء) کا تعلق علم و ادب کے خانوادے سے ہے۔ اردو اور فارسی کے معروف شاعر محمد مرتضیٰ بیان ویزدانی آپ کے تایا تھے۔ ثاقب لکھنوی، نجم آفندی اور میر اکبر آبادی اسی خاندان سے متعلق ہیں۔ ان افراد کے اسمائے گرامی سے ہی رابعہ نہاں کے خاندان کا بخوبی تعارف ہو جاتا ہے۔ گویا رابعہ نے علمی و شعری فضا میں پرورش پائی۔ "صبح تجلی" مجموعہ نعت ہے، جو طبع ہو چکا ہے۔ "نور جھروکے" نعت و قصائد پر مشتمل مجموعہ کلام ہے۔ غزلوں پر مشتمل مجموعہ کلام "برگ سخن" ہے جبکہ "فروغ سخن" میں منظومات و قطعات شائع ہوئے ہیں۔ آپ نے بھرپور شعری زندگی بسر کی ہے بقول رابعہ "شادی بھی شاعری ہی سے کی ہے" آپ کی نعتیہ شاعری میں مروج تمام مضامین کا اظہار ملتا ہے۔ عقیدت و خلوص کا اپنا انداز ہے جو رابعہ نہاں کی نعتیہ شاعری میں عام دکھائی دیتا ہے۔

۱۔ میرے تایا محمد مرتضیٰ بیان و یزدانی بہترین نعت گو شاعر تھے۔ ان ہی سے نعت گوئی کا فن مجھے ورثہ میں ملا۔ ان ہی کی شاعری سے متاثر ہو کر میں نے نعت کہنا شروع کی اور سب سے پہلا شعر میں نے یہ کہا۔

یثرب کے بادشاہ کی ہے جستجو مجھے
پھرتی ہے اس کی یاد لئے کو بہ کو مجھے

۲۔ نعت گو شعراء میں مظفر وارثی، حافظ لدھیانوی، حفیظ تائب قابل ذکر ہیں۔
۳۔ جہاں تک نعت گوئی کا تعلق ہے، میں اسے انعام خداوندی سمجھتی ہوں۔
۴۔ نعت گو کو چاہیے کہ وہ رسالت مآب کے انتہائی احترام اور مقام کو ملحوظ رکھے اور کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہ ہو جو شان رسالت کے منافی ہو۔
۵۔ یہ سچ ہے کہ نعت کہنا تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے کہ اس میں انسان کو وقت پسند اور انتہائی محتاط ہونا پڑتا ہے۔ لہٰذا میں اپنی شاعری کا جائزہ اسی انداز سے لیتی ہوں کہ کہیں مجھ سے کوئی لغزش تو نہیں ہو گئی۔
۶۔ جدید نعت میں جو اصطلاحات ہیں وہ مجھے پسند نہیں جدید نعت میں اصل موضوع سے ہٹ کر بھی بہت سی باتیں کہہ دیتے ہیں۔
۷۔ عام شاعری کی طرح نعت میں معریٰ نظم، آزاد نظم اور نثری نظم کو میں سوء ادب سمجھتی ہوں۔
۸۔ یہ حقیقت ہے کہ دور حاضر کا دور نعت کا دور ہے اور ضیاء الحق مرحوم کے زمانے میں نعت کو فروغ حاصل ہوا۔
۹۔ اس دور میں تحقیق و تنقید کا جو کام ہوا ہے ظاہر ہے وہ بڑی افادیت کا حامل ہے۔ نعت بھی بہ الفاظ دیگر سیرت نبیؐ

ہے اور سیرت کو فروغ دینا دین و دنیا دونوں میں فلاح کا باعث ہے۔

۱۰۔ مجھے نعت کہتے وقت سرور کائنات کی یاد بہت زیادہ ستاتی ہے اس وقت دل چاہتا ہے کہ اڑ کر روضہ رسول پر پہنچ جاؤں۔

۱۱۔ میری بدنصیبی کہ مجھے روضہ رسولؐ پر حاضری کی سعادت حاصل نہیں ہوئی۔

۱۲۔ نعت میں جمال مصطفیٰ اور سیرت مصطفیٰ ہی نعت کی جان ہیں اور میں اس سے ہٹ کر کسی رویئے کو پسند نہیں کرتی۔

۱۳۔ میں نے نعت میں فن یا موضوع کے اعتبار سے کوئی نیا کام نہیں کیا۔ میں شاعری میں روایت کی قائل ہوں۔

۱۴۔ نعت گوئی کا مطلب نعت کہنا یا نعت تخلیق کرنا اور نعت خوانی کا مطلب ہے صرف دوسروں کی کہی ہوئی نعت کا ترنم سے پڑھنا ------ مجھے ترنم سے پڑھنے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی مگر مجھے اس کا کوئی غم بھی نہیں کہ میں اپنا کلام اپنی آواز میں سناتی ہوں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے لئے میں یہی کر سکتی تھی کہ نعت کہوں اور جہاں تک ہو سکا میں نے اپنی کتاب "صبح تجلی" لوگوں میں تقسیم بھی کی ہے۔

۱۶۔ نئی نسل کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب سے زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل کریں۔ ایک سچا مسلمان بننے کی کوشش کریں اور سیرت رسول کو اپنے پیش نظر رکھیں۔

طاہر لاہوری (لاہور)

طاہر لاہوری ادیب اور قادرالکلام شاعر کی حیثیت سے گذشتہ نصف صدی سے خاص و عام میں مقبول ہیں۔ "مسکتے آنچل" کے عنوان سے مجموعہ غزلیات طبع ہو چکا ہے' جبکہ "غبار خاک و آہن" کے عنوان سے سنگاپور کا سفرنامہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اقبال کی عظمت و رفعت کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے "خودی ہے نورفشاں" کے عنوان سے کتاب چھپ چکی ہے۔ "جمال کون و مکاں" ان کے مجموعہ نعت کا عنوان ہے جس میں اردو اور پنجابی زبان میں ان کی بچوں اور بڑوں کیلئے لکھی ہوئی حمدیں اور نعتیں طبع ہوئی ہیں۔ طاہر لاہوری کی نعتیہ شاعری میں جذبے کی وارفتگی بھی دیدنی ہے۔ والہانہ پن اپنے نقطہ عروج پر پہنچ کر بھی احتیاط' ادب اور احترام سے عاری نہیں ہوتا۔ بچوں کیلئے لکھی گئی حمدیں اور نعتیں خاص طور پر مقصدی اسلوب کو پیش نظر رکھتی ہیں جس سے ان کی اہمیت اور بھی دو چند ہو جاتی ہے۔

۱۔ نعت گوئی کی جانب مائل نہیں ہوا بلکہ مسلمان ہونے کے رشتے سے حمد و نعت میرے روئیں روئیں اور میرے خون میں رچی ہوئی ہے۔ ۱۹۴۷ء میں میرا پہلا نعتیہ شعر:

مرا بھی رو رو طیبہ سلام کہہ دینا تڑپ رہا ہے تمہارا غلام کہہ دینا

۲۔ تمام نعت گو شاعر محترم ہیں مگر علامہ اقبال سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت کے حوالے سے میری سوچ اور نظریہ وہی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے شایان ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا مقصد اور انسانی زندگی کے لئے آپ نے رشد و ہدایت کی جو قندیل جلائی اس کو اجاگر کرنا' نعت کا مقصد ہونا چاہئے اس کے ساتھ حضور سے عقیدت و محبت میں سوز و گداز کا عنصر شامل ہو تو نعت مقصدیت کے اعلے درجے تک پہنچتی ہے۔ روایتی شاعری اور رسم و رسخ کی شاعری نعت گوئی کے اعلی اور ارفع درجات تک نہیں پہنچتی۔

۴۔ نعت گو کو ادب کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

۵۔ نعتیہ شاعری تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے ۔اس کے باوجود کوئی شاعر بھی اس کا تعین خود نہیں کر سکتا۔ یہ محترم ناقدین کا کام ہے۔

۶۔ صرف گداز یا سڑی شاعری ہی جدیدیت نہیں بلکہ جدید سائنسی دور پر نظر رکھ کر حضور اکرم کی زندگی کو پیش کیا جائے۔ اس میں فکری شاعری عصر جدید تقاضوں کے مطابق نمایاں ہونا چاہیے۔

۷۔ ہر جدید صنف میں نعت کہی جانی چاہئے ۔ لیکن اسی شرط کے ساتھ کہ نعت حسن ادب اور مقصدیت سے باہر نہ نکل جائے۔

۸۔ نعت چودہ سو سال سے ایک بحر بے کنار کی طرح نغمہ ریز ہے۔ اگر کسی دور میں کوئی ماسٹر نعت کے فروغ کے لئے کوشش کرتا ہے یا سرپرستی کرتا ہے ۔ تو اس کا اجر و ثواب اللہ تعالے کے پاس ہے۔

۹۔ تنقید اگر تعصب سے بالا ہے تو رحمت ہے ۔ ورنہ منافقت ہے۔

۱۰۔ یہ میرے نزدیک بہت بڑا اعزاز ہے۔ مگر اسوۂ حسنہ پر زندگی گزارنے والے اس رتبہ بلند کے حقدار ہیں۔ ورنہ میرے جیسے گناہگار اتنے بڑے اعزاز کی تمنا کیسے کر سکتے ہیں۔

۱۱۔ نہیں

۱۲۔ جہاں مصطفےٰ پر میں اور میرے ماں باپ قربان' مگر سیرت رسول کا بیان اسلام اور انسانیت کی بہترین خدمت ہے۔

۱۳۔ "جہاں کون و مکاں" میرا نعتیہ مجموعہ شائع ہو چکا ہے ۔ ندامت کے آنسوؤں کے ساتھ میری یہی عاجزانہ خدمت ہے۔

۱۴۔ میں ۱۹۳۶ء سے شاعری کے میدان میں دھکے کھا رہا ہوں ۔ میں انتہائی پرسوز اور بہترین ترنم سے مشاعروں میں کلام سناتا تھا۔ مشاعرہ تو لوٹ لیتا تھا۔ مگر لوگ میری شاعری کی نہیں ترنم کی داد دیتے تھے ۔ میں نے اسی لئے ترنم سے پڑھنا چھوڑ دیا ۔ گزشتہ بیس سال سے کبھی ترنم سے نہیں پڑھا۔

۱۵۔ میں اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کا اعتراف کرتا ہوں۔ اخبارات' رسائل اور مشاعروں میں نعتیہ کلام پیش کرتا رہا۔ مجموعہ حمد و نعت "جہاں کون و مکاں" پیش ہے۔ اس میں پنجابی حمد و نعت کے مختصر کلام کے علاوہ ایک گوشہ بچوں کے لئے حمد و نعت کا رکھا ہے کیونکہ ہم اکثر بچوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں ۔ ان کا بھی ہم پر حق ہے۔

۱۶۔ نئی نسل کے لئے میرا یہی پیغام ہے ۔ کہ علوم کے ساتھ ساتھ دنیا کے ہر علم کے حصول میں انتھک کوشش کریں۔ تاکہ مسلمان دنیا کے ساتھ قدم ملا کر چل سکیں ۔ اور ہر حال میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش نظر رکھیں ۔

صرف مادیت میں پھنس کر یہ چند روزہ زندگی کا عظیم ترین عطیہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے' اسے برباد نہ کریں۔

صبا اختر (کراچی)

اختر علی رحمت (۲ ستمبر ۱۹۳۰ء) جو صبا اختر کے قلمی نام سے معروف ہیں۔ وطن عزیز کے معروف شاعر ہیں' سرکاری ملازمت سے از خود ریٹائرمنٹ حاصل کر چکے ہیں۔ پہلے مجموعہ کلام "سرکشیدہ" پر آدم جی ادبی انعام حاصل کیا۔ "سمندر" بھی مطبوعہ مجموعہ کلام ہے۔ "جریدہ" اور "مشعل زیر" طبع مجموعوں کے نام ہیں۔ آپ نظم' غزل کے ساتھ ساتھ قومی اور ملی حوالے سے بھی بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ نعت سے تعلق بھی بہت گہرا ہے۔ "اقراء" کے نام سے اردو مجموعہ نعت شائع ہو چکا ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری میں ایک انفرادیت ملتی ہے۔ الفاظ کے انتخاب اور استعمال میں صبح کی قادر الکلامی نعت میں انتہائی مودب اور خلوص کی آئینہ دار ہے۔ آپ کے ہاں نعت کی نئی آواز کے ساتھ ساتھ روایتی عقیدت کی خوشبو بھی مشام جاں کو معطر اور منور کرتی محسوس ہوتی ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے آپ کے مجموعہ نعت "اقرا" کے حوالے سے بجا طور پر لکھا ہے کہ "(یہ مجموعہ) اردو کی نعتیہ شاعری کے معیاروں کو بلند تر کرنے میں نہایت مثبت کردار ادا کرے گا۔"

۱۔ میں نے زندگی میں پہلی نعت کب اور کیسے کہی' مجھے یاد نہیں۔ اس لئے کہ میری ساری زندگی ترتیب اور تاریخ وار حساب سے محروم رہی ہے۔ اور شاعری میں میری یہ کوتاہی' میرے لئے اکثر بے حد نقصان کا سبب رہی ہے۔ تاہم اتنا احساس ضروری ہے کہ میں ہمیشہ سے' شاید ازل سے۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل رسولؐ کے در کا غلام ہوں۔

دھڑکنیں ان کی بھی کرتی ہیں ترا ذکر جمیل　　　وہ جو منبر پہ خطابت نہیں کرنے والے

اپنے اس شعر کی روشنی میں شاید میں کہہ سکتا ہوں کہ "نعت گوئی" اس وقت بھی میری دھڑکنوں میں شامل تھی' جب وہ بظاہر لفظوں کے پیکر میں نہیں ڈھلی تھیں۔

۲۔ جناب حسانؓ سے لے کر آج تک عربی' فارسی' اور اردو کا ہر نعت گو شاعر' میری نظر میں محترم ہے۔

۳۔ نعت کعبہ سخن کا وہ سنگ اسود ہے' جسے چومنے کے لئے صرف ہاتھوں اور ہونٹوں کی پاکیزگی نہیں بلکہ روح کی پاکیزگی بھی درکار ہے۔ نعت دماغ پر نہیں' دل پر اترتی ہے' نعت گوئی کے لئے علم سے زیادہ عشق کی ضرورت ہے۔ پھر بھی میرا یہ خیال ہے کہ جس کے پاس جتنا علم' جتنا صدق اور جتنا عشق ہوگا' وہ اتنی ہی سعادت سے' اتنی ہی برکت اور اتنی ہی توفیق ارادت سے نوازا جائے گا۔

۴۔ بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ عشق رسولؐ میں سرشار لوگ' صداقت سے گذر کر' مبالغے کی حدوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ مشہور قول بھول جاتے ہیں کہ با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار۔ تاہم یہ سہو عقیدت' کہیں نہ کہیں' سرزد ہو ہی جاتا ہے اور شاید وہ رحمت عالم بھی ایسے نعت گو شعراء کو معاف فرما دیتا ہے ورنہ جگر جیسے شاعر کا یہ مصرعہ "اک رند ہے اور مدحت سلطان مدینہ" بقول خاص و عام نہ ہوتا۔

۵۔ یہ بات اس لئے کہی جاتی ہے کہ ذکر رسولؐ اس طرح کیا جائے کہ وہ مقام عبدیت سے تجاوز کر کے مقام احدیث تک نہ پہنچ جائے یعنی یہ کہ جوش عقیدت میں رسولؐ کو رسولؐ ہی کہنا خدا مت بنا دینا۔ پھر ہمارے یہاں ایک مکتبہ فکر ایسا بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ غیراز خدا کسی اور کی تعریف یا غیراز خدا کسی اور کو پکارنا مثلاً یا محمدؐ یا رسولؐ کہنا شرعاً "نا درست ہے۔ سو ایک طرف ترقی پسند ہیں دوسری طرف انتہا پسند' کچھ حدود ادب کی ہیں' کچھ مذہب کی' کچھ نئی تہذیب کی اور عقیدت ہے کہ سیلاب نیل کی طرح سب کچھ بہا کر لے جانا چاہتی ہے۔ ایسے میں نعت کہنا' خدا کی پناہ' واقعی بہت مشکل کام ہے۔ رہ گیا میں تو میں کیا اور میری نعتیہ شاعری کیا۔ میں تو یوں بھی ایک گنہگار انسان ہوں۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ ایک غلام اپنے آقا کے قصیدے نہ لکھے تو اور کیا کرے۔ میں اپنے رب کا شکرگزار ہوں کہ اس نے ہم جیسے غلاموں کو محمدؐ جیسے آقا عطا فرمایا۔ شاعر تو میں پہلے ہی تھا۔ "سرکشیدہ" پر مجھے ملک کا سب سے اعلیٰ انعام بھی ملا۔ لیکن یقین جانئے کہ مجھ پر اپنے تحریر کردہ نعتیہ مجموعہ کلام "اقراء" کے بعد جو رحمتوں کی بارش ہوئی' عزت' دولت' شہرت اور زمین کے کناروں تک مشاعروں میں شرکت اور کامیابی و کامرانی مجھے حاصل ہوئی۔ وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا۔ میں سوچتا ہوں جب پروردگار مجھ جیسا سیاہ کار کو نعت رسولؐ کے طفیل اتنی عزت اور اتنی دولت اور اتنی نوازشوں سے نواز سکتا ہے تو وہ اپنے نکوکار بندوں کو کیا نہیں عطا کرتا ہوگا۔ پھر میں سوچتا ہوں کہ وہ کتنے بدنصیب لوگ اور کتنے نامراد شاعر ہیں۔ جو اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔

۶۔ میں جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات سے متفق ہوں۔ قدیم' عظیم نعتوں سے قطع نظر۔ محسن کاکوروی کا مشہور نعتیہ قصیدہ۔۔ "سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل" جدید نعت گوئی کا ایک شاہکار ہے۔ مسدس حالی' اقبال کا شکوہ اور جواب شکوہ' حفیظ جالندھری کا شاہنامہ اسلام' سب جدیدیت میں شمار کئے جاسکتے ہیں۔ جدید نعت صرف روایتی شاعری کی طرح "میرے مولا بلا لو مدینے مجھے" سے گزر کر اپنے تمام عصری شعور کے ساتھ اپنے عہد کے مسائل پر محیط ہے۔ جدید نعت اپنے آہنگ اور اپنی فرہنگ کے اعتبار سے بھی جدید ہے' اب یہ صرف ایک مذہبی عقیدتمندی کا اظہار نہیں بلکہ روایتی عہد سے گذر کر نئے فکری' منطقی' نفسیاتی اور سائنسی تجزیات کی روشنی میں تحریر کی جارہی ہے۔ جدید نعت جدید عہد کے ادب کی ایک زندہ صنف سخن ہے۔ میرے نزدیک جدید نعت' صرف وہ ہے جو صرف اوراق میں نہیں بلکہ سارے آفاق میں سانس لے رہی ہے۔

۷۔ عام شاعروں کی طرح جدید دور میں نظم معریٰ' نظم آزاد' نثری نظم یا ہائیکو میں نعت کا تحریر ہونا' ایک بڑی خوش کن بات ہے اور یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ اب نعت گوئی ہمارے ادب عالیہ کی ایک ناگزیر صنف سخن بن چکی ہے۔ مسئلہ صنف سخن یا پیرایہ اظہار کا نہیں۔ اصل مسئلہ خوبصورت' مضبوط اور بلند ترین شاعری کا ہے' چاہے وہ جس انداز میں ہو۔

۸۔ دور حاضر کو نعت کا دور کہنا درست ہے۔ اور یہ بھی کسی حد تک درست ہے کہ جناب ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو فروغ دینے کی حکومتی سطح پر بھی کوشش کی گئی۔ لیکن نعت پہلے بھی اپنی آب و تاب کے ساتھ لکھی جا رہی تھی اور مرحوم کی وفات کے بعد بھی اپنی تابانیوں کے ساتھ موجود ہے۔ نعت کا یہ فروغ پاکستان کے وجود کا ایک

منطقی نتیجہ ہے۔ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں چند حاسدین نعت نے یہ بات اڑائی تھی کہ یہ سب کچھ انہیں خوش کرنے کے لیے ہو رہا ہے اور یہی سب نے دوسرے نام نہاد تنقید کے دو دو دانشوروں کا مقولہ بھی تھا کہ نعت اہل ادب کے لیے شاعری نہیں سعادت بن جاتی ہے۔ اور دربار رسالت سے تعلق اور سعادت کی رسائی کا حیلہ بن جاتی ہے۔ یہ سب باتیں اب ماضی کا حصہ بن چکی ہیں۔

۹۔ نعت کے حوالے سے تنقید و تحقیق کے حوالے سے ادارہ ... کاوش ... نعت کے ایک مستحسن عمل ہے ... تنقید ... ہے۔ ہم ... کے قدموں کی چاپ بہرحال مبارک ہے۔

۱۰۔ ... تمام مختلف شعری نعتیہ میں ... ہوتی رہتی ہے اور کبھی کبھی عالم خواب میں ایک گونہ بشارت بھی ملی۔ تاہم ابھی تک حاضری کی سعادت سے محروم ہوں۔ میرا خیال ہے کہ دربار رسولؐ پر حاضری کا پروانہ بھی صرف سرکارؐ کی طرف سے ہوتا ہے۔ میں ... ابھی تک ... حکم کا منتظر ہوں۔

میں وہ ہوں جسے ایک مدینے کے علاوہ ہر گوشہ دنیا میں، غریب الوطنی ہے

۱۱۔ اس بدنصیبی کا تذکرہ کر چکا ہوں۔ مجھے حضورؐ کے ... یا پھر ... کی یہ سعادت بھی ان شاء اللہ جلد نصیب ہو جائے گی ان کے کرم سے۔ میرے حوصلے ...

۱۲۔ نعت میں ... مسحور اور مسرور ہو کر رہ جائے تو سعدو اللہ نعت کے محبوب اور غزل کے محبوب میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ ... ایک تو قرآن ہے، دوسرے یہ ... کائنات ہے ... کے ساتھ خدا کے محبوبؐ کی ... جمال رسولؐ کا دوسرا رخ سیرت رسولؐ ہے۔ رسولؐ کے حسن و حسن سیرت کے بغیر دیکھنا ایسا ہی ہے کہ جیسے قرآن کو غلاف میں لپیٹ کر قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش ... خورشید ... ابتدا ... کہہ سکتے ہیں۔ اور شاید اسی کا نام اعتدال بھی ہو سکتا ہے۔

۱۳۔ میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ میں نے نعت میں جس جس موضوع، فن، اظہار، ابلاغ ... سے ... تجربوں کے نام لیے ہیں اور جس طرح روایت شکنی کی جسارت کی ہے، وہ آپ کی نظر میں ہیں۔ میں نے نعت کی دنیا میں نئے اسلوب، رنگ اور آہنگ بھی تراشے ہیں۔ تاہم یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ سب کچھ مجھے توفیق خداوندی کے ساتھ در رسولؐ سے عطا ہوا ہے۔ ورنہ میں کیا اور میرا کوئی دعویٰ کیا۔

۱۴۔ وہ نعت خوانی ہو یا نعت گوئی ذکر رسولؐ بہر حال ایک عبادت ہے۔ تاہم میں اصل ... نعت گوئی کو ... ہوں۔ نعت خواں کو اس کے ... یا ترنم کی داد تو ملتی ہی ہے، شعر کی نہیں۔ اچھی آواز یا ترنم کی داد تو سب حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن میں اس ترنم کی سعادت سے محروم ہوں۔ نعت تو نعت، قرآن بھی اگر لحن داؤدی میں پڑھا جائے تو اس کی اثر انگیزی، دریاؤں کی روانی کو روک دیتی ہے اور خود قرآن کے بارے میں یہ بھی حکم ہے کہ اس کی تلاوت خوبصورت لحن کے ساتھ کی جائے۔ لہٰذا میں اچھی آواز، خوبصورت لحن اور افسوں ریز ترنم کی افادیت کا منکر نہیں

ہوں۔ لیکن یہ سب کچھ ظاہری سماعتوں کے لئے ہے' باطن میں گردش کرنے والی آواز بے آواز ہوتی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ سچی' مخلص' گونجتی' مستانی شاعری ایک ایسے نغمہ ریز آبشار کی طرح ہوتی ہے جسے کسی انسانی نغمگی کی ضرورت نہیں' نغمے تو خود آہنگ سے لبریز ہوتے ہیں۔ میں شعر تحت اللفظ میں پڑھتا ہوں۔ اور مخلص نغمہ میں نے کبھی اپنی شاعری کو کسی اضافی ترنم کا محتاج نہیں پایا۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلے میں' میرے لئے اعزاز تو خود میری نعت گوئی ہے۔ عقیدت سے مجموعے سے علاوہ میری دوسری کتابوں کا آغاز بھی کم از کم ایک حمد اور ایک نعتیہ نظم سے ہوا ہے۔ دوسرے مشاعروں کے علاوہ میں بطور خاص نعتیہ مشاعروں اور محفلوں میں شرکت کرتا ہوں اور مجلس فروغ نعت کی مبارک موقع پر میرے غریب خانے پر ایک بڑا نعتیہ مشاعرہ ہوتا ہے۔ جس میں شہر کے تمام اہم اور نامور شعراء شرکت کرتے ہیں۔ عشائیے کے بعد یہ مشاعرہ تقریباً صبح تک جاری رہتا ہے۔

۱۶۔ ایک ثناء خوان رسولؐ کی حیثیت سے میں اپنے نئے عہد کے ساتھیوں سے جنہیں "نسل نو" کہا جاتا ہے یہ گزارش کروں گا کہ خدا' قرآن اور رسولؐ کی روشنی میں اسلام کے راستے پر سفر کرنے والا کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ نعتیہ شاعری بھی اسی راستے کا ایک چراغ ہے۔ اور یہ کہ محمد مصطفیٰؐ کی ذات اور ان کی رہنمائی کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے۔

آخر میں یہ بات بھی عرض کر دوں کہ جس طرح حمد کا شرف یہ ہے کہ آدمی اپنے خدا سے ہم کلام ہوتا ہے اسی طرح نعت کا یہ شرف ہے کہ شاعر اس کے ذریعے اپنے رسولؐ سے ہم کلامی کا اعزاز حاصل کرتا ہے اور تاریخ بھی اس بات کی گواہ ہے کہ جب حضرت حسانؓ یا دوسرے عہد رسولؐ کے شعراء حضور کے سامنے نعت خواں ہوتے تھے تو سرکارؐ خود اس کے سامعین میں ہوتے تھے۔

محمد منظور علی شیخ (لاہور)

پروفیسر محمد منظور علی شیخ (پ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۱ء) معاشیات کے ایک استاد کی حیثیت میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ معاشیات کے طلباء نے بالعموم انٹر اور ڈگری میں ان کی کتابیں پڑھی ہیں۔ زیادہ تر وقت ایم۔ اے او کالج لاہور اور اسلامیہ کالج سول لائنز میں گزرا۔ دینی تڑپ اور محبت رسولؐ کے جذبے ان کی شخصیت کا اہم پہلو رہے۔ "حسن رحمت" موصوف کی نعتیہ شاعری پر مشتمل دیدہ زیب کتاب ہے جس کی اشاعت سے ہی بہت سوں کو آپ کے شاعر ہونے کا علم ہوا۔ نعت میں ان کی سوچ سیرت مطہرہ کا زیادہ سے زیادہ بیان ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ آج کے دور میں جبکہ ہر جانب نفسا نفسی کا عالم ہے صرف سیرت رسول ہی ہے جس سے انسان سکون قلب کی دولت سے مالا مال ہو سکتا ہے۔ خلوص' محبت اور عقیدت کے ساتھ ساتھ سادگی و پرکاری ان کی نعتیات کے نمایاں اوصاف ہیں۔

۱۔ ہر صاحب ایمان کی طرح' اللہ کی توفیق و عنایت سے مجھ عاجز کی روح بھی محسنؐ انسانیت کی بے پناہ محبت سے معطر ہے اور میرا قلب بھی آپؐ ہی کے نورانی تصور سے شاد و آباد ہے۔ لہٰذا ایسے محبوب کی مدح و ثناء' تعریف و توصیف اور اظہار تشکر کی امنگ کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔ لہٰذا جب بھی کوئی نعت پاک نظر نواز ہوتی تو میں اسے بڑے جذب و شوق سے دیکھتا اور اچھا کلام ایک عجیب کیف و سرور بخشتا۔ میں نے محسوس کیا کہ سرور عالمؐ سے محبت و

عقیدت کے اظہار کے لئے نعت بڑا دلکش اور پر تاثیر ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس میں حسن ترتیب' آہنگ اور توازن کی مٹھاس ہوتی ہے۔ جو قلب و روح کو تازگی اور حیات نو بخشتی ہے۔ لہٰذا میں بھی نعت گوئی کا شرف حاصل کرنا چاہتا تھا مگر فن شاعری سے کوئی آشنائی تھی' نہ عروض سے شناسائی۔ تاہم وقت کے ساتھ ساتھ یہ تڑپ شدت اختیار کرتی گئی اور پھر کسی نہ کسی طور قلم رواں ہو گیا۔ اس سلسلے میں ایک نعت گو دوست کی تائید و رہنمائی میسر آگئی اور جذبات محبت شعروں میں ڈھلتے چلے گئے۔ یوں میری عاجزانہ سی کاوش "حسن رحمت" کی صورت میں سامنے آگئی۔

۲۔ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ قلبی عقیدت اور جذباتی وابستگی و شیفتگی کی مبارک کیفیات کے ساتھ حضورؐ کے اسوہ حسنہ کی اتباع اور اطاعت و فرمانبرداری کی جائے۔ علاوہ ازیں انؐ کی تعلیمات و ہدایات پر خود کاربند ہونے کے ساتھ لازم ہے کہ حضورؐ کے لائے ہوئے دین کامل کو جو کہ نوع انسان کے لئے بہت بڑی نعمت اور امانت ہے دوسروں تک پہنچایا جائے اور اقامت دین اور فروغ اسلام کے سلسلے میں اپنا کما حقہ حصہ ڈالا جائے۔ اس لئے میرے خیال میں نعت رسولؐ میں حضورؐ اکرم کے مکارم اخلاق اور پاکیزہ اعمال کو اسوہ مبارک کی روشنی میں پیش کرنا چاہیے۔

۵۔ اللہ جل شانہ کی حمد و ثناء کے بعد' نہایت محبت اور ادب و احترام کے ساتھ غلو سے بچتے ہوئے جس قدر بھی سرورؐ عالم کی تعریف و توصیف کی جائے' کم ہے۔

۷۔ میری عاجزانہ رائے میں نعت قافیہ اور ردیف کی پابندی ہونی چاہیے کہ حسن و لطافت' رعنائی و زیبائی اور دلکشی و جاذبیت اس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔

۱۱۔ غفور و رحیم' رب کریم کی توفیق محض سے مجھے حرمین شریفین اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ وہاں بیشتر وقت آہ و زاری' ذکر و تلاوت' دعا و عبادت صلوٰۃ و سلام اور تسبیح و استغفار میں گزرا' اس لئے نعت نہیں کہی۔

۱۲۔ نعت میں جس حد تک بھی موضوع توصیف ہونا چاہیے لیکن سیرت رسولؐ کی عکاسی کی جانب زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

۱۳۔ میری عاجزانہ کوشش رہی ہے کہ اپنی محدود استطاعت کی حد تک نعتیہ کلام میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک اور تعلیمات مقدسہ کو پیش کیا جائے۔ میں نے اپنی ہر نعت کی پیشانی پر عنوان کے طور پر قرآن مجید کی کوئی نہ کوئی آیت مبارک سجائی ہے جس کا اس نعت کے کسی نہ کسی شعر سے معنوی تعلق ہے۔ پھر ہر نعت کے آغاز میں درود شریف کے الفاظ مبارک لکھے ہیں' علاوہ ازیں طباعت کے وقت ہر نعت دائیں صفحہ سے شروع کی گئی ہے کہ اسلامی شعار ہے۔

۱۴۔ نعت کو ترنم سے پڑھا جائے تو اس کی تاثیر و ولولہ انگیز اور فیضان بخشی دو چند ہو جاتی ہے۔ دل میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے تو روح کو نور و سرور حاصل ہوتا ہے۔ معمولی درجہ تک مجھے بھی ترنم سے نعت خوانی کی سعادت حاصل ہے۔ کبھی کبھی محلہ کی مسجد میں ترنم سے نعت پڑھنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

۱۶۔ قرآن مجید اللہ کریم کی جانب سے انسان کے لئے ایسی عظیم نعمت ہے جو دنیا کی ہر شے سے افضل و برتر ہے کیونکہ یہ اسے زندگی کا مقصد اور اسے حاصل کرنے کا سلیقہ بتاتی ہے۔ یہ کتاب سراسر ہدایت ہے' ایمان والوں کے لئے رحمت' حکمت' موعظت اور شفا ہے۔ ظلمات سے نور میں لانے والی اور سیدھا راستہ دکھانے والی ہے۔ ہادیِ اعظم' رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کی رو سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے اور خیر البشر کا اپنا اخلاق بھی سراسر قرآن ہے اور آپ کی ذات مبارک ہی دین کا مرکز و محور ہے' سرچشمہ و منبع ہے۔ اس لئے نسل نو کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ نوجوان' سیرت طیبہ کا پوری محبت و عقیدت' نہایت ذوق و شوق اور توجہ و انہماک سے مطالعہ کریں اور اپنے اخلاق و اعمال اور معمولات زندگی کو رؤف و رحیم' نبی کریمؐ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں استوار کریں کہ یہی اصل سرمایہ حیات اور حقیقی ذریعہ نجات ہے۔

ڈاکٹر سید احسن زیدی (فیصل آباد)

ڈاکٹر سید احسن زیدی (پ ۱۹۳۱ء) نے اردو منقبت کو پی ایچ ڈی کے موضوع کے طور پر منتخب کیا۔ کالج کے استاد کی حیثیت میں ریٹائر ہوئے۔ جدید شاعری میں آپ کا ایک حوالہ بنتا ہے۔ "ورق ورق آئینہ" آپ کے مجموعۂ کلام کا نام ہے' جبکہ نثر میں بھی آپ نے بہت کچھ لکھا ہے۔ نعت کے حوالے سے اگرچہ عام نعت گو شاعروں کی طرح بہت کچھ نہیں لکھا لیکن آپ کے ہاں تو سوز کی بارگاہ نعت میں عقیدت و محبت کے نغمے عام ملتے رہے ہیں۔ نعت میں آپ کی سوچ عصری حوالے کے ساتھ آگے بڑھتی محسوس ہوتی ہے۔ آپ انسانی زندگی کے تمام تر مسائل کا حل اسوۂ رسول میں تلاش کرتے ہیں۔ ہیئتی اعتبار سے بھی آپ نے نعت میں نئے تجربے کیے ہیں۔

۱۔ اردو میں منقبت نگاری کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھتے ہوئے اردو کی مذہبی شاعری کے مطالعے کا اتفاق ہوا۔ میں نے محسوس کیا کہ دینی ادب میں نعت گوئی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور وہ شعری روایت جس کا باقاعدہ آغاز حضرت حسان بن ثابت سے ہوا تھا آج بھی روشن ہے۔ بلکہ زمانے کی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ اس کی لو اور بھی تیز ہوگئی ہے۔ اس کا موضوع اگرچہ ایک ہے یعنی رسالت مآبؐ کی ذات گرامی۔ مگر اس میں شاعر کے لئے اپنے فنی کمالات ظاہر کرنے کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ دو شعر:۔

حق یہ ہے ثنائے شہِ والا نہ رقم ہو   حسان کی ہو فکر کہ جامی کا قلم ہو

ہاتھوں میں اگر خواجۂ گیہاں کا علم ہو   خود فتح و ظفر بڑھ کے قدم چوم لے احسن

۳۔
رنگ جذب و شوق جوبن پر ہو تب ہوتی ہے نعت
دل کا ویرانہ مہک اٹھتا ہے جب ہوتی ہے نعت

نعت' ذکرِ مصطفےٰ کے اک حسیں لہجے کا نام — تہ ابرِ کرم کا بھی سبب ہوتی ہے نعت
ساجن کوچۂ شہرِ نبیؐ" نعتیں کہو — سرزمینِ عشق میں حسنِ طلب ہوتی ہے نعت

۵- اس میں کوئی شک نہیں کہ نعت گوئی کار مشکل ہے۔ اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا سی لغزش نعت کو حمد کے مدار میں داخل کر دیتی ہے۔ یا اسے عام دنیا دار آدمی کا قصیدہ بنا کر اعلیٰ مرتبے سے گرا سکتی ہے۔ نعت گو شعراء افراط و تفریط سے اپنا دامن بچاتا ہوا اس راہ سے ایسے گزرتا ہے جیسے پل صراط سے گزر رہا ہو۔

۶- قدیم نعت میں حضورؐ کے سراپا پر زیادہ زور تھا۔ آپؐ کی واللیل زلفوں اور والضحیٰ چہرے کا ذکر تھا۔ جدید نعت میں عالم انسانیت پر آپ کے فیوض و برکات کا زیادہ تذکرہ ہے۔

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم — مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

۷- یہ تجربے ہونے چاہئیں تاکہ صنف نعت زمانے کے ساتھ قدم ملا کر چل سکے۔ ذکر مصطفیٰ کی ایک اپنی تاثیر ہے۔ وہ جس ہیئت میں بھی ہو دلوں کے تار چھیڑتا ہے۔

۸- یہ نعت کا دور اس طرح ہے کہ اس میں کثرت کے ساتھ نعت لکھی گئی ہے۔ لیکن اگر شعراء خلوص کے ساتھ اس طرف متوجہ ہوتے تو ایک عظیم معاشرتی انقلاب برپا ہوتا۔ لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ معاشرہ روز بروز تباہی کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔ ایک شخص نے اپنی شہرت کے تحفظ کے لئے لوگوں کو اس طرف لگا دیا اور ریڈیو ٹی وی والوں نے روپے پیسے کا لالچ دے کر شاعروں سے نعتیں لکھوائیں۔

۱۰- وقت کا تقاضا یہ ہے کہ سیرت رسولؐ کو موضوع بنایا جائے تاکہ انسانیت کی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا مل سکے۔

بشیر حسین ناظم (اسلام آباد)

بشیر حسین ناظم (پ ۳ جنوری ۱۹۳۲ء) وزارت مذہبی امور میں ڈپٹی ڈائریکٹر کی حیثیت میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ پنجابی' اردو' فارسی اور اسلامیات میں ماسٹر کی ڈگری رکھتے ہیں۔ قدرت نے نعت گوئی اور نعت خوانی کی دونوں صلاحیتوں سے سرفراز کیا۔ پہلا تعارف نعت خواں کی حیثیت میں ہوا۔ جبکہ گذشتہ کئی برسوں سے نعت گوئی کی سعادت سے بھی بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ ایم اے پنجابی کے لئے کئی ایک گائیڈوں کے علاوہ بعض کتب کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ جبکہ نعت و مناقب پر مشتمل شاعری کے کئی ایک مجموعے طباعت کے منتظر ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں اپنی وزارت کے نمائندے کی حیثیت میں بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کر چکے ہیں۔ نعت سے خصوصی شغف ہے۔ عشق رسول ورثے میں میسر ہوا اور اس پر نازاں ہیں۔ علم و فضل کے ساتھ ساتھ عقیدت و احترام ان کی نعتیہ شاعری کے نمایاں پہلو ہیں۔ قدرت نے انہیں کئی ایک زبانوں میں نعت کہنے کی صلاحیتوں سے بھی نوازا ہے۔ حکومت پاکستان نے ان خدمات جلیلہ کے اعتراف میں ۱۹۹۲ء میں صدارتی ایوارڈ تمغہ حسن کارکردگی سے بھی سرفراز کیا ہے۔

۱- الحمد للہ نعت خوانی تو میری میراث جاوداں ہے۔ میرے دادا' میرے نانا' میرے تایا' میرے والد میاں غلام حسین چوہان نعت خوانی میں حجت استاد تھے۔ میں نے نعت خوانی میں انہیں سے اکتساب فیض کیا۔ میرے تمائل نعت گوئی کا

قصہ یہ ہے کہ میں ہائی سکول میں ساتویں جماعت سے دسویں جماعت تک بزم ادب کا سیکرٹری رہا۔ میں نے سب سے پہلی نعت نویں جماعت میں کہی' جس سے چند مصرعے یوں ہیں :-

محمد سبز گنبد کے مکیں ہیں محمد رحمۃ للعالمین ہیں
محمد مصطفےٰ محبوب داور امام الاولین و آخریں ہیں
ہوا باب نبوت بند ان پر وہی لاریب ختم المرسلیں ہیں

نعت کہنے کے محرکات بہت ہیں لیکن مستم بالشان (منظر نہیں) محرک حضرت سید نا سیں غلام اللہ شاہ رحمانی برادر شیر ربانیؒ کی نگاہ کرم اور تشویق تھی۔

۲۔ میرے محبوب نعت گو شعراء اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلویؒ' حضرت محسن کاکوروی اور استاد محترم جناب مولانا حفیظ تائب ہیں۔

۳۔ نعت حق ربانی ہے۔

ازل سے نعت محمد کے سلسلے ہیں رواں کسی بشر سے نہیں ان کا اختراع کیا

نعت محبوب دارین سے مودت' محبت اور الفت کا قلبی اظہار ہے اور جذبے ایمان' لمعہ ایقان اور تحفہ عرفان ہے۔

۴۔ عزت بخاری علیہ الرحمۃ کا ایک شعر ہے :

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ اینجا

مدحت گو شعر کا مطمح نظر ہونا چاہیے۔ پھر ادب و احترام' حفظ مراتب' انتخاب مضامین' طریقہ و طرز اظہار' نہایت ہی اچھا انداز خطاب' توقیر و تکریم کی سعی بلیغ' حقیقت نگاری' کے علاوہ سیرت طیبہ کا عمیق مطالعہ' ذات رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دلی وابستگی' والہانہ شیفتگی' تعلیمات ممدوح کائنات سے قلبی لگاؤ' شعور مقام منعوت دارین" علوم دین اور مسائل دین کا کلی تعارف' ایمانی روحانی' حقانی و عرفانی بصیرت سے بہرہ ور ہونا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں تزکیہ باطن' طہارت قلب و نظر' پاکیزگی روح' خیال و عقیدہ کی پختگی' جذبات کی صحت و صداقت' دل و نگاہ کی مسلمانی' نعت کے مطلوب لوازم ہیں۔ اچھی نعت موضوع کی اہمیت اور پیشکش میں عقیدت و احترام کے ساتھ شاعر کا زبان و بیان پر عبور' ادبی زاویہ نظر سے شاعر کی ذہنی اور تخلیقی قابلیت و صلاحیت کے بغیر صفحہ قرطاس کی زینت نہیں بن سکتی۔ نعت گو کے لئے کیف آگیں طبیعت تاثیر آفریں مزاج اور بیداری قلب و دماغ بھی لازمی ہے۔ میرے نزدیک یہ لوازم عشق مصطفےٰ' کرم کبریا' کثرت درود و سلام اور ذکر رسول انام کے مرہون ہیں۔ ان کے بغیر کیف و لطافت پیدا نہیں ہوسکتے۔

۵۔ دراصل یہ مقولہ حضرت عرفی شیرازی کا ہے۔ عرفی کو رب العزت نے ایک طبع خاص اور فکر رسا سے نوازا ہوا تھا۔ یہ وہ شاعر نکتہ رس تھا جو دور ازکار استعارات و تشبیہات کے استعمال سے "پیغمبر ہمتائے حسن" کی سرحد کو چھو بیٹھا۔ نعت جب "تکلفاً" کہی جائے تو یہ حقیقتاً تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ لیکن جب نعت کے لئے ممدوح اول جل جلالہ اور ممدوح و منعوت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد اور تائید کی درخواست کی جائے تو گلہائے

رنگارنگ کی لطافتوں اور خیالات و افکار کی نظافتوں کے ساتھ کلک و قلم کی زینت بنتی جاتی ہے۔ کیسے خوش بخت، طالع مند، کرم خواہ و کرم جو ہیں وہ شاعران نعت جو نعت گوئی و نعت طرازی کے لئے وقت تہجد کا انتخاب کرتے ہیں۔ اوقات تہجد میں میرا یہ حسین و جاں فروز تجربہ ہے کہ اگر نعت طرازی کے لئے استمداد کی جائے تو توفیق حق اور وفور محبت ضرور عجیب ہوتے ہیں بلکہ قلب و فکر کے آئینوں کو ایسی جلا ملتی ہے کہ نعت، توفیقات کے جو میں اس طرح نازل ہوتی ہے کہ عرفی مرحوم کا مقولہ اسی کے حلقوم کا طوق بن کر رہ جاتا ہے۔ میں نعت گوئی کو تلوار کی دھار نہیں سمجھتا۔ میرے نزدیک نعت توفیق و ارمغان ربانی ہے۔ جب نعت ان کی عطا ہو تو اس میں کوئی افراط و تفریط کا احتمال نہیں ہو سکتا وہ اس سے کہ ایسے میں نعت گو شاعر اعوجاج فکر کا شکار نہیں ہوتا۔

۶۔ میرے نزدیک قدیم و جدید نعت کا کوئی تصور نہیں۔ نعت کا لفظی معنی صفت ہے اور جس ذات کریم میں تمام خصائص، شمائل، اخلاق عالیہ موجود ہوں اسے عربی میں منعوتہ کہتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک انسان کامل سے رسول اعظم و آخر تک وہ کونسی عمدہ صفات و اخلاق ہیں جو حضرت ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نہیں۔ حضور کی ذات اقدس تو اخلاق و صفات کے سب سے عظیم درجے پر فائز ہے۔ اور نعت انہیں کے حضور نذرانہ عقیدت کا نام ہے۔ جو حضرات اس میدان میں زمانی لحاظ سے سبقت لے گئے انہیں آپ قدیم نعت گو کہہ لیں اور جن کو مرور زمانہ کے باعث اب نعت طرازی کا شرف حاصل ہوا ہے انہیں جدید دور کے نعت گو کہہ لیں، لیکن ابدالاباد تک نعت، نعت ہی رہے گی۔ میں یہ کہنے پر حق بجانب ہوں کہ قدیم دور کے نعت گو شعراء کی علمی وجاہت و ثقاہت و تبحر کا مقابلہ آج کا کوئی نعت گو شاعر نہیں کر سکتا۔ آج کے دور میں شیخ احمد جام، علامہ بوصیری، مولانا جامی، سعدی شیرازی اور مولانا روم ایسے علام و فہام لوگ کہاں ہیں پھر ان جیسا قلبیہ و قرینہ بھی نایاب ہے۔ میرے نزدیک قدیم و جدید نعت کسی زمانی و مکانی بعد کی حامل نہیں۔ قدیم و جدید نعت کے مطلوبہ لوازم ایک ہی نوع کے ہیں۔

۷۔ معریٰ نظم، آزاد نظم، نثری نظم کہنے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی ہمیں نئے شعری تجربات پر اعتراض ہونا چاہیے۔ بات صرف اتنی ہے کہ یہ سب کچھ اس حسین و جمیل رویے اور طریقے سے کیا جائے کہ مطلوبہ لوازم کا احترام و اہتمام ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اگر آج کا شاعر، صاحب چہار مقالہ حضرت نظامی عروضی سمرقندی کے مقالہ در چگونگی شعر و شاعری کی شرائط پوری کر دے تو اسے فائدے ہوں گے۔ ایک تو نثری نظم کے قواعد و شرائط سمجھ آجائیں گے اور دوسرے، احسن طریقے سے مافی الضمیر کا ابلاغ بھی کر سکے گا۔ میرے نزدیک قرینے اور جمالت کے ساتھ کہی گئی معریٰ، آزاد، نثری نظموں کے ذریعے ابلاغ اچھے طریقے سے ہو سکتا ہے۔

۸۔ میں مندرجہ بالا سطور میں ایک خوشگوار دعوے کے ساتھ کہہ چکا ہوں کہ ہر دور حقیقتاً نعت کا دور ہے اور اس دور کی اطلاقت (طوالت نہیں) ابدالاباد تک ہے۔ آپ کے سوال کی وضاحت کرتے ہوئے مجھے یہ فخر محسوس ہو رہا ہے۔ جناب ضیاء الحق مرحوم مغفور کو ذوق نعت سے میں نے ہی آشنا کیا۔ واقعہ یوں ہے کہ ۱۹۷۷ء کے اختتام میں حضرت علامہ اقبالؒ کی سو سالہ برسی لاہور میں منائی گئی اور اس سلسلے میں ایک بین الاقوامی صد سالہ کانگرس فیصل آڈیٹوریم نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور میں منعقد ہوئی۔ میں نے اس کانفرنس میں اپنی وزارت کے مندوب کی حیثیت سے

شرکت کی۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد مجھے کلام اقبال ترنم سے پڑھنے کے لئے سٹیج پر بلایا گیا۔ ہال پاکستانی اور دیگر ممالک کے مندوبین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ میں نے حضرت علامہ کی معروف غزل:

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق　　　یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

نہایت ہی پر تاثیر انداز میں پڑھی۔ تمام ملکی و غیر ملکی مندوبین میری خوش الحانی پر جھوم رہے تھے۔ میں نے غزل ختم کی تو جناب جنرل ضیاء الحق مرحوم نے جو اس وقت چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے۔ مجھے گلے لگایا اور نہایت محبت و مودت کا اظہار کیا۔ اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔

"خواتین و حضرات!

چونکہ اس عظیم الشان تقریب کا آغاز بھی کلام اقبال سے ہوا تھا میں چاہتا ہوں کہ جناب بشیر حسین ناظم صاحب تقریب کا اختتام بھی کلام اقبال سے ہی کریں۔"

چنانچہ میں نے نہایت بلند آواز اور سوز کن الحان سے علامہ" کی ایک غزل کا یہ شعر پڑھا:

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں　　　کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

تو ہال داد و تحسین کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ جناب محمد ضیاء الحق صاحب نے بعد ازاں مجھ سے ایک دو محافل میں نعت سنی تو ایک سرکاری مراسلے کے ذریعے قرآن کریم کے بعد نعت سرائی کو لازمی قرار دے دیا۔

اس میں شک نہیں کہ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نعت رسول سننے کے بہت مشتاق تھے انہوں نے فروغ نعت کے سلسلے میں چند ایک نعت خوانوں جناب منصور تابش' ناصر جہاں کو صدارتی ایوارڈ تمغہ حسن کارکردگی عطا کیا۔ الحمد للہ اس صدارتی ایوارڈ تمغہ حسن کارکردگی سے مجھے بھی ۱۹۹۳ء میں نوازا گیا۔ لہٰذا اس حقیقت سے مجھے سو فیصد اتفاق ہے کہ جناب جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت میں صنف نعت کو بہت فروغ ملا۔

۱۰۔ یہ تمنائے حسین سلسلہ نعت گوئی کے آغاز سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔ حاضری مواجہہ شریف کا درد میرے سینے میں اس وقت اٹھنے لگا جب میرے پیر و مرشد حضرت سید نا سرکار میاں غلام اللہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ برادر شیر محمد و شیر ربانی شرقپوری ۱۹۴۵ء میں حج بیت اللہ کے لئے گئے۔ میں ان کے ساتھ کراچی تک گیا۔ حضرت صاحب قبلہ نے میرے لئے بحری جہاز کی ٹکٹ کی کوشش کی لیکن قسمت سے کامیابی نہ ہوئی۔ میں واپس گاؤں آیا تو لوگ حیرت سے تکنے لگے اور کہنے لگے تم تو حج کے لئے حضرت صاحب کے ساتھ گئے تھے واپس کیوں آگئے۔ اس وقت میری جو حالت تھی وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہا سے دوری و ہجراں کی کیفیت اس وقت فزوں سے فزوں تر ہوتی ہے جب زائرین و حجاج عازم سفر مکہ و مدینہ ہوتے ہیں۔ اس وقت گداز دل' سوز قلب اور تلاطم فرات روح دیدنی ہوتے ہیں۔

۱۱۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ مجھے بغیر کسی استحقاق کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے تقریباً بائیس سے سے زیادہ مواقع میسر آئے ہیں۔ میں نے تقریباً سولہ حج کئے ہیں۔ یہ سب کرم خاص کا کرشمہ ہے۔ پچھلے سترہ سال سے

حاضری مکہ و طیبہ میں ناغہ نہیں ہوا۔ جونہی موسم حج شروع ہوتا ہے میرے احباب مجھے سرزمین حجاز میں گھومتا ہوا دیکھتے ہیں اور پھر مجھے بھی خوشخبریاں ملنا شروع ہو جاتی ہیں۔ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ کوئی دست کرم میری گردن میں کھونٹی ڈال کر مجھے [illegible] کی طرف کھینچ لیتا ہے۔

جہاں تک مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں نعت کہنے کا تعلق ہے۔ میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ وہاں مجھ سے آج تک کوئی نعت نہیں ہوئی جو لوگ اس بات کے دعویدار ہیں کہ انہوں نے فلاں نعت روضہ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیٹھ کر لکھی تھی، اپنے دعوے میں صدق شعار ہوں۔ ورنہ وہاں تو انسان لمعات و تجلیات میں ہی گم رہتا ہے۔ دیار نور کی رعنائیاں اسے اپنے دامن میں لئے ہوتی ہیں۔ اور بیت اللہ کی زیبائیاں بندے کے ہوش گم کر دیتی ہیں۔ جہاں تک ارمغان نعت پیش کرنے کا تعلق ہے وہ بھی شرمندگی و ندامت کی وجہ سے پیش نہیں کر پاتا۔ صرف نرل کومل اشکوں کے نذرانے ہی قبول ہو جائیں تو زہے قسمت۔ ایک بات ہے وہیں پر نعت ہوتی ہے اور اجمل و احسن شکل میں۔

سال ۱۹۸۳ء میں میری حاضری مدینہ کا نہایت ہی مسعود و مبرور سال تھا۔ میں ادائے عمرہ کے بعد سیدھا مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ رات گیارہ بجے حاضری نصیب ہوئی۔ حاضری کے بعد میں پاکستان ہاؤس مدینہ منورہ میں جو باب جبریل سے تقریباً دس پندرہ گز کے فاصلے پر تھا، سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد نبوی شریف میں صف کے دائیں کنارے پر کھڑا ہوں اور ریاض الجنۃ کے انوار و تجلیات سے متمتع ہو رہا ہوں۔ ریاض الجنۃ میں صرف ایک شخص دکھائی دے رہا تھا جو بارگاہ رسالت مآبؐ میں شاید اپنے دردوں کی کہانی سنا رہا تھا۔ یہ شخص چلتے وقت بائیں ہاتھ سے اشارہ کر کے عرض کرتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیر حسین ناظم بھی کھڑا ہے۔ یہ خواب مجھے متواتر سات روز آیا۔ وہ شخص ہر بار یہی عرض کر کے وہیں سے واپس ہو جاتا۔ آخر آٹھویں روز حاضری کے بعد وہ میرے پاس آیا تو میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگا "ناظم کیہ حال اے" تب میں نے پہچانا کہ وہ حضرت علامہ اقبالؒ تھے۔ حضرت علامہ میرا حال احوال پوچھ کر چلے گئے۔ میں صبح جب بیدار ہوا تو میرے روئیں روئیں سے خوشبوؤں کے نغمات نکل رہے تھے۔ عجیب کیف کا عالم تھا۔ میں نے اس خواب کی تعبیر خود ہی کی۔ یعنی علامہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی میں درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے گن کر ایک کروڑ بار درود شریف پڑھا تھا۔ میں الحمد للہ اس وقت تک ایک کروڑ تریپن لاکھ ہدیہ درود پیش کر چکا ہوں یہ بھی توفیق حق اور کرم مصطفےٰ کی بات ہے۔

۱۲۔ میری نظر میں جمال مصطفیٰ اور سیرت مصطفےٰ ایک ہی متنوع موضوع ہے۔ دونوں سے اکتساب فیض اور اقتباس نور مقصود ہے۔ سراپا، سیرت بیانی سے زیادہ مشکل ہے۔ بلکہ شاعر کے علم و فضل، معارف اور عقیدت و محبت کا امتحان ہے۔ بہت سے لوگوں نے "سراپا" لکھنے کی کوششیں کی ہیں لیکن سب سے عمدہ دلکش، جان بخش و دلنواز سراپا حضرت خواجہ دل محمد صاحب نے بعنوان پیکر نور لکھا ہے جو معنوی و صوری لحاظ سے بے مثل سراپا ہے۔

۱۳۔ یوں تو نعت کے موضوع پر میں نے بہت سے عمدہ کام کئے ہیں۔ مثلاً ایک سو پچاس فارسی نعتیہ قطعات (نہایت ہی عمدہ و معیاری) ایک سو ایک فارسی و عربی نعتیں، بیسیوں تضمینات "مدنی ماہی" پنجابی نعت "ارژنگ تمنا" (اردو

نعت)' "جام سحر گاہی" (اردو نعت)' وغیرہم لیکن سب سے زیادہ دقیع' مستم بالشان اور عمدہ کام جسے اس دور کا شاہکار کہنا چاہیے پورے دیوان غالب کو نعت کے قالب میں منتقل کرنا ہے۔ ۲۰ فروری ۱۹۹۰ء کو ریڈیو پاکستان راولپنڈی پر نعتیہ مشاعرے کا آغاز ہوا تو میں نے غالب مرحوم کی ایک غزل

جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے

کے وزن پر ایک نعت پیش کی۔ الحمد للہ میری اس نعت کے بعد بڑے بڑے عشاق نعت گو شعراء جم نہ سکے۔ اس کے بعد میں نے دو چار غزلوں پر نعتیں کہیں جو بہت پسند کی گئیں۔ بعد ازاں میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ غالب کی ہر غزل پر نعت کہوں۔ یار لوگ مجھے کہتے چھوڑو یار تم اس بلا کو ہاتھ لگانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس جھنجھٹ میں نہ پڑو۔ میں نے کہا اللہ مالک و موید ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے بعض ایام میں دس دس غزلوں پر شاندار نعتیں کہیں اور جہاں غالب مرحوم غزل کے ایک دو اشعار کہہ سکے وہاں میں نے دس دس گیارہ گیارہ نعتیہ اشعار کہے۔ الحمد للہ میں نے غالب کی دو سو چونتیس غزلوں پر نعتیں کہیں اور اس تیز رفتاری سے کہ پانچ ماہ میں سارا دیوان نعت کے قالب میں ڈھل گیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے اس وسیع کام اور میری نعت خوانی و نعت گوئی کو داد و تحسین دیتے ہوئے مجھے ۱۹۹۲ء میں صدارتی ایوارڈ تمغہ حسن کارکردگی سے نوازا۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں نمایاں فرق ہے۔ میرے خیال میں نعت خوانی' نعت گوئی کی مرہون منت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں اس ضمن میں دو آتشہ ہوں۔ مجھے رب العزت نے اپنے محبوب کا نعت خواں بھی بنایا ہے اور نعت طراز بھی۔ تحریک پاکستان کے دوران میں نے ایک بچے کی حیثیت سے بہت نام کمایا ہے۔ میں مسلم لیگ کے سٹیج کی بحیثیت نعت خواں زینت ہوتا۔ مجھے یکم اگست ۱۹۴۷ء کو پکڑ کر بورسٹل جیل لاہور میں رکھا گیا۔ جہاں میں نے اسسٹنٹ وارڈن کرپا رام کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اس نے میری طرف ایک کھرپا پھینکا جس سے میری دائیں آنکھ زخمی ہوئی۔ اس زخم کا نشان اب بھی مرئی ہے' جسے میں تمغہ پاکستان اور نشان پاکستان تصور کرتا ہوں۔

۱۵۔ مجھے ۵۳ سال نعت پڑھتے ہوئے اور پینتیس سال نعت کہتے ہوئے گزرے ہیں۔ یہ میرے لئے دنیا و عقبیٰ کا لافانی سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ خدمت منظور و مقبول فرمائے۔ آمین

۱۶۔ نسل نو کے لئے میرا یہ پیغام ہے۔

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

خالد شفیق (لاہور)

خالد شفیق (پ ۲۱ جولائی ۱۹۳۳ء) نے زندگی کا ایک طویل حصہ بلدیہ لاہور میں ملازمت کی۔ ماہنامہ شام و سحر اور ماہنامہ الجامعہ کے ادارت کے فرائض بھی سرانجام دیے۔ ان دنوں انجمن حمایت اسلام سے وابستہ ہیں اور ماہنامہ "حمایت اسلام" کے مدیر ہیں۔ غزل اور نعت کہتے ہیں۔ نعت کے حوالے سے اصل تعارف ماہنامہ "شام و سحر" کے وہ ضخیم چھ نعت نمبر ہیں جو

موصوف کی کوشش و کاوش سے شائع ہوئے۔ اگرچہ بعض رسائل و جرائد نے اور بھی نعت نمبر شائع کئے لیکن "شام و سحر" کے نعت نمبر کا معیار اور مقام سب سے الگ ہے۔ نعت نمبر سے قبل خالد شفیق ہر سال ربیع الاول کے موقع پر "شام و سحر" کا میلاد النبی نمبر بھی شائع کرتے رہے ہیں۔ شام و سحر کا سیرت نمبر بھی ان کی ادارت میں شائع ہونے والا خاص شمارہ ہے۔

۱۔ عمر کے ساتھ جوں جوں دین کی طرف رجحان بڑھا۔ نبی کریمؐ کی محبت نے اپنے اظہار کے راستے تلاش کرنے شروع کئے اور یوں ذوق شعر گوئی کی راہ اختیار کی۔ پہلی نعت کے چند شعر ذیل میں درج ہیں۔ یہ نعت ایک طرحی مشاعرے کے لئے کہی گئی تھی۔

دل و نگاہ کو رہتی ہے جستجوئے رسولؐ نفس نفس سے نمایاں ہے آرزوئے رسولؐ
مشام جاں ہے معطر، دل و نظر شاداب بسی ہوئی ہے مرے دل میں آج بوئے رسولؐ
بشکل مہر درخشاں، برنگ نور سحر جہاں میں اب بھی فروزاں ہے شمع روئے رسولؐ
وہ جس سے دل کے چمن میں شگفتگی آئے فقط ہے ذکر خدا یا ہے گفتگوئے رسولؐ

۲۔ میں کسی یک شاعر سے بطور خاص متاثر نہیں صرف اچھا شعر مجھے متاثر کرتا ہے۔ خواہ وہ استاد امام الدین گجراتی کا ہو، مولانا ظفر علی خاں کا ہو، علامہ اقبال کا ہو یا کسی مبتدی کا۔

۳۔ وہی جو ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور رسول کریمؐ سے محبت کرنے والے شخص کا ہونا چاہیے۔

۴۔ نعت میں کوئی ایسا لفظ اور کوئی ایسی بات نہ کہے جو توحید و رسالت کے مراتب کے منافی ہو۔ ذرا سی کوتاہی بھی شاعر کو بلندی سے پستی میں دھکیل سکتی ہے۔

۵۔ جواب نمبر ۴ ہی میرا یہاں بھی جواب ہے۔ میں اپنے طور پر اس سلسلے میں احتیاط برتنے کی کوشش کرتا ہوں۔

۶۔ نثری نعت اور ہائیکو وغیرہ میں نعت کے تجربے تو ہو رہے ہیں لیکن یہ اصناف دل کے تاروں میں ارتعاش پیدا کرنے کی اہل نہیں اور جو نعت دل کو کیف آشنا نہ کر سکے وہ نعت نہیں۔!!

۸۔ میں دور حاضر کو کسی ایک شخصیت کے حوالے سے نہیں دیکھتا۔ میں یہ کہوں گا کہ اسلامی اور دینی اقدار کے فروغ نے بتدریج نعت کو ایک مقبول صنف بنا دیا اور جب نعت کو فروغ حاصل ہوا تو وہ منافقین ادب جو نعت کو صنف ادب ہی تسلیم نہ کرتے تھے اپنے کاروباری مقاصد کے لئے نعت کہنے پر مجبور ہوگئے۔

۹۔ "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے" اس لئے تنقید نے صرف یہ کام کیا ہے کہ شعراء جہاں جہاں بھٹکتے تھے اس کی نشاندہی کر کے توحید و رسالت کے فرق کو اجاگر کیا ہے۔ تاکہ احتیاط کا دامن ہاتھ میں رہے۔ جہاں تک تحقیق کا تعلق ہے۔ اس میں ابھی بہت کچھ ہونا باقی ہے۔ گو ڈاکٹر ریاض مجید، ڈاکٹر فرمان فتحپوری اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے اس سلسلہ میں کافی کام کیا ہے۔

۱۰۔ روضہ رسولؐ پر حاضری، ہر مسلمان کی تمنا ہے۔ میرے دل میں بھی یہ تمنا تھی۔ اس میں شدت روضہ رسولؐ پر حاضری کے بعد دوری کے ہر لمحے میں محسوس ہوتی ہے۔ خصوصاً جب حج کے پروگرام کا سرکاری اعلان ہوتا ہے یا عمرہ کا موسم آتا ہے۔

۱۱۔ جی ہاں۔ میں نے وہاں اپنا وقت عبادات کے علاوہ درود و سلام پڑھنے میں گزارا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حاضری کے لمحے محدود ہوتے ہیں اور انہیں جاوداں بنانے کے لئے درود و سلام کا سہارا لینا چاہیے۔ نعتیں کہنے کو اک عمر پڑی ہے۔ میں نے وہاں کوئی نعت نہیں کہی۔ حاضری کے لمحات اس قدر کیف پرور تھے کہ دنیا کا ہر کام' ہر رشتہ اور ہر تعلق بھولا ہوا تھا۔ صرف یہ یاد تھا کہ ایسی ہستی کا قرب نصیب ہے جو دکھوں کا مداوا اور آخرت میں بخشش کا واحد وسیلہ ہے اور اس در سے سر پر دست شفاعت لے جانا ہے۔

۱۲۔ جمال مصطفےٰ سے زیادہ سیرت رسولؐ کا ذکر نعت میں دیکھنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔

۱۳۔ میں نے ماہنامہ "شام و سحر" کے چھ ضخیم نعت نمبر مرتب کئے۔ میں صرف اس حیثیت میں اسے اپنا کام کہوں گا کہ میرے علم کے مطابق کسی بھی رسالے کے اتنے نعت نمبر آج تک شائع نہیں ہوئے۔ جن میں ملک میں بولی جانے والی تقریباً" تمام زبانوں میں نعت گوئی کے بارے میں مضامین شائع ہوئے۔

۱۴۔ نعت گوئی اور نعت خوانی کا میدان بالکل علیحدہ علیحدہ ہے۔ البتہ ایک شاعر اگر نعت خوان بھی ہو تو سبحان اللہ۔ ترنم اشعار اور جذبات کی کیفیات کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ جیسا کہ مظفر وارثی' ظہوری قصوری' اعظم چشتی' بشیر حسین ناظم' طفیل ہوشیار پوری مرحوم اور حنیف نازش۔ میں اپنی ذات میں اس کمی کو نعت کے حوالے سے بہت زیادہ محسوس کرتا ہوں۔

۱۵۔ نمبر ۱۳ میں اس کی وضاحت موجود ہے اور اب ماہانہ حمایت اسلام کا مستقل موضوع "نعت" ہی ہے۔ جسے میں گذشتہ تین سال سے ایڈٹ کر رہا ہوں۔

۱۶۔ بحیثیت مسلمان ہمیں اپنا ہر لمحہ ذکر خدا اور ثنائے مصطفےٰ کے لئے وقف کر دینا چاہیے اور زندگی غیر اسلامی اقدار اور رسوم و مدارج سے بچ کر گزارنے کو اپنا نصب العین ٹھہرانا چاہیے۔

علی بخش جمالی (سندھ)

حاجی علی بخش جمالی سندھی زبان کے معروف نعت گو شاعر ہیں۔ انہوں نے نعتیہ مسدس کے علاوہ سندھی میں نعتیہ سہ حرفیاں اور مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ "سرا گل گلاب جا" ان کا مجموعہ نعت ہے جو طبع ہو چکا ہے۔ سندھ رسائل و جرائد میں آپ کا نعتیہ عام طور پر شائع ہوتا رہتا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں سیرت پاک کے فروغ و اشاعت کے حوالے سے خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔

۱۔ خاندان کے مذہبی ماحول کے زیر اثر بچپن ہی سے میری طبیعت اس طرف مائل تھی۔ مذہبی تقریبات میں شرکت اور نعت خوانی سننے کے نتیجے میں مجھے شوق پیدا ہوا کہ میں بھی حضور اکرمؐ کا مداح بن جاؤں۔ اس طرح میں نے طبع آزمائی شروع کی۔

۲۔ سندھی زبان کے معروف نعت گو شعراء میں مولانا ثناء اللہ ثنائی' مولانا عبدالکریم عبد' مولانا عبداللہ اثر چانڈیو' ڈاکٹر بشیر احمد شاد اور ناظم چانڈیو نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ اردو زبان کے نعت گو شعراء میں بہزاد لکھنوی سے بہت متاثر ہوں۔

۳۔ نظم کی مجموعی اصناف میں میرے نزدیک نعت کی بہت بڑی اہمیت ہے اور اسے لکھنا خواہ سننا اپنے لئے راہ نجات تصور کرتا ہوں۔

۴۔ چونکہ نعت گوئی نہایت مشکل کام ہے لہٰذا شاعر کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ عقیدت کا اظہار کرتے وقت اعتدال پسندی سے کام لینا بے حد ضروری ہے ورنہ شاید کسی بڑی غلطی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔

۵۔ یہ حقیقت ہے کہ نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے۔ لہٰذا یہ خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ نبی مکرمؐ کی ذات اور صفات کی تعریف حسب مرتبہ کرنا چاہیے اور اس میں کسی قسم کی حد پھلانگنے سے گریز کرنا چاہیے۔

۶۔ ہمارے سندھی ادب میں نعت دو موضوعات پر مشتمل ہے۔ ایک مخصوص موضوع کے تحت جس میں نبی مکرمؐ کی ولادت باسعادت کے مبارک واقعات اور رونما ہونے والی خوشگوار تبدیلیوں کو نہایت عقیدت و احترام سے شعر میں پیش کیا جاتا ہے۔ جسے سندھی زبان میں "مولود" کہا جاتا ہے۔ باقی نعتیہ شاعری میں انواع و اقسام کے موضوعات آجاتے ہیں جس میں نبی مکرمؐ کی سیرت، صورت اور کردار کی عکاسی کی جاتی ہے۔ جدید نعت میں موضوعات وسعت پاتے ہیں اور اس کے علاوہ اسے مختلف صنفوں میں ترتیب دیا جا رہا ہے اور نہایت خوش الحانی سے میڈیا پر اس کا اظہار ہوتا ہے۔

۷۔ دراصل نعت گوئی نام ہے ایسی شاعری کا جس میں نبی کریم کی صفت و ثنا کی جائے پھر اسے نظم کی کسی بھی صنف میں پیش کیا جائے، میرے نزدیک یہ بہت ہی اچھا تجربہ ہے۔ آج کل ہماری سندھی زبان میں بھی نظم خواہ ہائیکو میں ثنائے رسولؐ کی جاتی ہے لیکن میرے خیال میں نعت کو اس کے اپنے اصل رنگ میں رہنے دیا جائے تو بہتر ہے۔

۸۔ ہر دور، دورِ نعت رہا ہے کیونکہ حسان بن ثابتؓ سے آج تک لاتعداد نعت گو شعراء پیدا ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس لئے کسی خاص دور کو نعت کا دور کہنا میرے نزدیک درست نہیں۔ البتہ ضیاء الحق کے دور میں اس طرف زیادہ توجہ دی گئی اور شعراء کی ہمت افزائی ہوئی مگر وہ کریڈٹ پھر بھی نعت گو شعراء کو جاتا ہے۔

۹۔ نعت کے حوالے سے سندھی زبان میں تحقیق ضرور ہوئی ہے البتہ تنقید کا پہلو کسی قدر مفقود ہے۔ میری نظر میں نعت کو تحقیق اور تنقید کے لحاظ سے بحیثیت ایک صنف کے تو اختیار کیا جا سکتا ہے البتہ نعت میں تنقید کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔

۱۰۔ نعت لکھتے ہوئے تصور میں روضہ رسولؐ پر حاضری کی تڑپ ہوتی ہے اور مدینہ منورہ سے دوری کا احساس شدت سے ہوتے ہوئے دل یہ چاہتا ہے کہ کاش اپنی عمر کے باقی ایام مدینہ منورہ میں روضہ رسولؐ پر بیت جائیں۔

۱۱۔ الحمد للہ مجھے حرمین شریفین اور روضہ رسول پر حاضری کی سعادت ایک بار حاصل ہو چکی ہے۔

۱۲۔ میرے نزدیک دونوں کی اہمیت یکساں ہے اور دونوں نہایت ہی اہم موضوع ہیں مگر آج کے دور کی ضرورت ہے کہ نبی مکرمؐ کی سیرت طیبہ کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا جائے تاکہ ہماری نئی نسل جو دین سے دور ہوتی جا رہی ہے، اسے کچھ فائدہ حاصل ہو۔

۱۳۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں فرق فقط لکھنے اور ترنم سے گانے کا ہے۔ جبکہ میں نعت باضابطہ ترنم سے نہیں گا

سکتا، البتہ تنہائی میں اکثر اسے گنگناتا رہتا ہوں جس سے مجھے قلبی سکون حاصل ہوتا ہے۔ ویسے مجھے یہ کمی بہت شدت سے محسوس ہوتی ہے کہ کاش میں نعت رسول ترنم سے پیش کر سکتا۔

۱۴۔ میری تمنا ہے کہ نعت رسول مقبولؐ کے ذریعے نئی نسل کو نبی مکرم کی اسوہ حسنہ سے بخوبی آگاہ کیا جائے جس سے زمانہ حال میں پیدا شدہ برائیوں کا سدباب ہو سکتا ہے۔ لوگوں کو بدعت اور الحاد جیسے کبیرہ گناہ سے بچایا جا سکتا ہے۔

ندیم نیازی (رحیم یار خان)

محمد عبداللہ خان ندیم نیازی (پ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۲ء) کا آبائی مدفن عیسیٰ خیل ضلع میانوالی ہے۔ اردو، پنجابی، دری اور سرائیکی میں بہت سا کلام لکھا۔ جس میں نظم و غزل شامل ہے۔ آپ نے نثری مضامین کے ساتھ ساتھ ڈرامے بھی بچوں کے لئے ادب بھی تخلیق کیا تاکہ نسل نو کی فکری غذا کا ساماں بہم ہو سکے مجموعہ نعت "رحمت اللعالمین" کے حسین نام سے شائع ہوا ہے۔ ندیم نیازی کی نعتیہ شاعری میں عشق کے والہانہ پن کے مناظر عام ملتے ہیں جذبوں کی تازگی تخیل کی روانی اور سچے مسلمان کی محبت و عقیدت ان کی نعتیہ شاعری کا طرۂ امتیاز ہے۔ وہ فن سے عالم اسلام کے مسائل کو بھی نعت کا موضوع بناتے ہیں جبکہ انسانیت کے محسن اول و آخر کی سیرت طیبہ ان کی نعت کا ایک اہم ترین موضوع ہے کیونکہ ان کا ایمان ہے کہ سیرت طیبہ پر عمل ہی مسلمان کی زندگی کی کامیابی اور آخرت کی کامرانی کی ضمانت ہے۔

۱۔ میں ابتدائی طور پر غزل کا شاعر تھا۔ غزل میں نعتیہ شعر، تصوف کے موضوع پر لکھنا میرا منشا حیات بھی ہے اور رمز عبادت بھی۔ مگر مکمل نعت کہنے کی جسارت بزور بازو نہیں، کم از کم میرے میں۔ لہٰذا میں تین برس تک مسلسل بارہا رو دیتا کہ نعت پاک کہنے کی سعادت اور رحمت سے کیوں محروم ہوں۔ میرے پیرو مرشد کے پاس سرکار نور خدا مدظلہ کی روحانی توجہ و عنایت ہوئی۔ پہلی نعت جو لکھی تھی تحریر ہے۔ یہ نعت ۸۹۔ ۱۹۸۸ء میں لکھی تھی۔

شاعر نہیں ہوں میں ہوں ثنا خواں مصطفےٰ
حرف صدا سے میں نے لکھی شان مصطفےٰ

دربار سے غرض نہ مجھے تخت و تاج سے
اک بے نوا فقیر ہوں دربار مصطفےٰ

عجز و نیاز پیش کروں حشر تک ندیم
کم پھر بھی ہو سکیں گے نہ احسان مصطفےٰ

میری دعا قبول کر اے رب ذوالجلال
صالح عمل نصیب ہو فرمان مصطفےٰ

جب انگلیاں کٹیں تو ملا قصہ وفا
سر کٹ گیا تو ہو گئے قربان مصطفےٰ

باد سموم کوفہ تری زندگی ہے خاک
تاحشر تو بہ تو ہے گلستان مصطفےٰ

کملی تھی ایک بوریا، بستر بھی تھا ندیم
کون و مکاں میں تھا یہی سامان مصطفےٰ

۲۔ رفتگان نعت گو شعراء کے علاوہ موجودہ شعراء میں حفیظ تائب، حافظ لدھیانوی سرفہرست ہیں۔

۳۔ نعت ایسی نفلی عبادت ہے جس سے انسان کو روحانی فیوض و برکات میسر آتے ہیں۔ نعت نثری اور شعری دونوں اعتبار سے مستحسن ہے۔ اس کے لئے نظریات، سوچ، تخیل، جسم، قلب، لباس کی پاکیزگی اور عبادت لازمی ہے۔ ورنہ

نعت ایک فنی حیثیت سے زیادہ نعت گو کو فائدہ نہیں دے سکتی۔ جیسے غیر مسلم نعت کہنے کے باوجود ایمان نہ لائے۔ مسلمانوں نے فن کے لحاظ سے اپنا کر صرف نام کمایا۔ جس نے اس کو عبادت کا درجہ دیا وہ چشمہ نور سے سیراب ہوا۔ اس کی روح کو جلا ملی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور ملائکہ درود و سلام بھیجتے ہیں۔ یہ نعت کی اصل اور افضل صورت ہے پھر انسان اس کو عبادت کا درجہ دے گا تو کس پایہ کا یعنی عشق حق۔

۴۔ نعت گو شاعر تمام مکروہات سے خود کو محفوظ رکھے۔ شریعت کے مطابق زندگی گزارنا اور نعت پاک کہنے کے لئے عشق حقیقی سے ہمکنار ہونا اور فنائی الرسول کے مقام کے حصول کی تمنا اور تگ و دو میں عمر بسر کرنا غیر شرعی فعل سے پرہیز و اجتناب لازمی ہے۔

۵۔ نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے۔ عشق میں سرشار ہو کر شرعی حدود کو نہیں پھلانگنا چاہیے۔ نہ ہی نعت گوئی اختراعی موضوعات کی اجازت دیتی ہے۔ خود ساختہ مفروضے اور موضوعات و مضامین کی یہاں گنجائش نہیں چونکہ راقم ماشاء اللہ ان معاملات میں الحمدللہ محتاط ہے اس لئے میں اپنی نعتیہ شاعری سے مطمئن بلکہ سرشار ہوں۔ اگر کوئی قاری میرے کسی شعر کو فروعی سوچ سے قابل اصلاح سمجھے تو مجھے معذرت کے لئے اعتراف سے گریز نہیں۔

۶۔ کلاسیکی غزل کی طرف نعت کا کلاسیکی معجزات' سیرت مطہرہ' فرمودات اور قرآن و احادیث پاک کی روشنی کے قریب کلاسیکی فن کے نزدیک تھی۔ جدید نعت پاک' جدید غزل کی طرح تشبیہات' استعاروں' تمثیلوں کی فراوانی پر مائل ہے۔ یہ انداز اگرچہ وقت کا تقاضا ہے مگر شریعت اور ادب و احترام کے تقدس سے مو برابر روگردانی یا اجتناب برتا تو سعادت و رحمت سے محرومی کا اندیشہ ہے لہٰذا جدت طرازی کی فضا میں مزید احتیاط کا پہلو فرض اولین ہے۔ غیر شرعی اسلامی سازش کا دھیان رکھنا پڑے گا۔ میں نے خود جدید نعت پاک کہی ہے۔ اس میں جدید فنی تقاضوں کو سمویا جا رہا ہے جس سے فنی حسن اور صوتی انداز بدلتا ہوا بھلا لگتا ہے۔

۷۔ نعت پاک کہنے کے مقاصد و مقصود و شعار زیست بنانا اولین فرض ہے۔ محض فنی نمائش اور نام پیدا کرنے کی سعی قیم کے بل بوتے مغربی طرز آزاد نظم، نثری نظم اور ہائیکو کا سہرا اور تجربہ بے سود اور بے بنیاد ہے۔ پابند مقفیٰ نعت پاک کی طرح دیگر اصناف کی صورت نعت کہنا جائز ہے۔ میں آزاد نظم میں نعت کہہ رہا ہوں۔ مطلب یہ کہ روح کو تازگی ایمان میں حرارت اور قلب میں روشنی پیدا کرنا ہے۔

۸۔ دور حاضر کو نعت کا دور کہا گیا ہے یہ بجا ہے۔ ضیاء الحق کے ظاہری اسلامی رجحان کے پیش نظر سیاسی ذہنیت کے ملک شعراء نے اس دور میں نعت کو شدت سے اپنایا اس لئے اس کے بارے میں کہنے والوں نے صحیح کہا ہے مگر میری ذات اس دور سے متاثر نہیں۔ میرے تئیں نعت گوئی محض شاعری یا فن شاعری ہی نہیں اس سے بڑھ کر عبادت' عشق اور جذبہ ہے۔ یہ موسم' حالات واقعات اور عوامل کا پابند نہیں۔

۹۔ چونکہ آپ کا سوال نعت کے باب تنقید و تحقیق سے ہے لہٰذا اہل قلم اور جرائد نے حوصلہ افزا کام کیا ہے جو بجا طور پر قابل تحسین و ستائش ہے مگر اس پاکیزہ فریضہ میں بھی قد آور' کوتاہ قد' باہمی ستائش گروہ بندی کی قابل مذمت و رقیق نفرین فضا پھیلائی گئی۔ یہی صورت عبادت و عقیدہ کے لئے سخت مضر ہے۔ اس سے آئندہ اجتناب کی درخواست

ضروری ہے۔ ایک ہی صف میں کھڑا ہونا' قد کو نہ ناپنا ایک بچی حقیقت ہے۔ عشق و جذبہ کا یہی تقاضا ہے۔ مسئلہ نیت کا ہے۔

۱۰۔ یہ سوال سرخفی کے افشا کی دلالت کرتا ہے۔ میں ذاتی طور پر اس کے اظہار کو نمائش سمجھتا ہوں۔ البتہ میرا کلام اس امر پر شاہد اور خود جواب ہے۔ یہ رمز معرفت و حقیقت کا سرچشمہ ہے۔ درویشی اور فقیری کے سوتے اسی سے پھوٹتے ہیں۔

۱۱۔ ابھی تک اس نعمت و رحمت کا منتظر ہوں۔

۱۲۔ نعت میں جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرت پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو اہم ترین موضوعات ہیں۔

۱۳۔ میں نے نعت نظم اور غزل دونوں صورت میں کہی جیسے حمد کا رویہ غزل کی دلالت نہیں کرتا بلکہ نظم کے زیادہ تر قریب ہے مگر میں نے حمد باری تعالیٰ' دعا' نعت پاک دونوں صورتوں یعنی نظم اور غزل کے اسلوب میں بیان کیا ہے۔ آزاد نظم میں بھی نعت پاک کہنے کی سعادت میسر ہے۔ جدید نعت بھی کہی ہے۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی دو جداگانہ نعمتیں بھی ہیں اور دو منفرد فن بھی ہیں۔ وہ حضرات خوش بخت ہیں جو ان دونوں نعمتوں سے سرفراز ہیں ممکن ہے ان دونوں مقاصد کے حصول کے لئے ریاضت درکار ہوتی ہو مگر میں اسے عطائے ربی کہوں گا۔ میں نعت خوانی کی نعمت سے محروم ہوں۔ میں شدید طور پر یہ کمی دکھ کے ساتھ محسوس کرتا ہوں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے لئے میرا مدعا تو محض عبادت ہے۔ دیگر شعرا کو بھی اس کی تلقین کرتا ہوں میرا ایک نعتیہ مجموعہ "وما ارسلنک الا رحمۃ اللعلمین" شائع ہو چکا ہے۔

۱۶۔ نسل نو کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث کے مطالعہ اور قرآن و سنت کے عمل کو یقینی بنائیں۔ یہی دنیا و آخرت میں کامیابی کے عمل و اسباب اور اطوار و طریقے ہیں۔ ان سے ذرا سی غفلت پوری قوم کی تذلیل کا باعث بنتی ہے اور آخرت میں ندامت' روز محشر شرمندگی۔

ماجد صدیقی (راولپنڈی)

ماجد صدیقی ہماری جدید اردو شاعری کا ایک اہم نام ہے۔ پنجابی زبان میں بہت کچھ لکھا۔ بحیثیت استاد پنجاب کے محکمہ تعلیم سے وابستہ ہیں۔ "سرو نور" مجموعہ نعت ہے جس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ نعت میں جدید لہجے کے معروف شاعر ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کو نعت کا بالخصوص موضوع بناتے ہیں کیونکہ سیرت پاک پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم دنیا میں کامیابی اور آخرت میں فلاح پا سکتے ہیں۔

۱۔ والدہ عاشق رسول تھیں۔ جن سے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ ودیعت ہوا ابتدائے تخلیق شعری نظم "عید میلاد النبی" سے ہوئی۔ جو ۵۹-۱۹۵۸ء میں روزنامہ تعمیر راولپنڈی میں شائع ہوئی اور اب میرے مجموعہ نعت "سرو نور" میں (جو ۱۹۷۳ء میں اور پھر ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا) شامل ہے۔

۲۔ واسطے جس شہ کے غالب گنبدِ بے در کھلا
۳۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توضیح۔
۴۔ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔
۵۔ وجدانی پہ نوں ہے۔
۶۔ سیرت طیبہ زمانوں کی محتاج نہیں ہے۔
۷۔ نہایت فراخدلانہ۔
۸۔ دوں کے بھید تو خدا ہی جانتا ہے ویسے اگر یہ کام سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے اپنایا گیا ہو تو صائب نہیں ہے۔

۹۔ ڈاکٹر ریاض مجید کا کام یقیناً" قابل توجہ ہے۔
۱۰۔ تو مری روح میں' وجدانوں میں ہے تجھ کو حاصل ہے مری چاہ ہونا
۱۲۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے کہ یہی وہ حسن ہے جو لازوال ہے۔
۱۳۔ اے کاش ایسا کوئی کام ہو سکے۔
۱۴۔ (تنہائی کی حد تک نعت خوانی) ویسے نعت گوئی زیادہ بڑی سعادت ہے۔
۱۵۔ یہ اصطلاح میرے قد و قامت سے زیادہ بڑی ہے۔
۱۶۔ ہر چہ برائے خود نہ پسندی برائے دیگراں ہم مپسند

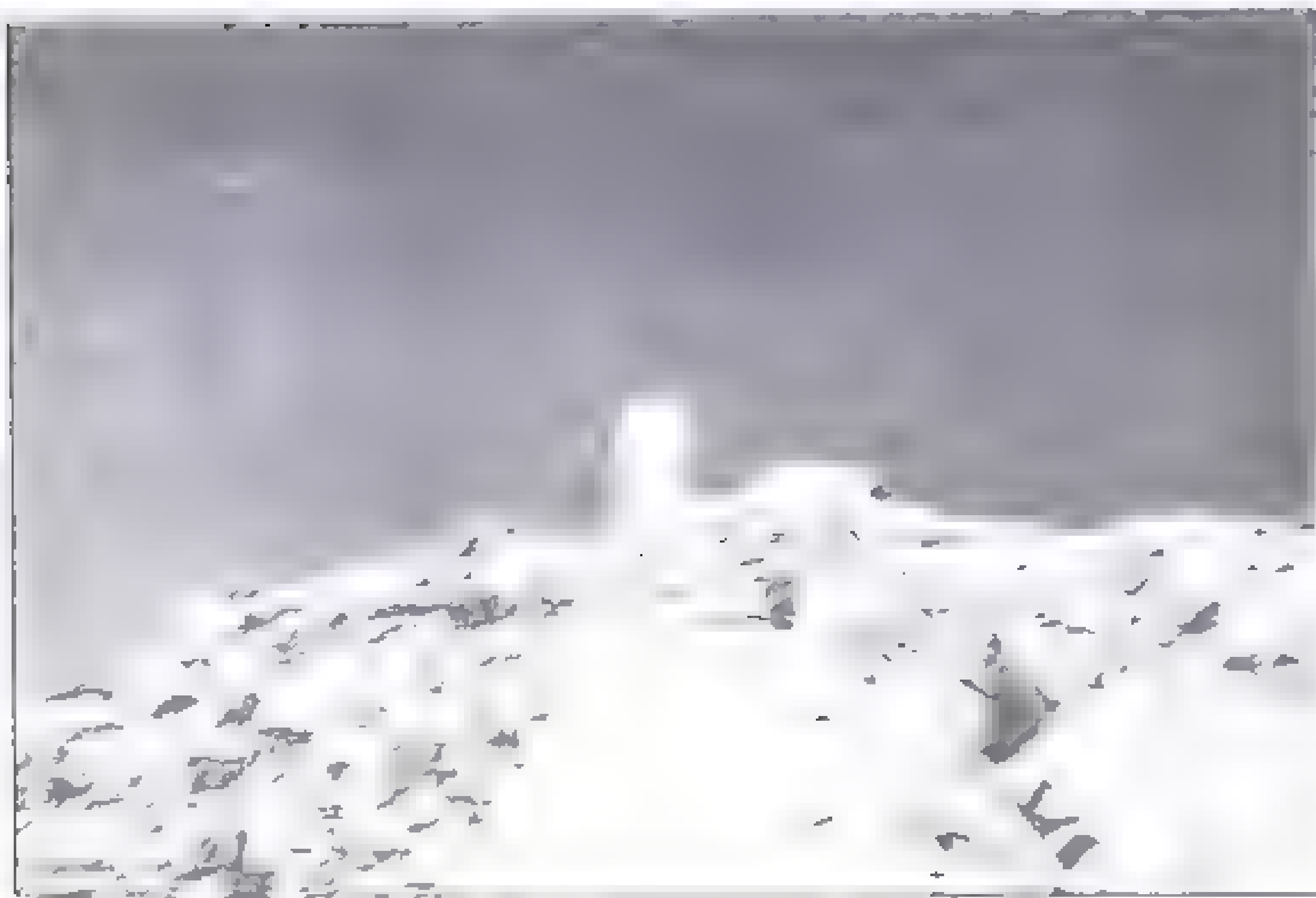
محمد ایوب رضوی (لاہور)

پروفیسر محمد ایوب رضوی (پ یکم نومبر ۱۹۳۲ء) ان اہل قلم میں سے ہیں' جنہوں نے عصری تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو منوانے اور تشہیر کا سہارا لے کر اپنا قد اونچا کرنے کی بجائے خاموشی کے ساتھ علم و ادب کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ موصوف ۱۹۹۲ء میں گورنمنٹ کالج شاہدرہ سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ اسلامیات اور عربی زبان پر دسترس رکھتے ہیں۔ بتیس سے زائد کتب ترتیب دے چکے ہیں جو تمام تر دینیات سے متعلق ہیں۔ "سبد گل" کے نام سے شعری مجموعہ شائع ہو چکا ہے جس میں حمد' نعت منقبت' قومی شاعری اور قطعات شامل ہیں۔ نعت کا کوئی مجموعہ طبع نہیں ہوا لیکن کئی ایک مجموعوں پر مشتمل نعتیہ کلام موجود ہے جسے ترتیب دے رہے ہیں۔ نعت میں جدید سوچ اور فکر کو قدامت کے سانچے میں ڈھال کر پیش کرنے کی سوچ رکھتے ہیں۔

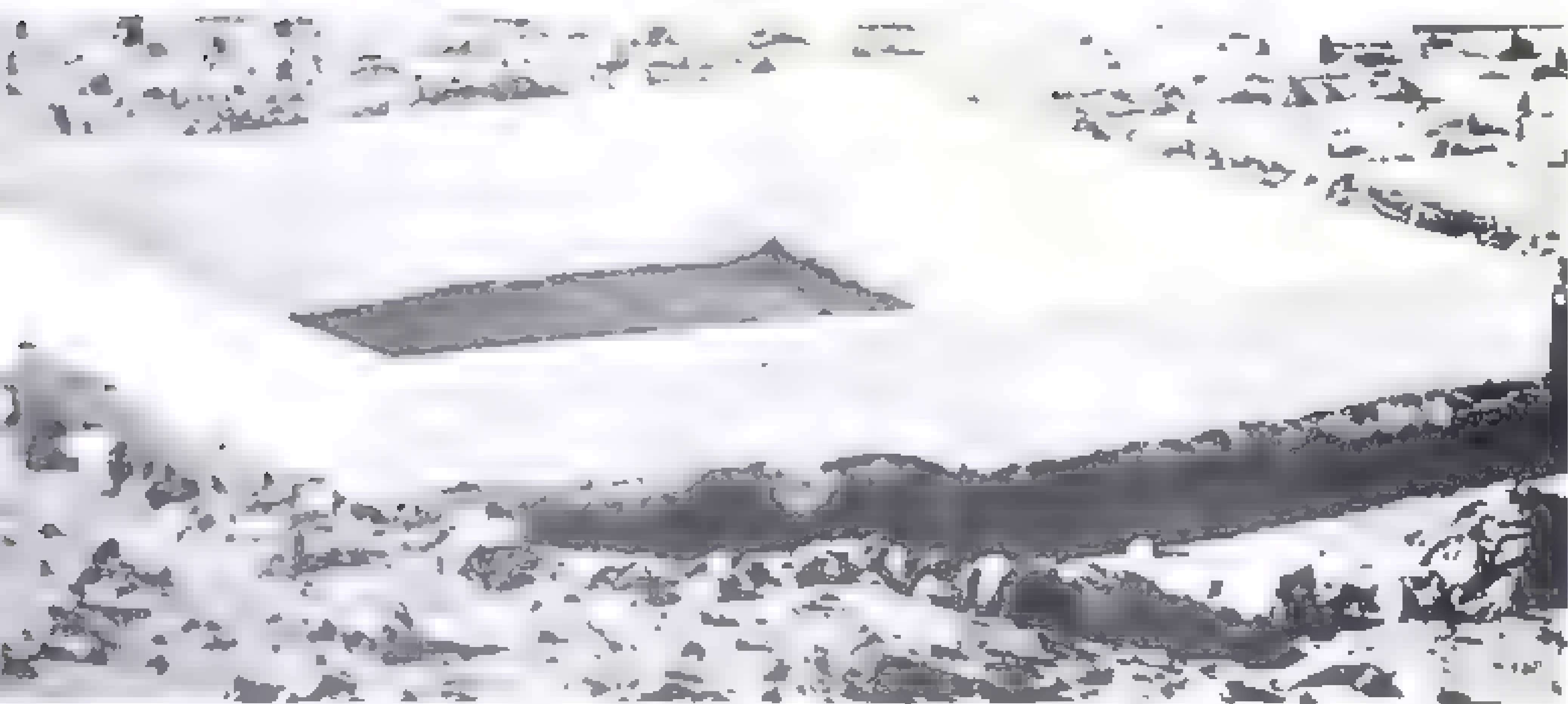
۱۔ گھریلو ماحول مذہبی تھا' محافل نعت میں شرکت نے نعت گوئی کی طرف مائل کیا۔ بچپن میں نعتیں سن سن کر بھی اس کی طرف میلان ہوا۔ اولین نعت کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

محمد مصطفےٰ صلی علیٰ تشریف لاتے ہیں جو ہیں بدر الدجیٰ نور الہدیٰ تشریف لاتے ہیں









دل مسلم ہوا ہے رشک فردوس بریں اب تو — کہ اس دل میں شہ ہر دوسرا تشریف لاتے ہیں
یہ شور و غلغلہ معراج کی شب ہے ملائک میں — اٹھو تعظیم کو خیر الوریٰ تشریف لاتے ہیں

۲۔ میلاد کی محفلوں میں چونکہ زیادہ کلام محمد اعظم چشتی اور بیدم وارثی کا پڑھا جاتا تھا اس لئے شروع میں ان دونوں سے متاثر تھا۔ بعد میں جب فارسی زبان کا ذوق پیدا ہوا تو جامی اور امیر خسرو کے کلام سے بھی متاثر ہوا۔

۳۔ نعت دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کے اظہار کا نام ہے اس میں مروجہ عقائد کے حصے میں نعت گو شاعر کی اپنی تعبیر بھی ہے اس لحاظ سے بسا اوقات عقیدت حقیقت پر بازی لے جاتی ہے۔

۴۔ نعت گو کو بطور خاص اس بات کا دھیان رکھنا چاہیے کہ عقیدت کہیں شرک کا روپ نہ دھار لے عقل کا پلڑا ہر حالت میں بھاری رہنا چاہیے۔

۵۔ یہ دراصل اپنا اپنا پسند طبع کا معاملہ ہے ورنہ نعت گوئی کو عبادت سمجھ کر کیا جائے تو اس میں "قطعہ" فرد و تحریف کے پہلو نمایاں نہیں ہوتے۔

۷۔ نعت کا مجموعی تاثر اگرچہ نفس مضمون سے وابستہ ہے لیکن قافیے ردیف کی پابندی اس تاثر کو اجاگر کرنے میں مدد دیتی ہے میرے خیال میں پابند نظم نعت گوئی کے لئے انتہائی موزوں ہے۔

۸۔ صدر ضیاء الحق مرحوم مذہبی ہونے کی بنا پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی عقیدت رکھتے تھے۔ انہوں نے نعت گو شعراء اور نعت خوانوں کی خاصی حوصلہ افزائی کی جس سے نعت عام محفلوں سے نکل کر سرکاری محفلوں کی زینت بن گئی۔

۱۰۔ بچپن ہی سے جب میں ابھی آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا نعت گوئی کا آغاز کر دیا تھا اسی زمانے میں روضہ رسولؐ کی زیارت میرا مقصود بن گیا تھا لیکن ۱۹۸۸ء میں یہ حسرت اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ جب ظاہری اسباب مکمل ہونے کے باوجود روضہ رسولؐ پر حاضری کی سعادت حاصل نہ کر سکا۔ اس کیفیت کو ان چند اشعار میں بیان کیا ہے۔

ہم نے در پہ تیرے آنے کی خواہش کی تھی — نخل امید پہ برسنے کی خواہش کی تھی
جن کے جذبوں سے چھلک جائے نمود ہستی — ایسے اشکوں کو برسنے کی خواہش کی تھی
تیری جالی کے حسیں حلقوں کی پہنائی میں — جا کے چھپنے کو سمانے کی خواہش کی تھی

۱۱۔ جی ہاں۔ حاضری کی سعادت ۱۹۹۲ء میں حاصل ہوئی ہے لیکن وہاں پہنچ کر حضوری کا احساس تمام احساسات پر غالب آ جاتا ہے۔ درود و سلام سے زبان تر رہتی ہے اور دعاؤں کے سوا کچھ یاد ہی نہیں رہتا۔

۱۲۔ عام نعت گو حضرات نے جمال مصطفیٰؐ کو اپنا موضوع بنایا ہے لیکن پختہ گو اور تجربہ کار اساتذہ نے سیرت رسولؐ پر زیادہ زور دیا ہے میرے خیال میں دونوں چیزوں کا امتزاج نعت گوئی کا لازمہ ہونا چاہیے۔

۱۳۔ میرے خیال میں نعت گوئی کا تعلق جذبے سے ہے جبکہ نعت خوانی کا تعلق آواز کے زیر و بم سے ہے مجھے بچپن اور جوانی میں نعت خوانی کی سعادت بھی حاصل رہی ہے۔

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا خوانی دراصل عبادات کا ہی ایک حصہ ہے اس لئے ہر مسلمان کو عموماً" اور نوجوان کو خصوصاً" اس سے نعت کا اظہار کرنا چاہیے اس سے ایمان میں تازگی اور روح کو سرور ملتا ہے اسے عمل کی طرف بھی تحریک کا درجہ حاصل ہے۔

محمد علی ظہوری (لاہور)

محمد علی ظہوری (پ ۱۹۳۲ء) وطن عزیز کے معروف نعت خوان اور نعت گو شاعر ہیں۔ دو مجموعہ ہائے نعت "نوائے ظہوری" اور "کیتھے تیری ثنا" شائع ہو چکے ہیں۔ مجلس حسان کے ذریعے فروغ نعت کے لئے کام کرتے رہے ہیں۔ بحیثیت استاد سکول میں کام کیا۔ مقبول ترین نعت خوان ہیں جبکہ بعض نعتیں بھی خاص و عام میں بڑی مقبول ہوئی ہیں۔ بعض اداروں کی طرف سے متعدد انعامات وصول کر چکے ہیں۔ عزیز حاصل پوری نے "نوائے ظہوری" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "نوائے ظہوری میں جوش کے ساتھ ہوش' جنوں کے ساتھ شعور اور عقیدت کے ساتھ بصیرت کی آمیزش ہے اور پورا کلام جذبات و خطرات کی ناہمواری سے پاک نظر آتا ہے۔ ہر شعر خلوص و محبت کے صحیح جذبات کا آئینہ دار اور حقیقت و صداقت کا عکاس ہے"۔

۱۔ شیخ طریقت حضرت میاں ظہور الدین نقشبندی مرتضائی" کے ہاں ماہانہ حلقہ ذکر میں شمولیت ہوتی رہتی تھی وہاں معروف نعت گو شعراء کا اردو' فارسی اور پنجابی کلام پڑھا جاتا تھا یہیں سے نعت گوئی کی ترغیب ملی۔ علاوہ ازیں میرے والد گرامی حاجی نور محمد نقشبندی" جو کہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری" کے مرید تھے مجھے' اپنے ساتھ میاں صاحب" کے عرس میں بچپن سے ہی لے جایا کرتے تھے۔ اس نے وہاں جب بھی نعت شریف پڑھی جاتی خصوصاً" حضرت حاجی محمد یوسف نگینہ' جب بھی نعت سرا ہوتے میں بڑے ذوق و شوق سے سنتا اور مجھے بے حد کیف و سرور حاصل ہوتا تھا۔

ابتدائی نعت کے جو دو شعر یاد ہیں وہ تحریر کر رہا ہوں۔

شب و روز میں یہ دعا مانگتا ہوں مدینے میں اپنی قضا مانگتا ہوں
میرا جا کے سینہ لگے جالیوں سے یہ فرقت کے غم کی دوا مانگتا ہوں

۲۔ حضرت مولانا جامی"' حضرت احمد رضا خاں"' جناب حافظ مظہر الدین' حضرت بیدم وارثی' جناب عبدالعزیز خالد' جناب شاہ نصیر الدین گولڑوی' جناب حفیظ تائب' جناب احمد ندیم قاسمی' جناب راقب قصوری' جناب اعظم چشتی' جناب ریاض حسین چوہدری' جناب خالد نقشبندی۔

۳۔ نعت انتہائی مقدس اور پاکیزہ صنف سخن ہے۔ عشق رسول" کے بغیر نعت نگاری ممکن ہی نہیں نعت سیرت نبوی" کی طرف مائل کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ نعت براہ راست قلوب پر اثر انداز ہوتی ہے اور اس سے وہ سرشاری حاصل ہوتی ہے جو ایمان و ایقان کی پختگی کا باعث بنتی ہے۔ نعت ورد رحمان ہے۔ نعت تفسیر قرآن ہے۔ نعت وظائف کی جان ہے۔ نعت جمال مصطفےٰ" سیرت مصطفےٰ" اور محبت مصطفےٰ" کی شرح ہے۔ نعت سردار دو جہاں سے عقیدت کا موثر ترین ذریعہ اظہار ہے۔

۴۔ نعت گوئی میں کسی بھی دعویٰ' تعلّی یا تفاخر کی کوئی گنجائش نہیں۔ نعت نگار کے لئے مثالی سیرت و صورت کا پیکر اور اسلامی اقدار کی پاسداری کا حامل ہونا ضروری ہے۔

۵۔ یہ مقولہ نعتیہ شاعری کے بارے میں بالکل درست ہے میں نے کوشش کی ہے کہ اس دشوار فریضہ کو احسن طریقہ سے نبھا سکوں' خالق اور مخلوق کے درمیان سرور انبیاؐ کی ذات گرامی انتہائی حساس مقام پر فائز مرام ہے۔ نعت میں اس پہلو کی نزاکت کو بطور خاص مد نظر رکھتے ہوئے اظہار خیال کرنا واقعی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے تاہم اللہ کا فضل و کرم شامل حال ہو تو ہر مرحلہ آسان ہو جاتا ہے۔ میری نعتیہ شاعری میں انتہائی سادگی اور سلاست ہے جس میں حضورؐ کی نسبت کے حوالوں کا تذکرہ اور حضورؐ کا حسیاتی پہلو زیادہ نمایاں ہے۔ میں نے ان موضوعات سے قلم کو بچایا ہے جن میں حدود سے تجاوز ہو جاتا ہے اور حمد و نعت کے درمیان تمیز نہیں رہ جاتی۔

۶۔ نعت میں قدیم و جدید کا تعین ادوار کے حوالے سے ہو سکتا ہے۔ شاعری اظہار خیال کا موثر ترین ذریعہ ہے جس میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ تاہم جہاں تک نعت کے نفس مضمون کا تعلق ہے اس میں بنیادی اور مرکزی حیثیت ادب' نیازمندی' عقیدت اور عشق رسولؐ کو حاصل ہے۔ نئے قدیم و جدید کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۷۔ نعت عام شاعری نہیں ہے اس لئے میری رائے میں آزاد نظم اور نثری نظم وغیرہ کے تجربات کی نعتیہ شاعری میں گنجائش نہیں ہے۔ نعت گوئی میں چونکہ ترنم کی آمیزش بھی اس کے اثر کو دوبالا کرتی ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ ردیف و قافیہ کی پابند شاعری سے ہی حسن نعت کا نکھار قائم رکھا جائے۔

۸۔ دور حاضر حقیقتاً" نعت کا دور ہے۔ جہاں تک ضیاء الحق (مرحوم) کے دور میں فروغ نعت کا تعلق ہے چونکہ انہوں نے پہلی مرتبہ سرکاری تقریبات میں تلاوت کے ساتھ نعت کو بھی شامل کیا اس سے اس کو پذیرائی حاصل ہوئی ویسے بھی صدر مرحوم کو سرکار دو جہاں کی ذات سے بے حد عقیدت و محبت تھی اور وہ نعت رسولؐ سن کر انتہائی جذباتی اور آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے۔

۹۔ نعت کے باب میں تحقیق و تنقید کی اہمیت مسلمہ ہے۔ نعت کے موضوعات کی وسعت اس امر کی متقاضی ہے کہ اسے تنقید کی کسوٹی پر پرکھا جائے اس بارے میں جیسے جیسے نعتیہ کلام پر مشتمل مجموعوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائے گا تنقید و تحقیق کی اہمیت اور بھی واضح ہوتی جائے گی۔ اب تک اس موضوع پر مختلف رسالوں کے "نعت نمبر" "انتخاب نعت کے مجموعے" "نعت گوئی کے مقالات" "نعت گو شعراء کے تذکرے" یہ سب تحقیق و تنقید کی ضرورت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔

۱۰۔ نعت کے موضوعات میں مدینہ طیبہ کی حاضری ایک ایسا عنوان ہے جس پر نعت گو شعراء نے کثرت سے اشعار تحریر کیے ہیں۔ مجھے بھی نعت لکھتے ہوئے حاضری کی تمنا اکثر و بیشتر دل میں مچلتی ہوئی محسوس ہوئی اور یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ مجھے حاضری کا بلاوا بھی نعت پڑھنے کے دوران ہی "یہ گوجرانوالہ شہر کی ایک محفل نعت میں' میں نعت سرا تھا۔

بگڑی ہوئی بنتی ہے ہر بات مدینے میں   فیضانِ محمدؐ ہے دن رات مدینے میں

میں نعت پڑھتے ہوئے جب اس شعر پر پہنچا۔

وہ دن بھی تو آئے گا وہ رات بھی آئے گی   دن گزرے گا مکے میں اور رات مدینے میں

اس شعر نے اختتام میں عجیب کیفیت پیدا کر دی ایک کرم فرما حاجی نذر محمد بھٹی اشتہاری کی حالت میں اٹھے اور مجھے مدینہ طیبہ کے لئے حاضری کی نوید جو سنائی اور کہا کہ آپ یہ نعت دیار محبوب میں چل کر سنائیں اور پھر اسی شعر کے مطابق مکہ مکرمہ سے صبح کے وقت روانگی ہوئی اور شام کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور یوں یہ حاضری اسی شعر کی تفسیر ہو گئی۔ جہاں تک مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیات کے محسوسات کا تعلق ہے تو یہاں حضرت حسن رضا خاںؒ کا ایک شعر ہی لکھ دینا کافی ہے۔

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں "حسن"
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

مجھے تو جب بھی نعت لکھنے کی تحریک ہوتی ہے میں مدینہ شریف کا تصور کر لیتا ہوں۔ بہر کیف روضۂ رسول سے جدائی کی کیفیت اور اس کی شدت کو لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

۱۱۔ مجھے اللہ کے خصوصی فضل و کرم سے کئی بار روضۂ رسولؐ پر حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے میں وہاں حاضری کے لمحات کو اپنا سرمایہ حیات سمجھتا ہوں وہاں پہنچنے تک کے تصور و تجربہ کرنے کا اتفاق کم ہی ہوا البتہ حرم شریف میں بیٹھے ہوئے گنبد خضریٰ کا مسلسل نظارہ کرتے ہوئے کبھی کبھار چند اشعار اچانک موزوں ہو جاتے تھے جن میں سے دو اشعار لکھ رہا ہوں۔

کہیں نہ دیکھا زمانے بھر میں جو کچھ مدینے میں آ کے دیکھا
تجلیوں کا لگا ہے میلہ جدھر نگاہیں اٹھا کے دیکھا
وہ دیکھو دیکھو سنہری جالی، ادھر سوالی ادھر سوالی
گزر گیا جو بھی سامنے سے، حضورؐ نے مسکرا کے دیکھا

ویسے میری معروف نعت:

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے   اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

بھی مدینہ منورہ کی حاضری کا فیضان ہے ایسے خصوصی لمحات کا نچوڑ میں ایک ہی شعر میں بیان کرتا ہوں۔

مکے کی فضاؤں میں طیبہ کی ہواؤں میں   ہم نے تو جدھر دیکھا سرکار نظر آئے

۱۲۔ جمالِ مصطفےٰ اور سیرتِ رسول نعت کے اہم موضوعات ہیں۔ میں ان دونوں کے حق میں ہوں میرے خیال میں

نعت گوئی میں ان دونوں کا امتزاج زیادہ اثر انگیز اور جامع ہو جاتا ہے۔ محض سیرت کا بیان یا جمال مصطفےٰ کا ذکر نعت نگاری کے تمام تر تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ مناسب رویہ تو یہی ہے کہ جہاں حضورؐ کے حسن و جمال کا تذکرہ کیا جائے وہاں حضورؐ کی سیرت و کردار کو بھی بیان کیا جائے یہی حسن توازن اور میزان اعتدال ہے۔

۱۳۔ میں نے نعت نگاری کے لئے انتہائی سادہ زبان استعمال کی ہے اور مشکل ترین ردیف و قوافی سے گریز کیا ہے۔ دراصل میری نعت گوئی کا آغاز ایسے ماحول میں ہوا جہاں سامعین کی اکثریت زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہوتی تھی نعت گو اگر نعت خواں بھی ہو تو اسے سامعین کی ذہنی سطح کو بہرحال ملحوظ رکھنا ہوگا۔ جہاں تک نعت میں موضوع یا فنی لحاظ سے نئے پن کا تعلق ہے تو میرا کلام شاید نئے تجربات کے حوالے سے مقررہ معیار پر پورا نہ اترے تاہم اس کا فیصلہ بھی نقاد اور سامعین ہی کر سکتے ہیں۔

۱۴۔ نعت گوئی اور نعت خوانی میں واضح فرق تو ترنم کا ہے کیونکہ ترنم نعت خوانی کا لازمی جزو ہے جبکہ نعت گوئی میں اس کے بغیر بھی اظہار عقیدت ہو سکتا ہے۔ نعت گوئی اور نعت خوانی کی یکجائی تو کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے البتہ نعت خواں اگر شعر فہم نہیں ہے تو اسے وہ کیفیت نصیب نہیں ہوتی جو صاحب فہم و ادراک کا حصہ ہوتی ہے۔ اگر کوئی نعت خوان نعت کے مفہوم کو سمجھے بغیر ترنم سے ادا کرتا ہے تو یہ ایک بے کیف ادائیگی ہے۔

۱۵۔ فروغ نعت کے حوالے سے مجلس حسانؓ کا قیام ۱۹۹۹ء میں عمل میں لایا گیا جس کے ذریعے شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابتؓ کی یاد میں برصغیر میں سب سے پہلے یوم حسانؓ کا باقاعدہ قصور میں انعقاد کیا گیا اور پھر مختلف شہروں میں یوم حسانؓ کی تقریبات نے محافل نعت کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔ محافل نعت کا موجودہ دائرہ اثر اور روز افزوں مقبولیت مجلس حسانؓ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے یوم حسانؓ کے انعقاد سے پیشتر عوام الناس حضرت حسانؓ کی شخصیت سے متعارف نہیں تھے۔ مجلس حسانؓ نے ان کی شخصیت کے لئے مجلس حسانؓ کو ایک تحریک کی صورت دی اور تمام تشہیری ذرائع استعمال کیے۔ جس سے نعت گوئی اور نعت خوانی کی تاریخی اہمیت کا احساس دلایا گیا۔ چنانچہ اس پاکیزہ روایت کے تسلسل سے عوام کو جب آگہی حاصل ہوئی اور دربار رسالت میں نعت گو صحابہ کرام کے متعلق معلومات کا دائرہ وسیع ہوا تو نعت گوئی اور نعت خوانی کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ آج ظہر من الشمس ہے چنانچہ اس پاکیزہ روایت کو ایک مستند حیثیت سے فروغ دینے میں مجلس حسانؓ کا کردار کسی صورت نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے یہ کہتے ہوئے انتہائی قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کی مجھے سعادت بخشی۔ مسجد حسانؓ کی تعمیر شاہراہ حسان بن ثابتؓ اور نعت لائبریری کا قیام مجلس حسانؓ کی شبانہ روز کوششوں کا ثمر ہے۔

ایوان حسانؓ جس میں ہفت روزہ نعت خوانی کی تربیتی نشست منعقد ہوتی ہے اور نعت خوانی کے نصاب پر باقاعدہ کام ہو رہا ہے یہ سب فروغ نعت کے حوالے سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اہم کام سرانجام دینے کی توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی حاصل ہوئی ہے۔

مجلس حسانؓ ایک منظم تحریک کی صورت میں فروغ نعت کے لئے شب و روز مصروف عمل ہے اور نعت خوانی کے ایسے جامع اصول مرتب کیے جا رہے ہیں جن کی رہنمائی اس پاکیزہ روایت کا تسلسل قائم رکھنے کے لئے انتہائی

ضروری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آنے والے دور میں اس کام کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہو گا۔

۱۹۔ دین اسلام کی بنیاد محبت رسول ہے اور محبت رسول کی بنیاد نعت رسول ہے۔ ذکر رسول سے دلوں کو سدا آباد رکھو۔ دلوں کی زمینوں کی شادابی حضور کے ذکر سے ہی ممکن ہے اور یہ شادابی قلوب کو تمام خارجی اثرات سے محفوظ رکھتی ہے۔

آؤ کہ پھر بسائیں دلوں کی یہ بستیاں　　گھر گھر نبی کے ذکر کی محفل سجائی جائے
ذہنوں کی تیرگی کا مداوا اسی میں ہے　　ہر دل میں شمع عشق محمدؐ جلائی جائے

(احسان دانش)

اصغر علی شاہ (ملتان)

پروفیسر اصغر علی شاہ کا مجموعہ نعت "پیامبر فجر" شائع ہو چکا ہے۔ پروفیسر انور "جمال پیامبر فجر" کے حوالے سے لکھتے ہیں۔
"اصغر علی شاہ کی نعت کی ایک خوبی یہ بھی بنتی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر مبارک کے حسن و جمال کا تذکرہ کرنے کی بجائے آپ کی سیرت و اخلاق کے پہلوؤں کی تعریف و توصیف کی ہے۔ آپ کے عظیم مشن کی جھلکیاں ہمیں نظر آتی ہیں۔ شاعر کا اسلوب بڑا مشاقانہ اور اچھا ہے۔ شاہ جی کی شاعری پڑھ کر قاری پر بھی وجاہت کا رعب طاری ہو جاتا ہے۔ عرب معاشرے کے بعض خدوخال کی تصویریں، تاریخی حقائق، اسلامی دور کی تاریخ کا دانشورانہ شعور اور علم کلام و علم بیان کی آگہی یہ سب کچھ پیامبر فجر میں موجود ہے۔"

۔ ملتان میں ایک بزم حسان تھی۔ میں ساہیوال سے تبدیل ہو کر ملتان آیا تو مجھے بھی اس کی مجلس عاملہ کا رکن بنا لیا گیا۔ اس بزم کے تحت طرحی نعتیہ مشاعرے ہوئے تھے چنانچہ میں نے بھی طرحی نعت کہنی شروع کر دی۔ بعد میں اس بزم کے انتخابات ہوئے تو ہارنے والے گروپ نے بزم کا نام رجسٹرڈ کرا لیا۔ مجبوراً جیتنے والے گروپ کو دوسرا نام "بزم نور" رجسٹرڈ کرانا پڑا۔ اب ایک کی بجائے دو گروپ ہو گئے۔ ہر ایک اپنے طور پر طرحی نعتیہ مشاعرہ کراتا تھا چونکہ بہت عرصہ ہو چکا مجھے یاد نہیں کہ میں نے پہلی نعت کونسی لکھی تھی۔

۲۔ میں عربی نعت گو شعراء اور خاص طور پر بہت ہی زیادہ فارسی نعت گو شعراء سے متاثر ہوں۔ اردو کے پرانے نعت گو شعراء محسن کاکوروی اور امیر مینائی کا بھی زبان و بیان کے اعتبار سے اثر قبول کیا ہے۔

۳۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ نعت میں حضورؐ کے کردار کی عکاسی زیادہ ہونی چاہیے۔

۴۔ نعت میں ایسے شعر نہیں ہونے چاہئیں جن کا اطلاق غزل پر بھی کیا جا سکے۔ ہر شعر صرف اور صرف حضورؐ کے لئے ہی مخصوص ہونا چاہیے۔

۶۔ میں ان اصطلاحات سے متفق نہیں کرتا۔ عبدالعزیز خالد البتہ مستثنیٰ ہیں۔ باقی میرے خیال میں جدید نعت کے دعوے داروں نے خیال تو کوئی نیا پیش نہیں کیا اسلوب کا فرق تو ہوتا ہی ہے۔

۷۔ تجربہ کرنے سے لوگوں کو روکا تو نہیں جا سکتا ہے۔ تجربے ہوتے رہیں۔ اس میں کیا حرج ہے؟

۸۔ مجھے اس رائے سے مکمل اتفاق ہے۔

۹۔ یہ بہت ہی مفید کام ہے اسے مزید آگے بڑھنا چاہیے۔

۱۰۔ روضہ رسول پر حاضری کی تمنا نعت کہنے سے بہت پہلے تھی۔ میں ۱۹۷۶ء تا ۱۹۷۸ء جدید عربی زبان کا کورس کرنے کے لئے ریاض میں رہا۔ وہاں سے کئی بار مکہ مدینہ جانے کا موقعہ بھی ملا لیکن سوء اتفاق کہ وہاں رہتے ہوئے میں نے نعت کا ایک شعر بھی نہیں کہا۔

۱۲۔ میں سیرت رسول کو بیان کرنے کا قائل ہوں۔

۱۳۔ فرق یہی کہ اکثر نعت خواں دوسروں کی کہی ہوئی نعتیں پڑھتے ہیں۔ بہت کم شعراء ہیں۔ جن کے پاس ترنم بھی ہے۔ میں تحت اللفظ بہت اچھا پڑھتا ہوں۔ اس لئے مجھے کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی۔

۱۵۔ مذکورہ بالا دونوں انجمنوں کے لئے میں نے بھی کافی کام کیا۔

۱۶۔ نسل نو کے لئے میرا پیغام صرف یہ ہے کہ وہ رسالت مآبؐ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوں۔

امین راحت چغتائی (اسلام آباد)

امین راحت چغتائی (پ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۲ء) ہماری جدید شاعری کا ایک اہم نام ہی نہیں بلکہ نثر میں ان کے مضامین بھی اپنا ایک الگ رنگ رکھتے ہیں۔ "بعید سفر" مجموعہ کلام کا نام ہے۔ جبکہ دلائل کے نام سے تنقیدی و تاریخی مضامین لکھے ہیں۔ "مغل عہد کی توضیحی تصویر کشی" غیر مطبوعہ کتاب ہے۔ عدالت خانہ جات اسلام آباد میں پریس ایڈوائزر کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اگرچہ بہت سا نعتیہ کلام تو نہیں لکھا لیکن جدید نعت کے حوالے سے آپ کا نام نہایت معتبر ہے۔

۱۔ اگرچہ شعر کہتے ہوئے کم و بیش پچپن برس گزر گئے لیکن میری نعت گوئی کی عمر زیادہ نہیں ہے۔ میں نے پہلی نعت ۲ اپریل ۱۹۷۳ء کو کہی اور یہ نظم آزاد میں تھی۔ "محراب توحید" اس کا عنوان تھا اور جناب احمد ندیم قاسمی کے مجلہ "فنون" میں نومبر، دسمبر ۱۹۷۶ء کے شمارے میں چھپی۔ "محراب" کا لغوی معنی شیطان کو مار بھگانے والا آلہ ہے۔ الحمدللہ! حضور ختمی مرتبتؐ کو "محراب توحید" کہنے کی سعادت سب سے پہلے مجھے حاصل ہوئی۔ میں یہ پوری نعت آپ کو بھیج رہا ہوں کہ نظم آزاد سے اشعار کا انتخاب ممکن نہیں۔ آپ چاہیں تو اسے میری پہلی نعت کے طور پر شائع فرما سکتے ہیں۔ "محراب توحید" ریڈیو پاکستان راولپنڈی اسٹیشن سے کورس کی صورت میں ایک طویل عرصے تک نشر ہوتی رہی تھی۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ اسے پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کی نیشنل آرکائیوز (National Archives) میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔ اس نعت کی ڈرامائی تشکیل کے پروڈیوسر جناب منصور تابش تھے اور مرکزی صدا کار جناب اطہر لودھی۔ پس منظر کی موسیقی ریڈیو پاکستان کے ایک میوزک ڈائریکٹر ارشد ٹھاکر داس نے ترتیب دی تھی۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ نعت ایک تاریخی حیثیت بھی رکھتی ہے۔

میں نعت گوئی کی طرف کیسے مائل ہوا؟ یہ قصہ بھی قدرے طولانی ہے۔ ریڈیو پاکستان راولپنڈی سٹیشن پر ایک بڑے صاحب علم پروڈیوسر ظہور ملک ہوا کرتے تھے۔ جو اب ڈپٹی کنٹرولر پروگرامز کے منصب سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ وہ "دینی پروگراموں" کے انچارج تھے اور میں ریڈیو پر دینی موضوعات پر تقریروں اور مباحثوں میں اکثر حصہ لیتا رہتا تھا۔ وہ عید

میلاد النبیؐ کے پروگرام مرتب کر رہے تھے اور اسی سلسلے میں ایک شام میرے گھر چلے آئے۔ کہنے لگے' فیچر کے انداز میں ایک نعت کہہ دو۔ میں گھبرا گیا۔ عرض کیا کہ میں نے تو نعت کبھی نہیں کہی۔ ارشاد ہوا کہ اسی لئے تو زور دے رہا ہوں۔ نعت میں اکثر اوقات حزم و احتیاط کا پہلو نظرانداز ہو جاتا ہے۔ آپ نعت کہیں گے تو میں اسے اطمینان سے نشر کر سکوں گا۔ وہ میرے مزاج اور طبیعت سے آگاہ تھے۔ بس ان کا یہی اشارہ میری نعت گوئی کا محرّک جذبہ بن گیا۔

۲۔ میں چونکہ نعت گوئی کے بارے میں اپنا ایک مخصوص زاویہ نظر رکھتا ہوں اس لئے کسی شاعر سے متاثر نہیں ہوا۔

۳۔ نعت ذات کے حوالے سے بھی کہی جاتی ہے اور صفات کے حوالے سے بھی۔ جو شعراء توحید و رسالت سے متعلق علوم کا بنظر غائر مطالعہ کئے بغیر نعت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں ان سے شرک کے ارتکاب کا احتمال رہتا ہے۔ میں نے ڈاکٹر ریاض مجید کے نعتیہ مجموعہ کلام "تیں علی الثنا" کے پیش لفظ میں اس بات کا بطور خاص ذکر کیا ہے۔ یہاں بھی وہی نفسِ مضمون دہرا رہا ہوں کہ نعت کہتے وقت فخرِ موجودات' رسول اکرمؐ کے شارعِ دینِ اسلام ہونے کے منصب کو ہمہ وقت ذہن میں رکھنا چاہیے اور نعت گو شعراء کو حضورؐ کی سیرت' خلق' شفقت' حیا' توکل اور آدابِ رسالت پر قلم اٹھانے سے پہلے آلِ عمران' مائدہ' توبہ' انبیاء' الشعراء' احزاب' الفتح' النجم اور الحجرات ایسی قرآنی سورتوں کا ضرور مطالعہ کر لینا چاہیے اور اس سلسلے میں تفسیری مواد پر نظر ڈال لینی چاہیے تاکہ نعتیہ مضامین کی حدود متعین ہو سکیں اور یہ معلوم ہو سکے کہ نعت' جوش کی نہیں' ہوش کی شاعری ہے۔

۴۔ اس سلسلے میں بنیادی باتیں تو وہی ہیں جو سوال نمبر ۳ کے جواب میں عرض کر چکا ہوں۔ مزید یہ کہ عشقِ رسولؐ اصل میں اطاعتِ رسولؐ ہے۔ علامہ اقبالؒ اور ان کے شارحین سب اس بات پر متفق ہیں کہ اتباعِ سنت ہی عشقِ رسولؐ ہے اور "با محمدؐ ہوشیار" کا انتباہ بھی یہی پس منظر رکھتا ہے۔ ایسی صورت میں آپ خود اندازہ لگائیے کہ شاعر کو نعت کہتے وقت کن باتوں کا بطور خاص خیال رکھنا چاہیے۔

۵۔ "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے۔" یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ اپنے آپ کو شائستہ نعت گو بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اور کچھ نہیں تو کم سے کم صوم و صلوٰۃ کے پابند تو ہوں۔ محض نعت کہہ کر یہ توقع رکھنا کہ میری بخشش کا سامان ہو گیا' خوش فہمی سے زیادہ نہیں۔ اسلام آسان دین ہونے کے باوجود کوئی "شارٹ کٹ" پیش نہیں کرتا۔ دین' نظام کو کہتے ہیں اور ہر نظام اپنا نظم و ضبط رکھتا ہے۔ اس نظم و ضبط کے دائرے سے نکل کر اس نظام کو سراہنا' فکری تناقض کے مترادف ہے۔ علاوہ ازیں' دینِ اسلام' توحید و رسالت پر ایمان سے آراستہ ہے۔ اس ایمان کو فکر و عمل سے ہم آہنگ کئے بغیر مدحتِ رسولؐ چہ معنی دارد؟ دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالے کی صورت محمدی نظامِ فکر و عمل کو اپنائے بغیر ممکن نہیں۔ نعت میں نور بھی اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ نعت' تیز دھار تلوار ان معنوں میں ہے کہ اللہ کی ذات و صفات کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ غلبۂ عشق میں نعت کے مضامین' صفاتِ الٰہیہ کے قریب سے بھی گزر جائیں تو یہ تلوار کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ اسی لئے میں نے عرض کیا ہے کہ نعت کے مضامین قرآنِ حکیم ہی سے تلاش کرنے چاہئیں اور میں اپنی نعتیہ شاعری کو اسی معیار پر پرکھنے کی اپنی سی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ حضرت علامہ اقبالؒ اس معیار کی طرف جس خوبصورتی سے اشارہ کرتے ہیں۔ اس پر بھی سر دھننے کو جی چاہتا ہے۔ ۔

حق تعالیٰ پیکر ما آفرید — وز رسالت در تن ما جان دمید
حرف بے صوت اندرین عالم بدیم — از رسالت مصرع موزون شدیم

۶۔ جدید و قدیم نعت کی اصطلاحات درست ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح قدیم و جدید غزل کی اصطلاحات کو ہم متنازعہ نہیں سمجھتے۔ زبان و مضامین دونوں اعتبار سے قدیم و جدید نعت میں واضح فرق نظر آتا ہے۔ بلکہ "قدیم نعت میں آنحضورؐ کے پیکر پر بہت توجہ دی گئی۔ بسا اوقات حزم و احتیاط کا دامن چھوٹ گیا اور شارعِ دینِ اسلام کے سراپا کو ایرانی شاعری کے روایتی محبوب کے قریب تر کر دیا گیا۔ یہ بات محلِ نظر ہے پھر زبان بھی در رہے جتنی سوقی نظر آتی ہے۔ دنیا کی عظیم ترین انقلاب آفریں شخصیت و گیسوؤں، رخساروں، ہونٹوں اور قامت کی تشبیہات و استعارات میں مقید کرنا، مقامِ رسالت سے کم آشنائی ہی کہا جا سکتا ہے کیونکہ

از رسالت، در جہاں تکوینِ ما — از رسالت دینِ ما، آئینِ ما

بہرکیف، جدید نعت میں فکر و عمل کے حوالے سے مضامین سامنے ملتے ہیں۔ جدید نعت، جدید غزل سے زیادہ قریب ہے۔ جس طرح ہم اپنے عصری تقاضوں کو جدید غزل کے سانچے میں ڈھال دیتے ہیں اسی طرح ہم اپنے عہد کے فکری، عملی، اخلاقی و دینی انحطاط و انتشار کے حوالے سے اپنی **فرو گزاشتیں**، دربارِ رسالت میں پہنچ کر رسولِ اکرمؐ سے راہنمائی کے خواستگار ہوتے ہیں۔ اظہارِ عقیدت میں بھی یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ اسلوبِ بیان شایستہ بارگاہ ہو البتہ جدید نعت میں غزلِ مسلسل کی کیفیت کم کم ہے۔ جی چاہتا ہے کہ نعت کے مضامین میں معنوی تسلسل قائم رکھا جائے۔

۷۔ میرے نزدیک یہ سب تجربے خوش آئند ہیں۔ ادبی تحریک کو تعصب کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ ادبی روایات جن تجربات کو قبول کر لیتی ہیں وہ عیب سے نئے نئے مضامین لانے کا سبب بن جاتے ہیں۔ زبان، بیان، دونوں میں تنوع پیدا ہو جاتا ہے۔ ہیئت کا بوجھل تاثر ٹوٹ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ بیشتر ادیب اس تبدیلی کو قبول کر لیتے ہیں۔ آپ غور فرمائیے کہ جب نظم آزاد یا نظم معری متعارف ہوئی تھی تو اسے کس قدر تضحیک کا نشانہ بنایا گیا۔ مگر اس میں توانائی تھی۔ اس نے خیال اور زبان دونوں میں وسعت پیدا کی، ہیئت کی تبدیلی نے بھی چونکایا اور پھر سبھی رواں ہو گئے۔ نعت کا بھی یہی عالم ہے۔ نظم آزاد میں تو متعدد نعتیں ملتی ہیں۔ البتہ نظم معری اور ہائیکو میں تجربات کم ہوئے ہیں۔ نثری نظم سے میرا مزاج ہم آہنگ نہیں ہو سکا، اس لئے معذرت خواہ ہوں۔ ہائیکو کے بارے میں بھی مجھے اشتباہ ہے۔ اردو شاعری میں تین اہم ارکان، یا چھوٹے بڑے مصرعوں کو ہائیکو کا نام دے دیا گیا ہے۔ ادبی رسائل میں یہ صنف جگہ پانے لگی ہے مگر یہ جاپانی ہائیکو نہیں ہے۔ اول تو جاپانی ہائیکو کے نظامِ ارکان میں شعر کہنے کے لئے جاپانی مزاج کی ضرورت ہے جو ظاہر ہے ہم پیدا نہیں کر سکتے۔ دوم جاپانی ہائیکو، محض مشقِ سخن سے نہیں باقاعدہ مگر غیر معمولی ریاضت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ ریاضت، فکر اور فن دونوں کا احاطہ کرتی ہے اور سوم یہ کہ ہائیکو کے اوزان، ہماری بحروں کی گرفت میں آ ہی نہیں سکتے۔

۸۔ میں اس سلسلے میں آپ کی رائے سے متفق ہوں۔ یہ بات درست ہے کہ صدرِ پاکستان ضیاء الحق مرحوم کے میلان

طمع اور سرکاری اہتمام نے ہمارے شعراء کو نعت کی طرف مائل کیا اور ہمارے بیشتر شعراء نے نعت کہنے کی سعادت حاصل کی اور ان کی پذیرائی بھی ہوئی۔ میں اس سلسلے میں جناب احمد ندیم قاسمی اور ان کے مجلّہ "فنون" کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ نعت کی خاص ادبی سطح پر پذیرائی کا ثواب ندیم صاحب ہی نے کمایا۔ دور جدید میں سب سے پہلے "فنون" نے نعت کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اس کے باعث بھی بڑے شعراء نعت کہنے لگے۔ "فنون" کے بعد "اوراق" نے بھی بطور خاص نعت چھاپنے کا سلسلہ شروع کر دیا اور یوں ہمارے بڑے ادبی رسائل بھی نعت کے فروغ کا سبب بنے اور آج تو کم و بیش سبھی ادبی رسائل نعت کو اپنے اولین صفحات میں جگہ دینے لگے ہیں۔ لہٰذا دور حاضر کو نعت کا دور بھی کہا جا سکتا ہے۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کا کام کم ہوا ہے اور جو بھی ہوا ہے اس میں بڑے ناقدین و محققین کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ پی ایچ ڈی کی سطح پر جو مقالے لکھے جاتے ہیں وہ بھی بوجوہ اپنا محدود کینوس رکھتے ہیں۔ نعتیہ شاعری پر تنقیدی انداز میں کوئی جامع اور مربوط کام شاید اس طرح نہیں ہوا جس طرح ہمارے ہاں عام اردو شاعری پر ہوا ہے۔

۱۰۔ روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا تو نعت کہنے سے پہلے ہی پیدا ہو چکی تھی میں نے ۱۹۶۸ء میں حج بیت اللہ کے لئے درخواست دی تھی مگر منظور نہیں ہوئی۔ دکھ ہوا مگر ردعمل اتنا شدید نہیں تھا میں نے درخواست کے بارے میں کسی سے ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ وقت گزرتا رہا۔ ۱۹۸۰ء میں میری ایک نعت :

دے ہنر کی بھیک حضورؐ کہ جمال فن کم نہ ہو
میں تو آنسوؤں سے وضو کروں تری نعت پھر بھی رقم نہ ہو

بہت مشہور ہوئی۔ ریڈیو ٹی وی پر منصور تابش لحن کے ساتھ پڑھتے رہے۔ رمضان میں سحری کے پروگرام یا افطاری کے اوقات میں اکثر نشر ہوتی رہی۔ پھر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں یوم القدس پر بھی انہوں نے پڑھوائی۔ ۱۹۸۰ء ہی میں صاحبزادہ نصیر الدین حج بیت اللہ کے لئے گئے تو میں نے ان سے روضہ اقدس پر کھڑے ہو کر اپنی طرف سے درود و سلام پیش کرنے کی درخواست کی چنانچہ ایام حج کے دوران جب وہ مدینہ منورہ پہنچے اور باب جبریل سے اندر داخل ہوئے تو میں ان کے حافظے میں محفوظ تھا۔ بارگاہ رسالت میں حاضری کے بعد انہوں نے مجھے حرم مدینہ ہی سے فون پر یہاں اطلاع دی کہ میں نے درود و سلام کے بجائے تمہاری نعت ہی حضور ختمی مرتبتؐ کے دربار میں پیش کر دی تھی۔ اللہ نے چاہا تو قبولیت کا شرف پائے گی۔ چنانچہ اگلے ہی سال بلاوا آگیا اور پھر حرمین میں مجھ پر الطاف و اکرام کی جو بارشیں ہوئیں' بس کچھ نہ پوچھئے۔ اس کے بعد سے اب تک بخدا مجھے مدینہ منورہ سے دوری کا احساس کبھی ہوا ہی نہیں۔

۱۱۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران متعدد مرتبہ روضہ رسولؐ پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی مگر وہاں نعت کا ایک شعر بھی موزوں نہیں ہو سکا۔ وہاں جا کر آنسوؤں کی جو جھڑی لگتی ہے وہ سب کچھ بہا دیتی ہے۔ اصل میں دربار رسالت میں پہنچ کر اپنا سیاہ نامہ اعمال نظر آتا ہے تو ندامت سے سر جھک جاتا ہے۔ آدمی محسوس کرتا ہے کہ میں شارع علیہ السلام کے دربار میں پیش ہو گیا ہوں اور چیخیں نکل جاتی ہیں۔ ایسے لمحات میں شعر کہنے کا ہوش کسے رہتا ہے۔ کم سے

کم میری حالت تو یہی رہی۔

۱۲۔ نعت میں سیرت رسولؐ پیش کی جائے تو زیادہ مناسب ہے کہ قرآن حکیم کی بیشتر آیات اسی رویے کی نشان دہی کرتی ہیں۔

۱۳۔ میں نے نعت کے سلسلے میں کوئی تحقیقی کام نہیں کیا۔

۱۴۔ نعت کہنا بھی سعادت اور نعت کو خوش الحانی سے پڑھنا بھی سعادت۔ اسے "ترنم" نہیں کہنا چاہیے۔ "لحن سے پڑھنا" اپنا صحیح مفہوم ادا کر دیتا ہے۔ میں لحن سے نہیں پڑھتا۔ ویسے "حضورؐ نے لحن کو پسند فرمایا ہے۔ نعت خواں حضرات جس انداز سے نعت پڑھتے ہیں وہ محل نظر ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ قرآنی احکام کے تحت ہماری آواز آنحضورؐ کی آواز سے اونچی نہیں ہونی چاہیے۔ دوسری بات یہ کہ گائیکی اور نعت کے لحن میں فرق ہے۔ بعض نعت خواں حضرات جب گلے کے کرتب دکھانا شروع کر دیتے ہیں تو وہ سوئے ادب کے مرتکب ہوتے ہیں۔

۱۵۔ نعت کہنے کے سوا' اس صنف سخن میں میں نے اور کوئی کام نہیں کیا۔

۱۶۔ اے رسالت ہم نوا تسلیم ما ہم نفس' ہم مدعا تسلیم ما

ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی (کراچی)

پروفیسر ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی (پ ۱۲ مارچ ۱۹۳۲ء) کا شمار ہمارے عہد کے ممتاز ماہرین تعلیم میں ہوتا ہے۔ گھریلو ماحول دینی اور ادبی میسر آیا۔ والد ماجد عالم دین اور شاعر تھے چنانچہ شعر و سخن کے ساتھ ساتھ علم دین کی دولت ورثے میں ملی۔ کراچی کے اسلامیہ کالج اور اردو کالج میں پڑھانے کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی میں بھی ایک طویل عرصے تک تعلیم و تعلم سے وابستہ رہے۔ نعت کہتے ہیں اور عقیدت و محبت کے ساتھ کہتے ہیں۔ فروغ نعت کے حوالے سے تقریر و تحریر کے ذریعے خاصا کام کیا۔

۱۔ ۱۹۵۶ء میں ایک نعتیہ مشاعرے میں سامع کے طور پر شریک تھا۔ نعت گو شعراء اپنا کلام پڑھ رہے تھے۔ میں آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ ان کے ادب و رفعت پر رشک کر رہا تھا اور اسی وقت نعتیہ شعر جیسے عطا کر دیے گئے۔ مصرع طرح حضرت اصغر گونڈوی کا یہ مصرع تھا: بے خود ہوں تہ سایہ دامان محمدؐ
دو تین شعر یاد رہ گئے ویسے یہ نعت "انجمن" کراچی میں شائع ہو چکی ہے۔

فردوس کے منظر مری پلکوں پہ ہیں رقصاں — بے خود ہوں تہ سایہ دامان محمدؐ
ہے ان کی نظر لوح و قلم سے بھی کچھ آگے — ہم سایہ جبریل ہیں خاصان محمدؐ
مغرب کی نظر کعبہ مشرق سے ہراساں — روکے تو کوئی شورش رندان محمدؐ

۲۔ کتنے ہی شعراء سے بچپن ہی سے عربی' فارسی اور اردو نعتیہ شاعری سن اور پڑھ رہا ہوں۔ عموجان (والد محترم) حضرت حسانؓ' حضرت کعب بن مالکؓ' سعدیؒ' حافظ جامیؒ' قدسیؒ' محسن کاکورویؒ' اقبالؒ اور ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے شعر نیم بلند آواز میں پڑھتے' روتے جاتے اور ان کا مفہوم سمجھاتے جاتے۔ یہ سب اور بہت سے جدید

شاعر (ماہر القادری' حافظ لدھیانوی' احمد ندیم قاسمی' حفیظ تائب' حنیف اسعدی' سرشار صدیقی' اسلم کوثر' حالیہ اضافہ ڈاکٹر ریاض مجید وغیرہ) پسند ہیں۔ بات یہ ہے کہ شاعروں کے علاوہ بعض شعرا کے معرکہ کے نعتیہ شعر ذہن کا حصہ بن جاتے ہیں۔

۳۔ پوری شخصیت (فکر' دل' علم) کو سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پیش کر دینا۔

۴۔ اس کا جواب تو بارگاہ رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے حوالہ سے عزت بخاریؒ دے چکے ہیں۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر   نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اگر یہ "نفس گم کردگی" اور "احساس حضوری" عطا ہو جائے تو سارے تقاضے پورے ہو جائیں اور نعت گو تو معمول (Medium) ہوتا ہے وہ شعر خود کب کہتا ہے۔

۵۔ بالکل درست ہے' ملاحظہ ہو سوال نمبر ۴ کا جواب۔ نعت کو وحدت الٰہی اور عظمت رسول دونوں کا حق ادا کرنا ہوتا ہے۔ نعت گوئی کا میرے ذہن میں ایک معیار ہے وہ یہ کہ نعت کا کوئی شعر ایسا نہ ہو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے کے لئے بھی کہا جا سکے۔

۶۔ میں قدیم و جدید کی اصطلاحوں کو کبھی اور کہیں تسلیم نہیں کرتا۔

زمانہ ایک' حیات ایک' کائنات بھی ایک   دلیل کم نظری قصۂ قدیم و جدید

قدما کے ہاں بہت کچھ ہے جو آج بھی "زندہ" ہے۔ اور جدید لوگوں کے ہاں بہت کچھ بے ثبات ہے اور جدت محض اوپر کی آرائش ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہر دور کی اپنی حسیت اور ادبی لغت ہوتی ہے مگر یہ لغت' ماضی کے اظہار اور طرز ہائے ادا سے وابستہ ہوتی ہے۔

۷۔ نعت گوئی کسی ایک صنف تک محدود نہیں۔ قدما کے ہاں دیکھئے غزل کے پیکر' قصیدہ' مسدس' مثنوی سب ہی کو نعت گوئی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے' ۱۹۷۳ء میں نظم آزاد کو میں نے پہلی بار نعت گوئی کے لئے استعمال کیا۔ وہ قصیدہ بردہ شریف کا ایک آزاد ترجمہ اور نقش ہے۔ نثری نظم اور ہائیکو کو چھوڑیئے' نثر میں بھی نعت لکھی گئی ہے۔ خواجہ حسن نظامی کی بعض تحریر میں نثری نعتیں ہیں۔ میں نے بھی نثری نعتیں لکھی ہیں۔ ہائیکو کا سلسلہ اردو میں پروفیسر نور الحسن برلاس کے ترجموں سے شروع ہوا۔ پھر ملتان کے پروفیسر محمد امین نے کچھ کام کیا۔ سالانہ ہائیکو مشاعرہ کی داغ بیل راقم الحروف نے ۱۹۸۱ء میں ڈالی اور اب یہ ایک مستقل تقریب ہے لیکن ہائیکو ابھی ہماری صنف نہیں بن سکی ہے۔ اسی طرح نثری نظم نے اپنا جواز پیش نہیں کیا ہے۔ شاید یہ غیر متعلق ادبی باتیں در آئی ہیں۔ ہماری نصف بہتر کا یہ خیال راقم الحروف کی تقریر و تحریر کے ذریعہ خاصا مقبول ہوا ہے کہ نعت "توفیقی صنف سخن" ہے۔ ہر پیکر اور ہر صنف نعت کے لئے ہے۔

۸۔ یہ درست ہے۔ "دور شہید" سے نعت کو فروغ حاصل ہوا لیکن میرا عقیدہ ہے کہ حقیقی نعت گو شعراء باہر کے محرکات کے اسیر نہیں وہ ہر دور اور ہر حالت میں نعت کہتے تھے۔

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند   بہار ہو کہ خزاں "حرف نعت ہے لب پر"

۹۔ نعت گوئی پر تحقیق و تنقید کا کام ہمارے عہد میں شروع ہوا ہے۔ اس کا ایک سبب قیام پاکستان بھی ہے۔ یہاں جو اجتماعی فضا پیدا ہوئی ہے وہ ایسے کام کے لئے سازگار ہے۔ اس کی افادیت سے کون انکار کرے گا لیکن ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ اس کام کے لئے نعت کے خصوصی کتب خانوں کی ضرورت ہے۔ کراچی میں غوث میاں، مسرور کیفی اور شہزاد احمد صاحبان نے اس سلسلہ میں خاصا کام کیا ہے اور کتابوں کا اچھا ذخیرہ جمع کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بلدیہ عظمیٰ کراچی یا کے ڈی اے انہیں کوئی عمارت فراہم کر دے اور تمام صاحبان کی کتابیں ایک ہی کتب خانے میں موجود ہوں۔ ایسے ہی کتب خانے لاہور، اسلام آباد، پشاور، کوئٹہ میں بھی قائم کیے جائیں۔ فیصل آباد کے صاحبان دل، ہمارا خیال ہے کہ، جلد ہی قائم کریں گے۔ آج تو صورت حال یہ ہے کہ لاہور کے نعتیہ مجموعے کراچی میں اور کراچی کے مجموعے لاہور میں نہیں ملتے۔

۱۰۔ اللہ نے میرے ظرف سے زیادہ حاضریوں کے مواقع عطا کئے ہیں۔ مگر بات یہ ہے کہ ہر حاضری کے بعد تشنگی اور بڑھ جاتی ہے۔ حسرت موہانی کا شعر مجاز کے ساتھ ساتھ حقیقت کا احاطہ بھی کر لیتا ہے۔

بڑھ گئیں تم سے تو مل کر اور بھی بے تابیاں   ہم یہ سمجھے تھے کہ اب دل کو شکیبا کر دیا

شعر کی لے اور لہجہ کو تھوڑی دیر کے لئے بھول جائیے، اس جذبے اور تجربے پر نظر رکھیے۔

۱۱۔ اوپر اس سوال کا جواب دیدیا۔ مدینہ منورہ اور ارض حجاز میں جس تجربے سے آدمی گزرتا ہے شاید اس سے گزرتے ہوئے نعت کہنا مشکل ہے۔ (کہنے والے کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں) ہاں گزشتہ سال دو نظمیں ہو گئی ہیں۔ "بخدا بار برد" اور "سلمنا یا رسول" مدینہ میں حاضری کے وقت جو کیفیت ہوتی ہے اس کا بہت ادنیٰ سا اظہار ان میں شامل ہے۔ "اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است" (یہ میرے ذاتی سفر نامہ) "وطن سے وطن تک" میں شامل ہے۔

۱۲۔ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اخلاق محمدیؐ اور سیرت محمدیؐ کے آئینے کے بغیر کیسے دیکھا جا سکتا ہے؟

۱۳۔ اس سوال کا جواب میرا کام نہیں یہ آپ جانیں۔

۱۴۔ یہ سوال پوری طرح شاید سمجھ نہیں سکا۔ نعت گوئی اور نعت خوانی الگ چیزیں ہیں۔ ویسے وہ خوش نصیب ہیں جو اپنی آواز سے تلاوت قرآن مجید اور ثنائے خواجہ کو روشن تر کرتے ہیں۔ نعت خواں اور نعت خوانی دونوں مجھے عزیز ہیں۔

۲۱۔ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست

سید عاشور کاظمی (لندن)

سید عاشور کاظمی (۱۰ سے فروری ۱۹۳۳ء) پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان چلے آئے۔ گجرات اور لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۸ء میں لاہور سے کراچی نقل مکانی کی۔ ۱۹۷۶ء سے لندن میں مقیم ہیں۔ "چراغ منزل" (نعت اور سلام

مناقب) "راہوں کے زخم" (افسانے) "ہوط احسان" (شاعری) "صراط مستقیم" (نعت' سلام' منقبت) "سخن گسترانہ بات" (مضامین) کے علاوہ بھی بعض کتب ترتیب دی ہیں۔ کتب کے موضوعات سے ہی کاظمی صاحب کے فکر و فن میں تنوع کی گواہی ملتی ہے۔ اردو اکیڈمی لندن کے صدر' انجمن ترقی پسند مصنفین برطانیہ کے نائب صدر اور انسٹی ٹیوٹ آف تھرڈ ورلڈ آرٹ اینڈ لٹریچر کے سیکرٹری جنرل ہیں۔ شاعری میں ترقی پسند خیالات کے امین ہیں لیکن ان کی ترقی پسندی اسلام سے الگ ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ عاشور کاظمی کے ہاں نعت سلام اور منقبت کا بھی خاص حوالہ ملتا ہے۔ وہ یہاں بھی اپنی سوچ اور فکر کا برملا اظہار کرتے ہیں وہ نعت میں ایسے افراد اور اداروں کو جنہیں وہ اسلامی جذبوں کی نفی کرنے والے سمجھتے ہیں رگیدنا میں سعادت خیال کرتے ہیں۔ گویا وہ نعت میں عقیدت و احترام کے ساتھ ساتھ جہاد کی دعوت بھی دیتے ہیں۔

ا۔ میرا جس مکتبہ فکر سے تعلق ہے اس میں پانچ چھ سال کے بچوں کو میلاد و مجالس میں لا کر بٹھا دیا جاتا ہے جہاں وہ پہلے والدین کے ڈر سے جبراً" پھر عادتاً" اور آخر کار شوق و انہماک سے میرانیس' مرزا دبیر اور جوش کا کلام اور علماء کی تقاریر سنتے ہیں۔ میلاد تو میلاد رسولؐ ہے ہی' مجالس حسینؑ کی تہذیب بھی یہ ہے کہ ذکر خدا' تشریح قرآن' ذکر رسول و آل رسولؐ اور آخر میں واقعات کربلا بیان کئے جاتے ہیں۔ پس میں اپنی نعت گوئی کے سلسلے میں ذکر حسینؑ سے ذکر رسولؐ تک پہنچا۔ گویا میری فکر کا سلسلہ اوپر کی طرف نہیں آیا بلکہ نیچے سے بلندی کی طرف گیا ہے۔

۲۔ میں جوش کے مرثیوں سے عالم طفلی میں ہی بہت متاثر ہوا تھا۔ لہٰذا جب یہ سنا کہ :-

جس کی رگوں میں آتش بدر و حنین ہے ۔۔۔ اس سورما کا اسم گرامی حسینؑ ہے

تو آتش بدر و حنین تک ذہن گیا اور دلوں میں ایمان کی یہ شمع روشن کرنے والے کے سامنے سر جھکنے لگا۔ بچپن میں ہی علماء کی تقاریر سنتے سنتے یہ فرق معلوم ہوا کہ نبوت' رسالت اور پیغمبری کے مدارج کیا ہیں اور یہ سوچ بیدار ہوئی کہ جسے رب العالمین اپنی طرف سے رحمت العالمین کی سعت فاخرہ پہنا کر بھیجے' اس بوریہ نشین کی عظمت کیا ہو سکتی ہے۔ مجلس حسینؑ نے شعور دیا کہ جن کی خلقت اللہ کے نور سے ہوئی ہو اس کی عظمت کا ادراک' فہم و فراست بشر سے باہر کی بات ہے' پس انسان کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ وہ اس در پر جبین عقیدت رکھ دے اور کرم کی بھیک کا طالب ہو۔

۳۔ نعت گوئی کے متعلق میرا ذاتی نظریہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ :-

ایں سعادت بزور بازو نیست ۔۔۔ تا نہ بخشد' خدائے بخشندہ

مجھے پہلی بار نعت کہنے کی توفیق غالباً" ۱۹۴۷ء میں ہوئی۔ پہلی نعت کے چند اشعار یہ ہیں :-

اسرا ! عرش پہ معراج کو جانے والے ۔۔۔ آدمیت کو ملائک سے بڑھانے والے
تھی یہ پیشانی آدم پہ تیرے نور کی ضو ۔۔۔ بہر تعظیم فرشتوں کو جھکانے والے
تیرے مسلک سے ہٹے ہیں تیری امت سے نہیں ۔۔۔ غیر کے در پہ جبینوں کو جھکانے والے

۵۔ میں اس سے متفق ہوں کہ نعت گوئی تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے اور وہ اس لئے کہ نعت گو شاعر ایک

بڑی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے۔ جہاں شعور' احتیاط اور عقیدت کی ضرورت ہے۔ اکثر جمال مصطفوی بیان کرتے وقت حضور کا سراپا ان حدود میں قید کر دیا جاتا ہے جو بشری حسن کی حدود ہیں۔ کہاں تو یہ ارشاد ربانی کہ ہم نے محمدؐ کے نور کو اپنے نور سے خلق کیا اور کہاں مجھ جیسے شاعر کہ زلف' رخ پر نور اور لب ہائے مبارک کی مادی توصیف میں الجھ کر رہ جاتے ہیں۔ اس منزل پر اپنا ایک شعر نذر قارئین کرنا شاید بے محل نہ ہو۔۔

چشم موسیٰ میں نہ تھی تاب ترے جلوے کی ۔۔۔ اور مسلماں نے تری آنکھ کا سرمہ دیکھا

میں جمال مصطفوی کے بیان کی نفی نہیں کر رہا ہوں کہ نور مصطفوی سے انکار' نور خداوندی سے انکار ہے۔ البتہ میں اس سے زیادہ سیرت رسولؐ کی ترویج کا قائل ہوں کہ سیرت رسولؐ سو فیصدی حضورؐ کے مشن کی آئینہ دار ہے۔ آج کے دور میں جب طاغوتی طاقتیں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے پر تلی ہوئی ہیں اور چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے' صرف چراغ سیرت رسولؐ ہی اس تاریکی میں راستہ دکھا سکتا ہے۔ آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اسلام کے دستور اور پیغام رسولؐ کو مذہب کے گلدستے میں سجا کر پیش کرنے کی بجائے ہماری ضرورتوں کی تکمیل کا نسخہ واحد بنا کر سامنے رکھا جائے۔ مثلاً"

☆ ——— تم فرد کی غلامی کے خلاف نعرے بلند کرتے ہو اور قوموں کو غلام بناتے ہو لیکن ایک عظیم ترین انسان نے ڈیڑھ ہزار سال پہلے غلامی کے خلاف آواز بلند کی تھی۔

☆ ------ تم انسانی حقوق کے کھوکھلے نعرے لگاتے ہو۔ جبکہ ایک انسان کامل نے پندرہ سو سال پہلے حقوق العباد کی برتری کا اعلان کیا تھا۔

☆ --- --- تم تیسری دنیا کو موت اور فاقوں میں مبتلا کر کے پھر انہیں خوراک کی بھیک دیتے ہو لیکن ڈیڑھ ہزار سال قبل ایک ایسا بھی دستور آیا جس نے فرد سے کہا کہ تیرے لئے اس وقت تک پیٹ بھر کر کھانا جائز نہیں جب تک یہ معلوم نہ کر لے کہ کہیں تیرا ہمسایہ بھوکا تو نہیں؟ اور یہ حکم بشرط مذہب و مسلک نہیں بلکہ یہ رشتہ انسانیت ہے۔

☆ ----- - تم زندگی کے عمل کو سیاست سے علیحدہ قرار دیتے ہو اور سیاست میں مکر و ریا اور فریب کاری کو جائز سمجھتے ہو جبکہ ڈیڑھ ہزار سال پہلے اسی دستور نے پوری زندگی کو دین بنا دیا اور سچائی اور فلاح انسانی کے جذبوں کے ساتھ زندگی کے ہر عمل کو عبادت کا درجہ دیا -----

☆ ------ اور جب مصائب و آلام میں گرفتار انسانیت گھبرا کر اس عظیم انسان کے متعلق سوال کرے اور اس دستور کا نام پوچھے تو فخر کے ساتھ اعلان کرو کہ یہ عظیم ترین ذات گرامی ہمارے نبیؐ ہیں اور وہ دستور' اسلام کا دستور ہے۔

میں ہر نعت گو اور نعت خواں کا احترام کرتا ہوں اور ان لوگوں کا بھی جو عشق رسول کا دعویٰ کرتے ہیں' اس لئے کہ کون جانے کس وقت کس کا رشتہ سرکار رسالت مآب سے قائم ہو جائے۔ البتہ اپنی ذات کی حد تک میری کبھی جرات نہ ہوئی کہ اس صبح اول' خلق اول' نور اول' مشرقین و مغربین کی نوری ذات سے اپنی مادیت کے رشتے اس حد تک استوار ہونے کا دعویٰ کروں کہ مجھے ان سے عشق کا حق مل جائے۔ میری اپنی پرواز فکر تو صرف اس حد تک ہے کہ :۔

دعویٰ عشق نہیں فخر غلامی ہے مجھے　　　اور غلامی کا تقاضہ ہے اطاعت تیری
چشم گستاخ نے دیکھا لب و رخسار کا رنگ　　　اور عقیدت کو ملی دانش و حکمت تیری

۶۔ جہاں تک قدیم نعت اور جدید نعت کی اصطلاحات کا سوال ہے تو اگر نعت کو محبت کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ اصطلاح چھوٹی چھوٹی سی لگتی ہے اور اگر اسلوب، شاعری پرواز فکر، اور اسوہ رسولؐ اور پیغام رسولؐ کی بصیرت کی کسوٹی پر پرکھیں تو ایک سوالیہ نشان ضرور ابھرتا ہے۔ اس لئے کہ جس طرح رب العالمین سب کا رب ہے اور رحمان بشرط جان اور رحیم بشرط ایمان ہے اسی طرح رحمۃ اللعالمین بھی جو پیغام لائے وہ کونین کے لئے ہے۔ (میں "ہے" عرض کر رہا ہوں "تھا" نہیں) اور جب یہ پیغام عالمین کے لئے ہے تو جس تک یہ پیغام پہنچ گیا ہے ان کا فریضہ ہے اسے آگے بڑھائیں۔ جدید نعت میں اسوہ رسولؐ" پیغام رسولؐ" موجودہ گمراہی کے تناظر میں انسان کے مصائب کی نشاندہی، ہادی برحق سے ہدایت کی التجا، رحم کی اپیل، امت کی بے حسی، فرد، معبود حقیقی کو بھول کر "بت پرستی" تک کے رویوں پر تنقید و تاثر سب کچھ شامل ہو گیا ہے نیز اسلوب میں بھی نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں۔ جو شاعری کے ارتقاء کی مرہون منت ہیں۔

۷۔ اس سے جدید نعت غزل کی مروجہ بحور کے علاوہ آزاد نظم حتیٰ کہ ہائیکو تک میں لکھی جا رہی ہیں۔ میں شاعری میں ہر اس تجربے کو قبول کرتا ہوں جو شاعری سے شعریت کو ختم نہ کرے۔ نثری نظم سے مجھے یہی اختلاف ہے کہ اس میں شاعری اور نظم نہ، بلکہ بسا اوقات بات بھی نہیں ہوتی۔ جدید نعت میں اسلوب کے تجربے فکر ... کی جہتوں کے متعلق ہیں۔ آج کا انسان یوں سوچتا ہے کہ وہ کیا تھی "تقاضہ" وہ آقاؐ جس کی غلامی پر نوع انسانی فخر کر سکے تقاضہ ہی یہ ہے کہ ان کے ماننے والے ان کے سراپا کی تعریف کرتے رہیں۔ اس کے حسن کے قصیدے پڑھتے رہیں اور اس کی ہدایات پر عمل نہ کریں۔ جس پیغام کی ترویج کے لئے اس نے سختیاں جھیلیں، پتھر کھائے اسے یکسر فراموش کر دیا جائے۔ وہ جس نے فرمایا "تفکر کرو، علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے تمہیں چین جانا پڑے (دور دراز کا سفر کرنا پڑے) وہ اپنے غلاموں سے علم و عمل کی توقع ضرور رکھتا ہوگا۔ جدید نعت پر یہ گفتگو تحقیق کے حوالے سے کی جا رہی ہے۔ اس لئے کہ میری نظر میں نعت پر تنقید مستحب فکر نہیں ہے۔ البتہ تحقیق فکر کے دروازے کھولتی ہے۔ نعت کی بنیاد محبت اور عقیدت پر ہے اور محبت، تنقید و تنقیص کی متحمل نہیں ہوتی۔ محبت کے زیر اثر اظہار کے اسلوب میں بھی تنوع ہوتا ہے جس کا تعلق فرد کے اپنے شعور و ادراک سے ہوتا ہے۔

۸۔ پاکستان میں کہا جاتا ہے کہ آج کا دور نعت کا دور ہے۔ یہ بات پاکستان کی حد تک درست ہے لیکن عالمی پیمانے پر نہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے نعت گو اور نعت خواں حضرات کی سرپرستی کی جس سے نعت گوئی اور نعت خوانی کی ترویج ہوئی اس کا ثواب بہ قدر پیوند تصوف و نیت یقیناً" جنرل ضیاء الحق کے نامہ اعمال میں لکھا جا چکا ہو گا۔ مگر یہ حقیقت بھی نہیں بھلائی جا سکتی کہ شاہوں کی سرپرستی میں جو ادب پروان چڑھا وہ وقتی ثابت ہوا۔ تاریخ شاہد ہے کہ وہی ادب زندہ رہا اور وہی مسلک آگے بڑھے جو تلواروں کی چھاؤں میں پیش کئے گئے۔

۹۔ روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا یا سعادت حاصل کرتے وقت کیفیت جذبات، نعت کہتے وقت قلبی کیفیت مدینہ

منورہ سے دوری یا قرب کے وقت واردات قلب وغیرہ میری رائے میں یہ ساری کیفیات وہ ہیں جو تشہیر کے لئے نہیں ہوتیں۔ نہ ہی الفاظ میں بیان کی جا سکتی ہیں۔ ایسے لمحے اور ان لمحوں میں آقا سے قائم ہونے والے رشتے پرچار کے لئے نہیں ہوتے۔ میں تو اس کا بھی قائل نہیں ہوں کہ حج کی سعادت مل جائے تو آدمی اسے بھی ڈگریوں کی طرح نام کے ساتھ سجا لے۔

۱۴۔ نعت گوئی اور نعت خوانی میں فرق ہے۔ سوال پر ڈاکٹر احسن زیدی کا ایک جملہ یاد آ گیا جو انہوں نے کسی کے لئے لکھا تھا کہ فلاں شخص لکھتا زیادہ اور پڑھتا کم ہے۔ یہی فرق نعت گو اور نعت خواں میں ہوتا ہے۔ نعت خواں "پڑھتا" ہوتا ہے اور نعت گو "لکھتا" زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ شاعر کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اپنی نعت کو اس لَے کے ساتھ پڑھ بھی سکے جس لَے کی توقع نعت کا سامع کرتا ہے۔ نہ جانے یہ بات کیسے شروع ہوئی کہ نعت خوانی کے لئے لحن اور ترنم ضروری سمجھا جاتا ہے۔ میں بھی اپنی وہ نعتیں جو غزل کی بحور میں ہیں، ترنم سے پڑھتا ہوں لیکن اپنی نعتیہ نظمیں "تحت" میں پڑھتا ہوں۔ جہاں تک میرے پڑھنے کا تعلق ہے تو دونوں طرح ادائیگی میں اپنی اپنی ذات کی حد تک میں ایک ہی کیفیت سے دوچار ہوتا ہوں۔ اب رہا سوال سامعین کا تو میرا تو یہ مشاہدہ ہے کہ عام مشاعروں میں بھی کم و بیش ہر جگہ مجھے اپنی ایک نعتیہ نظم "دامن حرم" سنانی پڑتی ہے کہ ہر جگہ اس کی فرمائش ہوتی ہے۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلے میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ میری ذات کی حد تک تو "حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"۔ چند نعتیں کہہ لینا کوئی کام نہیں ہوتا۔ البتہ ایک بات بڑی جرات اور دیانتداری سے کہہ سکتا ہوں کہ نعت کہی تو اس لئے کہی کہ دل چاہا۔ کسی دنیاوی اہل منصب کے سامنے پڑھتے ہوئے نعت کہی اور نہ ہی کسی سے صلے کی توقع رکھی سوائے اس کے کہ ایک ہی دعا کی اور وہ یہ کہ جس کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے وہ قبول فرمائے۔ مزید براں میں نے بھی عمر کی پرانی شراب کو نعت کے شیشے میں منتقل نہیں کیا بلکہ جب بھی اس بارگاہ میں حاضری دی اپنے گرد و پیش کے مصائب سے حضور عرض گزار ہوا اور رنج و غم بیان کر کے فریاد کی اور اپنے سارے ملک و عالم انسانیت کے سارے دکھ آقا کے سامنے رکھ دیئے۔

۱۶۔ نئی نسل کے لئے میرا پیغام وہی ہے جو اپنی غزل، نظم، نعت، منقبت اور نثر میں مسلسل کہتا چلا آ رہا ہوں اور مندرجہ بالا سطور میں بھی عرض کر چکا ہوں۔ نئی نسل کو یقین رکھنا چاہیے کہ اسلام، دین فطرت ہے۔ لہٰذا اسلام کے احکامات فطرت بشر کے مطابق ہونے چاہئیں اور ہیں۔ (فطرت بشر سے مراد بگڑے ہوئے معاشرے کی ساختہ عادت بشر سے نہیں)۔ اسلام سائنسی مذہب ہے۔ سائنس جو جو تحقیقات کرتی چلی جا رہی ہے، اسلامی احکامات کی تصدیق ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اقوام متحدہ نے (آج کے دور میں نام نہاد اقوام متحدہ نے) انسانی بہبود کا جو منشور بنایا ہے وہ سارے کا سارا اسلام کا عطا کردہ ہے۔ بلکہ اسلامی منشور میں اس سے زیادہ مواد ہے۔ نئی نسل کو یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اس دور میں مدح کی اذاں سے زیادہ مجاہد کی اذاں کی ضرورت ہے۔ نئی نسل کے نمائندوں کو کوئی احساس کمتری نہیں ہونا چاہیے کہ ان کا ورثہ دنیا کی ساری (انسانوں کی بنائی ہوئی) تہذیبوں سے افضل ہے۔ وہ اگر سرخرو ہونا چاہتے ہیں تو اسوۂ رسول کی پیروی اور پیغام رسول کی ترویج کریں۔ اور یاد رکھیں:

نہ ہمت ہو تو سر بھی دوش پر اک بار ہوتا ہے
جو سر دے دے سر میداں' وہی سردار ہوتا ہے
ادھر آ بحر عشق مصطفیٰ میں ڈال دے کشتی
جو اس میں ڈوب جائے اس کا بیڑا پار ہوتا ہے

خالد بزمی (لاہور)

پروفیسر خالد بزمی (پ ۱۲ مارچ ۱۹۳۲) نے اسلامیہ کالج ریلوے روڈ سے تدریس کا آغاز کیا جبکہ ایم اے او کالج لاہور سے ریٹائر ہوئے۔ کئی ایک درسی کتب لکھیں جبکہ ریاض یونیورسٹی سے عربی زبان و ادب پر سند حاصل کی۔ عربی زبان کے ایک استاد کی حیثیت میں شہرت پائی۔ شعر و سخن کا ذوق بچپن سے ہی چل رہا ہے۔ اسلامیہ کالج میں قیام کے دوران "کریسنٹ" کے حالی اور شبلی نمبر شائع کئے۔ جنہیں علمی حلقوں میں بہت سراہا گیا۔ نظم' غزل' نعت' حمد اور قومی شاعری لکھی۔ "مجھے ہے حکم اذاں" کے نام سے قومی اور ہنگامی موضوعات پر مشتمل کتاب شائع ہو چکی ہے۔ "سید سادات"' "سنہری جالیوں کے سامنے" اور "گنبد خضرا کے سائے میں" کے عنوانات سے نعتیہ مجموعے ترتیب و تدوین کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ بچوں کے لئے بھی بہت کچھ لکھا۔ "تعلیم و تربیت" کی بھی ادارت کرتے رہے۔ بہت سے نعت گو شعراء کی نعتیہ شاعری پر بھی مضامین لکھے' جو کتابی صورت میں تاحال شائع نہیں ہوئے۔ نعت میں مقصدیت کے قائل ہیں اور نعت کے ذریعے قلب و اذہان میں انقلاب برپا کرنے کے خواہشمند ہیں۔

۱۔ قیام پاکستان سے پیشتر میں اور میرا خاندان امرتسر (بھارت) میں رہتے تھے۔ ۱۹۴۷ء شروع ہو چکا تھا۔ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا ریڈیو پر قائداعظم کی تقریر اور اس کے آخر میں پاکستان زندہ باد کے نعرے سے اس نئی اسلامی ریاست کے قیام کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی پنجاب اور بنگال کی تقسیم بھی اٹل نظر آتی تھی۔ امرتسر کے بارے میں کبھی یہ خبر آتی کہ وہ پاکستان میں آئے گا اور کبھی یہ سننے میں آتا کہ وہ بھارت کا حصہ ہوگا۔ اس غیر یقینی صورت حال سے امرتسر رفتہ رفتہ فسادات کی زد میں آتا گیا۔ کچھ گرمیوں کے مہینے شروع ہوجانے اور کچھ فسادات کی آگ سلگ اٹھنے کے بعد سکول اور کالج بند ہوگئے۔ میں ان دنوں ساتویں جماعت میں کامیاب ہوکر آٹھویں میں چلا گیا تھا۔ فسادات بڑھے تو راتوں کے علاوہ دن کو بھی کرفیو لگنے لگا۔ گھر سے باہر نہ جاسکنے کی وجہ سے میرا زیادہ وقت مطالعے میں گزرنے لگا۔ میری طبیعت کے مطابق یہ مطالعہ زیادہ تر شعر و سخن پر مشتمل تھا اور اس کے لئے میں نے جو خاص کتابیں چنیں وہ مسدس حالی' بانگ درا (اقبال) اور شاہنامہ (حفیظ جالندھری) تھیں۔ ایک روز اچانک ایک قومی نظم بڑھ کر مجھے بھی اپنی قوم کو جھنجھوڑنے کا خیال آیا۔ یہ میری پہلی خواہش اور کوشش تھی اس کے فوراً میری دوسری نظم ایک نعت تھی جو حفیظ جالندھری کی یہ نعت پڑھنے کے بعد کہنے کی کوشش کی گئی کہ

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی

میں نے اس زمین میں نعت کے کچھ اشعار کہے جن میں سے آج میرے پاس کوئی محفوظ نہیں۔ اگر وہ اشعار محفوظ

رہتے تو آج ان کے فنی معیار کو جانچا جا سکتا تھا۔ بہرحال جذبات ضرور ایک نعت کے مطابق ہی تھے۔

۲۔ میں نعت کے جن شعراء سے خاص طور پر متاثر ہوں، وہ مولانا حالی، محسن کاکوروی، اقبال اور ظفر علی خاں مرحوم ہیں۔

۳۔ نعت کے حوالے سے میری سوچ یا نظریہ یہ ہے کہ میں نعت کے ذریعے سے دانائے سبل، ختم الرسل اور مولائے کل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو اجاگر کر کے زیادہ سے زیادہ آپؐ کے نخلق عالیہ اور تعلیمات کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اور خاص طور پر نعت سے مختلف "ازموں" کے اس دور میں اسلامی افکار و نظریات کی اشاعت کا کام لینا چاہیے۔

۴۔ میرے خیال میں ایک نعت گو شاعر کو بطور خاص جن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ نعت میں اس قسم کا مبالغہ نہ ہو کہ وہ حمد بن جائے اور دوسرے نعت میں کوئی بات یا انداز بیان اس بعد الانبیاء والمرسلین، خاتم المرسلین اور رحمت اللعالمین کی شان و عظمت سے فروتر نہ ہو۔ مثلاً میں آپ کے لیے تو اور تم کے صیغے ادب کے منافی خیال کرتا ہوں۔ اس سلسلے میں تخاطب کا مسئلہ الگ ہے۔

۵۔ "نعت گوئی تلوار کی دھار پر چلنا ہے"۔ اس مقولے کی روشنی میں میں سوال نمبر ۴ کے جواب کے مطابق ایک تو حمد اور نعت کے مضامین میں فرق ضروری سمجھتا ہوں اور دوسرے حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات گرامی کے لئے فروتر الفاظ استعمال کرنے کا سخت مخالف ہوں۔ تو اور تم میرے نزدیک حضورؐ کے لئے فروتر الفاظ ہیں۔ قدیم شعراء کو اللہ معاف فرمائے۔

۶۔ میں جدید نعت اور قدیم نعت کی تقسیم کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ میرے نزدیک ایک نعت کبھی پرانی نہیں ہوتی۔ مثلاً یہ شعر کب اور کس طرح پرانے ہو سکتے ہیں کہ

و احسن منک لم تر قط عینی و اجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرا من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاء

(حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ)

اور

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

(شیخ سعدیؒ)

اسی طرح حالی کے یہ شعر ہمیشہ نئے اور تازہ بہ تازہ رہیں گے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا   وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا   اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے   غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر   وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یسین وہی طہ

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں   اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا   وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

نعت گو شاعروں کے قدیم و جدید ہونے سے نعت قدیم و جدید نہیں ہو سکتی۔ پھر آپ قدامت و جدت کے زمانوں کا تعین کیسے کریں گے؟

۷۔ میں نعت میں معری نظم، آزاد نظم، نثری نظم وغیرہ کو زیادہ پسند نہیں کرتا کیونکہ اس طرح نعت ایک طرح کی نغمگی سے محروم ہو جاتی ہے۔ پھر بعض جدید اور آزاد نعتوں میں مجھے نعت کا قرینہ بہت کم نظر آتا ہے۔ ایسی نام نہاد نعتوں کو کوئی اور عنوان دے دیا جائے تو وہ نعت کے دائرے سے خارج ہو جائیں گی۔

۸۔ دور حاضر کو نعت کا دور کہا جاتا ہے تو یہ بالکل درست ہے کیونکہ گذشتہ چند برسوں میں نعت پر بہت کام ہوا ہے اور بے شمار نعتیہ مجموعے منظر عام پر آئے ہیں۔ البتہ یہ کام جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور سے پہلے ہی شروع ہو گیا تھا۔ میں ۱۹۷۳ء - ۱۹۷۴ء میں ٹاؤن کمیٹی لاہور میں باقاعدہ ماہوار نعتیہ مشاعرے کراتا تھا۔ اس وقت لوگ ضیاء الحق کو زیادہ نہیں جانتے تھے۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے جو کام ہوا ہے وہ بہت زیادہ وقیع اور قابل قدر ہے۔ اس سلسلے میں چند لوگوں کے علاوہ ڈاکٹر ریاض مجید اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کی محنت کو کون نظر انداز کر سکتا ہے۔

۱۰۔ یہ تمنا میرے دل میں بچپن سے تھی۔ نعت کہنا میں نے بہت بعد میں شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے روضہ رسول پر حاضری کے دو موقع عطا فرمائے ہیں۔ الحمد للہ، ثم الحمد للہ۔

۱۱۔ جی ہاں! میں سوال نمبر ۱۰ میں اس کا ذکر کر چکا ہوں۔ مجھے مسجد نبوی میں دو تین نعتیں کہنے کی سعادت حاصل ہے۔ ان میں ایک اکثر ریڈیو پاکستان سے نشر ہوا کرتی ہے:

مطلع: دل کا گلستاں گنبد خضرا کے سائے میں   نظر بھی ہے فروزاں گنبد خضرا کے سائے میں

اس لمحہ خاص کے محسوسات صرف "محسوس" کئے جا سکتے ہیں: ع

جنہیں میں خود کہتا ہوں مگر سمجھا نہیں سکتا

۱۲۔ میں نعت میں جمالِ مصطفیٰؐ اور سیرتِ رسولؐ دونوں کو اپنی اپنی جگہ پر ضروری محسوس کرتا ہوں۔ میرے اکثر اشعار میں حسنِ سیرت کے ساتھ حسنِ صورت کا ذکر ہے۔ ان دونوں کو الگ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ آپؐ ہر اعتبار سے احسن و اجمل ہیں۔

۱۳۔ نعت میں انشاء اللہ جلد میرے تین مجموعے منظرِ عام پر آنے والے ہیں۔ تینوں کی کتابت ہو چکی ہے۔ فن کے حوالے سے میں نے پچاس کے لگ بھگ نعت گو شاعروں پر مضمون لکھے ہیں۔ شاید ان کی کوئی اہمیت ہو۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی دونوں اپنی اپنی جگہ پر ضروری ہیں۔ میں خود کسی زمانے میں نعت ترنم سے پڑھا کرتا تھا۔

۱۵۔ نعتیہ مشاعرے کرانے کے علاوہ نعت گو شاعروں پر مضمون لکھے ہیں۔

۱۶۔ نسلِ نو کو نعت کے مطالعے کی طرف مائل کر کے فلمی گانوں کے مخربِ اخلاق مضامین اور اثرات سے بچایا جا سکتا ہے۔

عزیز لدھیانوی (گوجرانوالہ)

عزیز الرحمان عزیز لدھیانوی (پ ۱۹۳۳) کے دو مجموعہ ہائے حمد و نعت "متاعِ عزیز" اور "رفیع الشان" طبع ہو چکے ہیں۔ محکمہ تعلیم سے بطور استاد وابستہ ہیں۔ شاعری کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔ اردو پنجابی اور فارسی میں لکھتے ہیں۔ نظم و نثر دونوں میں بے پناہ لکھا ہے۔ سولہ کتب طبع ہو چکی ہیں۔ فنِ شعر کے عنوان سے زبان و بیان اور عروض کے حوالے سے بھی کتاب طبع ہو چکی ہے۔ جس میں نو آموز شعراء کی رہنمائی کے لئے وافر مواد موجود ہے۔ مطبوعہ کتب میں "گنجینۂ عبرت" "ذکرِ خوباں" "یاراں نال بہاراں" "نعت مجید" "شگوفے" "سدا گل" "سوزِ دروں" "موجِ صبا" "اندازِ مستانہ" "موجِ نفس" "سو سو کے تیس نوٹ" "متاعِ درویش" شامل ہیں۔ نعت میں اپنا ایک الگ اسلوب رکھتے ہیں۔ سیرتِ طیبہ نعت کا خاص موضوع ہے۔

۱۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد گوجرانوالہ میں ابتدا میں ایک ہی ادبی انجمن تھی۔ جس کا نام بزمِ اقبال تھا۔ اس کے ماہوار طرحی مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر طرحی مصرعے غزلوں کے لئے ہوتے مگر کبھی کبھار نعتِ سرورِ کونینؐ کے لئے بھی طرحی مصرعہ دے دیا جاتا۔ اس طرح ہم لوگ غزلوں کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی نعت بھی کہہ لیتے تھے۔ اس طرح آہستہ آہستہ نعت کہنے کا رجحان پیدا ہوا۔ جو آگے چل کر شدت اختیار کر گیا۔ اب یہ حال ہے کہ غزل کبھی کبھار ہوتی ہے اور حمد و نعت زیادہ۔ اولین نعت کے چند اشعار درج ذیل ہیں :۔

کیجیے چشمِ کرم یار، رسولِ عربیؐ
ہے بری حالتِ بیمار، رسولِ عربیؐ

مجھ پہ بھی رکھیے عنایت کی نظر، شاہِ عرب
سب سے بڑھ کر ہوں گنہگار، رسولِ عربیؐ

میری کشتی بھی کنارے پہ پہنچ جائے حضورؐ
اس میں عصیاں کے ہیں انبار، رسولِ عربیؐ

ہے دعا مجھ کو مدینے میں بلا لو تا کہ
دور ہو جائیں سب آزار، رسولِ عربیؐ

۲۔ ہر اچھی نعت سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت کے حوالے سے میری ذاتی سوچ یہ ہے کہ نعت کو نعت کے مقام پر رکھا جائے حمد نہ بننے دیا جائے۔

۴۔ نعت گو کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضورؐ کی صفت و ثناء بیان کرتے وقت افراط و تفریط سے بچے' نیز مبالغہ آرائی سے احتراز کرے۔ نعت گوئی تلوار کی دھار پر چلنے کا نام ہے۔ اس میں شعوری یا غیر شعوری چھوٹی سی غلطی پر بھی ایمان ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔

۵۔ "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چھپا ہے" یہ مقولہ اپنے اندر حقیقی صداقت لئے ہوئے ہے۔ اس سے سرمو انکار نہیں ہوسکتا۔ وہ جو کسی نے کہا ہے کہ با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار' بالکل درست اور صحیح ہے۔

۶۔ نعت کے بارے میں قدیم و جدید کا تصور میری سمجھ سے بالا ہے۔ اس لئے کہ نعت تو نعت ہے۔ اس میں زمان و مکان کی قید نہیں۔

۷۔ نعت میں نئے تجربوں کی بات ہو یا نظم معریٰ' نظم آزاد' نثری نظم اور ہائیکو میں نعت کہنے کا ذکر۔ نعت رسولؐ اس تعریف کو کہتے ہیں جو مقفیٰ اور وزن کے اندر ہو۔ نثر میں حضور کی تعریف کو نعت نہیں کہتے۔ صرف حضورؐ کی تعریف کہلاتی ہے۔ نعت کا لفظ اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ شعروں میں ہو اور وزن اور قافیہ کی پابندی کے ساتھ کہی جائے۔ رہا نظم معریٰ' نظم آزاد' نثری نظم اور ہائیکو کا معاملہ اس پر اتنا کچھ کہا جاچکا ہے کہ مزید کہنے کی گنجائش ہی نہیں۔ البتہ میری رائے میں یہ سب چیزیں بیکار' فضول اور شاعری کے دائرے سے خارج ہیں۔ میں نے اپنی تصنیف "فن شعر" میں اس پر بھرپور بحث کی ہے۔ آپ ہی سوچئے کہ نثر اور نظم دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ دونوں کے قوانین و ضوابط الگ الگ ہیں۔ دونوں کے لوازمات جدا جدا' دن اور رات کی طرح۔ تو پھر جس طرح دن رات ایک نہیں ہوسکتے تو نثر و نظم کو یکجا کر کے نثری نظم کا کیا معنی بنتا ہے۔ اسی طرح ہائیکو جاپانی شاعری کی ایک صنف ہے۔ جس کے مقابلے میں ہماری اردو شاعری میں مثلث یا ثلاثی موجود ہے۔ اور یہ بھی مقفیٰ اور باوزن ہے۔ ہم اپنی ایک معیاری صنف کو چھوڑ کر درآمدی صنف "ہائیکو" کو کیوں اپنائیں۔ جس طرح اپنی زبان کے کسی لفظ کو چھوڑ کر کسی دیگر زبان کا لفظ استعمال کرنا اپنی بے مائیگی اور کم علمی کا ثبوت ہے۔ بعینہ اپنی مروجہ صنف کی جگہ بیرونی ملک کی صنف کو اپنانا بھی میرے نزدیک علمی بے مائیگی کا ثبوت ہے اور بس۔

۸۔ دور حاضر کو نعت کا دور کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل ہر شاعر اپنی بساط کے مطابق نعت کہنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس میں جذب و شوق کی کیفیت ہو یا نہ ہو۔ نعت کے لوازمات کا خیال رکھا جائے یا نہ رکھا جائے' یہ الگ بحث ہے۔ چونکہ تقریباً ہر شاعر نعت کہنے کی طرف مائل ہے۔ اس لئے آج کا دور نعت کا دور کہلانے کا مستحق ہے۔ اور بجا طور پر اس کو نعت کا دور کہنا چاہئے۔ رہی یہ بات کہ صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو فروغ حاصل ہوا تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ صدر ضیاء الحق صاحب نے ہر سال نعتیہ مجموعوں اور سیرت کی کتب پر جو انعامات دینے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ اس سے لوگوں میں نعت گوئی کے رجحان نے وافر ترقی کی اور سیرت پر بیشتر کتابیں تصنیف ہوئیں۔ بلاشبہ اس کا کریڈٹ صدر ضیاء الحق مرحوم کی ذات کو جاتا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ اس کار خیر سے جنرل صاحب کی عاقبت سنور جائے گی۔

۹۔ نعت کے حوالے سے تنقید و تحقیق کا جو کام ہوا ہے یا ہو رہا ہے۔ یقیناً لائق ستائش ہے۔ موضوع کے لحاظ سے نعت تنقید سے بالا ہے۔ لیکن فن اور زبان کے اعتبار سے اور خیالات کے لحاظ سے اس پر بھی تنقید ہو سکتی ہے۔ رہا تحقیق کا معاملہ تو ظاہر ہے۔ تحقیق بہت سے رموز و اشارات کو سامنے لاتی اور مشاہدہ و مطالعہ میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مذکورہ صدر صورت حال لائق تحسین بھی ہے اور کار ثواب بھی۔

۱۰۔ جوں جوں انسان نعت گوئی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کے دل میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کی تمنا شدت اختیار کرتی جاتی ہے۔ اور مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت دل کو بے چین کرنے لگتی ہے۔ یہی صورت حال میرے ساتھ بھی پیش آرہی ہے۔

۱۱۔ ابھی تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ امسال حاضری کا پختہ ارادہ ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا تو یہ سعادت نصیب ہو جائے گی۔ اور حاضری کے لمحات نیز نعت لکھنے اور پیش کرنے کی کیفیات سے آگاہی ہوگی۔ دعا ہے مولا کریم اس نعت عظمیٰ سے سرفراز فرمائے اور ہماری خرابیِ صحت اس نیک کام میں مانع نہ آئے۔ ویسے اس ذات باری پر بھروسہ ہے کہ جب وہ چاہے گا تو صحت بھی وہی عطا کرے گا۔

۱۲۔ میں ذاتی طور پر حضورؐ کے محاسن، اسوہ حسنہ اور سیرت و کردار ہی کو نعت کا موضوع بناتا ہوں۔ میرے نزدیک حضور سرور کونینؐ کی ذات گرامی خدا کے بعد سب سے زیادہ احترام کے لائق ہے۔ جس کا احترام ملحوظ ہو، اس کے حسن و جمال کا ذکر بطور محبوب نہیں ہو سکتا۔ البتہ اشارۃً" اور کنایتہً" اگر ذکر جمال معنے ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ نعت کے محبوب اور غزل کے محبوب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

۱۳۔ فی الحال صرف نعت کہتا ہوں۔ موضوع یا فن کے حوالے سے کوئی نیا کام نہیں کر سکا۔

۱۴۔ نعت گوئی اور نعت خوانی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو پہلو ہیں اور حضورؐ سے عقیدت و محبت کے دو انداز۔ البتہ نعت گوئی نعت خوانی سے زیادہ مشکل مرحلہ ہے۔ جس کے لئے خداوند قدوس کا کرم خاص اور حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم عنایت کا ہونا ضروری ہے۔ الحمدللہ مجھے شعر گوئی کے ساتھ شعر خوانی کا ذوق و وجدان بھی عطا ہوا ہے۔ اور میں اپنا کلام غزل ہو یا نعت ترنم سے پڑھتا ہوں۔ اور خوب لطف لیتا ہوں۔ لوگ بھی ترنم کا تقاضا کرتے ہیں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلہ میں میں نے نعت گوئی کے علاوہ اپنا نعتیہ کلام شائع کروایا ہے۔

۱۶۔ میرا پیغام صرف یہ ہے کہ اگر مولا کریم نے کسی کو شعر کہنے کا ملکہ عطا فرمایا ہے تو بہتر ہے کہ وہ دیگر اصناف سخن کے ساتھ ساتھ حمد و نعت بھی کہے۔ بلکہ حمد و نعت ہی کہے۔ تاکہ دنیا میں عزت کے ساتھ ساتھ آخرت کا توشہ بھی میسر آئے۔ (آمین) اگر بقول شاعر ؎

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نازش نقوی لاہور

سید نازش نقوی (پ ۲۸ اگست ۱۹۳۲) ایک متنوع شخصیت کا نام ہے۔ جنہیں طب، شاعری، دین اور تصوف جیسے مختلف

النوع علوم و فنون پر دسترس حاصل ہے۔ سماجی خدمات کے حوالے سے بھی آپ کا نام لائق توجہ ہے۔ بہت سی تنظیموں اور سماجی اداروں سے وابستگی ہے۔ مزاج کی سادگی شاعری میں بطور خاص نظر آتی ہے۔ طب کے مختلف موضوعات کے ساتھ ساتھ شاعری میں بھی بہت کچھ لکھا۔ نعت بھی آپ کے محبوب ترین موضوع ہیں۔ نعت میں آپ کا اسلوب علماء و صوفیائے نعت کے قریب تر ہے۔

۱۔ میری پیدائش علمی اور ادبی گھرانے میں ہوئی۔ اس لئے نعت میں شغف بچپن سے ہی حاصل ہے۔

۲۔ نعت کی بنیاد حضور صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و عقیدت ہے۔ نعت رسولؐ امتی اور رسولؐ کے درمیان عقیدت کا اظہار ہے۔

۳۔ علم دین سے واقف ہونا نعت گو کے لئے بہت اہم ہے۔ لیکن علم کو عقیدت، محبت، جذبے اور خلوص سے برتے بغیر بات نہیں بن سکتی۔ نعت گو کے لئے علم دین کے ساتھ ساتھ خلوص و جذبہ میں توازن اور اعتدال بھی ضروری ہے۔

۴۔ ''نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے'' میں اس سے متفق ہوں۔ اپنی نعتیہ شاعری کے بارے میں میں کچھ کہنا مناسب نہیں خیال کرتا۔

۵۔ نعت لکھنے سے پہلے ہی روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا دل میں ہے۔ حج و زیارت کے لئے دعائیں مانگتا ہوں۔ نعت لکھتے اور پڑھتے ہوئے تو زیادہ ہی احساس ہوتا ہے۔

۶۔ میں نعت گو، شاعر اور نعت خواں بھی ہوں۔ میں اپنا کلام ترنم سے بھی پڑھتا ہوں۔ میں نعت خواں اور نعت گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ہے کہ میں اپنی کہی ہوئی نعتیں ترنم سے پڑھتا ہوں۔

۱۵۔ میں نے نعتیں لکھی ہیں اور نعتیہ مشاعرے کراتا رہتا ہوں۔ میں نے اپنی نعتوں کی کتابیں کتابت کرائی ہیں۔ ایک اور کتاب بھی کتابت ہو چکی ہے جس میں مختلف نعتیہ موضوعات پر پاکستان اور ہندوستان کے ہر شہر کا شعر شامل ہے۔

۱۶۔ اسوہ حسنہ اور سیرت رسولؐ کا مطالعہ کریں اور شریعت کی پابندی کریں۔

رشک ترابی (سرگودھا)

احمد حسن رشک ترابی (ب ۳ مارچ ۱۹۳۴ء) کا اولین شعری مجموعہ مشعل آفاق کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ آپ نعت اور منقبت کے اہم ترین شاعر ہیں۔ خلفائے راشدین کے حضور آپ کے قصائد فکر و فن کے حوالے سے یادگار قصائد ہیں۔ اہل بیت اطہار سے اپنی عقیدت کے اظہار کے لئے بھی آپ نے قصائد و مراثی رقم کئے ہیں۔ اولیائے کبار سے محبت و ارادت کے لئے مناقب بھی لکھے ہیں۔ اس طرح آپ کی شاعری علم و تصوف کا حسین امتزاج ہے۔ نعت میں آپ کا اپنا اسلوب ہے۔ عقیدت محبت کے گوہر آبدار آپ کی نعتیہ شاعری میں رواں دواں ہیں۔ سرگودھا کی علمی و ادبی زندگی میں آپ کا مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔

۱۔ گھر کا ماحول علمی ادبی تھا۔ حضور کی محبت اور شاعری ورثہ میں ملی۔

۲۔ پیرو مرشد حضرت علامہ اقبال کے بعد فارسی شعراء سے۔

۳۔ نعت میرا سرمایہ ایمان ہے۔ میں اسے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔

۴۔ ادب اور شرک

۵۔

خالق ہے خدا اور ہیں مخلوق محمد ۔۔۔ مخلوق ہے مخلوق جدا ہو نہیں سکتی
ان دونوں میں کچھ ایسا تعلق ہے کہ جیسے ۔۔۔ خورشید سے ضو اس کی جدا ہو نہیں سکتی

۶۔ زمانے کے ساتھ ساتھ ادب میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ لہٰذا میں نعت شریف کی قدیم اور جدید اصطلاحات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ جدید نعت شریف میں بھی عشق کی تپش دستور موجود ہے۔

۷۔ میرے نزدیک نعت شریف کسی انداز میں بھی کہی جائے۔ سبحان اللہ۔

۸۔ دور حاضر واقعی نعت شریف کا دور ہے اور اس کا سہرا بے شک سید واقف مرحوم کے سر ہے۔

۹۔ آنے والے نعت گو کے لئے چراغ راہ۔

۱۰۔ اب عمر ہے بس اس کو مدینے کی تمنا ۔۔۔ اب عمر ہے زندانی حسرت سے ترا لی

۱۱۔ میں اپنے دل کے اندر ان کا جلوہ دیکھ لیتا ہوں
جو پوشیدہ ہے قطرے میں وہ دریا دیکھ لیتا ہوں

۱۲۔ دونوں رویے لازم و ملزوم ہیں اور میں دونوں کے حق میں ہوں۔

۱۳۔ یہ آنے والا وقت بتائے گا۔ انشاء اللہ۔

۱۴۔ نعت پڑھنے اور کہنے والے دونوں میرے سر کے تاج ہیں۔ میں نے ترنم سے کبھی نہیں پڑھا۔

۱۵۔ بہت کچھ کیا ہے اور کر رہا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۶۔ اللہ کا خوف اور حضورؐ کی محبت دل میں بسا کر دنیا سے گذر جاؤ۔ یہی راہ نجات ہے۔

گوہر ملسیانی (صادق آباد)

میاں طفیل محمد گوہر ملسیانی (پ ۵ا جولائی ۱۹۴۳ء) شعبہ تدریس سے بطور ہیڈ ماسٹر وابستہ ہیں۔ "شوق شہادت زندہ ہے" کے نام سے قومی و ملی منظومات پر مشتمل مجموعہ شائع ہوچکا ہے۔ جبکہ "مظہر نور" ان کے نعتیہ مجموعہ کلام کا نام ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے آپ کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے ایک جگہ لکھا ہے۔ "گوہر ملسیانی کی نعت گوئی' اس ذوق و شوق کی آئینہ دار ہے جو ہر مسلمان کے ایمان کا جزو ہے۔ آپ سے محبت و عقیدت کا وہ جذبہ فراواں جس نے اردو کے بے شمار شعراء کو نعت گو بنایا' زیر نظر نعتوں کا سب سے نمایاں وصف ہے"۔ گوہر ملسیانی جہاں نعت کے ایک اہم شاعر ہیں وہاں انہوں نے فروغ نعت کے حوالے سے "عہد حاضر کے نعت گو" کے عنوان سے عہد حاضر کے چند اہم نعت گو شعراء کی نعتیہ شاعری پر سیر حاصل تبصرہ بھی لکھا ہے۔ جس میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ نعتیہ شاعری کی تاریخ بھی بیان کی ہے۔

۱۔ شعر اسکول کے زمانے سے کہنا شروع کیا۔ جس صنف سخن سے زیادہ لگاؤ تھا وہ غزل تھی۔ میدان عمل میں داخل ہوئے تو غزل کے ساتھ ساتھ نظم بھی ہونے لگی۔ تحریک اسلامی سے تعلق ہوا تو جذبہ حریت ابھرا۔ اسلام کی سرفرازی

کے لئے نظم کے ساتھ نثر بھی در آئی۔ جناب نعیم صدیقی' عابد نظامی' خالد بزمی' حفیظ تائب' حفیظ الرحمٰن احسن سے تعلق استوار ہوئے تو شعر کی قلم رو اور وسیع ہو گئی۔ انہی دنوں ایک عجیب حادثہ ہوا۔ حافظ مظہر الدین جن کا تعلق راولپنڈی سے تھا اور نعت گوئی میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ کئی ایک نعتیہ مجموعے ان کی یادگار ہیں۔ ان کی نعت کے بارے میں ایک ترقی پسند کیونسٹ ذہن رکھنے والے نقاد نے راولپنڈی کے ایک ریڈیو کے ادبی پروگرام میں حافظ صاحب کے بارے میں ایسی انٹ شنٹ اور بے تکی باتیں نعت کے حوالے سے کیں کہ احساس کی تاروں کو مضراب دکھ گئیں۔ طبیعت چند یوم بے حد بوجھل رہی۔ آخر اس کے جواب میں حافظ مظہر الدین کی نعت گوئی پر ایک مقالہ تحریر کیا جو "ضیائے حرم" میں شائع ہوا۔ اس وقت اس نقاد کو کیا معلوم تھا کہ آئندہ چند سالوں بعد نعت کا دور شروع ہونے والا ہے اور وہ خود بھی نعت کہنے پر مجبور ہوگا۔ بہرکیف اس چوٹ نے محسن انسانیت سے محبت کو عشق میں تبدیل کر دیا اور خود بخود طبیعت نعت کی طرف مائل ہو گئی۔ اولین نعت کے چند اشعار یہ ہیں۔ ؎

وہ نبی جس نے خدا کے دین کی تبلیغ میں — گالیاں کھائیں سنی باتیں سب اغیار سے
میں تو ہوں ان کے غلاموں کے غلاموں کا غلام — ہے مجھے بھی ایک نسبت احمد مختار سے

۲۔ نعت گو شعراء کرام میں سے حالی' اقبال' جوہر' ظفر علی خاں اور ماہر القادری کے علاوہ ان شعرائے کرام سے بھی متاثر ہوا ہوں جن کا تذکرہ پہلے کر چکا ہوں۔

۳۔ نعت اگرچہ رسالتمآبؐ سے محبت و عقیدت کا اشعار میں اظہار کا نام ہے لیکن حقیقت میں یہ ایمان کا جزو ہے کیوں کہ خالق کائنات خود دنیا کے اس سب سے بڑے انسان پر درود و سلام بھیجتا ہے۔ نعت کہتا ہے اور مومنین کو درود و سلام بھیجنے کا حکم دیتا ہے۔ "بے شک اللہ اور فرشتے نبی محترمؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں اے اہل ایمان تم سب بھی ان پر درود و سلام بھیجو"۔ (الاحزاب: ۵۶) اس کے ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماںؐ کے اسوہ حسنہ کو انسانیت کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا ہے اور پھر یہ بھی کہا ہے کہ جس نے رسول اکرمؐ کی اطاعت کی' اس نے حقیقتاً اللہ کی اطاعت کی۔ اس لحاظ سے میرے عقیدے کے مطابق نعت جہاں خلوص و محبت کا اظہار ہے وہاں اطاعت کا شعور بھی ہے اور سیرت و کردار کونینؐ کے مختلف انداز پیش کر کے اس دور کی انسانیت کے لئے مایوسیوں کا مداوا بھی ہے۔

خلوتوں کی داستاں شام و سحر کہتا ہوں میں — جلوتوں میں اسوہ خیر البشر کہتا ہوں میں
یا
نعت کہتے ہوئے اپنے اسلوب میں — پا رہا ہوں ہر رنگ دگر روشنی

میرے خیال میں رسول کریمؐ سے عشق و محبت مومن کا گراں بہا سرمایہ ہے۔ اسی عشق و محبت سے زندگی نکھرتی ہے۔ معبود حقیقی کا قرب اور اس کی ذات و صفات کا صحیح تصور ابھرتا ہے۔ رضائے الٰہی کے حصول کا طریقہ ملتا ہے اس طرح نعت ایک عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ نعت تو صداقت کی پابندیوں' سچائی کی عظمتوں اور حقیقت کی رفعتوں کا اظہار ہے اس سے تو ادب و تعظیم کے گہرائے گراں مایہ ملتے ہیں۔ ذکر خیر الانام سے تو فرحت و شادمانی اور سکون و راحت کی

بہاریں میسر آتی ہیں۔ نعت وہ ماہ طلعوا ہے جس سے کشت بنجر میں کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اور دامن دل میں لازوال مسرتیں اور بے پناہ خوشیاں تڑپنے لگتی ہیں۔ شاعری کی وہ مضامین آفرینیاں جن میں درود و عشق کے کچو کے ہجر و وصال کی جانکا ہیاں' حب و وصال کی لن ترانیاں' گردش دوراں کے ظلم و ستم اور محبوب و رقیب کی بے وفائیاں ملتی ہیں جب نعت کی قلم رو میں داخل ہوتی ہیں تو غلط مضامین اور جھوٹے خیالات دم توڑ دیتے ہیں۔ صداقتیں اپنا دامن پھیلا دیتی ہیں اور سچائیاں قلب اور نظر کو خیرہ کرنے لگتی ہیں۔ یہ وہ عظمتیں ہیں جو دنیائے ادب کو حمد و نعت سے میسر آتی ہیں۔

نعت کی اہمیت کا ایک اور پسو مشری پہرت ہے۔ اسلام کی تبلیغ' دعوت حق کی پیش کش یا دین فطرت کا پیغام اسی حوالے سے پھیلتا ہے۔ ہادی برحقؐ نے عالم انسانیت کی بھلائی کے لئے سیرت کے جو نمونے پیش کئے' جن میں خدا پرستی' زہد و تقوی' طہارت اخلاق' حسن معاشرت' عدل و انصاف' انسانی مساوات اور معاملات کا سلجھاؤ موجود ہے نگینوں کی طرح دمکتے ہیں۔ یہ سب اوصاف نعت ہی کے ذریعے سامنے آتے ہیں۔ پھر نعت تو ہمارا تہذیبی سرمایہ بھی ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر نبی آخر الزماں حضرت محمدؐ تک مختلف ادوار میں مختلف تہذیبیں اور ثقافتیں پروان چڑھتی رہی ہیں۔ صیہونیت' بدھ مت' ہندومت' نصرانیت وغیرہ نے اپنے تہذیبی سرمائے کو نسل در نسل آگے بڑھانے کی کوشش کی۔ یہ الگ بات ہے کہ ان تہذیبوں کو زوال کے دھارے میں بہہ جانا پڑا۔ رسالتمابؐ تشریف لائے تو ملت اسلامیہ کا تہذیبی اثاثہ عرب کے ریگزاروں کو گلزار میں بدلتے ہوئے نیل کے ساحل سے لے کر خاک کاشغر تک پہنچتا رہا۔ اسلامی ثقافت کی بنیادوں میں توحید' رسالت' ختم نبوت اور آخرت جیسے قیمتی جواہر موجود ہیں۔ جن کے استحکام کے لئے محسن انسانیتؐ نے مکی دور' ہجرت اور مدنی دور میں بے پناہ توانائیاں خرچ کی ہیں۔ سیرت اطہرؐ کے یہ دمکتے ہوئے لمحات جب نعت کی سلطنت میں جلوہ نما ہوتے ہیں اور اسلامیان عالم کی سماعت کے تاروں کو مضراب دکھاتے ہیں اور ہر دل بے اختیار دھڑکنے لگتا ہے اور ہر مسلمان اپنی زندگی کے لمحات کو تابندہ بنانے کے لئے ان سے ضیا پاتا ہے۔ اس سے نہ صرف انفرادی زندگی سنورتی ہے بلکہ اجتماعی زندگی کو بھی قوت اور تڑپ میسر آتی ہے۔ یوں نعت ہمارا تہذیبی اثاثہ بن جاتی ہے۔

۳۔ نعت بے حد نازک صنف سخن ہے' اسی لئے تو کہتے ہیں کہ نعت کہنا پل صراط سے گزرنا یا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اسی بات کو یوں کہا گیا ہے

با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

حضور اکرمؐ کی محبت میں سرشار ہو کر شعر کہتے ہوئے حد ادب سے تجاوز نہیں ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ نعت گوئی گستاخی و خطاکاری بن جائے۔ احتیاط کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹنا چاہیے ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر   نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ا-۱۳

مگر آج کل ہی نہیں ماضی میں بھی کئی ایک نعت گو شعراء احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوڑ چکے ہیں۔ ان کا کلام مبالغہ آرائی کی حدود بھی عبور کرتا دکھائی دیتا ہے۔

نعت گو کے لیے ضروری ہے کہ وہ جانتا ہو کہ وہ اللہ کے نبی کی نعت کہہ رہا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ محبت حدود خدا میں داخل ہو جائے۔ یہ بات سامنے رہے کہ شرک خدا اور شرک رسولؐ دونوں تباہی کا موجب ہیں۔ اس آزمائش سے گزرنے کے لیے یہ خیال رہے کہ اللہ خالق کائنات اور الٰہ ہے اور محمدؐ عبدہ و رسولہ ہیں اور یوں دلوں کو موہ لیتے ہیں کہ ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مبالغہ آرائی کے سلسلے میں ایک بات اور یاد رکھنی چاہیے کہ نعت گوئی کوئی مجازی محبت کا اظہار نہیں۔ یہ تو ایک حقیقی عقیدت ہے جو اللہ کے پیغمبر سے ظاہر کی جا رہی ہے۔ حمد میں تو مبالغہ آرائی سے بچنا چاہیے کیونکہ منافقت کی وادی روح کا ایندھن بن جاتی ہے بقول پروفیسر محمد اقبال جاوید "غزل باوضو ہو کر نعت بن جائے مگر غزل باوضو ہو نہیں سکتی جب تک کہ شاعر خود باوضو نہ ہو۔" لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ نعت کہنے والا خود بھی مومن ہو اور ساتھ ہی ساتھ مشترک کافر اور مومن کی تفریق کو سمجھتا ہو۔ حمد و نعت کے فرق کو جانتا ہو۔ نعت گو کے لئے یہ بھی لابدی ہے کہ نبوت کے جملہ پہلوؤں سے آگاہ ہو۔ مقام رسالت کو جانتا ہو' سیرت رسولؐ کے ہر دور کی کیفیات کی خبر رکھتا ہو۔ مقصد نبوت سے بہرہ مند ہو کر حضور توحید رسالت اور آخرت کا پیغام دینے اور انسانوں کو صراط مستقیم دکھانے کے لیے تشریف لائے تھے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس طرح تو نعت پروپیگنڈا ادب میں شامل ہو جائے گی۔ لیکن ایسی بات نہیں ہے۔ آج بھی نعت کا شعور رکھنے والے شعرائے کرام اس صنف سخن کی آبیاری کر رہے ہیں۔

۵۔ ابتدائی دور کے نعتیہ کلام میں کہیں کہیں آنحضورؐ سے خلوص و محبت کے اظہار میں قلم پر پہرہ نہیں رہا تھا۔ لیکن بعد میں اور عصر حاضر میں یہ کوشش رہی ہے کہ حمد و نعت میں فرق برقرار رہے۔ اب تو بے حد احتیاط دامن گیر ہے۔ فکر کی رعنائی ہے اور پیرایہ اظہار میں غزل کی عمومی محبت نہیں ہے جیسے کہ غزل گو شعراء کے ہاں پائی جاتی ہے۔ نعت کے اس دور سے متاثر ہو کر البتہ چند شاعر ایسے ضرور نعت کی طرف مائل ہوئے ہیں جنہوں نے ذرائع ابلاغ پر اپنے کلام کو پیش کرنا ہوتا ہے اور اس میں بھی مادی اغراض ان کے سامنے ہوتی ہیں۔

نعت میں احترام و محبت کی فراوانی اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ حضور اکرمؐ کے لئے "تم" کے بجائے "آپ" کا استعمال ہونے لگا ہے۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے بہت وسیع کام ہوا ہے۔ بلکہ بعض حضرات نے تو نعت میں اعلیٰ اسناد (پی ایچ۔ ڈی) حاصل کی ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق (بھارت)' ڈاکٹر مجید ریاض (پاکستان)' ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی (پاکستان)۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے بھی اردو کی نعتیہ شاعری پر ایک کتاب تحریر کی ہے۔ پھر بعض ادباء نے مجموعہ ہائے نعت مرتب کیے ہیں اور ان کے دیباچے نعت پر سیر حاصل بحث رکھتے ہیں۔ خصوصاً" ممتاز حسن نے "خیر البشر کے حضور میں" کے مقدمہ میں تنقیدی و تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ اسی حوالے سے میں نے بھی کچھ کام کیا ہے۔ "عصر حاضر کے نعت گو" کے عنوان سے ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں تاریخی' تنقیدی اور تحقیقی جائزہ ہے اور عصر حاضر کے نعت گو شعراء کا احوال ہے۔ نعت میں اس تنقیدی اور تحقیقی کام کا جائزہ لیا جائے تو ابھی اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور اس کی گنجائش بھی ہے کہ نعت پر مزید کام کیا جائے۔ ابھی کئی پہلو تشنہ

ہیں۔ خصوصاً" موجودہ دور کی تحریکوں کے حوالے سے نعت میں آشوب کے مضامین اور مسلمانوں کے ادبار کے عالم میں نعت رسول اکرمؐ میں دیگر موضوعات شامل ہوئے ہیں۔ افغانستان، کشمیر اور دیگر مسلم ممالک میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ظلم اور جبر کے نقطہ نظر سے بھی نعت میں ایک نئی روشنی شامل ہوئی ہے۔ اس کام کی افادیت تو مسلم ہے کہ نعت کے تدریجی ارتقاء کا جائزہ سامنے آیا ہے، نعت ایک صنف سخن کی حیثیت سے متعارف ہوئی ہے۔ صرف تعریف و توصیف ہی نہیں رہی ہے بلکہ اسلامی اقدار کے فروغ میں بھی ممد و معاون بنی ہے۔ اس حوالے سے بھی کام ہونا باقی ہے۔ نعت نے مختلف ہیئتوں کو اختیار کیا ہے۔ غزل، نظم، نظم معریٰ، آزاد نظم اور اب تو نثری نظم میں بھی نعت کہی جانے لگی ہے۔ فن کے ان پہلوؤں کو سامنے رکھ کر بھی کام کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۱۔ روضہ رسولؐ پر حاضری تو ہر مومن کی دلی تمنا ہے۔ پھر وہ شاعر جو مدحت پیغمبرؐ میں شب و روز اشہب خیال کو دوڑاتا ہو اور تصور میں حضوری کے مزے لیتا ہو اس کی حالت کا اندازہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مدینہ منورہ سے دوری اور اس میں مجبوری کی کیفیت تو تڑپاتی رہتی ہیں۔ چند اشعار دیکھیے۔

ہو روانہ مدینے کو جب بھی کوئی — اس مسافر کو چشم با تر دیکھنا
درود پڑھنے سے ملتی ہے دولت تسکیں — فراق روضہ اقدس اداس رکھتا ہے
فرقت دوری در خزانہ مرا — مرکز نور عرفاں ہے چاہت مری
رسول رحمت کا روضہ دیکھوں سمندروں کو عبور کر کے — جہاں طیبہ سے جگمگاؤں میں اس سے ظلمت کو دور کر کے

۱۲۔ نعت میں آج کل بہت سے تجربے ہو رہے ہیں۔ فن کے لحاظ سے نعت غزل کی روایت کو اپنائے ہوئے تھی۔ لیکن موجودہ دور میں موضوع کے ساتھ ساتھ فن میں بھی بہت تجربے ہوئے ہیں اور اس لحاظ سے نعت کی سرزمین بے حد زرخیز اور شاداب ہے۔ خصوصاً" نعیم صدیقی کے ہاں تو نئی مناعی کے حسین و جمیل نمونے ہیں۔ "نور کی ندیاں رواں" میں ان کے کئی تجربے قلب و نظر کو خیرہ کرتے ہیں۔ میں نے بھی کچھ تجربے کیے ہیں چند ایک پیش کر رہا ہوں۔

(i) فقر نبی کی داستاں — صبر و قناعت کا جہاں
لیکن شہ کون و مکاں — نان جویں جس کی غذا
شاہ جہاں خیر الوریٰ

(ii) ذات خدا نے دیکھا جب انسان کو بے شعور — ظلمت کدے میں گھومتا پھرتا ہے ناصبور
چاہا نبی کا انفس و آفاق میں ظہور — رشد و ہدیٰ کا پھیل جائے دہر میں وہ نور
تاریکیوں کے سامنے شمعیں جلائے جو
خلد بریں کا راستہ سب کو دکھائے جو

(iii) یہ قلبِ مضطر کی آرزو ہے سراپا طلعت جمال اس کا
خلوص و الفت کمال اس کا وہ صبحِ خنداں ہے زندگی کی
وہ راہِ ایمن ہے روشنی بھی وہ آیۂ نور بندگی کی!
وہ دل کی چاہت ہے چاشنی بھی اس لطافت کی جستجو ہے
یہ قلبِ مضطر کی آرزو ہے

۲۔ ہر دور میں روشنی اس کے نوجوانوں کے خون سے پھیلتی ہے۔ عصرِ حاضر بھی نسلِ نو کا دور ہے۔ خصوصاً عالمی سطح پر اسلام کی شمع روشن کرنے میں نوجوان اپنا خون ڈال رہے ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو بھی چاہئے کہ اسوہ رسول اکرمؐ کو اپنائیں۔ صدق کی جامعہ سے منور ہو کر نکلنے والے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلیں کہ کس طرح شمع ہدایت سے روشنی پا کر انہوں نے چار دانگ عالم کو منور کیا تھا۔ آج بھی اسی جرات کی ضرورت ہے اور نوجوانوں کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ

دنیا کے اندھیروں میں سحر بن کر رہیں گے تاریکی شب میں بھی قمر بن کے رہیں گے
پھیلائیں گے ہم چاروں طرف دیں کے اجالے اسلام کی عظمت کے گہر بن کے رہیں گے

ذکی قریشی (لاہور)

رفیق الدین ذکی قریشی (پ ۱۹۳۴ء) شعبہ بنکاری سے متعلق ہیں۔ "خورشید حرا" "سازِ عقیدت" "نور و نکہت" "عمر فاراں" "عنوانِ تمنا" ور "حرفِ نیاز" مجموعہ ہائے نعت ہیں' جو شائع ہو چکے ہیں۔ جبکہ "ریاضِ نعت" اور "نویدِ رحمت" کے نام سے نعتیہ مجموعے کتابت اور طباعت کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ ذکی قریشی عشقِ رسالتمآب میں ڈوب کر نعت کہتے ہیں۔ وہ شاعری کی دنیا میں صرف اور صرف نعت کی وجہ سے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری میں قدامت اور جدت کا امتزاج ملتا ہے تاہم انہوں نے نعت کے حوالے سے سیرت کو اپنانے کی ضرورت کا احساس دلاتے ہوئے نعت کی قدیم ہیئتی صورت کو اختیار کیا ہے اور اس پر شدت سے قائم ہیں۔

۱۔ شاعری کا شوق بچپن سے ہے۔ جو اب تک جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ تا مرگ رہے گا۔ ۱۹۸۰ء میں طبیعت نعت گوئی کی طرف مائل ہوگئی اور ایسی ہوئی کہ اب تک نو مجموعے نعت کے تخلیق پا چکے ہیں جن میں سے چھ عدد چھپ چکے ہیں۔

۲۔ حفیظ تائب' حافظ لدھیانوی' عارف عبدالمتین' حسرت حسین حسرت' عاصم گیلانی اور عاصی کرنالی سے متاثر ہوں۔ جناب یزدانی جالندھری مرحوم کا تلمیذ ہونے کا مجھے شرف حاصل ہے۔اگر یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ اگر مجھے فن شاعری سے کچھ واقفیت ہے تو یہ صرف اور صرف یزدانی مرحوم ہی کی مرہونِ منت ہے اور انہی کی شفقت اور فیض کا ثمرہ ہے۔

۳۔ ایک شعر: ذکرِ محبوبِ ربِ علا نعت ہے
مدحتِ شاہِ ارض و سما نعت ہے

۳۔ نعت اور حمد میں ایک خاص اور اہم ترین فرق ہے۔ جسے ہر حال میں ملحوظ رکھنا چاہیے اور اس پر سختی سے کار بند رہنا چاہیے۔ کہ اسی میں بہتری ہے۔

۷۔ نعت میں جو نئے شعری تجربات ہو رہے ہیں وہ خوب ہیں اور ہونے بھی چاہئیں۔ ہر نئی چیز اگر افادیت کی حامل ہو وہ فطری طور پر اچھی لگتی ہے۔

۸۔ یقیناً" دور حاضر نعت کا دور ہے۔ اس کے فروغ کے لئے ضیاء الحق مرحوم کی گرانقدر کوششیں لائق تعریف و تحسین ہیں۔ جن کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ موجودہ حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ بھی حتی المقدر نعت کے فروغ کے انتظامات کرے۔ کیونکہ ایک اسلامی مملکت ہوتے ہوئے یہ اس کا فرض اولین ہے۔

۱۰۔ ۱۹۸۰ء میں جب نعت کی طرف راغب ہوا تو تہی دامنی کا احساس ہوا۔ حج بیت اللہ اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کی حسرت دل میں بیدار ہوئی۔ آخر یہ حسرت تڑپ میں تبدیل ہوتی گئی یہاں تک کہ دل دنیا سے بیزار رہنے لگا۔ کوئی چیز اچھی نہیں لگتی تھی۔ حالت زار دگرگوں ہوگئی۔ عزیز و اقارب پریشان ہوگئے۔ انہیں فکر دامن گیر تھی کہ میں گھربار چھوڑ کر کہیں چلا نہ جاؤں۔ وقت گزرتا گیا اور احساس ندامت و محرومی شدت اختیار کرتا گیا۔ یہاں تک کہ شب وروز گریہ و زاری میں بسر ہونے لگے۔ قصہ مختصر ۱۹۸۳ء میں ارض مقدس سے بلاوا آیا اور سعادت حج و زیارت سے بہرہ مند ہوا اور یوں بیتابئ دل کو تسکین میسر آئی۔

۸۔ جناب حفیظ تائب کا ایک شعر ۔

کب مجھے تھی جاں کی پروا کب مجھے تھا سر کا ہوش
سجدہ شکر ان کی مسجد میں ادا کرتے ہوئے

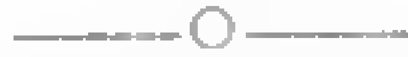
۹۔ جمال مصطفے اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہم ترین موضوعات اور رویے ہیں میں دونوں کے حق میں ہوں۔

۱۳۔ میں نعت میں موضوع یا فن کے حوالے سے کچھ عرض کرنے سے قاصر ہوں۔ ہر لحہ کوتاہ ادراکی کم علمی، بے مائیگی اور کج فہمی کا احساس رہتا ہے۔ میں بہت کچھ لکھنا چاہنے کے باوجود اب تک کچھ بھی نہیں لکھ سکا۔ یا یوں کہئے:

مدح محبوب حق میں کیا لکھے
مجھ سا کم علم و بے ہنر شاعر

۱۱۔ نعت گوئی اور نعت خوانی میں بہت فرق ہے یہ الگ بات ہے کہ دونوں کا مقصد ایک جیسا ہے۔ لیکن اس وقت قلبی اذیت ہوتی ہے جب کوئی نعت خواں غلط تلفظ یا شعر کو تبدیل کر کے پڑھتا ہے۔ کاش نعت خواں حضرات اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔ میرے دل میں بھی تمنا ہے کہ نعت ترنم سے پڑھوں لیکن بصد کاوش بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ اکثر اوقات جذبات پر قابو نہیں رکھ پاتا۔ اس کے باوجود بھی موقع ملے تو نعتیہ محافل میں حصول تسکین خاطر کے لئے اس سعادت سے فیض یاب ہوتا رہتا ہوں۔

۱۲۔ مجھ کو ثنا کا ہے سلیقہ نہ قرینہ
کیونکر ہو رقم مدحت سلطانِ مدینہ
یہ مرحلہ نعت شہ ہر دوسرا ہے
درکار ہے الفاظ و معانی کا خزینہ



کہاں میں اور کہاں مدح و ثنائے سرور عالم
بہ توفیقِ خدائے مصطفےٰ میں نعت کہتا ہوں
مجھے ہے دسترس فن پر نہ میرا علم ہی پختہ
یہ ہے لطفِ حبیبِ کبریا میں نعت کہتا ہوں
نبی کا فیض ہے یہ بھی انہی کا ہے کرم یہ بھی
انہی کی ہے ذکی! یہ بھی عطا میں نعت کہتا ہوں

۱۶۔

روح کو ذکرِ نبی سے مشک بو کرتے رہو
زندگی کو اس طرح تم سرخرو کرتے رہو
وجہِ تسکین و قرارِ جاں ہے اس کی گفتگو
جس قدر ممکن ہو اس کی گفتگو کرتے رہو
بے وضو ہرگز نمازِ عشق ادا ہوتی نہیں
آنسوؤں سے اپنی آنکھوں کا وضو کرتے رہو
شاید آجائے مدینے سے حضوری کا پیام
صدقِ دل سے یہ دعا یہ آرزو کرتے رہو
سیرتِ خیر البشر ہے ایک شمعِ جاں فروز
شمعِ سیرت سے اجالا چار سو کرتے رہو
زندگی ہے سرورِ کونین کی اک آئینہ
روز یہ آئینہ اپنے روبرو کرتے رہو
رہروانِ جادۂ طیبہ یہ ہے شرطِ سفر
نقشِ پا سے دامنِ صحرا رفو کرتے رہو
ذکرِ سرکارِ علا ہے ایک جامِ انگبیں
نوشِ جاں مل کر ذکی سے یہ سبو کرتے رہو

رشیدہ عیاں (نیوجرسی امریکہ)

رشیدہ عیاں (پ ۳ مارچ ۱۹۳۵ء) ان مسلمان خواتین میں سے ہیں جو امریکہ میں بھی دین کی شمع اپنے افکار و کردار سے روشن کئے ہوئے ہیں۔ آپ نعت کہتی بھی ہیں اور ترنم سے پڑھنے کی بھی قدرت نے صلاحیت عطا کی ہے۔ تعلیم ادب و اسلامیات ہے جبکہ ۱۹۸۸ء میں "میر تقی میر" ایوارڈ حاصل کر چکی ہیں۔ خواتین کے اجتماعات میں نعت پڑھنا اور سیرت کے موضوع پر تقریر کرنا آپ کی مصروفیات میں شامل ہے۔ نعت محبت رسول میں ڈوب کر لکھتی ہیں۔ سادگی آپ کی نعت کا نمایاں وصف ہے۔ تمثال و سیرت رسول کا امتزاج آپ کے ہاں عام ملتا ہے۔

- میرا گھرانہ مذہبی تھا۔ نعت خوانی بچپن سے کرتی رہی جس سے عشق رسول روح میں سرائیت کرتا گیا اور یہی حبِ رسول نعت گوئی کا محرک ہوا۔

۲۔ بہزاد لکھنوی، راغب مرادآبادی، شاعر لکھنوی سے خاص طور پر متاثر ہوں۔

۳۔ نعت کہنا بہت مشکل ہے۔ خود اللہ پاک نے حضور کی شان اور توصیف بیان فرمائی ہے۔ تو پھر اللہ کے بندوں کے لئے نعت کہنا ہمیں سعادت ہوا۔

۴۔ افراط اور تفریط سے دامن بچاتے ہوئے اس طرح حمد، محبت کا اظہار کہ سرشاری میں تقریب و [illegible] اور محبت میں اللہ اور اس کے محبوب میں جو ورجہ بندی ہے وہ قائم رہے۔ یہ نہایت نازک اور مشکل [illegible] ہے۔

۵۔ یقیناً یہ [illegible] درست ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور متوازن انداز و اضافہ میں مناسب ہے۔

۶۔ محبت قدیم ترین جذبہ ہے [illegible] میں [illegible] [illegible] کی [illegible] ہو گی [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] اس مضمون پر پوری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قدیم و جدید [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] ہو گا۔ یہ تو ایک اظہار محبت اور عقیدت ہے اور محبت جذبہ قدیم ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] نعت کے [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اثر و تاثر میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ نعت کا تعلق روح سے ہوتا ہے۔

۷۔ [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] کی نعت [illegible] [illegible] [illegible] میں مستو [illegible] بہت کم ہے۔

۸۔ روضہ رسول پر حاضری کی تمنا پہلے پیدا ہوئی اور پھر اس تمنا سے نعت گوئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پیدا ہوئی۔ آتش شوق بھڑکتی رہی۔ بار بار حاضری کی تمنا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی خواہش شدید سے شدید تر ہوتی رہی۔

۹۔ الحمد للہ دو بار سعادت نصیب ہوئی۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں رہتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تشنگی اور رقت اس قدر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دوری کا ملال۔ بے قراری کی کیفیت اور بار بار جانے کی تمنا تڑپاتی رہی۔

۱۰۔ میں ان دونوں رویوں کے حق میں ہوں میرے [illegible] ان دونوں رویوں کا [illegible] [illegible] [illegible] سیرت رسول کے حق میں ہوں۔

۱۱۔ میں نے کبھی نعت [illegible] [illegible] نہیں کی ہیں۔ البتہ مجھی کے انداز میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں مجھے وہی سرشاری نظر آتی ہے جو میرے خیال میں نعت کا تقاضا ہے۔ گیت [illegible] کے انداز میں [illegible] [illegible] بہت ہی تو بہ محسوس ہوئیں۔

۱۲۔ نعت گوئی اور نعت خوانی دونوں میں ڈوب جانے کی کیفیت ہے۔ الحمد للہ [illegible] [illegible] نعت خوانی کی سعادت حاصل ہے۔

۱۳۔ ذاتی طور پر نعت لکھتے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۱۴۔ ترنم سے نعت پڑھی جائے تو روح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

سے ترنم نئی نسل کو بھی پسند آتا ہے۔ اس لئے اگر ترنم سے نعت خوانی کی مجالس منعقد کی جائیں تو نئی نسل میں ذوق و شوق پیدا ہو گا۔ نئی نسل کے لئے میرا یہی پیغام ہے کہ جس طرح ہمارے پیارے نبی نے بچوں سے محبت فرمائی بچوں کو بھی حضورؐ کی محبت میں نعت خوانی سے شغف پیدا کرنا چاہیے۔ ممکن ہے نعت خوانی کرتے کرتے نعت گوئی کی سعادت بھی حاصل ہو جائے۔

اختر لکھنوی (کراچی)

محمود الحسن اختر لکھنوی (پ ۲ ستمبر ۱۹۳۵ء) ریڈیو پاکستان کراچی سے وابستہ رہے۔ اردو' انگریزی' ہندی اور بنگالی زبانوں سے آگاہی رکھتے ہیں۔ نعت اور غزل کہتے ہیں۔ المیہ مشرقی پاکستان کے حوالے سے غزلوں پر مشتمل مجموعہ "دیدہ تر" شائع ہو چکا ہے۔ "آقا" اور "حضورؐ" کے عنوانات سے عقیدہ شاعری پر مشتمل دو مجموعے بھی طبع ہو چکے ہیں۔ ان کے ہاں سادگی' سچائی اور حسن عقیدت کے ساتھ ساتھ فکری توانائی بھی قاری کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہے۔ اختر محبت رسول سے سرشار ہیں اور اس محبت کو جب شعر کے سانچے میں ڈھالتے ہیں تو نعت کا حسن اور بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔

۱۔ میں نعت گوئی کی طرف اس طرح مائل ہوا کہ کم عمری میں محلے کے گھروں میں ہونے والی میلاد کی محفلوں میں نعت پڑھا کرتا تھا۔ اس نعت خوانی نے شعر گوئی کا راستہ دکھایا اور یہ کہ میری شاعری کی ابتداء بھی نعت سے ہوئی۔

۲۔ متاخرین میں امیر مینائی' محسن کاکوروی' حمید صدیقی اور عہد موجود میں حفیظ تائب' محشر بدایونی اور حنیف اسعدی سے زیادہ متاثر ہوں۔

۳۔ میرے نزدیک نعت صنف سخن بھی ہے اور عبادت بھی۔

۴۔ نعت ایک مشکل صنف سخن ہے۔ ہر خیال اور ہر لفظ احتیاط چاہتا ہے۔ نعت گو شعراء کو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ سرکار دو عالمؐ اللہ کے بندے ہیں۔ محبت و عقیدت میں ایسے خیالات نظم نہیں کرنا چاہئیں جو شرک کی حدوں میں داخل ہو جائیں۔

۵۔ نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ میں اپنی نعتیہ شاعری میں سخت احتیاط برتتا ہوں۔

۶۔ جدید اور قدیم نعت کی اصطلاح اپنی جگہ درست ہے۔ قدیم نعت میں سرکارؐ کے جمال اور قد و گیسو کے تذکرے ہیں جبکہ جدید نعت میں سیرت پر توجہ دی جا رہی ہے۔

۷۔ معریٰ نظم' آزاد نظم' نثری نظم یا ہائیکو وغیرہ میں نعت گوئی کے جو تجربے ہو رہے ہیں وہ اظہار کا ذریعہ ہیں۔ انہیں ہونا چاہیے۔ دنیا بھر کی زبانوں میں نعت کہی جاتی رہی اور کہی جاتی رہے گی۔ وہ سب اپنی اپنی زبانوں کی ہیئتوں کے مطابق ہیں۔

۸۔ یہ حقیقت ہے اور اس سے انکار ممکن نہیں کہ ضیاء الحق مرحوم کے عہد میں نعت گوئی اور نعت خوانی کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ یہ اس کا نتیجہ ہے کہ اب وہ شعراء بھی نعت کہہ رہے ہیں جنھوں نے کبھی نعت کا ایک شعر بھی نہیں کہا تھا۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کا جو کام اب تک ہوا ہے اس کی حیثیت میرے نزدیک ابھی ابتدائی ہے۔ میں

یقین رکھتا ہوں کہ اس باب میں بہت زیادہ اور نمایاں کام ہوگا۔

۱۰۔ سرکارؐ کے دربار میں حاضری کی تمنا تو بچپن سے تھی اور جب نعت کہنے لگا تو اس نے آرزو کی حیثیت اختیار کر لی۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ مجھے ہر سال سرکارؐ کے دربار تک پہنچاتا ہے۔ وہاں پہنچ کر ایک نامعلوم کیفیت کی گرفت میں ہوتا ہوں۔ اس لئے وہاں سوائے ایک دو شعر کے پوری نعت کبھی نہیں کہی۔

۱۲۔ اب تک نعت میں جس سرکارؐ کا ذکر تھا۔ اب سیرت سرکارؐ کو اہم سمجھا جاتا ہے۔ میرے نزدیک دونوں موضوع اہم ہیں اور دونوں سے محبت و عقیدت جھلکتی ہے۔

۱۳۔ میری نعتیں تاثراتی ہوتی ہیں۔ جو مکہ مدینہ منورہ میں دیکھتا اور محسوس کرتا ہوں نعتوں میں اس کا اظہار ہوتا ہے۔

۱۴۔ میں ترنم سے نعت پڑھتا ہوں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلے میں جہاں میری کوششوں میں نعتیہ مشاعروں میں زیادہ شرکت ہے وہاں نعتیہ مجموعوں کی اشاعت میں دلچسپی رکھنا بھی شامل ہے۔ اس سلسلے میں خود میرے دو نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ تیسرا زیر کتابت ہے۔

۱۶۔ نسل نو کے لئے میں یہی کہوں گا کہ نعت گوئی یا نعت خوانی ہر لحاظ سے گھر اور آپ کو سنوار دیتی ہے۔ جینے کا سلیقہ سکھاتی ہے اور زندگی کو شائستہ بناتی ہے۔ اس لئے نعت گوئی اور نعت خوانی کو ضرور اپنائیں۔ اس طرح دنیا بھی سنورے گی اور عاقبت بھی۔

قمر یزدانی (پنوان : ضلع سیالکوٹ)

غلام حسین قمر یزدانی شعر گوئی کے ایک معلم اور عالم دین کی حیثیت سے معروف ہیں۔ شاعری میں صرف حمد و نعت کو موضوع بنایا۔ "بادہ عرفاں" "مدحت محمد" "مہر درخشاں" اور "ساغر کوثر" مجموعہ ہائے نعت ہیں جو طبع ہو چکے ہیں۔ "نعت نذرانہ" کے نام سے چوتھا مجموعہ نعت زیر طبع ہے۔ دینی موضوعات پر چند نثری کتب بھی شائع ہوئی ہیں۔ نعت کے حوالے سے آپ کا اسلوب عقیدت و محبت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی کی چھاپ نمایاں ہے۔ تمام مسلمانوں کے بارے میں حد احتیاط پیش نظر رکھتے ہیں۔ جدید نعت کے مروجہ مسائل میں ان کی نکتہ سنج نعتوں میں عام ملتے ہیں۔ غنائیت ان کی نعت کا خاص وصف ہے۔ چنانچہ ان کی بعض مقبول ترین نعتیں ریڈیو پاکستان سے عام طور پر قوالی کی شکل میں نشر ہوتی رہتی ہیں۔

۱۔ گھریلو ماحول میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل دخل تھا۔ میرے فکر و شعور کی آنکھ کھلتے ہی اسلامی ماحول نے نعت رسولؐ کی طرف مائل کر دیا۔ پہلی نعت کا مطلع اور مقطع ملاحظہ ہو۔

حق نے دی ہے یہ زباں حمد و ثنا کے واسطے ـــ سب کہتے ہیں مدحت شاہ ہدیٰ کے واسطے
دو ہی چیزیں ہیں "قمر" جن پر مجھے ہو ناز ہے ـــ سر خدا کے واسطے دل مصطفےٰ کے واسطے

۲۔ علامہ اقبال، احمد رضا بریلوی، حفیظ تائب اور حافظ مظہر الدین۔

۳۔ نعت محبت رسولؐ کے اظہار کا نام ہے۔ اس لئے نعت کا شعر اور محور عشق رسولؐ کو عام کرتا ہے۔

۴۔ مقام رسالت کا۔

۵۔ کوشش تو یہی کی جاتی ہے کہ مقدور بھر ادب و احترام اور احتیاط ملحوظ خاطر رہے۔

۶۔ مجھے ان اصطلاحات سے قطعاً اتفاق نہیں ہے۔ نعت بس نعت ہے۔

۷۔ میرے نزدیک نعت تحت اللفظ ہی ایک وسیلہ ہے۔ جس میں نعت کو ترنم سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ تا کہ سامع کے دل میں اتر سکے۔ نعت کی ہر صنف جو اس پر پوری اترتی ہے مجھے وہ قبول ہے۔

۸۔ میں اس سے سو فی صد متفق ہوں۔

۹۔ تحقیق کے حوالے سے ڈاکٹر سید کتاب احمد نقوی، ڈاکٹر ریاض مجید، ڈاکٹر اسحاق قریشی اور ڈاکٹر رفیق الدین اشفاق کے کام بہت اہم ہیں جبکہ رشید محمود، پروفیسر حفیظ تائب کے مضامین بھی اپنی جگہ معیاری ہیں۔

۱۰۔ نعت لکھتے وقت دربار رسالت میں حاضری کی تمنا کب پیدا نہیں ہوئی۔

۱۱۔ مجھے یہ سعادت تاحال میسر نہیں آسکی۔

۱۲۔ میں ان دونوں ہی کے حق میں ہوں۔

۱۳۔ کرہی کیا سکا ہوں جو بیان کر سکوں۔

۱۴۔ توفیق ایزدی اور عنایت الٰہی سے مجھے یہ دونوں سعادتیں ہی حاصل ہیں۔

۱۵۔ نعت لکھتا ہوں اور پڑھتا بھی ہوں۔

۱۶۔ توصیف مصطفیٰ کے سفر کی تکمیل ایک ایسا خواب ہے جو عشق رسول کی منزل ہے کے لئے سرمایۂ آخرت ہے۔

محبت خان بنگش (کوہاٹ)

محبت خان بنگش (پ ۱۹۳۵ء) کا مجموعہ نعت "مناقب صوفشاں" شائع ہو چکا ہے۔ نعت کے حوالے سے آپ کی دوسری خدمت "شانِ محمد" کی اشاعت ہے "زخم جاں" آپ کا شعری مجموعہ ہے جبکہ "کانچ کی چوڑیاں" افسانوں کا مجموعہ ہے۔ حدیث وطن قومی اور ملی شاعری پر مشتمل کتاب طبع ہو چکی ہے۔ کوہاٹ جیسے دور افتادہ مقام پر علم و ادب کا چراغ روشن کیے ہوئے ہیں۔ نعت سے وابستگی میں والہانہ پن لائق تحسین ہے۔

۱۔ نعت گوئی کی طرف خداوند قدوس کے کرم اور پیارے نبیؐ کی محبت اور عقیدت کے جذبے نے مجھے مائل کیا اور یہی وہ نیک محرکات بھی تھے کہ میں نے حسن و عشق اور گل و بلبل کے تذکروں پر حمد و نعت کو فوقیت دی۔ اور عام شاعری کے علاوہ حمدیہ و نعتیہ شاعری بھی کر رہا ہوں اور یہ سلسلہ کافی عرصے سے جاری ہے۔

۲۔ میں ہر اس نعت گو شاعر سے متاثر ہوں جو آقائے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت کے لئے اپنا قلم وقف کرے اور عشق رسول میں ڈوب کر نعتیہ اشعار کہے۔

۳۔ میری سوچ اور نظریہ ہے کہ ہر شاعر کو چاہیے کہ وہ عام شاعری کے علاوہ حمد و نعت کی طرف بھرپور توجہ دے!

۴۔ شاعر کو چاہیے کہ وہ عشق رسولؐ میں ڈوب کر مدحت رسولؐ میں شعر کہے۔ جو عام شاعری سے بہت بلند ہوں اور کہنے والے کا اظہار خیال بھی پاکیزہ اور بلند ہونا چاہیے۔

۵۔ اس مقولے کی روشنی میں، میں اپنی نعتیہ شاعری کو پرکھنے کے لئے اس پر بار بار غور کرتا ہوں اور جب میرے دل کو قرار آجاتا ہے تو میں یہ سمجھ لیتا ہوں کہ میں نے اپنی نعتیہ شاعری کو پرکھ لیا ہے۔

ہر پھول دل کا کھلتا ہے نعت رسولؐ سے　　دل کو قرار ملتا ہے مدحت رسولؐ سے

۶۔ میرے نزدیک جدید نعت بھی نعت ہے اور قدیم بھی۔ جدید نعت میں جب کوئی بات پیدا کی جائے اور اس کا مضمون دل و دماغ کو نہ صرف اپیل کرے بلکہ متاثر بھی کرے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے حق ادا ہو جائے گا۔ نعت، نعت ہوتی ہے، چاہے وہ جدید ہو یا قدیم۔ اور وہ نعت چاہے کسی ہندو شاعر نے کہی ہو یا مسلمان شاعر نے۔ نعت کا احترام ہر حال میں لازم ہے۔

۷۔ یہ سوال بھی جدید و قدیم سے مماثلت رکھتا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں دونوں شعری تجربے ہو رہے ہیں۔ وہ ہونے بھی چاہئیں کہ تجربات کے حصول ہی سے انسان کامیاب و کامران اور سرخرو ہوتا ہے۔

۸۔ دور حاضر ہی کو صرف نعت کا دور کیوں کہا جاتا ہے۔ دور ماضی کو بھی تو نعت کا دور کہا جاتا رہا ہے۔ تقسیم سے قبل نہ صرف ہمارے مسلمان شعراء نے نعت گوئی کی مثالیں قائم کیں بلکہ ہندو شعراء بھی نعت گوئی میں پیش پیش رہے۔

بہتر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت گو شعراء کی حوصلہ افزائی اور پذیرائی بھی کی گئی اور نعتیہ شاعری کی تشہیر کی طرف بھی توجہ دی گئی اور اگر تحمل کے ساتھ یہ بات دیانتداری کے ساتھ کہہ دوں تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کہ ضیاء الحق مرحوم سچے مسلمان اور کھرے پاکستانی ہونے کے ساتھ ساتھ سچے عاشق رسولؐ بھی تھے اور صوم و صلوٰۃ کے پابند بھی اور ان کے دور میں نعت گوئی کو کچھ زیادہ ہی فروغ حاصل ہوا ہے تو یہ اچھی اور نیک فال بات ہے اور اختلافات کے باوجود ہر فرد اس امر کی تائید کرے گا کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نہ صرف اسلام کے وقار و عظمت کو بحال کرنے کی طرف توجہ دی گئی بلکہ نعت کی طرف بھی حکومت مائل رہی۔

۹۔ اس سلسلے میں آپ میرے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ فرمائیں کیونکہ میں نے ہر نعت میں اس تمنا کا بڑی شدت سے اظہار کیا ہے:۔

آئے گا چین میرے دل بے قرار کو　　جاؤں گا ایک روز نبیؐ کے دیار کو
عشق نبی میں دوستو سرشار ہوں بہت　　میں بھی نبیؐ کے در کا طلبگار ہوں بہت
تڑپ رہا ہوں محمدؐ کی دید کے لئے　　ہے آرزو مرے دل میں در نبیؐ کے لئے
یہ آرزو نہیں کہ مجھے سیم و زر ملے　　خواہش ہے میری مجھ کو مدینہ کا در ملے

۱۱۔ میری بدنصیبی اور کم بختی کا اندازہ آپ نے میرے اشعار سے لگا لیا ہوگا۔ خداوند کریم ایک نہ ایک دن مجھے بھی حرمین شریفین اور روضہ رسولؐ پر حاضری دینے کی سعادت نصیب فرمائیں گے۔ انشاء اللہ۔

۱۲۔ اگر آپ کے اس سوال کے بارے میں میں یہ کہوں کہ آپ کا یہ سوال میری سمجھ سے بالا تر ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ میں نے نعت کے موضوع اور فن کے حوالے سے "جو کام" کیا ہے۔ یا جس "نئے کام" کو سرانجام دیا ہے تو اس سلسلے میں عرض خدمت یہ ہے کہ میں نے عشق رسولؐ میں ڈوب کر نعتیں کہی ہیں اور اب تک کہہ رہا ہوں۔

۴۔ نعت خوانی اگر شاعر بھی ہے اور وہ نعت خوانی میں بھی حسن کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے تو یہ سونے پر سہاگے کے مصداق ہے۔ بصورت دیگر نعت خوانی اور نعت گوئی میں اتنا فرق ضرور ہوتا ہے کہ نعت خواں حضرات نعت گو شعراء کا کلام خوش الحانی سے پیش کرتے ہیں۔ جس کا مزہ شاعروں کا ہوتا ہے اور آواز نعت خوانوں کی۔ میں آج تک نعت خوانی کی سعادت سے بھی محروم ہوں اور ترنم سے بھی۔ اور اس لحاظ سے بھی میں اپنے آپ کو بدقسمت سمجھتا ہوں اور یہ کمی مجھے ہر طرح کھٹکتی ہے جس پر میں شدت سے سوچتا اور کڑھتا ہوں کہ کاش مجھے بھی نعت خوانی کی سعادت حاصل ہوتی۔

۵۔ فروغ نعت کے حوالے سے میں نے نعت کے سلسلے میں ذاتی یا اجتماعی سطح پر جو خدمات انجام دی ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی احسان نہیں ہے بلکہ اس ضمن میں میں نے جو کام کیا ہے یا خدمات انجام دی ہیں اس میں میرے ربّ کا بڑا دخل ہے۔

۶۔ تاہم اگر نئی نسل خدا اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلے تو اس سے خدا اور اس کا رسولؐ دونوں راضی ہوں گے اور معاشرے میں بھی اس کے حسن اخلاق انسانیت اور شرافت کی تعریف ہوگی اور کامیابی و کامرانی اس کے قدم چومے گی۔ انشاء اللہ۔

طور نورانی (بھیرہ ضلع سرگودھا)

محمدؐ سراج الدین طور نورانی (پ ۱۹۳۵ء) دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں مدرس ہیں۔ مجموعہ نعت "چراغ طور" شائع ہو چکا ہے۔ غزل، نظم اور رباعی و قطعہ بھی لکھتے ہیں۔ مدینہ منورہ سے دوری، حب رسولؐ، استمداد، مدحت کے اوراد، بعثت مبارک، معجزات و سیرت کے موضوعات آپ کی نعتوں میں عام دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کے ہاں زبان کی سادگی اور نغمگی خاص طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔

۱۔ مسلمان شاعر اپنی سطح اور استطاعت کے مطابق نعت ضرور کہتا ہے لہٰذا میں بھی بحیثیت مسلمان کے اور ادبی ذوق رکھنے کے نعت گوئی کی طرف مائل ہوا۔ جب تک دل میں عشق محمدؐ موجزن نہ ہو نعت نہیں کہی جا سکتی۔

۲۔ پرانے نعت گو شعراء میں محسن کاکوروی، بہزاد لکھنوی، درد کاکوروی، احسان دانش وغیرہ پسند ہیں۔ موجودہ نعت گو شعراء میں حفیظ تائب، احمد ندیم قاسمی وغیرہ پسند ہیں۔

۳۔ جب بھی نعت کہتا ہوں روضہ رسولؐ کی حاضری کی خواہش اور تمنا دل میں پیدا ہوتی ہے اور میری اکثر نعتوں میں اس خواہش کی جھلک نظر آتی ہے۔ اکثر اوقات نعت کہتے ہوئے آنکھیں شدت جذبات سے نم ہو جاتی ہیں۔

۴۔ نعت کہنا اور نعت پڑھنا عبادت ہے۔ اگر عبادت پورے خشوع و خضوع کے ساتھ کی جائے تو وہ عبادت مقبول ہو جاتی ہے اور جو بھی نعت حضورؐ کی سرکار میں مقبول ہو جائے تو عین سعادت اور خوش بختی ہے۔

۷۔ فن عروض کے حوالے سے نعت گوئی کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ یعنی اساتذہ فن کے مقرر کردہ قواعد اور ضوابط کو ملحوظ رکھتے ہوئے، ورنہ حضورؐ کی تعریف جس بھی انداز سے کی جائے سچے جذبات اور خلوص دل کا ہونا لازمی جزو ہے۔ کیونکہ خلوص ہی کی قدر و قیمت اللہ اور اللہ کے رسول کے نزدیک ہے۔

۸۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں نعت گوئی نے کافی حد تک فروغ حاصل کیا۔ اس کی وجہ حکومت وقت کی پذیرائی کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔

۱۶۔ نئی نسل کے لئے پیغام یہ ہے کہ اپنے دل میں عشق رسول پیدا کریں۔ مذہب اسلام کی طرف رجوع ہوں۔ اللہ کے بندوں سے محبت کرنا سیکھیں۔ اپنے وطن پاکستان سے محبت کریں۔ ہر مسلمان کے دل میں دین اسلام کی سچی لگن اور دین اسلام پر مرمٹنے کا جذبہ پیدا ہو۔ یہی میرا پیغام اور یہی میری دعا ہے۔

عارف رضا (فیصل آباد)

پروفیسر عارف رضا (پ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء) کا نام شعری حلقوں میں ان کے مجموعہ نعت "عطا کی خوشبو" کی اشاعت کے ساتھ منظر عام پر آیا اور چونکا دینے والی بات یہ تھی کہ پہلے مجموعہ نعت کی اشاعت کے ساتھ ہی ان کا نام صدارتی قومی سیرت ایوارڈ کے لئے منظور بھی ہو گیا۔ نعت گو کے لئے اگرچہ یہ ایوارڈ کوئی اہمیت نہیں رکھتے کیونکہ ان کے لئے اصل ایوارڈ تو نعت گو ہونا ہی ہوتا ہے۔ عارف رضا کی نعت میں ان کے مزاج کی سادگی اور عاجزی بالخصوص نمایاں ہے۔ ادب و احترام کا احساس، عصری آشوب کا اظہار، مدینہ منورہ سے دوری اور سیرت مطہرہ کی جھلکیاں ان کے ہاں نعت میں عام ملتی ہیں۔ "حرم نور" کے نام سے دوسرا مجموعہ نعت زیر ترتیب ہے جبکہ نظم و غزل بھی لکھ رہے ہیں۔ نفسیات، معاشرتی مسائل اور دیگر موضوعات پر کئی ایک مضامین لکھ چکے ہیں۔

۱۔ مجھے نو عمری میں خوش عقیدگی کا ماحول میسر آیا جس میں محافل عید میلاد النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں اعظم چشتی کو سنا، مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی کے نعتیہ کلام و سلام سے "شناسائی ہوئی"، مولانا ظفر علی خان کی نعتیں پڑھیں، حفیظ جالندھری کا سلام تو اکثر سنا کرتے، سوچ میں ذرا پختگی آئی تو کلام اقبال کو پڑھا، اقبالؔ کی ختمی مرتبت سے شیفتگی نے دل میں جان عالمؐ کی محبت کو فزوں تر کیا۔ بعد میں حافظ لدھیانوی، ریاض مجید کی ہمہ وقتی رفاقت اور صوفی محمد افضل فقیر، حفیظ تائب کی کبھی کبھار محفلوں نے جان جہاںؐ سے محبت میں مزید نکھار پیدا کیا شعر کہہ لیتا تھا، ۱۹۸۳ء میں نعت کہنے کی طرف طبیعت زیادہ راغب ہوئی لیکن اکثر و بیشتر نعتیں ۱۹۸۸ء میں کہیں۔ اولین نعت ۱۹۵۳ء میں پوربی زبان میں لکھی جو عمومی عقیدت کا رنگ لیے ہوئے تھی۔

دل ڈوبا بیچ بھنوریہ مدینے والے آقا جی　　ذرا لینا موری خبریہ مدینے والے آقا جی

۱۹۶۳ء میں اردو میں اولین نعت لکھی۔ دو تین اشعار "تبرکاً" پیش خدمت ہیں۔

اے کہ تیری نمود ہے وجہ قرار زندگی　　تیرے ہی عکس رخ سے ہے فصل بہار زندگی
تیری تجلیات سے کوہ و دمن چمک اٹھے　　تیرے کرم سے ہیں رواں سیل و نثار زندگی
عالم خاک و باد میں پنہاں تری تجلیات　　سینہ کائنات میں تجھ سے شرار زندگی

۲۔ محسن کاکوروی، امیر مینائی، مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی، مولانا ظفر علی خاں، حافظ مظہر الدین، حفیظ تائب، حافظ لدھیانوی اور صوفی محمد افضل فقیر۔

[illegible] کی ذیل میں شمار کرتا ہوں۔ نعت میں حضور اکرمؐ کے محامد و محاسن بیان کئے [illegible] و پسند فرمایا۔ حضرت حسانؓ بن ثابت کو شاعر دربار نبویؐ کی حیثیت حاصل تھی۔ [illegible] ضرور [illegible] میری رائے تو نعت گوئی [illegible] تو حضور اکرمؐ کی مدح ہی ہے۔ چنانچہ [illegible] میں کی [illegible] آپؐ کا ذکر بھی بلند ہوتا ہے۔ اور [illegible] میں اور میرے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی حضورؐ پر درود و سلام بھیجو۔

۴- [illegible] وقار [illegible] چاہیے۔ بقول جناب [illegible] بشیر چشتی "یہیں آ کر نبی ٹھہرے، خدا آ کر خدا ٹھہرا" کا امتزاج ضروری ہے۔"

۵- [illegible] نعت گوئی [illegible] سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قائم رکھنے [illegible] نعت گوئی [illegible] عشق سلف میں اس التزام کا دعوے نہیں کیا جا سکتا۔

۶- ہر دور کی اپنی زبان اور اصطلاحات ہوتی ہیں۔ زبان و بیان میں ارتقاء کے ساتھ انداز بیاں میں تبدیلی کا آنا لازمی امر ہے۔ تاہم نعت گوئی میں اسلوب نگارش میں جدت و وسعت کے باوجود اصطلاحات میں کوئی بنیادی تبدیلی تو نہیں [illegible] البتہ وسعت ضرور پیدا ہوئی ہے۔ میری رائے میں جدید نعت رنگ تغزل کی حامل ہے۔

۷- سرور کائنات کا ذکر جس صنف سخن میں ہو بجا ہے اور ویسے بھی یہ "[illegible]" کی ہی ایک صورت ہے۔ ذاتی طور پر میرا معیار نعت گوئی میں حضرت خواجہ [illegible] محمد مشہدی [illegible] کے بارے میں [illegible] قول کے مصداق ہے "انکار کی [illegible] و این کار کی [illegible]"۔

۸- بلا شبہ دور حاضر نعت کا دور ہے۔ اس دور میں نعت میں بے حد [illegible] وسعت پیدا ہوئی ہے۔ اب نعت نگاری باقاعدہ ایک [illegible] ہے۔ [illegible] پہلے تک اسے زیادہ تر مذہبی شاعری کی حیثیت حاصل تھی۔ اب تو ماشاء اللہ [illegible] شعراء بھی خوبصورت نعت کہہ رہے ہیں۔ اس فضا کو پیدا کرنے اور اسے تیزی سے رواج دینے میں یہ بات بلا خوف تردید کہتا ہوں کہ شہید جنرل ضیاء الحق کا بہت زیادہ حصہ ہے۔

۹- [illegible] اس دور میں نعت گوئی کو فروغ حاصل ہوا ہے وہاں سیرت نگاری میں جدید تحقیق کے در وا [illegible]۔ ضیاء الحق شہید نے ۱۹۸۰ء میں قومی سیرت بورڈ کا اجراء کیا۔ نعت نگاری کے علاوہ سیرت میں تحقیق پر بھی قومی اور بین الاقوامی سیرت ایوارڈ کا سلسلہ شروع ہوا۔ [illegible] سے سیرت نگاری اور تحقیق کی روایت کو بہت زیادہ فروغ

حاصل ہو۔ [illegible] آباد میں اردو میں سیرت نگاری' اردو میں نعت نگاری' برصغیر پاک و ہند میں عربی میں نعت نگاری' منقبت کے موضوعات پر گزشتہ ایک دہائی میں پروفیسر ڈاکٹر [illegible] اور محمود خالد' پروفیسر [illegible] جیلانی' پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی' پروفیسر ڈاکٹر احسن زیدی وغیرہ نے وقیع مقالے لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کی ہیں [illegible] علاوہ علاقائی زبانوں میں بھی سیرت پر بہت زیادہ تحقیقی کام ہوئے ہیں۔ [illegible] نعت پر مقالہ لکھ کر [illegible] پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔ [illegible] کی قومی سطح پر بھی پذیرائی ہوئی ہے۔ [illegible] مختلف [illegible] کتابیں لکھی گئی ہیں اور مزید لکھی جا رہی ہیں۔ یہ یقیناً بہت ایمان افروز اور حوصلہ افزا بات ہے۔

۱۰۔ روضہ اطہر [illegible] حاضری کی تمنا کس مسلمان کے دل میں نہیں ہوتی۔ عشق رسول ایک ایسی شے ہے [illegible] گنہگار سے گنہگار مسلمان کے دل میں بھی فراواں ہوتی ہے۔ ویسے بھی ایمان کی پہچان اور تقاضا یہ ہے کہ حضور اکرم سے محبت ہر چیز سے زیادہ ہو۔ [illegible] کا فرمان ہے کہ تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں جب تک میری محبت [illegible] [illegible] مزید برآں یہ حدیث کہ "جس نے میری قبر کی زیارت کی [illegible] شفاعت [illegible] کی زیارت کے بعد تو روضہ اطہر کی دید سے کون کم نظر [illegible] گی۔ میری [illegible] حسرت دید گنبد خضراء کی حد درجہ چاہت کے باوصف ہجر میں وصال کی آئینہ دار ہے۔ میرا ایک نعتیہ قطعہ ہے :

بہت مجبور ہوتا جا رہا ہوں   مگر مخمور ہوتا جا رہا ہوں
ردائے نعت میں لپٹا ہوا میں   حضور نور ہوتا جا رہا ہوں

سر طور [illegible] احساس کی وجہ سے ایک احساس ندامت بھی دامنگیر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] در اقدس پر جانے کا ارادہ کرنے میں بھی گھبراہٹ سی ہوتی تھی۔ [illegible] "عطا کی خوشبو" پر سیرت ایوارڈ سے نوازے جانے کے بعد دل مچل رہا ہے کہ اب تیاری کروں۔ روضہ اطہر [illegible] کی اجازت [illegible] پروانہ بھی مل گیا ہے چنانچہ انشاء اللہ اب جلد ہی خدا کے گھر اور حضور کے در کی حاضری کا شرف حاصل کروں گا۔

۱۱۔ نہیں [illegible] تا حال نہیں لیکن انشاء اللہ جلد ہی یہ سعادت نصیب ہوگی۔

۱۲۔ [illegible] [illegible] شدم [illegible] وصل [illegible] [illegible]

اور ساتھ ہی ساتھ یہ: بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ۔ اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

۱۳۔ "عطا کی خوشبو" کے نام سے ۱۹۹۰ء میں میرا پسندیدہ نعتیہ مجموعہ شائع ہوا اس کے علاوہ میں نے نعتیہ مجموعوں پر کئی مبسوط تبصرے اور مضامین بھی لکھے ہیں۔

۱۴۔ ظاہر ہے کہ نعت گوئی کے ساتھ حسن صوت کی نعمت کا عطا ہونا سونے پہ سہاگے والی بات ہے۔ ترنم کے ساتھ پڑھنے سے نعت میں جذب و انہماک بڑھ جاتا ہے اور سامعین پر بھی زیادہ رقت طاری ہوتی ہے۔ میرا ترنم واجبی ہے۔ کبھی کبھار ترنم سے جب نعت پڑھتا ہوں تو زیادہ وجد [illegible] کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

۱۵۔ نعت گوئی کی توفیق ہی فروغ نعت کا سبب ہے۔ سو توفیق خداوندی سے توصیف پیمبر کر رہا ہوں۔

۱۶۔ نژاد نو کے لئے بطور پیغام اقبال کا یہ شعر مکرر تحریر کر رہا ہوں۔

بہ ستیزے برساں خوش را کہ دیں ہمہ اوست   اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

انور مسعود (اسلام آباد)

پروفیسر انور مسعود (پ ۸ نومبر ۱۹۳۵ء) کا تعلق گجرات سے ہے۔ ایم اے فارسی کے امتحان میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ اردو فارسی اور پنجابی زبان میں لکھتے ہیں۔ "میلہ اکھیاں دا" پنجابی مجموعہ کلام ہے جس کے آٹھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ "قطعہ کلامی" اردو قطعات پر مشتمل مزاحیہ شاعری ہے جبکہ نثر بھی لکھتے ہیں۔ انور مسعود کی اصل شہرت ان کی مزاحیہ شاعری ہے جس میں وہ بلاشبہ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ پنجابی زبان میں ان کی شاعری ہمارے معاشرے کا حقیقی تصور پیش کرتی ہے۔ انہوں نے اگرچہ بہت کم نعتیہ ادب تخلیق کیا لیکن عام شاعری میں جتنا ان کا مزاح مشہور ہے نعت میں وہیں ان کی سنجیدگی لائق تحسین ہے۔ نعت و سیرت کے ابدی پیغام کو خاص طور پر پیش کرتے ہیں جبکہ حضور کے حسن ظاہری کے دلنواز مرقع بھی ان کی نعت میں عام ملتے ہیں۔ نعت میں ان کا کلام بھی اردو فارسی اور پنجابی میں ملتا ہے۔

۱۔ ایک عرصہ تک نعت نہیں لکھی۔ اپنی بے بضاعتی کے باعث جرات نہیں پڑتی تھی پھر یوں ہوا کہ ایک دوست نے سمجھایا کہ نعت بھی درود کے ذیل میں آتی ہے اور کار ثواب ہے۔ ثواب سے کیوں محروم رہتے ہو۔ یہ دلیل بڑی محکم تھی۔ پھر پہلی نعت ریڈیو پاکستان راولپنڈی کے ایک نعتیہ مشاعرے کے لئے لکھی یہ ۱۹۶۸ء کا واقع ہے۔ اس کے چند شعر:

جھکی ہوئی سر قرطاس ہے جبین قلم   ہے محو ذکر جمیل پیمبر اکرمؐ
یہ کس کا اسم گرامی زباں پہ آیا ہے   نہ پوچھ آنکھ سے اب لطف گریہ پیہم
مری گرہ میں بھی کیا تھا سوائے عجز بیاں   کہ جس کا آج سر بزم کھل گیا ہے بھرم

۲۔ میں نعت کا سب سے بڑا شاعر علامہ اقبال کو سمجھتا ہوں۔ انہوں نے نعت کا عنوان دے کر کوئی نعت نہیں لکھی لیکن ذکر رسولؐ کے سلسلے میں ان کی طبیعت بڑی رواں ہو جاتی ہے اور عشق رسول ان کی شاعری میں اس طرح سرایت کئے ہوئے ہے" برگ گل میں جس طرح باد سحر گاہی کا نم۔

عربی میں امام بوصیری کا قصیدہ بردہ ایسی عظیم نعت ہے کہ خود علامہ اقبال پر اس کا بڑا اثر ہے۔ فارسی میں مولانا جامی کا نعتیہ کلام بڑی سرمستی لئے ہوئے ہے۔ اردو میں محسن کاکوروی کا نعتیہ کلام فنی محاسن کا نادر نمونہ ہے۔ اس دور میں حفیظ تائب' احمد ندیم قاسمی' حافظ مظہرالدین اور ریاض مجید کے نعتیہ آہنگ نے خاص طور پر متاثر کیا۔ خالد احمد کا نعتیہ قصیدہ اپنی جگہ بہت عمدہ کاوش ہے۔ حفیظ تائب وہ نعت گو ہے جس نے نعت گوئی کی تحریک پیدا کی ہے۔

۳۔ انسان کی سب سے بڑی تلاش ایک آئیڈیل معاشرہ ہے۔ ادبیت کا اخلاقی آہنگ اسی معاشرہ کی جستجو کی ایک صورت ہے اور یہ آئیڈیل اور پاکیزہ معاشرہ اس ہستی نے قائم کر کے دکھایا جو خدا کے بعد سب سے بڑی ہستی ہے۔ آنحضورؐ کا اسوہ حسنہ اس اعتبار سے سب سے زیادہ قابل تقلید نمونہ ہے۔ نعت اسی ہستی بزرگ کے اوصاف حمیدہ اور اس نزہت مآب معاشرہ کا حسن بیان ہے۔ اس لئے یہ صنف سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

۵تا۳ عرفی نے بہت درست کہا ہے کہ [illegible] بر دم تیغ است قدم را" نعت میں یہ [illegible]
نعت کا شاعر حضورؐ کی ذات بابرکات پر اپنی توجہ مرکوز رکھے۔ [illegible] میں یہ احتیاط [illegible] شخص یا شخصیت
پر اس کا اطلاق ہو جائے۔ اس کے لئے تفہیم سیرت کی بڑی ضرورت ہے اور حضورؐ سے عشق [illegible]
کا ادراک ضروری ہے۔ دوسری یہ احتیاط ضروری ہے کہ شان خداوندی پر حرف نہ آئے [illegible]
امتوں کو گمراہ کیا ہے۔ عقیدت اس احتیاط کی پابند رہے کہ حضورؐ کی شان بشریت اسلامی [illegible]۔ نعت اور
حمد میں فرق ملحوظ رہے۔ ایک اور بات کا [illegible] ضروری ہے کہ نعت گو شعرا [illegible] میں اپنے [illegible]
دربدر و کوچہ رسول [illegible] حضورؐ نے عظمت [illegible]
اور قرآن نے انسان کو جو مرتبہ خلافت عطا کیا ہے یہ رویہ اس کے منافی ہے۔

۶۔ قدیم نعت میں بالعموم موضوع نعت محدود رہتے تھے۔ [illegible] زیادہ زور رہا ہے لیکن جدید نعت میں [illegible]
حیات [illegible] جدید نعت دراصل [illegible] تو نظر میں [illegible] اور ان مسائل کا
حل سیرت طیبہ کی روشنی میں تلاش کرنے کا درس ہے۔

۷۔ نئے شعری تجربوں میں نعت ضرور لکھی جانی چاہیے۔ نعت ایک موضوع ہے اور اس موضوع [illegible] میں
طرح تبدیلی ہونی چاہئے۔ یہ سرمدی موضوع ہے جب آئندہ پیدا ہونے والی کتنی ہی اصناف سخن [illegible] رہے گا۔
نثر کے مختلف اسالیب میں سیرت لکھی جا رہی ہے تو نظم کے مختلف پیرایوں میں کیوں نہ لکھی جائے؟

۸۔ پاکستان کی بنیاد چونکہ دو قومی نظریہ ہے اس لئے پاکستان بننے کے بعد اردو نعت کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے۔
۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں کے بعد شعرا کی توجہ نعت کی طرف اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ یہ اتفاق [illegible] عہد میں
ہی نعت خوانی اور نعت گوئی کے جذبے کو [illegible] تحریک ملی جو شخص اقوام متحدہ کے ایوان میں تلاوت کرا دیتا ہے
دربار رسالت کی حاضری کو اپنے [illegible] رہتا ہے [illegible] عہد میں ایسا کیوں نہ ہوتا۔ [illegible] اردو شاعری کی
تاریخ میں موجودہ دور فروغ نعت کے سلسلے میں بہت ثروت مند ہے۔

۹۔ تحقیق کا کام خاصا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ نعت کی تحقیق کے ضمن میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی [illegible] مجید صاحب
نے حاصل کی ہے۔ نعتیہ مجموعوں کے دیباچوں میں نعت کے بارے میں بڑی وسیع معلومات جمع ہوئی ہیں۔ رسائل کے
نعتیہ نمبروں نے بھی اس ضمن میں بڑا مفید کام کیا ہے۔

۱۰۔ میرے ایک دوست حج پر گئے تو واپسی پر انہوں نے بشارت دی کہ آپ کو روضہ رسول کی حاضری نصیب ہونے
والی ہے۔ اس لئے کہ آپ روضہ رسول پر مجھے بہت یاد آئے اور میں نے وہاں پر آپ کے نعتیہ اشعار بھی پڑھے
ہیں۔ چند دن بعد جدہ میں ہونے والا ایک مزاحیہ مشاعرہ ہوا۔ اپنے دوست کی بشارت سن کر روضہ رسول کی حاضری کی
تمنا شدت سے پیدا ہوئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ ایک مشاعرے کے بہانے سے اس حاضری کی صورت پیدا ہو گئی۔

۱۱۔ عجیب اتفاق ہے کہ حجاز مقدس میں قیام کے دوران میں نے جو نعتیہ شعر کہے وہ فارسی میں تھے۔ ایک شعر آپ
کے سوال کے آخری حصے کا جواب ہے۔

ضیمن شعار نیست بہ عالم کہ چو من　　　　ہستی تو آں کریم کہ من ہم رسیدہ ام

۱۴۔ حضور کی صورت اور سیرت دونوں مرقع حسن ہیں۔ ایک ظاہری حسن ہے اور دوسرا باطنی حسن۔ اس دور میں نعت میں سیرت کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا جا رہا ہے۔

۔ میں نے اپنی نعتیہ شاعری میں اس بات پر زور دیا ہے کہ آنحضورؐ کا سب سے بڑا معجزہ آپ کی سیرت طیبہ ہے۔

میں ترنم سے محروم ہوں۔ البتہ تحت اللفظ میں نعت زیادہ اچھا پڑھا جا سکتا ہے۔ تحت میں بعض پڑھنے والے ترنم کو مات دیتے ہیں۔ ترنم میں بھی کچھ لوگ بہت اچھا پڑھتے ہیں اور اچھے ترنم سے پڑھی جانے والی نعت مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔ اس سلسلے میں مجھے مظفر وارثی صاحب کا ترنم بہت پسند ہے۔ نعت گو کی حیثیت بنیادی ہے اور نعت خواں پر فوقیت رکھتی ہے۔

۱۵۔ میری یہ سعادت ہے؟ نعت لکھنے کی توفیق حاصل ہوئی اس کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔

۱۶۔ نعت کے ذریعے سے نئی نسل کو سیرت کی تعلیمات سے زیادہ سے زیادہ روشناس کرایا جائے۔ نئی نسل کی ذہنی تربیت اور تعمیر سیرت کے لئے اس سے موثر پیرایہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

انیس لکھنوی (کھاریاں)

سید انیس الرحمن انیس لکھنوی (پ ۷ فروری ۱۹۳۶ء) جگر مراد آبادی کے شاگرد ہیں۔ "اعجاز تجلی" "تعقیف درد" اور "عارض صف شکن" شعری مجموعے ہیں جو طبع ہو چکے ہیں۔ نعت کا ایک مجموعہ بھی شائع ہوا ہے۔ کھاریاں کے پبلک سکول میں درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ "قلم قافلہ" کھاریاں کے صدر کی حیثیت میں علم و ادب کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مشاعرے میں ترنم سے پڑھتے ہیں۔ نعت کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ کلام میں پختگی اور نعت سے شیفتگی آپ کے ہاں بطور خاص محسوس کی جا سکتی ہے۔ عشق رسالتمآب کے وہ پھول آپ کے شعری گلدستے کا حسن ہیں۔ غزل بھی کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں۔

۱۔ اور بیدہ مجھی یہ بات ہے یہ پوچھا گیا کہ آپ نعت کی طرف کیسے مائل ہوئے۔ یہ فطرت ہے جو سکھاتی اور رہنمائی کرتی ہے۔ اسی طرح میری طینت' میری فطرت' عشق کی سرشاری اور محبت کی سرمستی نے مجھے نعت گوئی کی طرف مائل کیا اور یہی بنیادی محرکات ہیں۔ وہ شاعر جو حمد' نعت اور سلام و منقبت سے اپنی شاعری کا آغاز نہیں کرتا' اسے زندگی کا شعور نہیں فانی بدایونی نے کیا خوب کہا ہے۔

اس پہ مرنا جنہیں نہیں آتا   زندگی کا انہیں شعور نہیں

دو چار نعتیہ ابتدائی اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

دوستا اے صاحب معراج تیری سربلندی سے   فرشتوں کو بھی قدر آدمی محسوس ہوتی ہے
غیرت مہر ہے رخسار رسول عربیؐ   روکش خلد ہے گلزار رسول عربیؐ

۲۔ میں میر مینائی' عزیز لکھنوی' بیدم وارثی' بہزاد لکھنوی' ماہر القادری اور حفیظ جالندھری سے متاثر ہوں۔

۳۔ سوچ طریقے و تحقیق کرتی ہے مدح و ثنائے رسول حتمی مرتبت میری سوچ ہے اور مقصد حیات اس مدح و ثناء کو

اپنے ہر نفس میں سمو لیتا ہے۔ یہی مقصدِ حیات میرا نظریہ ہے اور اسی مقصدِ حیات نے ثنائے رسول کے لئے جہت اور سمت کا تعین کیا ہے جو نظریہ سوچ کے بغیر ہو وہ نظریہ نہیں اور نظریہ کے بغیر ثنائے خواجہ حق آور کی جہت اور سمت نہیں۔ میر ببر علی انیس مرثیہ نگاری کا نظریہ رکھتے تھے۔ گرچہ انہوں نے اپنی پوری زندگی میں چند غزلیں بھی کہی ہیں لیکن وہ اپنے مرثیوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ اگر نعت گو شاعر مثلاً حفیظ تائب یا مظفر وارثی شعوری طور پر نعت ہی کا شعار سے عرب و عجم کرتے چلے آرہے ہیں تو فن نعت گوئی سے پہچانے جا رہے ہیں۔ غالب نے قصیدے بھی کہے ہیں لیکن اصل میں وہ غزلوں کے شاعر ہیں۔ لہٰذا یہ بات طے ہو گئی کہ نعت رسول کے لئے پائیدار نظریہ کی ضرورت ہے۔

۴،۵۔ نعت گو شاعر کے لئے عرفان و آگہی، علم و فکر، جدت طرازی، ادراک و شعور، مطالعہ کی وسعت، مشاہدے کی قوت، عشق کی گہرائی، جذبے کی شدت، محبت کی سرمستی، روح کی وجد سامانی اور کیفیت کی سرشاری ضروری ہے۔ نعت گوئی کارگر شیشہ گری ہے۔ ذرا سی ٹھیس لگنے سے آبگینہ ٹوٹ جاتا ہے۔ احتیاط و تہذیب کا دامن کسی طرح نہ چھوٹے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ محبوب ازل محبوب غزل ہو جائے۔ میر نے کیا خوب کہا۔

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہ شیشہ گری کا

۶۔ جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات کسی دور کی بھی میراث نہیں رہیں۔ آج سے ایک سو برس پہلے جہان آبادی کے استاد عزیز لکھنوی نے نعت کے جو شعر کہے تھے وہ آج بھی جدید تر نظر آتے ہیں۔ مثلاً

معجزہ شق القمر کا ہے مدینے سے عیاں
مہ نے شق ہو کر لیا ہے دین کو آغوش میں
صورت تری معیار کمالات بنا کر
دانستہ مصور نے قلم توڑ دیا ہے

لیکن پھر بھی اس حقیقت کا برملا اعتراف کرنا چاہیے کہ جدید نعت گو شعراء نے ثنائے رسول نئے اسلوب اور نئے انداز میں کی ہے۔ وہ فن مصوری ہو کہ فن تعمیر ہو کہ فن شاعری ہر فن زمان و مکاں کے لحاظ سے جدت اور قدامت کو ظاہر کرتا ہے۔ بادشاہی مسجد اور شاہ فیصل مسجد کی طرز تعمیر الگ زمانے کا پتہ دیتی ہے۔ اسی طرح مانی و بہزاد کی مصوری اور چغتائی اور صادقین کی مصوری قدامت اور جدت کو ہر دور میں ظاہر کرتی رہے گی۔ احمد رضا خان بریلوی کی نعت اور حفیظ تائب کی نعت وقت و زمانہ کو ظاہر کرتی ہے لیکن ایک نعت گو شاعر اگر ذہین ہے تو ہر دور میں اس کا فن ذہانت اور جدت کو ظاہر کرتا رہے گا۔ غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم، والا شعر آج بھی جدت طرازی کی بہترین مثال ہے لیکن اس کے برعکس دور حاضر کے شعراء کی اکثریت روایتی انداز میں نعت کہہ رہی ہے لیکن یہ حقیقت اٹل ہے کہ قدیم نعت گو شعراء کے یہاں حسن و عشق کا جو پاکیزہ تصور اور جو کیفیت پائی جاتی ہے وہ اس دور میں عنقا ہے۔

۷۔ عصر حاضر میں نظم معریٰ، نظم آزاد، نثری نظم یا ہائیکو میں ثنائے محبوب ازل کے جو تجربے کیے جا رہے ہیں اس سے میں پوری طرح اتفاق کرتا ہوں لیکن نثری نظم کا میں قائل نہیں ہوں۔ جو شعراء اوزان و بحور اور فنی عروض کے متحمل نہیں ہو پاتے اور ہر مقام پر وہ راہ فرار اختیار کر رہے ہیں وہ اپنا بھرم رکھنے کے لئے نثری شاعری کی طرف بھاگ رہے ہیں اگر نثری شاعری پڑھنی ہو تو آب حیات کیوں نہ پڑھی جائے۔

[illegible] عقیدت [illegible] ذوق و شوق کے ساتھ ہوتی رہی ہے اور کوئی [illegible] میں نے پاک و ہند کے قریباً تمام شہروں کو ربیع الاول کے [illegible] تاب و شان و شوکت کے ساتھ نعتیہ مشاعرے اور نعت [illegible] میں اس بات سے قطعی اتفاق نہیں کرتا کہ [illegible] مرحوم کے دور میں نعت خوانی کو عروج حاصل ہوا ہے۔

[illegible] اس کی قدر و قیمت، افادیت اور اہمیت [illegible] محسوس کرتا ہوں اور [illegible] وہ ایک عبادت کی [illegible] ایسی عبادت جو بخشش و شفاعت کا ذریعہ ہے۔

۱۱۔ اس کے جواب میں دو شعر لکھ رہا ہوں۔

[illegible] قلب اور جاں کھو گئے
روح پر وجد کچھ ایسا طاری ہوا اپنی ہستی کے سارے نشاں کھو گئے

(بہزاد لکھنوی)

[illegible] عشق [illegible] حسن [illegible]

[illegible] مصطفیٰ [illegible] کے حق میں ہوں۔

[illegible] نعت گو شاعر نعت خواں بھی ہے۔ [illegible] وہ نعت گو شاعر نہیں ہوتے جس طرح غزل گو اور [illegible] اس طرح نعت گو اور نعت خواں کا فرق ہے۔ میں چونکہ حضرت [illegible] کا شاگرد ہوں [illegible] مشاعرے [illegible] مشاعرے میں اپنے خوبصورت ترنم سے [illegible] اور مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) کے تمام مشاعروں میں [illegible] اسی طرح ساری زندگی میں جتنے نعتیہ مشاعرے ہوئے وہاں مجھے ترنم سے نعت [illegible] خدمت [illegible] ترنم کی وجہ سے [illegible] مشاعروں پر چھا جاتا ہوں۔

[illegible] میں نے بہت خدمت [illegible] میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ [illegible] رسول ذرہ برابر بھی نہیں کر سکا تو خدمت تو بہت بڑی بات ہو گی۔

[illegible] چاہتا ہوں کہ وہ [illegible] ترقی کے جتنے بھی مدارج طے کرے اور وہ کسی ملک میں بھی جائے اسوۂ پیغمبر کو چراغ راہ اور نشان منزل بنا لے۔

[illegible]

خواجہ عابد نظامی (لاہور)

خواجہ عابد نظامی (پ ۲۱ اگست ۱۹۳۶ء) عہد حاضر کے نعت گو شعراء میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ "فیضانِ حرم"، "حسن محمد" اور "رؤف الرحیم" مطبوعہ نعتیہ مجموعے ہیں۔ جبکہ نظامی صاحب نے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے بھی بعض قابل قدر کتب تصنیف کی ہیں۔ آپ ایک طویل عرصے تک "سیارہ ڈائجسٹ" کی مجلس ادارت میں شامل رہے۔ ماہنامہ "ضیائے حرم" کے مدیر کی حیثیت میں اپنی ادارتی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ آج کل ماہنامہ "درویش" کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر کی حیثیت میں لوگوں کی جسمانی اور نعت گو شاعر کی حیثیت میں روحانی امراض کا علاج کرنے میں مصروف ہیں۔ آپ کی نعت و شاعری میں عہد حاضر کی جھلک بھی ملتی ہے جبکہ نعت کے ان مضامین کی بھی آپ کے ہاں فراوانی ہے جنہیں ہمارے صوفیائے کرام اور علمائے دین نعت میں عام طور پر زیر بحث لاتے رہے ہیں۔

۱۔ نعت گوئی کی طرف رجحان میں منعقد ہونے والی محافل میلاد کی بدولت ہوا۔ ندرت میرٹھی مرحوم کی نعت پر تضمین لکھ کر نعت گوئی کا آغاز کیا۔

۲۔ امیر مینائی اور مولانا احمد رضا خاں سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت آپ سے تعلق خاطر کا اظہار ہے۔

۴۔ نعت میں جذبے کا اظہار زباں سے زیادہ بہتر صورت میں ہے۔

۵۔ توحید کے معاملے میں ذہن صاف ہو تو نعت لکھنے میں بے احتیاطی ممکن ہی نہیں۔

۶۔ نعت قدیم و جدید نہیں ہوتی۔ مسلسل سفر ہے جو جاری ہے اور رہے گا۔

۷۔ ان سب اصناف میں جذبوں کا اظہار ممکن ہے۔

۹۔ نعت پر تنقیدی اور تحقیقی کام بہت کم ہوا ہے۔ نقاد حضرات کو اس پر توجہ دینی چاہئے۔

۱۰،۱۱۔ مدینہ شریف سے دوری کی شدت ہمیشہ محسوس ہوتی ہے۔ صبح نماز کے بعد جب گنبد خضریٰ کا تصور کر کے درود شریف پڑھتا ہوں تو حضوری کا لطف حاصل ہو جاتا ہے۔ حاضری کے لئے بلاوے کا منتظر ہوں۔

۱۲۔ یہ نعت گو پر منحصر ہے کہ اس کی طبیعت کا رجحان کس طرف ہے۔ دونوں جذبے اور موضوع اہم اور مبارک ہیں۔

۱۳۔ یہ بتانا نقاد حضرات کا کام ہے۔

۱۴۔ میں عموماً مشاعروں میں شامل نہیں ہوتا کبھی شامل ہوتا ہوں تو تحت لفظ پڑھتا ہوں۔

۱۵۔ کچھ کرنے کی آرزو ہے۔

۱۶۔ میرا اپنا شعر ہے ۔

بہت اندھیرا ہے ہستی کی رہگذاروں میں　　چلو تو مشعل عشق رسول لے کے چلو

اعجاز رحمانی (کراچی)

سید اعجاز علی رحمانی (پ ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء) کراچی کے رہنے والے ہیں۔ "لہو کے معبد"، "پہلی کرن آخری روشنی"

"افکار کی خوشبو" "غبار راہ" اور "[illegible]" کے عنوانات سے پانچ شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان دنوں مسدس میں منظوم تاریخ اسلام لکھ رہے ہیں۔ "افکار کی خوشبو" میں رحمانی صاحب نے احادیث مبارکہ کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ آپ کی نعتیہ [illegible] کا مجموعہ [illegible] ہے۔ انور رحمانی حمد و نعت میں فرق اور حفظ مراتب پر خاص طور پر زور دیتے ہیں۔ ان کی شاعری میں [illegible] نعت کی ایک الگ پہچان بنا دیا ہے۔ اسلامی تاریخ اور تہذیب پر شاعر کی خاص نظر ہے، جس کا اظہار ان کے نعتیہ کلام میں ملتا ہے۔

[illegible] اور نعت رسولؐ میرے [illegible] کا ایک حصہ ہے۔ [illegible] میرا گھرانہ مذہبی اور ادبی تھا [illegible] اور بزرگوں [illegible] نعت کی طرف متوجہ کیا [illegible] میں سے ایک نعت کے شعر حاضر ہیں:

مصطفیٰ کی شفاعت اگر چاہیے — اپنے کردار پر بھی نظر چاہیے
ہم کو منزل نہ زاد سفر چاہیے — صرف دامان خیر البشر چاہیے
[illegible] سے جو درکار ہے دوستی — مصطفیٰ کی طرح وہ گزر چاہیے
نقش پائے نبیؐ جلوہ گر ہوں جہاں — اہل ایماں کو وہ رہ گزر چاہیے
چاند [illegible] کے [illegible] شر — [illegible] "انور" شق القمر چاہیے

۲۔ امیر مینائی، علامہ اقبال، الطاف حسین حالی۔

۳۔ جہاں تک میری سوچ اور نظریہ کا تعلق ہے تو اس بارے میں [illegible] میں نعت میں [illegible] کا قائل نہیں ہوں۔ [illegible] نعت کو شعرا [illegible] نقش قدم [illegible] سب [illegible] رسولؐ کے [illegible] ہیں۔ مجھ سے بھی کوتاہیاں ہوئی ہیں اور [illegible] جب سے مجھے شعور ملا ہے میں نے کوشش کی ہے کہ ایسے اشعار [illegible] پر گرفت ہو۔ میرا عقیدہ ہے کہ کوئی انسان رسول نہیں ہو سکتا اور کوئی رسول خدا نہیں ہو سکتا۔ میں اپنے چند اشعار پیش [illegible] ہوں تاکہ بات کی وضاحت ہو سکے:

خلقت میں یہ مقام کسی اور کا نہیں — اللہ کے رسولؐ سے کوئی بڑا نہیں
گمرہ کر رہی ہیں یہ اندھی عقیدتیں — لوگو در رسول پہ سجدہ روا نہیں
اللہ کے رسول نے بتلا دیا ہمیں — اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں

۴۔ [illegible] حفظ مراتب کا خیال رکھنا چاہیے اللہ اور عبداللہ کے فرق کو سمجھنا چاہیے۔ حضورؐ کے حسن و جمال کے ساتھ ان کے پیغام کو نعت کے ذریعے عام کرنا چاہیے۔

۵۔ میں اس کے جواب میں ایک شعر عرض کرتا ہوں۔

مدحت اس کی کیوں نہ کریں وہ مدحت کا حقدار بھی ہے
بعد خدا جو اپنی حدوں میں مالک بھی مختار بھی ہے

۶۔ نعت کے لغوی معنی ہیں حضور اکرم کی تعریف۔ نعت کل بھی لکھی جاتی تھی۔ آج بھی لکھی جاتی ہے فرق صرف لہجے کا ہے۔ نعت نہ تو قدیم ہے نہ جدید۔ اللہ تعالیٰ سے [illegible] قدیم ہو سکتا ہے اس نے اپنے حبیب کی جو تعریف کی ہے کوئی بھی انسان نہیں کرسکتا۔ کعب بن مالک، حضرت حسان بن ثابت، سعدی، جامی [illegible] آج کا کوئی شاعر کہہ سکتا ہے۔ ہر شاعر اپنی فکر کے مطابق نعت لکھتا ہے اور سب کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ سب سے بہتر شعر لکھے۔

۷۔ دیکھیے نعت تو آپ کسی بھی صنف شاعری میں کہہ سکتے ہیں لیکن میری نظر میں نعت کے لیے پابند شاعری کا انداز زیادہ مناسب ہے کیوں کہ پابند شاعری میں ایک ردھم ہوتا ہے۔ پڑھنے والا خوش الحانی سے پڑھ سکتا ہے۔ جبکہ آزاد شاعری اس انداز سے نہیں پڑھی جاسکتی۔ اس کا تو کوئی بھی اسے یاد نہیں کر سکتا۔ آج جو نعتیں ریڈیو اور ٹی وی سے نشر ہوتی ہیں وہ پابند شاعری ہی میں لکھی جاتی ہیں۔ [illegible] میں شائع ہونے والے نعتیہ مجموعے بھی پابند شاعری ہی کی مرہون منت ہیں۔

۸۔ یہ بات سیاسی طور پر تو ایک حد تک درست ہے [illegible] دور میں نعت خوانی کا رجحان [illegible]۔

۹۔ نعت دیگر اصناف سخن کی طرح اردو ادب کا ایک حصہ بن چکی ہے مگر اب تک نعت پر بہت کم تحقیقی کام ہوا وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اہل ادب کو اس طرف توجہ دینا چاہیے۔ [illegible] پیش رفت تو ضرور ہوئی ہے [illegible] افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

۱۰۔ روضہ رسول پر حاضری کی تمنا تو ہر مسلمان کے دل میں ہوتی ہے۔ شاید نعت گو [illegible] مجھے اس [illegible] دوری زیادہ محسوس ہوتی ہے جب گھر میں سکون نہ ہو [illegible] کے رسول کا شہر امن و سکون کا گہوارہ ہے۔ اس کے بغیر زندگی نہیں گزرتی۔

۱۱۔ جی ہاں مجھے ایک بار [illegible] اللہ اور دربار رسول پر حاضری کی سعادت نصیب ہو چکی ہے۔

بڑھ رہے ہیں مدینے کی جانب قدم — کھو گئے ہیں ابھی سے اجالوں میں ہم
اک ہجوم تجلی ہے ہر گام پر — پر کشش ہیں بہت راہ کے پیچ و خم
ہر قدم بڑھتی جاتی ہیں بے تابیاں — جس قدر ہوتے جاتے ہیں نزدیک ہم
آج اذن حضوری ملا ہے ہمیں — فضل اللہ کا مصطفیٰ کا کرم
ناز کیسے نہ ہو اپنی تقدیر پر — اللہ اللہ اور نبی اور ہم
اپنے لب پر سجا کر درود و سلام — ہے غلام [illegible] حاضر شمع امم
حال دل آج اشکوں سے کر لے بیاں — گنبد [illegible] ہے سامنے چشم نم
آپ سے اک گزارش ہے محبوب رب — اس گنہگار کا آپ رکھ لیں بھرم
وقت رخصت قریب آرہا ہے حضور — [illegible] اٹھتے نہیں ہیں قدم
کیسے ٹھہریں کہ ممکن ٹھہرنا نہیں — کتنے مجبور [illegible] ہم
سب کے سب محترم سب کے سب معتبر — [illegible]

الوداع الوداع اے درِ نبیؐ جا رہے ہیں یہیں چھوڑ کر دل کو ہم

۱۲۔ یہ سوال بہت اہم ہے ہمارے اکثر شعرا نے حضور اکرمؐ کے حسن و جمال کی تعریف کی ہے یا پھر اپنی عقیدتیں بیان کی ہیں۔ بہت کم ایسے اشعار ملتے ہیں جن میں حضورؐ اکرم کی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہو۔ حضور کے حسن و جمال کی تعریف بھی بلاشبہ نعت کا حصہ ہے۔ حضور کی ذات حسن ظاہر کے اعتبار سے بھی مکمل ہے۔ حضور کا ظاہری حسن و جمال مسلمانوں کے لئے بے پناہ کشش رکھتا ہے۔ لیکن غیر مسلموں کے لئے ایسا نہیں ہے۔ صرف حضورؐ اکرم کی سیرت ہی دنیا بھر کے انسانوں کے لئے پرکشش اور قابل تقلید ہے۔ نعت حضور کے پیغام کو عام کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ مسلمانوں کے لئے بھی حضور کی سیرت پر عمل ہی باعث نجات ہے۔

۱۳۔ میں نے ۲۵۰ احادیث نبویؐ کو "گفتار کی خوشبو" کے نام سے منظوم کیا ہے۔ اس کے علاوہ تاریخ اسلام کو مسدس کی شکل میں لکھ رہا ہوں۔ جس کے ۷۵۰ بند اب تک لکھ چکا ہوں۔ مکی دور مکمل ہے مدنی دور سپرد قلم کر رہا ہوں۔ اس سے قبل میرے نعتیہ مجموعے "اعجاز مصطفےٰ" "پہلی کرن آخری روشنی" شائع ہو چکے ہیں۔ ایک اور نعت کا مجموعہ تیار ہے جو بہت جلد زیور طباعت سے آراستہ ہوگا۔

۱۴۔ نعت گوئی اور نعت خوانی میں وہی فرق ہے جو کہ ناظرہ قرآن پڑھنے والے اور ایک عربی زبان کو سمجھ کے پڑھنے والے میں ہوتا ہے۔ نعت خواں صرف شعر پڑھتا ہے۔ جبکہ نعت گو شاعر شعر کہتا بھی ہے اور پڑھتا بھی ہے۔ میں خود نعت ترنم سے پڑھتا ہوں جو لوگ ترنم کی سعادت سے محروم ہیں وہ اسی طرح ہیں جو قرآن کو قرات سے نہیں پڑھ سکتے۔

۱۵۔ میں نعتیں لکھتا ہوں، نعتیں پڑھتا ہوں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ میرے نعت کے دو مجموعے ایک احادیث کا منظوم مجموعہ موجود ہے۔ سیرت پر یہ مسلسل مسدس لکھ رہا ہوں۔ میری نعتیہ شاعری میں حضور اکرم کے پیغام اور سیرت کا پہلو زیادہ روشن ہے۔

۱۶۔ میرا پیغام ایک نعت گو شاعر کی حیثیت سے یہی ہے کہ حضورؐ اکرم کی تعریف زبانی بھی کریں اور عمل سے بھی اس کا ثبوت پیش کریں۔ دعویٰ بے دلیل کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

راجا رشید محمود (لاہور)

راجا رشید محمود (پ ۲۳ اگست ۱۹۳۹ء) ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور میں اردو کے سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ ہیں۔ نعت آپ کا خصوصی موضوع ہے۔ اگرچہ کسی دور میں غزل اور نظم سے بھی راہ و رسم رہی لیکن اب صرف اور صرف نعت و سیرت کے موضوع پر لکھ رہے ہیں۔ جنوری ۱۹۸۸ء سے ماہنامہ نعت باقاعدگی سے شائع کر رہے ہیں۔ جس کا ہر شمارہ خاص شمارہ ہوتا ہے۔ جس میں نعت و سیرت کے کسی ایک موضوع کے حوالے سے نظم و نثر کا انتخاب ہوتا ہے۔ ماہنامہ نعت فروغ نعت کے حوالے سے گرانقدر کام کر رہا ہے جبکہ تحقیق کے حوالے سے بھی اس کی خدمات لائق تحسین ہیں۔ راجا رشید محمود کے اردو اور پنجابی زبان میں نعت کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جبکہ نعت کے انتخاب بھی لائق تحسین ہیں۔ نعت مقدسہ کے

دل نواز موضوعات کے ساتھ ساتھ آپ نے تاریخ و تذکرہ کے حوالے سے بھی خاصا کام کیا۔ تحریک پاکستان کی گمشدہ کڑیوں کی تلاش خاص طور پر اہم ہے۔ نعت کے حوالے سے راجا رشید محمود کے ہاں ایک واضح سوچ اور فکر موجود ہے۔ وہ اسے قدیم و جدید کے خانوں میں بانٹنے کی بجائے ایسی نعت کو ضروری خیال کرتے ہیں جو قرآن حکیم کے موضوعات نعت کو ساتھ لے کر چلے کیونکہ نعت کا اولین مجموعہ قرآن حکیم ہے۔

۱۔ میرے گھر کا ماحول مذہبی تھا۔ میرے والد گرامی راجا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اسم بامسمی تھے۔ انہوں نے ہادی رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کی عظمت میرے دل میں راسخ کر دی۔ میری والدہ کریمہ رحمہا اللہ تعالیٰ مجھے بچپن میں نعت کی لوریاں دیتی تھیں' بعد میں بھی انہوں نے مجھے ہمیشہ در سرکار ابد قرار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جھکے رہنے کی تلقین فرمائی۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک سنتے ہی ان پر سحاب اشک کھل کر برسنے لگتا تھا۔ مجھے ماہنامہ "نعت" کے اجرا کی توفیق بھی والدین مرحومین کی دعاؤں سے ملی۔

میرے ... اور ... شاہ ... ضلع سرگودھا میں گزرا۔ میں نے ... تعلیم مدرسے میں حاصل کی اور وہاں بھی مجھے ایسے اساتذہ ملے جن کے دلوں میں محبت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر کیے ہوئے تھے۔ حافظ محمد افضل علیہ الرحمۃ سے میں نے قرآن پاک پڑھا' احترام سرور کونین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کی زندگی کا طرہ امتیاز تھا۔

ابا جی نے مجھے بچپن ہی سے مطالعے کی عادت ڈالی اور زیادہ تر ایسا سنجیدہ پڑھنے کو دیا جو محبت و مدحت رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ پر ڈال سکتا۔ انہوں نے مجھے کئی بار ... خوش ... کی ... میں ... محسن کاکوروی پڑھایا اور امیر مینائی اور علامہ اقبال کا کلام پڑھنے کو دیا۔ میں چھٹی جماعت میں تھا جب میں نے پہلی نعت کہی۔ ابا جی نعت سن کر میری حوصلہ افزائی کرتے اور مجھے معیاری کلام پڑھنے کی تلقین کرتے تھے۔

تعلیمات قرآن و احادیث نے میرے ذوق ... کی۔ ... شہید ... احمد رضا خاں بریلوی اور امیر مینائی کے کلام نے ... اور میں نعت ... گزشتہ ... سے ... اب صرف حضور حبیب خالق و خلائق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و سیرت ہی کے موضوع پر کام کرتا ہوں' اور بس!

۲۔ عربی نعت میں امام محمد بن سعید بوصیری اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی' فارسی میں قدسی کی نعت کے علاوہ جامی اور علامہ اقبال' اردو میں محسن کاکوروی' امیر مینائی' مولانا احمد رضا خاں بریلوی' حسن رضا بریلوی' حافظ مظہر الدین' علامہ ... اور حفیظ تائب اور پنجابی میں راقب قصوری اور پیر فضل گجراتی کے نعتیہ کلام سے مجھے جو ... نصیب ہوتا ہے' کہیں اور کم ملتا ہے۔

۳۔ نعت کے حوالے سے میری سوچ "ورفعنا لک ذکرک" کے الوہی ارشاد کے تابع ہے۔ جب اللہ کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند کرنے کی وجہ "لک" بیان فرما دی تو کسی کے لیے اس بات کی گنجائش نہیں کہ وہ نعت سے متعلق کوئی کام' ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے متعلق کوئی کام خوشنودی حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بجائے کسی اور مقصد سے کرے۔ کسی کو نعت کہتا ہے' نعت پڑھتا ہے' نعت سنتا ہے' نعت پر تحقیق و تنقید کرتا ہے' نعت یا نعت سے متعلق مواد چھاپتا ہے یا فروغ نعت کے سلسلے میں کوئی بھی کام کرتا ہے' اس کا مطلوب و مقصود

محض حضور حبیب کبریا علیہ السلام والثناء کی خوشنودی ہونا چاہیے۔ اگر ہم نعت کہتے اور پڑھتے ہیں کہ اچھے شاعر سمجھے جائیں یا داد حاصل کر سکیں' نعت خوانی کرتے ہیں کہ طلب زر ہو' نعت خوانوں پر نوٹ نچھاور کرتے ہیں کہ سخی سمجھے جائیں' نعت کی کوئی تقریب کرتے ہیں کہ اپنا آپ ظاہر کر سکیں' تنقید کرتے ہیں کہ اپنے تاثرات و تعصبات کے جذبات کی تسکین کریں' اور اس قسم کے دوسرے کاموں میں ہمارے پیش نظر خوشنودی سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علاوہ کوئی اور مقصد ہے تو میرے نزدیک ہم گنہگار ہو رہے ہیں۔

۴۔ میرے نزدیک نعت گو کے لئے ضروری ہے کہ تعلیمات قرآن و احادیث سے واقف ہو' نعت کے مضامین و موضوعات بنیادی طور پر قرآن و احادیث اور اشعار صحابہ کرامؓ سے حاصل کرے اور ایسے مضامین و موضوعات سے کسی طرح صرف نظر نہ کرے۔ فنی لحاظ سے معیاری شعر کہنا اور شعری محاسن برتنا بہت ضروری ہے' اور نعت کو اس حیثیت سے معیار کا حامل نمونہ ہونا چاہیے لیکن اس کوشش میں کسی طرح کوئی خیال' کوئی مضمون' کوئی شعر' مصرع بلکہ کوئی حرف اور شوشہ بھی نہیں ہونا چاہیے جو مقام رسالت (علیہ الصلوٰۃ والثناء) سے کمتر ہو۔

۵۔ نعت گوئی مقام احتیاط کی اہمیت کے پیش نظر واقعی تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے اور ہر نعت گو کو یہ حقیقت مد نظر رکھنا چاہیے۔ میں اپنی شاعری میں اس لحاظ سے احتیاط کرتا ہوں کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام الوہیت تک نہ پہنچا دیا جائے۔ انبیاء سابقہ علیہم السلام سے موازنہ کرتے وقت یہ احتیاط ملحوظ رکھتا ہوں کہ کہیں کسی نبی یا رسول کی توہین کا پہلو نہ نکل آئے۔ کوشش کرتا ہوں کہ کوئی مضمون یا کوئی لفظ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبہ سے کمتر استعمال نہ ہو جائے۔ میرا ایمان ہے کہ میں اپنی ہر نعت بارگاہ رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) میں پیش کرتا ہوں۔ اسی لئے نعت کہنے کے بعد "آمد نامہ" میں جلد نہیں ہوتا اور دوستوں کو اپنے شعر نہیں سناتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش ہونے کے بعد نعت کہنے کا مقصد پورا ہو جاتا ہے' اسی لئے کسی اور صلہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

شروع میں تو میں نے اس کا اہتمام نہیں کیا لیکن بعد میں اہتمام' نعت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو یا تم سے خطاب سے احتراز شروع کر دیا۔ چنانچہ میرے پہلے اردو مجموعہ نعت "ورفعنا لک ذکرک" کی بعض نعتوں میں تو یہ جسارت ملتی ہے۔ "حدیث شوق"' "سیرت منظوم"' "۹۲" اور "ستاں دی اُنی" (پنجابی مجموعہ نعت) میں کہیں ایسا نہیں ہے۔

۶۔ موضوعات کے لحاظ سے قدیم اور جدید نعت کی اصطلاحات میرے نزدیک مناسب نہیں۔ البتہ ہیئت اور لفظیات کے حوالے سے یہ اصطلاحات مناسب ہیں۔

۷۔ نئے شعری تجربے نعت کے کینوس کو وسیع کر رہے ہیں۔ ان کی افادیت مسلم ہے لیکن نعت کی روح کسی نئے تجربے کی بھینٹ نہیں چڑھنا چاہیے۔ یعنی نعت گوئی میں احتیاط کا دامن کسی صورت میں ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے۔

۸ دور حاضر بلاشبہ نعت کا دور ہے۔ دوسری بات اس حد تک درست ہے کہ ضیاء الحق کے دور میں نعت خوانی کو زیادہ فروغ حاصل ہوا ہے۔ جہاں تک نعت گوئی کا تعلق ہے' اس کو قیام پاکستان کے بعد فروغ ملا ہے اور میں نے سہ

ماہی "فکر و نظر" اسلام آباد کے حالیہ سیرت نمبر کے لئے "پاکستان میں نعت" کے حوالے سے ایک مضمون میں جو تجزیہ کیا ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شعرا کے مجموعہ ہائے نعت ایک تدریج کے ساتھ زیادہ چھپتے آ رہے ہیں اور اس میں ضیاء الحق کے دور کی کوئی خصوصیت دکھائی نہیں دیتی۔

۹۔ نعت کے باب میں تحقیق کے حوالے سے اب تک جو کام ہوا ہے' اس میں برصغیر میں عربی نعت پر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی' اردو نعت پر ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق اور ڈاکٹر ریاض مجید اور پنجابی نعت پر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کے پی ایچ ڈی کے مقالات اہم ہیں۔ پروفیسر یونس شاہ کی کتاب "تذکرہ نعت گویان اردو (حصہ اول و دوم) میں اردو شاعری کے ادوار کے لحاظ سے نعت گووں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتحپوری اور ڈاکٹر سید رضوی برق کی کتابیں "اردو کی نعتیہ شاعری" تحقیق نہیں۔ طلحہ فتحپوری کی کتاب "اردو نعت اردو تاریخ و ارتقاء" خاصا کمزور کام ہے۔ شمس بدایونی کی "اردو نعت کا شرعی محاسبہ" یک رخاپن کا شکار ہے۔ میں نے جنگ پبلشرز کے لئے ہیئت کے اعتبار سے اردو نعتیہ شاعری کا ایک انتخاب کیا ہے' اس کا مقدمہ الگ جلد کی شکل میں شائع ہوگا' اس میں اب تک اردو نعت پر ہونے والے تحقیق کا کام محاکمہ ہے۔

پاکستان میں نعت بہت زیادہ کہی جا رہی ہے۔ بہت سے نعتیہ مجموعے اور بہت سے انتخاب نعت چھپ چکے ہیں لیکن یہ امر نہایت تکلیف دہ ہے کہ نعت کو اب تک تحسین کی چیز سمجھا جا رہا ہے' اس پر تنقید کی جسارت نہیں کی جاتی۔ کراچی سے "بت خانہ شکستم من" اور "سحر و ساحری" چھپی ہیں لیکن ان میں تنقید سے زیادہ تنقیص کارفرما ہے اور رسائل و جرائد میں "تبصرے" کے نام سے محض تعارف یا تحسین سے کام چلایا جا رہا ہے۔ نعت گوئی کے لئے قرآن و احادیث کی تعلیمات سے کماحقہ' آگاہ ہونا ضروری ہے ورنہ شاعر کہیں نہ کہیں مار کھا جاتا ہے۔ بعض شعرا نعت کہتے ہوئے حمد اور نعت کے فرق کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ بعض شعراء حضور محبوب کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) کی تعریف میں ایسے الفاظ' تراکیب' استعارے' تشبیہیں استعمال کر بیٹھتے ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام اور مرتبے سے فروتر ہوتی ہیں اور شعروں میں محبوب مجازی نظر آنے لگتا ہے۔ نعت خوانی کی محافل کے لئے کہی جانے والی نعتیں مترنم بحروں میں ہوتی ہیں لیکن مقصد داد وصول کرنا اور جلب منفعت ہوتا ہے' اس لئے ان میں معانی و مفاہیم کے اعتبار سے بھی اور زبان و بیان کے زاویے سے بھی بے احتیاطیاں دکھائی دیتی ہیں۔ ان ساری قباحتوں کا علاج نعت پر مثبت اور بے لاگ تنقید ہے۔ جس کی طرف پاکستان میں توجہ ہی نہیں دی جا رہی۔

۱۰۔ روضہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر حاضری کی تمنا تو ہر مومن کے دل میں ہوتی ہے اور جو شخص نعت کہتا ہے' اس کے دل میں زیادہ ہوتی ہے۔ مگر شرط یہی ہے کہ وہ لفظوں کا کھیل نہ کھیلتا ہو' نعت کہتا ہو۔ اگر نعت میں جذبے کی کارفرمائی ہے اور مقصود خوشنودی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو ممکن نہیں کہ نعت نگار کے دل میں حاضری در حضور (علیہ الصلاۃ والسلام) کی خواہش گھر نہ کیے ہوئے ہو۔ چنانچہ' یہ تمنا تو میرے دل میں ہمیشہ رہی' البتہ مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت میں شدت اس وقت سے آئی ہے' جب سے مدینہ معظمہ دیکھ آیا ہوں۔

۱۱۔ میں ۱۹۸۹ء ۱۹۹۱ء ۱۹۹۲ء میں مکہ منورہ اور مدینہ مکرمہ میں حاضری کی سعادتوں سے بہرہ یاب ہوا۔ لیکن یہ بات میری

سمجھ ہی میں نہیں آتی کہ حرم نبوی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) اور گنبد الخضر کے سائے میں نعت بھی ہو سکتی ہے۔ وہاں تو درود و سلام سے کبھی فرصت ہی نہیں ملی۔ البتہ پہلی دو حاضریوں میں' اپنی جائے قیام پر چند اشعار اور چند قطعات ہوئے۔

۱۲۔ جمال مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والثنا) اور سیرت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دو مختلف رویے بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے جو کسی طرح مناسب نہیں۔ خالق و مالک حقیقی کے کلام پاک میں' احادیث مقدسہ میں اور صحابہ کرامؓ کی نعتیہ شاعری میں جمال و تکریم مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اہمیت بتائی گئی ہے اور اس سے الگ رویہ رکھنے والے گمراہی کا شکار ہیں۔ سیرت سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اہمیت اور مومنوں کے لئے اس کی اہمیت و افادیت تعلیمات قرآن و احادیث اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے ظاہر ہوتی ہے' اس سے مختلف رویہ رکھنا بھی کم گمراہی نہیں ہے۔ اس لئے میں تو انہیں دو رویے نہیں سمجھتا' نعت کے موضوعات سمجھتا ہوں اور میرے نزدیک ان دونوں کے بغیر نعت مکمل نہیں ہوتی۔

۱۳۔ اب تک میرے جو اردو مجموعہ ہائے نعت شائع ہو چکے ہیں' ان میں "ورفعنا لک ذکرک"' "حدیث شوق"' "سیرت منظوم"' "منشور نعت" (مجموعہ فردیات) اور "۹۲" (قطعات) شامل ہیں۔ پنجابی مجموعہ نعت "نعتاں دی ڈالی" پر مجھے ۱۴۰۸ھ میں صدارتی ایوارڈ دیا گیا۔ "حق دی تائید" میں پنجابی اور اردو نعتیں شامل ہیں۔ "مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" اور "نعت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے نام سے دو انتخاب نعت شائع ہو چکے ہیں۔ حافظ پیلی بھیتی کے آٹھ نعتیہ دواوین کا انتخاب "نعت حافظ" کے نام سے اور امیر مینائی کی نعتوں کا انتخاب "قلزم رحمت" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ نعت کے حوالے سے ایک کتاب "اقبال و احمد رضا' مدحت گران پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی چھپ چکی ہے۔ "۹۲" میں ہیئت کے اعتبار سے نعت کا ایک ضخیم انتخاب کمپوز ہو گیا ہے جو ایک مبسوط تحقیقی مقدمے کے ساتھ تین جلدوں میں شائع ہو رہا ہے۔ ۹۲ ہی میں ایک کتاب "پاکستان میں نعت" لکھی ہے جو امسال شائع ہو گی۔ آج کل "ادبیات نعت" کے موضوع پر کام ہو رہا ہے۔ "ثنائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" اور "نعت مصطفےٰ علیہ السلام والثناء" کے نام سے دو مزید انتخاب زیر طبع ہیں۔

"اردو نعت کا تنقیدی مطالعہ" کے موضوع پر پی ایچ ڈی کے لئے مقالہ لکھ رہا ہوں۔

۱۴۔ نعت گوئی' نعت گوئی ہے اور نعت خوانی نعت خوانی۔ ایک تخلیق ہے' دوسری ترنم۔ نعت گوئی بنیادی کام ہے اور نعت خوانی فروغ نعت کا اہم ذریعہ۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ نعت کہنا سنت خداوندی ہے' نعت پڑھنا سنت صحابہؓ ہے اور نعت سننا' سنت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ شرط وہی ہے کہ مقصد صرف اور صرف خوشنودی محبوب ذوالجلال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ میں گا نہیں سکتا' مجھ میں یہ صلاحیت نہیں ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ مجھے اللہ کریم جل و علا نے جو جو صلاحیت عطا فرمائی ہے' وہ میں نے نعت و سیرت کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی مل جائے۔

۱۵۔ فروغ نعت کے لئے ذاتی سطح پر میں نے ماہنامہ "نعت" کا اجرا کیا ہے جو جنوری ۱۹۸۸ء سے اب تک پابندی وقت

کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اس کا ہر شمارہ ۱۱۲ صفحات پر نعت یا سیرت کے کسی موضوع پر خاص نمبر ہوتا ہے۔ دسمبر ۱۹۹۲ء تک پونے پانچ ہزار صفحات پر مشتمل مواد اس ذریعے سے نعت سے محبت رکھنے والوں تک پہنچ گیا ہے۔ فروغ نعت کی ایک کوشش لاہور میں ہونے والے غزلیہ مشاعروں میں میری شرکت ہوتی تھی۔ (اب نہیں' جب اس کی ضرورت زیادہ تھی) میں مشاعروں میں جاتا تھا اور نعت پڑھا کرتا تھا۔ مجلس سخن کے پلیٹ فارم پر اڑھائی سال تک ہر ماہ ایک نعتیہ مشاعرہ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول' بھاٹی گیٹ' لاہور میں کراتا رہا۔ ایوان نعت رجسٹرڈ کے زیر اہتمام ایک "نعت لائبریری" قائم کی ہے' جس میں نعت و سیرت کی کتابوں کا معتدبہ ذخیرہ ہے۔ اس کوشش میں ہوں کہ ہر سال نعت سے متعلق ایوارڈ جاری کر سکوں۔

۱۲۔ ایک ہی بات کہ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو زندہ ہستی کے نام لیوا بن جاؤ۔ درود و سلام کو وظیفہ حیات بنا لو' اور طے کر لو کہ نعت یا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے کوئی نہ کوئی کام ضرور کرو گے۔ اور وہ کام صرف خوشنودی رحمت ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کرو گے۔ صرف!!

جمشید مسرور (اوسلو: ناروے)

جمشید مسرور کا تعلق ہمارے عہد کے ان اہل قلم سے ہے جو وطن سے بہت دور وطن کی تہذیب ادب اور زبان کے نمائندے کی حیثیت میں کام کر رہے ہیں۔ مسرور کے والد ماجد اور دادا محترم دونوں صاحب کمال اور صاحب دیوان شاعر گزرے ہیں۔ گجرات میں بچپن گزارنے کے بعد تعلیم اور تلاش معاش کے سلسلے میں لاہور رہے۔ ایک طویل عرصے سے اوسلو میں مقیم ہیں۔ ماہنامہ بازگشت کے مدیر ہیں۔ عالمی ادب نمبر آپ ہی کی زیر ادارت شائع ہوا ہے۔ "شاخ نظر" مطبوعہ مجموعہ کلام ہے۔ دوسرا مجموعہ کلام' ایک ناول اور افسانوں کا ایک مجموعہ زیر ترتیب ہے۔ نعت کے حوالے سے آپ کی سوچ بڑی منفرد اور توانا ہے۔ سیرت رسول کے مختلف پہلوؤں کو بڑی عقیدت و احترام کے ساتھ نعت میں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ ہر مسلمان شاعر نعت کا رجحان ضرور رکھتا ہے۔ مجھے لاہور میں قیام کے دنوں میں ریڈیو پاکستان لاہور سے چند بار نعتیہ مشاعروں میں حصہ لینے کے لئے بھی بلایا گیا۔

۲۔ بات نعت کی ہے اس لئے سبھی اچھا کہتے ہیں۔

۳۔ نعت کہنا ایک سعادت ہے۔ یہی میری سوچ اور نظریہ ہے۔

۴۔ نعت گو کو نعت میں اپنی عقیدت کی حدیں ضرور مقرر کر لینی چاہیں ورنہ افراط و تفریط کا خطرہ بھی ہے۔

۵۔ نعت گوئی واقعی تلوار کی دھار پر چلنے کا نام ہے۔ ذرا سا پھسلا تو شرک کا مرتکب بھی ہو سکتا ہے۔

۶۔ نعت کی قدیم و جدید تفریق بے معنی ہے۔ ہاں کہنے کا ڈھنگ وقت کے ساتھ ساتھ بدل سکتا ہے۔

۷۔ نعت خوبصورت ہو۔ شعری تجربہ جو بھی ہو۔ فرق نہیں پڑتا۔

۸۔ نعت خدانخواستہ کسی بادشاہ۔ صدر یا سلطان کی مرہون منت نہیں۔ یہ محمد عربیؐ کے لئے ہے۔ اور یہ ہر دور میں لکھی گئی ہے۔

۹۔ تحقیق و تنقید میں مزید کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے۔

۱۰- میں ابھی تک خود کو اس اہل نہیں پاتا کہ وہاں جانے کی تمنا بھی کروں۔

۱۱- نہیں

۱۲- سیرت رسول بہر حال اولیٰ ہے۔ وہ اس کا تتبع کر کے مسلمان دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ حسن تو ایک اضافی چیز ہے۔

۱۳- نعت میں میں نے روایت پسندی سے کبھی کوئی شعر نہیں کہا۔ مثلاً مولا' "آقا" سگ دیار' "گدائے کوچہ' بلا لو مدینے مجھے' قسم کی سوچ سے قصداً" اجتناب کیا ہے۔ یہ سب کے بغیر بھی بات کی جا سکتی ہے۔ اور اتنی خوبصورتی سے کی جا سکتی ہے جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

۱۴- نعت گو شاعر ہوتا ہے اور صرف نعت خواں گویا۔ البتہ مجھے نعت گوئی کے علاوہ نعت خوانی کی سعادت بھی نصیب ہوئی ہے۔ اوسلو میں ایک ریڈیو سٹیشن سے کئی دفعہ اپنی کہی ہوئی نعتیں ترنم کے ساتھ سنائی ہیں۔

۱۵- اپنی کوششوں میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ راقم نے لاہور سے معروف نعت خواں اور نعت گو مظفر وارثی کو اوسلو بلوایا اور اوسلو میں رہنے والے ہم وطنوں کو عام مولویوں کی نعتوں سے ہٹ کر ایک اور قسم کا نعتیہ کلام سننے کا موقع فراہم کیا۔

۱۶- نسل نو کے لئے میرا پیغام یہی ہے کہ ہمارے بڑوں نے ہمیں جہالت اور توہمات اور بے معنی قدامت پرستی کی دلدل سے نکالنے کی بار بار کوششیں فرمائیں۔ دنیا بدل چکی ہے۔ وہی نسلیں زندہ رہیں گی جو زندگی کے بارے میں سائنسی نقطہ نظر اپنائیں گی۔ تحقیق کریں گی اور دماغ کا استعمال کریں گی۔ ورنہ ان دلدلوں میں پھنسی رہیں گی جن میں حضرت" علامہ قزوینی انہیں چھوڑ گئے۔

"جب عقاب بوڑھا ہو جاتا ہے تو بہت اونچا اڑتا ہے پھر فضا میں اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ سورج کی گرمی سے اس کے پر جل جاتے ہیں۔ پھر وہ نیچے گرتا ہے اور ایک شکین تہ پانی کے کنوئیں میں غوطہ لگا کر از سر نو نوجوان ہو جاتا ہے" (عقاب کے بارے میں تحقیق) لاحول ولا قوۃ ....

غنی دہلوی (کراچی)

غنی دہلوی کا تعلق حضرات کے ان شعراء سے ہے جنہوں نے نظم و غزل کی وادی میں بھی گلہائے رنگا رنگ پیش کئے ہیں۔ "شاخسار" "نو بہار" "باب سحر" اور "پھول اور کلیاں" "غنی کے غزلیات' قطعات' نظمیات" اور بچوں کے لئے نظموں پر مشتمل مجموعے ہیں۔ جبکہ "نسیم حجاز" مطبوعہ مجموعہ نعت ہے جسے اردو اکیڈمی سندھ نے شائع کیا ہے۔ جہاں تک غنی دہلوی کی نعتیہ شاعری کا تعلق ہے ان کے ہاں لفظوں کے جلال و جمال کی بجائے سادگی خلوص اور سچائی کو بنیادی دخل حاصل ہے۔ وہ خود بھی صاحب دل اور درویش منش آدمی ہیں۔ اس لئے ان کی شخصیت کا پرتو ان کے نظام فکر پر بھی دکھائی دیتا ہے۔ ان کے کلام میں بقول ڈاکٹر فرمان فتح پوری عشق رسالتماب کی عجیب سرشاری و مستی موجود ہے۔

۱- علامہ اقبال کے اس شعر کے مطابق نعت گوئی کا آغاز ہوا۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز کیا ہے لوح و قلم تیرے ہیں

میری پہلی نعت کے دو شعر پیش خدمت ہیں۔

کیا مزا آئے ایسے جینے میں   میں یہاں دل میرا مدینے میں
میں کہوں کب بلاؤ گے آقا   وہ یہ کہہ دیں اسی مہینے میں

۲۔ میں عربی کے مشہور نعت گو شاعر حسان بن ثابتؓ سے اور فارسی میں مولانا جامیؒ سے اردو میں مولانا ظفر علی خاں اور علامہ اقبال سے بے حد متاثر ہوں۔

۳۔ میرے خیال میں جو مسلمان شاعر حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبولؐ نہیں کہتا اسے اس زمین پر رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

۴۔ میرے خیال میں نعت گوئی کی نہیں جاتی یہ وہ جذبہ ہے جو خود بخود الفاظ کی شکل لے کر ابھرتا ہے۔ نعت گو کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کی محبت کی سچائی اور جذبہ کی صداقت سننے والے اور پڑھنے والے تک اسی طرح پہنچے جس طرح اس کے دل میں موجزن ہے۔

۵۔ بے شک نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے۔ میری نعت گوئی ایک ایسا ہدیہ ناچیز ہے جو رسالت مآبؐ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ اس حقیر اور ناچیز تحفہ کو میں کیسے پرکھ سکتا ہوں۔

۶۔ نعت میں نہ کوئی جدت ہوتی ہے نہ قدامت۔ جس طرح عقیدت اور محبت ہر دور میں ایک ہی لبادہ اوڑھتی ہے اس لئے کل بھی نعت رسولؐ کی محبت پر تھی اور آج بھی۔

۷۔ کسی جذبہ کے اظہار کے لئے ہر راستہ مناسب اور بہتر ہے۔ یہ شاعر پر منحصر ہے کہ وہ اظہار کن الفاظ میں بہتر کر سکتا ہے۔

۸۔ صرف جزیں سیہ ادق کا دور نہیں بلکہ جب سے آفتاب رسالت اس دنیا میں طلوع ہوا اور جب تک دنیا قائم ہے۔ یہ پورا دور نعت رسولؐ کا دور ہے۔

۱۰۔ نعت لکھتے وقت جو بھی میں محسوس کرتا ہوں اس کے اظہار کے لئے ابھی تک دنیا کی کسی زبان میں الفاظ نہیں ملتے۔ میں مدینے سے دوری ہر لمحہ محسوس کرتا ہوں جب مجھے لفظوں کو یکجا کرنا ہوتا ہے۔

۱۱۔ میرے رسولؐ کا ایک بڑا کرم یہ ہے کہ انہوں نے مجھے اپنی بستی اور روضہ پر بلایا۔ میں نے نعتیہ مجموعہ "نسیم حجاز" خصوصیت سے مسجد نبویؐ کے پیش امام کی خدمت میں پیش کیا اور رسالت مآبؐ کے مولود میں قائم کی ہوئی لائبریری میں رکھا ہے۔

۱۲۔ نعت رسولؐ میں جمال مصطفےٰؐ اور سیرت رسولؐ میرے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں اور میں ان دونوں سے بے انتہا متاثر ہوں۔

۱۳۔ میں نے نعت میں مختلف زاویوں اور حوالوں سے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

۱۴۔ میں نعت خوانی اور نعت گوئی میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا ہوں۔ اس لئے کہ نعت گوئی سیدھے سادھے انداز

میں اپنے جذبات کا اظہار ہے اور نعت خوانی سراور لے کے ساتھ جذبات کو دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ دونوں انداز اچھے ہیں اور لوگوں میں قبول کئے جاتے ہیں۔

۱۵۔ میں نئی نسل سے صرف ایک بات کہوں گا کہ اس تاریک دنیا میں روشنی کے لئے صرف ایک مشعل ہے اس کا نام احمد مجتبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

عنایت علی خاں (حیدر آباد)

عنایت علی خاں معروف مزاح نگار ہیں۔ گورنمنٹ کالج حیدر آباد میں اردو پڑھاتے ہیں۔ "از راہ عنایت" اور "عنایات" شعری مجموعے ہیں۔ بچوں کیسے نظموں کے دو مجموعے "پھول ہی پھول" اور "اچھی اچھی نظمیں" بھی ترتیب دی ہیں۔ اسلامیات اور اردو کی درسی کتب بھی لکھی ہیں۔ تحریک اسلامی سے وابستہ اہل قلم ہیں۔ دنیائے مزاح میں اپنا الگ مقام رکھتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی عقیدت کے اظہار کے لئے نعت بھی کہتے ہیں۔ نعت میں حضرت مولانا احمد رضا بریلوی اور نعیم صدیقی کے معترف ہیں۔ یوں اردو نعت کے ماضی و حال کو ساتھ لے کر چلنے کی روایت کی پاسداری کر رہے ہیں۔

۱۔ نعت گوئی کا محرک تو ظاہر ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات سے محبت اور آپ کے فیوض کا عرفان ہی ہے۔ پہلی نعت کے اشعار ہیں:

وہ جس کے حسن سے رونق جہاں کو ملتی ہے   وہ جس کے نام سے لذت زباں کو ملتی ہے

وہ حسن کا صف زماں و مکاں سے ہے آزاد   وہ فصل گل کہ ہر اک گلستاں کو ملتی ہے

وہ حسن کے فرق پہ سجتا ہے تاج خلق عظیم   نگاہ مہر ہی نامہرباں کو ملتی ہے

۲۔ اقبال، ظفر علی خاں، امیر مینائی، نعیم صدیقی، آسی ضیائی رامپوری

۳۔ نعت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ آپ کی لائی ہوئی شریعت کے حوالے سے آپ کو محسن انسانیت کی حیثیت میں پیش کیا جائے اور آپ سے محبت کے ذیل آپ کے مشن کی تکمیل کے عزم کا اظہار ہونا چاہیے

۴۔ یہ احتیاط ملحوظ رہنی چاہیے کہ غلوئے عقیدہ میں عقیدہ توحید مجروح نہ ہو۔ بقول خالد احمد۔

نعت کو حمد نہ کر   آگ میں ہاتھ نہ ڈال

۵۔ میں نے کوشش کی ہے کہ افراط و تفریط سے بچ کر دلی جذبات کا اظہار کر سکوں۔

۶۔ قدیم نعت میں زیادہ تر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اسد اور اپنے محبوب کے طور پر کی جاتی تھی۔ آپ کی شکل و شمائل کا ذکر ہوتا تھا۔ اظہار محبت کا طریقہ بھی وہی تھا جو عاشق و معشوق کا ہوتا ہے۔ آپ کو صفات الوہی سے بھی متصف کر دیا جاتا تھا۔ خواب میں زیارت اور مدینے بلائے جانے کی آرزو کا اظہار ہوتا تھا۔ جدید نعت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلم کو ایک مصلح اور محسن انسانیت کی حیثیت میں پیش کیا جاتا ہے۔ آپ کی محبت کے حوالے سے

ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل کا بیان ہوتا ہے اور احیائے اسلام کے عزم کا اظہار بھی۔

۷۔ نعت گوئی کے لئے جملہ اصناف سخن استعمال ہونی چاہئیں۔ یہ وہ بادۂ گلفام ہے جو ہر ظرف کو دل آویزی بخشے۔

۸۔ جی ہاں! یہ نعت گوئی کا دور ہے اور جیسے جیسے دنیا کے باطل نظریات کی قلعی کھلے گی آپ کی ذات اور پیغام کی اہمیت بڑھے گی۔ ضیاء الحق مرحوم کی سرپرستی میں اس رجحان نے فروغ ضرور پایا لیکن زیادہ رسمی انداز ہی اپنایا گیا۔

۹۔ الحمد اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت بعد مکانی سے زیادہ متاثر نہیں ہوتی۔ مسجد نبوی میں دوبار حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن مسجد کی حد سے زیادہ زیب و زینت اور متمول ماحول سے طبیعت کی امنگ متاثر ہوئی۔ جس نبی کے گھر شب وفات چراغ میں ڈالنے کو تیل نہ تھا اس کی مسجد میں ڈھائی کروڑ کے فانوس لگے ہوں۔ دراں حالیکہ اس کے لاکھوں امتی دو وقت کی روٹی سے محروم ہوں۔ میرے جذبہ عقیدت پر ہر چیز گراں گزرتی ہیں۔

۱۱۔ حرمین شریفین میں پورا وقت نوافل و حفظ قرآن دعاؤں اور درود میں صرف ہوا۔ اشعار دور رہتے ہوئے ہی موزوں ہوئے۔ روضہ انور کے قریب درود خوانی نے اور ملتزم پر اشک باری نے مزا دیا۔

۱۲۔ میرا رجحان حسن معنوی کی ستائش و امتنان کا ہے۔

۱۳۔ کوئی نیا کام نہیں کیا۔

۱۴۔ عمر کے اس حصے میں تحت اللفظ پڑھنے پر اصرار کرتا ہوں۔ حسن صوت کی سحر تفریق سے انکار نہیں لیکن جہاں راگ ودھیا سے مضمون کا تقدس مجروح ہونے لگے تو ناگواری ہوتی ہے۔

۱۵۔ اس سلسلے میں بات نعتیہ مشاعروں میں شرکت سے آگے نہیں بڑھی۔

۱۶۔ امت کے لئے آپ کی فکر مندی کو اپنے ایک شعر میں یوں ظاہر کیا ہے ۔

وہ میرے واسطے راتوں کو گریہ و زاری ملے گا آپ سا دنیا میں غم گسار کہاں

ایسی غم گسار ہستی سے ہماری بے تعلقی کیسی المناک محرومی ہے۔ اس حوالے سے اعجاز رحمانی کا ہم زبان ہوں کہ ۔

دوستو آؤ ایک کام کریں اسوۂ مصطفےٰ کو عام کریں

ولی محمد واجد (ملتان)

ولی محمد واجد نے تین مختلف زبانوں میں ایم اے کی اسناد حاصل کیں۔ دینی مدارس سے بھی فیض حاصل کیا۔ خاندانی ماحول سے بھی مذہب کے رشتے مضبوط تر ہوئے۔ گویا نعت سے شغف خاندانی وراثت کے طور پر ملا۔ ملتان میں صحافت کے حوالے سے خصوصی خدمات ہیں۔ پہلے روزنامہ "امروز" میں چیف رپورٹر رہے۔ ان دنوں "سنگ میل" کے مدیر ہیں۔ ہفت روزہ "جانب دار" بھی چلا رہے ہیں۔ عقیدت و احترام کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں نذرانہ نعت پیش کرتے ہیں۔ سیرت طیبہ آپ کی لکھی ہوئی نعت کا خاص طور پر موضوع ہوتا ہے۔ جبکہ جمال رسول کے توبہ تو گل بوٹے بھی بطور خاص آپ کے ہاں نمایاں ہیں۔

۱۔ کوئی بھی مسلماں جو شرح صدر کے ساتھ مسلمان کہلاتا ہے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سننے یا سنانے کو

عبادت جانا ہے۔ اس لئے یہ بندہ ناچیز بھی اسی عقیدے کا حامل اور عامل ہے۔ نعت گوئی سے قبل مجھے نعت خوانی یا نعت پڑھنے کا شوق تھا۔ اس کے لئے میں اپنے والد محترم کا "شکر" ممنون احسان ہوں۔ وہ نعت کا بہت اچھا بلکہ اعلیٰ ترین ذوق رکھتے تھے۔ میں نے خود انہیں نعت پڑھتے دیکھا اور سنا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ان کے والد یعنی میرے دادا بھی بہت مئودب اور متوثر انداز میں نعت پڑھا کرتے تھے۔

۲۔ میں شاعروں سے زیادہ شاعروں کے خالق اللہ رب العزت کے کلام سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت کے حوالے سے میری سوچ یہ ہے کہ جو کچھ لکھا جائے انتہائی خلوص' عجز و انکساری' کے ساتھ دلی گہرائیوں سے۔ تمام سچائیوں کے انوار کو اپنا بنا کر۔ دیکھا دیکھی یا محض فیشن کے طور پر نعت لکھنا' وہی بات ہے جس کی طرف قرآن کریم نے توجہ دلائی ہے۔ "یہ لوگ اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہہ رہے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔جب زبان دل کا ساتھ نہ دے۔ تو پھر کوئی شعر تو کہا جاتا ہے نعت نہیں۔

۴۔ نعت گو کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس نظام یا سسٹم میں بھی پورا یقین رکھتا ہو۔ جس کے لئے اپنے ممدوح لقبی رسول اکرمؐ کی نعت لکھ رہا ہے۔ ایسا اگر نہیں ہے تو پھر نعت گو نہیں' بلکہ کھلا کچھ اور ہے۔

۵۔ جہاں تک میری اپنی شاعری کا تعلق ہے اور "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے" کے اصول پر جانچنے کی بات ہے' میرے دل میں آج تک کبھی یہ گمان بھی نہیں گذرا کہ میں کوئی شاعر دا عر ہوں۔ یقین جانئے میں گذشتہ تیس سال سے صحافت کی وادی پر خار میں ہوں۔ تنہا بھی نہیں' با برعت ہوں۔ پچیس سال تک "امروز" ملتان کا چیف رپورٹر رہا۔ گذشتہ کچھ عرصہ سے "سنگ میل" کا ایڈیٹر ہوں۔ میرا اپنا ہفت روزہ "جانبدار" بھی ملتان سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے باوجود میری کوئی نعت کسی بھی جگہ نہیں چھپی۔ کبھی طبیعت ادھر نہیں آئی۔ امروز کی قسمت میں دا ادبی میں بے شمار دوستوں کو "چھاپا" ان پر مضامین لکھے اور شائع کئے۔ میرا ذکر اگر کہیں کسی دوسری جگہ کسی بزرگ مہربان نے کبھی کر دیا تو میں ذاتی طور پر ان کا ممنون احسان ورنہ میرا جو کچھ بھی ہے وہ صرف اور صرف اپنے دل کی دنیا کا معاملہ ہے۔ میں تو اب سال میں صرف دو چار محافل میلاد یا نعتیہ مشاعروں میں پڑھتا ہوں۔

نعت لکھتے وقت جن دو باتوں پر توجہ دینابہت ضروری ہے ان سب میں سرفہرست بات یہ ہے کہ شعر میں کسی بھی طرح کی کوئی بات ایسی نہ آنے پائے جس سے سوء ادب کا ہلکا سا بھی احتمال یا گمان ہو۔ میرا تو ایمان یہ ہے کہ جناب رسالت مآب کے لئے جب کوئی شخص تفضیلی کلمہ استعمال کرے تو اسے تفضیل کل کا صیغہ استعمال کرنا ہوگا۔ اگر آپ کی عظمت کا بیان ہو تو آپ کو سب بڑوں سے بڑا کہنا ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ محبوب رب العالمین کے بارے میں بات کرتے وقت کسی عام دنیاوی محبوب کا سا انداز نہ اپنایا جائے۔ یہ دو بنیادی باتیں ہیں ان پر عمل کرنے سے باقی معاملات خودبخود سمجھ میں آتے جاتے ہیں۔

۶۔ جناب والا ۔ نعت تو نعت ہے ۔ اسے قدیم اور جدید کے خانوں میں تقسیم کرنا درست نہیں۔ ورنہ ممدوح کی ذات کے بارے میں بھی وہی خانے بنانا ہوں گے۔ البتہ ڈکشن diction یا "لفظالی" کے اعتبار سے آپ جدید یا قدیم کی اصطلاح استعمال میں لادیں تو اور بات ہے۔ دیکھیں نظم ایک مستقل صنف سخن ہے۔ ریل گاڑی' صبح کی سیر' کھانا

کھانے یا پانی پینے کے آداب غرضیکہ ہر موضوع کو "محیط" ہے۔ سب عنوانات پر حاوی ہے۔ اس لئے نظم کو جدید اور قدیم موضوعات کے اعتبار سے بھی اور ڈکشن کے اعتبار سے بھی کہا جاسکتا ہے۔ یا پھر خیالات کے بارے میں بیان کے اظہار کے انداز کے حوالے سے جدید اور قدیم کی بحث ہوسکتی ہے۔ اور یہ دونوں اصطلاحیں منطبق ہو سکتی ہیں۔ لیکن نعت پر ان کا اطلاق درست نہیں۔ کیونکہ نعت تو مخصوص ہے میرے اور ساری دنیا کے رسول کی ذات ستودہ صفات کے لئے۔ یہی وجہ ہے کہ نعت صرف نعت ہے خواہ وہ یوم میثاق کو لکھی گئی یا "شب تار است" میں کہی گئی۔ اور پھر جب میں نعت کو جدید اور قدیم کے خانوں میں تقسیم کرنے کا قائل ہی نہیں تو اس کی مثالیں دینے کا فرض مجھ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

۷- یہاں بھی یہی گذارش ہے کہ مقصود تو صرف حضورؐ کی تعریف اور آپؐ کا ذکر ہے۔ عام عبارت میں اگر آپ قوافی یا اوزان کا سہارا نہ لیں تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ وہ عبارت آپ کی سماعت کے لئے نرم و ملائم نہ ہو یا فردوس گوش نہ بنے۔ بازبان ادا کرنے میں کچھ بار محسوس کرے۔ لیکن گفتگو کے بارے میں تو ہم ایسا سوچ بھی نہیں سکتے۔ کوئی ایک جملہ، وہ کسی بحر یا وزن میں ہے یا نہیں ہے، لیکن اس میں آپؐ کی تعریف کا پہلو موجود ہے تو میرے نزدیک یہ جملہ نعتیہ ہوگا۔ (بشرطیکہ کہنے والا خلوص قلب کے ساتھ آپ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہو) جہاں تک ہائیکو کا تعلق ہے تو جاپان سے درآمد ہونے والی اس "صنف سخن" کو بھی ہمارے ملتان کے پروفیسر ڈاکٹر محمد امین نے متعارف کرایا۔ وہ بہت دھیمی اور نرم طبیعت کے صاحب علم انسان ہیں۔ نعت بھی اچھی کہتے ہیں۔ لیکن جناب ہمارے ہاں پنجابی میں تو بالکل اسی ہیئت سے ملتی جلتی شاعری کی ایک مستقل صنف "ماہیا" موجود ہے۔ پنجابی کے بہت سے بزرگ شاعروں نے تو "ماہیا" کے انداز میں نعت بھی کہی ہے۔

روز شاں ۔ چھلے وے چھے -------- سارا جگ سوہنا ایں ۔ کملی والے توں تھلے وے تھلے

ہائیکو کا قیاس بھی اس پر ہی کرلیں۔

تو میں اپنی پوری دیانت سے برملا کہتا ہوں کہ ازل سے ابد تک ایک دور ہے اور وہ ہے نعت کا دور۔ جیسے اللہ رب العزت کی ربوبیت کا دور ہے۔ اسی طرح حضورؐ کی رحمت اللعالمینی کا۔ جب رسول اکرمؐ کی رسالت کا دور مستقل ہے، تو آپ کی تعریف، مدح و ثنا اور الفت کا دور بھی مستقل ہے۔

۱۰،۱۱- ان دونوں سوالوں کے جواب میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دونوں چونکہ کچھ ذاتی سے سوال ہیں۔ میں ایک عام مسلمان اور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر حاضری کا معاملہ ہے تو گذارش ہے کہ یہ تمنا تو اسی روز سے دل بے قرار میں تھی جب زبان نے پہلی بار آپؐ کا نام مبارک ادا کرنے کی سعادت پائی۔ اسی روز سے روضہ اقدس کی حاضری کا شوق بھی جاگا۔ اور پھر اس شمع شب تار ہجراں کی لو تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ بہرکیف مسلسل تھا۔ اس میں بے قراری کا عنصر بھی شامل ہوتا۔ اور خاص طور پر جب حج کے لئے مسلمانوں کے قافلے روانہ ہوتے یا عالم اسلام پر کوئی برا وقت آتا تو ان دنوں میری روح زیادہ پریشان اور دل زیادہ بے قرار ہوتا۔ بہت عرصہ اسی طرح گزر گیا۔ یقین تھا کہ آقا ضرور قدموں میں بلائیں گے۔ اور پھر ۱۹۸۹ء میں حضور نے اس سعادت عظمیٰ سے نوازا۔ تقریباً

وہ چلتے دیوانہ وار ان گلیوں کے ذرے پلکوں سے چنتا رہا۔ "تلاش نقش کف پائے مصطفےٰ" ہی میرا وظیفہ رہا۔ دربار رسالت کی بارگاہ پر کیا حالت تھی۔ دل و دماغ کی کیفیتوں کے بارے میں الفاظ کام نہیں آتے۔ یہ تو محسوس کرنے کی بات ہے۔ در اقدس کے سامنے جب کوئی غلام پہنچ جاتا ہے تو پھر دونوں عالم اس کی نظروں کے سامنے پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ بے اختیار کچھ اشعار زبان پر آئے۔ خصوصاً" دعائیہ' التجائیہ اور سلامانہ اشعار۔ دعا ہے کہ ہم سب کو حضور اپنے کرم سے نوازتے رہیں۔ تاکہ ہر دوست ان انوار کا مشاہدہ ضرور کر سکے۔

۱۴۔ اپنے محدود مطالعہ اور قرآن پاک کی رہنمائی سے جو کچھ سمجھ پایا ہوں' اس کے مطابق نعت مصطفےٰ اور سیرت رسول اکرم دو مختلف موضوع نہیں۔ اور نہ ہی دو مختلف رویے ہیں۔ بلکہ یہ دونوں ایک ہی موضوع کے دو پہلو ہیں اور ایسے لازم و ملزوم کہ ایک کو دوسرے سے الگ کر کے دیکھا ہی نہیں جاسکتا۔ دیکھیے حضور پاک جس طرح حسن و جمال میں مکمل و اکمل ہیں۔ اسی طرح آپ کی سیرت بھی پوری کائنات کے لئے تا قیام قیامت تک اسوہ حسنہ اور حجت تعلیم ہے۔ جب آپ حضورؐ کی شخصیت کے کسی پہلو پر بات کریں گے تو وہ کوئی الگ اور مختلف رویے یا موضوع کی شکل اختیار نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ کے ظاہری اوصاف حمیدہ اور سیرت کا بیان ہی تو نعت ہے۔

۱۵۔ فروغ نعت کے لئے ملتان میں علامہ عیش فیروز پوری۔ حضرت عزیز حاصل پوری اور حضرت ادب سیمابی کے "پروردگان شوق" گذشتہ ۳۵ سال سے نعتیہ مشاعرے کراتے ہیں۔ محترم ہلال جعفری' محترم عاصی کرنالی' محترم ایاز صدیقی اور دوسرے بہت سے دوستوں نے تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں۔ حضرت ہلال جعفری کی بزم حسان' میں کچھ خدمات اس ناچیز کی بھی ہیں۔ تحقیقی طور پر نعت کے حوالے سے حضرت حسانؓ اور حضرت جامیؒ پر کچھ کام کر رہا ہوں۔

۱۶۔ آج پورا عالم اسلام رنج و محن میں ڈھل گیا ہے۔ پوری اسلامی دنیا پر دنیا بھر کی مشکلات نے حملہ کر دیا ہے۔ ابتلاء کے اس دور میں صرف اور صرف حضورؐ کا دامن رحمت ہی واحد پناہ ہے۔ آیئے مل کر عہد کریں کہ آپ کی سیرت طیبہ آپ کے بتائے ہوئے نظام اور بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے۔ اور باطل قوتوں کا مقابلہ اسوہ حسنہ کی روشنی میں کریں گے۔ اللہ توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

محمد حسین آسی (شکرگڑھ)

پروفیسر محمد حسین آسی اگرچہ گورنمنٹ کالج شکرگڑھ میں اردو پڑھاتے ہیں لیکن ان کی اصل شہرت ایک عالم دین اور نعت نگار کی ہے۔ عالم دین کی حیثیت میں ان کے مواعظ و خطابات سے عام لوگ روشناس ہو رہے ہیں لیکن ان کی نعتیہ شاعری سے محدود حلقے ہی آشنا ہیں کیونکہ انہوں نے ابھی تک نہ صرف مجموعہ نعت شائع ہی نہیں کرایا بلکہ ترتیب بھی نہیں دیا۔ آسی صاحب جن دنوں جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں میرے رفیق کار تھے بہت کوشش کی لیکن بات بن نہ سکی۔ آپ عاشق رسول ہیں اور سچے عاشق رسول ہیں۔ ان کی زندگی کا مطالعہ قریب سے کرنے سے انسان عام لوگوں کی طرح ان سے دور نہیں ہوتا بلکہ اور بھی قریب تر ہوتا ہے۔ وہ ایک عالم دین ہونے کی حیثیت میں اپنا ایک مسلک رکھتے ہیں لیکن وہ جو کچھ بھی ہیں اپنے دل اور دماغ کی گہرائیوں سے وہی کچھ ہیں۔ نعت لکھتے ہیں تو اسماء و تراکیب ہاتھ باندھے ان کے سامنے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ زبان پر قدرت اور جذبے کی سچائی جب اپنا امتزاج دکھاتی ہے تو محمد حسین آسی کی نعتیہ شاعری تخلیق ہوتی

ہے۔ نعت میں وہ مولانا احمد رضا بریلوی کے مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے جمال رسول کے نوبہ نو گل بوٹے ان کے ہاں نظم و غزل کے ساتھ ساتھ مسدس و مخمس میں بھی عام ملتے ہیں۔ بعض عمدہ تضمینیں بھی کی ہیں۔ سوانح کے باب میں آپ کی کتاب "انوار لاثانی" شائع ہو چکی ہیں جس میں انہوں نے اپنے پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی کے حالات و کمالات کو قلم بند کیا ہے۔

ا۔ میرے والد مکرم چوہدری محمد مقبول مرحوم جو میرے استاد بھی تھے' تاجدار فقر و رشد اعلیٰ حضرت پیر سید جماعت شاہ ثانی قدس سرہ کے مرید صادق اور آپ کے اولین سجادہ نشین قیوم زمانی حضور پیر سید علی حسین شاہ صاحب نقش لاثانی کے پروردہ فیض تھے۔ پیر خانے سے انہیں جو سب سے بڑی دولت ملی تھی وہ محبت رسول پاک علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی متاع لازوال تھی۔ فرائض منصبی کے علاوہ سکول اور گھر میں اکثر ان کی محفل احباب گرم رہتی تھی۔ فارسی اور اردو پر خاصا عبور تھا۔ حضرت مولانا روم' شیخ سعدی' نظامی گنجوی' خواجہ حافظ' حضرت علامہ اقبال علیہم الرحمۃ کا اکثر نعتیہ کلام انہی از بر تھا۔ پڑھتے وقت ان پر بھی وجد سا طاری ہو جاتا تھا اور سننے والے بھی (جن میں بعض ان پڑھ بھی ہوتے تھے) جھومتے تھے۔ یوں تو ان کے چھوٹے بڑے بیسیوں شاگرد تھے مگر لخت جگر ہونے کی وجہ سے مجھے ان کی صحبت میں رہنے کا زیادہ شرف ملا۔ اگرچہ اپنی قلت استعداد سے ان کے علم و فضل زہد و ورع' جود و سخا اور سادگی کی بے نفسی کا وارث تو نہ بن سکا تاہم ان کے ذوق نعت کی چند جھلکیاں ضرور طبیعت کا جزو بن گئیں۔ ڈی۔ بی ہائی سکول شکر گڑھ میں داخل ہوا تو علاقے کے نامور بدیہہ گو شاعر مولانا نور عالم خادم مرحوم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ ان کی شاعری کے وسیع میدان میں نعت کی گونج زیادہ تھی۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر چوہدری غلام حسن طور بھی بلند پایہ شاعر تھے۔ ان دو حضرات نے مجھ پر خصوصی نظر لطف رکھی۔

میں نے ۱۹۵۶ء میں میٹرک کا امتحان دیا تو نتیجہ نکلنے سے قبل والد ماجد واصل بحق ہو گئے (انا للہ و انا الیہ راجعون) اب میری تربیت بلا واسطہ اس عظیم و کریم شخصیت سے وابستہ ہو گئی جس کے حلقہ ارادت میں وہ خود مجھے بھی داخل کرا چکے تھے۔ یعنی سیدی و مرشدی شہنشاہ ولایت حضور پیر سید علی حسین شاہ صاحب نقش لاثانی (قدس سرہ النورانی) حضرت کی نگاہ کرم سے جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں حصول علم کے دوران بڑا سکون رہا۔ رہائشی مسائل نے ستایا نہ تعلیمی مشکلات نے دبایا۔ ۱۹۵۸ء میں ایف۔ اے کا نتیجہ آیا تو میں پورے لاہور بورڈ میں جو اس وقت (کراچی کے سوا) تقریباً سارے مغربی پاکستان پر محیط تھا ایک نمبر سے سیکنڈ آیا۔ مگر خاص عنایت یہ تھی کہ جذبہ عشق کے ذریعے مختلف قسم کے فکری طوفانوں میں شمع ایمان گل نہ ہونے دی۔ (اس کا کچھ تفصیل سے ذکر اپنی کتاب "سیرت حضور نقش لاثانی" میں کر چکا ہوں) عموماً حمد و نعت کے مقطع میں بطور خاص یہ اعتراف موجود ہوتا ہے۔ مثلاً

کیا شکر "آسی" کر سکے شیخ کریم کا جس نے سکھائی بھیک ترے پاک نام کی

انگریزی نظم و نثر اور اس کی ملحدانہ تشریحات کبھی پریشان کریں تو نعت پاک سے سارا غبار دھل جاتا ہے۔ اسلامی تقریبات کے مواقع پر مدحت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف اکثر ملتا گیا یہ ایک ایسا ہدیہ عقیدت تھا جسے اس موقع پر بارگاہ رسالت علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں پیش کرنا فرض عشق سمجھا جاتا تھا۔ اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ بھی یاد آ گیا۔ سال

سوم کا طالب علم تھا۔ شب معراج بھی مگر زور لگانے کے باوجود ایک مصرع تک موزوں نہ ہو سکا۔ صبح اخبار "کوہستان" خریدا تو اس کے نشان راہ کے کالم میں حافظ مظہرالدین علیہ الرحمۃ نے مختلف شعرا کے معراجیہ اشعار کا انتخاب دیا تھا۔ میری حیرت و مسرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا درج ذیل شعر بھی یہاں دیکھا (جو مجھے پہلے بھی یاد تھا مگر میں اس کو معراج کے حوالے سے نہیں دیکھتا تھا)

قدم بیباک تر نہ در حریم جان مشتاقاں تو صاحب خانہ آخر چرا دزدانہ می آئی !

نیا معصوم سامنے آیا ہی تھا کہ دل و دماغ پر کیف سا طاری ہوا اور چند منٹوں میں تیس اشعار کی نعت تیار ہو گئی۔ ابتداء میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمگیر انقلاب کا ذکر تھا مثلاً

وہ جس نے شرک کی ساری ہی شیخی کر کری کر دی شکست فاش گویا کفر نے کافور ہو کھائی !

جوش طبع نے اسی قطعے میں انگریزی کا ایک شعر بھی پرو ڈالا۔

Friends at once accepted the message given by Ahmad
But every opponent understood it by and by.

وہی محبوب قادر جب گیا قادر سے ملنے کو سر سدرہ شب معراج کچھ ایسی ندا آئی
قدم بیباک تر نہ در حریم جان مشتاقاں تو صاحب خانہ آخر چرا دزدانہ می آئی

غرض مرشد کامل علیہ الرحمۃ نے جو توجہ ابتدائی دور میں (والد مرحوم کے ذریعے) بواسطہ دی تھی، ان کے وصال کے بعد بلا واسطہ ہو گئی اور گویا اب تک جاری ہے۔ شعر میں میری کوئی حیثیت ہے نہ نثر میں، تاہم جو کچھ کسی کو نظر آتا ہے، وہ حضور نقش لاثانی قدس سرہ کا فیض ہے۔

کلام کو باقاعدہ مرتب و مدون کرنے میں میری فطری سستی ہمیشہ حائل رہی اور نتیجہ یہ کہ ہر پانچ سات سال بعد کلام کا معتد بہ حصہ ضائع ہوتا رہا۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں کا بھی اس تباہی میں حصہ ہے۔ تاہم یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اپنا پہلا اردو شعر جو اس عاجز کی زبان سے نکلا وہ بھی نعت شریف ہی کا تھا، یعنی

توقیر جس نے کی ہے خدا کے حبیب کی مولا نے اس کو جنت اعلیٰ نصیب کی

میں اس وقت چھٹی جماعت میں تھا۔ (دوسرے مصرعے کی زبان ہی سے یہ بات ظاہر ہے) میرے والد صاحب اکثر درج ذیل شعر پڑھا کرتے تھے:

تعظیم جس نے کی ہے محمدؐ کے نام کی مولا نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی

میرا شعر اس کی تبدیل شدہ صورت تھی۔

ساتویں جماعت میں تھا کہ (اپنے) مڈل سکول پھگواڑی بچوں کے طرحی مشاعرے شروع ہو گئے۔ نویں جماعت تک

یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس دور کا ایک مطلع ملاحظہ ہو۔

مسلماں دہر میں [illegible] ہو، دل پاک نور کر   زمانے کو سبق دے تو اہل ایمان بن کر!

بانی سکول شمس گڑھ کی دسویں جماعت میں تھا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب منعقد ہونے لگی۔ اس کے لئے جو نعت وارد ہوئی تھی اس کے پہلے تین شعر یاد رہ گئے ہیں جو حسب ذیل تھے۔

مشعل راہ ہدایت لانے والے آگئے   نور بن کر نور کو پھیلانے والے آگئے!
[illegible] میں چمک اٹھی روشن ہوئی آپ سے   اب [illegible] لانے والے آگئے
رحمۃ للعالمین ہیں، ختم المرسلین   اب نئے القاب حق سے پانے والے آگئے

بعد میں سید محمد طور (مرحوم) نے آخری مصرعے میں "اب" کو "نت" سے بدل دیا یعنی یہ مصرعہ یوں ہو گیا

نت نئے القاب حق سے پانے والے آگئے

۲۔ اردو نعت میں سب سے زیادہ اعلیٰ حضرت مجدد ملت شاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی قادری اور ان کے منجھلے بھائی حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان سے متاثر ہوں۔ حکیم الامت علامہ محمد اقبال، مولانا ظفر علی خاں، حافظ مظہر الدین، ضیاء القادری، عبد الرحمٰن کا عقیدہ کلام بھی میرے لئے مشعل راہ ہے۔ موجودہ شعراء میں اعظم چشتی، حفیظ تائب، عبداللہ وارثی، شمس الحق چشتی اور پروفیسر محمد یونس حسرت کا طرز سخن بھی مجھے پسند ہے۔

۳۔ میرے نزدیک حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل ایمان اور جان ایمان ہے۔ اس کے بغیر عرفان و ایقان کا کوئی دعویٰ بھی قابل قبول نہیں۔ پھر اس حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اظہار کا خوب اور موثر و موقر ذریعہ نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے حتیٰ کہ کافر و مومن میں وجہ امتیاز ہے۔ دیکھئے کلمہ طیبہ جسے پڑھ کر کافر مومن ہوتا ہے۔ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ لا الہ الا اللہ حصہ توحید اور محمد رسول اللہ حصہ رسالت۔ پہلا حصہ حمد خداوندی تو دوسرا نعت رسول (جل وعلا، صلی اللہ علیہ وسلم) اگر کوئی کافر ساری عمر حصہ توحید یعنی حمد خداوندی کا ورد کرتا رہے۔ دائرہ ایمان و اسلام میں داخل نہیں ہوگا۔ ہاں حصہ رسالت یعنی نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ ملائے گا تو مومن ہوجائے گا۔ گویا کافر کو مومن بنانے والی حتمی و قطعی چیز نعت پاک ہے۔

قرآن پاک جامع علوم و معارف ہے اور ہر غواص اس سے اپنی اپنی ہمت اور ذوق کے مطابق مخصوص موتی نکال سکتا ہے۔ تاہم بندہ مومن کے نقطہ نظر سے اس کے نزول کا منشا تصدیق رسول ہے۔ لہٰذا یہ نعت رسول کی کتاب ہے۔ جو شخص نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق نہیں رکھتا وہ گویا مغز قرآن اور روح ایمان سے نا آشنا ہے۔ چنانچہ ایسا شخص فہم قرآن سے بھی محروم ہے۔ یونہی حدیث پاک کو سمجھنے کے لئے اسی ذوق نعت کی ضرورت ہے، ورنہ قدم قدم پر ٹھوکر کھائے گا جیسا کہ کسی عارف نے فرمایا ہے۔

بے عشق محمدؐ ہی جو پڑھتے ہیں بخاری آتا ہے بخار ان کو بخاری نہیں آتی!

کتاب و سنت ہی پر ایمان و اسلام کی عظیم عمارت کی بنیاد ہے اور ان کی سمجھ ذوق نعت پر مبنی ہے تو ظاہر ہے اس عینک کے بغیر دین حق کی حقیقت بھی تہ سے وصل رہتی ہے۔ موجودہ دور کا سارا ذہنی انتشار اسی نقطے سے بے خبری کے سبب ہے۔

یہ بھی پیش نظر رہے کہ نعت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم حمد حق کی بہترین صورت ہے۔ تفصیل یہ ہے خدا کی ذات و کنہ کا مخلوق کی عقل و فہم میں آنا ممکن نہیں۔ ہاں اس کی صفات سے اس کی ذات کی یکتائی کا پتہ چلتا ہے اور ان صفات کا ظہور و نمو مخلوق خداوندی کے ذریعے سے ہی ہو سکتا ہے۔ مثلاً خدا خالق ہے تو اس کی خلاقی مخلوق کے ذریعے ہی آشکار ہوگی۔ خدا رزاق ہے تو اس کا ظہور مرزوقین (یعنی رزق دیے جانے والوں) کے وسیلے سے ہوگا۔ خدا ارحم الراحمین ہے اور وسعت رحمت کا اظہار بھی مرحومین ہی کریں گے۔ غرض حمد انہی صفات الٰہیہ کے تذکرے کا نام ہے جو مخلوق کے حوالے سے ہی ہوگا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو نعت رسول بہترین حمد خداوندی بھی ہے کیونکہ خدا کی ربوبیت کا جو تعلق خواجہ لولاک ما حضور خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام سے ہے' ساری مخلوق میں کسی دوسرے سے نہیں۔ لہٰذا عرفان خداوندی کا سب سے بڑا ذریعہ حضور ہادی کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے: ھو الذی ارسل رسولہ ○ "وہ وہی ہے جس نے اپنا رسول بھیجا" گویا ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم معرفت خداوندی کا بہترین وسیلہ ہے اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حمد خداوندی کا بہترین انداز ہے۔

خود قدرت کا اپنا مقصود بھی یہی ہے کہ نعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ سے زیادہ ہو' اسی لئے اللہ نے ورفعنا لک ذکرک کے شاہ میں اپنے حبیب کریم رؤف رحیم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے رفعت ذکر کا وعدہ فرمایا۔ ظاہر ہے جب قادر مطلق جل جلالہ اس ذکر کو بلند کر چکا تو کون اسے پست کر سکے یا مٹا سکے۔ آیت درود و سلام پر غور کریں تو بھی نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ گیری اور ہمیشگی آشکار ہوتی ہے بلکہ خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ذاتی مبارک نام محمد اور احمد (علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات) بھی اسی سر حقیقت کی تفسیر کرتے ہیں۔ اگر یہ بات واضح ہو چکی کہ نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا مقصود قدرت اور منشائے فطرت ہے تو یقین مانئے ملت اسلامیہ کا فروغ و ارتقاء اس مقصود و منشاء کی تکمیل سے وابستہ ہے۔ اس میں کوتاہی و تقصیر سے نہیں۔

۱۔ نعت گو حضرات کو کم از کم عقائد اسلامیہ کا علم ضرور ہونا چاہیے تاکہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کتاب و سنت کی ہدایات کے مطابق کر سکے جیسا کہ اعلیٰحضرت بریلوی اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی یعنی رہے آداب شریعت ملحوظ

جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا دلبر' دلدار' دلربا اور معشوق وغیرہ کہہ لیتے ہیں' اسی ناواقفیت کا نتیجہ ہے حالانکہ آپ اللہ کے محبوب و مطلوب ضرور ہیں اور یوں کہنے میں کوئی حرج نہیں (وجہ یہ ہے کہ خدا دل سے پاک ہے اور عشق اس تیز محبت کا نام ہے جہاں طالب کو اپنا ہوش ہی نہیں رہتا۔ یونہی شریعت کی روشنی میں خدا کے لئے شیدا کا لفظ بھی مناسب

نہیں) عقائد اسلامیہ کے ضروری علم کے علاوہ آیات و روایت پر جس قدر عبور ہوگا' اتنی ہی نعتیہ شاعری میں وسعت و جودت پیدا ہوگی۔ نیز آداب رسالت کو ملحوظ رکھ کر مقام رسالت کا ذکر کرنا از حد مستحسن ہے اور ان کا علم کتب و سنت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ دنیا میں چھوٹے بڑے مختلف افراد ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ اور ہر ایک کے بارے میں اس کے مرتبے کے مطابق کلام کرنا حسن کلام کا جوہر ہے۔ بھائی سے والدین معظم' پھر استاد روحانی' پھر شیخ طریقت اور یونہی اوپر دیکھتے جایئے' کائنات میں خدا کے بعد سب سے زیادہ عظمت کا حامل اس کا نبی و رسول ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں سب سے زیادہ ادب کی ضرورت ہے (جیسا کہ صحابہ کرام اور اولیاء عظام علیہم الرضوان و الرحمۃ کی روش سے ظاہر ہے)

ب۔ نعت گو جس زبان میں نعت کہتا ہے' اس پر بھی عبور ضروری ہے۔ ہر زبان کے اپنے محاورات ہیں اور ذرا سی بے احتیاطی سے بات کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔

ج۔ نعت گو کا اپنا کردار بھی نعت کے شایان شان ہونا چاہیے۔ کائنات کے سب سے بڑے سچے (حضور پیکر صداقت صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے جھوٹ نہیں ہونا چاہیے۔ مثلاً اس قسم کا اظہار کہ شاعر ہر وقت مدینہ منورہ کے لئے تڑپتا ہے۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہو' سخت نامناسب ہے۔ یونہی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا مدعی پنجگانہ نماز پر عمل پیرا نہ ہو' کتنے افسوس کی بات ہے۔

د۔ نعت میں خلوص و سادگی اور عجز و نیاز ہونا چاہیے۔ پیچیدگی و ابہام مناسب نہیں مثلاً احمد بے میم اور عرب بے عین جیسی تلمیحات سے اجتناب ضروری ہے۔

ہ۔ نعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ لہٰذا شاعر کو عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیان کرنی چاہیے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو' سرکار رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات نگاہوں میں پھرنے لگیں اور قاری کا دل از خود اتباع و اطاعت کی طرف مائل ہو۔

۵۔ نعت گوئی یقیناً تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی توصیف جس سے توحید مجروح ہو یا اس کے بالکل برعکس باقی مخلوق کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی انفرادی و امتیازی عظمت او جھل ہونے لگے' درست نہیں۔ اردو شاعری میں اس اعتبار سے خانوادہ بریلی کی احتیاط قابل رشک و لائق تقلید ہے۔

اس نقطے کو سمجھنے کے لئے اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے ان اشعار پر غور کیجئے

رخ دن میں ہے یا مہر سما' یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں' وہ بھی نہیں
ممکن ہے یہ قدرت کہاں' واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا' یہ بھی نہیں' وہ بھی نہیں
حق یہ کہ ہیں عبد الہ اور عالم امکاں کے شاہ !!
برزخ ہیں وہ سر خدا' یہ بھی نہیں' وہ بھی نہیں!!

ایک شعر حضرت حسن رضا علیہ الرحمۃ کا بھی ملاحظہ ہو

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو' نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

الحمد للہ ! میں نے اپنی کم علمی کے باوجود ان آداب کو ملحوظ رکھنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔

۶۔ نعت محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ہی تو ہے۔ لہٰذا جس طرح محبت کے بارے میں قدیم و جدید کی اصطلاحات عجیب سی ہیں، یونہی نعت کے حق میں بھی دلیلِ کم نظری قصہ جدید و قدیم

۷۔ نعت نثر میں کی جائے یا نظم میں، بہرحال مستحسن ہے تاہم مجھے عام شاعری میں بھی ردیف و قافیہ کی پابندی پسند ہے یونہی نعتیہ شاعری میں بھی۔ نئے شعری تجربے آزاد و معریٰ نظم وغیرہ تکلفات باردہ ہیں۔

۸۔ آج کا دور نعت کا دور ہے تو پہلے کی نسبت، ورنہ ہر دور میں نعت کا چرچا اور پہلے سے زیادہ رہا۔ آئندہ اس سے بھی زیادہ ہوگا۔ اس میں کسی ایک فرد کا کمال نہیں بلکہ "ورفعنا لک ذکرک اور للآخرۃ خیر لک من الاولیٰ" (اے حبیب تیرے لئے آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے) جیسے قرآنی وعدوں کی برکت ہے۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے جو کام ہو رہا ہے، میرے نزدیک از حد تسلی بخش ہے، خصوصاً راجا رشید محمود مدظلہ نے تو کمال کر دیا ہے۔ ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کا مقالہ "پنجابی نعت" پنجابی میں نعتیہ شاعری کے موضوع پر سند کا درجہ رکھتا ہے۔

۱۰۔ بارگاہ رسالت میں حاضری کی تمنا تو ایمان کی جان اور بجا ہے۔ یہ نعت کے دوران پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس سے نعت کا آغاز ہوا۔ حاضری سے پہلے اکثر اشعار میں اس تمنا کا اظہار ہوتا رہا۔ مثلاً

مرضِ فرقت نہ کروں، جانِ تمنا نہ کہوں — اس کے دربار میں پہنچوں تو میں کیا کیا نہ کہوں
دیکھ کر گنبدِ خضرا و سکونِ تمنا کا — دل میں طوفان ہیں اسی کے بجانے کیا کیا

ایک پوری نعت اسی تمنا کو آغوش میں لئے تھی۔ مطلع ہے:

بلاتے ہیں مجھے سرکار کب در پہ خدا جانے — سکوں پاتا ہے کب اپنا دلِ مضطر خدا جانے

اب تو مدینہ منورہ دیکھ آیا ہوں، سوچئے پہلے کی نسبت یہ تمنا کتنی محکم ہوگی۔ بالخصوص جب کثرتِ معاصی، ہجومِ مصائب اور اپنوں کی بے رخی سے جی گھبراتا ہے تو بارگاہ رسالت کی بندہ پروری ہی یاد آتی ہے کہ آخری پناہ گاہ وہی ہے۔ بقول حضرت رضا:

یوں تو سب ان کا ہے، پر دل کی اگر پوچھو — یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی، خاص ان کی کمائی ہے

۱۱۔ ہاں ہاں اللہ جل شانہ نے مجھے یہ شرف بخشا اور حبیب کریم علیہ التحیۃ والصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے در اقدس پر بلایا (جیسا جواب نمبر ۱۰ سے بھی مترشح ہے) پھر بدید بھی اسی ذریعے سے جو میرا اس بارگاہ عرش پناہ کے لئے وسیلہ ہے یعنی قیوم زمانی سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی قدس سرہ النورانی کے ذریعے یوں سفر کی تیاری کے دنوں ہی سے طبیعت میں ایک خاص روانی آگئی تھی مگر دورانِ سفر یہ اور بھی بڑھ گئی۔ مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے بھی نعت ہوتی رہتی۔ خاص مواجہ شریف میں تو اشعار فوارے کی طرح ابلتے۔ لکھنا چاہتا تو اس دربار والا میں قلم و قرطاس کی طرف توجہ حسنِ ادب کے منافی سمجھتا اور نہ لکھتا تو سرکاری عطیے

کے ضائع ہونے کا ڈر ہوتا۔ آخر ایک دن سیدی حضور نقش ثانی قدس سرہ نے بھی فرما دیا۔ یہاں تخلیق زیادہ کیا کرو۔ اب یقین ہوا یہ خصوصی نوازشات ادھر سے ہیں۔ اب روضہ اقدس پر سلام پیش کرتا اور کچھ دور مسجد نبوی شریف کے ایک برآمدے میں بیٹھ جاتا۔ یہیں حضور پیر و مرشد قدس سرہ بہت چپ چاپ مراقبے میں بیٹھے ہوتے۔ اس جگہ گنبد خضرا بھی سامنے ہوتا اور جالی مبارک بھی۔ چنانچہ ایک نعت میں عرض کیا:

آنکھیں جھکیں تو سامنے جالی حضور کی
آنکھیں اٹھیں تو گنبد خضرا کا سین ہے

ایک دن کا واقعہ ہے' عشاء کی نماز سے فارغ ہوا تو بدر پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اور پورے خلوص اہتمام سے اپنی نورانی کرنیں گنبد خضرا پر قربان کر رہا تھا۔ اس سہانے منظر میں اس روز کی چوتھی نعت شروع ہوگئی۔

فردوس بڑی چیز ہے' یہ بات بجا ہے
دل گنبد محبوبؐ کے سبزے پہ فدا ہے

ہاتھ میں ڈائری تھی۔ قلم سے نکلتا جاتا اور آہستہ آہستہ جالی مبارک کی طرف بڑھتا جاتا۔ اچانک قدم رک گئے کہ مجھ ایسا گنہگار کہاں اور یہ دربار عالی وقار کہاں۔ مجھے اپنے ناپاک وجود کے ساتھ آگے حاضر ہونے کی جسارت نہ ہوتی۔ جب یوں قدم رک گئے تو پھر اچانک یوں لگا جیسے کسی نے کان میں آواز دی' ہاں ہاں آگے بڑھ! بیکسوں اور بیواؤں کی تو پناہ گاہ یہی ہے۔ گنہگار انہی کے لئے تو ہیں اپنے گناہ بے حساب سہی مگر ان کی رحمت ان سے بھی زیادہ ہے۔ اس کیفیت کی ترجمانی یوں ہوئی

رحمت یہی کہتی ہے کہ آ میرے در پہ
گو بار ندامت سے سر اپنا بھی جھکا ہے

ایک روز مواجہ شریف میں سلام کے دوران جھولی پھیلا دی اور حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی سرہ کا یہ شعر پڑھنا شروع کر دیا

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تری' عادت تری

یہ بات حیرت انگیز سی ہے کہ مدینہ منورہ میں حاضری دس گیارہ دن رہی مگر طبیعت کا جوش دیکھیے آنسو نہ لکھنے کے باوجود بیس کے لگ بھگ نعتیں محفوظ ہو گئیں۔ مکہ معظمہ میں قریب" تین ہفتے قیام رہا مگر ایک دو نعتوں کے سوا کچھ بھی نہ ہو سکا۔ یہاں کی ایک نعت کا مقطع ہے

پہنچی ہے "آسی" اڑ کے دیار حبیب میں
دیکھا ہوائے شوق نے کیسا کیا بلند!

۱۲۔ میرے خیال میں صورت مصطفےٰ (علیہ التحیۃ والثنا) کا بھی نعت میں ذکر ہونا چاہیے اور سیرت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بھی کیونکہ دونوں بے مثال ہیں:

تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے   تری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

دونوں سے تبلیغ دین ہوئی یعنی بعض نے سیرت سے پہنچا اور بعض نے صورت سے مانا۔ دونوں کا ذکر قرآن پاک اور حدیث بیضا میں ہے۔

۱۳۔ میں اس قابل کہاں کہ موضوع یا فن کے اعتبار سے کوئی نئی بات نکالوں۔ اسلاف کی روش پر بھی اگر قدم بقدم چل سکوں تو زہے نصیب۔ (بدعت سے ویسے بھی ڈر آتا ہے)

۱۴۔ نعت خوانی بھی سعادت ہے اور نعت گوئی بھی۔ جنہیں قدرت نے دوہری سعادت سے نوازا ہے' وہ یقیناً زیادہ خوش بخت ہیں۔ جی اپنا بھی نعت سرائی پر مائل ہے مگر تنہائی کے سوا کوئی فضا راس سے نہیں پاتا۔

۱۵۔ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں پندرہ سالہ تدریسی قیام کے دوران جامع مسجد (پنڈوں) چوک ہیری والا میں خطبہ جمعہ بھی دیتا رہا۔ بیس نوجوان علما اور نعت خوان حضرات کی جماعت' بزم نعت تشکیل دی جو ربیع الاول شریف کی پہلی قریباً بارہ راتیں اسی مسجد میں اور باقی مہینہ بلکہ دو مہینے شہر اور مضافات کے مختلف مقامات پر محافل میلاد نعت منعقد کرتی ہے۔ پنجاب کے مشہور مصنف و شاعر پروفیسر محمد یونس حسرت اس کے پہلے ڈائریکٹر تھے۔ موجودہ ناظم اعلیٰ خالد محمود چاند (اب اس کی کوکھ سے اور کئی ایسی انجمنیں جنم لے چکی ہیں)

اسی دیار خودی میں قریباً تین سال سے نقش لاثانی نعت اکیڈمی قائم ہے' جس کے چیف انسٹرکٹر قاری شاہد جاوید امین صاحب ہیں۔

۱۶۔ اپنی ملت کے نام یہی پیغام ہے کہ

دل و جاں سے ہوں خدام در سرکار ہم' تم' سب   انہی کے خوان نعمت کے ہوں ریزہ خور ہم' تم' سب
خدا شاہد' مداوا ہے یہی' امراض ملت کا!   کہ ہوں عشق رسول پاک سے سرشار ہم' تم' سب

عبدالقوی ضیاء (کینیڈا)

عبدالقوی ضیا کینیڈا میں فروغ نعت کے حوالے سے کام کر رہے ہیں۔ خود بھی نعت کے خوبصورت شاعر ہیں آزاد نظم اور غزل کی ہیئت میں نعتیہ کلام لکھا ہے۔ بنیادی طور پر تاریخ کے استاد ہیں۔ تاریخ کے حوالے سے کئی ایک کتب شائع ہوچکی ہیں۔ کینیڈا میں اردو کے فروغ کے حوالے سے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ کینیڈا میں اردو کی نشوونما کے حوالے سے کئی ایک کتب بھی تحریر کی ہیں۔ نعت کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ عقیدت و محبت کا والہانہ پن آپ کی نعتیہ شاعری میں بطور خاص اہم ہے۔ نعت کے معروف موضوعات آپ کے ہاں عام ملتے ہیں۔

۱۔ نعت گوئی کی طرف رجحان قلبی بھی ہے اور روحانی بھی اس میں خارجی عوامل اور محرکات کا کوئی خاص دخل نہیں ہے۔ آنحضرتؐ کی ذات اور صفات سے کس مسلمان کو عقیدت نہیں ہوگی۔ مدحت رسول میرے لئے سعادت بھی ہے۔ اور عبادت بھی۔

۲۔ ڈاکٹر اقبال شاعر لکھنوی۔ یزدانی جالندھری۔ وفا براہوی' لطیف اثر' حمید صدیقی' محسن احسان' بہزاد لکھنوی اور

بہت سے نعت گو حضرات۔

۳۔ نعت گوئی نے ہمارے فن و فکر پر مثبت اثرات ڈالے ہیں۔ ہمارے ادب کو نئی جہت عطا کی ہے۔ ہماری تہذیب اور ثقافت کو روشن مینار عطا کیے ہیں۔ ہمارے اندر اسلام کی روح پھونکی ہے۔ نعت گوئی نے ہمارے رسولؐ کی شخصیت اور کردار کے بہت سے پہلو ہم پر واضح کیے ہیں۔

۴۔ غلو ۔ لغو بیانی ۔ مبالغہ آمیزی۔ تضحیک سے گریز۔ فرد آمیزی۔ بصیرت افروزی۔ عقیدت مندی کا مظاہرہ متوازن انداز میں ہونا چاہیے۔ یہ ایک مثبت قسم کا تخلیقی عمل ہے اور تخلیق کار کو یہ نکتہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔

۵۔ میرے نزدیک نعت گوئی نہ تلوار کی دھار ہے نہ کانٹوں کا بستر۔ یہ تو مخمل و سنجاب کا نرم نرم بچھونا ہے۔ جس پر میلوں چلتا چلا جاتا ہوں' تھکن نہیں ہوتی۔

۶۔ ہر دور میں ادب کے مختلف اصناف میں نئے نئے تجربات ہوئے ہیں۔ اردو میں اگر نعت گوئی میں نئی نئی اصطلاحات' تلازمات اور استعارات و تشبیہات شامل کر کے اس کو دلنشیں بنایا گیا تو یہ بصیرت افروزی کا مظاہرہ ہے اور قابل قدر اضافہ۔

۷۔ میں نے خود یہ تجربہ کیا ہے۔

۸۔ دور حاضر میں ہمارا ادب موضوعات۔ تخلیقات کے اعتبار سے انتہائی متنوع ہو گیا ہے۔ نعت گوئی کی طرف رجحان بھی ایک فطری عمل ہے مگر سب اسے نعت گوئی کے دور سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ جو ادب اور صنف سخن سرکاری حکام کے سہارے فروغ پائے میں اسے صحت مند نظریہ نہیں سمجھتا۔

۹۔ نعت گوئی کے بارے میں ابھی بہت کچھ لکھا جائے گا۔ تحقیق' تدقیق اور تنقید کے نہ جانے کتنے در اور وا ہوں گے۔

۱۰/۱۱۔ میں نعت لکھوں یا نہیں۔ سرکار دو عالمؐ کے روضہ پر حاضری کی تمنا ہمیشہ تھی۔ شکر باری تعالیٰ وہ پوری ہوئی۔

۱۲۔ میں دونوں موضوعات کو برابر کی اہمیت دیتا ہوں۔

۱۳۔ میری زیادہ تر تصنیفات تاریخی موضوعات سے متعلق ہیں۔ کینیڈا میں اردو کے نشوونما کے بارے میں کئی کتابیں منصہ شہود پر آئی ہیں۔ نعت گوئی پر میرا کوئی تحقیقی کارنامہ نہیں ہے۔

۱۴۔ نعت گوئی ایک تخلیقی عمل ہے اور صرف شاعر کے ہاتھوں انجام پا سکتا ہے۔ نعت خوانی اور تحقیق کو سامعین تک پہنچانے کا ایک ذریعہ۔ نعت خواں اگر عقیدت رکھتا ہے اور اس کی آواز میں سوز و گداز' لوچ اور لچک ہے تو وہ یہ فریضہ خوبصورتی سے انجام دے سکتا ہے۔ گویا نعت خواں اداکار ہے اور نعت گو تخلیق کار۔

قدرت نے مجھے اپنا کلام ترنم سے پیش کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے۔

۱۵۔ پچھلے چند سالوں سے کینیڈا میں نعت گوئی اور نعتیہ مشاعروں کا ذوق و شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ صرف اسی ماہ آصف قاسمی' صبیح الدین منصور' مدیر پاکیزہ انٹرنیشنل کی مساعی جمیلہ کی بدولت کئی نعتیہ مشاعرے بھی منعقد ہوئے اور نعت گوئی کا مقابلہ بھی ہوا اور اچھی نعتوں پر انعامات بھی دیے گئے۔

۱۲- سیرتِ رسول زندگی کے مثبت رویوں اور قدروں کا نقیب بھی ہے اور ضامن بھی۔ عشقِ رسول مسلمانوں کو راسخ العقیدہ بناتا ہے۔ مدحتِ رسول جنت کی کنجی ہے۔

سجاد مرزا (گوجرانوالہ)

پروفیسر سجاد مرزا گوجرانوالہ کی جانی پہچانی ادبی شخصیت ہیں۔ اردو اور پنجابی زبان میں شعر کہتے ہیں۔ کئی ایک شعری مجموعے طبع ہو چکے ہیں۔ نعت کے حوالے سے دو مجموعے "کیفِ دوام" اور "چراغِ آرزو" طبع ہوئے ہیں۔ نعت میں وہ سیرتِ رسول کے بیان پر زیادہ زور دے کر انسانی کردار کی اعلیٰ تشکیل کی کوشش کرتے ہیں۔ عاصی کرنالی کے بقول "سجاد مرزا نے ایک طرف تو دلکش زبان و بیان میں مدح و ثناء کے چمن آراستہ کئے ہیں اور دوسری طرف معلم بشریت' ہادی انسانیت' مصلح اعظم اور رہبر کامل کی سیرت نگاری کے وسیلے سے ہماری تشکیل کردار کا اہم وظیفہ انجام دیا ہے۔" سجاد مرزا کی نعتیہ شاعری کے سرسری مطالعہ سے ان کی غزل میں پختگی اور فنکارانہ چابکدستی کی نعت میں بھی صدائے بازگشت سنی جا سکتی ہے۔

۱- محبتِ رسولؐ سرمایہ حیات ہے اور ایمان کی تکمیل بھی۔ ایمان کی تکمیل کے اس احساس گراں مایہ نے مجھے کوچۂ نعت کی طرف راغب کر دیا ہے۔ غزل کہتے کہتے محبتِ رسول دل و دماغ میں موجزن ہوئی تو بے اختیار قلم حضورؐ کی مدحت کی راہ پر چل پڑا۔ اولین نعت طرحی تھی ۱۹۶۰ء میں کہی۔ ایک شعر یہ ہے۔

دنیا دکھوں کا گھر ہے مداوا تمہی تو ہو
ہم بیکسوں کے آقا و مولا تمہی تو ہو

۲- حفیظ تائب' حافظ لدھیانوی' راسخ عرفانی اور طفیل ہوشیارپوری۔

۳- نعت کے حوالے سے میرا طریقہ یہی ہے کہ نعت محبت و احترام سے کہی جائے۔ اس میں ریاکاری یا بناوٹ نہ ہو۔ شاعر جو کچھ کہے حسنِ عقیدت سے کہے۔ نعت کہتے ہوئے وہ خود کو حضورؐ کے ادنیٰ غلاموں میں تصور کرے جو حضورؐ کے جنبشِ ابرو پر جان دینے کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔ جب یہ جذبہ عشق انتہا کا روپ دھار لیتا ہے تو پھر نعت اپنے حقیقی روحانی شکوہ کے ساتھ شاعر کے دل پر وارد ہوتی ہے۔ یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب شاعر قبولیت کے دروازے کھلتے ہوئے محسوس کرتا ہے۔

۴- نعت گو کو بطور خاص ادب و احترامِ مصطفیٰؐ کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اگر احترامِ رسولؐ ہے تو سب کچھ ہے۔ ورنہ جہاں قلم بہکا اور فکر کی پرواز کی سمت غلط ہوئی تو وہیں پر توہینِ رسالت کا امکان ہونے لگتا ہے اور توہینِ رسالت عشقِ مصطفیٰؐ کے تقاضوں کے بھی منافی ہے اور اللہ رب العزت کو بھی کسی صورت گوارا نہیں۔

۵- نعت گوئی واقعی تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ میں پوری کوشش کرتا ہوں کہ حمد اور نعت کے درمیان حدِ فاصل رہے۔ ایک طرف نعت کہتے ہوئے میری کوشش ہوتی ہے کہ حضورؐ کے مقام و مرتبہ اور آپؐ کے محاسن میں کمی نہ آنے پائے اور دوسری طرف یہ احساس بھی دامن گیر ہوتا ہے کہ کہیں میں مقامِ مصطفیٰؐ کو مقامِ الوہیت تک تو نہیں پہنچا رہا! بس یہی احساس میری راہنمائی کرتا ہے۔

۶- میں جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات سے کافی حد تک اتفاق کرتا ہوں۔ میرے نزدیک جدید نعت یہ ہے کہ

جس میں عصر حاضر کے ادبی موزم کو سمویا جائے۔ اور ہر وہ لہجہ نعت کہنے کے لئے مستعار لیا جائے جو نعت کے فروغ کا باعث بنے۔ جدید نعت میں ہمیں عصر حاضر کے تقاضوں کو پوری طرح مدنظر رکھنا چاہیے۔

۷۔ نعت میں معریٰ نظم سے لے کر ہائیکو تک جتنے نئے شعری تجربات ہو رہے ہیں۔ ان سے پوری طرح متفق ہوں کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ نعت کے پیغام کو عام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر اس صنف سخن کا سہارا لیا جائے جس کی عوام کے دلوں تک رسائی ہو۔ اس سلسلے میں ہمیں نعت گو شعراء پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کرنا چاہیے کہ وہ فلاں صنف میں لکھیں اور فلاں میں نہ لکھیں!

۸۔ دور حاضر دراصل نعت کا دور ہے۔ اس میں بھی کلام نہیں کہ ضیاء الحق کے دور میں نعت کو زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ نعت کو سرکاری سطح پر پذیرائی ملی۔ جلسوں میں نعتیں کثرت سے پڑھی جانے لگیں۔ ریڈیو اور ٹی وی پر نعتیہ مشاعرے ہونے لگے۔ اخبارات و رسائل کے نعت نمبر نکالے گئے۔ یہ سب امور دور حاضر کو نعت کا دور ثابت کرتے ہیں۔

۹۔ نعت کے بارے میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے جو کام ہوا ہے وہ کافی حد تک تسلی بخش ہے۔ مگر یہ آخری منزل نہیں۔ ابھی اس سلسلے میں بہت آگے اور آگے جانا ہے۔ بہت کچھ کرنا ہے اور کیا معلوم آنے والا دور نعت کے حوالے سے تنقید و تحقیق کے کون سے زاویے لے کر آتا ہے! دور حاضر کے اصحاب تنقید نے نعت کو پیش نظر رکھ کر جو کچھ بھی لکھا ہے وہ اپنی جگہ قابل ستائش ہے۔

۱۰۔ نعت کہتے ہوئے روضۂ رسولؐ پر حاضری کی تمنا ہمیشہ رہتی ہے اور یہ تمنا ہر مسلمان کا اثاثہ ہے۔ مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت رنج و غم سے دوچار کر دیتی ہے۔ مگر پھر اس امید پر زندہ رہتے ہیں کہ کبھی نہ کبھی تو مدینے والوں میں ہمارا بھی نام آئے گا اور ہم بھی حاضری کی سعادت حاصل کریں گے۔

۱۱۔ ابھی تک حرمین شریفین اور روضۂ رسولؐ پر حاضری کی سعادت حاصل نہیں ہوئی۔

چراغ آرزو اس میں جلا رکھا ہے برسوں سے ان آنکھوں سے کبھی اس روضۂ سرکار دیکھیں گے

۱۲۔ نعت میں جمال مصطفیٰؐ اور سیرت رسولؐ بلاشبہ دو مختلف رویے ہیں جو شاعر جس رویے کو مدنظر رکھ کر حضورؐ کی نعت کہہ رہا ہے وہ اپنی محبت و عقیدت کے تقاضوں کو نبھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ کوئی شاعر چاہے جمال مصطفیٰؐ کے رنگ میں کہے یا سیرت مصطفیٰؐ کو اجاگر کرے۔ اصل میں یہ سب حضورؐ ہی کی نعت ہے۔

۱۳۔ میرے اب تک دو نعتیہ مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔ "کیف دوام" ۱۹۸۸ء اور "چراغ آرزو" ۱۹۹۲ء

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ نعت گو جو کچھ لکھتا ہے نعت خوان اسے پوری عقیدت کے ساتھ ترنم کے لہجے میں سجا کر عوام کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ میں خود تو ترنم سے نہیں پڑھتا لیکن جب کسی اچھے نعت خوان کو سنتا ہوں تو بے اختیار قدم وہیں رک جاتے ہیں۔

۱۵۔ مجھے نسل نو سے یہی کہنا ہے کہ ہماری دنیا اور آخرت دونوں عشق مصطفیٰؐ سے وابستہ ہیں۔ عشق مصطفیٰؐ صرف لفظی نہیں بلکہ عمل کے تقاضے مانگتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ بارگاہ رسولؐ میں پورے احترام کے ساتھ نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال کو اس طور سنواریں کہ قیامت کے دن ہم بارگاہ رسولؐ اور بارگاہ خالق

اکبر میں بھی سرخرو اور کامیاب ہوسکیں۔!

محمد اکرم رضا (گوجرانوالہ)

پروفیسر محمد اکرم رضا گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں اردو کے استاد ہیں۔ قدرت نے عشق رسالتماب کی دولت سے مالا مال کر رکھا ہے۔ زندگی بھر نعت کہی۔ رسائل و جرائد میں نعت کے حوالے سے مضامین لکھے۔ محافل نعت اور سیرت کے جلسوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ بہت سی علمی و ادبی تنظیموں سے وابستہ ہیں۔ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے علمی و ادبی رسالے "مہک" کے مدیر ہیں۔ نثر میں چند ایک کتب شائع ہو چکی ہیں "کاروان نعت کے حدی خواں" میں دور حاضر کے چند نعت گو شعراء کی نعتیہ شاعری پر مضامین شائع ہوئے ہیں۔ نعت کے اچھے شاعر ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری میں عقیدت و محبت کے نو بہ نو پھول کھلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ نعت کے مروج مضامین ان کے ہاں عام ملتے ہیں۔ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں لکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ قدرت نے خطابت کی صلاحیتوں سے بھی سرفراز کیا ہے۔

۱۔ گھر کا ماحول مذہبی اور نظریاتی تھا۔ گھر میں والد محترم ایسے رسائل و جرائد بطور خاص منگواتے تھے جن میں مذہبی، دینی اور صوفیانہ مضامین ہوتے یا پھر ایسے رسائل و جرائد جن کے مضامین تحریک پاکستان کے ولولہ انگیز ادوار کی یاد تازہ کرتے۔ ان ماہناموں اور ہفتہ وار رسائل میں حمد و نعت، منقبت اور قومی منظومات بطور خاص نظر آئیں۔ یہ گویا فطرت کی طرف سے راہ کی حنا بندی (خود بخود) کا اہتمام تھا۔ گھر میں ایسی مجالس کا انعقاد کیا جاتا جن میں نعت خواں بلائے جاتے اور دیر تک مدحت سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمزمے گونجتے رہتے۔ بچپن میں والد محترم (مرحوم و مغفور) کو مجھ سے ایسی تقاریر سن کر خوشی ہوتی جن میں محبت رسول کا تذکرہ ہوتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے مدحیہ اشعار ہوتے۔ اس طرح میں لاشعوری طور پر ایک ایسی فضا اور ماحول کا حصہ بن گیا جس میں نعت سیدنا اور حب رسول کی خوشبو رچی ہوئی تھی، میری زندگی کے ماہ و سال اور نعت گوئی ایک ساتھ پروان چڑھتے ہوئے مستقبل کی جانب گامزن ہوتے گئے۔

۱۹۶۰ء میں نویں جماعت میں کہی ہوئی نعت کے چند اشعار تحریر ہیں۔

وہ سرکار عالی جناب اللہ اللہ — محمد رسالت مآب اللہ اللہ
بلا کر انہیں عرش اعظم کے اوپر — کیا خود خدا نے خطاب اللہ اللہ
مبارک وہ لمحے وہ ساعت مبارک — ہوئے جب سوال و جواب اللہ اللہ
نوازا کتاب مبیں ان کو دے کر — وہ قرآن ام الکتاب اللہ اللہ
میسر ہوا آپ کا عشق جن کو — وہ چمکے بصد آب و تاب اللہ اللہ
اٹھایا تھا شانوں پہ بار غریباں — وہ ایمان پرور خطاب اللہ اللہ
رسول معظم پہ قرباں دو عالم — خدا کا حسیں انتخاب اللہ اللہ
"رضا" عشق ان کا ہے تسکین ہستی

دکھایا کرم بے حساب اللہ اللہ

۲۔ سیدنا حسان بن ثابت' امام بوصیری' مولانا جامی' امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی' مولانا الطاف حسین حالی' علامہ محمد اقبال' امیرمینائی' علامہ ضیاء القادری بدایونی' علامہ اختر الحامدی' حضرت حفیظ تائب۔

۳۔ نعت عشق و عقیدت کی معراج ہے۔ یہ رب کونین کا لطف خاص ہے جو وہ اپنے بندوں کو اپنے محبوب کی ثنا میں اپنی سنت کی پیروی کا شرف عطا کر دیتا ہے۔ یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اس کے ظہور کے لئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں۔ وہ خاص دل جن میں محبت رسول کی چاندنی بکھری ہوتی ہے۔

۴۔ نعت نگار کو بطور خاص مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھنا چاہیں۔

- وہ احترام و عقیدت حضور کو بطور خاص شمع راہ بنائے رکھے۔ احترام و عقیدت ہی دراصل نعت گوئی کی اساس ہے۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات لازوال ازل سے ابد تک کے جملہ محاسن کی آئینہ داری ہے۔ آپ محبوب خدا اور ممدوح انبیاء و ملائکہ ہیں۔ اس لئے شاعر کو ہر لحظہ ادب و احترام کے تقاضے ملحوظ خاطر رکھنے چاہیں۔

- جہاں تک ممکن ہو تو' تیرا' تم سے گریز کیا جائے۔ حضور کو مخاطب کرتے ہوئے سر نہادہ رہنا چاہیے۔ آپ کے خصائص و محاسن بے شمار ہیں۔ ان محاسن کے حوالے سے آپ کو پکارنا یا آپ کا ذکر کرنا زیادہ اچھا لگتا ہے۔ تو' تیرا' تم سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کسی حد تک بے ادبی کا گمان گزرتا ہے۔ بعض نعتوں میں زیادہ والہانہ پن ظاہر کرنے کے لئے تو' تیرا' تم کا استعمال ناگزیر ہو جائے تو ہر قدم پر یہی مدنظر رکھنا چاہیے کہ مدحت اس ہستی کی کی جا رہی ہے جس کے حضور جنیدؒ و بایزیدؒ بھی دم بخود آتے ہیں۔

ع یہ کوچہ حبیب ہے' پلکوں پہ چل کے آ

- نعت کا ہر شعر اس امر کا اعلان ہو کہ یہ نعت کا شعر ہے۔ یہ نہیں کہ اس پر غزل کا گمان بھی ہو اور نعت کا بھی۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو استعارات و تشبیہات کا سہارا لے لیا جائے۔ مگر ان کے استعمال میں بھی یہ امر مدنظر رکھا جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر تشبیہ سے بلند ہونا ضروری ہے۔ استعارات کا استعمال اس طرح ہو کہ پڑھنے والے کا ذہن فوراً سلطان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو جائے۔

- پنجابی شاعری میں خاص طور پر "یار" کا لفظ حضور کے لئے استعمال کرتے ہوئے نعت گو شعراء بھول جاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا اور اپنا "یار" قرار دے کر حضور کے احترام کے شعری تقاضوں سے گریز کر رہے ہیں۔ اگر یہ شعراء ماضی کے نعت گو شعراء کے کلام کا مطالعہ کریں تو وہاں "یار" کی تکرار کے بجائے "ماہی" اور "ڈھولا" کے الفاظ نظر آئیں گے جو "یار" کی بھدی ترکیب کے مقابلے میں زیادہ محبوبیت رکھتے ہیں۔ اردو شعراء کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر کرتے ہوئے ہر ایسے لفظ سے گریز کرنا چاہیے جو عظمت و شان حضور کا اعلان کرنے کے بجائے شاعر کی فکری پستی اور بے ادبی کا آئینہ دار معلوم ہو رہا ہو۔

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت قدسی کا اصل مقصد تکمیل اخلاق اور تعمیر سیرت تھا۔ آپ کے جمال جہاں آرا اور

سیرت لازوال نے ظلمت کدوں کو منور کر کے کاروان انسانیت کو انتہائی سربلندیوں کی جانب گامزن کر دیا۔ اس لئے نعت گو کو نعت سے تبلیغ سیرت اور اشاعت دین کا کام لینا چاہیے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن اور آپ کے احسن ترین صورت زیبا کو موضوع شاعری نہ بنایا جائے۔ نعت کا تو آغاز ہی جمال مصطفیٰ کو خراج عقیدت پیش کرنے سے ہوتا ہے۔

- نعت کا سب سے بڑا ماخذ قرآن حکیم ہے کیونکہ حضور نبی کریم کا سب سے بڑا وصاف خود خدائے کریم ہے اس لئے نعت گو کو قرآن حکیم کا قلب و جان کی گہرائیوں سے مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ قرآن مجید کے متن سے پھوٹنے والی روشنی اس کی رہنمائی کر سکے۔
- نعت کو ہر دور کی ترجمانی کا اعزاز حاصل رہا ہے۔ اس لئے نعت گو کو نعت لکھتے ہوئے عصر حاضر کے مسائل کا حل اسوہ رسول میں ڈھونڈتے ہوئے امت اسلام کی رہنمائی کے لئے "دیدہ بینا" کا کردار ادا کرنا چاہیے۔

۵۔ "نعت گوئی تلوار کی دھار پر چلنا ہے" یہ محض ایک جملہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ نعت شاعر کے ذوق شعری اور ایمان کے لئے آزمائش کا درجہ رکھتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا یہ قول نعت گوئی میں آگے بڑھتے ہوئے ہمیشہ میرے لئے مشعل فکر و عمل رہا ہے۔ اگر تلوار کی دھار کا احساس نہ ہو تو پھر معبود حقیقی اور عبد خاص (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان حائل فرق کے مٹ جانے کا خدشہ دامنگیر ہوتا ہے۔ تلوار کی دھار پر چلنے کا تصور مجھے حضورؑ کی بارگاہ میں سب کچھ نذر کر دینے کے باوجود اس حقیقت کا ادراک بخشتا ہے کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تلوار کی دھار پر چلنے کا تصور مجھے توحید کی عظمت و وحدت اور انوار رسالت کو پوری فکری دیانتداری اور ایمانی راست روی کے ساتھ خراج شعر و سخن پیش کرنے کا سلیقہ بخشتا ہے۔

۶۔ ماضی اور حال کے نعت گو شعراء کے چند شعری نمونوں سے فقط یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ نعت قدیم یا جدید نہیں ہوتی یہ تو شاعر کی فکر اس کی کرشمہ سازی اور ہمہ گیریت ہے کہ وہ عظمت و شان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کیا کچھ کہہ سکتا ہے۔ جو جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لمعہ افشانیوں میں کھو گئے ان کو بھی سلام اور جن کی نظر جمال مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دل و جان کو مستنیر کرتی ہوئی آپ کے اسوہ عالی اور اپنے دور کے تقاضوں کو نعت کے اسلوب میں بیان کر گئی ان کو بھی سلام۔

۷۔ نعت میں جس قدر بھی شعری تجربات ہو رہے ہیں وہ یقیناً فروغ نعت کا باعث بنیں گے۔ ہر دور میرے حضور کا دور ہے' ہر صدی میرے آقا کی صدی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توصیف و ثنا کی بدولت ہی زبانوں کو پذیرائی عطا ہوتی ہے۔ اور وہ تمام اصناف سخن مسعود ہیں جو فروغ مدحت حضور کا ذریعہ بن رہی ہیں۔ آزاد نظم' معریٰ' نثری نظم' ہائیکو سمیت تمام شعری تجربات نعت کے حوالے سے یقیناً مقبولیت کے حقدار ٹھہریں گے۔ یہ تو عشق حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غیر معمولی ذوق نعت ہے کہ وہ نعت کو ہر دل کی دھڑکن بنانے کے لئے مروجہ اسالیب کے پہلو بہ پہلو نئے نئے شعری تجربات کا سہارا لے رہے ہیں۔

۸۔ فقط دور حاضر ہی دور نعت نہیں بلکہ ہر دور دور نعت ہے۔ ہر زمانہ عظمت و شان مصطفےٰ سے معمور ہے۔ یہ نغمہ فصل گل کا پابند نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ صدر ضیاء الحق نے نعت کو فروغ دیا۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدائے کریم نے ضیاء الحق کو یہ توفیق عطا کی کہ وہ نعت کو عوامی مجالس کے ساتھ ساتھ بلند ترین سرکاری و قومی تقریبات کا لازمی حصہ بنا دیں۔ جس نے جتنا کام کیا ہو اسے اس کا کریڈٹ ضرور دیا جانا چاہیے۔ صدر ضیاء الحق کے دور میں اخبارات، رسائل و جرائد نے نعت پر بہت زیادہ کام کیا۔ جو اخبارات اور رسائل خاص اسلامی تہواروں پر فقط ایک نعت "تبرکاً" چھاپنے کے عادی تھے۔ نعت نمبر شائع کرنے لگے۔ کسی نے سرکاری سرپرستی کے لئے کیا ہو یا خوشنودی حضور کے لئے کیا ہو، یہ الگ بات ہے۔ تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ اس دور میں نعت کی اشاعت زیادہ ہوئی۔ نعتیہ کتب بڑی تعداد میں شائع ہوئیں۔ رسائل نے بڑے اہتمام سے نعت نمبر نکالے۔ یہ سلسلہ اب تک جاری و ساری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ صدر ضیاء الحق کی جگہ کوئی اور حکمران ہوتا تو پھر بھی ایسا ہی ہوتا کیونکہ اصل میں سلسلہ نعت کا فروغ خدا کریم کا لطف خاص ہے۔ صدر مرحوم کے دور میں نعت کی زیادہ اشاعت کا تذکرہ بہرحال ایک تاریخی صداقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ یہ تمام کاوشیں اپنی جگہ، میرے نزدیک ہر دور دور نعت رہا ہے اس دور کو ہی دور نعت کہہ کر ہم نہ صرف گذشتہ ادوار میں نعت پر ہونے والے غیر معمولی کام کی نفی کر رہے ہیں بلکہ اس خدشے کا اظہار بھی کر رہے ہیں کہ مستقبل میں شاید اتنا کام نہ ہو سکے۔ حالانکہ ہر آنے والا دور دور حاضر سے کہیں بڑھ کر فروغ نعت کے لئے کام کرے گا۔ یہی نعت کی عظمتوں کا تقاضا بھی ہے اور مشیت الٰہی بھی۔

۹۔ نعت کے بارے میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے جو کام ہوا وہ بلا شبہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ کسی دور میں رسائل و جرائد ایک آدھ نعت تبرک کے طور پر شائع کرتے تھے آج ان رسائل و جرائد کے ضخیم نعت نمبر شائع ہو رہے ہیں۔

۱۰۔ نعت لکھنے سے پہلے ہی روضہ رسول پر حاضری کی تمنا پیدا ہو چکی تھی۔ چند برس پیشتر ایک مرتبہ تو پروگرام بھی بن گیا۔ اور اس پروگرام سے قبل ایک نعت کا یہ مطلع بھی موزوں ہوگیا ۔

سمت طیبہ سے ہوائے خوش خرام آنے کو ہے عازمین شہر طیبہ میں جو نام آنے کو ہے

مگر چند ناگزیر وجوہات (والدین کی علالت) کی بنا پر نہ جاسکا۔ اب مدینہ طیبہ سے دوری و مجبوری میں کیا محسوس کرتا ہوں؟ دوری کا احساس بعض اوقات تو رونے لگتا ہے۔ بعض اوقات دل کو اس احساس سے ڈھارس ہوتی ہے کہ بلانے والے کی کی مرضی ہے کچھ سوچ کر دور رکھا ہوگا۔ شاید ابھی میرے جذبے کو وہ تپش اور میری آرزوؤں کو باریابی کا وہ سلیقہ عطا نہیں ہوا کہ ادھر سے پروانہ طلبی جاری ہو سکے اور ادھر سے میں "لبیک یا سیدی" کہتا ہوا چل پڑوں۔ اس دوری و مجبوری میں صرف نعت ہی وسیلہ اظہار بن کر رہ جاتی ہے۔

سوئے طیبہ جو کوئی قافلہ جاتا دیکھا ایک محشر دل پر شوق میں برپا دیکھا

۱۱۔ مدینہ طیبہ میں حاضری سے محروم ہوں اور اس احساس سے سرشار ہو کر بلاوے کا منتظر رہتا ہوں کہ

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے　　　　تم نہیں چلتے "رضا" سارا سامان گیا

۱۲۔ آپ نے درست فرمایا کہ نعت میں حسن مصطفےٰ اور سیرت رسول دو اہم ترین موضوع ہی نہیں بلکہ دو مختلف رویے بھی ہیں۔ میرے نزدیک نعت وہ مکمل ہوتی ہے جس میں دونوں موضوعات جلوہ گر ہوں۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات واحد میں خالق دوعالم نے ازل سے ابد تک کے محاسن قدسی جمع کر دیئے ہیں۔ آپ حسن و جمال کا اکمل ترین پیکر بھی ہیں اور سیرت و کردار کا احسن ترین نمونہ بھی۔ قرآن حکیم نے جہاں آپ کو طٰہٰ و یٰسین کا مصداق ٹھہرایا ہے وہاں آپ ہی کے کردار کو ابد تک کاروان انسانیت کے لئے مکمل ترین نمونہ قرار دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات واحد ہی بیک وقت جمال صورت اور کمال سیرت کی آئینہ دار ہے۔ اس لئے دو مختلف رویئے اپنا کر علیحدہ علیحدہ نعتوں میں ان کا اظہار نامناسب امر ہے۔ جب ممدوح کائنات ایک ہی ہے اور صورت کی لمعہ افشانیوں سے سیرت کی تابانیوں تک تمام محامد و محاسن اسی ذات واحد کا اعزاز ہیں۔ تو جمال سیرت اور اسوہ حسنہ کو الگ الگ قلم بند کرنا کیسا۔ حسن توازن اور بہترین خراج نعت کا۔ تقاضا یہی ہے کہ نعت نبی رحمت میں رخ طٰہٰ اور اسوہ حسنہ کو لازم و ملزوم جان کر سمونے کی سعی کی جائے۔

۱۳۔ نعت میں نیا کام کوئی کیا کر سکتا ہے یہ تو ہر صاحب نظر کی طرف سے رحمت مصطفےٰ کا حقدار ٹھہرنے کیلئے عاجزانہ کاوشیں ہیں۔

۱۴۔ نعت ترنم سے نہیں تحت اللفظ پڑھتا ہوں۔ (کالج کے دور تک ترنم سے پڑھا ہے)

نعت گو اور نعت خواں دونوں ایک ہی جادہ عشق و عقیدت کے راہی ہیں۔ نعت گو کی حیثیت خالق کی ہے جبکہ نعت خواں اس تخلیق کو اپنے ترنم سے نکھار کر اور عشق مصطفےٰ کے دلوں کی گہرائیوں تک پہنچاتا ہے۔ وہ شعراء بہت خوش بخت نظر آتے ہیں جو اپنا کلام خود ہی نعت خوانوں کی سے ترنم سے پڑھتے ہیں۔ مثلاً محمد اعظم چشتی، مظفر وارثی وغیرہ۔ جب کسی ممتاز نعت خواں کو خوش الحانی کے ساتھ دوسروں کا نعتیہ کلام پڑھتے اور محبان رسول کی آنکھوں سے آنسوؤں کے جھرنے پھوٹتے دیکھتا ہوں تو بے ساختہ یہ احساس ابھرتا ہے کہ کاش یہ لحن یہ ترنم میرے جذبوں کا غماز بن کر میرے باطن سے ابھرتا۔ یہ تو قدرت کی عطا ہے کہ ترنم نہ سہی اسے موزوں انداز سے تحت اللفظ پڑھنے کا سلیقہ عطا کر رکھا ہے۔ نعت گو شعراء اور نعت خوانوں میں رقابت نام کی کوئی چیز نہیں۔ یہ تو الطاف سرور کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بحر مواج کی ابھرتی ہوئی موجیں ہیں۔ رحمت حضور سب کو نواز رہی ہے کسی کو نعت گو کے بہانے اور کسی کو نعت خوانی کے بہانے۔ کسی اچھے نعت خواں کو جب اپنا ہی کلام کسی بڑی نعتیہ مجلس میں پڑھتے سنتا ہوں تو ایک ایسے کیف کا احساس ہوتا ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آنکھوں میں بے اختیار آنسو آجاتے ہیں۔ یہ آنسو امتنان و تشکر کا اظہار بھی ہوتے ہیں اور تحدیث نعت کا ادراک بھی۔

۵۔ فروغ نعت کے لئے ۲۶ سال سے باقاعدہ نعت کہہ رہا ہوں۔ رسائل و جرائد میں نعت کے حوالے سے مضامین لکھ رہا ہوں۔ نعت گو شعراء کا ایک حلقہ مجھ سے وابستہ ہے۔ جن کے کلام پر نظر ثانی کی سعادت عطا ہوتی ہے۔ کالج میں اور بیرون کالج نعتیہ مشاعروں کا انعقاد کرواتا ہوں۔ محافل نعت کے انعقاد میں بھرپور حصہ لیتا ہوں۔ بزم نعت حافظ

آباد کا سرپرست اعلیٰ' رائٹر کلب گوجرانوالہ' ایوان علم و فن گوجرانوالہ اور کاروان شعر و سخن' شاہین اقبال فاؤنڈیشن گوجرانوالہ سمیت متعدد ادبی مجالس کا سرپرست اور نگران ہوں جس کے زیراہتمام نعت خوانی اور نعت گوئی کی محافل کا انعقاد ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے ادبی "میگزین مہک" ماہنامہ "ترجمان لاثانی" (علی پور سیداں)' ماہنامہ "ضیائے قمر" (گوجرانوالہ)' سہ ماہی "علم و فن" (گوجرانوالہ) کا مدیر اور سہ ماہی "مفیض" کا مشیر اعلیٰ ہونے کے ناطے ان رسائل و جرائد میں نعت کے حوالے سے خصوصی ادبی گوشے وقف کرنے کی سعی کرتا ہوں۔

۶۔ پیغام!

دہر کو سیرت سرکار سکھا دی جائے | سنگباری جو کرے کوئی دعا دی جائے
جو ہیں محروم ثنا خوانی شاہ بطحا | یا خدا انکو بھی توفیق ثنا دی جائے
روشنی سیرت سلطان حرم سے لے کر | قلب کو علم نگاہوں کو حیا دی جائے
ہیں جو مطلوب مساوات نبی کے چرچے | تو یہ تفریق من و تو کی مٹا دی جائے
یہ بھی فیضان "رضا" سرور دیں کا دیکھا | بھیک سائل کو طلب سے بھی سوا دی جائے

سلطان الحسن فاروقی (لندن)

سلطان الحسن انگلستان میں مقیم اردو شاعروں میں ایک اہم نام ہے۔ آپ غزل کے خوبصورت شاعر ہیں۔ نعت کا بھی عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ نعت میں سیرت رسول کے نو بہ نو مضامین عقیدت و احترام کے ساتھ لکھتے ہیں۔ ادب کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ نے اپنی نعتوں میں جمال مصطفےٰ کے مضامین کو بڑی خوبصورتی سے سمایا ہے۔

۱۔ میں شاعری (باقاعدہ) گذشتہ ۱۲ برس سے کر رہا ہوں۔ ۱۹۸۳ء میں مسلم انسٹی ٹیوٹ لندن نے ایک نعت کانفرنس کا اہتمام کیا تھا جس میں پاک و ہند و برطانیہ کے معروف شعرا نے اپنا نعتیہ کلام پیش کیا تھا۔ نعت کانفرنس کے اشتہار اور انتظام میں چونکہ میرا دخل تھا۔ ڈائرکٹر مسلم انسٹی ٹیوٹ نے مجھے بھی نعت لکھنے اور پڑھنے پر آمادہ کیا۔ اس وقت تک میں نعت لکھنے کی ذمہ داری اور عقیدتمندانہ لغزشوں سے خوفزدہ تھا تاہم میں نے کانفرنس کے پوسٹروں اور اشتہاروں میں فہرست شعرا میں اپنا نام شامل نہیں کیا۔ میں بنیادی طور پر غزل گو شاعر ہوں۔ غرض یہ کہ تاریخ کانفرنس تک میری نعت تیار تھی جس کو لکھنے میں مجھے اپنی توقعات سے کہیں زیادہ آسانی ہوئی۔ بعض اشعار پر مجھے خود تعجب ہوا کہ وہ میرے قلم سے کس طرح نکلے۔

۲۔ یہاں پردیس میں مجھ تک پاک و ہند کے شعراء کی نعتیں پڑھنے کو بہت کم میسر آتی ہیں۔ مجھے مظفر وارثی' حنیف اسعدی' ندیم قاسمی وغیرہ کی نعتیں پسند ہیں لیکن نعت لکھتے وقت میں کسی کی تقلید نہیں کرتا۔ اپنی سوچ اپنے لفظوں میں بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

۳'۴۔ نعت لکھتے وقت میں اس بات کی کوشش کرتا ہوں کہ مخلوق کو خالق کے برابر کر کے گناہ کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔ جذبات عقیدت میں عموماً نعت گو شعراء یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کے خالق اللہ ہیں اور وہ کبریائی صفت رسول اللہ میں دیکھنے اور بیان کرنے لگتے ہیں۔ ان نزاکتوں کے پیش نظر نعت لکھنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف

ہے۔

۵۔ میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ غیر مبہم اور سادہ الفاظ میں عقیدت رسولؐ اس طرح بیان کی جائے جس میں نیا پن ہو، پاکیزگی ہو اور جو سب پڑھنے والے کو اپنی جانب متوجہ کر سکے۔ عقیدت کا کونسا ایسا رخ ہے جسے نعت گو شعراء نے قلمبند نہیں کیا۔ اس اعتبار سے جدت اور اختراع خاصہ دشوار عمل ہے۔

۶۔ میں جدید قدیم نعت اور نئی پرانی نعت کے ہیر پھیر سے بلند ہوں۔ ہاں اچھی بری تخلیق کا قائل ہوں۔

۷۔ معریٰ، آزاد، نثری نظم اور ہائیکو غزل شاعری کی مکروہ آوازیں ہیں۔ ایسی چیزیں لکھنے کے لئے شعر و محنت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے نہ علمیت کی۔

۸۔ مجھے ان آراء سے اتفاق ہے۔

۹۔ نعت پر تنقید و تحقیق پر میری نظر سے بہت کم گذری ہے۔

۱۰۔ روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا ہمہ وقت رہتی ہے۔ جب ماہ ربیع الاول کا مہینہ نزدیک ہوتا ہے تو مدینہ منورہ سے دوری شدت سے محسوس ہوتی ہے۔

۱۱۔ میں حج کی سعادت سے ہنوز محروم ہوں۔

۱۲۔ میں دونوں کے حق میں ہوں۔

۱۳۔ ابھی تک قابل ذکر اضافہ نہیں کیا۔

۱۴۔ میں اپنی نعت الترنم میں ترنم سے پڑھتا ہوں۔ مجھے ریڈیو پاکستان اور دوسرے مقامات میں اپنا کلام پڑھنے کا موقع ملا ہے اور میری نعتوں کو اس سے بڑھ کر توقع سے زیادہ سراہا گیا۔

۱۵۔ نعتیہ مشاعروں میں شرکت کرتا ہوں اور ایسی محفلوں کو ترتیب بھی دیتا ہوں۔

۱۶۔ نسل نو کے لئے میرا پیغام یہ ہے

حمد و نعت کے سوا تمام شعر و شاعری فضول ہے

قمر تابش (سیالکوٹ)

ڈاکٹر مرزا محمد نذیر بیگ قمر تابش سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں اور نعت لکھتے ہیں اور صرف نعت لکھتے ہیں۔ عقیدت و محبت ان کی نعتیہ شاعری کا خاص وصف ہے۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی فکر اور سوچ کے داعی ہیں۔ اور عقیدے کے حوالے سے کسی بھی طرح کا سمجھوتہ کرنے کے حق میں نہیں۔ قدرت نے حج و زیارت مدینہ منورہ سے بھی سرفراز کیا ہے۔ کچھ عرصہ بسلسلہ روزگار کویت میں بھی رہے۔ ان دنوں سیالکوٹ میں قیام پذیر ہیں۔ سیالکوٹ میں فروغ نعت کے حوالے سے اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ گھر میں نعتیہ مشاعرے بھی منعقد کراتے ہیں جبکہ نعتیہ مشاعروں میں پورے ذوق و شوق کے ساتھ شریک بھی ہوتے ہیں۔ "منشور اذاں" کے نام سے مجموعہ نعت کتابت کے مراحل سے گزر رہا ہے۔

۱۔ میں اس لحاظ سے خوش نصیب ہوں کہ میری پیدائش ایسے خاندان میں ہوئی جو اولیاء اللہ کی بارگاہ میں مودب ہے۔

ان دنوں میرے نعت کی طرف مائل ہونے کا اصل سبب ایک ولی اللہ سے نسبت کا شرف ہے۔ ۱۹۷۱ء میں عید میلاد النبی پر میں نے سب سے پہلی نعت حضورؐ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ نعت پیش خدمت ہے:

حرا کی تاریکیوں پہ قربان ہزار ماہ تمام لوگو
میرے نبیؐ نے عبادتوں میں کیا تھا جس میں قیام لوگو

وہ ابتدائے بنائے ہستی وہ انتہائے سرور و مستی
وہ راہبر دیں، وہ جان ایماں، وہ دو جہاں کے امام لوگو

رخ رسالت پہ زلف اطہر مچل کے یہ بات کہہ گئی ہے
یہی بنائے سحر ہیں لوگو، یہی ہیں مقصود شام لوگو

۲۔ یوں تو ہر نعت کہنے والا شاعر میرے لئے محترم ہے، لائق صد تعظیم ہے۔ بشرطیکہ حضور علیہ السلام کی شان بیان کرنے میں وہ والہانہ پن رکھتا ہو، اور عقیدے کے حوالے سے اس کے اسلوب میں ذرہ بھر بھی جھول نہ ہو تاہم حضرت مولانا رومؒ، جناب سعدیؒ، حضرت جامیؒ، جناب امیر خسروؒ، اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب، حضرت علامہ اقبال، پروفیسر محمد حسین آسی سے بے حد متاثر ہوں۔

۳۔ نعت کے حوالے سے میری سوچ اور نظر صرف اور صرف یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی شان کے حوالے سے شاعر ایسا اسلوب اختیار کرے کہ آپؐ کے جمال بے مثال، کمال لازوال اور تعلیمات کی بات بہترین طریقے میں کی جائے۔

۴۔ نعت کو وصف اور صرف اس بات کا حامل رہنا چاہیے کہ وہ اوصاف رسول مقبولؐ بیان کرنے کے حوالے سے قرآن کی تقلید کرے۔ نعت گو کو اوصاف رسول مقبولؐ کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہیے تاکہ امت کے دل میں آپ کی ذات والا صفات سے محبت پیدا ہو۔

۵۔ نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے۔ یہ مقولہ اپنی جگہ درست ہے لیکن میرا یقین ہے کہ اگر شاعر کا سینہ اور دماغ عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارات سے منور ہو۔ توصیف مصطفےٰ تحریر کرتے وقت کسی سہو کا احتمال ہی ممکن نہیں۔

۶۔ جدید نعت اور قدیم نعت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے یہ گذارش ہے کہ وہ جدید ہو کہ قدیم نعت کو اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ عشق رسول مقبول کے عظیم حوالے کے ساتھ صرف اور صرف نعت ہونا چاہیے۔

۷۔ توصیف مصطفےٰ کے اظہار بیاں کے لئے جو بھی اسلوب اختیار کیا جائے، میں اس کے حق میں ہوں۔

۸۔ جی ہاں، واقعی دور حاضر نعت کا دور ہے۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید، تحقیق کے حوالے سے جہاں بھی اور جس نے بھی کام کیا ہے وہ قدم قدم سے وہ عبادت کے زمرے میں آتا ہے۔

۱۰۔ روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا ہی تو ہے جس نے یہ نعتیں پیدا کی ہیں ورنہ میری ایک ہی تمنا ہے اور کوئی تمنا ہے ہی نہیں۔

۱۱۔ بارگاہ حضورؐ میں پیش ہونے کا اس غلام کو شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۷۰ء میں پہلا حج کیا تھا اس وقت مدینہ طیبہ میں حضورؐ کے زمانے کی بہت سی عمارتیں تھیں۔ گھر تھے مساجد تھیں، یعنی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مبارک گھر تھا

آپ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کا گھر اور مزار تھا۔ بہر حال آج تک حضرت جامیؒ کی زبان میں زیارت مدینہ کے بعد بھی عرض کر رہا ہوں: خدایا ایں کرم بار دگر کن

۱۲۔ جس ہستی کی بات ہو یا سیرت حضورؐ کا مضمون۔ میرے نزدیک ان دونوں مضامین کا ایک ہی رویہ ہے۔ ذات رسولؐ مقبول۔ جو ہر لحاظ سے آپ کے جمال کمال اور جلال کا مظہر ہے۔

۱۳۔ میں نے نعت میں حضورؐ کی آل اطہر کا حضورؐ کی عظیم ترین نسبت کے حوالے سے خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ کیونکہ بعض خاص مکاتب فکر نے لوگوں سے حضورؐ کی آل اطہر کے تعارف کے سلسلے میں انتہائی بخل سے کام لیا ہے بلکہ انہوں نے لفظ آل کے معنی تک بدل دیئے نتیجہ یہ ہوا کہ امت کے دل سے حضورؐ کی آل پاک کا احترام ہی نکال دیا۔

۱۴۔ نعت خوانی ہو کہ نعت گوئی اگر وہ حضور کی عظمت و رفعت کا حق ادا کر رہی ہے تو پھر کچھ فرق نہیں ان دونوں میں ہی۔ میں ترنم سے نعت پڑھتا رہا ہوں اب بھی پڑھتا ہوں اس طرح حضورؐ کی نوازش دوچند ہو جاتی ہے۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلے میں اس فقیر کی کوشش گذشتہ بارہ برس سے یہ رہی ہے جس جگہ نعت کے حوالے سے اجتماع ہوا ہے' ضرور شرکت کی ہے۔

۱۶۔ الحمد للہ مجھے خدا نے نعت خوانی رسولؐ کی نعمت سے نوازا۔ میں اس ایک تعارف پر جس قدر بھی ناز کروں' کم ہے۔ حضور کی امت کے بچوں کے لئے میں نوٹ ہے' صرف اور صرف یہ پیغام ہے کہ آپ جو کچھ مرضی بنیں لیکن سب سے پہلے غلام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنیں کیونکہ اس سے آپ سب کچھ بن سکتے ہیں۔

رحمت اللہ شوق (شکار پور)

رحمت اللہ شوق سندھی زبان کے پرانے نعت گو ہیں۔نعت پر مشتمل کئی مختصر کتب شائع ہو چکی ہیں۔ جبکہ نعتیہ دیوان بنام "ثنائے رسولؐ" زیور طباعت سے آراستہ ہو رہا ہے۔ یہ دیوان شاعرے سندھی زبان کے حروف تہجی کے مطابق ردیف وار ترتیب دیا ہے۔

۱۔ میرے اجداد عالم دین' عاشق رسول اور نعت خواں تھے۔ انہیں نے نعت کا ذوق پروان چڑھایا۔

۲۔ شعراء جو موجود ہیں۔

۳۔ میرے خیال میں نعت گو کو اسوہ حسنہ کا خیال رکھنا زیادہ ضروری ہے۔

۶۔ میرے خیال میں قدیم نعت شکل و شبیہہ کی تعریف ہے اور جدید نعت حضور کی سیرت و سنت کے مطابق ہے۔ میں دونوں سے اتفاق کرتا ہوں۔

۷۔ میرے خیال میں موزوں نعت' نظم سے زیادہ بہتر ہے۔

۸۔ میں اس سے متفق ہوں۔

۱۰۔ روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا برسوں سے ہے اور اب اس دوری کی کیفیت میں شدت زیادہ محسوس کرتا ہوں خدا کرے نعت گوئی حرمین شریفین میں حاضری کا وسیلہ بن جائے۔

۱۔ حرمین شریفین اور روضۂ رسول پر حاضری کی سعادت حاصل نہیں ہوئی ہے بہت تمنا ہے حاضری کی سعادت کی۔

۲۔ یہ دونوں موضوع افضل ہیں۔

۳۔ میں نے خدا کے فضل سے نعتیہ دیوان "ثنائے رسول" لکھا ہے۔

۴۔ نعت گوئی شاعر کرتا ہے، نعت خوانی بھی کر سکتے ہیں۔ مجھے ترنم کی سعادت حاصل ہوئی ہے اور بہت پسند ہے۔

گل بخشالوی (کھاریاں)

گل بخشالوی کھاریاں جیسے دور افتادہ مقام پر علم و ادب کی ترویج و ترقی میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ قلم قافلہ کے نام سے ادبی ہفت روزہ شائع کرتے ہیں۔ حمد غزل و نعت کے حوالے سے کئی ایک مجموعے ترتیب دے چکے ہیں۔ نعت کے حوالے سے "بزم رسالت" اور "دربار رسالت" کے عنوان سے دو مجموعہ ہائے نعت مرتب کر چکے ہیں۔ خود ان کی رسالت کے نام سے نعتیہ کتاب زیر طبع ہے۔ حمدیہ شاعری پر مشتمل کتاب "خدا ہے محمد" بھی زیر ترتیب ہے۔ مختلف ادبی اور سیاسی شخصیات پر بھی لکھا ہے۔

۱۔ شمع رسالت کا پروانہ ہوں۔ شوق محبت میں ذہن و شعور نے نعت گوئی کی طرف مائل کر دیا۔ اگر شاعر یہ کہہ دے کہ حضور کی شان اقدس کا بیان اس کی قوت سے باہر ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ عشق محمد میں سرشار نہیں۔ کیونکہ عاشق محبوب کی تعریف کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اور محبوب کی تعریف اور عظمت بیان کرنے کے لئے حمد و نعت اور سلام و منقبت شاعری کا مرکز ہے۔

۲۔ حضور کی شان میں نعت و سلام کہنے والے ہر عاشق مصطفےٰ سے متاثر ہوں۔ یہ درست ہے کہ استاد شعرا ہیں لیکن میری نعت میں عشق کا ایک مقام ہے۔ یوسف کی خریداری میں ایک غریب بڑھیا بھی تھی اور میں چونکہ نعت گوئی کے ابتدائی مراحل میں ہوں اس لئے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔

۳۔ اس سوال کے جواب میں بس یہی کہوں گا

"گل" شاہ بحر و بر کا اک ادنیٰ غلام ہے　　اس سے بڑے کرم کا تصور حرام ہے
جس دل کے آئینے میں محمد کا نام ہے　　دوزخ کی آگ اس پر یقیناً حرام ہے

۴۔ جب تک عشق کی گہرائی، جذبہ عشق کی شدت اور محبت کی سرمستی کی کیفیت شاعر پر طاری نہیں ہو جاتی، شان مصطفےٰ میں کچھ کہنا محال ہے اور عشق کی گہرائی سے اترنے کے بعد محبوب کے حسن و جمال کی تعریف کے لئے شعور کی بیداری لازمی ہے۔ کیونکہ

اس نور کے وجود میں وحدانیت کا راز　　گفتار مصطفےٰ ہی خدا کا کلام ہے

۵۔ اس سوال کا جواب سوال چار ہی کے مطابق ہے۔

۶۔ نعت تو حب محمد کی مہک ہے۔ اور ہر دور میں ہر تہذیب اپنے اپنے انداز فکر میں محبوب ازل کی تعریف کرتے رہے ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں نعت گوئی رب اکبر کی عظیم نعمت ہے۔ کیونکہ معاشرتی بداخلاقیوں نے ہماری زندگی کا ہر لمحہ

اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے۔ دورِ قدیم میں شعراء کے یہاں حسن و عشق کا جو پاکیزہ تصور تھا اور نعت گوئی میں جو کیفیت پائی جاتی تھی' آج کی تہذیب میں سرشاری نہیں' لیکن خوش بخت ہے' وہ شاعر جو عشق محمد کی دولت سے مالا مال ہے۔ اگر ان کا طرزِ بیاں جدید ہے تو یہ دورِ جدید کا تقاضہ ہے۔

۷۔ پاکیزہ تصورات کے آئینے میں محبوب کی تعریف کے لئے کوئی بھی انداز اپنایا جا سکتا ہے۔ نظم معریٰ آزاد نظم' نثری نظم اور ہائیکو وغیرہ میں شعراء کرام جو انداز اپنائے ہوئے ہیں' قابل تعریف ہے۔ دور جدید میں نئے تجربے بہترین عمل ہے اور اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ نئے شعری تجربے میں شاعری کی عظمت اور پہچان برقرار رکھی جائے۔

۸۔ عاشقان مصطفےٰ کسی دور کے محتاج تھے اور نہ ہیں۔

۹۔ یہ عبادت عظیم ہے۔

۱۰۔ رب العزت نے میری یہ خواہش پوری کر دی ہے۔ دیدار مدینہ کی پر مسرت گھڑیوں میں روضہ اقدس کے جلوے میں نے اپنے دل میں اتار لئے تھے اور اب جب بھی پیاس تنگ کرتی ہے اپنے دل میں اتر کر بجھا لیتا ہوں۔ روضہ اقدس کا دیدار کر لیتا ہوں۔

۱۱۔

میں' میں نہیں تھا اس گھڑی کچھ اور ہی تھا "گل" شاہ امم نعت کا وہ احتشام ہے

روضہ اقدس پر حاضری کے وقت میرے وجدان نے بے وفائی کی تھی۔ البتہ ایک شعر تھا جو دعا کے لئے ہاتھ اٹھتے ہی لبوں پر گنگنا اٹھا۔

یا رب میری حیات کا جب ہو چراغ گل "بخشوں گی" حرم میں کھڑا ہو اٹھائے ہاتھ

۱۲۔ سیرت مصطفےٰ ہی تو نعت مصطفےٰ ہے اور میں سیرت مصطفےٰ ہی میں نعت مصطفےٰ کا دیدار کرتا ہوں۔ شاعری ہی نہیں کسی بھی محفل میں سیرت مصطفےٰ کا بیان ہو رہا ہو تو دلوں میں مصطفےٰ کا جمال مسکرا رہا ہوتا ہے۔

۱۳۔ ضروری نہیں کہ نعت گو شاعر نعت خواں بھی ہو۔ یہ تو خدا داد صلاحیت ہے۔ میں ترنم کی سعادت سے محروم ہوں۔ لیکن رب نے مجھے نعت گوئی کی نعمت و شعور سے نوازا ہے' ورنہ میری اوقات ہی نہیں تھی۔

۱۵۔ اپنی ادبی تنظیم قلم قافلہ کے پلیٹ فارم سے کھاریاں میں عموماً نعتیہ مشاعروں کا اہتمام کرتا ہوں اور اس کے برصغیر کے تمام شعراء کے نعتیہ کلام پر مشتمل دو نعتیہ مجموعہ مرتب کئے ہیں۔ پہلا نعتیہ انتخاب "بزم رسالت" اور دوسرا "دربار رسالت" تیسرا مجموعہ "شان رسالت" زیر ترتیب ہیں۔ دو حمدیہ مجموعہ "حمد" "خدائے محمد" زیر طباعت ہے۔ اور مجھے یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ ان مجموعوں میں شائع ہونے والا کلام شعراء کرام سے براہ راست منگوایا گیا ہے۔

۱۶۔ میری دعا ہے کہ ہم آنے والی نسلوں کے لئے عشق مصطفےٰ میں اس قدر ڈوب جائیں' کہ فضاؤں میں یارسول اللہ کی صدائیں گونجتی رہیں۔ کیونکہ عشق محمدی ہی سرچشمہ حیات ہے۔ یہ دنیا نبیؐ کے لئے بنائی گئی اور ہم اس کے امتی

ہیں۔ اس لئے ہر امتی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ثنائے محمد کے لئے اپنی زندگی کا ہر لمحہ وقف کردے اور یہی راہ نجات ہے۔

غلام رسول عدیم (گوجرانوالہ)

پروفیسر غلام رسول عدیم (پ ۲۱ مئی ۱۹۳۸ء) گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں اردو کے استاد ہیں۔ لیکن انگریزی اور عربی ادبیات پر ان کی گہری نظر ہے۔ خاموش مزاج کے ساتھ خدمت دین ان کی فطرت کا طرہ امتیاز ہے۔ قرآن مجید کا انگریزی زبان میں ترجمہ اور تفسیر لکھ رہے ہیں۔ نعت سے بھی شغف ہے لیکن تاحال کوئی مجموعہ نعت ترتیب نہیں دے سکے۔ محض لکھتے ہیں اور اپنی بیاض میں نقل کرتے رہتے ہیں۔ پروفیسر محمد اقبال جاوید نے کئی سال پہلے ان کی نعتیہ بیاض کو نقد و نظر کی کسوٹی پر پرکھتے ہوئے مقالہ لکھا تھا۔ غلام رسول عدیم کی نعتیہ شاعری میں قرآنی مطالب اور احادیث کے مفاہیم پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ وہ حسن مسیعے کی اہمیت کے قائل رہتے ہوئے نعت میں سیرت رسول کے متنوع مضامین کو بطور خاص پیش کرتے ہیں۔ وہ نعت کو محض ایک صنف اظہار ہی نہیں تسلیم کرتے بلکہ تبلیغ دین کا ایک بہت بڑا وسیلہ گردانتے ہیں اس لئے ان کی نعتیہ شاعری میں جذبات کے اظہار کے ساتھ خلوص اور محبت کے تو بہ تو گل بوٹے بھی عام ملتے ہیں۔

۱۔ سکول کے زمانے ہی سے مجھے شاعری سے طبعی مناسبت اور دلی رغبت تھی۔ گھر کا ماحول دینی تھا اس فضا میں نعتیہ اشعار کی طرف طبیعت زیادہ مائل ہوئی۔ بعد ازاں مختلف شعراء کا کلام نظر سے گزرا تو سمند شوق پہ اک اور تازیانہ لگا۔ ابتدائی نعتیہ کلام کچھ ایسا تھا ۔

تیرے طفیل اے شب اسرا کے مہ لقا	بگڑا ہر ایک کام سنورتا چلا گیا
میں بے نیاز پرسش اعمال حشر میں	اک آسرے پہ ہر قدم دھرتا چلا گیا

۲۔ دسویں جماعت میں تھا کہ محسن کاکوروی کا قصیدہ پڑھا۔

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل	برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

اس میں ہندی الفاظ سے بڑا متاثر ہوا سارا قصیدہ یاد کرلیا۔ علامہ اقبال اور ظفر علی خاں کے نعتیہ کلام نے روح میں بالیدگی پیدا کی۔ بعد ازاں حافظ لدھیانوی اور حفیظ تائب کی نعتیہ شاعری میں وجدان وخود سپردگی کے اچھے نمونے دیکھے۔

۳۔ نعت کے حوالے سے میں یہ نقطہ نظر رکھتا ہوں کہ نعت نگاری ایک مشکل فن ہے۔ اس لئے کہ خیرالبشر کے حضور میں جب عقیدتوں کے جام چھلکائے جاتے ہیں تو دہری ذمہ داری آن پڑتی ہے۔ اگر بے جا غلو واستغراق ہوتا ہے تو بھی حمد و نعت میں خط امتیاز کھینچنا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر ذرا مرتبہ نبوت سے فروتر بات زبان قلم سے نکل تو اگلا پچھلا سب کیا دھرا جاتا رہا۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ نعت نگار کو ایک تو فطری طور پر پاکیزہ ذوق کا ہونا چاہیے دوسرے اسے عقائد کے معاملے میں اس تلوار کی دھار پر چلتے وقت دونوں جانب بڑی احتیاط سے دیکھتے رہنا چاہئے مزید برآں سرکار رسالتماب کے فضائل نبویہ اور امام الانس و جاں ہونے کے خصائص بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی

روشن تعلیمات کو بوسیلہ نعت عام کرنا چاہیے۔

میرا نظریہ نعت یہ ہے کہ محض لفظی قلابازیاں نہ ہوں الفاظ کے پیچھے بھرپور معنویت ہو اور ایسی معنویت جس سے معتقد کے تجربوں کو تحریک ملے۔ مگر توحید و رسالت لازم و ملزوم ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے الگ الگ واضح طور پر دکھائی دیں۔ قرآنی فکر کے حوالے سے سیرت اقدس کے بارے میں طبع آزمائی ہو۔ نعت نگار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو اس زاویہ ہائے نگاہ سے پیش کرے جس کا واضح تصور قرآنی آیات سے ابھرتا ہے۔ ہاں نعت نگاری پر مسدود جذبات کے سانچوں میں ڈھل کر اس تصور کو رنگین تصویر میں بدل دیں تو مضائقہ نہیں۔ خود ساختہ اور حسین تصویر بنانے سے احتراز کیا جائے کہ یہی مطلب قرآن کا ہے اور یہی اقتضائے سیرت رسالت پناہ بھی۔ ساتھ ہی ساتھ میرا نقطہ نگاہ یہ بھی ہے کہ حسن تغزل کے شوق میں اس ذات والا صفات اور ممدوح کائنات و رب کائنات کو عام محبوبوں کی سطح پر نہ لے آیا جائے یہ بڑی جسارت ہے جس میں بڑی مضرتیں مضمر ہونے کے امکانات ہیں۔

۴۔ طہارت فکر و نظر کے ساتھ فنی مہارت اور دینی ادب کا مطالعہ ضروری ہے۔ شاعر کی حدیث رسول پر نظر ہی نہیں گہری نظر ہونی چاہیے۔ اس لئے کہ قرآن کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و اقوال اور اعمال و افعال پیش نظر ہوں تو نعت نگار اپنے سامنے ایک کامل نمونہ پائے گا ورنہ اندھیرے میں تیر چلانے سے زیاں کاری کا اندیشہ رہے گا۔ نعت نگار کے ذہن میں یہ حقیقت رہنی چاہیے کہ اس کا ممدوح کوئی معمولی ہستی نہیں۔ اس سے ربط و ضبط اور فکر و تخیل بھی ممدوح کے شایان شان رہے۔ وہ انسان ضرور ہے مگر انسان کامل ہے۔ بشر ضرور ہے مگر خیر البشر ہے۔ اس کا ممدوح نہ گروہ ملائکہ میں سے ہے نہ گروہ جنات میں سے اور نہ ہی اس میں الوہیت کا ادنیٰ شائبہ ہے۔ مگر وہ جملہ محاسن بشری اور محامد انسانی کا نقطہ ماسکہ ہے۔

۵۔ اس مقولے کی روشنی میں ہمیشہ قرآن مجید کی تابندہ آیات اور ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی درخشندہ سطور کو ان کی معنویت میں جھانک کر دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جہاں میرا شعور مجھے روک دے' وہیں رک جاتا ہوں اور جہاں وجدان قدغن لگا دے' اس سے باز آجاتا ہوں۔ یمین و یسار کے میلان و رکون سے بچتے بچاتے دل کی آواز زبان پر لے آتا ہوں مگر عقیدت کو مغلوب احدیت ہونے سے بچا کر۔ میں سمجھتا ہوں کہ جذبات غالب آجائیں اور وہ چیز جسے قرآن "لب" کے نام سے یاد فرماتا ہے' پیش منظر سے الگ ہوجاتی ہے۔ در آنحالیکہ قرآن "اولو الالباب" کی پیٹھ ٹھونکتا ہے نہ کہ "اولو الجذبات" کی۔ جذباتیت ایک خاص حد تک تو مفید ہوسکتی ہے مگر اس کا غلبہ جب عقل و تدبیر کو منہدم کردے تو افکار و اعمال بھی بے ثمر ہوتے ہیں اور اگر ان پر اثمار لگیں بھی تو کڑوے کسیلے ہی رہیں گے ان میں مٹھاس نہیں آسکے گی۔ اس لئے میں نعت میں سیرت کی پیکر تراشی کے ساتھ پیغام سیرت کو پیش نظر رکھتا ہوں۔ محض روایتی اسمائے صفت خواہ تعریف کمال کی حد تک کیوں نہ ہو مجھے نہیں جچتے۔ کہ جس کی نعت لکھ رہا ہوں پیش نظر اس کا مسلک مسلک اعتدال ہے نہ کہ رکون یک سمتی۔

۶۔ قدیم و جدید نعت کا تصور اضافی ہے۔ ورنہ نعت نعت ہی ہے۔ ہاں البتہ وہ روایات جو قدیم شاعروں کو عزیز نہیں ان پر غلبہ ظواہر کا تھا۔ سراپائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر انکا زیادہ زور تھا۔ اور امتداد وقت کے ساتھ ساتھ نعت

کے موضوعات میں پھیلاؤ آ گیا۔ جدید دور میں اس میں ادبیت کی شان اور ڈکشن کے تنوع کا بھی اضافہ ہو چکا ہے۔ اس انداز میں اگر اسے قدیم و جدید میں منقسم مان لیا جائے تو کوئی حرج بھی نہیں۔ وہ ذات جسے ماضی میں قرار خاطر آشفتہ حالاں تھی ویسے ہی حال میں بھی ہے اور ایسے ہی استقبال میں بھی رہے گی۔

۷۔ بظاہر اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر تجربہ برائے تجربہ رہ جائے اور مغز کو چھوڑ کر محض قشر ہی پر توجہ مرکوز کر لی جائے تو دردمندی اور دل سوزی جو نعت کا طرۂ امتیاز ہے غارت ہو جائے۔ محض زبانی جمع خرچ رہ جائے یا محض فنی پڑھ وھش۔

۸۔ یہ خیال بہت حد تک درست ہے کہ یوں تو ہر دور میں اہل اسلام کے دلوں میں سرور کائناتؐ سے بے پناہ محبت و عقیدت رہی ہے مگر خارجی ماحول جب بھی زیادہ سازگار ہو گا اظہار کا شعلہ انگڑائی لے کر جاگے گا۔ دوسری بات یہ کہ نعت نے دور حاضر میں خود کو ان فنکاروں سے بھی منوا لیا ہے جو اس صنف کو درخور اعتناء نہیں جانتے تھے اور نعت نگاری سے اعتناء کرنا خیال کی بلندی کے منافی سمجھتے تھے۔

۹۔ میرے خیال میں یہ قابل قدر اقدام ہے۔ اس سمت میں ابھی قدم فرمائی کی ضرورت ہے۔ میرے نزدیک اس کی افادیت و حیثیت یہ ہے کہ اس سے محض تک بندی پر بھی پہرے بٹھائے جا سکتے ہیں۔ نیز ہر شخص بہ پیرہن عقیدت میں بغیر کسی پلڑے کے جھکاؤ کے تل کر نکلے گا۔ ذرا ایک پلڑا سبک یا گراں ہوا تو ناقدین و محققین لسان میزان کو ٹھیک ٹھیک متوازن کرنے میں مدد دیں گے۔

۱۰۔ چونکہ نعت کے موضوعات بوقلموں اور متنوع ہیں لہٰذا یوں تو ہم "کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جاست" والا معاملہ ہے تاہم بعض مواقع پر شدت جذبات پر قابو نہیں رہتا۔ اور ایسے موضوعات رقم کرتے ہوئے جو ہجر و فراق سے متعلق ہوں وارفتگی کی کیفیت اور ہی ہو جاتی ہے۔ ایکبار ایک نعت لکھتے ہوئے یہ شعر بھی زبان قلم سے نکلا۔

شہر دلبر میں وہ کوچے جانے پہچانے لگے جن کو دیکھا تھا تصور کی نظر سے بارہا

دیر تک تصور کی تنہیوں اور اپنی درماندگیوں پر تلملاتا رہا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ مدینے کا سفر ہے اور میں ہوں۔ میرے ساتھ ایک سفر میں ایک بزرگ بھی تھے جو ایک ریٹائرڈ استاد تھے۔ اپنے دور کے بڑے کامیاب اور ہر دلعزیز استاد تھے۔ ان کی اصول پرستی اور پارسائی ضرب المثل تھی۔ مگر جب آنکھ کھلی تو دیر تک عجیب ناقابل بیان ناقابل فہم اور بے نام کیفیت رہی۔

۱۱۔ حسرت آتی ہے وہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

۱۲۔ میں ذاتی طور پر اعتدال پسند واقع ہوں۔ تاہم سیرت رسول یعنی جمال معنوی کو جمال ظاہری پر ترجیح دیتا ہوں۔ اس ضمن میں میری دلیل یہ ہے کہ جمال ظاہری تو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے۔ (اگرچہ جمال مصطفیٰ کی رعنائیاں اور برنائیاں تصور کے سہارے شیفتگی وارفتگی میں ڈھل سکتی ہیں) مگر بایں ہمہ سیرت رسول کے مرقع تو قرآن و حدیث کی شکل میں ایک ٹھوس حقیقت میں ہر باشعور شخص پر الم نشرح ہیں۔ میں دوسرے رویے کو اعتقاداً" بھی اور عقلاً" بھی موثر تر سمجھتا ہوں۔ آپ خود اعتقاداً" تو پہلے رویے کو اپنا سکتے ہیں مگر دوسرے (غیر مسلموں، اعتقاد سے عاری لوگوں)

کو محض حسن ظاہری سے مطمئن نہیں کر سکتے وہاں آپ کو آفاقی وکائنات پیغام سیرت ہی کا سہارا لینا ہوگا کہ حقیقت کو باور کرانے کا یہی معقول اور منطقی ذریعہ ہے۔ یہی ذریعہ دل و دماغ کو اپیل کرنے کا بہتر ذریعہ ہے۔

۱۳۔ فن اپنی جگہ خوب سہی۔ فنی مہارت ایک ناگزیر ضرورت سہی اور تقاضا ہائے فن کا لحاظ شدید مطالبہ سہی مگر موضوع میرے نزدیک زیادہ قابل قدر ہے۔ اس لئے میں نے اپنی نعت میں موضوع کے حوالے سے ندرت کاریوں کی سعی کی ہے۔ تفصیلی توضیحات تو نقادانِ فن کا کام ہے۔ کام سامنے آنے پر وہ اپنی محک نقد اور معیار انتقاد پر پرکھ کر بتا سکیں گے کہ میں کہاں تک اپنی اس ترجیح میں کامیاب ہوا ہوں۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی بلاشبہ بلحاظ معنویت الگ الگ دو چیزیں ہیں۔ نعت گوئی یا نعت نگاری ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ مگر نعت خوانی خداداد ملکہ ہے جسے کام میں لا کر مترنم آواز سے نعت خواں مدحت تعبیر کرتا ہے۔

الفاظ جب ترنم کے ساتھ مل جائیں تو معنویت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ بالخصوص آواز میں مناسب زیر و بم اور خوش گلوئی بھی ہو تو بعض اوقات نعت کے الفاظ دلوں میں تیر کی طرح پیوست ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اثر انگیزی دو چند ہوجاتی ہے۔ میں اس ملکہ خداداد سے محروم ہوں البتہ تحت اللفظ پڑھتا ہوں الفاظ کی نشست و برخاست کا پورا خیال رکھتے ہوئے لب و لہجے کی درستی اور اعرابی اغلاط سے مبرا پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ جس لفظ کو استعمال کرتا ہوں اس کی اشتقاقی حیثیت پر پوری طرح گرفت رکھتا ہوں۔ لفظ کی لغوی' مرادی' عرفی' حقیقی' مجازی حیثیت کو جانچ کر استعمال کرتا ہوں۔ ترنم نہیں تو اسی صورت میں اطمینان کر لیتا ہوں۔

۱۵۔ اس ضمن میں تحسین کے میدان میں نہیں اترا اس کا سبب یہ ہے کہ مجھے دوسرے علمی و تحقیقی کاموں سے بہت کم فرصت ملتی ہے۔ اس سلسلے میں قرآن پاک کی انگریزی تفسیر کی طرف ہمہ تن مصروف ہوں میری جملہ سرگرمیوں کا محور قرآن مجید کا فہم و تفہیم ہے۔ باقی سب کام اس کے تابع ہیں۔ اس وقت قرآن مجید سے متعلق تین منصوبے زیر عمل ہیں۔

۱۶۔ نعت کو دوسری اصناف سخن کی طرح محض ایک صنف سخن نہ سمجھ لیا جائے۔ اسے سیرت سازی کا ذریعہ اور کردار سازی کا بہترین وسیلہ جان کر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے استنارہ کیا جائے۔ ثنا خوانی رسولؐ اور مدحت نگاری رسولؐ کے واسطے سے اپنے فکر و نظر کو جلا بخشیں۔ اپنے اخلاق قرآنی اور اطوار مصطفوی بنائیں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو نعت نگاری اور نعت خوانی ہر دو نمود کے مرحلے سے آگے نہ بڑھ سکیں گی۔ پڑھی ہوئی نعتیں ہوا میں تحلیل ہو جائیں گی اور وہ برگ و بار نہ لا سکیں گے جو مدحت رسولؐ سے مطلوب ہیں۔

کوئی اللہ پہ مہماں ہوا چاہتا ہے
خلوت خاص کا سامان ہوا چاہتا ہے

ان کی نسبت سے مرے بس میں ہے بلقیس خیال
دور بے مایہ سلیمان ہوا چاہتا ہے

دل کہ مدت سے فقط ایک خزف ریزہ تھا
آپ کے لطف سے مرجان ہوا چاہتا ہے

سر شوریدہ ترے نام پہ مٹا چاہے
اور دل جان سے قربان ہوا چاہتا ہے

ابرِ رحمت سے بسا دے اسے پھر سے آقاؐ   قریۂ دل مرا ویران ہوا چاہتا ہے
نغمگی حضرت حسانؓ کی ہو اسکو عطا   اک فدا کار ثنا خواں ہوا چاہتا ہے
اب ہے کیا دیر طبیبِ دلِ بیمار عدیمؔ   یہ تنک جاں گراں جان ہوا چاہتا ہے

تنویر بخاری (کڑیال کلاں)

فقیر محمد تنویر بخاری (پ ۱۰ نومبر ۱۹۳۹ء) پنجابی زبان کے ان قد آور تحقیق کاروں میں سے ایک ہیں جنہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ ایم اے پنجابی تک تعلیم پائی۔ جبکہ پرائمری سکول میں آج بھی مدرس ہیں۔ کتابت' مصوری' شاعری' لغت نویسی کے سے علوم و فنون کے ساتھ ساتھ بریت و معماری تک میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ چھوٹی بڑی متعدد کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں "پنجابی اردو نعت"' "سراں تے سدھاں"' "ماہیا" (فن تے ہس)' "کن بیکھا"' "شیشہ"' "سوہنی دھرتی"' "جیوے پاکستان"' "ربتا"' "پیکاں"' "وین"' "مستو مست قلندر لال"' "سیپ نے"' "پیڑ دا بوٹا"' "ایش نرے"' "پنجاب کے لوک گیت"' "تحفہ حجاز دا" (ارمغان حجاز کا پنجابی ترجمہ) "تک سک"' "و مَیں" اور "حضور دے حضور" خاص طور پر اہم ہیں۔ شاعری میں غزل اور نظم کے ساتھ ساتھ نعت بھی لکھی ہے اور خوب لکھی ہے۔ "حضور دے حضور" پنجابی نعتیہ قصائد پر مشتمل کتاب ہے۔ آپ کی شاعری میں نعت الگ صنف اظہار کے ساتھ ساتھ قومی نظموں میں بھی اظہار پاتی ہے۔ صوفیانہ مزاج کے حامل ہیں جس کا اظہار جہاں ان کی شاعری میں عام ملتا ہے وہاں شخصیت میں بھی یہ پہلو نمایاں ہے۔ تنویر بخاری کی شخصیت اور فن کے حوالے سے "لکھاری" لاہور کا ایک ضخیم نمبر بھی شائع ہوا ہے۔ کڑیال کلاں جیسے دیہات سے بھی "واشنا" کے نام سے پرچہ شائع کرتے ہیں۔

۱۔ میرا گھریلو اور خاندانی ماحول مذہبی (اور صوفیانہ) تھا۔ شاعری میں نے ورثہ میں پائی اور بچپن ہی سے شعر کہنے لگا۔ دوسری تیسری جماعت ہی میں' میں نے "پنجابی" لکھنا پڑھنا سیکھ لی۔ میرے عم محترم کے پاس پنجابی کتب وافر تعداد میں موجود تھیں۔ جنہیں میں نے جلد ہی پڑھ ڈالا۔ بچپن ہی میں اپنے عم محترم سے بیعت ہوا اور ان سے تصوف کی تعلیم پانے لگا۔ انہی عوامل نے مجھے نعت کہنے پر مائل کیا۔ الختصر' پنجابی شعری کتب (جو مذہب اور تصوف پر مشتمل تھیں) اور مرشدنا کی تربیت نے مجھے نعت گوئی کا شرف بخشا۔ میرا اولین نعتیہ کلام چو مصرعوں اور قطعات کی صورت میں تھا۔ اولین نعت کے اشعار یاد نہیں آرہے۔ کسی پرانی بیاض میں محفوظ ہوں گے۔ اردو زبان میں کہے گئے چند نعتیہ اشعار یاد آرہے ہیں :۔

روح پرور نظارے' معطر فضا' بارگاہ رسالتؐ کی کیا بات ہے
منزلیں آپ بچھتی ہیں قدموں تلے' آستان ہدایت کی کیا بات ہے
اے غبار رہ طیبہ' کحل بصرؔ تو کہ غازہ رخسار اہل نظر
کاش میں بھی جبیں پر سجا لوں تجھے' مرحبا! تیری قسمت کی کیا بات ہے

۲۔ بچپن میں' میں نے مولوی عبدالستار' راقب قصوری' پیر ظہور شاہ' نور محمد ابر وارثیؒ' میاں محمد بخشؒ' مکھی رام' محمد

بخش فرشی وغیرہ کو پڑھا۔ محمد علی ظہوری' صائم چشتی' دائم اقبال دائم' نظامی دیوانہ' پیر فضل گجراتی' عبدالغنی وفا' حفیظ تائب' راجا رشید محمود' اعظم چشتی' فقیر قادری وغیرہ میرے ہمعصر پنجابی نعت گو شعراء ہیں۔ جہاں تک متاثر ہونے کا سوال ہے۔ میں نے سب بزرگوں اور ہمعصروں سے کچھ نہ کچھ سیکھا ہے۔ مگر انداز بیاں' میرا اپنا ہے۔

۳'۴۔ سوال نمبر تین اور چار کا جواب میرے ایک نعتیہ مجموعہ "میخانہ" کے ابتدائیہ سے اخذ کیا جاسکتا ہے' جو درج ذیل ہے۔

ذہن کوڑوں دھو کے سو واری ۔۔۔ وضو لواں کروا زبان تائیں
نیراں وچ نوہا کے اکھیاں نوں ۔۔۔ تازہ کر کے صدق ایمان تائیں
ذوق شوق تھیں وحدت دا جام پی کے ۔۔۔ دور کر کے دوئی تے مان تائیں
نصب پواں توکل دے آسرے تے ۔۔۔ دیواں پھوک میں سماز سامان تائیں
الفقر فخری دا پہن جامہ ۔۔۔ دیواں تیاگ میں جگ جہان تائیں
ہتھ فوق ایدیہم والے ۔۔۔ کھولن کنت کنزا" دی کان تائیں
چپ کر کے راز چرا لیاواں ۔۔۔ سنہں لا کے لا مکان تائیں
وچ عشق دے لا یموت ہو کے ۔۔۔ نعرے مار دا جاں میدان تائیں
حاھو' لبیک لبیک کردا ۔۔۔ جاواں چھدا ہر نشان تائیں
بے جھوڑ کے' جھنز کے وچ قدماں ۔۔۔ بے پا کے یار دے داں تائیں
اوہو قلم شوریٰ عطا ہووے ۔۔۔ جیہڑی قلم سی ملی حسان تائیں
مستی وچ سراپا وجد ہو کے ۔۔۔ لکھاں فیر میں سوہنے" دی شان تائیں

۵۔ "تلوار کی دھار" پہ چلنے کے لئے ازحد محتاط رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں بھی حتی المقدور محتاط رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ تاہم جذب و مستی میں "آپ" کو "تو" کہہ جاتا ہوں' جو مذہب عشق میں "گستاخی" نہیں ہے شاید!

۶'۷۔ "نعت" بہرحال نعت ہے' خواہ وہ قدیم ہو خواہ جدید۔ نئے دور میں نعت کہنے والوں کو آپ "جدید" کہہ سکتے ہیں۔ نئے دور کا نعت گو' نئے دور کے ماحول اور رویہ کے مطابق سوچتا ہے اور پھر نئے انداز سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتا ہے۔ شعری تجربے' اچھی بات ہے۔ ہمارے ہاں' نعت' ترنم سے پڑھنے کی چیز سمجھی جاتی ہے اور عوام تک وہی کلام پہنچتا ہے' جو ترنم سے گایا جائے۔ شعری تجربے' عوام میں مقبولیت نہیں پاسکے۔ ہاں جو لوگ شعری مطالعہ کے لئے کتابیں پڑھتے ہیں' ان کے لئے ان تجربوں میں کافی مواد موجود ہے۔ اور ایسے تجربے کرنے کی جرات وہی لوگ کر سکتے ہیں جو "عوامی مقبولیت" کی سند حاصل کر لینے کا شوق نہیں رکھتے۔ اردو کے ساتھ ساتھ پنجابی زبان میں بھی ایسے تجربے ہو رہے ہیں۔ "انداز" اور "لہجے" بدلتے ہی رہتے ہیں۔ تجربہ بہرحال "جدت" کا متقاضی ہوتا ہے اور ہر "جدت" "بدعت"۔ مذہب میں "بدعت" گناہ سہی! مگر شاعری میں "بدعت" جان فن پر ایک نیکی ہے۔ میں بھی یہ نیکی حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتا ہوں۔

۸۔ دور حاضر کے بارے میں ...... آپ کہتے ہیں تو ......

۹۔ پنجابی زبان میں' تنقید و تحقیق کے حوالے سے بہت کم کام ہوا ہے۔ نقاد اور محقق حضرات کو اس موضوع پر زیادہ توجہ دینا چاہیے۔ اس تنقیدی اور تحقیقی کام کی حیثیت "مشتے نمونہ" سی لگتی ہے۔ بچوں کے لکھے ہوئے "ہو سب مضمون" ہوں جیسے-------- "اہانت" یہ ہے' اس کام کی کہ صحرا میں' قدموں کے نشاں' "پگڈنڈیوں" کی صورت نظر آنے لگے ہیں۔ تاہم ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کا تحقیقی مقالہ "پنجابی نعت" نعت کے حوالے سے ایک گرانقدر تصنیف ہے۔

۱۰۔ "نعت لکھتے" میں .... معاف فرمانا' میں کوشش بسیار کے باوجود بھی نعت نہیں لکھ سکتا۔ نعت "کہی" نہیں جاتی بلکہ "وارد" ہوتی ہے۔ اور یہ "واردات" کیسے وقوع پذیر ہوتی ہے مجھے اس کا علم نہیں۔ رہا یہ سوال کہ روضہ رسول پر حاضری دینے کی تمنا کب پیدا ہوئی؟ تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ بندہ نعت کہنے پر مائل ہی تب ہوتا ہے' جب اس کے دل میں یہ "تمنا" پیدا ہو۔ میرے خیال میں یہی تمنا نعت کہلوانے کی محرک ہوتی ہے۔ ننھی سی عمر میں دل میں نے اتنی بڑی تمنا کی پرورش کرنا اپنے دل و جان کے ذمے لے لیا تھا اور پھر تو عمری ہی میں' نجانے کس حیثیت سے یہ "ارزانی" عطا فرما دی تھی کہ:

میرا جسم انہیں' میری جان اوتھے مری اکھ انہیں میرا دھیان اوتھے
بخاری ! میں ہر روز فجری تے شامیں مدینے چ جا کے سلام آکھنا واں

نعت کہنے میں مدینہ منورہ سے دوری کا احساس تک پیدا نہیں ہوتا۔ لگتا ہے کہ میں شعر نہیں کہہ رہا بلکہ "پائے اقدس" کے بوسے لے رہا ہوں۔ جسم و جاں کو اس تصور سے ہم آہنگ کرنے کے دوران اگرچہ صد ہا بار "دوئی" کے راستوں کو طے کرنا پڑتا ہے اور اس سفر کے دوران جو کیفیات پیدا ہوتی اور مرتب رہتی ہیں' ان کا ذکر.......

دھوں ملے کے لباں دے شعر تیکن بڑا چندہ اے بیلیا ! کیہ دساں !

۱۱۔ ابھی تک تو' مرشد کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر اور آنکھیں موند کر آتے جاتے رہتے ہیں' حرمین شریفین میں۔
(اس تنخواہ (کمائی) میں تو اپنے گھر جانا بھی دوبھر ہوتا ہے' آپ خدا کے گھر جانے کی بات پوچھ رہے ہیں)

۱۲۔ نعت کے حوالے سے پنجابی زبان میں "قصیدہ" کی صنف موجود نہیں تھی۔ محققین کہتے ہیں کہ پنجابی زبان میں میری کتاب "حضورؐ دے حضور" قصیدہ پر پہلی کتاب ہے۔ میرے کئی نعتیہ مجموعے چھپ چکے ہیں جیسے "میخانہ" "یا سیدی یا رسول اللہ" (بطور شریک مصنف)' "بناں عشق محمد توں" "عشق دیاں چھلاں" "سلام آکھدا واں" علامہ اقبال کی "ارمغان حجاز" (بہ حضور رسالتمآب) کا پنجابی ترجمہ' "حدیث کربلا" (اردو' فارسی' پنجابی) اردو نعتیات کا مجموعہ (۱۹۶۲ء تا ۱۹۹۴ء) زیر ترتیب ہے۔ پنجابی میں ڈھیروں نعتیات اور متعدد نعتیہ قصائد غیر مطبوعہ ہیں۔

۱۳۔ عام طور پر نعت میں "جمال" پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور سیرت پر کم۔ جبکہ میرے خیال میں "سیرت" کے پہلو کو زیادہ اجاگر کرنا چاہیے تاکہ سننے والے لوگ "حیات پیمبر" کے ہر زاویہ سے روشناس ہو کر اپنی عملی زندگی میں اس

سے سبق حاصل کر سکیں۔ یہ سیرت ہی تو "جمال باطن" ہے ویسے "اعتدال پسندی" "اچھی پسند" ہے۔

۱۴۔ نعت گوئی اور نعت خوانی دو مختلف چیزیں ہیں۔ مجھے ترنم کا ملکہ حاصل نہیں ہے۔ میں اس کی کمی محسوس نہیں کرتا کیونکہ شاعر کے لئے مغنی ہونا ضروری نہیں۔ ترنم سے پڑھنے یا گانے والا عوام میں جلد مقبول ہو جاتا ہے اور اگر وہ "پیشہ ور" ہو تو اس کی ایک "مارکیٹ ویلیو" بھی بن جاتی ہے۔ مجھے نہ تو عوام میں مقبولیت کی خواہش ہے اور نہ ہی اپنی کوئی مارکیٹ ویلیو حاصل کرنے کی تمنا۔ پس یہ دونوں چیزیں حاصل کرنے کے لئے مجھے "ترنم" کے ہتھیار کی بھی ضرورت نہیں۔ ہاں! خوش الحان لوگوں کو شوق سے سنتا ہوں۔ ترنم اگر حسن ہے تو مجھے حسن پر قبضہ جمانے کی خواہش قطعاً نہیں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے لئے میں نے ذاتی طور پر اپنے کئی مجموعے شائع کر کے فی سبیل اللہ تقسیم کئے ہیں۔ اجتماعی سطح پر نعت کے ایک آدھ مجموعہ میں بطور شریک مصنف کام کیا ہے۔

۱۶۔ حسن امن محبت تے ایکتا دا' سدا سجناں تیک اپڑاونا ہے!
میری گل دے پچھے ضرور لگنا' میرے گھر پیغمبر نہ آونا ہے!

ملک محمد اشرف (راولپنڈی)

ملک محمد اشرف (پ ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء) دور حاضر کے عوامی مقبولیت رکھنے والے نعت گو شاعر ہیں۔ انہوں نے زیادہ تر معروف اور مروج بحروں میں نعتیہ کلام لکھا ہے جسے عام پڑھے لکھے لوگ محافل میلاد و سیرت میں پڑھتے ہیں۔ ان کے کئی مختصر مجموعہ ہائے نعت شائع ہو چکے ہیں جن میں "نعت اشرف" "نعت میلاد النبی" "گلدستہ اشرف" "گلدستہ نعت" "نعت محفل رسول" "نعت رسول مقبول" "دیدار مصطفےٰ" "سو مشہور نعتیں" "رسالہ ہرنی" اور "جی چاہتا ہے مدینہ کو جائیں" کے نام معروف ہو چکے ہیں۔ ان میں بعض کتب ترتیب دی گئی نعتوں پر مشتمل ہیں۔

۱۔ نعت گوئی کا رجحان آہستہ آہستہ میرے شعور میں ضو بار ہوا۔ جس طرح دست فطرت کسی درخت کو بتدریج سایہ دار ہونے کی منزل کی جانب لاتا ہے اسی طرح اس جذبے کی سرگوشیاں میری روح سے ہوتی رہیں اور ایک روز میرا یہ جذبہ میرے لاشعور سے نعت کے الفاظ چن لایا۔ میں نے انہیں جوڑ کر ایک نعت کہہ لی۔ یہ میرا پہلا نذرانہ تھا اس عالی مرتبت شخصیت کے حضور جس نے بزم ہستی کو سب سے بڑے انقلاب کی نعمت عطا کی۔ میلاد رسول کی مجلس میں شرکت کا رجحان بچپن ہی سے تھا۔ اسی رجحان نے بھی میری فکر اور سوچ کے آہو کو گنبد خضرا کو جانے والی راہوں پر ڈال دیا۔

۲۔ یہ ناچیز پیر صاحب گولڑہ شریف' حضرت مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے متاثر ہے تاہم سب نعت گو شعرا کا دل و جان سے احترام کرتا ہے۔

۳۔ نعت کے حوالے سے یوں تو سوچ اور نظریہ' کوئی خاص نہیں ہو سکتا۔ ادب رسالت اور احترام رسالت کا گلستان سدا بہار اور وسیع و عریض ہے' کوئی سا پھول چن کر اس کی خوشبو پر زندگی گزاری جا سکتی ہے۔ تاہم زندگی گزارنے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ زندگی قربان کر دی جائے۔ اس وقت تک یہی کچھ ہو رہا ہے۔ عشاق اپنے اپنے ظرف کے

مطابق فدائیت کے انداز اپناتے ہیں اور شمع رسالت کی لو پر یا تو قربان ہوجاتے ہیں یا زندگی اس شمع کے طواف میں گذار دیتے ہیں۔

۴۔ ناچیز کی رائے میں نعت گو حضرات کو الفاظ کے انتخاب اور خیالات کی ترتیب میں ادب و احترام اور محبت کے مقدس احساسات کو اولیت دینی چاہیے۔ بعض شعرا نے ردیف' قافیے میں ان باتوں کو نظرانداز کیا ہے۔ مثال کے طور پر "مدینے والا آیا' کملی والا آیا" اس میں "والا" کا لفظ عمومی رنگ اور بے تکلفی کا غماز ہے اور اہل دل کی طبع پر یہ بے تکلفی گراں گذرتی ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ نعت کس کی شان میں کہی جارہی ہے اور اس کا اہتمام کس شان سے ہونا ضروری ہے۔ سوچے سوچے خیالات' عمدہ عمدہ الفاظ سے اشعار نعت کو مزین کر کے عوام کے سامنے لانا بنیادی بات ہے۔

۵۔ "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔" بالکل صحیح بات ہے۔ نعت کہتے وقت جو روح پر گذرتی ہے اور محبت کا طائر مستی میں جس آگ سے گذرتا ہے۔ اسے بیان کرنا آسان نہیں۔ جیسے وقت گذرتا ہے نعت کہنا مشکل سے مشکل تر ہونے لگتا ہے اور ایک مقام ایسا آجاتا ہے کہ دماغ عاجز آجاتا ہے اور روح نعت کہنا شروع کر دیتی ہے اور اس نعت کو چھپا چھپا کر سنبھالنا مشکل ہوجاتا ہے۔ کئی جلوے سامنے آتے ہیں جو اظہار کے فن پر اثر انداز ہونے لگتے ہیں۔ اور آنسوؤں سے کام چلتا ہے۔ رفتہ رفتہ اشک "پذیرائی" ہونے لگتے ہیں۔ ایسے میں نعت کا زمزمہ ترتیب دیتے وقت "کہیں ایسے نہ ہوجائے کہیں ایسا نہ ہوجائے" کے اندیشے "تیغ تلوار" بن جاتے ہیں اور ان پر چل کر "منزل مقطع" تک آنا پڑتا ہے۔ اس سے آگے لکھنے کا حوصلہ نہیں۔

۶۔ جدید نعت اور قدیم نعت دراصل انشائی اور عروضی اصطلاحات ہیں جو انسانی سوچ کے تراشے ہوئے نئے خیالات ہیں۔ نعت اور نعتیہ سخن وری کے ہزاروں رخ ہیں۔ یہی رخ دراصل قدیم اور جدید کہلاتے ہیں۔ نئے عہد کے انسان نے کس انداز سے محبت کی قندیلیں جلائی ہیں اور پرانے دور کے شعراء کا اسلوب کیا تھا۔ قدیم دور کا انسان دیا سلائی جلا کر دل کا گھر روشن کرتا تھا تو آج کا انسان بٹن دبا کر ماحول کو بقعہ نور بنا دیتا ہے۔ بس یہی قدیم در یہی جدید ہے۔ اس فرق کو جس نظر سے دیکھیں گے وہ اپنا آپ واضح کرتا چلا جائے گا۔

۷۔ "عام شاعری" بھی آپ نے خوب لفظ لکھا۔ نعت میں "تجربے" ناممکن ہیں۔اس میدان میں "وارداتیں" ہوتی ہیں۔ جس انداز سے کوئی لٹتا ہے' وہ صنف بن جاتی ہے اور اس صنف اور انداز میں نعت ہو جایا کرتی ہے۔ کوئی راستے میں لٹ جاتا ہے' کوئی کوئے دوست میں قدم رکھتے میں لٹ جاتا ہے اور کوئی دہلیز سامنے ہوتی ہے مگر پہنچ نہیں پاتا۔ یہ وارداتیں اگر تجربے قرار دیے جاسکتے ہیں تو یہ تجربے کیے جاتے رہیں گے اور ان کا حسن ان کے خدوخال سب کچھ واردات کے انداز کے تابع ہوگا۔ یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور ہر شخص نئے سے نیا انداز لا کر خوشنودی محبوب کے لئے کوشاں ہے۔ دراصل محبت ہی کے یہ سارے کھیل ہیں۔ کوئی چھوٹی بحر پسند کرتا ہے تو اس کا بھی پس منظر ہے۔ کوئی آزاد نعت کہتا ہے تو اس کا بھی کوئی سبب ہوتا ہے۔

۸۔ یہ صحیح ہے کہ جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں نعت خوانی کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ ضیاء الحق صاحب نے بڑی فراخدلی

سے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی یوں تک کی کہ کئی نعت خواں اور مشاعروں کو سرکاری خرچ پر حج مبارک کی سعادت حاصل ہوئی۔

۹ـ نعت میں تنقید .... کے تصور سے روح لرز جاتی ہے۔ البتہ تحقیق مبارک تر ہے۔ اس میدان میں جو تشریحات یا تخلیقات سامنے آئی ہیں ان کا بیش تر حصہ مناسب ہے۔ "تحقیق" کے ایوان کے کئی در اور دریچے ہیں۔ اگر ان سے گزرنے والی ہواؤں کے جھونکے "بہ مصطفےٰ برساں" کا فرض ادا کرتے ہیں تو مبارک و سعید ہیں اور اس میدان کا احاطہ میرے جیسے بے بصیرت انسان کے لئے ممکن نہیں تاہم اس کی افادیت بھی ہے اور حیثیت بھی!

۱۰ـ روضہ رسول پر حاضری کی تمنا نعت گوئی سے پہلے ہمارے دل میں موجزن ہوئی تھی اور اسی تمنا کی تکمیل میں تاخیر سے جب ہجر کی قیامتوں سے واسطہ پڑا تو زمزمہ نعت نے تن کر سہارا دیا۔ یہ مختصر سی تاریخ ہے۔ اس سے زیادہ کیا کہیں! مدینہ منورہ کی دوری سے جو کیفیت پیدا ہے اسے الفاظ کا پیراہن پہنانا مشکل ہے۔

۱۱ـ نعت و عشق میں ایک موڑ پر اپنا دل ہی دھڑکن بڑھاتا ہے۔ ابھی دیارِ حبیب کی فضاؤں میں زندگی گذارنے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ دعا کریں کہ جب وہاں جائیں تو واپس آنے کا دکھ ہمارا مقدر نہ بنے۔

۱۲ـ نعت اسی وقت کہی جاسکتی ہے جب حسن مصطفےٰ کا پرتو کسی کو بے چین کر دیتا ہے۔ یہ تجربہ اور محبت کی واردات کا حسن توسنِ ادراک کو اسی راہ پر لاتا ہے۔ سیرت رسول کریمؐ اک مینارہ نور ہے۔ نعت کی راہ کے مسافر اپنے اپنے مزاج اور اپنے اپنے عشق کی بلاخیزی کے حساب سے اس سے اکتساب فیض کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اس عالم تصور کے ہنگاموں کو ناپنے کے لئے ابھی کوئی پیمانہ نہیں بنا اور نہ بنایا جاسکے گا۔ رویے بھی "پاور ہاؤس" کی جانب لپکیں تو زیبا اور موضوع بھی اگر پیاسے کو چشمے کی طرف لے جائیں تو زیبا۔ اعتدال تو صفات رسول میں سے ہے اس لئے یہ بھی زیبا ہے!

۱۳ـ ہم ابھی راہ نورد ہیں۔ منزل پالینے کے آثار سامنے ہیں مگر ابھی ہم دور ہیں اور "دیکھ دیکھ کے تویں کوئی دیکھے ناں" کے دور سے گزر رہے ہیں۔ ایسے کوئی کام یا کارنامہ ہم سے ہو جانا دشوار ہے۔ نعت کے فن پر وہ لوگ سوچ سکتے ہیں جو فنون کی ترویج چاہتے ہیں۔ ہم نعت کے حرف و لفظ میں پنہاں "عشق" کی تپش کا عالم دیکھنے والوں سے تعلق رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ کے اس سوال کا جواب تفصیل سے دینا قدرے مشکل ہے۔

۱۴ـ نعت خوانی ایک الگ صفت انسانی ہے۔ جس کا تعلق لحن اور لہجے سے بھی ہے۔ نعت گوئی ایک جدا صفت ہے جس کا تعلق دل اور دماغ سے براہ راست ہے۔ اور بسا اوقات یہ تعلق نعت خوانی کی جانب بھی انسان کو لے جاتا ہے۔ اس فرق کو بس ہم اسی قدر بیان کر سکتے ہیں۔

۵ـ فروغ نعت کے حوالے سے عوام سے مل کر چھوٹے چھوٹے کام کرتے رہتے ہیں جن کا اظہار مناسب نہیں۔ کچھ پردہ بھی رہنا چاہیے۔ عشق کی رسوائی کی راہ اختیار کرنا شرع محبت کی رو سے ناقابل معافی جرم ہے۔ دعا کریں کہ یہ جرم ہم سے سرزد نہ ہو۔ کون سا مسلمان ہے جو نعت کے فروغ کے لئے کام نہیں کرتا یا ایسے کام کرنے کے لئے سوچتا نہیں؟

۲۱ـ کاش ! ہم ثنا خوان رسول بن سکتے۔ ابھی تو اس محترم برادری کی جوتیاں سیدھی کرنے میں لگے ہوئے ہیں مگر دل پھر بھی روتا رہتا ہے اور اس کی ناصبوری نہیں جاتی۔ نئی نسل کے لئے مجھ ایسے ناکارہ انسان کا کیا پیغام ہو سکتا ہے مگر آپ کا حکم ہے تو پھر ہماری طرف سے نوجوانوں تک ہمارا یہ پیغام انہیں پہنچا دیجئے کہ وہ غسیل ملائکہ حضرت ابو حنظلہ کی زندگی کے نقوش اپنائیں تاکہ عشق پر جوانی آئے اور اس جوانی پر زمانہ فخر و ناز کرے۔

تابش صمدانی (ملتان)

تابش صمدانی (پ ۱۹۴۱ء) پیشے کے اعتبار سے وکیل ہیں جبکہ نعت گوئی انہیں ورثے میں ملی ہے۔ تابش کے جد امجد شیخ محمد ابراہیم آزاد نقشبندی نعت گو شاعر تھے۔ ثنائے محبوب خالق کے نام سے مجموعہ نعت طبع ہوا۔ والد ماجد خلیل احمد خلیل صمدانی کا مجموعہ نعت گلزار خلیل کے نام سے طبع ہوا۔ گویا عشق رسول کا جذبہ تابش صمدانی کے خمیر میں رچ بس چکا تھا۔ منقبت کے پھول اور نذر سعید کے نام سے دو کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔ برگ ثنا ان کے مجموعہ نعت کا نام ہے۔ جس کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ان کے ہاں دہلی کے رنگ نعت کے ساتھ ساتھ عہد جدید کے تقاضے بھی اپنی پوری توانائی کے ساتھ در آئے ہیں۔ تابش نے غزل بھی لکھی اور اس تجربے سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے نعت بھی لکھی لیکن پاس ادب بہر حال قائم رکھا ہے۔ تابش صمدانی کی نعتیہ شاعری میں ان کے جذبے اور عقیدت و محبت کے رشتے جو وہ "آقائے دو عالم سے قائم کئے ہوئے ہیں۔ پوری توانائی کے ساتھ اظہار پاتے ہیں۔ بقول عرش صدیقی "تابش صمدانی کی نعت گوئی کے ہنر کا مکمل شعور رکھتے ہیں۔ ان کی نعت ہمارے سرمایہ نعت میں اضافہ بھی کرتی ہے اور شہ والا سے محبت کا اظہار کرنے کا سلیقہ بھی سکھاتی ہے۔"

۱ـ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے گھر میں نعت کا ماحول پایا۔ میرے جد امجد شیخ محمد ابراہیم آزاد نعت گو شاعر تھے۔ آپ شاعری میں بیخود دہلوی کے شاگرد تھے۔ جنہوں نے آزاد صاحب کو نعت گوئی میں اپنا خلیفہ بنا دیا تھا۔ آزاد صاحب کا نعتیہ مجموعہ "ثنائے محبوب خالق" ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا۔ میرے والد گرامی خلیل احمد خلیل صمدانی مرحوم کا شمار بھی راجستھان (بھارت) کے ممتاز شعرا میں ہوتا تھا۔ آپ کا مجموعہ کلام "گلزار خلیل" ۱۹۶۸ء جے پور (بھارت) میں شائع ہوا۔ "گلزار خلیل" میں نعت کا ہی رنگ حاوی ہے۔ آزاد منزل بیکانیر (بھارت) میں اکثر و بیشتر نعتیہ مشاعرے ہوتے تھے۔ اس دور میں جس تواتر سے آزاد منزل میں طرحی نعتیہ مشاعرے ہوتے تھے شاید ہی برصغیر میں کسی جگہ ہوتے ہوں۔ ظاہر ہے اسی ماحول کی وجہ سے میں بھی نعت گوئی کی طرف مائل ہوا۔ شعر تو کم عمری سے کہہ رہا ہوں۔ غالباً ۱۹۵۶ء میں نعت کے طرحی مشاعرے میں پہلی مرتبہ شرکت کی۔ اس نعت کے اشعار محفوظ ہیں:

بنایا ہے تمہیں خالق نے یکتا سرور عالم
کوئی تم سا ہوا ہے اور نہ ہوگا سرور عالم
اگر چشم عنایت ہو تو ذرہ مہر تاباں ہو
اگر چاہیں کریں قطرے کو دریا سرور عالم
خدا کا نور اے صلی علیٰ انساں کے پیکر میں
تمہارے دیکھنے والے نے دیکھا سرور عالم

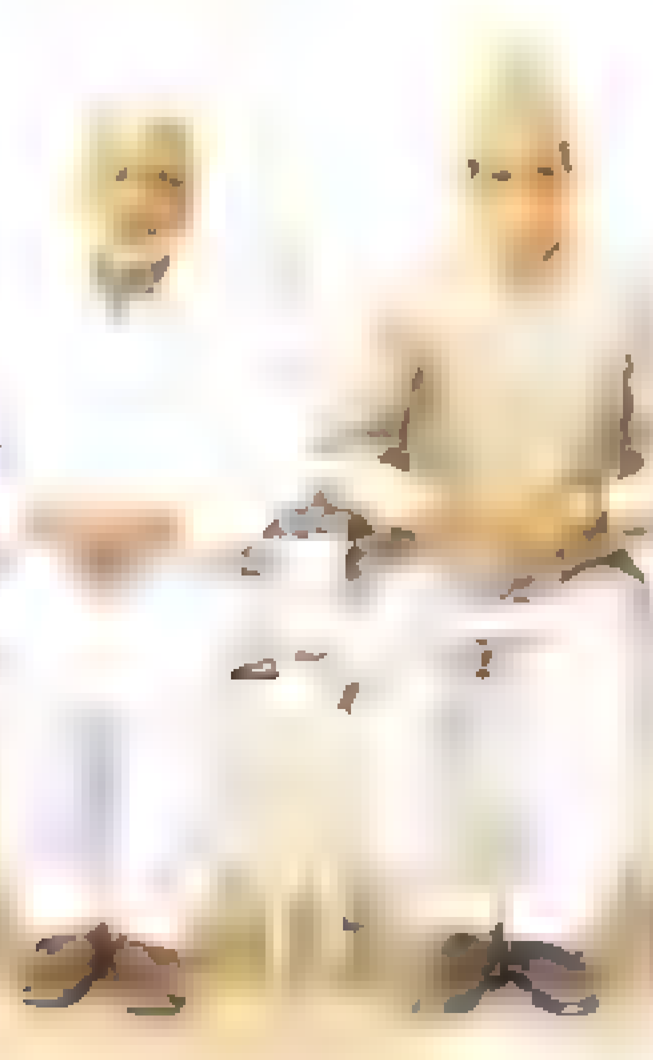
مسیحا بھی تو بیمار حبیبِ کبریا ٹھہرے — مسیحا کے بھی گویا ہیں مسیحا سرورِ عالم
تمہاری ہی تو ہے جلوہ نمائی بزمِ امکاں میں — تمہیں نے حسنِ فطرت کو سنوارا سرورِ عالم
نظر آیا ہے جب سے چاند ذی الحج کے مہینے کا — سوایا ہوگیا دل کا تقاضا سرورِ عالم
ہوئے ہیں عہد و پیماں جو شبِ معراج اے "تابش" — خدا ہی جانتا ہے بس انہیں یا سرورِ عالم

۲۔ ابتدائی کلام کی اصلاح والد گرامی سے لی۔ میری نعت گوئی میں ان کی تربیت کو دخل ہے۔ والد اور جد امجد آزاد صاحب سے متاثر ہوں۔ ان کے علاوہ ذوقِ نعت کے تقاضوں کے پیش نظر سبھی ممتاز نعت گو شعراء کو پڑھا ہے۔ اپنے حلقہ احباب میں جناب حزیں صدیقی کی شاعرانہ عظمتوں سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت کا تعلق حضورؐ سرورِ کائنات کی ذاتِ اقدس سے ہے۔ اس ذاتِ والا صفات کے وصف کون بیان کر سکتا ہے۔ اس کی توصیف و مدحت کا حق کون ادا کر سکتا ہے۔ جس کی ثنا خواں خود ذاتِ کبریا ہے۔ ایک عام خیال یہ بھی ہے کہ نعت حصولِ ثواب کے لئے کہی جاتی ہے۔ لیکن میں اس سے کم ہی اتفاق کرتا ہوں۔ آپؐ کا اسم مبارک ہی زبان پر آجانا سعادت بھی ہے اور باعث خیر و برکت بھی۔ جیسا کہ طریقہ رہا ہے اور آج بھی ایسا ہو رہا ہے کہ غزل کے مجموعہ میں ایک حمد اور ایک نعت شریک کی جاتی ہے اور واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک رسم ادا کی جا رہی ہے۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ غزل کے اشعار میں ایک دو جگہ اسماء کی تبدیلی سے نعت بنا دی جاتی ہے اور یہ پیوند کاری صاف ظاہر ہوتی ہے۔ میرے عقیدے کے مطابق نعت کا اصل جوہر عقیدت ہے۔ ایک غزل گو کے یہاں فن کی تکمیل تو ہو سکتی ہے لیکن اس کا دامن عقیدت سے تہی ہوتا ہے۔ کسی بھی صنفِ سخن سے نعت کا موازنہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ جہاں غزل کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نعت کی ابتدا ہوتی ہے۔ تکمیلِ فن کو عقیدت کا تقدس نصیب ہوتا ہے۔

۴۔ نعت گو کو آدابِ بارگاہِ رسالت سے آشنا ہونا چاہیے۔ سیرتِ مقدسہ کا بطور خاص مطالعہ کرنا چاہیے۔ وہ نذرانہ عقیدت اس ذاتِ اقدس کے حضور پیش کرتا ہے جو انسانیت کی محسنِ اعظم ہے۔ اس کے علاوہ اسے حمد، نعت اور منقبت کے امتیاز کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ نعت نہ حمد کی حدود میں داخل ہو اور نہ ہی منقبت کی سطح پر آئے۔ میں ہمیشہ اس روش کا بھی مخالف رہوں گا کہ نعت میں بھی وہی لب و لہجہ استعمال کیا جائے جو ایک عام کردار کے لئے کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ اس میں کوئی شک نہیں نعت گوئی تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ میں کم و بیش تیس سال سے نعت کہہ رہا ہوں۔ عمر کا بیشتر حصہ نعت گوئی اور مطالعہ نعت میں گزرا ہے۔ میرا پہلا نعتیہ مجموعہ "برگِ ثنا" ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ جس میں جناب احمد ندیم قاسمی، جناب حزیں صدیقی، جناب حفیظ تائب، جناب اقبال صفی پوری، پروفیسر ڈاکٹر عرش صدیقی اور پروفیسر عاصی کرنالی کے "تاثرات" شامل ہیں۔ جناب احمد ندیم قاسمی نے میری شاعری سے متعلق ان الفاظ میں اظہار خیال فرمایا ہے۔ "تابش صمدانی کی نعتوں کا مجموعہ پڑھ کر مجھے محسوس ہوا کہ نعت بطور عبادت بھی کہی جا سکتی ہے"۔ خدا کے فضل و کرم سے "برگِ ثنا" کی اہلِ ذوق حضرات میں پذیرائی ہوئی۔ میں نے اپنی بساط کے مطابق نعت کے تقاضوں کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ بہتر فیصلہ تو صاحبِ ذوق ہی فرما سکتے ہیں۔


مجلس ادارت (۱) محمد ریاض (مدیر) (۲) پروفیسر خواجہ آفتاب احمد نقوی (مدیر اعلیٰ) (۳) پروفیسر میاں مقبول احمد (پرنسپل) (۴) پروفیسر سید محمد باقر رضوی (وائس پرنسپل) (۵) علی احمد (نائب مدیر)



کالج اساتذہ پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد چیمہ ڈی پی آئی (کالجز) پنجاب کے ہمراہ

۶- میں ذاتی طور پر نعت کے لئے قدیم و جدید اصطلاحات کا قائل نہیں ہوں۔ جیسا کہ میرا عقیدہ ہے حقیقت سے جدید نعت ہو ہی نہیں سکتی۔ جس شاعر کے ہاں ہادیٔ برحق کی ذات سے عقیدت [illegible] صدور ہوا [illegible] نعت کے ابتدائی دور میں آپؐ کے سراپا کا بیان زیادہ ملتا ہے۔ [illegible] کے [illegible] کے دامن میں وسعت پیدا ہوئی غم جاناں کے ساتھ غم دوراں [illegible] کا موضوع بنا وہاں نعت میں بھی [illegible] رکہ ہونے لگا اور کیوں نہ ہوتا کہ ذات اقدس تو فریاد رس ہے۔ اپنے [illegible] تو اور کون سا در ہے جہاں داد رسی ہو سکتی ہے۔ میرے نزدیک علامہ اقبال کا یہ شعر [illegible]

[illegible]

مسورہ دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی

جمیل مظہری [illegible] آقائے دو جہاں کے حضور فریاد کرتے ہیں :

فریاد رس تمہارے سوا اور کون ہے
کس کو پکاروں کون ہے کس کا نام لوں

وہ [illegible] جدیدیت کے [illegible] ہیں اور نعت میں بھی ایسی [illegible] میں جو وقت [illegible] کے مطابق ہیں وہ مناسب ہیں۔

۷- نعت کسی بھی صنف سخن میں کہی جا سکتی ہے [illegible] شرطیکہ اس میں خلوص اور عقیدت کارفرما ہو۔ اس کا انحصار تو نعت کہنے والے کی صلاحیتوں پر ہے۔ میرے ذاتی [illegible] سے [illegible] نظم، ہائیکو میں ایسا عقیدت [illegible] تعلق [illegible] ہے۔ یہ میری ذاتی رائے ہے [illegible] میں عربی، فارسی اور اردو ادب میں نعت گوئی کے لئے غزل کی ہیئت ہی سب سے بہتر اور موثر طریقہ اظہار ہے۔

۸- پاکستان کے قیام سے پہلے برصغیر میں نعت گوئی کا رجحان زیادہ نہیں ملتا۔ اکثر شعراء تبرک کے [illegible] کے مجموعہ میں حمد و نعت شامل کر لیا کرتے تھے۔ خالصتاً نعت کہنے والے شعراء کی تعداد بہت کم تھی۔ [illegible] طرح نعتیہ مجموعے بھی بہت کم شائع ہوتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی نعت کے دور کا [illegible] ہو جاتا ہے۔ اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ تقسیم ملک کی وجہ سے ہجرت کا المیہ اور خاک و خون کا سمندر عبور کرتے ارض پاکستان میں قدم رکھنا یہ وہ محرکات تھے جس کرب نے بارگاہ بیکس پناہ کے حضور اپنا عرض حال پیش کرنے کے لئے مجبور کیا اور پھر ارض پاک میں نعت گوئی کے لئے فضا سازگار بھی ہوتی گئی۔ جہاں تک جنرل ضیاء الحق کے دور کا تعلق ہے۔ اس دور میں یہ ضرور ہوا کہ ذرائع ابلاغ میں نعت کی پذیرائی زیادہ ہوئی۔ اور موقع شناس حضرات کی بن آئی۔ [illegible] سے ذرائع ابلاغ پر قبضہ تھا انہیں یہ خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں نعت کا میدان ان کے ہاتھ سے نہ نکل جائے وہ نعت کہنے پر مجبور ہوئے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو نعت [illegible] سمجھتے رہے ہیں۔ [illegible] میں جہاں نعت خوانی کا زیادہ [illegible] عقیدت و خلوص سے نعت [illegible]

سی کہہ رہے ہیں۔ البتہ نعت گو شعراء میں اس شعراء کا اضافہ ضرور ہوا ہے جن کی نعت گوئی جنرل ضیاء الحق کے دور کی مرہون منت ہے اور اس کی ابتداء نظریہ ضرورت کے تحت ہوئی۔

۹۔ نعتیہ شاعری کے سلسلے میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے جو کام ہوا ہے اسے خاطر خواہ نہیں کہا جاسکتا۔ اس پر اور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک تنقید کا سوال ہے فن کے اعتبار سے نعت پر تنقید کو جائز سمجھتا ہوں۔

۱۰۔ نعت کہتے وقت کبھی کبھی ایسے لمحات بھی آتے ہیں جن کا اظہار لفظوں میں نہیں ہوسکتا۔ روضہ رسولؐ پاک کی حاضری کی کس دل کو تمنا نہیں ہوتی۔ میں سمجھتا ہوں نعت کا شعر کہتے ہوئے شوق حضوری کی تڑپ اور سوا ہو جاتی ہے اور وہ شعر تو اور پر تاثیر ہوتا ہے جس کو کہتے ہوئے آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے۔ تازہ نعت کا ایک شعر ہے:

جب قافلہ' قسمت والوں کا' طیبہ کو روانہ ہوتا ہے
دل کیوں نہیں روتا' روتا ہے' غم کیوں نہیں ہوتا ہوتا ہے

۱۱۔

میں مدینے کو چلوں اذن حضوری تو ملے　　میں سمجھتا ہوں دل زار تقاضا تیرا

۱۲۔ میں نعت میں جمال مصطفےٰ اور سیرت رسول دونوں کا قائل ہوں۔ میرا ایمان ہے:

صورت ہے کہ شہکار ہے خالق ازل کا　　سیرت ہے کہ قرآن کی تفسیر جلی ہے

۱۳۔ ایسا کوئی کام نہیں کیا جسے نیا کام کہا جائے۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی کا فرق واضح ہے۔ ظاہر ہے نعت گو اپنا کلام پڑھتا ہے۔ نعت خواں کی صرف ادائیگی ہوتی ہے۔ ابتدا میں کچھ عرصہ ترنم سے پڑھا۔جب کچھ شعر کہنے کا شعور آیا اور یہ محسوس ہونے لگا کہ خاص طور پر نعت ترنم کی نہیں ترم نعت کا محتاج ہے تو پھر ترنم کی ضرورت محسوس نہ کی اور نہ ہی ترنم کی کمی محسوس کرتا ہوں۔

۱۵۔ ملتان میں "بزم حساں" کے قیام پر راقم الحروف اس کا پہلا معتمد منتخب ہوا۔اس کے بعد ۱۹۷۳ء میں بزم نور ملتان کا قیام عمل میں آیا۔ "بزم نور" کے قیام سے ہی اکثر و بیشتر بزم کا معتمد رہنے کا شرف حاصل ہے۔ بزم نور بزم ہی نہیں فروغ نعت کی تحریک ہے۔ بزم نور کے تحت ماہانہ طرحی نعتیہ مشاعرے ہوتے ہیں۔ بزم نور کی تحریک پر وہ غزل گو شعراء جن کے یہاں فن کی تکمیل موجود تھی نعت گوئی کی طرف مائل ہوئے اور ان میں سے بیشتر شعراء کے نعتیہ مجموعے ترتیب پاچکے ہیں۔ میرے نعتیہ مجموعہ کلام "برگ ثنا" میں بیشتر بزم نور کے طرحی مشاعروں کی نعتیں شامل ہیں۔

۱۶۔ ذوق و شوق سے سیرت مقدسہ کا مطالعہ کریں۔ باوضو نعت کہیں باوضو نعت پڑھیں اور سنیں۔

ریاض حسین چودھری (سیالکوٹ)

ریاض حسین چودھری (پ ۸ نومبر ۱۹۴۱ء) سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں اور بنیادی طور پر ایکسپورٹ اور امپورٹ کا کاروبار کرتے ہیں۔ خون رگ جاں کے نام سے قومی اور ملی شاعری پر مشتمل مجموعہ کلام شائع ہوچکا ہے۔ جدید شاعری کے اہم

لکھنے والے ہیں لیکن کچھ عرصہ سے مسلسل نعتیں لکھ رہے ہیں۔ "زرِ معتبر" کے نام سے مجموعہ نعت زیرِ ترتیب ہے۔ نعت میں جدید رویوں کے قائل ہیں۔ ان دنوں ادارہ معارف القرآن سے وابستہ ہیں اور ادارے کے پرچے "تحریک" کے مدیر بھی ہیں۔

۱۔ معلوم نہیں، مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے ازل سے میری روح حصارِ عشقِ محمدؐ میں پناہ گزین ہے۔ جیسے ازل سے اسی قدمِ مبارک میں جبینِ نیاز سربسجود ہے۔ شعور کی آنکھ کھولی تو گھر میں اللہ اور اس کے حبیبؐ کے ذکرِ اطہر سے فضا کو معمور پایا۔ میں شعوری طور پر نعت کی طرف نہیں آیا اس لئے "بنیادی" محرکات کی توجیہ کرنے سے قاصر ہوں۔

دیکھا ہے میں نے چشمِ تصور میں بارہا ... سردارِ کائنات کی چوکھٹ پہ تھام کے
جیسے ازل سے والیٔ کونین کے حضور ... مجرے لئے کھڑا ہوں درود و سلام کے

اولین نعت کون سی تھی، وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تاہم ایک عرصہ قبل جب بچوں کے لئے لکھا کرتا تھا تو مدحتِ رسولؐ بھی سب تشنہ پر بچوں کو کر کے لکھی تھی۔ میری پہلی باقاعدہ نعت "نوائے وقت" کے ہفت روزہ "قندیل" میں شائع ہوئی تھی۔ مطلع یاد آرہا ہے۔

خدا کے جلووں میں جلوہ فرما تھے آپؐ شمس و قمر سے پہلے
انہی کا چرچا تھا لامکاں میں ہجومِ شام و سحر سے پہلے

۲۔ ایک نعتیہ قطعہ دیکھیے:

لب پر ورق ورق کے درود و سلام ہے ... لاریب لفظ لفظ خدا کا کلام ہے
ہر سمت ہے محامدِ سرکارؐ کی دھنک ... قرآن ایک نعتِ مسلسل کا نام ہے

اس نعتِ مسلسل سے اکتسابِ شعور کیا۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی، محسن، علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خاں، حفیظ جالندھری اور اس کے بعد حفیظ تائب اور احمد ندیم قاسمی کے نعتیہ اثرات بھی مرتب کئے اور داخلی سطح پر بھی ان کے جلال و جمال کے عکس جلوہ گر ہوئے۔

پورے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم ... مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

احمد ندیم قاسمی کا یہ لافانی شعر پوری جدید نعت کا نمائندہ شعر ہے۔

۳۔ نعت تو سنتِ ربِ جلیل ہے، تمام الہامی صحیفے اٹھا کر دیکھئے ان کی پیشانیاں ذکرِ مصطفےٰ کے نور سے چمک رہی ہیں۔ نعت کے حوالے سے میری سوچ قرآن کے فلسفۂ نعت سے مختلف نہیں۔ قرآن کا فلسفۂ نعت ربطِ رسالت سے ابلاغ پاتا ہے اور ربطِ رسالت کے لئے عشقِ رسول، احترام و ادبِ رسول، اتباع و اطاعتِ رسول اور نصرتِ رسول کے عنوانات کے تحت، شعورِ نعت کا فروغ پذیر ہونا ضروری ہے، ربطِ رسالت قرآن کے اسلوبِ ہدایت کا وہ دلکش عنوان ہے جس

[illegible] ایمان کے سوتے ہی نہیں پھوٹتے بلکہ یقین کا نظریاتی تحفظات کی ضمانت بھی ملتی ہے' حقیقت یہ ہے کہ جب تک [illegible] رسالت یقین کی اساس [illegible] ایمان [illegible] پورے ہو ہی نہیں سکتے۔ تعلق باللہ کے لئے بھی [illegible] رسالت پہلی اور سب [illegible]

[illegible] ہو چکا [illegible] کو محسوس کرے کہ وہ دست بستہ حضورؐ کی بارگاہ [illegible] حضورؐ کی گلیوں کے کتوں کی رسائی بھی ہو یا رب۔ اسی تصور میں گم رہے کہ

[illegible] حضورؐ مری نعت [illegible] مستدر کا

[illegible] دراصل [illegible] حرام [illegible] سیل [illegible] نعت [illegible] میں عقیدت کے [illegible] بن جائے۔ ہو کی ایک ایک [illegible] طرف گنبد خضرا میں مصروف [illegible] حضورؐ [illegible] تصور [illegible] حرم دل کی گلیاں [illegible] چلیں [illegible] ساتھ [illegible] درود [illegible] رہیں۔ [illegible] قلم کے ساتھ سر بھی ورق پر جھکا رہے۔

۵۔ [illegible] نعت گوئی دو دھاری تلوار [illegible] یہاں تو آنسوؤں کا رقص [illegible] بھی سوء ادب میں شمار ہو [illegible] اسی بھی شوخی گستاخی سمجھی جائے گی۔ ان کی آواز سے اپنی آواز بلند [illegible] نہیں' یہاں تو جنید و جنید بھی نفس گم کردہ آتے ہیں۔ اسی حوالے سے یا کسی دوسرے حوالے سے اپنی نعتیہ شاعری کا جائزہ لینا یا کوئی [illegible] میں سہیں ہوں۔

۶۔ [illegible] جدید و قدیم کی اصطلاحات [illegible] میری سمجھ میں نہیں آتی نعت نگاری ایک صنف سخن ہے اور دیگر اصناف سخن کی طرح اس میں بھی نئی ارتقا ممکن ہے۔ بلکہ ہوتا ہے۔ جدید نعت قدیم نعت سے کئی حوالوں سے مختلف ہے۔ جدید نعت میں سوچ اور اظہار کے بھی نئے آفاق مسخر ہو رہے ہیں۔ بعض لوگ بغیر کسی استدلال کے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نعت میں جدید و قدیم کے قائل ہی نہیں۔ حسن کرشمہ ساز جو چاہے کرتا پھرے بھلا اسے روکنے والا کون ہے' جدید نعت تاجدار کائنات کی سیرت اطہر سے بھی اکتساب شعور کرتی ہے اور جذباتی سطح پر ہی نہیں عقلی اور شعوری سطح پر بھی حضور کی ذات اقدس کے حوالے سے اپنی اور اپنے عہد کی پہچان چاہتی ہے' جدید نعت کا کینوس بہت وسیع ہو چکا ہے۔ اب نعت شہر آشوب کے پیرائے میں بھی لکھی جا رہی ہے۔ مسائل و مصائب کی آگ میں جلتا ہوا انسان اپنے سارے دکھ اپنے سارے کرب تاجدار مدینہ کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کر رہا ہے۔ جدید نعت میں استغاثے کا رنگ بھی نمایاں ہے۔

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے ۔۔۔ امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جدید شعراء مولانا حالی کی اتباع میں اور اقبال کی تقلید میں اسی رنگ کو نمایاں کر رہے ہیں۔ [illegible] دل دواں نسل انسانی کو [illegible] کا [illegible] شاہی [illegible] سے مل سکتا ہے۔

۷۔ جی ہاں، نعت میں ہیئت اور مضامین دونوں حوالوں سے کامیاب تجربے ہو رہے ہیں۔ نظم معریٰ، آزاد نظم، نثری نظم، ہائیکو میں نئے شعری پیرایۂ اظہار سے پیکر تراشے ہیں۔ بعض شعراء نے نعتیہ قطعہ نگاری کی طرف بھی خصوصی توجہ دی ہے۔ ہائیکو اور نعتیہ قطعات پر مشتمل شعری مجموعے بھی منظر عام پر آچکے ہیں۔ اب نعت کا مضمون صرف عقیدے کی اصطلاح میں مقید نہیں، میں فنی حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ نعت کا ظاہر و باطن اس طرح نکھر رہا ہے کہ زبان کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ ذوق کی بیداری بھی ہو رہی ہے۔ دور میں نے نظم معریٰ اور قطعہ نگاری میں نعت کہی ہے۔ میں نے "آفتاب" ایک طویل نعتیہ نظم ہے اور یہ نعتیہ نظم، نظم معریٰ میں ہے اس حوالے سے میری رائے یہ ہے کہ یہ خوشگوار تجربات نعت کو محض "تبرک" کے دائرے سے نکال کر وسیع تر پیرایۂ اظہار عطا کر رہے ہیں اور نعت لکھنے والوں کی نسبت اس اسلوب کی تعمیر کا فریضہ پہلے سے بھی زیادہ موثر انداز میں سرانجام دے گی۔

۸۔ جی ہاں، بعض لوگ دور حاضر کو نعت کا دور کہتے ہیں، لیکن یہ درست نہیں۔ اس لئے کہ تخلیق کائنات سے لے کر آج تک روئے زمین پر کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرا جس میں مجاہد سرکار کی قندیلیں فروزاں نہ ہوں، آج تک کوئی ایسی ساعت کائنات کا مقدر نہیں بنی جو خوشبوئے اسم محمدؐ سے ضو مست رہی ہو۔ ہر لمحہ حضورؐ کے تذکار کا لمحہ ہے۔ ہر دور نعت کا دور ہے۔ ہر عہد نعت کا عہد ہے۔ ضیاء الحق مرحوم کے عہد میں نعت کو ایک سازش کے تحت فروغ دیا گیا، پس پردہ کیا سیاسی محرکات تھے؟ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال نیتوں کا حال اللہ جانتا ہے۔

۹۔ نعت کے حوالے سے تنقید و تحقیق کا جو کام ہوا ہے وہ حوصلہ افزا ضرور ہے لیکن اس سلسلے میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے بعض حلقے آج بھی نعت کو محض ثواب کمانے کی چیز سمجھتے ہیں۔ وہ لوگ تصور بھی نہیں کرتے کہ نعت پر تنقید کی سوئی بھی رکھی جا سکتی ہے۔ اس سے جذبات محبت و عقیدت کی مجروح ہوتی ہیں۔ حضورؐ کی یاد میں بہنے والے ایک آنسو کی بھی کوئی قیمت نہیں چکا سکتا۔ بہرحال اب سوچ کے دھارے تنقید، تحقیق اور جستجو کی طرف مڑ رہے ہیں جو ایک خوش آئند بات ہے۔

۱۰۔ شاید اس کا تعین کرنا بھی میرے لئے ممکن نہ ہو کہ جو یوم ولادت سے ساتھ

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسولؐ   کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسولؐ

مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت؟ لیکن دل کافر حضورؐ کے قدموں سے دور رہتا ہے۔

مجھے تو یہ سعادت اپنے بچپن ہی سے حاصل ہے   تصور میں در اقدس پہ جا کر چشم تر رکھنا

یہ تو وجدان کی بات تھی، میں نے اپنے پہلے نعتیہ مجموعے کا نام "زر معتبر" رکھا ہے۔ یہ دراصل اسی کیفیت کا اظہار ہے۔ دوسرا مجموعہ "غبار جاں میں آفتاب" ہے جو حاضری کے بعد کا ہے۔

۱۱۔ جون ۱۹۸۵ء (رمضان المبارک کا آخری عشرہ) قسمت نے یاوری کی، مقدر کا ستارا چمکا، آرزووں اور تمناؤں کی کھیتی شاداب ساعتوں سے ہمکنار ہوئی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری قافلہ محبت لے کر عمرہ کی ادائیگی اور حضورؐ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری کے لئے جا رہے تھے۔ سب کی ان کے رحم میں بھی یوسف کے خریداروں میں نام لکھوایا۔

کی تمنا کرتے، جذباتی طور پر دیوانہ ملک سکا۔ دل پر کیا قیمت گذری کچھ نہ پوچھیے۔ انفرادی کوششوں سے ویزا لگوایا اور تن تنہا اس شہر خنک کو چل پڑا۔

رستہ کسی سے پوچھنا توہین ہے مری
ہر رہگذار شہر پیمبرؐ کو جائے ہے

سفر رحمت شروع ہونے سے پہلے میری عجیب حالت تھی۔ جب بار سب حضوری کا پروانہ لے کر پہنچی، روح جھوم اٹھی وجدان وجد میں آگیا۔ جی چاہتا تھا حضوری کا پروانہ لے کر گلیوں میں نکل جاؤں، دیوانہ وار رقص کروں

میں تصور میں در اقدس پہ جا پہنچوں "رہا میں"
لوگ کہتے ہی رہیں گلیوں میں دیوانہ مجھے

یہ چاند رات تھی، عمرہ کی ادائیگی کے بعد عید حضور کے قدموں میں گذارنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آنکھیں حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھیں، آنکھوں میں چھلکنے والے آنسو بھی جذبوں کو زبان دینے سے قاصر تھے۔ جذبات و احساسات کی تمام بیساکھیاں ٹوٹ گئیں۔ سامنے حضور کی سنہری جالیاں تھیں، پلکیں بسر سلامی جھکی ہوئی تھیں۔ ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ بدن پر لرزہ طاری تھا۔ ایک نعت کہہ رکھی تھی۔ "حضور حاضر ہے ایک مجرم" میں ستونوں کے پیچھے چھپتا رہا۔ کہیں حضورؐ کی نظر مجھ گنہ گار پر نہ پڑ جائے کہ یہ روسیاہ منہ اٹھائے کہاں چلا آیا۔ ندامت سے جسم پسینے میں شرابور تھا۔ لیکن ایک عجیب سکون دل و نظر پر محیط تھا۔ جیسے کوئی بچہ روتے روتے ماں کی آغوش میں گہری نیند سو جائے، اضطراب نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد میں نے کہا تھا

جی چاہتا ہے گنبد خضرا کے سامنے
ٹوٹے ہوئے وطن کی کبھی داستاں کہوں

حضور کی بارگاہ میں وطن کی ہواؤں کا سلام پیش کیا، عرض کی یا رسول اللہ میں مدینوں کے اس وطن سے آیا ہوں جہاں سے آپ کو ٹھنڈی ہوا آیا کرتی تھی۔ "قاصر وطن دولخت ہو گیا ہے" عرض کی "آقا گھر کی کنیزیں سلام کہتی تھیں، بچے دونوں ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے تھے۔ سرور دیں انہیں ننھے منے ہاتھوں کا سلام قبول کیجیے۔ خدام گھرانے کے ہر فرد کی درخواست گزاری۔ موذن کی اذان پر چونکا۔ پونے دو گھنٹے پلک جھپکتے گذر گئے۔

۲۔ نعت میں جمالیاتی پہلے اور سیرت رسول دو اہم ترین موضوعات واقعی دو رویے ہیں لیکن میں انہیں دو مختلف رویے نہیں کہوں گا، یہ دونوں رویے حضور کی ذات اقدس سے شروع ہو کر حضورؐ کی ذات اقدس پر ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک ہی ہستی کے گرد عقیدت کے دو ہالے ہیں جنہیں جدا کیا ہی نہیں جا سکتا۔ دونوں موضوعات میں ہی سے کبھی جمال کی کیفیت کا غلبہ زیادہ ہو جاتا ہے اور کبھی سیرت کی روشنی قرطاس و قلم کی راہداریوں کو وجد آفریں ماحول سے ہمکنار کرتی ہے، اس کا انحصار نعت گو کے باطنی اور وجدانی سفر پر ہوتا ہے۔ سوال کے دوسرے حصے کا جواب بھی پہلے حصے کے جواب میں پنہاں ہے۔ البتہ یہ دو رویے جدید و قدیم نعت کی حدود متعین کرتے ضرور دکھائی دیتے ہیں لیکن جدید تر نعت میں ان دونوں رویوں کا حسین امتزاج دیکھ رہا ہوں۔

۳۔ تحقیق کار اور نقاد کی راہیں غالباً جدا جدا ہوتی ہیں گو ہر تحقیق کار کے اندر ایک نقاد بھی ہوتا ہے۔ لیکن یہ نقاد خود

احسابی کے عمل سے گزرنے کے لئے ہوتا ہے۔ نعت میں موضوع یا فن کے حوالے سے اب اپنی نعت کے بارے میں کیا کہوں' شاید یہ میرا منصب بھی نہیں۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں خوبصورت تخلیقی رشتوں کے باوجود یہ دونوں جدا جدا فن ہیں۔ مجھے نعت خوانی کی سعادت حاصل نہیں لیکن یہ کمی شعوری سطح پر کبھی احساس کمتری کا باعث نہیں بنی' میں نے نعت گو کی حیثیت سے اپنی پہچان کی آرزو کی تھی۔

ہو تری ذات کے اب حوالے سے طے میری پہچان کا مرحلہ یا نبیؐ

میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ جس آرزو کا اظہار میں نے اپنے آقا کی بارگاہ میں کیا تھا وہ میری زندگی میں ہی پوری ہوگئی ہے۔ اس خواہش کے بعد اب کوئی دوسری خواہش نہیں' اس حوالے کے بعد شاید کسی دوسرے حوالے کی گنجائش بھی باقی نہیں رہتی۔ البتہ ایک تمنا ہے کہ

میرے بچوں کو وراثت میں ملے حبِ رسول یہ اثاثہ بعد میرے بھی تو گھر میں چاہیے

میرے بیٹے مدثر سے (جب وہ ابھی چھوٹا سا تھا) کسی نے پوچھا تھا کہ تمہارے ابو کیا کرتے ہیں تو اس نے جواب دیا تھا نعت لکھتے ہیں۔ اب پچھلے دنوں نرسری کلاس میں داخلے کے وقت میری چھوٹی بچی شفق نے اپنی میڈم کو بھی یہی جواب دیا تھا' میرے لئے یہی سند بہت ہے۔

۱۵۔ فروغ نعت کے لئے شہر اقبال میں نعت اکیڈمی بنائی تھی۔ لیکن بوجوہ تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ سیالکوٹ میں نعتیہ مشاعروں کی روایت کو آگے بڑھانے کی سعی کی۔ ان مشاعروں کے لئے ان لوگوں نے بھی نعتیں لکھیں جو صرف شہر غزل میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہایا کرتے تھے۔ افسوس کوئی قابل ذکر کام نہیں کر سکا۔ دامن آرزو میں ندامت کے آنسوؤں کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اقبال کی زمیں سے حرم کی زمین تک اشکوں نے جو کیا ہے چراغاں قبول ہو

۱۶۔ نئی نسل سے یہی کہنا چاہوں گا کہ حضورؐ کی غلامی کا پٹکا اگر گلے میں نہ ہو تو جبینوں پر سجنے والے محراب بھی ریاکاری کے مترادفات میں شمار ہوتے ہیں۔ غبار راہ مدینہ سے دامن شوق اگر معمور نہ ہو تو ایسی کے راستوں پر تشکیک کی دھول اڑتی رہتی ہے۔ اس لئے حضورؐ کی ذات گرامی کو اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز و محور بنا کر اسد میں عالم کو بے توقیری کے بھنور سے نکالنے کے لئے عالمی سطح پر اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کا دیوانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے احیائے اسلام' اتحاد امت' غلبہ دین حق کی بحالی اور عظمت رفتہ کی بازیابی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو وقف کر دیں' پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنائیں اور مصطفوی انقلاب کے سپاہی بن کر قیام پاکستان کے حقیقی مقاصد کے حصول کے لئے انقلابی جدوجہد کا آغاز کریں۔ اور اپنے قول و عمل سے اس نعرہ کو کہ دنیا بھر کے مسلمانو! ایک ہو جاؤ' ایک تحریک بنا دیں۔ فرقہ واریت کے بتوں کو پاش پاش کر کے حضورؐ کی ساری امت کے لئے ایک باعزت اور با

خالد محمود نقشبندی

[illegible] ۱۹۲۱ [illegible] ان خوش نصیب شاعروں میں سے ہیں [illegible]
[illegible] سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے [illegible] نعت [illegible]
[illegible] نعت [illegible] مجموعہ نعت [illegible]
[illegible] شائع ہو چکے ہیں۔

[illegible] ذوق نعت [illegible] صاحب حضرت [illegible] شاہ کے دست حق
پرست پر بیعت ہیں جن کی نسبت سے [illegible] ماحول میسر آیا۔ ۱۹۵۹ء میں ملازمت اختیار کر لی۔ عمر کے لحاظ سے نعت
خوانی [illegible] ۱۹۹۰ء میں [illegible] طریقت حضرت مفتی محمد محمود [illegible] کے ہاتھ پر بیعت کی۔
[illegible] اشعار [illegible] دوسروں کا کلام پڑھتے پڑھتے خود
[illegible] اور ایک عالم وفاضل کے حلقہ بگوش داو
[illegible] حضرت وقار صدیقی رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی
جن کے کلام [illegible] اور پختگی [illegible] کے حلقہ [illegible] اس وقت میں
[illegible] کی ہوئی تھیں۔ [illegible] ہوئی اور مجھے [illegible] پڑھنے کا حوصلہ
[illegible] ۱۹۹۹ء [illegible] دوسرا مجموعہ نعت "قدم قدم
[illegible] میرے [illegible] ب میرے حلقے میں
[illegible] شعراء میں مولانا جامی، سعدی
[illegible] رضا خاں بریلوی۔ اس نعت کے دو اشعار پیش
خدمت ہیں۔

نوازشیں تو مرے حال پر بہت ہیں مگر | مزاج جب ہے کہ دست طلب دراز نہ ہو
[illegible] | خدا کرے مری ایسی کوئی نماز نہ ہو

[illegible]

[illegible] نعت کی [illegible] نعت میرے [illegible] ایک
[illegible] شرطیکہ اس میں حدود کی پابندی شامل [illegible] نعت [illegible]
[illegible] نعت [illegible]
میں لکھتا [illegible]
[illegible]
[illegible] ساتا ہے [illegible] سے ملاسے نہ

خدا سے جدا کیے اس نقطے سے [illegible] میں کہا جائے [illegible]۔

۷۔ قرآن اور حدیث کا سہارا لیتا ہوں۔

۸۔ بظاہر جدید نعت اور قدیم نعت میں کوئی حد فاصل نہیں۔ [illegible] ان اصطلاحوں میں تفریق کی جا سکتی [illegible] جدید نعت میں وسعت خیال [illegible] آفرینی اور ندرت خیال پائی جاتی ہے اور یہ کہ موجودہ نعت صرف جذب و دروں کی عکاسی نہیں [illegible] سے عاری [illegible] سے بھی مزین ہے اس کے مقابلے میں قدیم نعت خالصتاً" عشق و مستی کی کیفیت میں ڈوبی ہوئی [illegible] اور [illegible] قلبی کی [illegible] دار ہے نیز یہ کہ قدیم نعت نسبتاً" مشکل اسلوب لئے ہوئے [illegible] جب کہ جدید نعت اپنی سادگی اور [illegible] فہم انداز کی بدولت ہر خاص و عام میں مقبول ہے۔

۸۔ [illegible] کسی ایک دائرے میں مقید نہیں کیا جا سکتا لہٰذا نعت کے حوالے سے مختلف اصناف سخن میں طبع [illegible] کو نعت نے نئی وسعتیں اور پھیلاؤ فراہم کیا ہے اور نعت کا ذاتی مفہوم نمایاں ہوتا جا رہا ہے۔ اگر نعت [illegible] اوصاف یعنی انتہائی فکر اور عشق دونوں کا حسن ہم آہنگ ہو تو کسی بھی پیرائے میں نعت کہی جا سکتی ہے۔ البتہ [illegible] نعت گو شاعر کو غزل کے مروجہ اسلوب اور استعاروں سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ نعت کے دور کا [illegible] تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ہوا اور [illegible] نعت کا دور رہا اور ہے۔ البتہ یوں کہئے کہ پاکستان کی تاریخ میں یہ سعادت [illegible] تجارت و تعلق نے جناب محمد ضیاء الحق مرحوم صدر پاکستان کو عطا فرمائی کہ انہوں نے باقاعدہ قرأت و نعت کا [illegible] پریذیڈنسی سے کرایا اور سب سے پہلے میری لکھی ہوئی نعت۔ "یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے" پڑھی گئی اس کے بعد میری متعدد نعتیں منصور تابش کی زبانی پیش کی گئیں۔

۹۔ موجودہ [illegible] میں جو [illegible] سے جس میں [illegible] گیا ہے یقیناً [illegible] مشعل راہ ثابت ہو گا اور یہ قابل ستائش ہے اور اس دور میں ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔

۱۰۔ [illegible] حاضری کی ترتیب موجودہ دور کی نعت کا رنگ نکھرتا ہی نہیں۔ [illegible] میں بہت دور [illegible] ہوتا ہوں تو [illegible] محسوس کرتا ہوں میرے نزدیک تو وہ دوری بھی قرب ہے جو ان کی یاد سے وابستہ ہو۔

مرا مصطفیٰ جس کے سینے میں ہے
کہیں بھی رہے وہ مدینے میں ہے

۱۱۔ سرکار کا [illegible] جاتے ہیں پیچھے بلتے ہیں [illegible] بات [illegible] [illegible] ہوش کے رہتا ہے۔

۱۲۔ جمال مصطفیٰ اور سیرت رسولؐ نعت کی بنیاد ہیں۔ لہٰذا عشق اور سرمستی کی کیفیت [illegible] قرار دادیں [illegible] رسولؐ کا فقدان ہے میں سمجھتا ہوں [illegible] نعت صرف سیرت رسولؐ [illegible] شدت جذبات و واردات شوق [illegible] محسوس ہوتی اور [illegible] سے روشن ہو تو محض ذاتی احساس آشکار ہو گا۔ لہٰذا نعت میں دونوں رویوں میں اعتدال ضروری ہے۔

۱۳۔

میں لکھ رہا ہوں ثنائے حضور صدیوں سے مگر ورق ابھی سادہ دکھائی دیتا ہے

۱۴۔ نعت خوانی کا وجود نعت گوئی سے ہے۔ اگر نعت گو نہ ہوتے تو نعت کون پڑھتا مگر یہاں نعت گو حضرات کے وجود کو محو کر دیا جاتا ہے اور نعت خواں کو تمام اعزازات سے نوازا جاتا ہے۔ چاہیے یہ کہ نعت خواں کے ساتھ ساتھ نعت گو کو پذیرائی دی جائے۔

۱۵۔ ۱۹۷۲ء سے میرا حلقہ' جو حلقہ ذکر حبیب کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے' قائم ہے اور اسی حلقے کے تحت کل پاکستان محافل نعت کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ میرے حلقے کی شاخیں پورے پاکستان میں ہیں۔ بہاولنگر میں حلقے کی طرف سے مسجد ذکر حبیب' بھی بنوائی گئی' خانیوال' ملتان' فیصل آباد' خانپور' کراچی' حیدر آباد' ایبٹ آباد میں حلقے کے ذیلی ادارے فروغ نعت کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد انجمنیں تشکیل بھی دیں۔ نعت پڑھنے کے فن اور آداب کی تعلیم دی گئی۔ بفضل تعالیٰ آج میرے کافی شاگرد محفل نعت کے میدان میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ ٹی وی' ریڈیو سے نعتیں بہترین انداز میں پیش کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ لکھنے والوں کی اصلاح بھی ہو رہی ہے بقدر ہمت ما۔

۱۶۔ اسوہ رسول کریم پر عمل پیرا ہو جائیں۔ اس میں کامیابی کا راز ہے اور فلاح دارین اور نجات اخروی کا راز اسی میں مضمر ہے۔

مامون ایمن (امریکہ)

مامون آر ایمن (پ ۱۳ مئی ۱۹۴۱ء) نے ایم اے تک تعلیم لاہور میں پائی۔ ۱۹۷۳ء سے نیویارک میں ہیں۔ امریکہ میں بھی ایجوکیشن اور انگلش میں ماسٹر کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ کے والد ماجد معروف عالم دین اور نعت و غزل کے شاعر مولانا ہارون الرشید ارشد ہیں۔ اس طرح آپ کی شعری صلاحیتوں کی جلا گھریلو ماحول کے زیر اثر ہوئی۔ نظم غزل اور نعت لکھتے ہیں۔ بائیس سال کی عمر میں جو فرد امریکہ آگیا ہو اس کا امریکی ماحول میں رہتے ہوئے مشرقی ادبیات کا دلدادہ رہنا کوئی معمولی بات نہیں۔ مامون نے غزل کے ساتھ ساتھ بہت سا نعتیہ کلام بھی لکھا ہے۔ آپ کی نعتوں میں سیرت پاک کی جلوہ ریزیاں نہایت ہی عقیدت و احترام اور خلوص کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہیں۔ آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلاب جس نے انسانیت کا رخ موڑ کر رکھ دیا کا بالخصوص ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ بحمد للہ میں ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ میرے والد محترم' علامہ ہارون ارشد صاحب لاہور کے ایک ممتاز عالم دین' استاذ (عربی' فارسی اور اردو) اور معروف شاعر ہیں۔ گھر کے ماحول اور والدین کی تربیت نے مجھے رب العزت کی اطاعت اور رسول اکرم سے الفت کا جذبہ فراہم کیا اور اہل بیت کی محبت کو ایمان کا جزو لاینفک بنایا۔

۲۔ بلاشبہ قدیم نعت گو شعراء نے میرے اسلوب پر اثر ڈالا ہے۔

۳۔ میرے نزدیک' نعت میں اسوہ حسنہ کا بیان بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

۴'۵۔ خالق کائنات کے بعد' رسول اکرم کا درجہ ہے۔ وہ افضل نبی ہیں اور احسن بشر۔ جوش میں غلو نہیں ہونا چاہیے۔ آپ جیسا نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ کی توصیف و تعریف میں ان باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے جو ان کی شان یا درجے پر پوری نہیں اترتیں۔

۶۔ جدید نعت' رسول اکرمؐ کی ان صفات کی آئینہ دار ہے جن تک عام نظر با آسانی نہیں پہنچ سکتی۔

۷۔ نظم اس لئے نظم کہلاتی ہے کہ وہ پابند ہوتی ہے۔ نعت شاعری کی ایک صنف ہے لہٰذا اس کے لئے عروض کی پابندی ناگزیر ہے۔ یہ مقصد روایتی کرداروں سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

۸۔ بلاشبہ یہ دور نعت کا دور ہے۔

۹'۱۰۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا صرف تحریر نعت کے عمل کے دوران ہی دل میں ابھرے۔ یہ جذبہ ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ اس کافر ماحول میں میری آنکھوں سے آنسوؤں کا یوں ہی بہنے لگنا ایک فطری بات ہے۔ یہ میری بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے کہ میں اب تک مالی فراوانی کے باوجود' دیدار کعبہ اور زیارت روضہ اقدس سے محروم ہوں۔ لیکن اس محرومی کا تعلق بھی "بلاوے" سے ہے۔ میرے دل میں تمنا تو ہے جب بلاوا آئے گا۔ بے قرار ہو کر چلا جاؤں گا۔ انشاء اللہ۔

۱۱۔ یہ میرا ایمان ہے کہ رسول اکرمؐ "اجمل" ہیں لیکن میں نہایت ادب سے یہ عرض کرنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں کہ یوں جمال ممدوح کو یوں سیرت رسولؐ پر ترجیح نہ دینا چاہیے۔ سیرت رسولؐ کے بیان کے ساتھ ساتھ رسول اکرمؐ سے بے پایاں محبت کا اظہار نعتیہ اشعار میں ابلاغ اسوہ حسنہ کا عمل بھی آگے بڑھتا ہے اور صاحب اسوہ حسنہ سے قربت کا جذبہ بھی جلا پاتا ہے۔

۱۳۔ نقد و نظر کا اختیار آپ کو ہے۔

۱۴۔ نعت خواں' دوسرے شعراء و شاعرات کا کلام ترنم سے پیش کر کے سعادت کماتا ہے۔ نعت گو' نعتیہ اشعار کی تخلیق کر کے اپنی دنیا و عقبیٰ کو سعید بناتا ہے۔ میں اپنی نعتیں تحت اللفظ سناتا ہوں۔ گو تحت میں صحت زبان کا اہتمام ہوتا۔ اس سے ترنم والی والہانہ کیفیت نہیں پیدا ہوتی۔

۱۵۔ فروغ نعت کا حوالہ' دین ہے' دنیا نہیں۔ میری ہر سعی' ہر کاوش اور ہر فکر کے پس منظر میں ایک اساسی جذبہ کار فرما ہوتا ہے۔ "کاش! محشر کے روز مجھے' میرے والدین کو' میرے بچوں کو' میرے دیگر اعزاء کو' میرے دوستوں کو' اور ملت اسلامیہ کو شفیع المذنبین کے کرم سے شفاعت نصیب ہو جائے۔ نعت تو محبت کا ایک سمندر ہے۔ مجھے اس سمندر میں سے ایک قطرہ تو کیا' کسی قطرے کی نمی تک نہیں ملی ہے۔

۱۶۔ ہم سب اپنے اعمال اور کردار سے رسول اکرمؐ کی زندگی کو اپنے لئے اور دنیا کے لئے افضل نمونہ بنائیں' اسے اپنائیں اور شفاعت کے لئے دعا گو ہوں۔

محمد حفیظ نقشبندی (کراچی)

محمد حفیظ نقشبندی (پ ۱۲ جون ۱۹۴۱ء) مقبوضہ کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ تعلیم کے سلسلے میں کراچی آئے اور پھر کراچی کے ہو کر رہ گئے۔ مذہبی تعلیم سے بہرہ ور ہونے کے ساتھ ساتھ میٹرک تک تعلیم پائی۔ "وسیلہ بخشش" مجموعہ نعت ہے جبکہ کئی ایک مختصر دینی کتب بھی تحریر کی ہیں۔ نعت گوئی کے ساتھ ساتھ نعت خوانی کے اعزاز سے بھی سرفراز ہیں۔ نعت میں خلوص اور جذبے کی صداقت آپ کا خاص امتیاز ہے۔

[illegible] محمد اعظم چشتی کو سن کر

[illegible] الدین [illegible] سہروردی (مثل نعت گوئی میں [illegible] محمد اعظم
[illegible] جناب حافظ محمود خالد اور جناب عبدالستار نیازی۔

1۔ [illegible] تم تو برتی رہو جگمگا عشق کے اجالے سے
[illegible] میں مجھ کو بچانیں لوگ سرکار کے حوالے سے

[illegible] وقت بحث [illegible] احتیاط کرنا چاہیے۔ اور [illegible] اہتمام [illegible] طرح ہو۔ نعت
[illegible] نعت میں غلط الفاظ نہیں [illegible] چاہیے۔ محمد صرف [illegible] نعت [illegible]

[illegible] تلوار کی دھار پر چلنا [illegible] یہاں ایک طرف محبت کے تقاضے ہیں تو دوسری طرف شریعت
[illegible] کھینچتا ہے تو قلم [illegible] یہاں تو ایک ایک لفظ میزان ادب میں تول کر کہنا چاہیے۔

7۔ اچھی بات ہے۔ میرے خیال میں یہ سب [illegible] کے جلوے ہیں۔

8۔ میں اس سے سو فیصدی اتفاق کرتا ہوں۔

9۔ میں نے اس موضوع پر ابھی تک کچھ نہیں پڑھا۔

10۔ [illegible] تو ہر مسلمان کو ہوتی ہے۔ چاہے اس کا نعت کے کسی شعبے سے تعلق ہو یا نہ ہو۔ میں نے
[illegible] نعت گوئی سے پہلے اپنے دل میں محسوس کی تھی اور اب تو اس میں شدت آگئی ہے۔

11۔ [illegible] سے محروم ہوں لیکن نا امید نہیں۔

12۔ [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع کو اپنانا چاہیے۔

13۔ میں [illegible] لوگوں کی انگلی پکڑ کر اس وادی میں قدم رکھا ہے۔

[illegible] اپنی [illegible] سننے والوں پر ایک وجدانی کیفیت
[illegible] تھا۔

15۔ [illegible] :

[illegible] کرو [illegible] کی بات کرو
[illegible] رحمت [illegible] کی بات کرو

[illegible]

[illegible]
[illegible]
"[illegible]" کا خصوصی شمارہ رحمت اللعالمین نمبر [illegible]

ارادت کی۔ چھوٹی عمر میں نظم غزل بھی لکھی بعد میں نعت ہی [illegible] ہو کر رہ گئے۔ اگرچہ [illegible]
ہوا لیکن بہت سا نعتیہ کلام تحریر کر چکے [illegible]۔ آپ کی لکھی ہوئی نعتوں میں قدرے [illegible]
[illegible] دیتے ہیں خلوص و عقیدت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر آپ کے [illegible]
علامہ اقبال سے عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]
اور والد گرامی کے ان آنسوؤں کی بدولت میسر [illegible] دنیا میں [illegible] صلی [illegible]
[illegible] جوں جوں اقبال کو [illegible] نبی اکرم صلی [illegible]
[illegible] تاریخ اسلام سے [illegible]
جرنیلوں کا جب بھی مطالعہ [illegible] رہ سکیں۔ [illegible]
[illegible] چھوٹی غزلوں میں [illegible] نعتیہ اشعار [illegible]
ایک حمد [illegible] اور ایک نعت ہی۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے نعتیہ اشعار [illegible]
اور جی بھر کر رو لیتا۔

۲۔ میں نعت کے جن شاعروں سے متاثر ہوں ان میں پروفیسر [illegible]
[illegible] شامل ہیں۔ [illegible]

۳۔ [illegible] اور [illegible] نعت [illegible]
[illegible] میں شعری اسلوب [illegible] سی ہی نعت ہے۔ چونکہ قرآن [illegible]
[illegible] جس میں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
فرشتے [illegible] پر صبح و شام درود بھیجتے ہیں" نعت بھی ایک قسم کا درود ہے جو شاعر اپنے [illegible] صورت میں [illegible]۔
یہی وجہ ہے کہ پہلے ادوار میں نعت میں بالعموم حضورؐ اکرم کا حلیہ مبارک اور سراپا پیش کیا جاتا رہا گرچہ امام
بوصیریؒ جیسے بزرگوں نے حلیہ کے ساتھ سیرتؐ نبوی پر بھی بہت زور دیا اور کہا کہ جب تک ان کی تعلیمات [illegible] پر
عمل نہیں کیا جائے گا بات نہیں بنے گی۔ عہد حاضر میں' بالخصوص گذشتہ پچیس تیس سال سے اب تک حلیہ مبارک یا
سراپائے رسول پر زور دینے کی بجائے نعت میں تعلیمات نبویؐ پر بالخصوص زور دیا جانے لگا ہے۔ جو بہت بڑی اور
مثبت تبدیلی ہے' اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا ہے کہ نعت اب اصلاح کا ذریعہ بن گئی ہے۔ گویا اس میں [illegible]
در آیا ہے۔ اب نعت میں رسول مقبول کی تعریف و توصیف بھی کی جاتی ہے۔ تعلیمات نبویؐ کا ذکر کر کے [illegible] عمل
کرنے پر زور بھی دیا جاتا ہے' ملت اسلامیہ کے مختلف مسائل کا [illegible]
کے بہت قریب ہو گئی ہے اور ذاتی جذبات کے اظہار سے ہٹ کر قومی اور [illegible] کی صورت اختیار [illegible]
اس لئے یہ بات نہ صرف خوش آئند ہے بلکہ اس سے نعت کا مستقبل بہت روشن اور [illegible]
ہے کہ اب [illegible] بھی نعت لکھنے لگے ہیں۔ چونکہ حضور اکرمؐ کا پیغام آفاقی اور ابدی ہے [illegible]
کو بھی ابدی اور آفاقی حیثیت حاصل رہے گی۔

۴۔ اس سلسلے میں اگر ہم قرآن پاک ہی کی جانب رجوع کریں تو ہمیں وہ اصول مل جائیں گے جن کا نعت گو کو بطور خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو" اس کا مطلب ہے کہ آواز پست رہے صوتی آہنگ عاجزانہ منکسرانہ ہو۔ خطاب کرتے ہوئے عجز و انکسار اور تواضع کے تمام پہلو پیش نظر رہیں' فریاد اور پکار کرتے ہوئے ادب و احترام ملحوظ رہے کیونکہ پکار چیخ بن گئی تو سوء ادب ہو گا۔ اس سب سے بڑھ کر خطاب میں حضور پر نور کا اسم ذات استعمال کرنے سے گریز کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں یہی اسلوب اپنایا ہے کہیں یٰسین کہا گیا کہیں طٰہٰ کہیں مزمل کہیں مدثر گویا اسم ذات کی بجائے اسمائے صفات استعمال کئے جائیں۔ اس سے تحریر کا حسن بھی بڑھ جائے گا۔ اہم بات یہ ہے کہ صفات کا ذکر کرتے ہوئے نہایت احتیاط لازم ہے کیونکہ صفات الٰہی استعمال نہ کی جائیں ورنہ تصور شرک کے زمرے میں شامل کر دے گا۔ یہی مقام بہت نازک ہے یہی وجہ ہے کہ نعت گوئی کو "تلوار کی تیز دھار پر چلنے کا نام" دیا گیا ہے بلکہ یوں نعت گوئی "پل صراط" پر چلنے کا نام ہے۔

۵۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نعت گوئی "تلوار کی تیز دھار پر چلنے کا نام ہے" یہ کوئی آسان کام نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نعت کہتے ہوئے بہت ڈر لگتا ہے۔ شعوری طور پر کبھی نعت نہیں کہہ سکا۔

۶۔ نعت کے سلسلہ میں جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات کے استعمال سے میں بالکل اتفاق نہیں کرتا۔ نعت صرف نعت ہے اور وہ ہر وقت تر و تازہ اور جدید رہتی ہے۔ آپ آج بھی حضرت حسان بن ثابت اور حضرت کعبؓ کو پڑھ لیجئے' مولانا عبدالرحمٰن جامی کا مطالعہ کیجئے یا امام بوصیریؒ کے قصیدہ بردہ کو دیکھئے' ان کی تازگی برقرار ہے جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور ان کی تعلیمات کے لئے قدیم و جدید کی اصطلاحات استعمال نہیں کی جا سکتیں اسی طرح نعت کے ساتھ بھی ان اصطلاحات کا استعمال میرے خیال کے مطابق مناسب نہیں حضورؐ پر نور کی تعلیمات ہر زمانے' ہر دور' ہر قوم' اور ہر ملت کے لئے ہیں اسی طرح نعت کی صورت حال ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے

ہر کجا ہنگامہ عالم بود رحمتہ للعالمینے ہم بود

نعت کا سلسلہ ایک حسین ندی کے پانی کی طرح ہے جو ہر دم رواں اور ہر دم جواں ہے۔ جس طرح آب رواں قدیم اور جدید نہیں ہوتا۔ اس طرح نعت بھی قدیم و جدید نہیں ہو سکتی۔

۷۔ نعت میں بھی دیگر شاعری کی طرح نئے شعری تجربات ہو رہے ہیں معریٰ نظم' نثری نظم اور ہائیکو میں بھی نعت لکھی جانے لگی ہے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ اگر یہ صنف ہائے سخن زندہ رہیں تو ان میں نعت کو بھی فروغ حاصل ہو گا۔ بلکہ میرا ایمان ہے کہ محض نعت ہی کی بدولت یہ صنف ہائے سخن زندہ و تابندہ ہو جائیں گی۔

۸۔ دور حاضر کو "نعت کا دور" کہا جاتا ہے۔ یہ دعویٰ بالکل درست ہے اور بالکل سچ ہے۔ شہید ضیاء الحق سے پہلے کم از کم برصغیر پاک و ہند میں نعت کو ایک صنف کے طور پر تسلیم ہی نہیں کیا جاتا تھا۔ شہید ضیاء الحق چونکہ دیندار حکمران تھے۔ انہوں نے دینی اقدار اور روایات کو فروغ دیا انہوں نے نظام صلوٰۃ و نظام زکوٰۃ قائم کیا۔ ٹیلی ویژن اور

ریڈیو پر علمائے کرام کو زیادہ وقت دیا جانے لگا۔ مذہبی و دینی پروگراموں میں اضافہ ہوا۔ حتی کہ اذان سنائی جانے لگی۔ عیدین' رمضان المبارک' محرم الحرام اور ربیع الاول پر خصوصی پروگرام ہونے لگے۔ اخبارات و جرائد اور رسائل نے بھی خصوصی اشاعتوں کا سلسلہ جاری کیا۔ نعتیہ مشاعرے جا بجا منعقد ہونے لگے۔ رسائل و جرائد نے نعتیہ ایڈیشن شائع کئے گویا ایک ماحول بنا جس میں ایسے لوگوں نے بھی نعتیں لکھیں جن سے توقع نہ تھی۔ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر نعتیہ پروگراموں میں شمولیت کی لئے بھی شعراء کو نعتیں لکھنا پڑیں' اس طرح نعت کے رجحانات کو یقیناً فروغ ملا۔ میرے ایک دوست کہا کرتے تھے کہ ضیاء الحق کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس کے دور میں احمد فراز نے بھی نعت لکھی اور اگر آپ تعداد کا اندازہ کریں تو یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ شہید صدر کے عہد میں شائع ہونے والے نعتیہ مجموعوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اردو کے علاوہ انگریزی میں بھی دو ایک مجموعے سامنے آئے ہیں فروغ نعت کا یہ رجحان ابھی تک [illegible] ان شاء اللہ ہوتا ہی جائے گا۔

۹۔ نعت کے حوالے سے تنقید و تحقیق کے کام نے نعت کو مزید فروغ دیا ہے اس نے نعت کو بطور صنف کے تسلیم کرانے میں مدد کی ہے۔ میرے خیال میں فروغ نعت کے سلسلے میں جہاں نعت گو شعرا اور نعت خوانوں کا بے انتہا حصہ ہے تنقید و تحقیق کرنے والوں کا بھی ہے۔ محققین نے منتشر سرمایہ اکٹھا کیا اور اس طرح نعت گو شعراء کو متعارف کرایا۔ جو اب تک [illegible] سامنے نہیں آ رہے تھے۔ یا بعض دیگر وجوہات کی بناء پر گوشہ گمنامی میں پڑے تھے پروفیسر حفیظ تائب نے تحقیق کے بعد بتایا کہ پنجابی کے مشہور شاعر وارث شاہ نے قصیدہ بردہ کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی اور ڈاکٹر ریاض مجید نے تحقیقی میدان میں ناقابل فراموش خدمات سرانجام دی ہیں۔

۱۰۔ روضہ رسول مقبول پر حاضری کی تمنا بچپن ہی سے پیدا ہو گئی تھی۔ البتہ نعت نے اسے مہمیز دی۔ مدینہ منورہ سے دوری کی شدت کا اندازہ آپ اس امر سے لگا سکتے ہیں کہ ۱۹۸۶ میں روضہ اطہر پر سلام پیش کرنے کا مجھے شرف حاصل ہوا تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی میں اپنے آپ کو آسمانوں کی بلندیوں پر پرواز کرتا ہوا محسوس کر رہا تھا خوشی اس قدر تھی کہ مدینہ منورہ میں گریہ وزاری بھول گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ وہاں جا کر بہت روئے لیکن میں بے حد خوش تھا۔ نعت بھی نہ کہہ سکا۔ چند اشعار ضرور کہے' لیکن جس روز واپسی تھی اس روز برا حال تھا۔ پاکستان واپسی پر ایک دو ماہ میں متعدد نعتیں لکھیں' حتی کہ ایک نعت ایک سو ایک اشعار پر مشتمل تھی۔ اگر یہ شائع نہ ہو جاتی تو شاید اشعار کی تعداد بڑھ جاتی بہر حال واپسی کے بعد کیفیت "ماہی بے آب" یا پھر "مرغ بسمل" کی سی تھی جو اب بھی ہے۔ جہاں تک محسوسات کا تعلق ہے۔ وہ بیان نہیں کئے جا سکتے۔ بے پناہ خوشی تھی' بے پناہ مسرت تھی۔ یوں لگتا تھا گویا من کی مراد بر آئی' دونوں جہاں کی دولت مل گئی ایک فقیر بے نوا' شہنشاہ بن گیا تھا۔ کوئی چیز آنکھوں میں جچتی ہی نہ تھی۔ سچی بات ہے پاؤں زمین پر ٹکتے نہ تھے اپنے آپ کو زندگی کی معراج پر پہنچا محسوس کر رہا تھا لیکن جدہ پہنچ کر اصل حقیقت سامنے آگئی۔ یوں لگا جیسے اصل دولت پیچھے رہ گئی ہے اور میں یک و تنہا فقیر بے نوا واپس آرہا ہوں' جس کا سب کچھ چھن گیا ہو' ہاں آنسوؤں کی دولت ضرور ساتھ لے آیا جو اب بھی سرمایہ حیات ہے۔ شکر ہے آنسو گرتے ہیں تو ان کی یاد میں گرتے ہیں ہنستے ہیں تو ان کے ہجر میں ہنستے ہیں۔ تڑپتا ہوں تو ان کے فراق میں۔ بہر حال۔

حسن وصل میں مجھے حوصلہ نظر نہ تھا — گرچہ سامنے ہو رہی میری نگاہ بے ادب

[illegible] ... تو نعت لکھتا [illegible] ... والے [illegible] نعت [illegible] ... نعت گو [illegible] ... کہنے کے [illegible] ... ہیں [illegible] ... ہیں۔

ادبیات کے سلسلے میں حتی المقدور خدمت سرانجام دینے کی کوشش کی ہے۔ ۱۹۸۳ سے ۱۹۹۰ تک جب روز نامہ امروز میں [illegible] ایڈیشن اور ادبی ایڈیشن [illegible] "ذوق" انچارج رہا کوشش ہوتی تھی کہ ہر نعت گو کی نعت [illegible] ڈاک کے ذریعے یا دستی طور پر موصول ہوتی تھی اس [illegible] وزن کے اعتبار سے کمزور نعتوں کو بھی اسلم کاشمیری سے درست کرا لیا کر[illegible] مقصود یہ تھا کہ اس طرح کمزور شاعر حضرات اپنی اصلاح کرا لیا کریں گے اور [illegible] کوشش بہت کامیاب رہی [illegible] رہا۔

۱۶۔ نسل نو سے میری یہی درخواست ہے کہ اگر اسے دین و دنیا میں ترقی کرنا ہے اور کائنات کو تسخیر کرنا ہے تو پھر وہ اتباع رسول مقبول کو اپنا وظیفہ بنائے، عشق رسول کریم کو اپنا شیوہ بنائے، تعلیمات نبوی پر عمل کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے تو پھر یہ جہاں کیا چیز ہے لوح و قلم، سات آسمان بلکہ اس کے پرے تک سب کچھ تمہارا ہوگا۔

شہاب کاظمی (نیو جرسی امریکہ)

شہاب کاظمی (پ ۱۰ فروری ۱۹۳۲ء) لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد سیالکوٹ اور پھر کراچی میں قیام رہا۔ ایک عرصے سے امریکہ میں تلاش معاش کے سلسلے میں قیام پذیر ہیں۔ شعر و سخن سے دلچسپی خاندان سے ورثے میں ملی۔ شعری مجموعہ "[illegible]" شائع ہو چکا ہے۔ "بہ یزداں گذاشتیم" مجموعہ نعت و مناقب ہے جو زیر ترتیب ہے۔ امریکہ

اور کینیڈا کے نعت گو شعراء کے نعتیہ کلام پر مشتمل ایک مجموعہ نعت ترتیب دے چکے ہیں جو زیر طبع ہے۔ نعت میں قدیم اور جدید کا امتزاج رکھتے ہیں۔ سیرت رسول کے بیان کے ساتھ ساتھ جمالِ سلیقے کی نزاکتوں سے بھی نعت کو سجانے میں گریز نہیں کرتے۔

۱۔ سورہ شعراء پڑھ کر عاقبت سنوارنے کی فکر میں۔

۲۔ اقبال سہیل' محسن کاکوروی' حالی' حفیظ جالندھری' بہزاد لکھنوی وغیرہ۔

۳۔ اگر کسی کو قدرت نے شعر گوئی کی صلاحیت عطا فرمائی ہے اور وہ مسلمان بھی ہے تو اسے نعت رسول مقبولؐ لکھنے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ اس طرح اس کی شاعری بے راہ روی کا شکار ہونے سے بچ جائے گی اور وہ سورہ شعراء میں مذکور شعرا کی فہرست سے بھی خارج ہو جائے گا۔ یہ نعت اس کی عبودیت کا منہ بولتا ثبوت ہوگی اور روز محشر شفاعت کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

کب حاجتِ گفتار دکھانے کے لئے ہے ۔۔۔ یہ نعت تو بگڑی کو بنانے کے لئے ہے

۴۔ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کو پیش نظر رکھ کر شاعری پرواز خیال جہاں تک بھی پہنچ سکتی ہے حتیٰ کہ قاب قوسین کی رفعتیں اس کی دسترس میں حضورؐ کے مناقب کے بیان میں آجائیں۔ شاعروں نے سلاطین زمانہ کی مدح میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ حضور کی نعت میں یہ حفظ مراتب صاف ظاہر ہونا چاہیے کہ یہ ثنا کسی بادشاہ وقت کی نہیں بلکہ بادشاہوں کے شہنشاہ' حبیب کبریا' ختمی مراتب' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت ہے۔ شاعر کو اتنا ذی ہوش ہونا چاہیے کہ بے خیالی میں کہیں مدح بالذم کی صورت نہ پیدا ہوجائے۔ اس حقیر نے ایک شاعر سے سنا مصرعہ ملاحظہ فرمایئے ؎

سنت رسول پاک کی میری نظر میں ہے

۵۔ حضورؐ کی محبت اگر دل میں موجزن ہے اور آنکھوں میں عقیدت کا سرمہ ہے تو نعت گوئی کو تلوار کی تیز دھار پہ چلنا نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اس کے بعد دستگیری کی ذمہ داری تو اس ذات بابرکت ہی پر آجاتی ہے۔ جو مومنین کو روز محشر اس پل صراط پر سے باآسانی گزار لے جائیں گے تو یہ تو بہت آسان مرحلہ ہے۔ دلوں کا حال ان سے بہتر کوئی نہیں جانتا اور سہو پر وہ عقوبت و سزا نہیں فرماتے۔ لیکن اگر کسی نے حضور کی منزلت کو کم کرنے کی دانستہ سعی کی تو پھر میرا عقیدہ ہے کہ

حق اپنے گنہگار کو بخشے تو ہے امکاں ۔۔۔ بخشا نہیں جائے گا گنہگار محمدؐ

۶۔ جدید نعت اور قدیم نعت میں میرے خیال میں ایک تو فرق یہ ہے کہ قدیم نعت ایمان و اتفاق کی پختگی اور دل کی گہرائیوں کا پتہ ملتا ہے۔ قدیم نعت ماہ رمضان کی شب بیداروں اور بھکاریوں کے بہت کام آتی تھی اور ہے جب کہ جدید نعت جسے آج کل کی نعت کہنا چاہیے اس مقصد کو جو نعت کا مقصد کبھی بھی نہیں رہا' پورا نہیں کرتی۔ جدید نعت میں زبان کی عہد بعہد ترقی اور تبدیلیوں اور دور حاضر کے مسائل کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جو کسی بھی صنف شاعری سے

ظاہر ہے۔ محض نعت پر اختصاص نہیں۔

۷۔ نعت کی ہیئت کوئی چونکہ ابھی تک تعین نہیں ہوئی ہے اس لئے ثنائے سرور کائنات کسی بھی صنف سخن میں کی جائے 'نعت ہی کہلائے گی۔ میرے خیال میں نعت کے لئے ایسی اصناف کا استعمال کرنا چاہیے جو سہل اور دلکش ہوں۔ غرابت اور اجنبیت نعت کے لئے مضر ہیں۔ اسلئے کہ ان سے ابلاغ کا نظریہ فوتیدگی کی طرف جاتا ہے۔ احیاء کی طرف نہیں۔ اگر ہم نعتوں کا ترجمہ انگریزی' فرانسیسی اور جاپانی زبانوں میں کریں تو ان (مذکورہ) اصناف سخن کا استعمال مستحسن ہوگا اس لئے کہ یہ ان کے ہاں اجنبی اور غریب نہیں ہوں گی اور اس طرح ابلاغ کے دروازے کھلنے کے امکان ہیں۔

۸۔ سوال سے یہ ظاہر نہیں ہے کہ دور حاضر سے مراد اور اس کا اطلاق کس مدت اور عرصہ پر ہے۔ گر اس سے مراد میرے حق کا دور ہے تو اس احقر کو اس سے اتفاق نہیں۔ ظہور اسلام کے بعد سے مسلسل نعتیں تخلیق ہو رہی ہیں اور اس سلسلے کے سب سے پہلے شاعر حضور کے چچا جناب ابو طالب تھے۔ حسان' فرزدق اور دعبل وغیرہ بعد کے ہیں۔ محسن کاکوروی' حالی' اقبال' سہیل' حفیظ' سیماب' اکبر آبادی' سراج لکھنوی' طاہر القادری' احمد رضا خاں صاحب بریلوی وغیرہ ہم میں سے کوئی بھی اس دور کا نہیں۔ اس دور نے ان لوگوں کے قدو قامت کا کوئی بھی نعت گو پیدا نہیں کیا۔ تعداد اور ضخامت پر نہ جایئے۔ میرے آقا کی خوشنودی پیش نظر تھی۔ ان لوگوں نے اپنی شہرت کے لئے نعت گوئی کو سیڑھی کے طور پر استعمال کیا۔ آپ کا ماہر لکھنوی' جگن ناتھ آزاد' کنور مہندر سنگھ بیدی وغیرہم کی نعتوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میرے خیال میں یہ کھلا فریب اور دروغ بافی کے سوا کچھ اور نہیں۔ ایک صاحب آدمی اگر یہ بات لکھتا تو شاید میں کس حد تک متفق ہوجاتا۔ بنو امیہ اور دور عباسیہ میں نعت لکھنا کمال تھا۔ جب کہ اس عرصہ پر عقوبات کے دروازے وا ہوجاتے تھے۔ شاہان ہندوستان کے دور میں نعتیں لکھنا مشکل تھا کہ وہ اس وقت اپنی مدحیتوں سے بادشاہوں کے قصیدے لکھ کر انعام و اکرام سے فیض یاب ہوسکتے تھے۔

۹۔ نہ ہونے کے برابر۔

۱۰۔ روضہ رسول پر حاضری کی تمنا بچپن سے دل میں موجزن ہے۔ نعت لکھنے کی صلاحیت سے اس کا تعلق نہیں۔ مدینہ سے دوری کے جذبات کچھ کچھ ان اشعار سے مترشح ہیں ۔

پھر اتنی ضرورت نہ رہے گی مجھے ان کی　　دیکھ آئیں ذرا روضہ خیر البشر آنکھیں
پھوٹ جائیں یہ مری آنکھیں نہ آئے مجھ کو نیند　　اور کچھ دیکھیں اگر خواب مدینہ چھوڑ کر
ہم کہاں جائیں بھلا شہر مدینہ چھوڑ کر　　مچھلیاں دیکھا ہے مر جاتی ہیں دریا چھوڑ کر

۱۱۔ عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی مگر اس وقت فرط جذبات سے دل قابو سے باہر تھا' درست الفاظ منہ سے ادا نہیں ہو رہے تھے۔ شاعری کا ہوش ہوتا۔ بس ایک آنسوؤں کی جھڑی تو یاد ہے اور کچھ نہیں۔

۱۲۔ حضورؐ کی سیرت اور صورت دونوں مسلمانوں کے لئے اہم تو ہیں لیکن غیر مسلموں کے لئے انکا "اسوہ حسنہ" ہی ایک چیز ہے۔ جو انہوں نے پیش فرمائی اور ہم پیش کرسکتے ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں اسی پر زور دینا چاہیے۔ حد ادب میں جسمی سراپا کا ذکر بھی لازم ہے۔ بشرطیکہ لب و رخسار کی گفتگو اور زلف و ابرو کے بیان سے یہ محسوس ہو کہ

یہ رسالت کے شہر یار کی گفتگو ہے کسی محلے کے یار کی نہیں۔

۱۳'۱۵۔ نعت میں موضوع اور فن سے کیا مراد ہے۔ نعت کا موضوع حضورؐ ہیں اور فن شاعری ہے۔ دونوں کو جمع کریں تو نعت وجود میں آتی ہے۔ اگر آپ کی مراد نعت یا فروغ نعت پر کام سے ہے تو عرض ہے کہ "مسلم فاؤنڈیشن آف نارتھ امریکہ" کے زیر اہتمام نعتیہ مجموعہ کی اشاعت پر کام کر رہا ہوں۔ جس میں جنوبی امریکہ بشمول کینیڈا کے شعراء کی طرحی اور غیر طرحی نعتوں کی اشاعت مقصود نظر ہے۔ جو انشاء اللہ اس سال ربیع الاول تک منصہ شہود پر آجائے گا۔

۱۴۔ وہی جو جوش اور صدی حسن میں ہے۔ مجھے ترنم کی افادیت سے انکار نہیں۔ لیکن میرے خیال میں شعر کو تحت اللفظ میں ادا کر کے شعر کے معنی و مفہوم کو زیادہ وضاحت سے پہنچایا جا سکتا ہے۔ جبکہ ترنم یہ کام انجام نہیں دے سکتا۔ پھر شعر جب کاغذ پر منتقل ہو جاتا ہے تو ترنم تو ویسے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

۱۵۔ دیکھئے جواب برائے سوال نمبر ۱۳

۱۶۔ اتحاد باہمی کو ہمہ وقت قائم رکھیں۔

سید محمد امین علی نقوی (فیصل آباد)

سید محمد امین علی نقوی (پ ۱۹۳۲ء) کے آباؤ اجداد عالم و فاضل اور صوفی بزرگ تھے۔ والد ماجد حضرت سید شاہ محمد نقوی عالم دین اور شیخ طریقت تھے اور مسلک مدحیہ میں رشد و ہدایت کا مرکز و منبع تھے۔ پاکستان بننے کے بعد سید محمد امین نقوی بڑے بھائیوں اور والدہ کے ہمراہ پاکستان آگئے اور فیصل آباد کو اپنا مسکن قرار دیا۔ سید محمد امین نقوی بنیادی طور پر عالم دین اور باعمل صوفی ہیں۔ [illegible] عربی شاعری کرنے لگے تھے اس دور میں "قصیدہ [illegible]" کے نام سے قصائد و مناقب کا ایک مجموعہ شائع ہوا۔ آپ کی شاعری حمد و نعت اور منقبت پر مشتمل ہے آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے عربی اور اردو میں صنعت غیر منقوطہ میں دو کتب نعت "محمد رسول اللہ" اور "محمد ہی محمد" لکھی ہیں۔ جو اسلامی تاریخ میں بلاشبہ ایک انوکھا واقعہ ہے۔ حال ہی میں آپ کا "حسن محمد" کے نام سے ایک مجموعہ نعت شائع ہوا ہے جس میں حرف الف استعمال نہیں۔ اس صنعت میں ابھی تک صفحہ میں کوئی نعتیہ کلام شائع نہیں ہوئی۔ "عشق محمد" اور "نبی بعدی" آپ کے اردو اور عربی مجموعہ ہائے کلام ہیں۔ سید محمد امین نقوی شاعروں اور ادیبوں کے جھگڑوں سے دور گوشہ تنہائی میں نعت مناقب کے نوبہ نو گل بوٹے کھلا رہے ہیں۔ انہیں نہ تو کسی کتاب پر کوئی انعام ملا ہے اور نہ ہی وہ ایسی خواہش رکھتے ہیں۔ آپ کی نعتیہ شاعری قرآن و حدیث کے تصور نعت سے عبارت ہے وہ ہر قسم کی قدیم و جدید ہیئتوں سے ہٹ کر ایسی نعت لکھ رہے ہیں جیسی ضروری خیال کرتے ہیں۔

۱۔ نعت گوئی کی طرف میلان خاندانی ماحول کی عطا ہے۔ والد مرحوم شیخ طریقت حضرت پیر سید شاہ محمد کی تربیت اور توجہ نے اس سلسلے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ والدہ ماجدہ کی محبت رسول بھی سرمایہ حیات ٹھہری۔ دور طالب علمی میں عربی زبان میں "قصیدہ امینیہ" لکھا۔ اس میں نعت و مناقب شائع ہوئیں۔

۲۔ نعت کے کسی شاعر سے نہیں اس کی لکھی ہوئی نعت سے متاثر ہوتا ہوں کیونکہ اصل چیز تحریر ہے تاہم تمام نعت گو شاعروں کا احترام کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ سنت خداوندی پر عمل پیرا ہیں۔

۳۔ نعت گوئی سنت رحمن ہے ----- ظاہر ہے ہمیں اللہ کی اس سنت پر بقدر استطاعت عمل کرنا چاہئے۔

۴۔ نعت گو کو مقام رسالتماب کا خیال رکھنا چاہئے۔ بس یہی خیال سب کچھ ہے۔

۵۔ اگرچہ ہر انسان سہو کا پتلا ہے تاہم میں اپنی نعتیہ شاعری سے مطمئن ضرور ہوں۔ اگر بات کہیں کھٹکتی ہو تو اس کی تصدیق قرآن و حدیث سے کر لیتا ہوں۔

۶۔ نعت بس نعت ہے۔ نہ تو نعت قدیم ہوتی ہے اور نہ ہی جدید۔ البتہ جدید نعت کے نام پر جو کچھ لکھا جا رہا ہے' اس میں سے بہت کچھ قابل قدر ہے جب کہ بہت کچھ سے اختلاف ہے۔ بعض شعراء نعت کے نام پر آج بھی غزل لکھ رہے بلکہ یہاں تک کہ سرکار دو عالم کے ساتھ اپنا موازنہ کرنے پر اتر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

۷۔ نعت میں ہیئتی تجربوں کا مخالف نہیں البتہ وہی شاعری مقبول ہو گی جو پڑھی اور سمجھی جا سکے۔ اگر کوئی شاعر نعت نہیں لکھ سکتا تو اسے نثر لکھنی چاہئے کیونکہ دربار رسالت مآب میں نظم و نثر کو نہیں خلوص کو دیکھا جائے گا۔

۸۔ ہر دور نعت کا دور ہے تاہم صدر ضیاء الحق نے فروغ نعت کے سلسلے میں جو اقدامات کئے ہیں انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں یہ الگ بات ہے کہ مفادات انہی لوگوں نے حاصل کئے جو عام طور پر اس کے اہل نہ تھے۔ لیکن اس میں ضیاء الحق کا قصور نہیں فیصلے کرنے والوں کا ہے جو ریوڑیاں بانٹنے کے فن کے ماہر ہیں۔

۹۔ نعت کے باب میں تحقیقی و تنقیدی کام سے کون انکار کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق کے درجات بلند کرے جنہوں نے انڈیا میں نعت پر پہلی پی ایچ ڈی کی جبکہ اس وقت پاکستان میں اسے موضوع ہی نہیں سمجھا جا رہا تھا۔ اردو نعت میں ڈاکٹر ریاض مجید' عربی میں ڈاکٹر اسحق قریشی اور پنجابی نعت میں ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کی تحقیقی خدمات سے کون انکار کر سکتا ہے؟ ڈاکٹر فرمان فتح پوری' حفیظ تائب اور راجا رشید محمود کی خدمات اپنی جگہ لائق تحسین ہیں۔ نعت پر تحقیقی کام دنیا میں بھی عزت سے سرفراز کرتا ہے جبکہ آخرت میں بھی یقیناً قبول ہو گا۔

۱۰۔ روضۂ رسول پر حاضری کی تڑپ کسے نہیں لیکن اس سلسلے میں بے قراری کی بجائے راضی برضا ہوں اور جانتا ہوں کہ اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک بلاوا نہ آئے گا۔

۱۱۔ ان لمحات کے انتظار میں ہوں۔

۱۲۔ یہ دو مختلف رویے ہرگز نہیں۔ موضوع ضرور ہیں۔ تاہم نعت دونوں موضوعات سے عبارت ہے۔ صحابہ کرام کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ ہو جائے تو یہ بحث خود بخود سمجھ آجائے گی۔ ہمارا آج کا شاعر یوں سیرت کا موجد بن کر گنہگار ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ تو پہلے سے موجود ہے۔ تاہم مختلف ادوار میں کسی ایک موضوع پر زور ضرور رہا ہے۔ وہ لوگ جو جمال رسولؐ کی بات کرنے سے ڈرتے ہیں دراصل وہ مطالعہ قرآن و حدیث سے بے بہرہ ہیں۔ نعت گو شاعر کو سب سے پہلے قرآن مجید کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ وہ نعت کے ان بنیادی ماخذوں سے دور نہ ہو۔

۱۳۔ اس سلسلے میں اپنی کتب اردو میں "محمد ہی محمد" اور عربی میں "محمد رسول اللہ" پیش کر چکا ہے یہ دونوں کتب صنعت غیر منقوطہ میں ہیں۔ "حسن محمد" بھی شائع ہو چکی ہے جس میں حرف "الف" استعمال نہیں ہوا۔ عشق محمد اور لا نبی بعدی بھی میرے مجموعہ ہائے نعت ہیں۔ عربی فارسی اردو اور پنجابی نعت کا مزید نعتیہ کلام زیر ترتیب و اشاعت ہے۔ یہ

سب کچھ میں نے نہیں کیا یہ صرف ان کی عطا ہے وگرنہ من آنم کہ من دانم

۱۴۔ نعت گوئی اور نعت خوانی دونوں اعزاز ہیں جس کو جو حاصل ہو گیا اللہ کا کرم ہے۔ بہت اچھے ترنم کا دعویٰ نہیں بہر حال یہ سعادت حاصل ضرور ہے۔

۱۵۔ پانچ مجموعہ ہائے نعت شائع ہوئے ہیں جنہیں بغیر کسی ہدیے کے تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۶۔ نسل نو کے لئے بس یہی پیغام ہے کہ وہ ہر قسم کی فرقہ بندیوں اور تعصبات سے بالاتر ہو کر عشق رسول میں خود بھی سرشار ہو اور دوسروں کو بھی سرشار کرنے میں لگی رہے کیونکہ اس میں دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی مضمر ہے۔

اقبال ارشد (ملتان)

محمد اقبال ارشد (ب ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء) واپڈا میں پبلک ریلیشنز آفیسر کی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں۔ "فصیل و پرچم" ملی اور قومی شاعری پر مشتمل مجموعہ کلام ہے جس میں نعت و سلام بھی شامل ہیں۔ نیا مجموعہ کلام "خماسی" شائع ہو چکا ہے۔ پروفیسر حسین سحر اور پروفیسر عاصی کرنالی کے ساتھ مل کر ملتان میں فروغ نعت کے حوالے سے خاص کام کیا ہے۔ ریڈیو کے لئے ڈرامے بھی تحریر کئے ہیں جبکہ کئی تنقیدی مضامین اور کالم بھی شائع ہو چکے ہیں۔

۱۔ گھریلو ماحول کے باعث۔

۲۔ سرکار ابو طالب" "نثر' فارسی و عربی کے قدیم شعراء۔ اقبال' احمد رضا خان۔

۳۔ پیغام رسالت پناہ کی ترویج۔

۴۔ با محمدؐ ہوشیار

۵۔ عقیدت و عشق کی بات ہے۔ احترام کی بات ہے۔ میں آسانی سے نعت کہہ سکتا ہوں۔

۶۔ جدید نعت میں سراپا نگاری کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔

۷۔ یہ تجربے نئے ہیں اور حسین سحر ۱۹۶۰ء میں ماہنامہ السعید میں ان تجربات سے گذر چکے ہیں۔

۸۔ نعت ہمیشہ مقبول رہی ہے۔ کسی دور کا اس سے خاص تعلق نہیں۔

۹۔ اچھا ہے۔ مگر بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۰۔ اس کا جواب میرے آنسو دے سکتے ہیں۔

۱۱۔ خدا کرے یہ ہو۔

۱۲۔ دونوں ضروری ہیں۔

۱۳۔ میں نے نعت میں تاریخی واقعات رقم کئے ہیں۔

۱۴۔ کاش میری آواز اچھی ہوتی۔ اے کاش۔ لیکن میں تحت اللفظ میں یہ کمی پوری کر لیتا ہوں۔ پھر بھی کمی بہر حال کمی ہے۔

۱۵۔ جو ممکن ہوا ہے۔

۱۶۔ آں جناب رسول کریمؐ کی ذات گرامی ہی ہمارا مرکز و محور ہونی چاہیے۔ اسلام کی غایت بھی یہی ہے۔ جو رسولؐ سے الگ ہے وہ خدا سے الگ ہے۔ رسول مقبولؐ کی خوشنودی ہی اصل حیات ہے۔ اور یہ کیسے ممکن ہے؟ صرف اور صرف عشق رسولؐ سے۔

ڈاکٹر عبدالرحمان عبد (نیویارک)

ڈاکٹر عبدالرحمان عبد (پ ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء) آزاد کشمیر کے باشندے ہیں۔ میڈیکل ڈاکٹر ہیں اور نیویارک میں پریکٹس کرتے ہیں۔ کشمیری ہیں۔ اس لئے تحریک آزادی کشمیر کے سلسلے میں نیویارک میں کوشاں ہیں۔ اسلام کا درد قدرت نے خاص طور پر ودیعت کیا ہے۔ معروف معنوں میں شاعر نہیں ہیں البتہ ۱۹۸۶ء میں حج حرمین شریفین کے اعزاز سے سرفراز ہونے کے ساتھ ہی قدرت نے نعت گو شاعر بنا دیا۔ اگرچہ ذوق لطیف سے پہلے بھی بہرہ ور تھے۔ لیکن اس واقعے نے دل میں جو انقلاب پیدا کیا نعتیہ شاعری اسی کی دین ہے۔ "عرفان عبد" کے نام سے مجموعہ نعت شائع ہوا ہے جو غالباً" کینیڈا اور امریکہ میں اردو نعت کا پہلا شائع ہونے والا مجموعہ ہے۔ نعت کے حوالے سے آپ کے خیالات میں غیر ضروری جدیدیت در نہیں آئی کیونکہ عبد صاحب شاعری سے نعتیہ شاعری کی طرف نہیں آئے ہیں بلکہ براہ راست نعتیہ شاعری سے شاعری شروع کی ہے۔ اس لئے نعتیہ شاعری ہی کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ عقیدت، احترام، خلوص اور سادگی آپ کی لکھی ہوئی نعت میں بطور خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

۱۔ واللہ اعلم۔ اپنے تجربے کے مطابق یہ میرے لئے اس کی دین تھی۔ مسجد اور سنٹر آئیلنڈ نیویارک کی مذہبی تقاریب کے اہتمام کے سلسلے میں مجھے دوڑ دھوپ کرنی پڑتی تھی۔ نعتیہ اور نعت خواں حضرات کی تلاش رہتی تھی اور وہ ان دنوں نیویارک میں نایاب یا کم یاب تھے۔ اللہ رب العزت نے شاید اس کمی کو پورا کیا ہو؟ اول اشعار شاید یہ تھے

ہم کہاں اور سرور کونین کی عظمت کہاں ہو بیاں شان محمدؐ ہم میں یہ طاقت کہاں

۲۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی علیہ رحمتہ۔

۳،۴،۵۔ مربوط سوالات ہیں جن کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ نعت اور دیگر اردو شاعری میرے نزدیک دو بالکل مختلف عناصر ہیں۔ میں نعت کو عبادت سمجھتا ہوں اور باقی تمام شاعری اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ حمد، صوفیانہ کلام اور دیگر سبق آموز اور باپیام شاعری تو صحیح ہے مگر غزل عشقیہ شاعری 'گیت' گانے وغیرہ وقت کے زیاں کے ساتھ ساتھ شاید باعث گمراہی بھی ہیں۔ جس طرح عبادت سے پہلے وضو ایک شرط ہے اس طرح نعت کہنے سے پہلے شاعر کا سچا مسلمان ہونا اور باعمل ہونا ضروری ہے۔ بے دین اور بے نماز شاعر کی کہی ہوئی نعت تکنیکی لحاظ سے صحیح بھی ہو تب بھی اس میں وہ روح نہیں ملتی۔ میں نے غیر مسلم حضرات کے کہے ہوئے نعتیہ اشعار کی تعریف شعراء حضرات اور دیگر علماء کی زبانی سنی ہے۔ مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ تنگ بندی اور کھوکھلی بات مجھے اچھی نہیں لگی۔ (فیض یا غالب نے اگر کوئی نعتیہ شعر کہا بھی ہے تو مرے لئے بے معنی ہے)۔

۴۔ نعت گو حضرات کو تعظیم مصطفیٰؐ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ میں نے اپنے کلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کبھی "تو" "تیرا" "تیرا" تمہارا وغیرہ کا مخاطب کا طریقہ استعمال نہیں کیا اور یہی احتیاط میں دیگر شعراء کو بھی سکھانا چاہوں گا۔ پرانے اور استاد علماء شعراء نے ایسے الفاظ ضرور استعمال کئے ہیں۔ (مثلاً اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی علیہ رحمتہ نے بھی) مگر ہمیں اس طرز تخاطب سے گریز کرنا چاہیے۔

۵۔ تلوار کی تیز دھار پر چلنے والی بات درست ہے۔ شاعر کا سیرت النبیؐ سے واقف ہونا اور تاریخ اسلام اور تفسیر قرآن سے بہرہ ور ہونا لازمی ہے ورنہ اس کی بات عقائد اسلام کے منافی ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے اس علم کی انتہا نہیں اور اس سے واقف ہونے کے بھی درجے ہیں۔ شاعر (بلکہ اکثر شعرا) نعت برائے تبرک کہہ تو لیتے ہیں مگر افسوس صد افسوس کہ ان میں سے اکا دکا ہی عملاً صوم صلوٰۃ کو اہم اور فرض سمجھتا ہوں۔ میری مراد یہ نہیں کہ صرف شکل و شباہت سے مولوی ملا یا عالم نظر آنے والے کو ہی نعت کہنا چاہیے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ نعت کہنے والے کو اسلامی تعلیم میسر ہونی چاہیے اور یہ علم محض معلومات کی صورت میں نہیں بلکہ ایمان اور یقین کی صورت میں اس کے طرز زندگی سے عیاں ہونا چاہیے۔ ورنہ وہ غلط بیانی کر جائے گا اور یہ غلط بیانی بالعموم حضور کی شان کو کم اور محدود کر دے گی۔ یہ گستاخی ہے اور لاعلمی اور نادانی کا نتیجہ۔

۶۔ قدیم اور جدید نعت کی اصطلاحات کے بارے میں کوئی رائے نہیں رکھتا اور نہ ہی میں ان میں کوئی اہم تفریق کرتا ہوں۔ ترنم اور خوش الحانی عطیہ خدا ہے۔ میں ترنم سے نعت نہیں کہہ سکتا۔ مگر میں نے آج تک اس کو ایک کمی نہیں سمجھا۔ میرا محدود سا تجربہ یہ ہے کہ کسی نعت خوانی کی محفل میں اگر میری حاضری بھی ہو تو میں تحت اللفظ نعت سناتا ہوں تو لوگ بہت پسند فرماتے ہیں اور بالخصوص یہ بتاتے ہیں کہ اس طرز بیاں میں وہ بے ساختہ پن اور وہ جذبات نظر آتے جو شاید ترنم میں نہ آتے۔ بہرحال نعت اگر محبت اور جذبہ ایمان کے ساتھ پیش کی جائے تو اثر انداز ضرور ہوتی ہے چاہے وہ ترنم میں ہو یا نہ ہو۔

۱۵۔ فروغ نعت۔ میری پسند کا سوال ہے۔ اس پر مضمون پہ مضمون لکھنے کو جی چاہتا ہے۔ میں نے اس سلسلے میں الحمد للہ یہ کام کئے ہیں۔

ا۔ گو ہماری مسجد اور میں ہماری مروج زبان انگریزی ہے کیونکہ یہاں امریکی مسلمان، کالے مسلمان، عرب، ہندوستانی (اردو کے نہ جاننے والے) اور دیگر ترکی، البانیہ، یوگوسلاویہ یورپ وغیرہ کے ممالک کے مسلمان بھی اجتماع میں ہمیشہ ہوتے ہیں۔ اور ہمارے اکثر پروگرام انگریزی میں ہوتے ہیں اس کے باوجود قرات کے بعد اردو نعت کو میں نے ضروری حصہ بنا کر رکھا ہوا ہے۔ اکثریت نے ہمیشہ میری مخالفت اس بات پر کی ہے مگر میں نے اردو نعت ضرور پڑھوائی ہے۔ کوئی سمجھے نہ سمجھے۔ لطیفے کے طور پر بتا دوں کہ شروع شروع میں تو مجھ پر یہ قدغن لگانے کی کوشش کی گئی تھی کہ نعت انگریزی میں لکھ کر پڑھو تو ٹھیک ورنہ ناموزوں ہے مگر میں نے اپنی یہ روایت کو نہیں توڑا۔ اب ماشاء اللہ یہاں نعت خوانوں کا ہجوم رہتا ہے اور سب بلا اعتراض سنتے ہیں۔

ب۔ ہر سال الحمد للہ مسجد انور میں ربیع الاول میں نعتیہ مشاعرہ ہوتا ہے۔ جسے بین الاقوامی مشاعرے کی شکل دی جاتی

ہے۔ امریکہ میں شاید تمام مساجد کو اور اسلامی تنظیموں کو معلوم ہے کہ نعتیہ مشاعروں اور نعت خوانی کے مقابلوں وغیرہ کے لئے علم مجلس آف سٹیٹن آئینڈ (ہماری تنظیم) اور مسجد النور کو یہ حق حاصل ہے کہ انھوں نے اس کی امریکہ میں بنیاد رکھی اور انشاء اللہ وہی اس کو امریکہ بھر میں مروج کریں گے۔ یہ ہمارا کئی سال پہلے کا ارادہ تھا اور انشاء اللہ ہم اس پر کاربند رہیں گے۔ کوشش ہے کہ ہر سال چند نعت گو شعرا کو پاکستان ہندوستان سے مدعو کیا کریں اور ان کے ساتھ محافل کا اہتمام امریکہ کے تمام بڑے شہروں میں ہو (جیسا کہ دیگر مشاعروں میں کئی سالوں سے ہوتا آرہا ہے)۔

ج۔ امریکہ کینیڈا (شمالی امریکہ) سے شائع ہونے والا پہلا نعتیہ مجموعہ "عرفان عبد" مجھ ناچیز ہی کا ہے۔

د۔ طرحی مشاعروں میں بھی اکثر میں نعت ہی لکھ کر لے جاتا ہوں اور نعت ہی سناتا ہوں۔ طرح پر۔ کوشش یہی ہے کہ دیگر شعراء کو نعت گوئی کی طرف راغب کروں۔

۱۴۔ نسل نو کے لئے اور شعراء نسل نو کے لئے پیغام دینے کے قابل تو میں نہیں ہوں۔ مگر آپ نے چونکہ پوچھ ہی لیا ہے تو عرض کر دوں کہ "خنوری کو بہت قالیے سی۔ لیکن فضول بات سے ہم کو گریز کرنا ہے"۔ شعر کا بامقصد اور پاک خیال ہونا ضروری ہے ورنہ اس کا شمار لغویات میں ہے اور لغویات کے بارے میں اسلامی عقیدے سے کون واقف نہیں؟

ڈاکٹر محمد امین (ملتان)

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین (پ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۷ء) ساہیوال کے رہنے والے ہیں آج کل گورنمنٹ کالج سول لائنز ملتان میں پڑھا رہے ہیں۔ فلسفہ' ادب' عروض' تنقید آپ کے خاص موضوع ہیں۔ "اشارات فلسفہ" "ہائیکو" "برگ صدا" (مجید امجد کی غزلیں) اردو میں "ہائیکو نگاری" "آسان عروض" "ہائیکو ایک مطالعہ" "زرد پھولوں کی خوشبو" (جاپانی شاعری کے تراجم) کے علاوہ بھی کئی ایک کتب شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں آپ کے خیالات منظر عام پر آچکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نثر کے متنوع مضامین کے ساتھ ساتھ شعر بھی کہتے ہیں۔ نعت میں ان کا ایک اہم حوالہ بنتا ہے۔ جبکہ ابھی تک نعت کے حوالے سے ان کا کوئی مجموعہ طبع نہیں ہوا لیکن نعتیہ کلام عام طور پر شائع ہوتا رہتا ہے۔ آپ کے علمی کارنامے حوالے کے طور پر اور نہایت معتبر انداز میں دیکھے جاتے ہیں۔

۱۔ دینی محرکات۔ البتہ ملتان کے نعتیہ ماحول نے نعت کہنے کی تحریک دی۔

۲۔ نعت کے تمام شعراء اچھے لگتے ہیں۔

۳۔ عقیدت کے ساتھ ادب و احترام لازمی ہے۔ نعت کو غزل سے مختلف ہونا چاہیے۔

۴۔ سیرت مصطفے۔ ادب و احترام۔

۵۔ میں نے اپنی نعت کو غزل بننے سے بچانے کی کوشش کی ہے اور ادب کو بہتر طور پر ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

۶۔ جدید نعت میں ہیئت کا فرق نمایاں ہے۔ خیالات میں بھی تبدیلی ہے۔ مثلاً جدید زندگی کے مسائل کا تذکرہ ہے یا جدید تحقیقات کی روشنی میں مسائل کی جو نئی تفہیم ہوئی ہے اسے بھی بعض شعراء نے حوالہ بنایا ہے۔

۷۔ کسی بھی ہیئت میں نعت لکھی جاسکتی ہے۔ یہ تو کہنے والے کے مزاج اور رویے پر منحصر ہے کہ وہ کس ہیئت کا انتخاب کرتا ہے۔
۸۔ یہ درست ہے کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں بطور خاص نعت کو فروغ حاصل ہوا۔
۹۔ اس سے نعت کی فنی' فکری اور دینی اہمیت اجاگر ہوئی ہے۔
۱۰۔ ہمیشہ ہی تمنا رہی ہے۔
۱۱۔ ابھی نہیں۔ دعا کریں کہ مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہو۔
۱۲۔ اعتدال بہتر ہے مگر میں سیرت رسولؐ کے موضوع کو زیادہ مناسب کہتا ہوں۔
۱۳۔ میں نے اس سلسلے میں کوئی خاص کام نہیں کیا۔
۱۴۔ میں نے کبھی نعت ترنم سے نہیں پڑھی۔ البتہ ترنم سے پڑھنے اور سننے سے لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ نعت خوانی مسلم ثقافت کا حصہ ہے۔
۱۵۔ کوئی خاص خدمت سرانجام نہیں دی۔
۱۶۔ عشق رسولؐ نجات اخروی کے علاوہ تزکیہ نفس اور اصلاح معاشرہ کا موثر ذریعہ ہے۔

مسعودہ خانم لدھیانوی (کراچی)

مسعودہ خانم لدھیانوی کو بچپن سے ہی نعت سرائی کا شوق تھا۔ اس ذوق کی آبیاری میں والدہ ماجدہ کا خاص طور پر حصہ ہے۔ مسعودہ خانم کا مختصر مجموعہ نعت "ابر رحمت" شائع ہو چکا ہے۔ جس میں محافل نعت کی ضروریات اور تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نعتیہ کلام شائع کیا گیا ہے۔

۱۔ والدہ صاحبہ کی تربیت کے نتیجے میں نعت کی طرف میلان ہوا۔
۲۔ اقبال' اکبر وارثی اور اعظم امرتسری سے متاثر ہوں۔
۳۔ نعت شریف تعریف و توصیف بھی ہے اور اس سے بالا بھی ہے۔ ذریعہ نجات بھی ہو جاتی ہے اور ذریعہ عبادت بھی۔
۴۔ نعت گو کے لئے لازم ہے کہ لکھنے سے قبل اپنا جائزہ لے کہ وہ کیا سوچ رہا ہے کیا لکھنا چاہتا ہے اور کس طرح لکھے گا۔ زبان کو جھوٹ سے پاک رکھے' باوضو رہنے کی کوشش کرے۔ نہ معلوم اللہ پاک کس وقت اپنے بندے کے ذہن میں کوئی انمول موتی یعنی جو اس کی سوچ سے بھی ماورا ہو ڈال دے۔ اللھم اعنا علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک۔ آمین
۶۔ لکھنے والے کے لئے جذبہ وہی ہے' نعت وہی ہے صرف اور صرف پیراہن بدلا ہے۔ یعنی انداز بیاں اور ہے۔

۷۔ چل گیا ہے یہ قلم اور بن گئے کیا کیا حروف — نعت لکھنی تھی مجھے لکھتی گئی لکھتی گئی

۸۔ نسیم واثق مرحوم کے عہد میں [illegible] نعت کی [illegible] ہوئی۔ اب [illegible] تیار ہو رہی ہے۔

۱۰۔ شوق کے ابتدائی دور میں۔ ۱۹۳۵ء میں پہلا جذبہ پیش کیا وہ یہ تھا۔

[illegible] — حجاب میں ہم حال دل اپنا بھی سنا لیں

[illegible] — اس نگری و عولے سے نہ پیدا ہوں گے

۱۱۔ [illegible] میں پہنچ [illegible] پا ہے۔ میں پر امید ہوں۔ گو سعادت تو ابھی تک حاصل نہ ہو سکی اکثر خیال میں [illegible] کی رو میں بہہ کر نعت پڑھتے ہوئے سبز گنبد کا تصور پیش نظر ہو تو [illegible] ہوگی تو احساسات بیان سے باہر ہوں گے وہ دن جلد [illegible]۔

۱۲۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] میں حق جب تک جس [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم پیش نظر اور سیرت پاک [illegible] نعت شریف مکمل ہو سکتی ہے۔

۱۳۔ (مجھے [illegible] شعور [illegible] میں نعت [illegible]) میں نے تو ابھی کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ اللہ پاک اپنے پیارے محبوب کی شان [illegible] اپنی رحمت کے صدقے میں۔ آمین

۱۴۔ نعت گوئی [illegible] ہے۔ اللہ پاک کے فضل و کرم سے جو بھی جیسے بھی [illegible] نعت شریف [illegible] میں جان پڑ جاتی ہے۔

۱۶۔ [illegible] عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع دلوں میں روشن [illegible] سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو جائیں گے۔ خلفائے راشدین [illegible] کی [illegible] بزرگان دین کے اصولوں [illegible] لازم ہے۔ اہل بیت کی قربانی و ایثار کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی کی منزلیں طے کرتے جائیں۔ انشاء اللہ زندگی کے سفر کی اونچ نیچ ختم ہو جائیں گی۔ اصولوں پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنی منزل مقصود کو پا سکتا ہے۔ ورنہ بقول اقبال

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے "غافل مسلمانو"

مسز طلعت سلیم (برمنگھم)

[illegible] یورپ میں [illegible] نعت کے حوالے سے کام کر رہی ہیں۔ نعت لکھتی ہیں اور نعت کو ادب کی آبرو اور علم کا تاج تصور کرتی ہیں۔ [illegible] اور [illegible] نعتیں لکھی ہیں۔ نعت میں مدینہ منورہ سے دوری، گنبد خضری کے نظارے اور سیرت پاک کے مضامین [illegible] ہیں۔ [illegible] نعت کے سلسلے میں آپ کی تڑپ کا یہ عالم ہے کہ "اوج" کے "نعت نمبر" کے سلسلے میں انہوں نے [illegible] یورپ کے بہت [illegible] کو قائل کر کے انہیں "نعت نمبر" کے لئے لکھنے پر مائل کیا لیکن یہ الگ بات ہے کہ نعت کا [illegible] نہیں [illegible] وقت [illegible] کی سعادت حاصل کر سکیں۔

۱۔ آقا و مولا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت آپ کا خیال آپ کی یاد یوں لگتا ہے بچپن ہی سے دل میں جاگزیں رہی ہے۔ میں اسکول کے زمانے ہی سے بچوں کے رسالوں میں کہانیاں' نظمیں لکھا کرتی تھی۔ سب سے پہلی نعت "بچوں کی دنیا" کے لکھی مطلع تھا۔

جہاں بھر کے ہادی ہمارے محمدؐ ہمیں جان و دل سے ہیں پیارے محمدؐ

۲۔ میں سب کا نعتیہ کلام بڑے شوق سے پڑھتی ہوں۔

۳۔ میں نعت گوئی کو اللہ کی طرف سے ایک بیش بہا سعادت اور بہت بڑی نعمت سمجھتی ہوں۔ نعت سننے' پڑھنے سے ہم ایک خاص کیفیت سے محظوظ ہوتے ہیں جو وجہ سکون ہونے کے ساتھ ساتھ اصلاح احوال اور تطہیر قلب کا ذریعہ بنتی ہے۔ نعت دل کی گہرائیوں سے پھوٹنے والا نغمہ ہے۔ سچا اور اثر آفریں' جو دلوں کو مسرت' طمانیت اور کیف و سرور بخشتا ہے۔

۴۔ نعت میں آپ کی ذات و صفات کے بیان میں حد درجہ محتاط رہنا ضروری ہے۔

۵۔ اپنی سمجھ کے مطابق دیکھتی ہوں کہ کسی شعر' لفظ یا خیال سے ایسا مطلب تو نہیں نکلتا یا شائبہ تو نہیں پیدا ہوتا جس سے بات کفر و شرک تک جا پہنچتی ہو۔

۶۔ جیسے غزل میں مضامین کے حوالے سے قدیم و جدید کی واضح تفریق ہوتی ہے اسی طرح نعت میں مشکل ہے۔ ہیئت کے اعتبار سے معریٰ و آزاد نظم اور ہائیکو کی صورت میں کہی جانے والی نعت جدید نعت ہوگی۔

۷۔ نعت میں نئے شعری تجربوں سے اس صنف سخن کا دامن وسیع ہو رہا ہے۔ (البتہ نثری نظم مجھے متاثر نہیں کرتی)

۸۔ بے شک دور حاضر نعت کا دور ہے جو مقبولیت نعت کو آج حاصل ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ ایسا ضیاء الحق کے دور میں ہوا۔ دیکھیے کتنے نعتیہ مجموعے شائع ہوئے۔ ادبی رسالوں میں بطور خاص حمد و نعت کا اہتمام ہونے لگا ہے۔ کئی لوگوں کا خیال ہے کہ ذاتی منفعت اور فیشن بلکہ بھیڑ چال میں لوگ نعت گوئی و نعت خوانی کی طرف مائل ہو رہے ہیں میں تو سمجھتی ہوں یہ عہد نو کا آشوب ہے ---- بے سکونی ہے' پریشان حالی ہے جو انسانوں کو انفرادی و اجتماعی تسکین' روحانی کیف و سرور کی چاہ میں اپنے ہادی و مہدی کی طرف کھینچتی چلی جا رہی ہے۔

۱۰۔ یہ کس مسلمان کی خواہش نہیں۔

۱۱۔ کاش ! اس سعادت سے بہرہ ور ہوئی ہوتی۔

۱۲۔ دونوں ہی موضوع ضروری ہیں۔

۱۳۔ میں نئے تجربے یا نیا کام کیا کرتی۔ اپنے دلی احساسات و جذبات کو نعت کے قالب میں' مروجہ انداز ہی میں ڈھالنے کی کامیاب کوشش کرلوں تو بہت ہے۔

۱۴۔ دونوں اللہ کی عطا کردہ نعمتیں ہیں۔ میں تحت اللفظ ہی پڑھتی ہوں اور ترنم سے نہ پڑھ سکنے کا ملال دل میں نہیں۔ جو اللہ نے بخش دیا وہی بہت ہے۔

۱۵۔ کچھ کیا ہو تو لکھوں۔

۱۶۔ دل کی تسکین اور اپنے اندر کی خوشی کے لئے ----- ہر سو تن من جلاتی حد نو کی کڑی دھوپ کے درمیان ٹھنڈے فرحت بخش سائے کے لئے ----- اپنے آپ مطمئن رکھنے اور اپنے آس پاس اطمینان کا اجالا پھیلانے کے لئے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو حرز جاں بنا کر اسوہ حسنہ کو اپنا راہبر بنا لیجئے۔

نفیس القادری (کراچی)

نفیس القادری کراچی کے نعت خواں اور نعت گو شاعر ہیں۔ کراچی میں فروغ نعت کے سلسلے میں متحرک ہیں۔ "لوح نفیس" اور "نعت نفیس" کے نام سے مجموعہ ہائے نعت طبع ہو چکے ہیں جبکہ "روح نفیس" کے نام سے مجموعہ کلام زیر طبع ہے۔

۱۔ غیر منقسم ہند میں اودھ ادب و شعری و سخن کا مرکز تھا' چنانچہ میرا کل خانوادہ بھی اس کا دلدادہ تھا اور اسی تاثر سے میں پاکستان آ کر پہلے تو نعت خواں بنا اور جلد ہی فیض محبت سے نعت خوانی نعت گوئی میں تبدیل ہو گئی۔ پہلی نعتوں کے شعر ملاحظہ ہوں:

جب شہ حسن جھلک اپنی دکھا دیتے ہیں ۔۔۔ جلوہ گاہوں کو بھی آئینہ بنا دیتے ہیں
جس آپ کا لالہ زاروں میں چمکا ۔۔۔ بہاروں کا جلوہ بہاروں میں چمکا
سوچ زن ہے کچھ ایسی آبجو مدینے میں ۔۔۔ پانچوں وقت رہتا ہوں باوضو مدینے میں
جو اک سلام عقیدت' قبول ہو جائے ۔۔۔ سلامتی دو عالم حصول ہو جائے
سیر طیبہ سے' دل جو بھر جائے ۔۔۔ طور کی سمت' کیا نظر جائے

۲۔ حضرات قدما' ملا جامی' امیر مینائی' بیدم شاہ وارثی' حسن رضا خاں بریلوی' موجودہ حضرات میں شاہ انصار الہ آبادی' قمر انجم' خالد محمود' شمس نظامی اور ستار نیازی۔

۳۔ محمد میں خدا جلوہ نما معلوم ہوتا ہے ۔۔۔ سراپا آپ کا نور خدا معلوم ہوتا ہے

۴۔ عام شاہراہ اور افکار سے بلند و بالا ہونی چاہیے' حضور علیہ السلام خدا نہیں مگر کبھی بھی خدا سے جدا نہیں۔

آئینہ بنا کے قد آدم ۔۔۔ دیکھا ہے خدا نے اپنا عالم

۵۔ حضور علیہ السلام علم و عقل و گمان و وہم سے وراء الورا ہیں' وہاں نہ الفاظ کی رسائی ہے نہ فکر کا گزر لیکن شان الوہیت ضرور ذہن نشین ہونی چاہیے تاکہ وحدت و رسالت کا فرق باقی رہے۔

۶۔ قرآن عظیم نے جو ایک لفظ "قل" میں حضور علیہ السلام کی مدح فرمائی ہے وہ کبھی بھی کسی انسان سے ممکن نہیں' لیکن بیاں و زبان و فکر میں جدت' اہل علم کا حق علم ہے۔ بار بار دھرائی ہوئی باتیں' عدم دلچسپی ہی نہیں بلکہ وسعت فضائل کے معانی' جدید' لذیذ' سے' اذہان کیف ہوتے ہیں اور یہی نعت کی پر کیف وسعت ہے۔

۷۔ خطائے بزرگاں گرفتن خطا است' جن حضرات نے غرق بحر العلوم ہو کر' ساحل مراد حاصل کیا وہ بارگاہ احدیت

میں بھی مقبول ہیں اور تا قیامت رہیں گے انشاء اللہ اور نعت گوئی بالخصوص پایان علوم کا نام ہے اور ہم جیسے جو علم و ادب کی ابجد سے بھی آگاہ نہیں' برینائے جدت طرازی اپنے کو ان حضرات سے بہتر تصور کریں تو یہ جہل مرکب کے مترادف ہے۔ یا سعدی و انوری و فردوسی کو روایتی سمجھیں تو ہم سے خدا ہی سمجھے۔

۸۔ نعت شریف کی قدامت از روئے کلام اللہ مسلم ہے۔ لیکن موجودہ مشاہدات کے تحت یا فروغ نعتیہ کے تحت جناب ضیاء الحق مرحوم و مغفور کا نام ضرور آئے گا' اللہ ان پر مزید رحمت فرمائے۔ آمین۔

۹۔ تحقیق و تنقید میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ تحقیق' حق نعت و علم ہے' تنقید اعتراض کا پہلو بھی رکھتی ہے۔ اور نعت پر تنقید حمد پر تصور کی جائے گی۔

۱۰۔ فکر نعت تو کجا' اس لفظ ہی کو سن کر قلب ماہی بے آب ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ اس کا شکر و احسان ہے کہ اس سعادت کبریٰ سے مسعود ہوا اور بہ قیادت حضرت شاہ انصار الہ آبادی' جس پر تا زندگی فخر و ناز رہے گا۔

۱۲۔ جس' جدیات' چشم و دل کی بیدار و سدا بہار ہونے کا شرف بخشتا ہے اور سیرت طیبہ احساسات عمل کی آئینہ دار ہے۔ اصلی مسلمان کے لئے ہر دو پہلو' جوہر ایمان وایقان ہیں اور نسلی مسلمان کے لئے ہر دو میں سے ایک ہی کافی ہے۔

۱۳۔ نعت گوئی خاق ہے نعت خوانی خلوق اور مخلوق' خالق کے گرد پا کو نہیں پہنچ سکتی۔

۱۴۔ اللہ جل جلالہ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے مجھ جیسے بدترین خلق کو اپنے محبوب کا مداح ہونے کا شرف بخشا۔ لہذا عزیزان وطن! جو ہاتھ اللہ کے حضور میں بلند ہو' اسے غیر اللہ کی خدمت میں ہرگز نہ بلند ہونا چاہیے۔

اشفاق احمد شوق پونوی (کراچی)

اشفاق احمد شوق پونوی کراچی کے نعت گو اور نعت خواں ہیں۔ عقیدت و احترام کے ساتھ دربار رسالتماب میں ہدیہ نعت پیش کرتے ہیں۔

۱۔ مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے جاتا تو وہاں نعت سے نہایت لطف اندوز ہوتا تا آنکہ خود پڑھنے لگا' اور اہل محبت مجھے آواز کی داد دینے لگے۔ اس شوق نے ایسا اثر کیا کہ ہمہ وقت گنگناتے گنگناتے شعر موزوں ہونے لگے چنانچہ پہلی نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

ہم سے عاصی کا پاسباں' ایسا اس زمیں پر اور آسماں' ایسا !
دین کو عمر جاوداں بخشی جان عالم کا جان جاں' ایسا !
شب اسریٰ پہنچ گئے سرکار لامکاں بن گیا مکاں ایسا

۲۔ قدما میں' حضرت جامی' حضرت محسن کاکوروی' حضرت امیر مینائی اور شاہ بیدم وارثی دور حاضر میں شاہ انصار الہ آبادی' جناب قمر انجم' جناب ادیب رائے پوری' جناب خالد محمود' جناب نفیس القادری اور جناب مستقیم خاں۔

۳۔ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

۴۔ ادب و احترام اور ایسی مدح کہ مدح محبوب خدا متصور ہو۔

۵۔ کونین کی ہر چیز سے زیادہ مدح ہو' لیکن شرک و توحید کا فرق واضح رہے۔

۶۔ قرآنی نعت تو قدیم در قدیم ہی ہے اور وہی اصل نعت ہے اسے تجدیدت و انداز ادا' و شیوہ بیانی میں یقیناً" تازگی و جدت ہونی چاہیے تاکہ نعت میں جاذبیت پیدا ہو سکے۔

۷۔ نعت شریف کے لئے جو بحور و رمیں اہل علم نے متعین فرمائی ہیں وہ مترنم و اثر انداز بھی ہیں' ہاں! جاپان جائیں گے تو ہائیکو پر ضرور غور کریں گے۔

۸۔ نعت حضور علیہ السلام مسلمان تو کیا' ہر ذی روح کا فطری حق ہے لیکن اس اشارہ ضیابار میں بڑی حد تک تاریخی صداقت جلوہ گر ہے۔

۱۰۔ نعت کہتا ہوں یا سنتا ہوں تو مجبوری کا احساس تڑپ دیتا ہے' دل بھر آتا ہے۔ انتظار میں ہوں کہ کب بلاوا آتا ہے۔

۲۔ سرکار علیہ السلام کی سیرت و صورت دونوں ضروری ہیں۔

نقش مظفر (حیدر آباد)

نقش مظفر حیدر آباد کے رہنے والے خوش فکر شاعر ہیں۔ نعت گوئی کی صلاحیتوں سے بھی مالا مال ہیں۔

۱۔ ہمارا گھرانا تقریباً" مذہبی گھرانا ہے لیکن میں قدرے مذہب سے کچھ دور تھا اور شعر کہنے کا ذوق رکھتا تھا۔ ایک دن ہمارے ایک دوست جو خود بھی شاعر تھے ایک دعوت نامہ لے کر آئے اور کہا کہ اگر تم اس مشاعرے میں چلو تو جانوں دعوت نامہ کھول کر دیکھا تو وہ ایک طرحی نعتیہ مشاعرہ کا دعوت نامہ تھا مصرع طرح پر نعت کہی اور سرکار دو عالم کے کرم سے یہ نعت مقبول ہوئی اس طرح میں نے نعت کہنا شروع کی بعد میں یہ رجحان پختہ ہو گیا اور آج تک کہہ رہا ہوں اس نعت کے شعر لکھ رہا ہوں۔

حساب شافع محشر وہی دیکھیں گے محشر میں	مدینے کا سفر تحریر ہے جن کے مقدر میں
وہ کلمہ زندگی بن کر اتر جاتا ہے پتھر میں	پڑھا تھا حضرت آدم نے جس کو شوق بے حد سے

۲۔ میں کسی نعت گو شاعر سے متاثر نہیں ہوں اگر پسند کے لئے سوال کیا جاتا ہے تو میں قدیم شعراء میں قدسی' جامی' اور جدید شعرا میں عزیز کی اور سرداد لکھنوی' ادیب رائے پوری' حفیظ تائب' حنیف اسعدی کا نام لیتا۔

۳۔ نعت میں ایک بات کا نہیں تو لازمی ہے کہ سرکارؐ کے حوالے سے سرکار کو چاند' سورج' ستارہ' پھول یا کسی ایسی ہی علامت سے مماثلت نہ دی جائے کیونکہ یہ ساری چیزیں سرکار کے قدموں کی برکت کا نتیجہ ہیں۔

۵۔ میری نعت کا ایک مطلع ہے

تیغ کے سائے میں لگتا ہے   نعت کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے

۷۔ جہاں تک نظم معریٰ، نظم آزاد، نثری نظم، ہائیکو، ثلاثی، مسدس، مخمس، مسمط، قطعہ بند نظم، مثنوی کا تعلق ہے تو میں نے ان تمام اصناف میں طبع آزمائی کی ہے لیکن نعت کے لئے غزل کی ہیئت ہی مجھے زیادہ خوبصورت بنا دیتی ہے ویسے اظہار عقیدت کے لئے ہر طریقہ بہتر طریقہ ہے۔

۸۔ نعت گوئی کے لئے ہر دور نعت کا دور رہا ہے۔

۹۔ نعت چاہے کسی کی بھی ہو، اس پر تنقید کرنا دوزخ کے لئے ایندھن فراہم کرنا ہے لہٰذا اس سے گریز ہی بہتر ہے۔ رہا تحقیق کا مسئلہ تو تحقیق نے ایسے پڑھنے والوں کو ایسے بے شمار ناموں سے روشناس کرایا ہے جو ہماری آنکھوں سے اوجھل تھے۔

۱۰۔ میرے دل میں روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا اس وقت پیدا ہوئی جب میں رسولؐ اکرم کی طرف راغب ہوا اور یہ تمنا اب تک جوں کی توں ہے میں اس تمنا کو اس وقت بہت شدت سے محسوس کرتا ہوں جب حج کے ایام آتے ہیں اور یہ تمنا اس وقت [illegible] میرے دوستوں عزیزوں [illegible] کے قافلے زیارت کا شرف حاصل کر کے واپس آتے ہیں۔

۱۱۔ میں ابھی تک روضہ رسولؐ پر حاضری سے محروم رہا ہوں۔

۱۲۔ نعت میں جہاں لوگوں نے [illegible] کی صورت [illegible] وہاں [illegible] سیرت مبارکہ کے حوالے سے بھی بہت کچھ کہنے کی کوشش کی ہے۔ میرے [illegible] سیرت [illegible] اور سیرت [illegible]

۱۳۔ نعت میں کوئی نیا کام کیا ہو سکتا ہے۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں بہ ہر صورت فرق تو ہے لیکن دونوں ہی قرب رسولؐ کی سعادت حاصل کرنے کی تگ و دو میں رواں دواں ہیں پروردگار دونوں کی مراد پوری کرے۔ میں نعت کہتا ہوں لیکن ترنم کی دولت سے محروم ہوں۔

۱۶۔ مجھے قدرت نے شاعر رسول بنایا ہے یہ قدرت کا مجھ پر احسان عظیم ہے یہ ایک نعمت خاص تھی جو قدرت نے مجھے عطا کی۔ اس کا میں جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ نسل نو کو چاہیے کہ وہ لادینی عناصر سے گریز کرے۔ آپؐ کی خوشنودی حاصل کرے۔ پیروی رسولؐ میں اپنی زندگی کے دن گزارے۔

متین فکری (راولپنڈی)

متین فکری (پ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۱ء) راولپنڈی کے ادیب شاعر اور صحافی ہیں۔ آپ معروف اخبار "جنگ" کے ڈاک ایڈیشن کے انچارج اور سینئر سب ایڈیٹر ہیں۔ نظم، غزل، انشائیہ اور طنز و مزاح کے ساتھ ساتھ نعت بھی لکھتے ہیں۔ نعت کے حوالے سے آپ کی سوچ سیرت رسول کے مختلف اور متنوع پہلوؤں کے گرد گھومتی ہے۔

۱۔ نعت گوئی کے بنیادی محرک تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا روحانی جذبہ تھا۔ شعور کی آنکھ

کھولی تو سب سے پہلے یہی بات کان میں پڑی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر اللہ کی محبت بھی بے کار ہے۔ رب کائنات کا ادراک اللہ کے نبیؐ نے ہی بخشا ہے۔ سیرت پاک کے مطالعے نے یہ نقش اور گہرا کر دیا اور دل اللہ کے رسولؐ کی محبت سے سرشار ہو گیا جب بھی کوئی نعت کہی وہ دل کے اندر سے ایک چشمے کی طرح پھوٹی اور جسم و جان کو شرابور کر گئی۔

۳۔۴ نعت کا میدان بہت وسیع ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نعت کہتے ہوئے اگر حضور پاکؐ سے ہم کلامی کی کیفیت پیدا نہ ہو تو نعت بے جان ہو جاتی ہے۔ نعت دربار رسالت میں قصیدہ بھی ہے' مناجات بھی ہے' داد بھی ہے' فریاد بھی ہے' اس میں بے خودی بھی ہے' ہوشیاری بھی ہے' احتیاط بھی ہے' وارفتگی بھی ہے۔ نعت گو جب کوئی نعت کہتا ہے تو در حقیقت وہ خود کو دربار رسالتؐ میں کھڑا پاتا ہے۔ دربار رسالت کے آداب برقرار رکھنا اور کمال احتیاط و ادب کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کرنا نعت گوئی کا کمال ہے۔ یہ مقولہ کہ نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے۔ حقیقت میں اسی احتیاط و ادب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس شاعر کا مطالعہ سیرتؐ جتنا گہرا ہو گا اتنا ہی وہ نعت گوئی سے بھی انصاف کر سکے گا۔

۷۔۶ جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات ایسے ہی ہیں جیسے ہم جدید غزل اور قدیم غزل کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ نعت کا معروف پیٹرن بھی چونکہ غزل ہی کا ہے اس لئے روایتی اور قدیم غزل میں جو تبدیلی آئی ہے وہی نعت پر بھی اثر انداز ہوئی ہے اور جدید حسیت نے نعت کو زیادہ بامعنی اور اثر انگیز بنا دیا ہے۔ تاہم نعت میں معریٰ نظم' نثری نظم اور ہائیکو کی صورت میں نئے شعری تجربات بھی قابل قدر ہیں اور یہ تجربات جاری رہنے چاہئیں۔ نعت جھیل کے ٹھہرے ہوئے پانی کی مانند نہیں۔ یہ بہتے ہوئے دریا اور پھوٹتے ہوئے چشموں کی طرح ہے اور اس میں ندرت افکار بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ نعت میں حیات و کائنات کے مسائل کو سیرت پاکؐ کی روشنی میں بیان کیا جا سکتا ہے اور حضورؐ سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ موضوعات اتنے وسیع اور متنوع ہیں کہ نعت کا روایتی پیٹرن اس کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ جو شعری تجربے نظم کی مختلف ہیئتوں میں ہو رہے ہیں انہیں نعت میں بھی آزمایا جانا چاہیے۔ راقم الحروف نے بھی یہ تجربہ کیا ہے اور اس میں زیادہ جذب و کیف محسوس کیا ہے۔

۱۰۔ نعت لکھتے ہوئے روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا تو ایک طرف' حضوری کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو سارا کلام بے اثر رہتا ہے۔ رہا روضہ رسولؐ پر حاضری کا معاملہ تو یہ ہر مسلمان کی دلی تمنا ہے۔ یہ تمنا کبھی کبھی اضطراب میں بھی بدل جاتی ہے۔

۱۲۔ نعت میں جمال مصطفیٰ اور سیرت رسول بلاشبہ دو مختلف رویے ہیں۔ زیادہ مناسب یہی ہے کہ سیرت رسولؐ کے حوالے سے عہد حاضر کے مسائل کا ادراک حاصل کیا جائے۔ جمال مصطفیٰ کے بیان میں ذرا سی بھی بے احتیاطی سوء ادب کے زمرے میں آتی ہے اور بعض نعت گو شعراء یہ احتیاط ملحوظ نہیں رکھ پاتے۔

حسین سحر (ملتان)

پروفیسر خادم حسین سحر (پ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء) جالندھر ضلع فیروزپور سے ہجرت کر کے ملتان آئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو اور فارسی، بہاء الدین زکریا ملتان یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات اور ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ زکریا یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ ملتان کے ایک کالج میں بطور پرنسپل تعلیمی خدمات دے رہے ہیں۔ علم و ادب سے رشتہ خاصا پرانا ہے۔ نظم و نثر اور تنقید و تراجم سب پر لکھتے ہیں۔ اردو نعت کا مجموعہ "تقدیس" اور پنجابی کا مجموعہ "دو شک واواں" شائع ہو چکے ہیں۔ سحر کی شخصیت میں خوش مزاجی اور انکساری موجود ہے۔ نعت میں ان کی ہیئت اور مضامین دونوں میں تنوع ہے۔ نعت کے مروج مضامین آپ کے ہاں ملتے ہیں۔ فکر کی پختگی اور اسلوب کی تازہ کاری نعت میں بھی موجود ہے۔ کہیں عقیدت اور ادب کہیں بھی عدم نہیں ہوتا۔

۱۔ گھر کا ماحول دینی تھا۔

۲۔ نعت میں محسن کاکوروی اور ظفر علی خاں سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت سب سے نازک صنفِ سخن ہے کہ اس کا موضوع محبوبِ خدا کی ذات و صفات ہے۔

۴۔ نعت گو شاعر کو حیات میں افراط و تفریط سے بچ کر حدِ ادب کا خیال رکھنا چاہیے۔

۵۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اپنی نعتیہ شاعری میں پوری طرح اس احتیاط کا دامن تھامے رکھوں۔

۶۔ جدید نعت میں افکار و خیالات نئی اور دور رس ہونے کی وجہ سے زور دیا جاتا ہے۔

۷۔ میں ان تحریکات کو ادب کے لیے مفید سمجھتا ہوں۔ چنانچہ خود میں نے بھی اس سلسلے میں کئی تجربے کیے ہیں۔

۸۔ دورِ حاضر واقعی نعت کا دور ہے۔

۹۔ ابھی اس سلسلے میں کافی کام کی ضرورت ہے۔

۱۰۔ محبوبؐ کے در پر حاضری کی تمنا ہر عاشق کے دل کی تمنا ہے۔

۱۱۔ الحمد للہ مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی ہے لیکن وہاں پہنچ کر جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ حاضری کے بعد ضبط کی کیفیت الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔

۱۲۔ نعت میں حقائق محبت اور اطاعتِ رسولؐ ان دونوں رویوں میں ایک اعتدال کا قائل ہوں۔

۱۳۔ میں نے آزاد نظم اور ہائیکو کی ہیئت میں متعدد نعتیں کہی ہیں۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں واضح فرق ہے۔ میں نعت خوانی کی سعادت سے محروم ہوں لیکن اس محرومی کو زیادہ محسوس بھی نہیں کرتا کیونکہ اس معاملے میں "میں تنہا بھی نہیں۔"

۱۵۔ ملتان میں نعتیہ مشاعروں کے فروغ اور نعتیہ ادب کی اشاعت میں میرا بھی حصہ ہے۔

۱۶۔ نسلِ نو کو چاہیے کہ ذکرِ نبیؐ کی روشنی سے اپنے قلب و ذہن کو منور کرے۔

ساقی گجراتی (لاہور)

مختار احمد ساقی گجراتی (پ ۱۵ نومبر ۱۹۴۵ء) کا تعلق شعبۂ تعلیم سے ہے۔ ان دنوں لاہور کے ایک مقامی سکول میں تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اردو اور پنجابی میں نظم اور نعت لکھتے ہیں۔ نعت سے ذوق کا عالم یہ ہے کہ سب سے پہلے "زادِ عقبیٰ" کے نام سے اردو نعتوں پر مشتمل مجموعہ نعت شائع کرا چکے ہیں۔ "زادِ عقبیٰ" کے بارے میں ڈاکٹر تحسین فراقی نے لکھا ہے۔ "ساقی کا زیرِ نظر نعتیہ مجموعہ سوز و گداز' ایمان' یقین' سپردگی اور سیرت نگاری کے تاثر آفریں عناصر سے مرتب ہوا ہے۔ سلاست اور سہولت اظہار ان نعتوں کا خاص امتیاز ہے اور اس سے زبان پر شاعر کی قدرت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔"

ساقی گجراتی کے اس اولین شعری مجموعہ سے جو نعت پر مشتمل ہے اس کے جذبۂ عشقِ رسول کی گواہی ملتی ہے اور یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ نعت میں ان کا یہ شغف اور انہماک انہیں جہانِ نعت میں نئی منزلوں سے آشنا کرتا رہے گا۔

۱۔ گھریلو ماحول مکمل طور پر دینی ہونے کی وجہ سے پرورش بھی اسی ماحول میں ہوئی۔ مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۵۹ء میں جب طبیعت شعر گوئی کی طرف مائل ہوئی تو چند ہی چیزیں لکھنے کے بعد برادر بزرگ کے فرمان کے مطابق نعت لکھنا شروع کر دی اور ساتھ ساتھ نعت خوانی بھی۔ اردو کی اولین نعت کے چند اشعار درج ہیں:

وجہ تسکینِ دل و جاں شہ کی مدنی — آپؐ ہیں مخزنِ ایماں شہ کی مدنی
آپؐ کونین کے گلشن کی بنائے تخلیق — آپؐ زیست کا ساماں شہ کی مدنی
آپؐ کے دم سے کھلے سرو وفا کے غنچے — مہکا آدم کا گلستاں شہ کی مدنی
کاش مل جائے مجھے دھوپ کے صحراؤں میں — آپؐ کا سایۂ داماں شہ کی مدنی

۲۔ مولانا احمد رضاؒ خاں بریلوی' محسن کاکوروی' امیر مینائی' ذوقی مظفر نگری اور ہر اچھے اور سلیقہ مند شاعر سے متاثر ہوں۔

۳۔ سراپائے سرکارؐ دو عالم بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس چیز کی اشد ضرورت ہے کہ اس دورِ بے راہ روی میں ہادیٔ اعظم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو نعت شریف میں اجاگر کیا جائے۔

۴۔ "با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار"

۵۔ میری نعتیہ شاعری میں آپ کو خالقِ کائنات اور محبوبِ خالقِ کائنات کے مراتب و مقامات کا لحاظ بھرا ملے گا۔ میں نے نعت میں جو کچھ بھی کہا ہے' حدیثِ مبارکہ "اللہ معطی و انا قاسم" کو مدِ نظر رکھ کر کہا ہے۔

۶۔ نعت جدید ہو یا قدیم' دونوں صورتیں حضورؐ اکرم کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ محبت و عقیدت کے گلہائے رنگا رنگ اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ دونوں سے اتفاق ایک لازمی امر ہے۔ آپؐ کی سیرت کے حوالے سے نعت کہنا میرے نزدیک جدید نعت کے زمرے میں آتا ہے۔

۷۔ ممدوحِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰؐ کی مدح و ثنا بیان کرنا ہر مسلمان اپنا ایمانی فریضہ سمجھتا ہے۔ میں ان نئے شعری تجربات سے اختلاف تو نہیں کرتا' بہرحال پابند شاعری کو ہزاروں درجے بہتر سمجھتا ہوں۔

۸۔ دور حاضر واقعی نعت گوئی کا دور ہے اور یہ بات بڑی خوش آئند ہے۔ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت گوئی کو خاطر خواہ فروغ حاصل ہوا ہے۔

۹۔ تحقیق و تنقید کے حوالے سے جو کام نعت کے سلسلے میں ہوا ہے وہ اس قدر تو نہیں جس قدر غزل کے میدان میں ہوا ہے۔ بہرحال جو کام ہوا ہے یا ہو رہا ہے وہ حوصلہ افزا ضرور ہے۔ اس سلسلے میں ماہنامہ "شام و سحر" کے چھ نعت نمبر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۰۔ روضۂ رسول اکرمؐ پر حاضری کی تمنا صرف نعت لکھتے وقت ہی نہیں، سن شعور ہی سے شدت کے ساتھ دل میں جاگزیں ہے۔

روضۂ سرکارؐ کا دیکھے ساقی اور کچھ دل میں تمنا ہی نہیں

۱۱۔ ابھی حاضری کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔

۱۲۔ جماں مصطفےٰ اور سیرت مصطفےٰ دونوں رویے ہی نعت کی جان ہیں۔ کسی کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

۱۳۔ موضوع کے اعتبار سے میں نے نعت شریف میں صورت نگاری کے ساتھ ساتھ سیرت نگاری کو بھی اپنایا ہے۔ جہاں تک فن کا تعلق ہے میں یہ کہنا ناقدین کا کام ہے، میرا نہیں۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں نعت ہمیشہ ترنم سے پڑھتا ہوں۔ کبھی کبھی تحت اللفظ بھی پڑھ لیتا ہوں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلے میں میرا ایک اردو نعتیہ مجموعہ "زاد عقبیٰ" کے نام سے جنوری ۱۹۸۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اب "خیر البشرؐ دیاں گلاں" کے نام سے دوسرا پنجابی نعتیہ مجموعہ زیر ترتیب ہے۔

۱۶۔ نسل نو کو اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں:

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

نذیر قیصر (لاہور)

نذیر قیصر (پ ۵ جنوری ۱۹۴۵ء) مذہبا" عیسائی ہیں۔ اردو، پنجابی زبان میں خوبصورت شاعری کرتے ہیں۔ "آنکھیں، چہرہ، ہاتھ" "تیسری دنیا" "کہو خوف سے بشارت" اردو میں مطبوعہ مجموعے ہیں۔ جب کہ "زیتون دی پتی" پنجابی شاعری پر مشتمل مجموعہ ہے۔ کئی ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں۔ ہفت روزہ "صدائے حق" کے مدیر ہیں۔ حسن اتفاق کہئے یہ کچھ اور آپ اردو کے ایک خوش فکر نعت گو شاعر بھی ہیں مجموعہ نعت "اے ہوا موذن ہو" شائع ہو چکا ہے۔ وہ نعت گو شاعر کیسے بنے اس سلسلے میں آپ ان کے جوابات بالخصوص پہلا جواب پڑھیں گے تو معلوم ہو جائے گا ---- بہرحال نذیر قیصر اس روایت کا ایک بھرپور اور توانا اظہار ہیں جو غیر مسلموں کی نعت کے حوالے سے اردو اور ہماری دیگر زبانوں میں تسلسل کے ساتھ چل رہی ہے۔ مرحوم سراج منیر نے نذیر قیصر کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے لکھا تھا "نذیر کی نعتیں اپنے منفرد اسلوب، جذب و مستی کی سرشاری اور لفظ و معنی کے علامتی روابط کی نئی جہتوں کے سبب، نعتیہ ادب میں ایک نئی روایت کا در وا کرتی ہیں۔ اس طرح نذیر قیصر کی شاعری میں یہ نعتیں نذیر قیصر کا ظہور نو بھی ہیں۔"

۱۔ ۱۹۶۸ء کی ایک رات تھی' میرے ساتھ فصیح الدین تھا ہم ماڈل ٹاؤن A بلاک کی جامع مسجد کے قریب رک گئے' مسجد کے گنبد کے بالکل اوپر چاند عجیب لگ رہا تھا ہم دونوں گنبد اور چاند کو زاویہ بدل بدل کر دیر تک دیکھتے رہے۔

رات' مسجد کا گنبد اور چاند سارا منظر وہی تھا مگر اس رات میرے ساتھ عطا الحق قاسمی تھا۔ عطا نے کہا "آنکھیں' چہرہ' ہاتھ" کی پہلی غزل تو بالکل نعت ہے اس کا یہ شعر واقعہ معراج کی طرف اشارہ کرتا ہے:

ہوا کی رہ میں تہمت ہے کس کے قدموں کی
گیا ہے کس نے سفر اختیار کس کے لئے

۱۹۶۹ء میں ایک روز ریڈیو پاکستان سے مجھے ایک مشاعرے کا دعوت نامہ موصول ہوا' چند دنوں کے بعد اس دعوت نامے کی وضاحت میں ایک اور دعوت نامہ ملا جس میں تحریر تھا کہ اس عام مشاعرے کو نعتیہ مشاعرے میں تبدیل کر دیا گیا ہے' آپ نعت لے کر آئیے۔ دوسرے روز ناصر کاظمی سے ملاقات ہوئی ناصر نے پوچھا۔ "تم نعت کہہ لو گے؟"

"ضرور کہہ لوں گا۔" میں نے جواب دیا۔

مگر بہت دن کوشش کے باوجود میں نعت نہ کہہ سکا اور مشاعرے والے دن میں نے باغ جناح میں گھومتے ہوئے نعت کے چند شعر کہہ کر ریڈیو پر پڑھ دیئے۔ اس نعت کا مطلع اور مقطع ابھی تک یاد ہے۔

پل میں ورائے عرش گئے اور آ گئے
انساں کا ہے مقام کہاں تک بتا گئے

قیصر اب اس سے بڑھ کر ہو کیا ورد زندگی
جینا سکھا گئے ہمیں مرنا سکھا گئے

اس نعتیہ مشاعرے میں صوفی تبسم' مختار صدیقی' قیوم نظر' یوسف ظفر' ناصر کاظمی اور قتیل شفائی بھی شامل تھے۔

یہ نعت لکھنے کے بعد میں اپنے آپ سے بہت شرمندہ ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم المرتبت ہستی پر محض کسی کی فرمائش پر نعت کے چند شعر کہہ کر سنا دینا اپنے ضمیر کو زیر بار کرنا ہے اور اس طرح نعت کہنے کا خوبصورت قرض میرے تخلیقی کرب میں رچ بس گیا۔

۱۹۷۲ء کی ایک دوپہر تھی صادقین لاہور میوزیم کے فرش پر [illegible] میں بیٹھے اپنے سامنے بکھرے ہوئے کاغذات پر تیزی سے ہاتھ چلا رہے تھے' مختلف اشکال اور آیات نقش ہوتی چلی جا رہی تھیں۔ ایک کاغذ پر انہوں نے ----- محمدؐ ---- صلی اللہ علیہ وسلم لکھا۔ سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور یہ مبارک اسم مجھے پکڑا دیا۔

میں نے "اسم مبارک" کو فریم کرا کے اپنے ڈرائنگ روم میں لگا لیا۔ ان دنوں ہمارے گھر ایک بزرگ خاتون آیا کرتی تھی جسے سب لوگ "ماں حاجن" کے نام سے پکارتے تھے۔ معلوم ہوا تھا کہ "ماں حاجن" نے بہت مشکلات سے گزر کر حج کیا تھا' وہ جب بھی ہمارے گھر آتی "اسم مبارک" کے سامنے رک کر دیر تک اسے دیکھا کرتی اور آخر ایک دن اس نے وہ اسم مجھ سے مانگ لیا میں نے سوچا کہ وہ نہیں جانتی کہ صادقین کون ہے؟ مگر اس اسم کو جانتی ہے جو اس کے وجود میں بہہ رہا ہے اور اسے ہمیشہ ہمارے ڈرائنگ روم کی دیوار کے سامنے روک لیتا ہے۔ میں نے "اسم مبارک" دیوار سے اتار کر "ماں حاجن" کو دے دیا۔

۱۹۷۸ء کی ایک صبح تھی کرنل حامد شاہ گفتہ میرے دفتر میں آئے اور ایک مشاعرے کا دعوت نامہ دے کر بولے "اس نعتیہ مشاعرے میں آپ نے ضرور آنا ہے۔"

اس مشاعرے کی صدارت ڈاکٹر نذیر احمد نے کی۔ مشاعرے میں احمد ندیم قاسمی اور شہزاد احمد بھی تھے' میں نے اس مشاعرے کے لئے جو نعت کہی اس کے چند شعر یاد ہیں۔

چراغ نور مصطفےٰ دلوں میں ہے — وہ آفتاب کم نما دلوں میں ہے
زمین جس کے سائے کو ترس گئی — اس اجنبی کا نقش پا دلوں میں ہے
لرز رہا ہے جس سے ساز حرف کن — کبھی سنو کہ وہ صدا دلوں میں ہے

ڈاکٹر نذیر احمد نے کہا "آپ نے بہت خوبصورت نعت سنائی" آپ نعت ضرور لکھا کریں۔ اس سے معاشرے میں خوبصورتی پیدا ہو گی ——"

یہ فرمائشی نعت کہنے کے بعد مجھے ایک بار پھر ---- کسی کمی کا احساس ہوا اور ایک تخلیقی اور روحانی قرض کا بوجھ اور بھاری ہو گیا۔

۱۹۸۴ء میں ملتان سے واپسی کے وقت زوار حسین نے اپنی خطاطی کے دو فن پارے مجھے دیے۔ ایک پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر لکھا تھا۔ محمد رسول اللہ میں نے لاہور آ کر دونوں فن پاروں کو فریم کرایا اور غیر شعوری طور پر لا الٰہ الا اللہ والی خطاطی مظفر حسین ہاشمی کو دے دی اور محمد رسول اللہ والا فن پارہ اپنے ڈرائنگ روم میں لگا لیا جس کا دوستوں میں ایک عرصے تک بہت ذکر رہا۔ ان دنوں میں جس کمرے میں سویا کرتا تھا' وہ ڈرائنگ روم کے بالکل ساتھ تھا اور جس دیوار پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خطاطی کا فریم لگایا گیا تھا وہ دیوار میرے لیٹنے پر بالکل میرے سامنے رہتی تھی اور ہم ساتھ والے کمرے میں جو بلب جلا کر سویا کرتے تھے اس کی روشنی ایک عجیب زاویے سے محمد رسول اللہ کی خطاطی پر پڑا کرتی تھی جس سے میری آنکھیں اس فن پارے پر آ کر جم جاتی تھیں اور اس کا ایک ایک لفظ روشن ہو جاتا تھا اور میں لفظوں کی اس روشنی میں دیر تک جاگتا رہتا تھا۔

خوشبو اسم بنے اور اسم سے آگے نور کا ہالہ
آج کی رات اس ہالے کو میں تنہا دیکھنے والا

یہ ۱۹۸۵ء کے رمضان کی راتیں تھیں اور محمد رسول اللہ کے لفظوں کی روشنی میں اکیلا جاگ رہا تھا اور صفحات پر نعتیں اتر رہی تھیں۔ پانچ راتیں میرے ساتھ اکیلی جاگتی رہیں اور ان پانچ راتوں میں میرے صفحوں میں چالیس نعتیں اتر آئی تھیں' کسی نعت کے تین شعر تھے' کسی کے دو' کسی کے چھ۔ کوئی غزل کی فارم میں تھی اور کوئی نظم کی صورت میں۔ میں چاہتا تو شعوری کوشش کے ذریعے ان نعتوں کے تین شعروں کو چھ شعروں میں تبدیل کر سکتا تھا لیکن میں نے ایسا کرنا مناسب نہیں سمجھا بلکہ کہیں کسی شعر میں کسی لفظ کو بھی تبدیل نہیں کیا' جیسے جو شعر صفحے پر اترا اسے اسی صورت میں رہنے دیا۔

ان پانچ راتوں میں' چالیس نعتیں کہنے کے بعد مجھے لگا کہ میرا قرض کسی حد تک کم کر دیا گیا ہے۔

مگر یہ قرض ازل سے ابد تک کا ہے۔ جو ادا ہو کر بھی ادا نہیں ہوتا۔ اس قرض میں انسان حضرت جنیدؒ کی صحو کے عالم (Sobriety) سے واپس آنے کے بعد بھی واپس نہیں آتا۔ وہ موجود ہو کر بھی غیر موجود ہوتا ہے۔

۱۹۹۰ء میں محترمہ جبیں گل ریاض نے بتایا کہ وہ حج کرنے جا رہی ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ "آپ روضہ رسولؐ پر بھی تشریف لے جائیں گی ---- ؟" انہوں نے کہا ضرور حاضری دوں گی ----"

میں نے کہا کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ وہ میرے نعت کی صورت میں کہے ہوئے لفظوں کو قبول کریں ----"

محترمہ جبیں گل نے حج سے واپسی پر بتایا کہ انہوں نے میرا پیغام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا ہے۔

۱۹۹۲ء کی کوئی شام تھی میں' قاضی جاوید اور قاضی حسن معزالدین کسی ادبی پروگرام سے واپس آ رہے تھے۔ قاضی حسن صاحب نے اتفاق ہسپتال سے چند قدم آگے ایک سونی سڑک پر گاڑی روک کر کہا۔ "میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں انہوں نے مجھے ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے جاتے ہوئے قاضی جاوید صاحب سے کہا معاف کیجئے بات ذرا پرائیویٹ ہے ---- اور پھر مجھ سے گویا ہوئے کہ مجھے رسول اللہ علیہ وسلم کے نام آپ کا ایک مکتوب چاہیے میں عمرے پر جا رہا ہوں ---- "اس مکتوب میں آپ جو بھی تحریر کرنا چاہیں کر دیجئے ----"

میں نے قاضی حسن معزالدین صاحب کا شکریہ ادا کیا اور دوسرے روز ---- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مکتوب لکھ کر قاضی حسن صاحب کے سپرد کر دیا ---- قاضی حسن معزالدین واپس آئے تو میرے لئے آب زم زم اور عجوہ کھجوریں بھی لیتے آئے ---- میں نے استفسار کیا ---- میرا پیغام پہنچا دیا گیا ----؟ قاضی حسن صاحب بولے ----- میں نے رات کے وقت روضہ رسولؐ پر آپ کا مکتوب کھولا ---- اس وقت ویسے بھی مجھ پر رقت طاری تھی اور آپ کے مکتوب کے الفاظ نے مجھے اور بھی رلا دیا ---- میں حرف حرف پڑھتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا ----

۲۔ حفیظ تائب' راجہ رشید محمود' ریاض مجید' اجمل نیازی اور مظفر وارثی۔

۳۔ رسول رحمتؐ کے حوالے سے بلا امتیاز رنگ و نسل و عقیدہ تمام بنی نوع انسان سے محبت کرنا' کیونکہ رسول کریمؐ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رحمتہ للعالمین کہہ کر پکارا ہے اور تمام زمانوں اور انسانوں کے لئے آپ کی ذات اقدس کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ نعت کے حوالے سے میں اسی آفاقی تصور کا قائل ہوں۔

۴۔ رسول رحمتؐ سے محبت اور جذبے کی سچائی اور اس کے ساتھ رسول کریمؐ کے پیغام اور سیرت کو انسانوں تک پہنچانے کی لگن۔

۵۔ ہماری آسان پسندیوں نے ہماری زندگیوں اور عقائد کو مشکل تر بنا دیا ہے' ہم اپنے جذبوں اور اپنی فکر کو کام میں لانے کی بجائے بنے بنائے اور بنے بنائے جملوں اور خیالوں کو اپنا لیتے ہیں اور اس طرح ہم ان خیالوں کے قیدی بن کر ان کو دہراتے چلے جاتے ہیں یہ جملہ بھی کہ "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے" میں بہت زمانوں سے سنتا آ رہا ہوں' یہ مقولہ یا جملہ بعض نعت گو شعراء کے تجربے میں درست بھی ہو گا مگر میری نعت گوئی کے سفر میں "نعت کہنا خوشبوؤں' رنگوں' روشنیوں اور پھولوں بھرے راستوں سے گزرنا ہے' جہاں گردابوں سے ستارے طلوع ہوتے ہیں'

موسم سے موسم' دل سے دل' رات سے رات اور شاخ سے شاخ ہم سخن ہوتی ہے۔

۶۔ نئی نعت کو نئی زبان' نئی علامتوں اور نئی انسانی صورت حال سے عبارت ہونا چاہیے۔ جس میں آج کے مایوس انسان کے لئے رسول رحمتؐ کے آفاقی تصور کو حوالہ بنانا چاہیے۔

۷۔ نعت میں معریٰ نظم' آزاد نظم' نثری نظم' ہائیکو وغیرہ ہیت تیتی تجربات ہیں' ان تجربات سے نعت کا معنوی اور صوری دامن وسیع ہوا ہے اور نئے شعراء نے اپنی شاعری کی طرح نعت میں بھی اپنی زندگی کے فنی اور فکری تجربات کو خوبصورتی سے سمویا ہے۔

۸۔ یہ دور انسان کی تنہائی اور بے بسی کا دور ہے' جہاں انسان ایک دوسرے سے کٹ کر دور پڑے مرجھا رہے ہیں۔ آج کے انسان کو ماضی سے بھی زیادہ رحمتوں اور محبتوں کی ضرورت ہے اور رسول رحمتؐ کے حوالے سے کہی ہوئی نعت آج کے مایوس انسان کے لئے بشارت بن سکتی ہے۔ اس طرح اس عہد کو عہد نعت کہا جا سکتا ہے۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کا کام قدرے کم ہوا ہے جس کی طرف اب خصوصی توجہ دی جا رہی ہے جو قابل قدر ہے۔ اس سلسلے میں راجہ رشید محمود' ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی' ڈاکٹر ریاض مجید' انور محمود خالد اور چند دوسری شخصیات نہایت تحسین کی حق دار ہیں۔

۱۰۔ میں اور مجھ سے دور مدینہ میلوں میں ایک مسافر گھرا ہوا قندیلوں میں

۱۱۔ جمال مصطفیٰ اور سیرت رسول دونوں ایک ہی چراغ کا پر تو ہیں نعت کے لئے دونوں ضروری ہیں۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو رسول رحمتؐ بنا کر بھیجا ہے۔ نئی نسل کے لئے یہی پیغام ہے کہ وہ رسول رحمتؐ کے خطبہ حجۃ الوداع کے پیغام کو یاد رکھیں جس میں انہوں نے فرمایا

> "میں آج رنگ و نسل اور قبیلے کے فخر کو اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں۔ تم سب ایک باپ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہو۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی گورے کو کالے پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے عزت مند اور برتر وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔"

آج رسول رحمتؐ کے ان الفاظ کو ہمیں اپنے دلوں میں سجانا چاہیے۔ ہم جو رنگ و نسل' صوبہ' فرقہ' زبان کے نام پر انسانوں کو تقسیم کر رہے ہیں اور ہم یہ نہیں جانتے کہ ہم جن شمعوں کو اپنے ہاتھوں سے بجھا رہے ہیں ان کا دھواں خود ہماری روحوں تک پھیلتا جا رہا ہے۔ آج ہمیں رسول رحمتؐ کی سچی پیروی کرتے ہوئے تمام بنی نوع انسان میں رحمتوں اور محبتوں کو تقسیم کرنا ہے تاکہ موت کی نفی اور زندگی کا اثبات ہو سکے۔

منیر الحق کعبی (گجرات)

پروفیسر منیر الحق کعبی بل پوری (پ ۲۶ جنوری ۱۹۳۶ء) گورنمنٹ زمیندارہ کالج بھمبر روڈ گجرات میں استاد ہیں۔ اردو کے ساتھ عربی اور فارسی سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ غزل اور نعت کہتے ہیں۔ گجرات سے ماہنامہ "زجاج" کے اعزازی مدیر بھی ہیں۔ نعت میں قدیم اور جدید کی اصطلاحات کی بجائے نفس مضمون پر زور دیتے ہیں۔ قرآنی آیات کے حوالے ان کی نعتیہ

شاعری میں عام ملتے ہیں۔

۱۔ میں بنیادی طور پر ایک قدیم علمی و روحانی خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ والد ایک جید عالم اور درویش قادری سلسلے سے منسلک تھے۔ دادا بھی اپنے عہد کے بزرگ تھے۔ وہ پابند صوم و صلوۃ اور تہجد گزار تھے۔ یہ ان کی آغوش تربیت کا اثر اور خداوند کریم کا فیضان ہے کہ لکھنا شروع کیا تو اول نعت و مناقب ہی لکھے اور فارسی کی معقول تعلیم نہ ہونے کے باوجود فارسی میں شعر کہے۔ درج ذیل نعت بھی فارسی کی ہے اور یہ دور میٹرک کے امتحان کے بعد شروع ہوا اور اس دور سے ساتھ ساتھ نعت و مناقب بھی میری شخصیت کا ایک رخ ہیں۔

السلام اے بجان جان السلام السلام اے روح قرآں السلام
السلام اے مالک کون و مکاں السلام اے نور یزداں السلام
سرور اولاد آدم ذات تو اے شہنشاہ رسولاں السلام
جلوہ گاہ نور رب العالمین روئے تو اے جان جاناں السلام
اے حبیب خلقت کل کائنات اے بنائے کون و امکاں السلام
اے چراغ بزم کونین السلام اے وجود حب رحماں السلام
بردرت آمد "منیر" اکنوں شہا دامنش پر کن اے جاناں السلام

۲۔ عربی شعراء میں سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ۔ فارسی شعراء میں سے حضرت ابی سعید ابی الخیر، حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ، عرفی شیرازی اور علامہ اقبال۔
اردو شعراء میں سے کرامت اللہ شہیدی، محسن کاکوروی، اعلیٰ حضرت بریلوی احمد رضا قدس سرہ العزیز، علامہ اقبال، حفیظ جالندھری، حفیظ تائب۔

۳۔ نعت مدحت و ستائش رسول ہے اور شان حضور میں کہا جانے والا ہر لفظ نعت کے زمرے میں آتا ہے۔ نعت اس وقت تک نعت نہیں بنتی جب تک دل مصطفیٰ کی محبت میں بیتاب اور روح کی زخم خوردہ حسرتوں کا بیان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا ذکر نہ ہو یعنی داخلی کیفیت کے ساتھ ساتھ خارجی صفات کا بھی بیان ہو اور ظاہر ہے یہ کسی سائنسی فارمولے کے تحت نہیں ہوتا۔ اس میں اس فیصدی داخلی جذبوں کو شریک کرتا ہے ۲۵ فیصد شان رسالت کا بیان اور باقی ۷۵ فی صد آپ نے حضور کو بندے کی صفات سے مستلزم قرار دیتا ہے یہ تو عاشق کے دل کی بے قراری ہے جو نعت میں ڈھل جاتی ہے۔

۴۔ نعت گوئی حقیقتاً تلوار کی تیز دھار پر ہی چلنے کے مترادف ہے لیکن میں نے ہمیشہ اس قول کی نسبت زیادہ حوصلہ افزا کلام کی طرف اپنی نظر رکھی ہے۔ حضرت امام بوصیری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

دع ما ادعته النصاری فی نبیهم و احکم بماشئت مدحا فیه واحتکم

نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا لیا۔ رسول کو ان باتوں سے

متصف نہ کرو اور باقی انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ حضور کی تعریف و توصیف بیان کر سکے۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن اللہ نہیں کہا اور جو بات حضور سے منسوب کی اس کو قرآن و حدیث سے مطابق کرنے کے بعد لکھا اور اپنے جذبے تو اپنے تھے جن حضرات نے قرآن مجید کا محبت سے مطالعہ کیا ہے اور اس بات کو سامنے رکھ کر کیا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیس سالہ مبارک زندگی کا ایک ایک ساعت کا بیان ہے تو وہ نعت کو بھی صحیح حطوط میں رکھ سکتے ہیں در نعت کو بھی خصوصی طور پر قرآن و حدیث کا اور خصوصاً" ان اوراق کا جو شمائل و خصائل و فضائل حضورؐ سے تعلق رکھتے ہیں۔

۷۔ نعت کو قدیم و جدید کے خانوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا اور اگر آپ مصر ہیں تو میں اسے دو شعروں سے واضح کرتا ہوں۔ فیضی کہتا ہے :۔

ای و دقیقہ دان عالم بے سایہ و سائبان عالم

اور جدید نعت کے علمبرداروں میں سے احمد ندیم قاسمی کہتا ہے :۔

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا

قدیم نعت دونوں باتوں کو محیط تھی۔ حسن و جمال صوری اور حسن و جمال کرداری ۔ ۔ ۔ وہ بے سایہ اور سائبان عالم دونوں کا بیک وقت خیال رکھتی ہے مگر جدید نعت کے اس ادراک سے عاری تھی اور ماورائے حد ادراک کے بارے میں فکر کرنا شروع کر دیا اور بے سایہ کو ترک کر کے سائبان عالم کو اختیار کر لیا۔ آج کے انسان کی بصیرت محض سائبان تک محدود ہے۔

اگر آپ نعت کے قدیم ترین نمونوں کو دیکھیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے تعلق رکھتے ہیں تو حضرت ابو طالب کی نعت آج کی جدید نعت نظر آئے گی۔ اس میں بھی سیرت کے پہلو پر زور دیا گیا ہے لیکن اس میں ان کا اضطراب صاف جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ ہمارے نزدیک جدید نعت کا مفہوم یہ ہے کہ اس میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا ذکر کیا جائے وہاں شمائل و فضائل پر بھی مکمل کر بات کی جائے تاکہ اس جامع الصفات ہستی کا پورا سراپا سامنے آ سکے اور ہوا یہ کہ جدید نعت نے (جو عموماً" لکھی جا رہی ہے) حضور کو ایک عام ریفارمر بنا کے رکھ دیا ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بقول تابؔ ماورائے حد ادراک رسول اکرم --- بھی تھے۔

۸۔ ملت اسلامیہ پر جب بھی کڑا وقت آیا انفرادی یا اجتماعی سطح پر جب بھی خدشات و خطرات نے انہیں گھیرا انہیں ایک ہی در نظر آیا اور وہ در رسول تھا۔ انہیں قرآن کا دیا ہوا وہ سبق فوراً" یاد آیا **ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاوك** ----- اور بے اختیار ان کی زبان پر نعت رسول جاری ہو گئی اور یہ الگ بات کہ اس دور میں استغاثت کے مضامین زیادہ ہوں گے اور اس پر آشوب دور میں مسلمانوں کو ان کے فرائض یاد دلانے، حضور کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین اور اس ضمن میں حضور کی سیرت موضوع بنتے ہیں۔ یہ ایک تاریخی تسلسل ہوتا ہے جس طرح دیگر اصناف سخن

ضیاء الحق کے بغیر پروان چڑھی ہیں نعت بھی ضیاء الحق کی سرپرستی سے مستغنی تھی۔ ضیاء کا دور ایک عمل کا رد عمل تھا قرآن خود ورفعنا لک ذکرک کہہ کر اپنے محبوب کے ذکر کو کسی صدر یا وزیراعظم کی احتیاج سے بے نیاز کر دیتا ہے اور مزید یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ و لو کرہ الکفرون ○ سے اس کی تائید و تاکید کرتا ہے۔

۹۔ نعت میں تنقید و تحقیق ایک حد تک نعت کے فروغ کا باعث ہوئی مگر نقاد اور محققین ممتاز حسن سے لے کر فرمان فتحپوری اور رفیع الدین تک اور خود نعت گو شاعر نقاد حضرات متضاد رویوں کا شکار ہیں۔ نعت کی حدود ہمارے مذہبی عقائد اور رویوں میں محصور ہیں۔ تنقید زیادہ تر ہمارے داخلی احساسات کے زیر اثر پروان چڑھی ہے اور تنقید کا جو پیمانہ ہم غزل اور دیگر اصناف کے لئے متعین کر لیتے ہیں اسی سے نعت کو بھی پرکھتے ہیں اور نعت گو شعراء سے انصاف نہیں کر سکتے۔ انتخابات کی شکل میں جو کتب سامنے آ رہی ہیں یا جو مقالات ابھی تک معرض تحریر میں آئے ہیں وہ یا تو ایک آدھ طویل مضمون اور چند منتخب نعتیں ہیں یا موضوعات کی تکرار زمانی ترتیب سے ہے۔

۱۰۔ نعت لکھتے ہوئے کس ظالم کا جی نہ چاہے گا کہ وہ اس مقام پر کھڑا ہو کر نعت کہہ رہا ہوں جو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

۱۱۔ یہ آرزو کس دل میں اضطراب پیدا نہیں کرتی اور اگر یہ اضطراب انگیز کیفیت نہیں تو نعت محض سرد لفظوں کا ایک ڈھیر بن جاتی ہے لیکن کیا کیا جائے کہ بارہا یہ خیال آیا اور ساتھ ہی اپنی تہی مائیگی اور تردامنی کے تصور نے لرزا دیا کہ کس منہ سے وہاں جائیں اگر ہم ان کی سنت پر پوری طرح کار بند رہے ہوں تو سامنے جائیں ہاں یہ ضرور ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس حقیر و کمترین غلام کو اپنی زیارت سے شرف یاب فرمایا اور نعت لکھنے کے دوران میں۔ یہ ان کی عطا ہے ان کا کرم ہے' زہد و ورع پر موقوف نہیں۔

۱۲۔ جس طرح ہمارے ہاں غزل داخلیت اور خارجیت کے خانوں میں بٹی ہوئی نظر آتی ہے۔ اسی طرح نعت کا مسئلہ بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نعت میں قلبی وابستگی اور روحانی بالیدگی کے ساتھ ساتھ توفیق ایزدی لازم ہے۔ آپ اپنی نعت میں بیک وقت دونوں موضوعات کو باستثنا طویل نعت کے' نہیں سمیٹ سکتے۔ شاعر پر بعض اوقات احساس حسن و جمال زیادہ مسلط ہوتا ہے اور کبھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو' ان کی سیرت کے پہلوؤں کو نمایاں کرتا ہے۔ بہرحال مکمل نعت دونوں موضوعات پر حاوی ہوتی ہے لیکن بعض قدیم و جدید شعراء کے ہاں صرف ایک ہی رویہ ملتا ہے قدیم شعراء کے ہاں صرف داخلی جذبہ کار فرما ہوتا ہے اور جدید نعت صرف خلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود' معتدل رویہ یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مرفوع کی بات بڑے شاندار انداز سے کی جائے اور ان کے کارناموں کو بھی ایسے انداز سے بیان کیا جائے کہ حضور خیر البشر و سید البشر کی حیثیت میں کوئی ذرہ بھر گستاخی کا واقع نہ ہو بلکہ وہ تصور بھی پیش رہے کہ نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا'

مرزا عبداللطیف (کراچی)

مرزا عبداللطیف (پ ۳۰ اگست ۱۹۳۷ء) نے اسلامیات اردو اور تاریخ میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ پہلے غزل لکھتے

رہے لیکن ۱۹۶۸ء سے نعت ہی لکھ رہے ہیں۔ اب تک ڈیڑھ سو کے قریب نعتیہ کلام لکھ چکے ہیں۔ مزاج میں نام و نمود سے گریز شامل ہے۔ اس لئے نعتیہ کلام بالعموم شائع نہیں ہوا۔ کامل جوناگڑھی کے شاگرد ہیں۔ عقیدت و احترام ان کی نعتیہ شاعری کا نمایاں وصف ہے۔ محبت کا دریا جب ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے تو نعت کہتے ہیں۔

۱۔ یہ ۱۹۶۳ء کی بات ہے کہ میں نعت گوئی کی طرف مائل ہوا۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ اس زمانے میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جلسے کثرت سے منعقد ہوتے تھے لہٰذا میں نے اور میرے ایک محترم دوست نور محمد صاحب نے اہل محلّہ کے تعاون سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد کرنے کے بارے میں منصوبہ بنایا اور الحمدللہ کامیاب رہے۔ نعت پڑھنے کا شوق اس سے پہلے سے تھا اور ورثہ میں ملا تھا۔ شعر کہنے کی ابتداء بھی ہو چکی تھی لیکن نعت کہنا مشکل لگتا تھا کیونکہ مطالعہ اور علم دونوں کی کمی تھی لیکن مسلسل سوچتا رہتا تھا کہ کاش میں بھی نعت کہہ سکوں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا اور بالآخر ۱۹۶۸ء میں پہلی نعت کہنے میں کامیاب ہو گیا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

حسیں ہو ہمارا سہارا محمدؐ   کرو پار بیڑا ہمارا محمدؐ
نظر میں ہے روضہ تمہارا محمدؐ   مرا اوج پر ہے ستارا محمدؐ
"لطیف حزیں" کو کبھی خواب ہی میں   دکھا دو جمال اب خدا را محمدؐ

۲۔ میں نعت میں ملا جامی، محسن کاکوروی، امیر مینائی، مولانا احمد رضا خاں صاحب، مولانا حسن رضا، شکیل بدایونی، کامل جوناگڑھی، قمرالدین احمد، ادیب رائے پوری اور حضرت شاہ انصار الہ آبادی سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت کو عبادت سمجھتا ہوں اور اسے حمد ہی سمجھتا ہوں کیونکہ کسی تخلیق کی تعریف اس کے خالق ہی کی تعریف و توصیف ہے۔ اللہ کی سب سے بڑی تخلیق ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لئے آپؐ کی مدح و ثنا اللہ تعالیٰ کی مدح و ثنا ہے۔ اس سے عشق رسولؐ کا اظہار ہوتا ہے۔ جو حکم خداوندی بھی ہے۔ یہ ہی میرا نظریہ ہے۔

۴۔ میرے خیال میں نعت گوئی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لئے عشق رسولؐ کا ہونا لازم ہے اور میرا تو یہ ہی خیال ہے کہ نعت گو بغیر عطائے رسولؐ نعت کہہ ہی نہیں سکتا اور اگر قادر الکلامی کے بل بوتے پر نعتیہ اشعار کہہ بھی لے تو وہ محض حسین الفاظ کی حسین ترکیب تو ہو سکتی ہے لیکن نعت کی روح اس میں نہیں پائی جائے گی۔ نعت کہتے وقت یہ کیفیت ہونی چاہیے۔

عشق سچا، خیال حسیں چاہیے   آنکھ نم اور قلب حزیں چاہیے

۵۔ "نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے۔" یہ مقولہ اپنی جگہ برحق لیکن میرا خیال ہے کہ یہ صورت آمد میں نہیں آورد میں ہوتی ہے۔ میں آمد کو عطائے رسولؐ سمجھتا ہوں اور میں صرف اسی وقت نعت کہتا ہوں اور باسانی اس مرحلے سے گزر جاتا ہوں۔

۶۔ نعت کے سلسلے میں جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات سے مجھے قطعاً اتفاق نہیں ہے لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ

قدیم نعت میں عشق اور جدید نعت میں حسن نظر آتا ہے۔

۷۔ ہمارے اکثر شعراء نعت بھی فیشن کے طور پر کہہ رہے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جدت پسندی کے پرستار ہی ایسے تجربات کر رہے ہیں لیکن نعت کی روح سے خالی ہے۔

۸۔ یہ بات تو بالکل درست ہے کہ موجودہ دور نعت کا دور ہے لیکن اس دور کی ابتداء ضیاء الحق مرحوم سے بہت پہلے سے ہوتی ہے۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے جو کام ہوا اس کی حیثیت و اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ نعت کا یہ پہلو ابھی تک نظرانداز کیا گیا تھا اور واقعی اس کی ضرورت تھی۔

۱۰۔ نعت کہنے سے پہلے بھی روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا تھی اور اپنی اس تمنا کا اظہار اپنی پہلی ہی نعت میں کیا ہے۔

بلا لوؑ بلا لوؑ مدینے بلا لو جدائی نہیں اب گوارا محمدؐ

اور شدت دوری اس وقت زیادہ ہوتی ہے جب کوئی کہتا ہے کہ مدینے کی حاضری کو جا رہا ہوں اس وقت کیفیت کچھ ایسی ہوتی ہے۔

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

۱۱۔ ابھی تک زیارت حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت سے محروم ہوں۔

۱۲۔ جمال مصطفیؐ اور سیرت رسولؐ دونوں مل کر ہی ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مکمل ہوتی ہے اس نعت میں دونوں کا ہونا لازمی ہے۔

صورت ہے قرآن مکمل سیرت ہے قرآن کے پارے

۱۳۔

یہ لطیف ان کا لطف و کرم ہے دل پہ نام ان کا اپنے رقم ہے
نعت پاک نبیؐ کے علاوہ شغل کوئی ہمارا نہیں ہے

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں زیادہ فرق محسوس نہیں کرتا بعض اوقات تو نعت خواں نعت گو سے زیادہ بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ جذب میں ڈوب کر نعت پڑھتا ہے اور اگر ایسے موقع پر نعت گو بھی موجود ہو تو اس وقت اسے اپنی نعت کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ الحمدللہ مجھے نعت گوئی کے ساتھ نعت خوانی کی سعادت بھی حاصل ہے۔

۱۵۔ بس نعت کہتا ہوں نعت لکھتا ہوں نعت پڑھتا ہوں۔

۱۶۔ نسل نو کے لئے ایک ہی پیغام ہے کہ اپنے دلوں میں عشق رسولؐ کو اجاگر کیجئے جو اتباع رسولؐ کے بغیر ممکن نہیں۔

مسعود مظفر ہزاروی (لاہور)

مسعود مظفر (پ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۸ء) نے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ شعر و سخن سے تعلق دور طالب علمی سے ہے۔ پاکستان ریلوے سے رضا کارانہ طور پر پینتیس سال کی ملازمت کے بعد ریٹائر ہو چکے ہیں۔ "حسن لم یزل" غیر مطبوعہ مجموعہ نعت ہے جو ترتیب دیا جا چکا ہے۔ نعت کے مروجہ مضامین "مظفر" کے ہاں عام ملتے ہیں۔

۱۔ یہ میری خوش بختی ہے کہ جس ماحول میں آنکھ کھولی وہاں دین پر اسلام کی سچی محبت کو ملا" صاحب دیکھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک درسی کتب کے علاوہ آباؤ اجداد کے بیانیہ انداز سے قلب و روح کو مسخر کرتی رہی۔ عشق مصطفےٰ رگ و پے میں سرایت کرتا چلا گیا۔ شاعر ہونے کے ناطے مشاعروں میں شرکت کا شوق بحد جنوں تھا۔ شہر میں عرس کے علاوہ حقیہ مشاعروں کا انعقاد بھی ہوتا تھا۔ جن میں شرکت کی غرض سے نعت بھی کہنی شروع کر دی اور الحمدللہ یہ سلسلہ بعد عجز و نیاز جاری و ساری ہے۔

۲۔ مولانا ظفر علی خاں، الطاف حسین حالی اور حفیظ تائب کے نعتیہ کلام سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سیرت پاک بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی انقلابی فکر کو بھی اہل اسلام تک پہنچانا ضروری ہے تاکہ مسلمان اپنی عزت و عظمت کی ان بلندی کو چھو سکیں جو آج بھی تاریخ کے صفحات پر سنہری حروف سے لکھی ہوئی ہے۔

۴۔ نعت گوئی کی صنف بہت حساس اور منفرد مزاج کی حامل ہے۔ نعت گو کو سیرت پاک سے واقف اور عشق مصطفےٰ کے جذبے سے سرشار ہونے کے ساتھ ساتھ فکری پاکیزگی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

۵۔ نعت گوئی فی الواقع تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے کیوں کہ ذرا سی لغزش ایمان کی بربادی کا باعث ہو سکتی ہے۔ عصر حاضر میں بعض شعرا اس انداز سے نعت کہتے ہیں کہ وہ حمد لگتی ہے اور حمد و نعت میں تمیز مشکل ہو جاتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول میں خط امتیاز بہرحال قائم رہے۔ اس لئے اعتدال کا دامن تھام کر ہی سچی اور پرعقیدت نعت کہی جا سکتی ہے۔

۶۔ نعت گوئی جدید و قدیم کی قید سے آزاد ہی اچھی لگتی ہے۔ البتہ انداز بیاں جس قدر دل نشیں ہو گا اثر آفرینی اتنی ہی زیادہ ہو گی۔ یہ سب کچھ کہنے والے پر منحصر ہے کہ جس وقت وہ نعت کہہ رہا ہے کون سے الفاظ اور تصورات اس کے ذہن رسا کی زد میں آتے ہیں۔ آپ کی سیرت کا ایک ایک ورق آج بھی شعور جدید سے ہم آہنگ ہے۔

۷۔ حضورؐ کی ثنا خوانی کسی بھی صنف سخن میں ہو لائق تحسین ہے۔ دنیا بذات خود ایک تجربہ گاہ ہے اور نعت گوئی میں تجربات اگر شان مصطفےٰ کے شایاں شان ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

۸۔ اتفاق ہے۔

۱۰۔ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کرنے کی تڑپ نعت گو ہی کو نہیں ہر مسلمان اپنے دل میں رکھتا ہے۔ اوائل عمری سے در اقدس پر جبیں سائی کرنے کو دل مضطر تڑپ تڑپ جاتا ہے اور یہ تڑپ اس وقت دو چند ہو جاتی ہے جب طبیعت نعت کہنے پر مائل ہو۔

۱۱۔ سبز گنبد کی چھاؤں اور زیارت حرمین شریفین سے ابھی تک محروم ہوں۔

۱۴۔ نعت کہنا اور نعت خوانی دو الگ الگ شعبے ہیں اگر موقع ملے تو ترنم کے ساتھ ثنا خوانی بہ تمسک کر گزروں گا۔ مگر یہ یقین نہیں کہ میرا یہ عمل خوش الحانی میں شمار ہو گا یا نہیں۔

۶۔ محمدؐ کی الفت کے زینے سے گزرو نظر آئیں گی منزلیں ارتقا کی

سید قمر زیدی (کراچی)

سید قمر زیدی جدید غزل کے خوش فکر شاعر ہیں۔ "نووارد" اور "تجدید" مجموعہ ہائے غزلیات ہیں جو طبع ہو چکے ہیں۔ "شفاعت" مطبوعہ نعتیہ مجموعہ ہے۔ نعت میں نیا لہجہ "قمر" کی شعری سوغات ہے۔ سیرت رسولؐ کے ذریعے جہان نو کی تشکیل آپ کی نعتوں کا عام موضوع ہے۔ قمر زیدی کی نعتیہ شاعری میں مروجہ نعتیہ مضامین بھی عام ملتے ہیں۔ عقیدت و محبت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ان کی نعتیہ شاعری کا طرہ امتیاز ہے۔

۱۔ ۷۳-۱۹۷۲ء کے دوران جب میں ملتان میں مقیم تھا "بزم نور" کے ماہانہ نعتیہ مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ ان میں شرکت کرنے کی دعوت ملی۔ چند مشاعروں میں بطور سامع شرکت کی تو نعت کہنے کی تحریک ہوئی۔ پہلی نعت کے دو تین شعر

کس طور جذب شوق و عقیدت عیاں کروں میں دل کروں زباں کو کہ دل کو زباں کروں
اللہ رے بے قراری اساطہ شعر نعت اس کو وہاں کروں کبھی اس کو یہاں کروں
ہر ذرہ اس کے شہر کا مسجد ہے اے "قمر" کوئی مجھے بتائے کہ سجدہ کہاں کروں

۲۔ جناب عاصی کرنالی، جناب حنیف اسعدی۔

۳۔ نعت بطور صنف سخن، فن شعر گوئی میں استعداد ہنر کی کڑی آزمائش ہے۔ نعت بطور مذہبی شاعری سب سے موثر ذریعہ تبلیغ ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ محض بیانیہ کلام سے گریز کرتے ہوئے مقصدیت کا باعث ہو۔ ذات نبیؐ کو محض بنیاد پر محبوب ہستی سے کہیں زائد انہیں بطور اخلاقی اور دینی رہنما بلکہ بطور نسل انسانی کے ہیرو کی حیثیت سے پیش کیا جائے۔ اقدار زیست اور حیات نبیؐ کو آپس میں منطبق کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیے۔ رسالت مآب سے اپنے لگاؤ کو روایتی غزل کے انداز میں بیان کرنے سے گریز چاہیے۔

۴۔ حتی الوسع سہل زبان کا استعمال ہو۔ محض جمال کے بیان سے گریز اور اقدار و اخلاق سے متعلق رسالت مآب کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا بیان کیا جائے۔ تجاوزات اور حد ادب کا خیال رکھا جائے۔

۵۔ زخم زخم پاؤں۔ منزل اب بھی بہت دور۔

۶۔ نعت کی تعریف بطور صنف سخن آج بھی وہی ہے جو شروع سے تھی۔ اس لئے نعت کے جدید یا قدیم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسلوب بیاں ہر دور میں پہلے سے بہتر اور جدید ہوتا رہا ہے۔ یہی ارتقا کا تقاضا ہے۔ اس لحاظ سے نعت بھی اسلوب بیان کے حوالے سے جدید تر ہو گئی ہے۔ ہوتی رہے گی۔ ہاں رسالت مآب کے شخصی جمال کے بیان کے مقابلے میں تعمیری شاعری کا رجحان نعت کو زیادہ بامقصد بنا رہا ہے۔ میرے خیال میں جدید نعت بامقصد اور تعمیری

شاعری پر مشتمل نعت کو ہی کہا جانا چاہیئے اور روایتی "غزلیہ نعت" کو قدیم نعت کہا جا سکتا ہے۔

۷۔ نعتیہ قطعات کی ایک مستند ادبی حیثیت ہے' آزاد نعت یا نثری نعت یا نعتیہ ہائیکو میرے خیال میں ابھی تجربہ کی حدود ہی میں ہیں۔ قاری اور سامع نے ابھی اسے قبول نہیں کیا۔ شاعر خود خواہ کچھ بھی محسوس کرے' کسی اسلوب کو سند صرف اس وقت ہی ملتی ہے جب اسے سامع اور قاری قبول کرے۔

۸۔ ازل تا ابد نعت کا دور تھا' ہے اور رہے گا۔ صرف دور حاضر کو نعت کا دور کہنا یا کسی ایک شخصیت کو اس کے فروغ کا باعث قرار دینا میرے نزدیک غلط ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ صدر ضیاء الحق مرحوم کے ذاتی دینی لگاؤ کے باعث شاعروں میں نعت کہنے کی تحریک "سستا" زیادہ ہوئی تو یہ ضیا صاحب کی تعریف ضرور ہے مگر شعراء کے اجتماعی دینی اور فنی ایمان داری پر ضرب کے مترادف ہے۔

۹۔ تنقید و تحقیق کی افادیت سے کبھی انکار نہیں کیا جا سکتا خواہ حوالہ نعت کا ہو یا کوئی اور صنف ادب کا۔

۱۰۔ روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا کو کسی وقت بھی محدود نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تمنا اس وقت بھی میرے دل میں ہوتی ہے جب میں نعت نہیں لکھ رہا ہوتا۔ جب یہ تمنا پہلی دفعہ میں نے دل میں محسوس کی تھی اس وقت تک میں نے کوئی نعت نہیں لکھی تھی۔ مدینہ سے دوری کی کیفیت میرے اندر کسی کرب کے انداز میں نہیں ہے۔ صرف روضہ رسولؐ پر جانے کا شوق ہے۔ میں مدینہ سے جتنی دور ہوں مصلحت خداوندی سے ہوں اور اس مصلحت کو قبول کرتا ہوں کہ وہ بہتر جانتا ہے کہ کس کو کب اور کہاں ہونا چاہیے۔

۱۲۔ سیرت رسولؐ کے حق میں۔

۱۳۔ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے نعت میں ایک نیا انداز اختیار کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی کسی ایسی شعوری کوشش سے آگاہ نہیں۔ عادتاً" میں چاہتا ہوں کہ وہ بات کہوں جو کسی نے نہ کہی ہو یا ایسے انداز سے کہوں جو نیا ہو۔

۱۴۔ جو شاعر اور گلوکار میں ہے۔ مجھ میں یہ کمی ہے۔ میں صرف اس کمی کو محسوس کرتا ہوں۔ اسے مسئلہ نہیں سمجھتا۔

عالم فدائی (حافظ آباد)

محمد حنیف عالم فدائی (پ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء) محکمہ ڈاک میں ملازمت کے ساتھ ساتھ علم و ادب کی خدمت میں مصروف ہیں۔ نعت رسول مقبولؐ کے فدائی ہیں۔ سیرت و جمال مصطفےٰ کے روح پرور نمونے ان کی لکھی ہوئی نعت میں عام ملتے ہیں۔ حمد و نعت لکھنے پر کئی تنظیموں اور اداروں نے آپ کو انعامات و اعزازات سے نوازا ہے۔

۱۔ میری پہلی نعت کے تین اشعار۔

مرا دل مری جاں' مدینہ نبیؐ کا ۔۔۔ مرا دین و ایماں' مدینہ نبیؐ کا
منور منور مدینے کی گلیاں ۔۔۔ فروزاں فروزاں' مدینہ نبیؐ کا

۲۔ میں نعت کے سبھی بزرگ شعراء کرام سے متاثر ہوں جو مجھ سے بزرگ ہیں۔ میں بزرگ شعرائے کرام کو ہمہ

وقت اپنے دل میں بسا کر رکھتا ہوں۔

۴۔ نعت مذہب سے [illegible] ہے۔ نعت ایک خوبصورت فن اور توشہ آخرت ہے۔ نعت ایک سچی لگن اور سچا جذبہ ہے۔ [illegible] اور اس [illegible] کے حسن میں رنگ بھرتا ہے۔ نعت ایک معصوم عشق اور ایک معصوم جذبے کا نام ہے۔ جو خود بخود پیدا ہوتا ہے۔

۶۔ نعت کو جدید نام دیں یا قدیم وہ بہرحال نعت ہے۔

۷۔ نعت [illegible] سطروں کی ایک ترتیب [illegible] سکتے ہیں [illegible] ہائیکو کو نعت کے تین مصرعے ہم کہیں گے:

جہاں میں سب کچھ
مرے پیمبرؐ
نبی اول نبی آخر

۸۔ [illegible] نعت گوئی کا دور ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ [illegible] کے اہل علم و ادب اس پرفتن دور میں نعت کی اہمیت اور مذہب کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔

۱۰۔ میری نعتوں میں روضہ رسولؐ پر حاضری کی خواہش ایک فطری عمل ہے۔

۱۱۔ مجھے ابھی تک یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی۔

۱۲۔ میں نعت میں فن کے حوالے سے کوئی نیا کام نہیں کر سکا ہوں۔

۱۳۔ مجھے [illegible] میں [illegible] ہوں اپنے آپ کو [illegible] نعت [illegible] کی اہم ہے۔

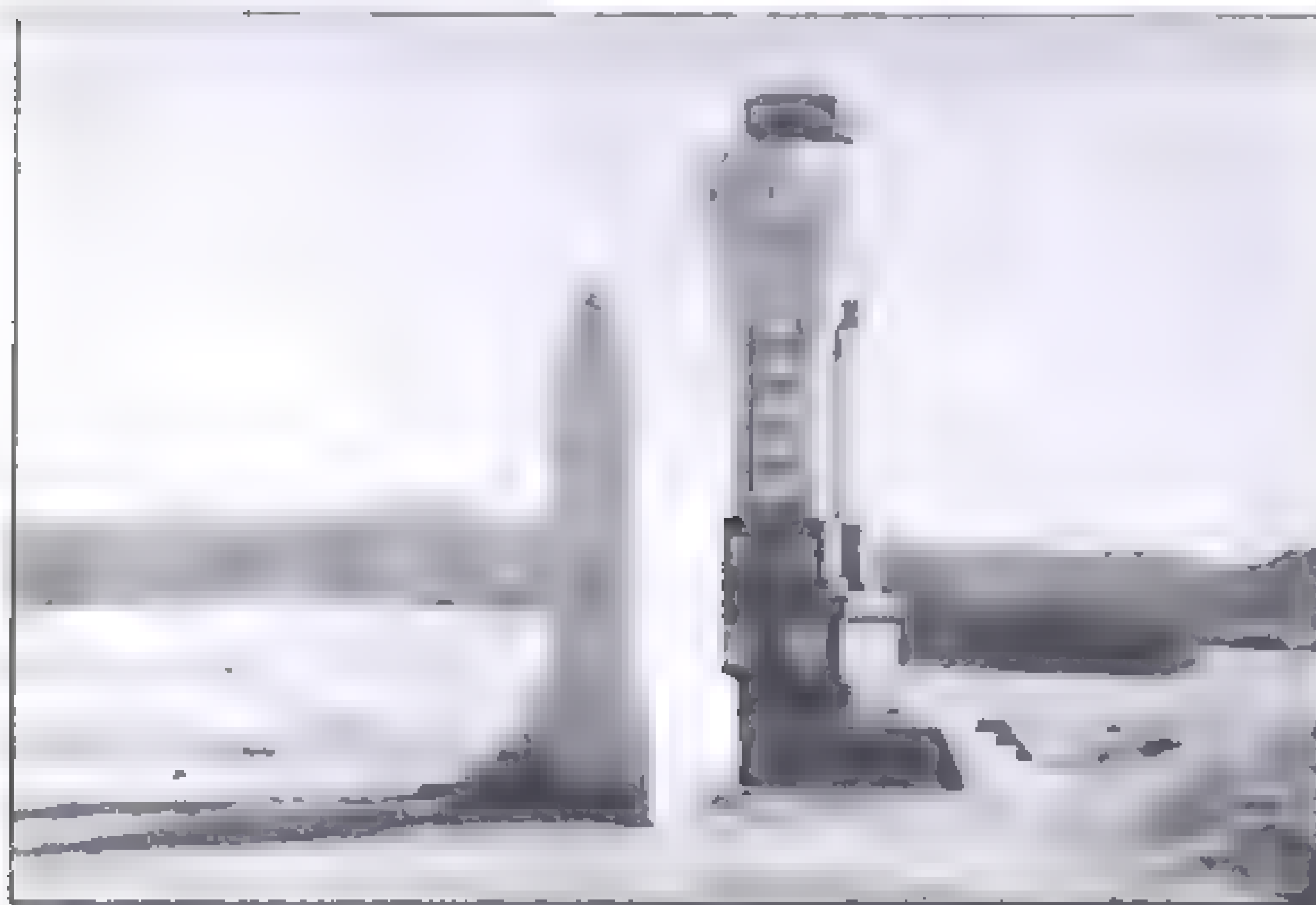
۱۵۔ [illegible] اور [illegible] فروغ نعت کے کام میں استطاعت کے مطابق حصہ [illegible]

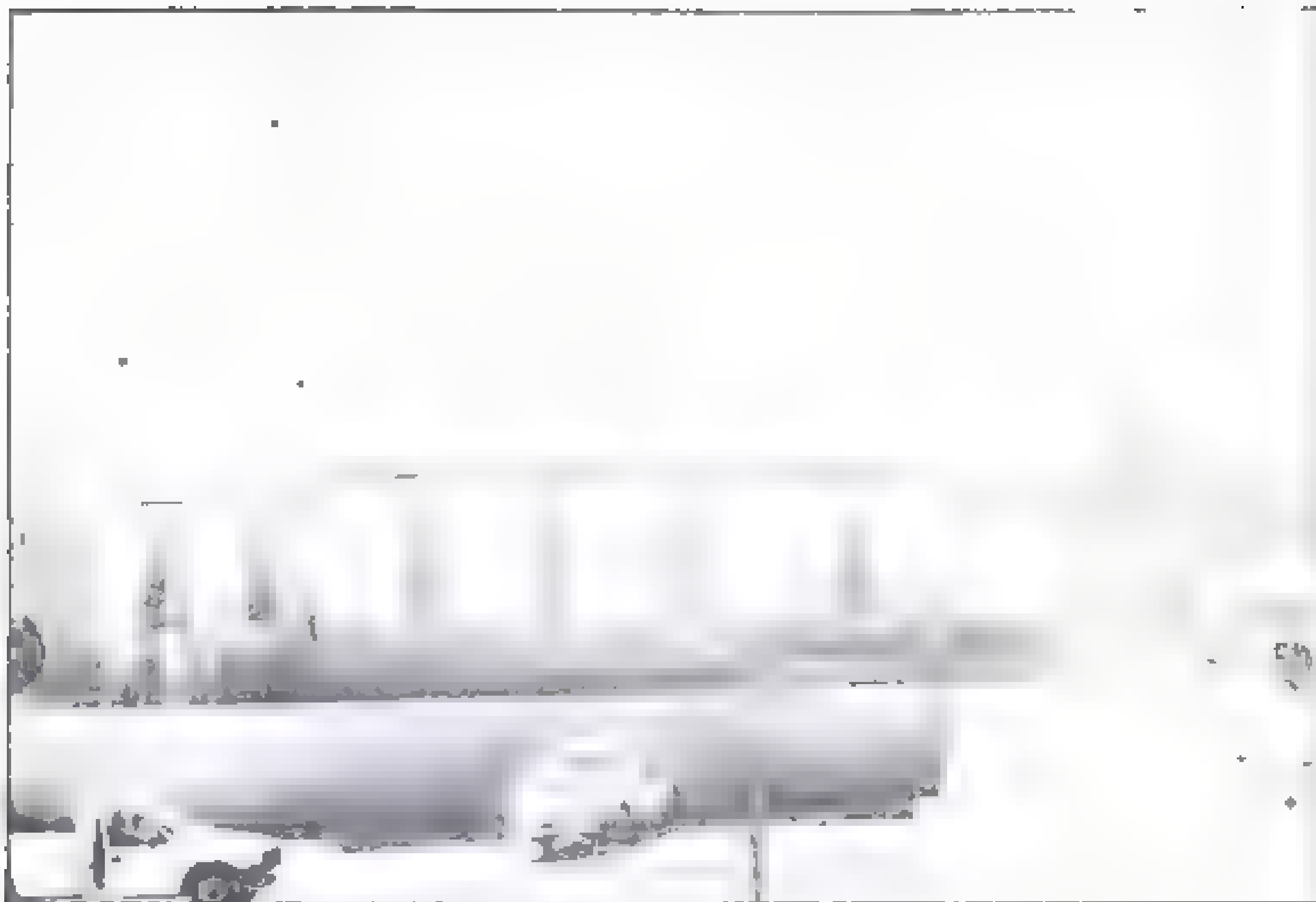
۱۶۔ [illegible] تعلیمات کو سمجھیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر [illegible] کوشش کریں جو مقاصد [illegible] کے وقت [illegible] مقاصد [illegible] باوجود کبھی حاصل نہیں کر پائے ہیں۔ ([illegible] ثقافت [illegible] سیاست، معیشت کے مقاصد) [illegible] مسلمان لوگ جسم ہیں گے [illegible] کے بعد اس ملک میں پاکستان کا مطلب کیا [illegible] عملی تفسیر کا نقشہ کھینچ کر دکھائیں گے۔

حافظ عبدالغفار حافظ (کراچی)

حافظ عبدالغفار حافظ (پ ۱۹۲۸ء) نے بی کام تک تعلیم حاصل کے بعد تجارت کے پیشے کو اپنایا۔ زیارت روضہ رسولؐ اور حج بیت اللہ کی سعادتوں سے اپنے دامن مراد کو بھر چکے ہیں۔ نعتیہ دیوان ارمغان حافظ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔









"قصیدہ رسول تمامی" بھی آپ کا ایک بلند پایہ نعتیہ قصیدہ ہے۔ حافظ صاحب کو قدرت نے نعت کے حوالے سے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ مولانا احمد رضا بریلوی کے معروف سلام کی تضمین لکھ چکے ہیں۔ جو "نگار عقیدت" کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔ ۳۵ سے زائد قدیم و جدید نعت گو شعراء کی نعتوں کی تضمیں لکھ چکے ہیں۔ جو زیور اشاعت سے تا حال آراستہ نہیں ہو سکیں۔ نعت کے حوالے سے آپ تضمین نگاری کے باب میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ نعت میں سیرت رسول کے ساتھ ساتھ جمال رسالتمآب کے اظہار کو بھی ضروری خیال کرتے ہیں۔

۱۔ میں تعلیم کے دوران ہی مصرعے موزوں کر لیا کرتا تھا۔ اس دوران چند نعتیں بھی کہیں مگر میں نے انہیں محفوظ نہیں رکھا تاہم ایک نعت کا مطلع اور مقطع اب تک ذہن میں نقش ہے۔

اے باد صبا لے چل اک بار مدینے میں ہیں جلوہ فگن میرے سرکار مدینے میں
ہو جذبہ دل ایسا اک بار پلک جھپکے جا پہنچے تو اے عبدالغفار مدینے میں

۱۰۔ یہ آرزو تو ہمیشہ ہی رہی ہے۔
۱۱۔ اللہ کے فضل و کرم سے یہ سعادت حاصل کر چکا ہوں۔
۱۲۔ ۱۹۸۵ء میں نعتیہ دیوان "ارمغان حافظ" شائع ہوا۔ اس کے بعد ۲۱۲ اشعار پر مشتمل "قصیدہ رسول تمامی" کی اشاعت عمل میں ہوئی۔ بعد ازاں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے مشہور سلام "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" کی مکمل تضمین کی جو "نگار عقیدت" کے نام سے شائع ہوئی۔ واضح رہے کہ میں نعتیہ شاعری میں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے بہت زیادہ متاثر ہوں۔ "نگار عقیدت" کی اشاعت کے بعد دیگر شعراء کے نعتیہ کلام پر بھی تضمین کہنے کا شوق ہوا۔ الحمدللہ اب تک ۳۵ سے زائد قدیم و جدید شعراء کی نعتوں کی تضمین کر چکا ہوں۔

منصور آفاق (لاہور)

میانوالی کی سرزمین سے علم و ادب کے باب میں جو روشن ستارے طلوع ہوئے ہیں ان میں منصور آفاق کا نام بڑا معتبر ہے۔ منصور کا مجموعہ نعت آفاق نما شائع ہو چکا ہے۔ جس میں اظہار کے بانکپن کے ساتھ ساتھ عقیدت و احترام رسالت سے بھی غفلت نہیں برتی گئی۔ منصور شاعری کے ساتھ کالم نگاری اور ڈرامہ نگاری سے بھی وابستہ ہیں لیکن مزاج میں عشق رسالتمآب کی جو شمع روشن ہے اس کی لو اس کی تخلیقات میں ہر جگہ محسوس ہوتی اور روشنی بکھیرتی دکھائی دیتی ہے۔

۱۔ قدرت مجھ پر بہت مہربان رہی ہے۔ میں نے اس گھر میں جنم لیا جہاں شعور عشق محمدؐ کی روشنی تھی۔ محبت رسولؐ کے اجالے پھیلے ہوئے تھے اور پھر بستیوں اور ہستیوں میں فروغ اسم محمد نے مجھے نعت کی طرف مائل کیا۔ اولین نعت کے دو اشعار مجھے یاد ہیں۔

پھر چاند آ گیا ہے ستاروں کی گود میں ہے چشم اشکبار میں صورت رسول کی
صدیق جل بھی جاتے رفاقت نہ چھوڑتے جبریل سے نبھی نہ رفاقت رسول کی

۲- احمد رضا خان بریلوی۔

۳- محبت میں جب علم و فکر کی حد ختم ہوتی ہے اور جذبے اپنے اظہار کے لیے راہیں تراشتے ہیں تو نعت تخلیق ہوتی ہے۔ یہ وہ پرنور دنیا بخش اس کے حصے میں آتی ہے جس کے قرب میں قدوس ذوالجلال کی رحمتوں کے دریا بہہ رہے ہوتے ہیں۔

۴- نعت دربار سرور کائنات میں حاضری دینے کی ایک صورت ہے اس لئے نعت لکھتے ہوئے سب سے زیادہ احترام کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ یہ وہ دربار عالی مرتبت ہے جس کے بارے میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے فرمایا تھا۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

مجھے اپنا بھی ایک شعر یاد آ رہا ہے۔

جب بھی کعبے کو ڈھونڈنا چاہا
تیرے قدموں کے آس پاس ملا

۵- اس میں کوئی شک نہیں کہ نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے، جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے نعت گو شعراء بہت کم نعت لکھتے ہوئے شرک کی طرف جاتے ہیں۔ ہاں کئی بار ایسی باتیں بھی عالم مجذوبیت میں نوک قلم سے نکل جاتی ہیں جو صرف خواص کے لئے ہوتی ہیں عوام کے لئے نہیں۔

۶- نعت محبت رسول کے جذبے کا اظہار ہے اور جذبے جدید و قدیم نہیں ہوا کرتے۔

۷- میں نعت میں ہر طرح کے تجربے کو جائز سمجھتا ہوں اظہار کے لئے کسی بھی پیرائے پر کوئی پابندی نہیں۔

۸- میں اس بات سے اختلاف کرتا ہوں کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو فروغ ملا۔ اس دور میں صرف اتنا ہوا کہ کچھ درباری شعراء نے اپنی شاعری میں اسلامی اصطلاحات کا استعمال کیا۔ نعت لکھنے والے کل بھی نعت لکھتے تھے اور آج بھی نعت لکھتے ہیں۔

۹- نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کا کام بڑی افادیت کا حامل ہے۔ یہ دیوانگان رسول کی صحرائے عشق میں موجودگی کا اظہار ہے۔ آنے والے کے لئے ماضی کی ایک خوبصورت ترین خبر ہے۔

۱۰- میرا خیال ہے روضہ رسول پر حاضری کی تمنا تو ہر مسلمان رکھتا ہے ایک نعت گو شاعر کی کیفیت تو اس سے کہیں آگے ہوتی ہے۔

۱۱- ابھی تک اس بدقسمت کے مقدر نے یاوری نہیں کی۔

۱۲- جمال مصطفیٰ بھی اپنی جگہ پر کائنات کی ایک بڑی حقیقت سچی ہے اور سیرت رسول زندگی کو خوبصورت تر بنانے کے لئے آخری منزل کا درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے میں تو ان دونوں رویوں پر ایمان رکھتا ہوں۔

۱۳- میں نے نعت میں اپنے عہد کے دکھ اور المیے بارگاہ رسالت میں پیش کرنے کی جسارت کی ہے اور اس چوکھٹ پر حاضری کو انسانیت کے دکھوں کا علاج قرار دیا ہے۔

۱۴۔ نعت گوئی کا عمل بہت زیادہ عظیم ہے مگر نعت خوانی سے نعت کے اثر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۱۵۔ میرا پہلا شعری مجموعہ نعتیہ مجموعہ تھا۔ "اوراقِ نعت" کے نام سے شائع کیا تھا۔

۱۶۔ ایک ثنا خوانِ رسول نئی نسل کو اس کے سوا اور کیا پیغام دے سکتا ہے کہ زندگی کی تمام مشکلات کا حل اسی کے دربار میں حاضری سے ہے جو تمام کائنات کے مولا ہیں۔

قمر وارثی (کراچی)

قمر وارثی (پ ۵ جنوری ۱۹۵۰ء) نے ایم اے تک تعلیم پائی ہے۔ کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن میں ملازمت کر رہے ہیں۔ نعت کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ "شمس الضحیٰ" مطبوعہ مجموعہ نعت ہے جبکہ نعت کا ایک انتخاب "ظہورِ مصطفےٰ" کے نام سے بھی کر چکے ہیں۔ نعتیہ شاعری میں سیرتِ رسول پر زیادہ زور دیتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ بھی ہے کہ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسانیت فلاح اور نجات کو پا سکتی ہے۔ کراچی میں فروغِ نعت کے حوالے سے بھی آپ نے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ جس کے اعتراف میں مختلف علمی و ادبی انجمنوں نے آپ کو کئی ایک اعزازات سے بھی نوازا ہے۔

۱۔ میں سمجھتا ہوں' شاید ہی کوئی مسلمان شاعر ایسا ہو جس نے نعتِ رسولِ مقبولؐ کے حوالے سے بساط عقیدت و محبت اپنے منظوم تاثرات نہ پیش کیے ہوں' اور پھر الحمدللہ! میں سلسلۂ وارثیہ سے وابستہ ہوں' اس اعتبار سے آئے دن میلادِ مصطفےٰؐ کی چھوٹی بڑی تقریبات کے انعقاد کے ساتھ ساتھ گاہے گاہے سماع کی محفلیں میرے گھرانے کے شب و روز کا خاص حصہ رہی ہیں۔ لہٰذا وہ ماحول مجھے اپنے گھر ہی میں میسر آیا جو منزلِ حبِ رسولؐ کی جانب رہنمائی میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس سے بحیثیت شاعر نعت گوئی کی طرف مائل ہونے کے بنیادی محرکات اور کیا ہو سکتے ہیں۔

۲۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت امیر مینائی کی نعتیہ شاعری نے نہ صرف مجھے بے حد متاثر کیا بلکہ میرے فکری رجحان کی سمت نمائی میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مولانا اکبر وارثی' حضرت بیدم وارثی جبکہ اس دور کے نعت گو شعراء میں حضرت منور بدایونی' حفیظ تائب' مظفر وارثی اور حنیف اسعدی کے نعتیہ کلام نے گہرے تاثرات مرتب کئے ہیں۔

۳۔ ہماری توجہ سرکارِ دو عالمؐ کی زندگی کے ان واقعات کی طرف ترجیحی طور پر ہونی چاہیے جو عہدِ حاضر کے مسائل کا حل اپنے اندر چھپائے ہوئے ہیں۔ میرے نزدیک آپ کا اسوۂ حسنہ' آپؐ کی تعلیمات اور اتباعِ رسول' خصوصیت کے ساتھ اس دور کا اہم تقاضا ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت کے اظہار کے ساتھ ساتھ اگر اس اہم تقاضے کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے تو نہ صرف ہماری نعتوں میں تازگی کا احساس پیدا ہو گا بلکہ موضوعات کی یکسانیت سے متعلق وہ روایات آگے بھی بڑھیں گی جو صدیوں کا سفر طے کر کے ہمارا ورثہ بنی ہیں۔

۴۔ ہر چند کہ مبالغہ اپنی تمام تر اقسام کے ساتھ اردو شعر و ادب کی گھٹی میں شامل ہے بلکہ اس کے جمالیاتی رنگ و آہنگ کا خمیر ہی بنیادی طور پر مبالغہ کی آمیزش سے اٹھا ہے مگر کسی بھی نعت گو کے لئے اس بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ محبت اور وارفتگی کی رو میں الوہیت اور نبوت کے درمیان باریک سرحد کو خصوصیت کے ساتھ اپنے

پیش نظر رکھے' جذبات کے دھارے میں بہہ کر اس باریک سرحد سے کسی طور پر بھی تجاوز کا مرتکب نہ ہو' یعنی "با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار" کی تنبیہہ کو پوری طرح ملحوظ رکھے۔ ایک نعت گو شاعر کو اس بات کا بھی خاص خیال رکھنا چاہیے کہ نعت گوئی نہ صرف سرکار دو عالمؐ سے والہانہ عقیدت و محبت کے اظہار کا ذریعہ اور سرور انبیاء کے حضور اپنی تمام تر عقیدتوں اور محبتوں سمیت پورے وجود کو گم کر دینے کا وسیلہ ہے بلکہ اس ذریعہ اور وسیلہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے طہارت لفظ و بیان شرط اول کی حیثیت رکھتی ہے۔

۵۔ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اردو شعر و ادب کی تمام اصناف سخن میں نعت گوئی سب سے مشکل اور انتہائی نازک صنف سخن ہے۔ نبوت اور الوہیت کے درمیان جس باریک سرحد کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے' دراصل یہی باریک سرحد "تلوار کی تیز دھار ہے" کہ اگر تجاوز کیا گیا تو شرک کے' جبکہ دوسری صورت میں منصب رسالتؐ میں کمی اور بے ادبی کے مرتکب ہوئے۔ میں اپنی نعتیہ شاعری کو فکر و نظر کے بھرپور احساس کے ساتھ ایسی کسوٹی پر پرکھتا ہوں۔

۶۔ میرے نزدیک جدید نعت اور قدیم نعت میں اتنا ہی فرق ہے کہ قدیم نعت میں شعراء حضرات نے زیادہ تر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کرنے میں تمام تر فکری توانائی کے ساتھ خالصتاً" بھرپور عقیدت و محبت سے کام لیا ہے جبکہ جدید نعت میں سرکار دو عالمؐ کا سراپا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آپؐ کے اسوہ حسنہ' آپؐ کی تعلیمات' اتباع اور احکامات پر ہی زیادہ زور نہیں دیا جا رہا ہے بلکہ مسائل زندگی کو پیروی رسولؐ سے حل کرنے کی جانب خصوصی توجہ دلائی جا رہی ہے۔ یہ حضور نبی کریمؐ سے اپنی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار بھی ہے اور آج کے عہد کا تقاضا بھی۔

۷۔ یہ امر انتہائی مسرت کا باعث ہے کہ نعت گو شعراء روایتی انداز فکر کے ساتھ ساتھ نعت میں نہ صرف جدید رجحانات کے حوالے سے اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کر رہے ہیں بلکہ نئی اصناف سخن اور جدید اسلوب کو اپنا کر نعت گوئی میں ایک نئے باب کا اضافہ بھی کر رہے ہیں۔ اس زاویہ فکر سے میدان نعت وسعتیں پا رہا ہے اور کلام الٰہی کی حقیقتیں جلوہ گر ہو رہی ہیں۔ اس اعتبار سے عام شاعری کی طرح نعت بھی نظم معریٰ' آزاد نظم' نثری نظم' سانیٹ اور ہائیکو وغیرہ کی صورت میں لکھنا ان شعراء کو بھی نعت گوئی کی دعوت دینا ہے جن کا پیرایہ اظہار یہی جدید اسالیب و رجحانات ہیں۔ میرے نزدیک چراغ سے چراغ اسی طرح جلتا ہے۔

۸۔ نعت کے دور کے حوالے سے جہاں تک ضیاء الحق مرحوم کے دور کی بات ہے تو یہ حقیقت قطعی واضح ہے۔ اگر ہم ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۷ء تک کے تیس سالہ دور کا جائزہ لیں تو اس نتیجے تک پہنچنا مشکل نہ ہو گا کہ اس عرصے میں نعت خوانی کی محفلیں اور نعتیہ مشاعرے تبرکاً ہوتے رہے ہیں اور اس دوران نعتیہ مجموعوں کو انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے جبکہ ضیاء الحق مرحوم کے گیارہ بارہ سالہ دور میں نعت خوانی اور نعت گوئی کو پروان چڑھنے کا خوب خوب موقع ملا۔ نعت خوانی کی محفلیں اور نعتیہ مشاعرے مذہبی و ادبی اعتبار سے ہماری ثقافت کا خاص حصہ بن گئے جبکہ نعت کے حوالے سے نظم کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی اس قدر کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں جن کا شمار کرنا کسی تحقیقی عمل سے کم نہیں۔

۹۔ یوں تو نعت کے باب میں تنقید و تحقیق پر کم و بیش ہمارے ملک کے تمام صوبوں میں خاصا کام ہوا ہے جس میں شہر کراچی کو نمایاں حیثیت حاصل ہے کہ یہاں ادیب رائے پوری جیسے قابل قدر جذبے کے حامل افراد موجود ہیں لیکن اس باب میں سرزمین پنجاب میں جس قدر چراغ روشن کئے گئے ہیں وہ یقیناً" تاریخی حیثیت کے حامل ہیں۔ بیشتر تنقید و

تحقیق نگاروں نے تو اپنے آپ کو اسی کام کے لئے وقف کر دیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے ارباب بست و کشاد خصوصیت کے ساتھ لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے نعت کے حوالے سے کئی قلمکاروں کو پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کا موقعہ فراہم کیا۔ تنقیدی و تحقیقی کاموں اور پی ایچ ڈی کے مقالوں کے نتیجے میں جس قدر مواد حاصل ہوا ہے وہ نعت کے باب میں گرانقدر سرمایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس حقیقت کی روشنی میں میرے نزدیک اس کی حیثیت اور افادیت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ موجودہ نسل اور آنے والی نسلیں اس گرانقدر سرمایہ پر فخر کر سکتی ہیں بلکہ اپنے ذہنی' فکری' عملی اور ادبی جذبے کے تحت اس میں مزید اضافے کی جانب سفر بھی کر سکتی ہیں۔

۱۰۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کی تمنا تو میرے دل میں اس وقت سے تھی جب میں نے نعت کے حوالے سے ایک مصرعہ بھی نہیں کہا تھا۔ یہ تمنا تو میری زندگی کا سب سے اہم سرمایہ ہے کہ اسی تمنا کی کسک نے مجھے غزل کے ساتھ ساتھ نعت گوئی کی طرف سفر کرنے کا وہ جذبہ عطا کیا جس نے میری دنیا ہی بدل دی۔ مدینہ منورہ سے دوری کا احساس خصوصیت کے ساتھ نعت کہتے وقت شدید رہا' اس عالم میں اکثر آنکھیں بھی دھندلا جاتی تھیں اور کبھی کبھی سینہ قرطاس پر چلتے چلتے قلم بھی رک جاتا تھا۔ درحقیقت مدینہ منورہ سے دوری کے احساس کی شدت ہی وہ شعلہ ہے جس نے میرے دل میں حاضری کے یقین کی شمع روشن کر دی۔ اس کیفیت نے مجھ سے نعت کا یہ مطلع کہلوایا۔

حضورؐ اپنے غلاموں کو یاد رکھتے ہیں	اس اعتقاد پہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں

۱۱۔ الحمد للہ! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے میرا پہلا نعتیہ مجموعہ "شمس الضحیٰ" کے نام سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آیا اور مجھے اگلے ہی سال یعنی ۱۹۸۸ء میں میرے پیارے آقا نے اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم سے اذن حضوری کا شرف عطا فرما دیا' پھر کیا تھا زندگی میں بہار آ گئی۔ اللہ کے خاص کرم اور سرکار دو عالمؐ کی رحمتوں کی کوئی انتہا ہے کہ مجھ جیسا کم مایہ شخص اب ہر سال عمرے اور مدینہ منورہ کی حاضری سے سرفراز ہو رہا ہے۔ یہ سرکار مدینہؐ کی خاص عنایت ہے کہ مدینہ منورہ میں حاضری کے دوران ہر مرتبہ کم از کم ایک نعت کہنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ میں نے جب بھی حضورؐ کے دربار میں حاضر ہو کر اسی مقدس سرزمین پر نعت کہنے کی تمنا کا اظہار کیا' اللہ نے اپنے حبیبؐ پاک کے صدقے میں میری اس دعا کو قبول فرمایا۔ گزشتہ سال ماہ ربیع اول میں جب حاضری کا شرف حاصل ہوا' اور میں فجر کی نماز کے بعد حضورؐ کے دربار میں حاضر ہوا تو سلام و درود کے بعد حسب سابق نعت کہنے کی تمنا کا اظہار بھی کیا' پھر کچھ لمحے حضورؐ کے قدموں میں رہ کر جنت البقیع چلا گیا۔ ابھی میں حضرت عثمانؓ غنی کی قبر مبارک پر فاتحہ خوانی سے فارغ ہوا ہی تھا کہ نعت کا ایک مطلع ذہن کے پردے پر ابھر آیا۔ مطلع کیا ہوا کہ میری کیفیت ہی عجیب ہو گئی اور میں دیوانہ وار ان چھوٹے چھوٹے راستوں پر دوڑنے کے سے انداز میں چلنے لگا جو جنت البقیع میں قبروں کے درمیان بنائے گئے ہیں۔ ایسی کیفیت اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی اور ہوتی بھی کیسے کہ اس سے پہلے مجھے ایسا مطلع عطا ہی نہیں کیا گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس مطلع سے پیدا ہونے والی کیفیت کو لفظوں میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ نعت کا مطلع تھا۔

اب کہاں جاؤں، تڑپتے دل کی یہ خواہش نکال
اے مدینے کی زمیں میری بھی گنجائش نکال

ایک بار پھر اللہ سے دعا کی کہ مجھے اس زمین میں مزید اشعار کہنے کی توفیق عطا فرما۔ میں اس کرم، اس عنایت اور اس خاص عطا کو کیونکر بیان کر سکتا ہوں کہ دو تین قیام کے دنوں کی تکمیل سے پہلے اس زمین میں مجھے مکمل نعت سے نواز دیا گیا۔

۱۲۔ درحقیقت حمد، نعت اور سیرت رسولؐ دو اہم موضوع ہی نہیں بلکہ نعت کی روح ہیں۔ میرے خیال سے یہ دو مختلف رویے ضرور ہیں مگر ان دونوں رویوں کی آمیزش کے بغیر نعت کا حق ادا ہی نہیں ہو سکتا۔ یوں تو سرکار دو عالمؐ کی ذات پاک سراپا روشنی ہے مگر آپؐ کی ذات کے یہ دو ایسے اہم ترین پہلو ہیں جو ہمیں زندگی کو خوبصورت ترین بنانے اور اللہ کی رضا کا راستہ اختیار کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

۱۳۔ میں نے اپنی نعتوں میں جہاں معجزے اور سیرت رسولؐ کے ساتھ ساتھ آپؐ کے اسوۂ حسنہ اور آپؐ کی تعلیمات کو خصوصیت کے ساتھ اشعار میں ڈھالنے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔ زیادہ تر غزل کی ہیئت میں نعتیں کہی ہیں۔ اس کے علاوہ مسدس، مخمس، قطعات، رباعیات اور ہائیکو میں بھی نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ نعت کے حوالے سے نظم کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی قلم اٹھایا ہے اور مختلف عنوانات کے تحت تفصیلی مضامین قلمبند کیے ہیں جن میں "نعت اور اس کا تقدس" قابل ذکر ہے۔

۱۴۔ دونوں کا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت کے اظہار سے ہے۔ فرق یہ ہے کہ اول الذکر کا ذریعہ خوش الحانی اور ثانی الذکر کا ذریعہ علمی، ادبی، فکری اور تحقیقی عمل ہے۔ یہ فرق کوئی معمولی فرق نہیں ہے کیونکہ نعت کی تخلیق کے بغیر نعت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ نعت گوئی خوش الحانی کی محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے تخلیقی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ کسی حد تک گنگنا لینے کی بھی توفیق دی ہے اس لئے کبھی کبھی خصوصیت کے ساتھ نعت خوانی کی محفلوں میں ترنم سے بھی پڑھ لیتا ہوں ورنہ مشاعروں میں عموماً" تحت اللفظ میں ہی پڑھتا ہوں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے حوالے سے فی الحال ذاتی طور پر ایسی خدمات نہیں ہیں جو قابل ذکر ہوں۔ البتہ تیس سے نعتوں پر مشتمل ایک مجموعہ "شمس الضحیٰ" ایک نعتیہ انتخاب "ظہور مدینے" کی اشاعت گزشتہ چار سال سے ہر سال ۱۰ ربیع الاول کو اپنے غریب خانے پر پابندی کے ساتھ ایک طرحی نعتیہ مشاعرے کا انعقاد اور چند مضامین تک اپنے آپ کو لا چکا ہوں۔ اسی طرح اجتماعی طور پر ایک ادبی ادارے بزم ارباب سخن پاکستان کے معتمد عمومی اور ایک مذہبی و ادبی ادارے بزم ظہوریہ چشتیہ کراچی کے معتمد نشر و اشاعت کی حیثیت سے دیگر تقاریب کے ساتھ ساتھ نعتیہ مشاعروں اور مذاکروں کے انعقاد میں اپنا سا کردار ادا کرتا رہا ہوں۔ علاوہ ازیں کراچی سے شائع ہونے والے نعتیہ مشاعروں اور مذاکروں میں اپنے عملی تعاون کو عبادت تصور کرتا ہوں اور گزرتے ہوئے لمحوں کے ساتھ ساتھ ان تمام کاموں کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرنے میں مصروف ہوں۔

۱۶۔ خالق کائنات کے بعد اس کے پیارے حبیبؐ کا ذکر تمام تر خصوصی عبادتوں میں سے ایک ہے۔ ہماری فلاح اسی میں ہے کہ ہم اللہ اور اس کے محبوبؐ کی ذات مقدسہ کے ذکر سے غافل نہ رہیں۔ آپ کو قدرت نے جن صلاحیتوں

سے نوازا ہے' دین کے دائرے میں رہ کر اور اسلامی اصولوں کی روشنی میں انہیں بھرپور طریقے سے بروئے کار لائیں۔ اگر آپ کو اللہ نے شعر کہنے کی صلاحیت بخشی ہے تو نعت گوئی کی طرف خصوصی توجہ دیں اور خاص طور پر حضورؐ کے اسوہ حسنہ' سیرت پاک اور سرکارؐ کی تعلیمات کو کثرت سے نعت کا موضوع بنائیں تاکہ ہمارے آقائے نامدار فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو روشنی لے کر آئے وہ عام ہو' ظلمتیں کافور ہوں اور بھٹکے ہوئے بندے راہ راست اختیار کر سکیں۔ اللہ کی خوشنودی اور آقائے دو جہاں کی قربت حاصل کرنے کا اس سے بہتر اور کوئی راستہ نہیں۔

قمر حجازی (اوکاڑا)

محمد اشتیاق قمر حجازی (۲۹ ستمبر ۱۹۵۰ء) اوکاڑہ کے رہنے والے ہیں۔ محکمہ تعلیم سے بطور ٹیچر وابستہ ہیں۔ معروف شاعر اقبال صلاح الدین کے شاگرد ہیں۔ اردو اور پنجابی میں نعت لکھتے ہیں۔ کئی ایک مجموعہ ہائے نعت و مناقب لکھ چکے ہیں۔ جو عام طور پر پاکٹ سائز میں شائع ہوئے ہیں۔ مقامی رسالوں میں بطور سب ایڈیٹر بھی کام کیا ہے جبکہ نثر میں بھی کئی مضامین اخبارات و رسائل کی زینت بن چکے ہیں۔ فروغ نعت کے سلسلے میں خاصا کام کیا۔ قمر کی نعتیہ شاعری سادگی اور پرکاری کی آئینہ دار ہے۔ انہوں نے احترام رسالت مآب کو پیش نظر رکھتے ہوئے نعت کہی ہے۔ جمال رسول کے حسین اور دلکش نمونے بھی آپ کی نعت میں عام ملتے ہیں۔

۱۔ عشق رسولؐ اور دین سے لگاؤ نعت گوئی کا سبب بنا۔ والدین کی اولین تربیت کے اثرات کا تقاضا نعت کی صورت اختیار کر گیا۔

۲۔ ریاض رسولؐ میں چہکتا ہوا ہر بلبل بھلا محسوس ہوتا ہے۔

۳۔ عشق کی کائنات کے اپنے اصول و ضوابط ہوتے ہیں۔ جذبہ کسی قید کو قبول نہیں کرتے۔

۴۔ محبوب کبریا کے حضور جتنے احترام کے تقاضے لازم ہیں وہی اصول نعت گوئی کے لئے ضروری ہیں۔

۵۔ نعت گوئی ہدیہ عقیدت و محبت ہے قرآن پاک نعت گوئی کے پرکھ کا اعلیٰ معیار ہے۔ میرا اپنا ایک شعر ہے۔

گویا قرآن مقدس ہے صحیفہ نعت کا ۔۔۔ تیس پاروں میں بیاں ہے آپؐ ہی کی ذات کا

۶۔ کبھی جمال مصطفےٰ نعت کا عنوان بنا اور کبھی کمال مصطفےٰؐ ہم دونوں سے اتفاق کرتے ہیں۔

۷۔ جیسے جیسے شعور اور تجربات آگے بڑھیں گے ہر صنف میں نعت تخلیق ہو گی۔

۸۔ کسی حد تک حوصلہ افزائی ہوئی۔

۹۔ یہ عمل قابل قدر ہی نہیں بلکہ بہت ضروری ہے۔

۱۰۔ جب بھی نعت کہی تو میری حالت اس مچھلی کی سی رہی ہے جو پانی سے باہر سر ریگ پڑی ہو۔

شفیع دوجہاں کی جس گھڑی میں نعت لکھتا ہوں ۔۔۔ فرشتے آسماں سے رحمتیں برسانے آتے ہیں

۱۱۔ علم اور عمل' چاند اور چاندنی الگ الگ نہیں کیے جا سکتے۔ جب سیرت پاک کا ذکر ہو گا تو جہاں مصطفیٰ کا تذکرہ بھی

ہو گا۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

۱۳۔ آزاد نظم' ہائیکو' سی حرفی' ماہیا اور پابند نظم کی صورت میں اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں نعت کہی ہے۔

۱۴۔ نعت کہی ہے۔ غم جاناں سے فرصت ملے تو غم دوراں کی بات کریں۔ نعت خوانی کی غنائیت نصیب نہیں۔

۱۵۔ نعتیہ مشاعرے منعقد کروائے اور دوستوں کو نعت لکھنے کی ترغیب دی۔

۱۶۔ ۔ بجز حب نبیؐ کیا ئے ایماں ہو نہیں سکتا۔ بقول حضرت اقبال

بمصطفیٰ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بو لہبی ست

محمد فیروز شاہ (میانوالی)

محمد فیروز شاہ (پ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۳ء) گورنمنٹ کالج میانوالی میں اردو کے استاد ہیں۔ شعری مجموعے "دریچہ" اور "طلوع" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ نثری مضامین کا انتخاب "تحمل درد" کے عنوان سے حال ہی طبع ہوا ہے۔ کئی ایک کتب زیور طباعت سے آراستہ ہوا چاہتی ہیں۔ مختلف ادبی ایڈیشنوں میں میانوالی کے حوالے سے ادبی کالم لکھتے رہے ہیں۔ وطن عزیز کے معروف ادبی پرچوں میں مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ جدید غزل کے حوالے سے نئی نسل کے ممتاز شاعر ہیں۔ نعت کا کوئی مجموعہ تو طبع نہیں ہوا البتہ نعت میں تازہ لہجے کے خوبصورت شاعر ہیں۔ نعت کے تسینی پہلو سے بخوبی آشنا ہیں اور اسے تحقیقی سطح پر پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ ۔ ۔ میرے آقا نے جب فرمایا کہ اشاعت دین کے فریضے میں کون ہے جو اشعار کی تاثیر کے ساتھ میرا ہاتھ بٹائے تو حضرت حسانؓ بن ثابت نے سر تسلیم خم کرنے کی سرخروئی حاصل کی۔ میرے دل میں ہلچل مچی اور حضرت حسانؓ کی خوش نصیب شاعری سے نسبت کی آرزو سدا بہار خوشبو بن کر رگ و پے میں بکھر گئی۔ میری تخلیق کائنات نکھر گئی اور حرف و خیال کے جمال سے حیات سنور گئی ---- نعت نبیؐ میرے قلم کا سربلند علم بن گئی اور میں زندگی کا جواز پا کر جی اٹھا۔ اولین نعت کے دو اشعار یاد آ رہے ہیں۔

ترے وصال کی چاہت ہے زندگی کا جواز
ہے تیرا نام اذاں تیری یاد میری نماز
مگر ہے پھر بھی مرے دل میں تیرا عکس جمال
میں اک نشیب کی ندی ہوں تو ہے ماہ فراز

۲۔ خود احسن الخالقین نعت مصطفیٰ کہتا ہے ---- "اور ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا" ---- اور کائنات بھر میں نعت نبیؐ کی گونج ہے ---- میں کس کس کا ذکر ہوں ---- غالب نے صرف ایک شعر کہا اور غالب ہو گیا ---- اقبالؒ نے محبوب انسانیت کے جمال کو اپنی شاعری کا اوج کمال بنایا اور ملت کا اقبال ہو گیا ---- مجھے حضرت احمد رضا خاں بریلویؒ حفیظ تائب اور عارف عبدالمتین کی عقیدتیں اپنی زیست کی ہمراز و ہمسفر لگتی ہیں۔

۳۔ میں سمجھتا ہوں نعت لکھنا در حبیبؐ پر پلکوں سے دستک دینے کا عمل ہے۔ مدح رسول میں لکھا ہوا ہر حرف لفظ کی تاریخ میں سرخرو روایتوں کا امین ہوتا ہے۔ مسافت شعر میں یہ وہ صراط مستقیم ہے کہ جہاں قدم قدم سر کے بل چلتے ہوئے عقیدت مند جذبے ایک والہانہ وارفتگی کے ساتھ صادق عشق کی روایتوں سے سرشار ہوتے ہیں ---- ہمارے

یہ الفاظ اور اشعار تو سوت کی "انٹیاں" ہیں۔ حسن اصلی کے چاہنے والوں میں اپنا نام لکھانے کی قلبی تمنا کا وسیلہ اظہار ——— یہ دلوں اور محبتوں کے جہانوں اور زمانوں کی باتیں ہیں ——— ایک ان دیکھی کائنات کے خوبصورت اسرار میں اپنے خواب تلاش کرنے کی یہ سعی بصارتوں کو بصیرتوں کی ثروتوں سے مالا مال کر دیتی ہیں اور اجڑے ہوئے گھروں میں شادماں رتوں کو آباد کر دیتی ہیں ——— رحمتوں کے تمام ابواب کھل جاتے ہیں —— اور لفظ اور جذبے سرفرازیوں سے ہمکنار ہو جاتے ہیں ——— لفظ' لمحہ' یا انسان ——— جس نے بھی یہ آب حیات پی لیا' امر ہو گیا ——— عشق تو خود امرت ہے اور جب مقصود کائنات سے دلی وابستگی کا اعزاز بھی مقدر ہو جائے تو کامرانی اور شادمانی ایک ساتھ قدم بوسی کو بڑھ آتی ہیں اور سب سے بڑی کامیابی اور شادابی تو محبوب پاکؐ سے نسبت ہے۔ جسے یہ نصیب ہو گئی اسے اور کیا چاہیے؟ انہی سوچوں کے درمیان میں کہیں قیام کر کے میں نے یہ اشعار کہے تھے۔

نعت کیا ہے حسن کے سردار جذبے کا جمال — چشم عشق و اشک سے دیکھے ہوئے منظر کی آل
نعت نسبت کے سہانے نور کی صبح ظہور — شب کے تنہا موسموں میں گونجتی بانگ بلالؓ
حسن کامل کی ازل سے تا ابد توصیف' نعت — جس کے ورد پاک سے "فیروز" کہتے ہیں ملال

۴۔ عشق کی سیلابی عقیدت میں اس صداقت کو بہر صورت نگاہ میں رکھنا چاہیے کہ

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر — نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید این جا

۵۔ ایک ایک لمحہ لرزتا کانپتا رہا ہوں' میں تو نعت لکھتے ہوئے۔ لیکن میرے من کی عقیدتوں نے مجھے اپنے شفیق آقا کے قدوم میمنت لزوم میں حرف و جذبہ کا سر رکھ دینے کی جسارت دی ہے۔ میں تو اس کائنات کا سب سے گناہ گار فرد ہوں' پر میرا آقا رحمت اللعالمین ہے۔ بس اسی امید پہ میرے حرف زندہ ہوتے ہیں۔

۶۔ قدیم و جدید کی اصطلاحیں اس دور کے دانشوروں کی بحثوں کا مواد فراہم کرنے کے لئے ہیں۔ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ عشق رسولؐ ہر زمانے میں اور ہر زمین پر دلوں کی سرزمین کو شادابیاں عطا کرنے کا وسیلہ رہا ہے' ہے اور رہے گا ——— بدلتی ساعتوں کے ہر رنگ بلکہ انگ انگ پر جس غیر مبدل سچائی کا راج ہے وہ عشق مصطفیٰ کا جذبہ ہے جو ہر دور میں انسانوں کو زندگی کا قرینہ عطا کرتا ہے!

۷۔ سانچہ کوئی بھی ہو اصل معیار تو تخلیق کا دیکھا جایا کرتا ہے ——— یہ اصناف ادب ابھی نئی ہیں لیکن عشق و عقیدت کی گلاب رتوں کی سفید ہونے کی توقیر جس نے بھی حاصل کر لی۔ تاثیر کی جاگیر اس کی راجدھانی ہو جائے گی اور

ایں سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۸۔ ہر دور آقائے نامدار کا دور ہے۔ ہر زمانہ حضورؐ کی عقیدتوں کا آستانہ ہے۔ لمحوں اور دنوں پر آپ کی حکومت ازل اور ابد کی بے کراں گھڑیوں پر محیط ہے۔ ذرائع ابلاغ کے وسائل عشق کے مسائل کا حل پیش نہیں کر سکتے۔ یہاں تو محبوب کے نام پر ملنے والے زخم بھی پھولوں سے زیادہ پیارے لگتے ہیں۔ یہ تو دنیا ہی کوئی اور ہے ——— شہرت اور

چہرہ نمائی کے اشتیاق میں لکھی ہوئی نعتوں سے بہت زیادہ ان لفظوں کی وسعتیں وجود پذیر ہوا کرتی ہیں جو عشق مصطفیٰؐ کے سرور میں مخمور ہو کر صرف اور صرف اپنے عقیدت بھرے جذبوں کو زبان دینے کے ذوق سے مرصع ہو کر ظہور میں آئیں ۔۔۔ اہل عشق اہل دل ہوا کرتے ہیں ان کا تعلق ظاہر سے زیادہ باطن سے ہوتا ہے۔ رومی، جامی، احمد رضا خاں جس دور میں تھے اسے آپ نعت کا دور نہیں کہیں گے کیا؟ اور پھر دور تو آپؐ کے در سے زندگی پا کر لوٹتا ہے۔ زمانے اور دور تو زندگی پاتے ہی اسم محمدؐ کے فروغ سے ہیں اور پھر وقت ہی کے حوالے سے دیکھنا ہے تو عہد تو وہ کامگار تھا کہ جس کے بارے میں اقبالؒ نے کہا۔

خوشا وہ دور کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

اور یہ اسی حسن بھرے دیدار ہی کی تو عطا تھی کہ حسان جیسا نعت گو شاعر ملا تھا پھر کس زمانے کے نصیب میں حسانؓ کا ثانی آ سکا ہے؟ ۔۔۔ رہی موجودہ دور کی بات تو ایک دکھ نے مجھے گھیر رکھا ہے ۔۔۔ انوار ظہوری کا شعر ہے

ہم نے کس دور میں کھولی ہیں، ظہوری، آنکھیں
ان کو دیکھا، نہ انہیں دیکھنے والا دیکھا

یہ ہجر کی کرب انگیز گھڑیاں لفظوں میں سوز و گداز کا راز آشکارا کرتی ہیں اور میرے عہد کا شاعر اپنے دل کے درد کو بکھیرنے لگتا ہے۔ ہمارے عہد کی نعت دیدار کے انتظار میں تڑپتی آنکھ سے گرے ہوئے اشکوں کی وہ سلک مروارید ہے جو ہمارے زمانے کی متاع عزیز ہے۔

۹۔ باحترام کہنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ کماحقہ، تنقید و تحقیق کا کام نہیں ہو سکا اس شعبہ میں اگرچہ ادارہ نقوش، ادارہ سیارہ ڈائجسٹ اور شخصی سطح پر ڈاکٹر ریاض مجید، ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی اور کچھ دیگر اہل علم و تحقیق نے بہت محنت اور لگن سے اس کام کو کارنامے کی سرحدوں میں داخل ہو کر سرانجام دیا تاہم ابھی ضرورت ہے دیگر علمی اور ادبی اداروں اور محققین کے اس طرف آ کر دل و جاں سے اس بحر زخار میں سے گوہرہائے آبدار نکال لانے کی ۔۔۔۔!

۱۰۔ یہ تمنا تو میری روح کی ہم عمر ہے ۔۔۔۔ اپنی تخلیق کے لمحہ اول سے ہی اپنے آقا کے قدموں پر آنکھیں رکھ دینے کے خواب ہمراہ لے کر آتی ہوئی روح دوری کے اضطراب سے ایک نیا انقلاب لکھنا چاہتی ہے ۔۔۔۔ اس خاک پاک کو سرمہ چشم بنا کر وہی جانفزا منظر پھر دیکھنا چاہتی ہے کہ جب لب محبوبؐ سے جھڑنے والے پھول دامان عقیدت میں سمیٹنے کی رتیں راج کرتی تھیں ۔۔۔۔ کہ سبز گنبد کے سایوں میں زندگی کرنا ہی اصل حیات ہے ۔۔۔۔!

۱۱۔ یہی آرزو تو عمر بھر کی جستجو کا عنوان ہے ۔۔۔۔ کبھی یہ سفر منزل نصیب ہو سکے تو میں خوش نصیب یادوں کا امین ہو سکوں اور زندگی تابندگی بن جائے ۔۔۔ اللہ کرے وہ لمحہ جلد آئے بہت جلد۔

۱۲۔ میں سمجھتا ہوں یہ دونوں الگ نہیں ۔۔۔۔ کہ جمال نام ہی سیرت مصطفیٰؐ کا ہے اور سیرت پاک ہی حسن و جمال کا اوج کمال ہے ۔۔۔ حضورؐ کی سیرت اور آپؐ کے سراپا مبارک کا بیان دراصل ایک ہی سرچشمہ حسن کے دو دھارے ہیں ۔۔۔ آپؐ کے پیکر حسین کی تمام تر رعنائی حضورؐ کے کردار کی توانائی سے ہم آہنگ ہے اور آپؐ کی سیرت کا سارا

حسن اس دلکشی کا عکس ہے جو رب کائنات کے محبوبؐ کی شخصیت میں ہے ---- سو سراپا نگاری ہو یا سیرت نویسی اصل بات تو عشق کے سچے جذبوں کے اظہار کی ہے۔!

۱۳۔ "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" --- میں کیا اور میری حیثیت کیا ---- بس ایک عاجزانہ اظہار عقیدت و عشق ہے کی دھڑکنوں کا رازدان ہوا ---- نئی عصری حسیت اور جدید لفظیات "آقائے دو جہاں کے قدموں میں لاکھڑا کرنے کی سعی میری تخلیقی مساعی کا سرنامہ ہے!

۱۴۔ ایک جگہ آواز سعید ساعتوں کا اعزاز بنتی ہے تو دوسری جانب الفاظ صادق جذبوں کے ہمراز بن کر نمود کرتے ہیں --- پر --- اصل میں دونوں ایک ہیں --- کہ اس دل نواز عمل میں عقیدتوں --- سچی عقیدتوں کے بغیر کسی بھی جگہ کامرانی نہیں ملتی ---- عشق حقیقی ہی شرط اول ہے دونوں جانب --- جب تک آرزو بھی باوضو نہ ہو --- نعت کہی یا لکھی ہی نہیں جا سکتی۔ طہارت فکر و عمل ہی اساسی اثاثہ ہے یہاں ---- میں سوچتا ہوں کاش میں روضۂ رسولؐ میں چہکنے والے کسی بلبل جیسا خوش مقدر ہوتا!

۱۵۔ یہ تو بہت بڑی سعادت ہے ----- میں حقیر فقیر کیا حیثیت رکھتا ہوں ---- یہ ضرور ہے کہ سدا نعت کہہ کر راحت حاصل کی محافل نعت کا انعقاد بھی قلبی تسکین کے لئے کرتا ہوں ---- فروغ نعت تو خود خالق کائنات فرماتا ہے ---- "ورفعنالک ذکرک"

۲۰۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کی رحیم و کریم ذات نے اس پر تقصیر کو ثنا خوان رسولؐ ہونے کا افتخار بخشا۔ یہ

روشنی کی آبجو پہ وقت کا پہلا وضو صبح نو کا چہرہ شاداب ہے عشق نبیؐ

غلام زبیر نازش (گوجرانوالہ)

غلام زبیر نازش (پ یکم جنوری ۱۹۵۳ء) نے علمی اور دینی ماحول میں آنکھ کھولی۔ والد ماجد عالم دین اور خطیب تھے۔ نازش محکمہ تعلیم سے بطور معلم وابستہ ہیں۔ "حرف حرف عقیدت" پہلا مجموعہ نعت ہے' جو طبع ہو چکا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت' مدحت میں ادب و احترام کے حوالے سے آپ کی نعتیہ شاعری معیار کا درجہ رکھتی ہے۔ نعت کے مروج مضامین آپ کے ہاں عام ملتے ہیں۔

۱۔ میں نے جس ماحول میں آنکھ کھولی۔ وہ صلوۃ و صوم کی وجد آفریں صداؤں سے معمور تھا۔ یہی ماحول میرے قالب میں ڈھلتا اور میری فکر میں راسخ ہوتا رہا۔ شعری صلاحیتوں سے بہرہ ور ہونے کے بعد قلم اٹھایا تو نعت رسولؐ میرے جذبات کی ترجمان بن گئی۔ اولین نعت کے چند شعر۔

خوشبوئے گل نعت سے صفحات ہیں مہکے
ہر لفظ ہے پھولوں کی طرح مدح نبیؐ کا

ہر گام پہ ملتے ہیں وہاں ساغر رحمت
ہے ذکر مدینے میں کہاں تشنہ لبی کا

کیا آئے پسند اس کو شہنشاہ کا ایواں
نظارہ کیا جس نے محمدؐ کی گلی کا

لے سانس بھی آہستہ سر گنبد خضری
نازش ہے بہت خدشہ یہاں بے ادبی کا

۲۔ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حفیظ تائب۔

۳۔ نعت اس پیکرِ بے مثال کی مدح و ثنا ہے جن کو خدا نے قرآن میں رحمۃ اللعالمین کے خطاب دل نواز سے سرفراز فرمایا ہے۔ نعت کے حوالے سے میرا نظریہ اور سوچ یہ ہے کہ نعت عشقِ رسولؐ میں اس طرح ڈوب کر لکھی جائے کہ اس کا ہر قاری اور سامع حبِ مصطفیٰؐ سے سیراب ہو جائے۔ گزشتہ چند سالوں سے کچھ عوامی شعراء نے فلمی طرزوں پر نعتیں لکھیں۔ جس سے مدحتِ مصطفیٰ کا وقار مجروح ہوا ہے۔ ایسی فلمی طرزوں پر لکھی گئی عامیانہ نعتوں سے پرہیز ضروری ہے۔

۴۔ نعت گوئی ایک نازک صنفِ سخن ہے اس لئے ہر نعت گو کو اس میں احتیاط و ادب لازم ہے تاکہ کسی وقت بھی حمد اور نعت کے پاکیزہ مضامین باہم متصادم نہ ہوں۔ نعت مضامین قرآن اور سیرت سرورِ دو جہاں کی آئینہ دار ہونی چاہیے۔ اس لئے نعت گو کے لئے مطالعہ قرآن و حدیث از بس ضروری ہے۔ نعت گو کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جس وقت نعت لکھنے بیٹھے تو باوضو ہو کر مدحتِ مصطفیٰؐ کا آغاز کرے تاکہ صفات و حسناتِ حضورؐ کا حقیقی معنوں میں اظہار ہو سکے۔

۵۔ حقیقتاً" نعت نگاری نہایت مشکل کام ہے۔ لوگ اس کو آسان کام خیال کرتے ہیں اس میں تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت تک جا پہنچتا ہے اور اگر کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ حمد نگار کے لئے میدان وسیع ہے۔ وہ جس قدر آگے بڑھے بڑھ سکتا ہے۔ مگر نعت نگار کے لئے سخت حد بندی ہے۔ نعت میں افراط، تفریط کا شکار ہونے والے شعراء عظمت و شانِ رسالت سے نا آشنا دکھائی دیتے ہیں۔ اگر اس بارگاہ عرش پناہ میں معمولی سی بھی بے ادبی ہو جائے تو زندگی کی جملہ عبادتیں بے اثر اور بے کار ہو جاتی ہیں۔

۶۔ جس شعر کو ذات حبیبِ خالق کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے وہ نعت کے زمرے ہی میں آتی ہے۔ قدیم نعت کا جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو حسن و جمالِ مصطفیٰؐ اور صورت و سیرتِ حضورؐ کے تذکرے ہمارے دل و دماغ کو منور و معطر کرتے ہیں۔ مگر دورِ حاضر میں جدید نعت کے تقاضے بڑھ گئے ہیں۔ نعت گو حسن و جمالِ رسول کے بغیر اپنے اشعار کی زینت نامکمل سمجھتا ہے اور ذکرِ گیسوئے والیل کے بغیر مشامِ جاں کو معطر بھی نہیں کر سکتا۔ اس وابستگی کے باوجود آج کا نعت گو نسبتِ حضورؐ کے حوالے سے اپنی ذات کی شناخت اور اپنے عہد کی پہچان بھی کرواتا ہے۔ شاعر اپنی ذات کو امتِ محمدیہ کا ایک حصہ تصور کرتا ہے اور براہِ راست حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی مصائب اور اجتماعی مشکلات کی فریاد کرتا ہے اور اشکوں سے باوضو ہو کر سرکارِ دو جہاں کو فسانہ غم سناتا ہے۔

۱۰۔ درِ حبیبؐ کی تمنا ہر صاحبِ ایمان کا حاصلِ زندگی اور ہر صاحبِ سوز و گداز کی معراجِ بندگی ہے۔ نعت لکھتے وقت ہر مدحت نگار کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ وہ محبوب جو یٰسین و طٰہٰ کی عظمتوں کا پاسدار اور مزمل و مدثر جیسے القاب دل نواز کا امین ہے اس کے حضور خود حاضر ہو کر نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی سعادتِ عظمیٰ حاصل کی جائے۔ میرے دل خوش بخت میں روضہ رسول پر حاضری کی تمنا اپنے ہی مطلعِ نعت سے پیدا ہوئی۔

راہ طیبہ سے اگر خود کو گزرتے دیکھوں — اپنی تقدیر کا خورشید ابھرتے دیکھوں
عام ہیں ساقی بطحاؐ کی عنایات نظر — میں بھی اک جام تمنا وہاں بھرتے دیکھوں

۱۳۔ جب نعت میں سرکار کے رخ و الضحیٰ کا تذکرہ آئے گا تو جمال مصطفیٰؐ قرطاسِ عقیدت پر اپنا حسن بکھیرے گا اور جب حیات پاک کا ذکر خیر چھڑے گا تو سیرت رسولؐ شاہراہ زندگی میں مینارہ نور بنے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ فکر و فن کی زیبائش و آرائش کے لئے جمال مصطفیٰؐ درکار ہے۔ اور زندگی میں رہبری کے لئے سیرت رسولؐ کی اہم ضرورت ہے۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی ہر دو کا مقصد سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس نواز میں عقیدت و محبت کے گلہائے رنگ رنگ پیش کرنا ہے۔ گویا زبان و قلم دونوں ہی عظمت و رفعت محبوب خدا کے ترجمان ہیں۔

۱۶۔ آقائے مدینہ کی محبت ہر مسلمان کا حقیقی سرمایہ ہے اس کو اپنے دل کے خزانوں میں محفوظ رکھیں تاکہ یہ دنیا میں خیر و برکت اور عقبیٰ میں ضامن جنت بن سکے۔

محمد اقبال نجمی (گوجرانوالہ)

محمد اقبال نجمی (پ ۴ جنوری ۱۹۵۳ء) شعبہ تدریس سے وابستہ ہیں۔ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں نظم و نثر لکھتے ہیں۔ شاعری میں نظم اور غزل کے ساتھ ساتھ ہائیکو میں بھی لکھا ہے۔ قومی شاعری کے حوالے سے بھی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ بچوں کے ادب میں مسلسل اضافہ کر رہے ہیں۔ بچوں کے لئے مجموعہ نعت "آپؐ کی باتیں" شائع ہو چکا ہے جبکہ "نعتیہ ہائیکو" کے نام سے مجموعہ بھی چھپا ہے۔ نجمی کی نعتیہ شاعری آرزوئے زیارت' مدحت جمال' تبلیغ سیرت' مدینہ منورہ کی محبت جیسے مضامین بالخصوص قاری کی توجہ کا مرکز بنتے ہیں۔ جاپانی صنف اظہار ہائیکو میں نعت لکھنا بذات خود شاعر کے خلاقانہ ذہن کی نمائندگی کرتا ہے۔ فروغ نعت کے حوالے سے بھی آپ کی خدمات لائق تحسین ہیں فروغ ادب اکادمی کے زیر اہتمام کئی ایک مجموعہ ہائے نعت طبع ہو چکے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلی بات جو مجھے کہنا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ رحمان و رحیم کا فضل و کرم اور احسان عظیم کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا شرف بخشا۔

دوم حکم ربانی "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے ایمان والو! تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو۔"

سوم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اچھے اشعار کو پسند فرمانا اور اپنی نعت کے سلسلہ میں حضرت حسانؓ اور حضرت کعبؓ کے ساتھ خاص محبت و شفقت سے پیش آنا۔

چہارم ارشاد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کہ "جو شخص مجھ سے اپنی ذات اور دنیا کی سب چیزوں اور رشتوں سے زیادہ محبت نہیں کرتا اس کا ایمان کامل نہیں ہے۔"

یہ سب باتیں اور ایسی ہی اسلامی تعلیمات میرے پیش نظر تھیں پھر جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مجھے شعر کہنے کا کچھ سلیقہ آیا تو میرے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ مجھے اپنی اس خوبی کو سرکار علیہ السلام کی مدحت کے لئے بروئے کار لانا چاہیے تاکہ میری روحانی غذا کا اہتمام بھی ہوتا رہے اور مجھے ذہنی و فکری بالیدگی بھی حاصل ہو۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ نعت سرکار میرے لئے نجات اخروی کا سبب بھی ٹھہرے چنانچہ جب عقیدت و محبت کے ساتھ یہ بیج زمین دل میں بویا تو پھر اس جانب سے بھی خوب بارش رحمت ہوئی اللہ کریم اپنے محبوب علیہ السلام کے صدقے سے اس میں

مزید برکتیں نازل فرمائے۔ نعت کی کونپل پھوٹی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے میرے چاروں جانب بہاریں جھومنے لگیں۔ میں گلشن نعت میں کھڑا ہوں اور میرا دامن نعت کے پھولوں سے بھر رہا ہے جن سے میں خود کو بھی اور دوسروں کے (جو اہل دل ہیں) مشام جاں کو بھی مہکا رہا ہوں۔ اوّلین نعت کے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

رسول خدا کا مقام اللہ اللہ　　تمام انبیاء کے امام اللہ اللہ

وہ آقا و مولا وہ ملجا و ماویٰ　　زمانہ ہے ان کا غلام اللہ اللہ

ہوا فیضیاب اس سے ہر ایک زمانہ　　ہے نقش ان کا نقش دوام اللہ اللہ

۲۔ حضرت احمد رضا خان بریلوی، علامہ محمد اقبال، مولانا ظفر علی خان۔

۳۔ نعت ذات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس بھی ہے اور سیرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے تبلیغ دین کی سعی بھی۔ اس کے علاوہ اپنی حاجات اس بارگاہ اقدس میں پیش کرنے کا وسیلہ بھی ہے۔ اس لیے ہمارے عقیدہ کا ہم میں ہمارے جذبات و احساسات کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صورت و کردار کے نقوش اس انداز میں پیش ہوں کہ اپنی تمام تر رفعتوں اور ندرتوں کے ساتھ نعت پڑھنے اور سننے والوں کے دلوں میں نقش ہو جائیں۔

۴۔ نعت کے لیے توفیق الٰہی اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با صفات سے ربط کامل بہت ضروری ہے جس دل میں حضور سلطان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گہری محبت ہے وہی نعت کے لئے موزوں ہے کیونکہ نعت محبت کے والہانہ اظہار کا نام ہے۔

ایک نعت گو کے لیے معرفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ آپؐ کے مراتب سے کما حقہ آگاہی بھی از حد ضروری ہے۔ علاوہ ازیں نعت گو شعراء کی اوّلین ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ نعت کو ایسے مضامین سے پاک رکھیں جن سے نعت کے وقار میں کمی آتی ہو۔ مثال کے طور پر ایسے مضمون جو محبوب مجازی کے لئے بھی کہے جاتے ہوں یا نعت میں سے کوئی شعر علیحدہ کر کے پڑھا جائے تو وہ نعت کی بجائے غزل کا شعر معلوم ہوتا ہو۔ ایک اور بات وہ یہ کہ نعت میں عقیدت کی مصنوعی آمیزش شامل نہیں ہونی چاہیے اس سلسلہ میں کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

۵۔ نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہے یہ مقولہ درست ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ عقیدہ کی پختگی اور درستگی سے ایک نعت گو شاعر اس مقام سے بخیر و خوبی گزرتا ہے۔

۶۔ جدید اور قدیم نعت کی اصطلاحات اپنی جگہ درست ہوں گی اور نقاد حضرات اس بارے میں اپنی آراء پیش کرتے رہتے ہیں اور اپنی سمجھ کے مطابق مختلف معنی پہناتے ہیں مگر ان باتوں سے قطع نظر جو بات مجھے کہنا ہے وہ یہ ہے کہ ہر دور کی نعت اپنے دور کی خوبیوں سے بھرپور رہی ہے۔ وہ نعت اس وقت جدید تھی جسے آج قدیم کہا جا رہا ہے۔ انہی قدیم نعتوں کے وہ اشعار جو آج بھی معروف ہیں اور زبان زد عام ہیں وہ جدید تر ہیں۔ اس لئے جو کلام اپنے وقت کے تقاضوں کے مطابق لکھا جاتا ہے وہ جدید ہے۔

۷۔ نئے شعری تجربے ہر دور میں ہوتے رہے ہیں اور یہ ہوتے رہنے چاہئیں۔ اس سے ادب میں نکھار پیدا ہوتا ہے

اور اظہار و ابلاغ کی نئی راہیں تخلیق ہیں جود ٹوٹا ہے۔ اس سے زبان میں بھی وسعت و فراخی کے امکانات بڑھتے ہیں اور نعتیہ ادب تو ایک پیغام ہے' تبلیغ ہے۔ نعت ہر صنف میں کہی جانی چاہیے۔ غزل' نظم' رباعی' ہائیکو' مسدس' قطعہ' آزاد و معری نظم وغیرہ اصل مسئلہ ابلاغ ہے۔ آپ کی بات موثر انداز میں سامنے آنی چاہیے اس کے لیے آپ کو جو بہتر اور آسان فارم ملے' اسی کے ذریعے اپنا پیغام دوسروں تک پہنچائیں۔

۸۔ دور حاضر یقیناً" نعت کا دور ہے اور ضیاء الحق مرحوم کے دور میں واقعی نعت کو فروغ حاصل ہوا۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے جو کام ہوا ہے اس کی حیثیت و افادیت مسلمہ ہے۔ مختلف حکومتی ادارے اس سلسلہ میں سرگرم عمل رہے ہیں اور اب بھی ہیں مگر انفرادی طور پر بھی جو کام ہو رہا ہے وہ بھی قابل ستائش ہے۔ مختلف انجمنیں' رسائل و جرائد کے مدیران کی اس سمت میں پیش رفت خوش گوار عمل ہے اس کی ایک کڑی "نقوش" کا "رسول نمبر" ہے علاوہ ازیں "شام و سحر" نے نعت کے حوالے سے جو نمبر نکالے ہیں وہ تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ تنقید و تحقیق کے سلسلہ ہی میں مختلف کالجز اور یونیورسٹیوں میں نعت پر جو کام ہو رہا ہے وہ بھی اپنی جگہ خوبصورتی کا حامل ہے۔

۱۰۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کی تمنا اور مدینۃ الرسولؐ سے دوری کی کیفیت اور اس کی شدت میرے نعتیہ اشعار میں عام دکھائی دیتی ہے۔

۱۱۔ دعا فرمائیں کہ اللہ کریم اپنے گھر اور اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر حاضری کی سعادت نصیب فرمائے۔

۱۲۔ نعت میں جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا امتزاج نعت کو اوج و رفعت کے بلند ترین درجات پر لے جانے کا باعث ہوتا ہے۔ جس نعت گو شاعر کے پیش نظر دونوں رویے' دونوں موضوعات ساتھ ساتھ ہوں اور اس کے اشعار میں دونوں نورانی جلوے باہم مل جائیں وہ خوبصورت اور شہکار نعت تخلیق کر سکے گا۔ میرے خیال میں سیرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایک لباس ہے تو جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اس لباس کے نقش و نگار۔ لباس سادہ بھی خوبصورت اور جاذب نظر ہوتا ہے مگر اس پر نقش و نگار ہوں تو اس کی خوبی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ زیادہ جاذب نظر اور خوبصورت دکھائی دیتا ہے۔ یہی حال نعت کا ہے نعت میں سیرت کے مضامین کی رنگا رنگی بھی عجب بہار دیتی ہے اس کا نکھار اور وقار اپنی جگہ مگر اس میں جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دھنک رنگ ڈال دیے جائیں تو اس کی خوبصورتی دو چند ہو جاتی ہے۔

۱۳۔ میں نے اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں نعت لکھی ہے۔

۱۴۔ نعت خوانی اور نعت گوئی دونوں میں واضح فرق ہے۔ نعت خوان نعت گو کا رہین منت ہے ان دونوں کا تقابل نہیں ہو سکتا۔ مجھے نعت خوانی کی سعادت حاصل نہیں ہے مگر میں اس حوالے سے خود میں کوئی کمی محسوس نہیں کرتا کیونکہ میں نعت گو ہوں' نعت خواں نہیں۔ میرا کام شعر لکھنا' اسے مختلف جرائد میں یا کتابی شکل میں پیش کرنا ہے دوسرے کسی مشاعرہ میں شرکت ہو تو وہاں تحت اللفظ پڑھنا جس کا کہ علیحدہ ہی لطف ہے۔ اسے پڑھنے کی مشق کرنے کے بعد اپنی آواز کے ذریعے اس کلام سے سامعین کو محظوظ کرنا ہے۔ خوبصورت آواز قدرت کا تحفہ اور مہربانی ہے۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلہ میں انفرادی اور اجتماعی ہر دو لحاظ سے میرا کام جاری و ساری ہے۔ انفرادی طور پر میری نعت کی تین کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں پنجابی نعت مجموعہ "سک دی ڈالی" بچوں کے لئے نعت "آپ کی باتیں" اور اردو نعتیہ "ہائیکو" جو ہائیکو میں نعت کا پہلا مجموعہ ہے۔ شامل ہیں۔

۱۶۔ نسل نو کے لیے پیغام۔

دل کی آنکھوں کو کھول کر پڑھ لو میرے آقا کا آخری خطبہ

محمد ممتاز راشد (دوحہ: قطر)

محمد ممتاز راشد (پ ۱۹۵۳ء) کا آبائی تعلق لاہور سے ہے۔ ان دنوں دوحہ (قطر) میں بسلسلہ روزگار قیام پذیر ہیں۔ "کاوش" آپ کی غزلیہ شاعری پر مشتمل کتاب تھی جو قطر سے شائع ہونے والی اردو کی پہلی کتاب ہے۔ حمد و نعت اور ملی شاعری پر مشتمل مجموعہ کلام "عقیدت خام" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ راشد نوجوان لکھنے والوں میں ایک اہم نام ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری میں خلوص صداقت اور محبت کے وہ روشن چراغ ملتے ہیں جن کی لو سے ایک طرف راشد کی زندگی میں نور کی روشنی بکھر رہی ہے جبکہ دوسری جانب اس کے قاری کو بھی اپنے اندر کی دنیا کو منور کرنے کا موقع مل رہا ہے۔

۱۔ بچپن میں نعت خوانی کی محفلوں میں اکثر بیشتر شرکت رہتی تھی۔ اسی سے نعت گوئی کی تحریک ہوئی۔ ۱۹۷۵ء میں کہی گئی اولین نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں:

خداوند کرم کر دے رسول پاک کے صدقے — بلائیں ٹال دے میری شہ لولاک کے صدقے
دماغ و دل مرے کر دے منور نور قرآں سے — مکیں ہیں جس نگر میں آپؐ اسی کی خاک کے صدقے

۲۔ نعت گو شعراء میں مجھے مولانا ظفر علی خاں نے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے پھر حفیظ تائب اور حافظ لدھیانوی کا نام ہے۔

۳۔ نعت کے بارے میں میرا نظریہ یہ ہے کہ یہ عبادت بھی ہے اور اصلاح سیرت کا ذریعہ بھی، عشق نبیؐ کا اظہار بھی ہے اور پیام نبیؐ کے فروغ کا سبب بھی۔

۴۔ نعت گو شعراء کو معیاری نعت و شعراء کا کلام پڑھتے رہنا چاہیے کہ بے بنیاد روایات کی بنا پر نعت نہ کہیں اور غلو فی الحب سے گریز کریں۔

۵۔ یہ درست ہے کہ نعت گوئی تلوار کی تیز دھار پر چلنے کی طرح کا مشکل عمل ہے اور میں حتی الوسع اعتدال کی روشنی میں نعت کہتا ہوں۔

۶۔ نعت کے سلسلے میں جدید نعت اور قدیم نعت کی اصطلاحات استعمال کی جا سکتی ہیں۔ جدید نعت کا مطلب جدید اسلوب بیان اور جدید پیرایہ اظہار بھی ہے اور جمال نبیؐ کی نسبت پیام نبیؐ پر توجہ دینا بھی۔ قدیم نعت میں غیر ثقہ روایات سے لیے گئے مضامین زیادہ ہیں جبکہ جدید نعت میں ایسا نہیں ہوتا۔ اسی طرح قدیم نعت میں غیر توحیدی تصوف کے اشعار بھی کثرت سے ملتے ہیں اور جدید نعت نظام اسلام کی ہمہ گیری کو بھی سامنے لاتی ہے۔ اسی طرح قدیم نعت

میں غیر توحیدی تصوف کے اشعار بھی کثرت سے ملتے ہیں اور جدید نعت نظامِ اسلام کی ہمہ گیری کو بھی سامنے لاتی ہے۔ البتہ ایک بات ہے کہ جدید نعت میں قدیم نعت کی نسبت وارفتگی کا عنصر کم نظر آتا ہے۔

۷۔ عام شاعری کی طرح نعت میں بھی معریٰ نظم، آزاد نظم اور ہائیکو وغیرہ جیسے نئے شعری تجربے ہو سکتے ہیں مگر "نثری نعت" سے گریز کرنا چاہیے۔

۸۔ یہ دونوں باتیں درست ہیں یعنی دورِ حاضر نعت کا دور بھی ہے اور صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو زیادہ فروغ بھی ملا ہے۔

۹۔ تنقید و تحقیق کا عمل یقیناً فروغِ ادب میں معاون ہے اور فنی معیار مقرر کرتا ہے اس لیے نعت کے باب میں بھی ان سے استفادہ ضروری ہے مگر عام شاعری کے پیمانے کی بجائے نعت کے لئے پیمانہ الگ ہونا چاہیے۔ ویسے ابھی نعتیہ شاعری کے حوالے سے تنقید کا کوئی اہم کام سامنے نہیں آیا۔

۱۰۔ روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا تو بچپن میں نعت خوانی کی محفلوں میں شرکت کے دوران ہی پیدا ہو گئی تھی۔ دوری کی یہ کسک عجب سی کیفیت کی حامل ہوتی تھی مگر الحمدللہ حاضری کے لیے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا اور یہ سعادت جلد مل گئی۔

۱۱۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں حرمین شریفین اور روضہ رسولؐ پر حاضری کی سعادت پا چکا ہوں۔ دراصل بسلسلہ روزگار میں ۱۹۷۷ء میں سعودی عرب کی ہمسایہ ریاست قطر پہنچا تو اگلے ہی برس اپنے عزیزوں کے ہمراہ براستہ سڑک حجاز جا کر حج کی سعادت نصیب ہو گئی بلکہ آٹھ برس بعد ۱۹۸۶ء میں ایک بار پھر قطر سے بذریعہ سڑک عمرہ کرنے اور روضہ نبیؐ پر حاضری دینے کا اعزاز ملا۔ بلکہ اس بار بیوی بچے بھی ہمراہ تھے اور گاڑی بھی اپنی تھی۔ اس لیے مقامات مقدسہ کی زیارتوں کے لیے بھی بہت آسانی رہی۔ زیارت مدینہ کے دوران پوری نعت تو نہیں ہو سکی البتہ نعتیہ مصرعے موزوں ہوتے رہے نیز پیر مہر علی شاہؒ کی نعت لبوں پر رواں رہی۔

۱۲۔ نعت میں جمالِ مصطفےٰؐ اور سیرتِ رسولؐ دونوں کی اپنی جگہ اہمیت ہے مگر زیادہ زور سیرت کے بیان پر ہونا چاہیے البتہ یہ ضرور ہے کہ فنی حسن ضرور قائم رہنا چاہیے یعنی سیرت کا بیان پراپیگنڈہ یا وعظ کی صورت میں نہیں ہونا چاہیے۔

۱۳۔ نعت گوئی کا میرا سفر شاعری کی دیگر اصناف کے پہلو بہ پہلو جاری ہے۔ ۱۹۹۸ء میں حمد و نعت اور ملی شاعری پر مشتمل میرا مجموعہ کلام "عقیدت خام" کے نام سے شائع ہو چکا ہے تب میری عمر سینتیس برس تھی اور بہت کم شعراء ہیں جنہوں نے چالیس برس کی عمر سے پہلے نعتیہ مجموعہ پیش کیا ہو۔ اس کے بعد کا نعتیہ اور حمدیہ کلام بکھرا ہوا ہے اور یقیناً کسی وقت اسے بھی ترتیب دوں گا۔

۱۴۔ نعت گوئی میری نظر میں نعت خوانی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ ویسے لڑکپن کے دور تک میں نے نعت خوانی کی مترنم محفلوں میں بطور نعت خواں کثرت سے شرکت کی ہے اور اچھے ترنم کے حامل نعت خوانوں کا انداز اب بھی متاثر کرتا ہے مگر اب نعت گوئی کا رجحان غالب ہے۔

۱۵۔ فروغ نعت کے ضمن میں ذاتی حیثیت میں میری کوششیں معیاری نعت کہنے، ہم عصر اور جونیئر شعراء کو نعت گوئی

[illegible] نعت میں [illegible] مشورے دینے سے عبارت ہیں۔ اجتماعی سطح پر قطر کی قدیم ترین ادبی تنظیم [illegible] مشاعروں کا انعقاد کیا جاتا ہے جس سے میں آغاز ہی سے وابستہ ہوں اور جنوری ۹۳ء سے بطور صدر بزم اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہا ہوں۔

٦۔ [illegible] کہ مجھے اس خطاب کو کلی طور پر اپنانے میں تامل ہے [illegible] عقیدہ شاعری کی شکل (نعت میں) [illegible] کے طور پر [illegible] "میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے"...... تو نعت کی [illegible] ضرور کہنی چاہیے اور ادب کے ہر قاری کو نعت ضرور پڑھنی چاہیے لیکن اس شعور اور اہتمام کے ساتھ کہ جذبات کی رو میں بہہ کر بے احتیاطی کی نوبت نہ آنے پائے یعنی مقام نبیؐ کے مکمل ادراک کی روشنی میں نعت گوئی کو اپنانا چاہیے۔

عبدالغنی تائب (حافظ آباد)

[illegible] اور فروغ نعت کے سلسلے میں [illegible] رہتے ہیں۔ "ارمغان نیاز" کے نام سے مجموعہ کلام زیر طباعت ہے [illegible] میں بھی نعت کا مجموعہ تیار ہے۔ تائب [illegible] کی حیثیت میں فروغ نعت [illegible] بھی ترتیب دے رہے ہیں۔

١۔ [illegible] ابتدائی اسٹیج پر مذہبی اقدار کی ترویج اور [illegible] کی طرف مائل کرنے کا سبب بنی۔ اولین نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

مری زندگی کی تمنا یہی ہے — مری آرزوؤں کی دنیا یہی ہے
میں [illegible] عقیدت — [illegible] یہی ہے
[illegible] — طلب بھی یہی، مرا منشا یہی ہے
[illegible] — [illegible] آقا یہی ہے
[illegible] کا یہ فیصلہ ہے — [illegible] کا قبلہ و کعبہ یہی ہے
[illegible] مجھے [illegible] کی ہو شفاعت — [illegible] کا تقاضا یہی ہے

٢۔ حضرت [illegible] مولانا جلال الدین رومی، مولانا نور الدین جامی، شیخ سعدی شیرازی، کرامت علی شہیدی، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، اصغر گونڈوی، حافظ مظہر الدین، حفیظ تائب، مظفر وارثی۔

٣۔ نعت [illegible] وہ نعمت عظمیٰ ہے جو حرارت ایمانی کا باعث ہے اور یہ وہ خوشبو ہے جو مشام جاں کو معطر [illegible] کرنے کا موجب ہے۔ نعت قلب و ذہن کی تطہیر اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

رضا و خوشنودی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ ممدوحِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعت گو حضرت حسان بن ثابتؓ سے اپنی مدحت سن کر ان کے لئے نہ صرف اپنی چادر مبارک بچھائی بلکہ دعا فرمائی "اللھم ایدہ بروح القدس" "اے پروردگار! روح القدس (جبریل امین) کے ذریعے ان کی مدد فرما۔"

۴۔ ایک نعت گو کو جن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے' ان میں سرفہرست سرکارِ مدینہ سے شرفِ نسبت کے باوصف پاکیزہ جذبات' سچے جذبات اور خلوصِ نیت کا ہونا ضروری ہے۔ جس کی اس سے عاری نعت ادب کی حد نہیں ہے' ادبی مضمون کی عرض بھی اخلاص کے سبب ہونے کا باعث بن سکتی ہے۔ نعت گو شاعری میں' بلکہ شریعت محمدیہ کی پابندی بھی لازمی ہے۔ ندرتِ خیال اور بلندیٔ فکر اس کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ وہ شخص جو وضو کر کے گنبدِ خضریٰ کا تصور کرتا ہے اور سرِ نیاز جھکا کر عقیدت و ارادت کی بات کرتا ہے۔ گویا عشقِ مصطفیٰؐ کو محور بنا کر اور ادب و عقیدت کو ملحوظ رکھ کر شریعت کے حدود کے اندر رہ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ ناز میں ارمغانِ نیاز پیش کرتا ہے۔

۵۔ نعت گوئی عمر کی اس منزل میں ہمہ دانی جذبات کی ترجمانی ہے۔ فکر کی اتھاہ گہرائیوں اور بارگاہ میں عاجزی اور محبت میں وقت کی نسبت سے معانی ہوتی ہے۔ تاہم نعت گوئی کی کوشش یہی رہی ہے کہ شعر و ادب کے حسن برقرار رکھنے کے ساتھ قلبی واردات کو اسوۂ کاملہ پہناؤں اور عشقِ مصطفیٰؐ کو مرکز و محور بنا کر ادب و عقیدت کو ملحوظ رکھوں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

۶۔ چند شعراء نے نعت کے اشعار تحریر کئے ہیں' چند نے اپنی فکر کا محور محض ظاہری محبوبؐ کی ذاتِ مقدس کو ختم کر رکھا ہے اور چند شعراء ایسے ہیں جن کے نعتیہ فکر پر مجموعی طور پر اسلامی روایت' تاریخ و ثقافت اور اسلامی طرزِ احساس کی چھاپ ہے۔ قدیم نعت میں ممدوحِ کائنات کے سراپائے اقدس اور حسن و جمال کو موضوعِ نعت بنانے والے زیادہ ہیں تو جدید نعت میں فضائل و شمائل اور سیرت و اسوہ کو موضوعِ سخن بنایا جاتا ہے۔ غرض ہماری نعت کا ایک بڑا حصہ سرکارِ دو جہاں' مونسِ دل شکستگاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیکرِ اقدس کے زاویوں اور خدوخال کی وضاحت کے لئے وقف ہے۔ ایسا کرنے سے محسنِ انسانیت کا جو پیکرِ نور مجموعی طور پر سامنے آتا ہے' وہ غزل کے روایتی محبوب سے مختلف نہیں ہے۔ میرے خیال میں نعت میں ایسے مضامین کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے جن کا تعلق اسوۂ حسنہ اور رحمتِ عالم کے القاب "قرآنی" حیاتِ مقدسہ سے ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں محبت و مودت اور عقیدت و احترام کے پھول کھل سکیں۔

۷۔ نعت میں معریٰ نظم' آزاد نظم' نثری نظم اور ہائیکو وغیرہ کی صورت میں جو نئے نئے شعری تجربے ہو رہے ہیں وہ دراصل فروغِ نعت ہی کی مختلف صورتیں ہیں' جن کو تحسین کی نظر سے دیکھا جانا چاہیے اور ہر ممکن حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔

۸۔ بلاشبہ دورِ حاضر کو نعت کا دور کہا جاتا ہے۔ جب ربِ کائنات نے خود اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت سرائی کی ہے اور اس کا مذہب نے حکم دیا ہے تو پھر نعت گوئی ہم سب اہلِ قلم کا دینی فریضہ بنتا ہے جس طرح ادب سے زندگی کو تفریق نہیں کیا جا سکتا' عین شاعری سے نعت کو نہیں نکالا جا سکتا۔ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں بلاشبہ نعت کو بہت فروغ حاصل ہوا اور شعراء کرام نے اپنے موئے قلم کا قبلہ نعت کو قرار دیا۔

۹۔ نعت ایک بڑا مقدس اور مبارک فن ہے اس پر تنقیدی قلم اٹھاتے ہوئے نقاد کانپ اٹھتا ہے۔ میرے خیال میں نعت کے ہر مضمون پر بلا جواز سر تصدیق ثبت کر دینا اچھا نہیں ہے۔ تنقید نہ ہونے کی وجہ سے نعت گوئی فن کا وہ کمال حاصل نہیں کر سکی' جس کی شاعری متقاضی ہے۔ اس سلسلہ میں جو تنقید و تحقیق ہوئی ہے وہ مسلم ہے۔ ویسے بھی موجودہ دور میں جتنا نعت گوئی کو عروج حاصل ہے' تنقیدی و تحقیقی کام کی افادیت دو چند ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ ویسے تو نعت تخلیق ہوتے وقت نعت گو کا فکر و وجدان مدینۃ المنورہ کی پرنور وادیوں اور گنبد خضریٰ کے روح پرور نظاروں میں کھو جاتا ہے۔ بہر کیف! بعض اوقات ایسے مقامات آتے ہیں جب روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کا ارمان بے حد کچلتا ہے۔ بعض اوقات دور رہ کر بھی حضوری کے مزے اٹھائے جاتے ہیں لیکن گوشہ تنہائی میں جب تصورات کی ڈوری شہر نبیؐ سے بندھی ہوتی ہے تو اچانک یہ احساس شدت اختیار کرتا ہے کہ کاش! دنیائے تصور سے نکل کر حقیقی معنوں میں دربار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب ہو جائے اور وہ لمحات حاصل زندگی ہوں گے۔

۱۱۔ نہیں۔

۱۲۔ نعت خوانی اور نعت گوئی دو الگ جہتیں ہیں' لیکن اگر نعت گو' نعت خواں بھی ہو یا نعت خواں کو نعت گوئی کی توفیق ارزانی ہو تو سونے پر سہاگہ ہے۔ نعت خوانی (ترنم سے) کی سعادت حاصل نہیں ہے اور یہ کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے کیونکہ بعض اوقات ایک نعت خواں کی حدود بھری آواز اور آواز کا زیر و بم سننے والے کو زر و نکہت کی اس روح پرور وادیوں میں لے جاتا ہے' جہاں تجلیات رب کی بارشیں پیہم ہوتی رہتی ہیں اور انسان کے ایمان و ایقان کو مستحکم کرنے کے ساتھ اس کی فکری و نظری اور قلبی و روحانی قوتوں کو جلا بخشتی ہیں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلہ میں کئی ایک دینی و ادبی تنظیموں کی تشکیل ہوئی سب سے زیادہ کام بزم نعت حافظ آباد کے اسٹیج پر کیا۔ بارہ برس قبل قائم ہونے والی اس بزم کے ذریعے مقامی سطح پر شعراء و ادباء کا زاویہ فکر نعت کی جانب بدلنے کی ہر ممکن کوشش کی اور اس میں بڑی حد تک کامیابی بھی حاصل کی۔ بزم نعت کے تحت مختلف مواقع پر نعتیہ مشاعرے منعقد کرائے۔ نعتیہ کلام پر مشتمل کتابچے شائع کیے۔ "نور نعت" کے نام سے ایک سہ ماہی نعتیہ اخبار ترتیب دیا۔ بزم نعت پاکستان (گوجرانوالہ) کی جانب سے "نعت ایوارڈ" حاصل کیا۔ ابھی تک بزم نعت حافظ آباد کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہا ہوں۔

۱۶۔ سرکار کائنات محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ بنی نوع انسان کے لئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی سیرت اقدس کی پیروی دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کی ضامن ہے۔ آیئے! فروغ نعت کے ذریعے سرکار کائنات کے سیرت و کردار اور اسوہ حسنہ کو عام کریں اور اس کی روشنی سے اپنی شاہراہ حیات کو تابناک بنا ئیں۔

شوکت ہاشمی (ساہیوال)

سید شوکت علی شوکت ہاشمی (پ ۲ جون ۱۹۵۵ء) نے انگریزی' سیاسیات اور تاریخ میں ایم ۔ اے کیا۔ قانون کی ڈگری بھی حاصل کی۔ کچھ عرصہ بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی میں بھی پڑھایا انکم ٹیکس آفیسر بھی رہے۔ آج کل ایڈیشنل ایس پی

سوال کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ نظم، غزل، کافی اور نعت لکھتے ہیں۔ "لوحِ دل" زیرِ طبع مجموعۂ نعت کا نام ہے۔ نثر بھی لکھتے ہیں۔ نعت میں جدید رویوں کو بطور خاص پسند کرتے ہیں۔ نئے دور کے انسان کا المیہ اور اس کا روشن مستقبل ہاشمی صاحب کی نعت میں نمایاں مضامین ہیں۔ دیارِ رسول سے دوری اور مجبوری کے مضامین کے ساتھ ساتھ حاضری کے مضامین بھی ان کے ہاں عام ملتے ہیں۔ قدیم اور جدید نعت گو شعراء کا خاص مطالعہ ہے اس لئے اردو کی نعتیہ روایت سے بخوبی آشنا ہیں اور اپنی نعتیہ شاعری میں اس شناسائی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۱۔ مجھے شاعری ودیعت کرنے والی ذاتِ حق سبحانہ اللہ کی اپنی سنت یعنی "نعت نبی اکرم" نے شروع سے ہی باطنی طور پر اس عبادتِ سخن کی طرف مائل کیے رکھا اس ضمن میں بنیادی محرکات میرے نزدیک جو خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں انہیں اس طرح بیان کر سکتا ہوں کہ اول، خاندانی ماحول اور گھریلو مذہبی فضا جو مجھے شروع سے میسر رہا۔ دوم، یہ کہ میرے نزدیک مدحتِ سرورِ کونین علیہ الصلوۃ والسلام یعنی نعت "فطرتِ انسانی" میں بنیادی جز کے طور پر شامل رہی ہے۔

۲۔ امام بوصیریؒ کے قصیدہ بردہ شریف، کلامِ جامی، احمد شوقی کے قصیدہ علی نہج البردہ، دیوانِ علی کرم اللہ وجہہ کے حصہ نعتیہ اور غالب کے فارسی نعتیہ و منقبت کے کلام سے خصوصی دلچسپی رہی ہے۔ جدید دور میں جناب حفیظ تائب، جناب احمد ندیم قاسمی صاحب (ان کا نعتیہ "مجموعہ جمال" کے نام سے ہے ہی میں اپنے رنگ اور اپنا خاص طرزِ اظہار لیے ہوئے ہے کہ جس میں انہوں نے کہیں بھی نام رسولِ مقبولؐ استعمال نہیں کیا مگر معنوی طور پر بے مثال نعتیں موجود ہیں) اور جناب عبدالعزیز خالد صاحب (اپنی طلیت کے حوالہ سے) سے متاثر ہوں۔ حضرت حافظ لدھیانوی کے کلام حمدیہ و نعتیہ نے بھی مجھے بڑا متاثر کیا ہے۔

۳۔ عبادت روحانی، وسیلہ بخشش جس اکمل سے نگاہ تبلیغ بہ معنی ذکر سیرت رسول اکرم۔

۴۔ میرے نزدیک اگر کسی خوش نصیب کو بارگاہ خداوندی سے نعت گوئی کی سعادت حاصل ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے لئے ہمیشہ اس مقولے کو "باخدا دیوانہ باشد با محمد ہوشیار" سامنے رکھے۔ تاہم میرے نزدیک نعت کے لئے بھی فنی قواعد و محاسن کا لحاظ رکھنا اشد ضروری ہوتا ہے۔ نعت ایک جمالیہ صنفِ سخن ہے۔ فنی طور پر اسے بے داغ حسین اور مزین ہونا چاہیے۔ ادب و احتیاط کا مقام بھی نعت میں قابلِ لحاظ ہوتا ہے۔ متوازن انداز جو حقیقت کا آئینہ دار ہو وہی نعت کے لئے ضروری ہے۔ نعت ایک پاکیزہ صنف ہے اور اس کی پاکیزگی میں رفعتِ خیال کی عظمت بھی پنہاں ہوتی ہے۔ نعت کا مقام عشق و محبت کا مقام ہے۔ نعت گو کی تگ و تاز "عالمِ امر" تک ہونی چاہیے جو کہ عالمِ محسوسات سے برتر ہوا کرتا ہے چنانچہ معیاری نعت کے لئے عشقِ رسولؐ، حقیقت پسندی، متوازن مبالغہ (جو غیر حقیقی انجام تک نہ پہنچے) مودبانہ طرزِ اظہار، جمالِ نبوی کے ساتھ ساتھ سیرت نبی اکرم (کہ یہ دورِ حاضر میں جدید نعت نگاری کے لئے اب توانا اسلوب بن کر سامنے آتا ہے) مناسب اور متوازن ڈکشن (Diction) تعلیماتِ نبوی، صفاتِ نبوی اور شاعرانہ محبت و شیفتگی "اور دعائیہ عجز" ایسے پہلو ہیں جن کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ حمد باری تعالیٰ، نعت رسولِ مقبول اور تغزل کی شاعری اپنی اپنی حدود متعین کئے ہوئے ہیں۔ شاعرانہ کمالِ فنی سے فائدہ ضرور اٹھانا چاہیے مگر عامیانہ تغزل سے نعت کی پاکیزگی اثر انداز بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح غیر متوازن مبالغہ بھی نعت کی روح کو زخمی کر سکتا ہے۔ دیانت دارانہ فنی محاسن مرتبے کا رویہ معیاری نعت کے لئے سخت ضروری ہے۔

۵۔ میں نعتیہ تحریر/نعتیہ شاعری [illegible] تو میرے اندر کی روشنی نے سطر بشارت دکھائی اور میری [illegible] حالت میں مجھ گنہگار کو [illegible] بخشی اور کرم خاص فرمایا ہوا ہے۔ میری پہلی نعت کا مقطع یوں تھا:

مدینے کو جاؤں میں کس منہ سے "شوکت" کہاں میرے آقا کہاں میں کمینہ

۶۔ [illegible] کی صورت [illegible] کے ساتھ ساتھ جاری رکھتی [illegible] حمد اور [illegible] کے حوالے سے [illegible] کو تنقید موضوعی [illegible]۔

[illegible] اسلوب [illegible] مجموعی طور "قدیم اسلوب نعت" یا "قدیم نعت" اور "جدید اسلوب نعت" یا "جدید نعت" [illegible] میں میرے مطابق اردو زبان کے [illegible] ساتھ ساتھ ہمیں قدیم نعت میں روایتی اور رسمی رنگ نظر آتا ہے۔ [illegible] اردو شاعری [illegible] اس [illegible] سے ہمیں امیر مینائی سے [illegible] اور [illegible] مقصود مضامین شاعری [illegible] والے شعرا [illegible] باقاعدہ [illegible]۔ قدیم نعت کا [illegible] اسلوب ہم دیکھتے ہیں [illegible] اور [illegible] وفات نامے، معراج نامے، [illegible] منظومات کی صورت میں "نعت" [illegible] میں موضوعات [illegible] شعر [illegible] اور [illegible] معجزات [illegible] معجزات رسولؐ کے بیان میں بھی ان کی [illegible] شعری [illegible] آپؐ کی ذات اقدس کی روحانی عظمتوں اور دیگر [illegible] روحانی اور [illegible] موضوع فکر بنائے رکھا۔ آپ کی سیرت عادات آپ کی [illegible] آپ کی [illegible] شخصیت بحیثیت فوجی رہنما، مصلح، [illegible] معلم و [illegible] آپ کی [illegible] موضوع فکر نہ بنایا۔ "غزل" [illegible] کی وجہ سے آپ کی [illegible] اور [illegible] رنگ اور [illegible] تقلیدی کی [illegible] قدیم [illegible] رنگ [illegible] بھی تقلیدی شعر [illegible] ہے اگرچہ اب زمانے کے ساتھ ساتھ [illegible] کر [illegible] کے ساتھ ظاہر کیا ہے وہاں فطرتاً "نئی نعت" یا "جدید نعت" کا اسلوب بھی [illegible] جدید سائنسی و معاشرتی [illegible] اور انداز فکر کی تبدیلی نے معاشرت [illegible] اثرات پیدا [illegible] کے تحت [illegible] حالی کو جدید نعت کا بانی کہہ سکتے ہیں اور جس کے [illegible] ملتے ہیں۔ اصل میں یہیں سے تخلیقی شعور اور عصری آگہی رکھنے والے نعت گو شعرا [illegible] جدید اسلوب نعت [illegible] کی روش کو اپنایا اور اب آپؐ کی پیغمبرانہ خصوصیت آپ کی پیغمبرانہ

بزرگی و عظمت کے ساتھ ساتھ انسانی معاشرہ کی تہذیبی اور سماجی ترقی کے لیے آپ کو بطور "انسان کامل" اور "پیغمبر اعظم و آخر" کے نعت گو شعراء نے بھی اپنی نعتوں کا موضوع بنایا۔ آپ کی ذات مبارکہ کے معجزات' آپ کے پیغام رسالت و دعوت انقلاب کی نوعیت اور عالم کل پر اس کے مثبت اور خوشگوار اثرات آپ کے عالم کل پر احسانات عظمیٰ بصورت "دیانت"' "متانت"' "عدالت"' "قومی رہنما"' "سماجی رہنما"' "حکمران و منصف"' اور انسانیت کے آخری اور کامل نجات دہندہ کی حیثیت سے پورے عالم انسانی پر آپ کی ذات مبارکہ کا جو احسان عظیم تاریخ کے صفحوں میں محفوظ ہے اس کو اسلام کی ہمہ گیر تحریک انقلاب اور اس عالمی کے داعی کی حیثیت سے اور اسلامی قوتوں میں انتشار اور پسماندگی کو اپنے وسیلہ اور خاص کرم سے دور کرنے کے لیے اسلوب میں آپ سے نعت کہنی شروع ہوئی۔ جدید دور اسلوب ہی میں وسعت کے لحاظ سے ہیئت میں بھی نعت کو خاص وسعت موضوعی دے رہا ہے۔ اس اسلوب زبان اور انداز بیان میں بھی ادب و عشق رسول مرکز بیان ہے۔ "فن نعت" کی تمام خصوصیتیں موجود ہیں اور نعت کی پاکیزگی اور عظمت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے عبدالعزیز خالد' مظفر وارثی' بشیر احمد بشیر' جعفر شیرازی' مظہر الدین' حافظ لدھیانوی' اکرم کلیم' عاصی کرنالی' قیوم نظر' ناصر شہزاد' احمد ندیم قاسمی نے اس اسلوب میں خوشگوار اضافہ کیا ہے اور یہی جدید نعت اب ہمارے لئے سرمایہ فخر ہے۔

۷۔ بہت اچھی رائے ہے۔ جدید زندگی جو لمحہ موجود میں اور میڈیا کے اس دور میں ایک وسیع تر افق ہر صبح ہر شام اپنے ساتھ لاتی ہے اور یہ ٹیکنالوجی اور کمپیوٹرائز کی ضروریات زندگی شاعری کو بھی کسی ایک سطح پر ہی نہیں بلکہ ہر سطح پر نئے نئے تجربات کی طرف لے جا رہی ہے یہ ایک عصری حسیت (Sensibility) کا معاملہ ہے۔ تخلیقی شعور اور جذبہ عشق سے سرشار نعت گو شعراء ہائیکو' معریٰ نظم' آزاد نظم یا نثری نظم میں بھی اپنے اپنے طور پر بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پیش کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں میرے نزدیک جس طرح نعتیہ قصیدہ نعتیہ مسدس' نعتیہ رباعی اور نعتیہ قطعہ میں قبل ازیں جو عمل تخلیق ہوتا رہا ہے اب نئے زمانے کے شعری منظر نامے میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

۸۔ **والعتہ**" اب اردو شاعری میں "نعت کا دور" بڑی خوش گوار حیرت کے ساتھ ابھر کر سامنے آیا ہے۔ میرے نزدیک یہ کوئی اچھوتا عمل نہیں ہے۔ پہلے اردو شاعر نے بھی سب سے پہلے جو شعر کہا ہو گا وہ حمدیہ یا نعتیہ ہی ہو گا اور میرے اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ شعرائے قدیم کے دواوین میں حمدیہ نعت موجود رہی ہے۔ اس لئے نعت پہلی بار جدید دور میں یا لمحہ موجود میں کہیں سے نازل تو نہیں ہوئی تاہم جس طرح کبھی غزل پیچھے ہٹ گئی تھی اور نظم نگاروں نے اردو شاعری پر غلبہ حاصل کر لیا تھا بلکہ چند "میں نہ مانوں قسم" کے نقادوں نے اسے "نیم وحشی صنف سخن" یا اس کی "گردن مار دیجیے" کا نعرہ بھی بلند کر دیا تھا مگر اس کے باوجود غزل نہ صرف یہ کہ زندہ رہی بلکہ آج پھر پوری آب و تاب سے اردو شاعری کی رانی بنی بیٹھی ہے۔ اسی طرح ایک زمانہ وہ آیا تھا کہ جب نعت گوئی کی طرف شعرائے کرام نے بعض مخصوص ذہنی رویوں کے ادب میں ترویج پا جانے کے سبب توجہ نہ دی اور معیاری نعت کو آنکھیں اور کان ترس گئے تھے تاہم درد و سوز عشق رسول اور "نیاز مندی غلامان محمدؐ" کے حوالے سے بہتر طور پر موجود رہے تھے یہ الگ بات ہے کہ اس دور میں بھی حافظ مظہر الدین' اعظم چشتی' حفیظ تائب' عاصی کرنالی' عبدالعزیز خالد' ماہر القادری اور قیوم نظر جیسے شعراء نے نعت نگاری کا حق ادا کیے رکھا مگر یہ بات بھی درست ہے کہ مرحوم ضیاء الحق کے دور میں

چونکہ سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی۔ سالانہ سیرت کانفرنسیں ہوئیں۔ "محافل نعت" ہونے لگیں۔ اس طرح وہ تحقیقی عمل جو سست روی کا شکار تھا اپنے طور پر ابھر آیا۔ اگرچہ "فیشن پرستی" کے طور پر بڑے "ترنم نواز" نعت خوانوں نے "نعت شریف" کے حوالے سے کچھ سستی شہرت بھی حاصل کرلی مگر اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کیا ذوق و وجدان سے وابستہ نہ رہتے تھے تو ان کی روح آج غالب کی غزل کا سامنا کرنے سے کیوں کتراتی ہے۔ اسی طرح "درباری اور سرکاری نعت گو" کبھی بھی معیاری نعت پیش نہ کرسکتے ہیں۔ تاہم "نعت شریف" کی یہ بھی ایک برکت ہی ہے جو میرے نزدیک عاقبت سنوارنے کے لئے کچھ عاقبت اندیشوں نے از راہ توفیق خدا اس طرح حاصل کرلی۔ "نعت" بلاشبہ ہماری شعری روایت کا ایک مضبوط حوالہ ہر دور میں رہا ہے اور آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا اور اس کے لئے سرکاری سرپرستی کا کوئی "غیبی ہاتھ" ضروری نہ کبھی رہا ہے اور نہ کبھی رہے گا تاہم "سرکاری لوگوں" کو ان کی برکات و فیوض کی حیثیت کو تسلیم کرنے کا بھی ایک اجر تو ہے۔

9۔ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر ریاض مجید اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے نعت نگاری اور نعت کے حوالے سے اچھا خاصا کام کیا ہے۔ ان صاحبان کے علاوہ بھی مختلف مضامین نعتیہ مجموعوں کے پیش لفظ اور فلیپ لکھتے ہوئے جناب مجید امجد، ممتاز حسین، عبدالعزیز خالد، ڈاکٹر خالد محمود، پیر محمد کرم شاہ، شیر افضل جعفری، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، عبدالکریم ثمر، ڈاکٹر اے ڈی نسیم اور ڈاکٹر ابواللیث صدیقی و دیگر صاحبان علم و دانش نے نعت کی اصطلاحی و لغوی حیثیت موضوعی تجزیہ، لوازمات نعت، معیاری نعت گوئی کے اجزائے ترکیبی، قدیم و جدید نعت، نعت نگاری میں حسن و سیرت مصطفےٰ اور بطور "فن" کے نعت کے حوالے سے قابل قدر کام کیا ہے۔ راجا رشید محمود ماہنامہ "نعت" نکالتے ہیں۔

10۔ میں نے اپنی پہلی نعت میں ہی یہ لکھا تھا۔

بہت سوں کو تم نے بلایا ہے آقا   بلا لو نا مجھ کو بھی شاہ مدینہ
مدینے کو جاؤں میں کس منہ سے "شوکت"   کہاں میرے آقا کہاں میں کمینہ

لو جی میرے آقا میرے مولا نے مجھ پر کرم خاص فرما دیا اور میں "حضوری" کے مرتبہ سے سرفراز ہوا۔ دو تین سال تک جو نعتیں لکھیں ان میں ایسی ہی خواہش تھی کہ۔

مجھ کو اک بار مدینے میں بلا لو آقا   لوٹ آنے کی دعا میں نہیں کرنے والا

آخر کار مجھے میرے آقا نے مدینے بلا لیا۔ میں گنہگار پھر اس سال آقا کے حضور نعت پیش کروں گا۔ انشاء اللہ پچھلے سال جب حج بیت اللہ سے واپس آنے لگا تو دل کی بات بتاؤں جتنا دکھ روضہ رسولؐ سے بچھڑنے کا ہو رہا تھا اتنا دکھ طواف وداع کے بعد خانہ کعبہ سے الوداعی نظری مصافحہ کرنے پر نہیں ہوا۔

11۔ جی ہاں بفضل تعالیٰ و صدقہ رسولؐ میں نے ۱۹۹۲ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور روضہ رسولؐ پر بھی حاضری دی۔ کافی عرصہ سے نعتیں لکھ رہا تھا۔ ایک کسک سی تھی کہ آقا کیوں طلب نہیں فرماتے؟ آخر کیوں بلاوا نہیں آتا؟ ۱۹۹۱ء میں جب میں فرنٹیئر پولیس سے واپس پنجاب پولیس آیا تو پیر آف مکھڈ شریف سے کوہاٹ میں ملنے گیا ان سے بھی جب انہوں نے نعت سنانے کی فرمائش کی تو یہی دکھ بیان کیا۔ فرمایا تو سید زادہ ہے۔ اب نماز مغرب کا وقت

ہونے والا ہے۔ نماز پڑھ اور رسول اللہ سے یہ گزارش کر کہ یا رسول اللہ آپ میرے جد ہیں' نانا ہیں۔ میں بڑا بدکار گنہگار ہوں مگر آپ کا بیٹا ہوں۔ مجھے کیوں نہیں طلب فرماتے۔ لوجی پانچ چھ منٹ بعد مغرب کی اذان ہوئی' وہیں نماز پڑھی۔ نماز ختم کرتے ہی عجیب سی کیفیت ہو گئی۔ سر گھٹنوں میں دبا کر بیٹھ گیا اور روتا رہا بار بار منہ سے یہی الفاظ ادا ہوتے رہے کہ یا رسول اللہ میں تو آپ کا بیٹا ہوں۔ گنہگار ہوں مجھے اللہ سے بخشوا دو اور آپ مجھے اس بار اپنے روضہ پر حاضری دینے کا بندوبست خود فرما دیں۔ کافی دیر ہو گئی روتا رہا اور دل اتنی بری طرح دھڑکتا رہا کہ اب تو وہ ساری کیفیت عجیب سی لگتی ہے جب اس کا خیال آتا ہے کہ پیر صاحب پیر آف گھمکول خود تشریف لائے اور میں نے دیکھا کہ وہ میری پشت پر تھپکی دے رہے ہیں۔ کہنے لگے "جا! اس مرتبہ رسول پاکؐ نے تجھے بلا لیا ہے۔ اب دنیا داری چھوڑ دینا اور دیکھو باپ روٹھ کر بھی باپ رہتا ہے نا۔ تم مدینہ شریف جانا اور اس طرح جانا کہ جیسے ندامت سے بھرا ہوا بیٹا نادم اور پریشان' روٹھے ہوئے باپ کے پاس جاتا ہے۔ تو پھر دیکھنا کہ روٹھا ہوا باپ کس طرح اپنے بیٹے کو سینے سے لگائے گا۔ میں یہاں ساہیوال آیا۔ کچھ دنوں کے بعد حج کا سیزن آ گیا' درخواست دے دی اور رسول پاکؐ نے اللہ تعالیٰ سے منظور کرا دی۔

ہاں ایک دن جمعرات کی صبح نماز فجر کے بعد مواجہ شریف کے سامنے درود و سلام پڑھ کر ایک نعت جو مسجد نبوی میں حاضری سے ایک دن پہلے لکھی تھی پیش کی جب مقطع پر پہنچا کہ

مجھ سا گنہگار مدینے میں "ہاشمی" سارا کرم ہے سید والا تبار کا

تو بے تحاشا رو پڑا۔ منہ سے اتنا نکلا میرے "آقا' میرے مولا' میرے بابا' میرے نانا بڑا بے سکون ہوں سکون بخش دو تو عجیب واقعہ ہوا کہ پیچھے سے میرے والد محترم سید ممتاز علی شاہ صاحب جو حج پر میرے ہمراہ دیگر ساتھیوں کے ساتھ موجود تھے' نے مجھے آ کر کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا بیٹا خوب رو لینا سارے آنسو بہا لینا اپنے اندر کو دھو لینا۔ تیرا نانا' تیرا بابا تیرے سامنے ہے۔ یہ غسل صحت ہے تیرے لئے اور اگر کوئی آنسو چرا لیا یا بچا لیا تو پھر اس آنسو کا گنہگار ہو جائے گا اور بیٹا وہ آنسو تجھے ساری عمر بخشے گا نہیں۔ وہ یہ کہتے جا رہے تھے اور خود بھی رو رہے تھے۔ اللہ اللہ بس پھر ایسا اطمینان قلب حاصل ہوا کہ

اب میں ہوں اور سارا زمانہ ہے "ہاشمی" پھر بھی گزر رہی ہے نہایت سکون سے

۱۲۔ میں اس سلسلہ میں اعتدال اور توازن کو اس لیے اہمیت دیتا ہوں کہ نعت نگاری میں اظہار کی پاکیزگی اور عظمت خیال کے ساتھ ساتھ دنیا کے مسائل جس انداز میں بیان کیے جائیں اس میں سوء ادب کا کوئی پہلو قطعاً" نہ آئے۔

۱۳۔ میں جو نعت لکھتا ہوں وہ بطور تبرک فن پارہ کے لکھتا ہوں۔ میں نے اس سلسلہ میں کبھی کوئی دعویٰ نہیں کیا کہ یہ خالص دل کا معاملہ ہے اور جنون بے سروساماں کا معاملہ ہے۔ تاہم میں صرف اس خیال سے یہ مبارک کام کرتا ہوں کہ رسول پاکؐ کی حیات طیبہ اور ذات اقدس کو جدید دور کے جدید انسان کے تمام تر مسائل کے حل کے ضمن میں بطور مثال اول و مثال آخر زمانے کے سامنے لا سکوں۔ دعا ہے کہ رسول پاکؐ میری ان کاوشوں کو قبول فرمائیں۔

۱۴۔ دونوں حوالے بہت مقدس اور مبارک ہیں اور خوش نصیبوں کو حاصل ہوتے ہیں اور اس کی خوش قسمتی کا کیا کہنا کہ جس میں یہ دونوں سعادتیں یکجا ہو کر اس کے لیے سامان نجات بن جائیں۔ میں نعت خوانی (ترنم) کی سعادت نہیں

رضا غرض نعت نگاری کی جو سعادت رسول پاک نے مجھے عطا کی ہے اور میرے رب نے اس کی توفیق دی ہے میں اسی پر بڑا نازاں ہوں اور یہی وسیلہ نجات بھی ہے میرے لئے۔

۱۵۔ مجھے جہاں جانے کا موقع ملتا ہے۔ جہاں کہیں بھی رہا ہوں وہاں نعتیہ مشاعرے اور محافل نعت کا انعقاد کرانا اپنی بخشش کا سامان سمجھتا رہا ہوں۔ نعت نگار کی حیثیت سے اپنی نعت نگاری کی طرف زیادہ توجہ دے رکھی ہے۔ محافل نعت میں خود بھی شریک ہونے کی سعادت حاصل کرتا رہا ہوں۔ ملک کے مختلف نعت خواں حضرات سے مسلسل رابطہ رکھے ہوئے ہوں۔ ان کی شفقت ہے کہ وہ مجھ سے خلوص رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مزید کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔

۱۶۔ میں ثنا خوانِ رسول ہوں یہی میری سب سے بڑی خوش بختی ہے۔ نسل نو کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ میں تاریخ، سیاسیات، ادب، معاشیات، فلسفہ اور قانون کا طالب علم رہا ہوں۔ یونیورسٹی کی سطح پر ایم اے کی کلاسز کو پڑھاتا بھی رہا ہوں۔ اپنی بساط بھر پڑھا بھی ہے مگر نچوڑ جو میری عمر رواں کا ہے وہ یہ ہے کہ اگر آپ بچے ہیں تو اپنا بچپن رسول پاک کے بچپن کی طرح گزاریں اگر آپ لڑکپن میں ہیں تو اپنا لڑکپن رسول پاک کے لڑکپن کی طرح گزاریں اگر آپ جوان ہیں تو اپنی جوانی رسول پاک کی جوانی کی طرح گزاریں۔ سیرت سرکار دو عالم کا مطالعہ اگر ہر روز صبح کر لیا کریں تو انشاء اللہ تمام عمر تمام آفات سماوی و ارضی اور مشکلات سیاسی و معاشرتی سے آپ محفوظ رہیں گے بس عشق رسول کو اپنی زندگی سمجھیں۔

اخلاق عاطف (سرگودھا)

اخلاق عاطف (پ ۱۹۵۸ء) پیشے کے اعتبار سے کمرشل آرٹسٹ ہیں۔ شعر کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ اردو اور پنجابی میں نظم اور غزل کے ساتھ ساتھ نعت بھی لکھتے ہیں۔ "قریہ قریہ خوشبو" ان کا مجموعہ نعت ہے۔ ڈاکٹر خورشید رضوی نے اخلاق عاطف کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے ایک جگہ لکھا ہے۔ "زندگی کے امیدوں اور سنگین حقائق کی کڑی دھوپ میں چلتے چلتے، جب عاطف کا دل اور اس کے پاؤں یکساں طور پر فگار ہو جاتے ہیں تو یکایک ایک ابر اس کے سر پر چھا جاتا ہے۔ یہ ابر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جاودانی جذبوں سے عبارت ہے جو دنیا کے دکھوں کی سموم آلود فضا میں تریاق کی حیثیت رکھتا ہے۔ اخلاق عاطف اس ابر کرم اسی تریاق کے حوالے سے نعت کہتا ہے اور اس کی برکت سے کلفتوں کو راحتوں میں تبدیل ہوتے دیکھتا ہے۔"

اخلاق عاطف کی نعت کے حوالے سے دوسری اہم خدمت "جانِ رحمت" کی اشاعت ہے جس میں اس نے ضلع سرگودھا کی نعتیہ شاعری کا انتخاب پیش کیا ہے۔ "گل عقیدت" سرگودھا شہر کے شعراء کا نعتیہ انتخاب ہے جبکہ رہبر کامل کے نام سے سیرت النبی پر مشتمل مضامین کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

۱۔ میں بچپن ہی میں والد کے سایہ سے محروم ہو گیا۔ بچپن اور نوجوانی انتہائی ناگفتہ بہ حالات میں گزرے۔ ظاہر ہے بے سہارا انسان کسی سہارے کا زیادہ متلاشی ہوتا ہے چاہے وہ کوئی آئیڈیل ہستی ہو۔ یا مہربان شخصیت۔ دوران تعلیم آنحضرت کے اوصاف حسنہ کتابوں میں پڑھے اور باشعور ہو کر ان کی سیرت کا مفصل مطالعہ کیا تو یہی چیز مجھے مائل بہ نعت کر گئی۔ پہلی نعت کے چند شعر۔

چشمۂ رشد و ہدایت علم و رفعت آپ ہیں ہم تو ہیں جھوٹے فسانے بس حقیقت آپؐ ہیں
کون ہے بحرِ جہاں میں آپؐ سا درِ یتیم عظمتیں قرباں ہیں جس پر وہ عظمت آپؐ ہیں
ایک صف میں کر دیئے اعلیٰ و ادنیٰ آپؐ نے ساری دنیا کے لئے درسِ اخوت آپؐ ہیں

۲۔ علامہ بوصیری، احمد رضا خان بریلوی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔

۳۔ عقیدت اور صرف عقیدت۔

۴۔ حدِ ادب بہرحال ملحوظ رہنا چاہیے۔

۵۔ وحدانیت اور رسالت میں بہرحال ایک فرق موجود ہے۔ خدا، خدا ہے اور بندہ چاہے نبی آخر الزماں ہی ہو، بہرحال بندہ ہے اور اسی طرح بندے اگرچہ بندے ہیں لیکن نبی اکرم ہر طور سے بندوں سے امتیازی وصف اور احترام کے حامل ہیں۔ اپنے اشعار میں عام بندے، نبی اکرمؐ اور خدا تعالیٰ کے مقام اور احترام کا خیال رکھنا اور اسے نبھانے کی سعی کرنا "تلوار کی تیز دھار" پر چلنے کے مترادف ہے۔

۶۔ نعت بنیادی طور پر اظہارِ عقیدت سے عبارت ہوتی ہے لیکن دیکھنے والا، عموماً اپنے حالات کے تحت مضمون باندھتا ہے۔ میرا خیال ہے حالات کے فرق کو ہم قدیم اور جدید کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ البتہ نعت گوئی میں نئے استعارے اور نئے نئے مضامین سامنے آتے رہتے ہیں جسے ہم نعت کا جدید رنگ کہہ سکتے ہیں۔

۷۔ اظہارِ عقیدت کسی بھی پیرائے میں ہو سراہے جانے کے قابل ہوتا ہے۔

۹۔ تنقید نعت گو کے اسلوب پر کی جا سکتی ہے مضمون پر نہیں۔ تحقیقی کام جتنا کچھ ہوا ہے قابلِ تحسین ہے اور اس کی اہمیت کئی حوالوں سے مسلمہ ہے۔

۱۰۔ یہ تمنا تو مدام رہتی ہے بالخصوص نعت کہتے ہوئے اس محرومی کا احساس بہت شدت سے ہوتا ہے۔

۱۱۔ خدا کرے کہ سعادت نصیب ہو۔ پھر اس کیفیت کو الفاظ میں ڈھال سکوں گا۔

۱۲۔ میں نعت کہتے ہوئے سیرتِ مصطفیٰؐ کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں اس میں کتنا کامیاب رہا ہوں اس کا اندازہ پڑھنے والے میرے مجموعہ "قریہ قریہ خوشبو" سے لگا سکتے ہیں۔

۱۳۔ میں نے ضلع سرگودھا کے شعراء کا اردو، فارسی اور پنجابی کلام "جانِ رحمت" کی صورت میں یکجا کیا ہے۔

۱۴۔ نعت گو، نعتوں کے پھول کھلاتا ہے اور نعت خواں ان کی خوشبو دور و نزدیک پھیلاتا ہے۔ افسوس میں خوشبو پھیلانے کی سعادت سے محروم ہوں۔

۱۵۔ "گلِ عقیدت" "رہبر کامل" اور "جانِ رحمت" ایسے مجموعہ نعت مرتب کئے ہیں، "قریہ قریہ خوشبو" کے نام سے اپنا مجموعہ نعت پیش کیا ہے اور ۱۹۸۶ء سے تا حال ہر سال سالانہ نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد کراتا ہوں۔

۱۶۔ نسلِ نو کو چاہیے کہ اپنے مستقبل کو اجالنے کے لئے سیرتِ مصطفیٰؐ کا بغور مطالعہ کرے کہ اس سے بہتر رہنمائی کا تصور ہی ناممکن ہے۔

سید گل محمد شاہ بخاری (شہداد کوٹ)

سید گل محمد شاہ بخاری (پ ۲۰ اگست ۱۹۶۰ء) اسلامی کلچر، سیاسیات، تاریخ اور سندھی ادب میں ایم۔ اے کر چکے ہیں۔ ان دنوں شہداد کوٹ کالج میں پڑھاتے ہیں۔ سیرت اکیڈمی، سیرت لائبریری اور مرکز تعلیم القرآن کے ذریعے شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ میں فروغ نعت و سیرت کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ کئی ایک دینی اور علمی اداروں سے وابستہ ہیں۔ تین سے زائد نظم و نثر میں کتب تحریر کر چکے ہیں۔ جن میں درسی کتب کے علاوہ نعت کے حوالے سے تین شعری مجموعے بھی ہیں جو طبع ہو چکے ہیں۔ سندھی نعتیہ شاعری میں انتہائی چھوٹی عمر میں ایک بڑا مقام حاصل کر چکے ہیں ۱۹۹۱ء میں اپنی کتاب "ذکر رسول" پر حکومت پاکستان سے اول انعام اور سند امتیاز حاصل کر چکے ہیں۔ نثر میں بھی سیرت رسول پر کئی ایک کتب سندھی زبان میں طبع ہو چکی ہیں۔ سندھی زبان میں مکمل نعتیہ دیوان آپ کا ہی شائع ہوا ہے۔ قدرت نے نعت گوئی کے ساتھ ساتھ تحریر و تقریر کی دولت سے بھی نوازا ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی پر کئی ایک تقاریر بھی نشر ہو چکی ہیں۔ سندھی زبان میں نعتیہ شاعری کے تین کتاب زیر طبع ہیں۔ سید گل محمد شاہ بخاری ہماری نوجوان نسل میں نعت و سیرت کے حوالے سے جس اعلیٰ مقام کو حاصل کر چکے ہیں اس سے یقیناً توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ اس میدان میں ابھی اور بھی بہت سی خدمات سرانجام دیں گے۔

۱۔ میں بچپن سے ہی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر بہت پڑھتا رہا ہوں اس لئے دل پر الحمدللہ سیرت پاک کے نقوش قائم ہیں۔ بس وہی جذبہ تھا جس کی وجہ سے شاعری شروع کی اور میری شاعری کی ابتداء بھی حمد و نعت سے ہوئی اور تمنا ہے کہ زندگی کی آخری شاعری بھی حمد و نعت ہو۔

۲۔ اردو میں ماہر القادری اور مولانا ظفر علی خان اور مولانا حبیب اللہ شہداد کوٹی سے اور سندھی میں مولانا حبیب اللہ شہداد کوٹی سے نسبتاً زیادہ متاثر ہوں۔

۳۔ میرا مشاہدہ ہے کہ کوئی مقرر اور واعظ سیرت پاک پر کتنی ہی جاندار تقریر کرے اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا کسی اچھے نعت خواں کی نعت پڑھنے کا۔ اس لئے مسلمانوں و خصوصاً نوجوان نسل کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ابھارنے کے لئے نعت کی اشد ضرورت ہے۔

۴۔ نعت گو کو قرآن، حدیث اور سیرت پاک کا علم ہونا چاہیے ورنہ کہیں بھی پھسل جانے کا خطرہ ہر آن موجود رہتا ہے۔ اس کو افراط و تفریط سے بہت بچنا چاہیے۔ نعت میں عشق رسول شرط اول ہے اور پھر عشق رسولؐ میں اعتدال ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ عشق رسولؐ میں کوئی اتنا تیز ہو جائے کہ خدا کی ذات بھی زد میں آ جائے۔

۵۔ نعت میں نے قرآن، حدیث اور سیرت پاک کا مطالعہ کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اسلامی عقائد میں کون سی باتیں مطلوب ہیں۔ میں اپنا ہر ایک شعر قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھتا ہوں اور پھر اس میں عقیدہ اور ایمان کو بھی دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے اس دھار پر بخیر و سلامتی گزر جاتا ہوں۔

۶۔ میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔

۷۔ جو صنف جس علاقے میں رائج ہے اسی میں نعت کہنا معیوب نہیں ہے۔ بندہ مومن تو ہر ایک مقام اور موقع پر

وہاں کے لوگوں کے مزاج کے مطابق اپنی دل کی بات کرتا ہے۔ لہٰذا نعت کو بھی جس طرح چاہے پیش کرے لیکن میں برصغیر پاک و ہند کے نعت گو شعراء سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ عروضی شاعری میں طبع آزمائی کریں۔ دل کے جتنے جذبات عروضی شاعری میں پیش کیے جاتے ہیں اور سامعین جس سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں وہ بھی عروضی شاعری ہے۔

۸۔ میں اس سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں۔ جس ضیاء الحق کو آپ فقط مرحوم لکھتے ہیں میں اسے شہید ضیاء الحق لکھتا ہوں۔ جن کی بہت ہی باتوں سے مجھے شدید اختلاف رہا لیکن نعت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی خدمات کا میں مداح ہوں۔

۹۔ اس کی حیثیت اور افادیت تو ضرور ہے لیکن افسوس کہ جتنا کام ہو جانا چاہیے تھا وہ ابھی تک نہیں ہوا۔

۱۰۔ یہ چیز دل سے تعلق رکھتی ہے جس کو قرطاس پر منتقل کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔

۱۱۔ رو رہا ہوں دعا کریں حاضری کی سعادت نصیب ہو۔

۱۲۔ میں جمال مصطفیٰ اور سیرت رسول کے ساتھ پیغام مصطفیٰؐ کو بھی بہت اہمیت دیتا ہوں۔

۱۳۔ سندھی زبان کے مروج ۵۲ حروف کے مطابق میں نے نعتیہ دیوان لکھا ہے۔ جو "سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم" کے نام سے آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جو سندھی زبان کی تاریخ میں پہلا کارنامہ ہے اس کے علاوہ میں نے اپنی کتاب "ذکر رسول" میں ایک طویل نظم "اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان سے درج کی ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سو اسماء گرامی شامل ہیں۔ یہ بھی سندھی زبان میں ایک نیا کارنامہ ہے۔

۱۴۔ دل سے جو بات نکلتی ہے وہ اثر رکھتی ہے۔ باقی 'الحمد للہ' میں ترنم سے نعت پڑھتا ہوں لیکن پیشہ ور لوگوں کی طرح مساجد یا محافل میں نہیں۔ اکثر مشاعروں میں بھی نہیں ــــــ لیکن اپنے چند اور محدود دوستوں کے درمیان۔

۱۵۔ میں نعت گو شعراء تیار کر رہا ہوں۔ نعتیہ مشاعروں کا اہتمام کر رہا ہوں۔ نعتیہ شاعری کی کتب طبع کروا رہا ہوں۔

۱۶۔ پیغام یہی ہے کہ عشق رسالتمآب عام کریں اور سیرت رسول پر عمل پیرا ہوں۔ قرآن و حدیث کا مطالعہ ہو کیونکہ اسی میں دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔

علیم الدین علیم (میرپور)

علیم الدین علیم کو قدرت نے نعت گوئی کی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ نعت خوانی کے اعزاز سے بھی سرفراز کیا ہے۔ نعت میں عقیدت و احترام کے جذبوں کی پاسداری علیم کی نعتیہ شاعری میں بطور خاص ملتی ہے۔

۱۔ میں مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں۔ نعت گوئی اسی گھریلو ماحول کی عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے نعت گوئی کے علاوہ ترنم سے نعت پڑھنے کا اعزاز بھی عطا کیا ہے۔

۲۔ یوں تو تمام نعت گو قابل احترام ہیں کہ وہ اللہ کے محبوبؐ کی توصیف میں کچھ لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۳۔ نعت گو شعراء کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ ادب کے دامن کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

۷۔ جو تجربات ہو رہے ہیں' اس کے لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ وہ اس لئے کہ تجربہ دل کو نہ بھائے تو بیکار ہے۔

۱۰۔ نعت لکھتے وقت جب میں عالم تنہائی میں ہوتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ مجھ پر کرم خاص ہو رہا ہے۔ جی چاہتا ہے

کہ یہ نعت روضہ رسولؐ پر ہوتی۔ یہ کیفیت بارہا گزری۔ روضہ رسول پر حاضری کی تمنا اس وقت شدت سے محسوس ہوتی ہے جب قافلے حج کے لئے روانہ ہوں:

قافلے چل دیئے طیبہ کو میں روتا ہی رہا　　　اور کچھ نہ سہی گرد سفر دیکھ تو لوں

۱۱۔ ابھی تک روضہ رسول کی تمنا لیے ہوئے ہوں۔

۱۲۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں بڑا فرق ہے۔ لیکن دونوں ہی قرب رسول کی سعادت حاصل کرنے کی تگ و دو میں رواں دواں ہیں۔ بفضل خدا میں نعت کہتا ہوں اور ترنم سے پڑھتا بھی ہوں۔

۱۶۔ مجھے رب العزت نے ثنا خواں رسول بنایا ہے۔ یہ پروردگار کا بڑا احسان عظیم ہے۔ نسل نو کے لیے میرا پیغام کہ اگر پروردگار کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہے تو اس کے حبیبؐ کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دیں کیونکہ پروردگار اپنے پیارے کی محبت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔

پیرزادہ حمید صابری (لاہور)

پیرزادہ حمید صابری ریڈیو پاکستان لاہور کی سکرپٹ لائبریری سے وابستہ ہیں۔ قدرت نے حفظ قرآن کی صلاحیت سے بھی نوازا ہے۔ مذہبی ماحول کے زیر اثر شاعری میں زیادہ تر نعت ہی لکھتے ہیں۔ "کلید" کے نام سے مجموعہ نعت زیر ترتیب ہے۔ نعت زیادہ تر نظم اور غزل کے پیرایہ اظہار میں ہی قلمبند کی۔ تجلیات اور جمال رسولؐ جیسے موضوعات ان کی نعتیہ شاعری میں عام ملتے ہیں۔

۱۔ چشتیہ صابریہ پیر خاندان کے چشم و چراغ ہونے کے ناطے۔ مجھے عشق رسول ورثے میں ملا۔ چونکہ میرا گھرانہ خالصتاً ایک مذہبی گھرانہ ہے۔ گھر میں اکثر حضور نبی پاکؐ کا ذکر خیر رہتا ہے۔ مسجدوں اور دینی جلسوں میں سرکار کلؐ کی میٹھی میٹھی باتوں سے میری سماعت کی شناسائی یوں بھی دیرینہ ہے۔ لہٰذا میری طبیعت لڑکپن ہی سے والہانہ طور پر نعت رسول مقبولؐ ہی کی طرف مائل ہو گئی اور جو اشعار میں نے سب سے پہلے کہے' وہ نعت شریف ہی کے تھے۔

غم کا علاج آپؐ ہیں' غمخوار آپؐ ہیں　　　قدموں پہ جن کے سر ہے' وہ سرکارؐ آپ ہیں
اپنے "حمید" پر بھی خدا را ہو اک نظر　　　اے رحمت تمام' نظر دار آپؐ ہیں

۲۔ دراصل قدیم اساتذہ میں حضرت امیر مینائی اور جدید میں حضرت حافظ مظہرالدین سے متاثر ہوں۔

۳۔ نعت لکھتے وقت جہاں محبوب کائنات حضور نبی کریم کی جمالیاتی تصویر کاری شاعر کا منشا ہوتی ہے وہاں سیرت اقدس کے حوالے سے اصلاح معاشرہ اور کردار مسلم کی ارتباطی تشکیل بھی لازمی ہونی چاہیے۔

۴۔ حمد' سلام' منقبت' مرثیہ' نوحہ اور نعت رسول اکرم ایسی اصناف سخن ہیں' جن میں تدریج مدارج کا خیال نہایت ضروری ہے۔ مذکورہ اصناف سخن اپنا اپنا علیحدہ مزاج رکھتی ہیں۔ دور حاضر میں تدریج مدارج کا خیال بہت کم رکھا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نعت رسول کہنا اور مقام رسالت پر بات کرنا بہت مشکل کام ہے اور سراپا مظہر و موجب ہونے

کی ضرورت ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے اور سرکار کائنات اس کی مخلوق میں افضل ترین مقام رکھتے ہیں۔ خالق کو خالق اور مخلوق کو مخلوق ظاہر کرنا اور محب و محبوب کی قربت اور عظمت کا کامیابی سے اظہار کر دینا ہی اصل نعت سمجھتا ہوں کہ یہی تعلیم خدا و رسول ہے۔

۶۔ جدید اور قدیم کا فرق مسلمہ ہے۔ قدیم نعت میں صرف عشق رسول' جمالیات رسول کا پر تو ملتا ہے اور جدید نعت میں جمالیات کے ساتھ ساتھ سیرت رسول کے حوالے سے بات کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور یہی جدید نعت ہے۔

۷۔ میں ذاتی طور پر ان تجربات کو تضیع اوقات سمجھتا ہوں۔

۸۔ دور حاضر میں بیشتر تخلیقات نعت پر مبنی ہیں اور جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے زمانے میں واقعی نعت گوئی کو فروغ حاصل ہوا ہے۔

۹۔ نعت کے باب میں تنقید و تحقیق پر جتنا کام ہونا چاہئے تھا' اتنا نہیں ہوا اس سلسلے میں ڈاکٹر آفتاب احمؒ نقوی اور ڈاکٹر ریاض مجید کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

۱۰۔ جب بھی کوئی حاضری کے اشعار سناتا ہے یا کوئی خوش نصیب زیارت کے لئے جاتا ہے تو اس وقت حاضری کی آرزو پہلو میں چٹکیاں لینے لگتی ہے۔ دل مچلنے لگتا ہے دراصل روضہ رسول پر حاضری کی تمنا' جیتے جاگتے نہ سہی مگر خواب میں تو پوری ہو چکی ہے۔ البتہ جاگتی آنکھوں سے زیارت کی تڑپ ابھی باقی ہے۔ میں سمجھتا ہوں روضہ رسول پر حاضری کی تمنا ہی نعت کا باعث ہوتی ہے۔

۱۱۔ تاحال روضہ رسول پر حاضری اور حج بیت اللہ کی سعادت کے لئے مثل ماہی بے آب بے چین و بے تاب لمحات زیست گزار رہا ہوں۔

۱۲۔ میں ذاتی طور پر نعت میں دونوں رویوں کو پسند کرتا ہوں۔ نعت میں اعتدال کا ہونا نعت کو معیاری بنا دیتا ہے۔ نعت میں جمال رسولؐ کے ساتھ ساتھ بیان سیرت پاکؐ بھی ناگزیر ہے۔

۱۳۔ نعت خواں ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی حافظ قرآن عربی سے لاعلمی کی بنا پر قرآن سنائے۔ اور نعت گوئی بحر عشق رسالت میں ڈوب کر کی جاتی ہے نعت گو اپنے فکری رجحان کو خوب سمجھتا ہے جو بہت کم نعت خوانوں کے حصہ میں آتی ہے۔

۱۵۔ نعتیں کہیں اور شائع کرائیں۔ نعتیہ محفل کا انعقاد' بچوں میں نعتیہ مقابلہ کی محفل ہر سال باقاعدہ منعقد کرانا۔

۱۶۔ نسل نو کے لئے میرا مختصر سا پیغام یہ ہے کہ اپنے اندر خوف خدا اور محبت رسولؐ پیدا کریں۔ میں سمجھتا ہوں اس طرح ہمارا دنیا میں بھی بھلا ہو گا اور آخرت میں بھی۔

عزیز الدین خاکی (کراچی)

عزیز الدین خاکی (پ ۲۰ فروری ۱۹۶۶ء) نعت گو اور نعت خواں ہیں۔ "ذکر صلی علی" کے نام سے مجموعہ نعت طبع ہو چکا ہے "انوار مدینہ" اور "نور ابدی" نعت کے انتخاب ہیں جو شائع ہو چکے ہیں نعت گوئی اور نعت خوانی میں مختلف اداروں اور تنظیموں کی طرف سے کئی انعامات و اعزازات سے نوازا گیا ہے۔ فروغ نعت کے سلسلہ میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔

۱۔ میں نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ خالصتاً" مذہبی تھا۔ میرے ماموں محمد بخش (مرحوم) بہت اچھے نعت گو اور نعت خواں تھے۔ مجھے بزرگوں کی محبت نے اس طرف مائل کیا میرے والدین نے اس معاملے میں میری بہت رہنمائی کی ہے خود میری والدہ بھی اچھی نعت شریف پڑھتی ہیں یوں مجھے ابتداء سے ہی نعت خوانی و نعت گوئی سے شغف رہا ہے۔ سب سے پہلے جو نعت کہی' اس کے چند شعر یہ ہیں :

رب کا پیغام لانے والا ہے — سب کے دل میں سمانے والا ہے
وہ ہے سرتاپا رحمتوں والا — سارے عالم پہ چھانے والا ہے
اس کی توصیف کیا کرے "خاکی" — جو سرِ عرش جانے والا ہے

۲۔ امام احمد رضا خاں' مولانا حسن رضا خاں' بیدم شاہ وارثی' محمد علی ظہوری' حافظ مظہر الدین' یامین وارثی (میرے استاد) اور ان کے علاوہ ہر نعت گو شاعر میری آنکھ کا تارا ہے کیونکہ وہ سرکار کے ذکر میں مشغول ہے۔

۳۔ نعت لکھنا' نعت پڑھنا اور نعت سننا حضورؐ سے وابستگی کی دلیل ہے۔

۴۔ شاعر کو اور خاص طور سے نعت گو کو بناوٹ اور مبالغے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۶۔ میں دونوں سے اتفاق کرتا ہوں۔

۷۔ اس کے جواب میں بھی میں یہی عرض کروں گا کہ تجربات ہوتے رہیں کیونکہ اس سے نعت شریف کے فروغ میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

۸۔ یقیناً" یہ دور نعت کا دور ہے اور آپ نے اگر شہید ضیاء الحق صاحب کا نام لے ہی لیا ہے تو جناب یہ بات روز روشن کی مانند عیاں ہے کہ نعت خوانی و نعت گوئی کو جس قدر فروغ ضیاء صاحب کے دور میں ملا ہے ماضی قریب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ضیاء الحق (شہید) خود بھی ایک عاشق رسول تھے اور شعبہ نعت کی بہت زیادہ سرپرستی کیا کرتے تھے یہاں اس بات سے اندازہ لگایئے کہ ضیاء صاحب کے دور میں شعبہ نعت کے لئے بھی ایک صدارتی ایوارڈ ہوا کرتا تھا۔

۱۰۔ اس کا اظہار میں نے ایک نعت شریف میں یوں کیا ہے کہ :

ایک رحمت کا اشارہ یا نبیؐ — سبز گنبد کا نظارہ یا نبیؐ
دور رہ کر ہے جو میری کیفیت — آپ پر ہے آشکارہ یا نبیؐ
فرقتِ طیبہ میں اب یہ حال ہے — دل ہے میرا پارہ پارہ یا نبیؐ

۱۱۔ میری زندگی میں وہ تاریخ ساز گھڑی جلد آنے والی ہے۔

۱۲۔ الحمد للہ میں اپنا کلام ترنم سے پڑھتا ہوں۔

۱۵۔ فروغ نعت کے سلسلے میں اجتماعی طور پر ایک تنظیم کا قیام عمل میں لایا ہوں اس کے مقاصد میں شعبہ نعت میں نمایاں کام کرنے والے کی حوصلہ افزائی کرنا شامل ہے۔ اس کے علاوہ ذاتی طور پر المدینہ نعت سنٹر قائم کیا ہے جس میں بچوں کو نعت خوانی کی تربیت دی جاتی ہے۔

محمد ﷺ مصطفیٰ مہرِ منیرِ اوجِ عرفانی
ملی جن کے سینۂ تابناک ذرّوں کو درخشانی



